دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور جدید ترتیب کے ساتھ

[illegible]

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

[illegible]

دارالافتا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

مُدلل، مکمل

کفایت المفتی

مُفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ

جلد ششم

کتاب الطلاق

دار الاشاعت اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب وعنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

……… ملنے کے پتے ………

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نحمدالله العلی العظیم ونصلی علیٰ رسوله الکریم

اما بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد ششم قارئین کے پیشِ نظر ہے۔ جلد اوّل کے دیباچہ میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اوّل وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیۃ سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کُل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد ششم جو آپ کے پیشِ نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے:

رجسٹروں سے ۳۱۸ الجمعیۃ سے ۷۱ متفرق ۸۳ کل ۴۷۲

کفایت المفتی جلد اوّل سے جلد ششم تک کے کل فتاویٰ کی تعداد تین ہزار سولہ (۳۰۱۶) ہوئی۔

اس کے بعد انشاءاللہ جلد ہفتم آئے گی جو کتاب الوقف سے شروع ہوتی ہے۔

والحمدلله اولاً و اخراً۔

احقر حفیظ الرحمان واصف

فہرست عنوانات

کتاب الطلاق

پہلا باب ایقاع و وقوع طلاق

پہلی فصل تلفظ طلاق

(۱) شوہر طلاق کا انکار کرے اور گواہ طلاق دینے کی گواہی دیں تو طلاق واقع ہو جائے گی ۲۹
(۲) "تلاک" کے لفظ کے ساتھ طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے .... ″
(۳) کسی کے کہلوانے سے کہا "ایک دو تین طلاق دی" اور معنی نہ جانتا ہو تو کیا حکم ہے؟ ۳۰
(۴) محض دل میں خیال پیدا ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ۳۱

دوسری فصل ۔ طلاق صریح

(۵) میری اس عورت پر طلاق ہے 'طلاق ہے 'طلاق ہے' کہنے سے عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی .... ″

تیسری فصل ۔ کنایات

(۶) اگر میرے بغیر تو اپنے باپ کے ہاں ایک روز بھی رہی تو میرے کام کی نہیں 'اور میں تیرا کچھ نہیں'
بغیر نیت طلاق کہا تو کیا حکم ہے؟ ۳۲
(۷) بیوی کو "جاؤ چلی جا" کہنا .... ″
(۸) بیوی کو ماں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی ۳۳
(۹) بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ "اسے مجھ سے کچھ سروکار نہیں" "مجھ سے کوئی واسطہ نہیں" ۳۴
(۱۰) بیوی کو کہنا "اپنے باپ کے گھر چلی جا" .... ″
(۱۱) بیوی کو یہ کہنا "تجھ سے مجھے کوئی مطلب نہیں' یا "تو ہماری کوئی نہیں" ۳۵
(۱۲) تین ماہ میں نے نفقہ وغیرہ نہ دیا تو ایسی عورت سے لادعویٰ رہوں گا ۳۶
(۱۳) اپنی بیوی کے متعلق یوں کہنا کہ یہ عورت میرے لائق نہیں .... ″
(۱۴۔۱۵) لفظ چھوڑ دیا کہنے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے یا صریح؟ ۳۷
(۱۶) بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ 'میں اپنی عورت کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہوں اور میں نے اسے چھوڑ دیا"
کیا حکم ہے؟ ۳۸
(۱۷) "میرے گھر سے چلی جا" طلاق کی نیت سے کہا' تو طلاق ہو گی ورنہ نہیں ۳۹
(۱۸) بیوی کو یہ کہنا کہ "میں تم سے بیزار ہوں' میں تم سے اسی وقت علیحدہ ہوتا ہوں" ۴۰
(۱۹) سوال متعلقہ سوال سابق ۴۱
(۲۰) بیوی کو بغیر نیت طلاق یہ کہنا "نہ تو میری کوئی ہے' اور نہ میں تیرا کوئی ہوں" .... ″

عنوان — صفحہ

(۲۱) بیوی کو کہا ”تجھ کو چھوڑتا ہوں‘ میرے گھر سے نکل جا“ ۴۳
(۲۲) بیوی کو تین بار کہا ”میں نے تجھ کو چھوڑ دیا“ تو کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟ .... ”
(۲۳) بیوی کو کہا ”میں نے تجھے تھوک کر چھوڑ دیا“ ۴۴
(۲۴) بیوی کو کہا ”جا میرے گھر سے نکل جا“ تو میری ماں بہن کی جگہ پر ہے“ ۴۵
(۲۵) بیوی کو بنیت طلاق یہ کہا ”تم سے کوئی تعلق نہیں“ تو طلاق پڑ جائے گی ۴۶

چوتھی فصل ۔ نابالغ کی طلاق

(۲۶) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ۴۷
(۲۷) نابالغ کی بیوی کا زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو تو اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ .... ”
(۲۸) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ اس کے والدین کی ۴۸
(۲۹) نابالغ کی بیوی پر نہ نابالغ کی اور نہ اس کے ولی کی طلاق واقع ہوتی ہے ۴۹
(۳۰) لڑکے کی عمر پندرہ سال ہوگئی ہو تو اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ ۵۰
(۳۱) نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ اسکی طرف سے اس کا ولی .... ”
(۳۲) نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی ۵۱

پانچویں فصل ۔ نسبت یا اضافت طلاق

(۳۳) عورت کی طرف نسبت کئے بغیر طلاق کا حکم ۵۲
(۳۴) طلاق میں عورت کی طرف ظاہری نسبت ضروری نہیں ۵۳
(۳۵) بغیر نسبت کے صرف ”لفظ طلاق“ کہنے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ .... ”
(۳۶) غصہ کی حالت میں بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر زبان سے تین طلاق کا لفظ نکالا‘ تو کیا حکم ہے؟ .. ۵۴
(۳۷) بیوی کا نام بدل کر طلاق دی‘ تو طلاق واقع نہ ہوگی ۵۵
(۳۸) ایک طلاق‘ دو طلاق‘ سہ طلاق‘ کہا تو کونسی طلاق واقع ہوگی؟ ۵۶
(۳۹) غصہ کی حالت میں بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر ایک طلاق‘ دو طلاق‘ تین طلاق‘ چار طلاق‘ کہا تو کیا حکم ہے؟ ۵۷
(۴۰) بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر صرف لفظ تین طلاق کہا تو طلاق واقع نہیں ہوئی ۵۸
(۴۱) غصہ کی حالت میں تین بار کہا ”میں نے اسے طلاق دی“ تو کیا حکم ہے؟ .... ”
(۴۲) صرف طلاق‘ طلاق‘ طلاق کہنے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ ۵۹
(۴۳) تین مرتبہ کہا ”میں نے طلاق دی“ تو کیا حکم ہے؟ ۶۰
(۴۴) بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا ”ایک طلاق‘ دو طلاق‘ تین طلاق بائن“ تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ ۶۱

عنوان	صفحہ
(۴۵) بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر تین مرتبہ یہ الفاظ کہا طلقت طلقت طلقت تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۶۴
(۴۶) بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا "لو طلاق، طلاق، طلاق" تو کیا حکم ہے؟	۶۵

چھٹی فصل۔ کتابت طلاق

عنوان	صفحہ
(۴۷) ثالث نے طلاق نامہ لکھوایا اور شوہر سے انگوٹھا لگوایا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۶۶
(۴۸) زبردستی طلاق نامہ پر دستخط لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی	۶۷
(۴۹) تم کو طلاق دیتا ہوں طلاق ہے، طلاق طلاق ہے، لکھ کر بیوی کو بھیج دیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	〃
(۵۰) تحریری طلاق لکھنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے	۶۸
(۵۱) شوہر نے طلاق نامہ لکھوا کر اس پر انگوٹھا لگایا اور دو گواہوں کی گواہی کرائی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟	۶۹
(۵۲) طلاق نامہ لکھوایا اور دستخط بھی کیا تو طلاق واقع ہو گئی	۷۰
(۵۳) والد نے منشی سے طلاق نامہ لکھوایا، اور دھوکہ دیکر شوہر سے دستخط کرایا تو طلاق واقع نہیں ہوئی.	۷۱
(۵۴) جبراً طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، بشرطیکہ منہ سے الفاظ طلاق نہ کہے ہوں	۷۳

ساتویں فصل۔ انشاء، اخبار، اقرار

عنوان	صفحہ
(۵۵) شوہر کو کہا گیا "تو کہہ کہ ہم نے فلاں کی لڑکی کو طلاق دی" اس نے جواب میں کہا ہم نے قبول کیا تو کیا حکم ہے؟	〃
(۵۶) شوہر نے محض والد کے ڈر سے کاغذ لکھ دیا، جب رجسٹرار نے شوہر سے کہا کہ تم نے طلاق دے دی ہے، تو اس نے کہا ہاں دے ہی دی ہے تو کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۷۴
(۵۷) سادے اسٹامپ کاغذ پر شوہر نے دستخط کیا، اور اس کے علم کے بغیر اس کی بیوی کے لئے طلاق نامہ لکھوا کر بھیج دیا گیا تو طلاق واقع نہیں ہوتی	۷۵
(۵۸) جب تک طلاق کا تلفظ زبان سے نہیں کیا، محض خیال پیدا ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوتی	۷۶
(۵۹) بیوی کو طالقن کہہ کر خطاب کرنے سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں	۷۷
(۶۰) شوہر نے اپنی والدہ سے کہا "اگر تم فلاں کام نہ کرو، تو میں اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدوں گا" تو کیا حکم ہے	۷۹
(۶۱) "میں اس کو طلاق دیتا ہوں" کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۷۹
(۶۲) شوہر نے ایک، دو، تین طلاق کہا تو کیا حکم ہے؟	۸۰

آٹھویں فصل۔ مطلقہ کا حق میراث

عنوان	صفحہ
(۶۳) مرض الموت میں شوہر نے بیوی کو طلاق دیدی تو بیوی کو میراث ملے گی یا نہیں؟	۸۱

عنوان	صفحہ
نویں فصل ۔ حاملہ کی طلاق	
(۶۴) حالت حمل میں بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی ہے	۸۲
(۶۵) حالت حمل میں طلاق دینے کے بعد بیوی کے نان و نفقہ اور بچوں کی پرورش کا حکم	〃
(۶۶) حمل کی حالت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟	۸۳
دسویں فصل ۔ عورت کا اخبار' یا انکار' یا لا علمی	
(۶۷) بیوی طلاق اور عدت گزارنے کا دعویٰ کرتی ہے' تو کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۸۴
(۶۸) تین طلاق کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا اور بیوی تین طلاق کا انکار کرتی ہے' تو کیا کیا جائے گا؟	〃
گیارہویں فصل **انشاء اللہ کہہ کر طلاق دینا**	
(۶۹) لفظ "انشاء اللہ" کے ساتھ دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی	۸۵
بارہویں فصل **شہادت و ثبوت طلاق**	
(۷۰) شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے' مگر گواہ نہیں تو کیا حکم ہے؟	۸۶
(۷۱) کئی دفعہ طلاق دے چکا ہے' مگر گواہوں نے انکار کیا' تو کیا حکم ہے؟	۸۷
(۷۲) میاں بیوی طلاق کے منکر ہیں اور گواہ تین طلاق کی گواہی دیں تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	〃
(۷۳) بیوی طلاق کا دعویٰ کرتی ہے' اور شوہر انکار کرتا ہے' مگر گواہ موجود نہیں' تو کیا حکم ہے؟	۸۹
(۷۴) کسی دوسرے شخص سے ناجائز تعلق رکھنے کی بناء پر نکاح نہیں ٹوٹتا	۹۰
(۷۵) عورت کے اجنبی شخص کے ساتھ بھاگ جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	〃
تیرہویں فصل ۔ حالت نشہ کی طلاق	
(۷۶) نشہ کی حالت میں تین دفعہ کہا "اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں' تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۹۱
(۷۷) نشہ پلا کر جب ہوش نہ رہا' طلاق دلوائی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۹۲
(۷۸) نشہ کی حالت میں طلاق دی' مگر شوہر کو خبر نہیں کہ کتنی طلاق دی تو کیا حکم ہے؟	۹۳
چودھویں فصل ۔ طلاق کی اقسام	
(۷۹) طلاق بدعی کی آٹھ قسموں کا بیان	۹۴
پندرہویں فصل ایک مجلس کی تین طلاقیں	
(۸۰)(۱) یکبارگی تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے تین طلاق واقع ہو جائیں گی	۹۵
(۲) حالت حیض میں کہا "میں نے تجھے طلاق بدعی دی" تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟	〃
(۳) حالت غصہ میں طلاق دینے سے حنفیہ کے علاوہ اور اماموں کے نزدیک طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟	〃

عنوان — صفحہ
(۸۱) اپنی بیوی سے تین دفعہ کہا "میں نے تجھے طلاق دی" ۹۷

سولھویں فصل

طلاق مشروط بمعافی مہر

(۸۲) مہر کی معافی کی شرط پر طلاق دی اور عورت نے مہر کی معافی سے انکار کر دیا، تو طلاق واقع نہیں ہوئی ۹۸

سترہویں فصل مطالبہ طلاق

(۸۳)(۱) عورت کب طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے؟ ۹۹
(۲) جب شوہر نے تین طلاقیں دیدیں، تو بیوی پر تینوں واقع ہو گئیں ...... ״

اٹھارہویں فصل - تنجیز و تعلیق

(۸۴) تعلیق طلاق میں شرط پائی جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، ورنہ نہیں ۱۰۰

انیسویں فصل - تنجیز طلاق

(۸۵) شوہر کی طرف سے بیوی کو طلاق کے اختیار ملنے کے بعد بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہے ۱۰۱

بیسویں فصل، غیر مدخولہ کی طلاق

(۸۶) رخصتی سے قبل طلاق دینا چاہے تو کیا طریقہ ہے ۱۰۲

اکیسویں فصل - متفرقات

(۸۷) بیوی سے کہا "میں نے تجھ کو ثلاث ایک طلاق بائن دیا" تو کتنی طلاق واقع ہوئیں؟ ۱۰۳
(۸۸) حالت حمل میں طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا ...... ״
(۸۹) تین طلاق دینے کے بعد جھوٹے گواہوں کی گواہی سے عورت اس کے لئے حلال نہیں ہوگی ۱۰۴
(۹۰) شوہر نے بیوی سے کہا "میں جاتا ہوں تم طلاق لے لو" تو کیا حکم ہے ۱۰۵
(۹۱) عورت نے کہا "میں اگر تم سے تعلق رکھوں تو اپنے باپ اور بھائی سے تعلق رکھوں گی" تو طلاق واقع نہیں ہوئی ۱۰۶
(۹۲) جب شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو طلاق واقع ہو گئی ...... ״
(۹۳) شوہر نے کئی دفعہ کہا میں نے تجھ کو طلاق دی، بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ۱۰۷
(۹۴) صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ...... ״
(۹۵) شوہر نے بیوی سے تین بار کہا "تم کو چھوڑ دیا" تو کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟ ۱۰۸
(۹۶) طلاق یا خلع کے بغیر میاں بیوی میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ۱۰۹
(۹۷) پیر کے کہنے سے کہ "اگر ہماری تابعداری کے خلاف کیا، تو تمہاری عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی" مریدین کی عورتوں پر طلاقیں نہیں پڑتیں ...... ״

عنوان صفحہ

دوسرا باب۔ فسخ و انفساخ

پہلی فصل۔ شوہر کو سزائے عمر قید ہونا

(۹۸) شوہر بیس سال کے لئے قید ہو گیا تو عورت نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟ ۱۱۰
(۹۹) قیدی کی بیوی کا کیا حکم ہے؟ ۱۱۱
(۱۰۰) شوہر طلاق نہ دیتا ہے نہ نان و نفقہ تو بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟ ″

دوسری فصل۔ زوجہ کی نافرمانی

(۱۰۱) عورت کے بھاگ جانے سے عورت اپنے شوہر کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوتی ۱۱۲

تیسری فصل۔ عدم ادائیگی نان و نفقہ وغیرہ

(۱۰۲) نان و نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ۱۱۳
(۱۰۳) شوہر جب خبر نہ لے تو بیوی تفریق کے لئے کیا کرے؟ ″
(۱۰۴) شوہر نان و نفقہ نہ دے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو بیوی علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ۱۱۴
(۱۰۵) نان و نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق کی کیا صورت ہو گی؟ ″
(۱۰۶) جو شوہر عرصہ نو سال تک عورت کی خبر گیری نہ کرے تو وہ عورت کیا کرے؟ ۱۱۵
(۱۰۷) شوہر جب نان و نفقہ نہ دے تو بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ ″
(۱۰۸) نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ۱۱۶
(۱۰۹) نو سال تک جس عورت کے شوہر نے خبر نہ لی اس کا کیا حکم ہے؟ ۱۱۷
(۱۱۰) کیا شافعی المذہب عورت نان و نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے؟ ″
(۱۱۱) شوہر بیوی کو نان و نفقہ نہ دے تو اس کی شرعی تدبیر کیا ہے؟ ۱۱۸
(۱۱۲) شوہر نان و نفقہ نہ دے تو نکاح ثانی کا حکم ″
(۱۱۳) نان و نفقہ نہ دینے کی صورت میں فسخ نکاح کا حکم ۱۱۹
(۱۱۴) اگر شوہر بیوی کو نان و نفقہ نہ دے اور حق زوجیت بھی ادا نہ کرے تو امام مالکؒ کے مذہب کے موافق نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے ۱۲۰
(۱۱۵) نان و نفقہ اور حقوق زوجیت کی عدم ادائیگی کی صورت میں مسلمان حاکم کے ذریعہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ۱۲۱
(۱۱۶) غائب شوہر کی عورت کا حکم ″

چوتھی فصل۔ نااتفاقی زوجین

(۱۱۷) زوجین کے درمیان ناچاقی اور نان و نفقہ نہ ملنے کی بناء پر نکاح فسخ ہو گا یا نہیں؟ ۱۲۲
(۱۱۸) شوہر نہ بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہے ورنہ اسے طلاق دیتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ ۱۲۴

عنوان	صفحہ
(۱۱۹) بیوی اپنے شوہر کے گھر جانے پر راضی نہیں تو کیا وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے؟	۱۲۵
(۱۲۰) شوہر بیوی کے پاس نہیں جاتا اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے تو تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں؟	۱۲۶
پانچویں فصل۔ شوہر کا صغیر السن یا نابالغ ہونا	
(۱۲۱) نابالغ کی بیوی زنا میں مبتلا ہونے کے ڈر سے نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟	″
(۱۲۲) لڑکے کی عمر پندرہ سال ہے مگر ابھی نابالغ اور کمزور ہے ہمبستری کے قابل نہیں تو کیا عورت تفریق کرا سکتی ہے	۱۲۷
(۱۲۳) نابالغ کی بیوی کا نکاح مسلمان حاکم کے ذریعہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں	۱۲۸
(۱۲۴ ۱۲۵) نابالغ لڑکے کے ساتھ نابالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟	″
چھٹی فصل۔ شوہر کا مفقود الخبر ہونا	
(۱۲۶) گمشدہ شوہر کی بیوی مسلمان حاکم یا مسلمان دیندار جماعت کی تفریق کے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتی	۱۲۹
(۱۲۷) جہاں مسلمان حاکم نہ ہو وہاں مسلمانوں کی دیندار جماعت کے ذریعہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے	۱۳۰
(۱۲۸) سوال متعلقہ استفتائے سابق	۱۳۱
(۱۲۹) غیر مسلم حاکم کے ذریعہ مسلمانوں کا نکاح فسخ نہیں ہو سکتا	″
(۱۳۰) شوہر اٹھارہ سال سے لاپتہ ہو تو کیا بیوی نکاح فسخ کرا کے دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۳۲
(۱۳۱) جس عورت کا شوہر چار سال سے لاپتہ ہو تو وہ عورت کیا کرے؟	″
(۱۳۲) جوان عمر عورت کا شوہر چار سال سے گم ہو گیا ہو کیا حکم ہے؟	۱۳۳
ساتویں فصل۔ عدم کفاءت	
(۱۳۳) ولی نے نابالغہ لڑکی کا نکاح حرامی لڑکے سے کر دیا تو کیا حکم ہے؟	″
(۱۳۴) شوہر مذہب تبدیل کر کے قادیانی ہو گیا تو عورت کا نکاح فسخ ہو گیا	۱۳۵
(۱۳۵) جب ہندو عورت مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟	۱۳۶
(۱۳۶) عاقلہ بالغہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے	۱۳۷
(۱۳۷) مسلمان عورت کا نکاح قادیانی مرد سے جائز نہیں	۱۳۸
(۱۳۸) شوہر بدطور ہو، بیوی کے حقوق ادا نہ کرے، تو بیوی علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟	۱۳۹
(۱۳۹) شیعہ آدمی نے دھوکہ دے کر نکاح کر لیا تو وہ فسخ ہو گا یا نہیں؟	۱۴۰
آٹھویں فصل۔ زوج کا مخبوط الحواس یا مجنون ہونا	
(۱۴۰) پاگل کی بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۴۱
(۱۴۱) سوال مثل بالا	

عنوان	صفحہ
(۱۴۲) سوال مثل بالا	۱۴۲
(۱۴۳) جب شوہر پاگل ہو گیا تو بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۴۳
(۱۴۴) شوہر دیوانہ ہو تو بیوی کو اختیار تفریق حاصل ہے یا نہیں؟	״
(۱۴۵) مجنون کی بیوی کے لئے نان و نفقہ نہیں اور زنا کا بھی خطرہ ہے تو دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۴۴
(۱۴۶) پاگل کی بیوی کیا کرے؟	۱۴۵
(۱۴۷) شادی کے بعد شوہر دیوانہ ہو گیا تو بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے	۱۴۶
(۱۴۸) شوہر کو جنون ہو تو اس کی بیوی کو نکاح فسخ کرنے کا حق ہے یا نہیں؟	۱۴۷
(۱۴۹) شوہر کو جذام کی بیماری ہو تو بیوی کو نکاح فسخ کرنے کا حق ہے یا نہیں؟	״
(۱۵۰) شوہر کے نامرد ہونے کی صورت میں بھی عورت پر خود بخود طلاق نہیں پڑتی	۱۴۸
نویں فصل زوج کا ظلم و بدسلوکی	
(۱۵۱) ظالم شوہر سے نجات کی کیا صورت ہے؟	۱۴۹
(۱۵۲) جو شخص اپنی بیوی کو ایذا دے اس کی بیوی کیا کرے؟	״
(۱۵۳) جس عورت کا شوہر نہ اسے طلاق دے نہ اپنے پاس رکھ کر نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا کرے تو عورت کیا کرے؟	۱۵۰
(۱۵۴) نان و نفقہ نہ دینے اور حقوق زوجیت نہ ادا کرنے والے شوہر سے نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟	۱۵۱
(۱۵۵) شوہر کے ظلم و زیادتی کی صورت میں بیوی نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟	״
(۱۵۶) جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ حیوانی سلوک کرتا ہے بد خلقی سے پیش آتا ہے ایذا پہنچاتا ہے تو عورت کیا کرے؟	۱۵۲
(۱۵۷)(۱) نکاح کے وقت جو شرط لگائی اس کی خلاف ورزی سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟	۱۵۳
(۲) شرط لکھنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے سے بیوی پر طلاق پڑے گی یا نہیں؟	״
(۱۵۸) جس عورت کا شوہر اوباش، بے نماز، حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو اس کی بیوی کیا کرے؟	۱۵۴
(۱۵۹) دس سال تک جس کے شوہر کی خبر نہیں اس کا کیا کیا جائے؟	۱۵۵
(۱۶۰) جو شوہر عرصہ تیرہ چودہ سال سے بیوی کی خبر گیری نہ کرے تو وہ عورت کیا کرے؟	״
(۱۶۱) ظالم شوہر جو بیوی کا جانی دشمن ہو اس سے نجات کی کیا صورت ہو گی؟	۱۵۶
دسویں فصل۔ تعدد ازدواج	
(۱۶۲) نکاح ثانی کو رسم کی وجہ سے عیب جاننا گناہ ہے اور اس کی وجہ سے عورت کو نکاح فسخ کرنے کا حق نہیں	۱۵۷

عنوان	صفحہ
گیارہویں فصل۔ حرمت مصاہرۃ	
(۱۶۳) بیوی شوہر کے بیٹے کے ساتھ زنا کا دعویٰ کرتی ہے اور لڑکا انکار کرتا ہے مگر شرعی گواہ نہیں تو کیا حکم ہے؟	۱۵۷
بارہویں فصل۔ ارتداد	
(۱۶۴) بیوی مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	۱۵۸
(۱۶۵) (۱) کلمات کفریہ سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۱۵۹
(۲) خدا اور رسول کو نہیں مانوں گی کہہ دینے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟	″
(۳) دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟	″
(۴) جب اگر شوہر بیوی کو رکھتا نہیں ہے اور نہ طلاق دیتا ہے تو ضرورت کی بنا پر کلمات کفریہ سے نکاح فسخ ہو گیا؟	″
(۱۶۶) شوہر قادیانی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟	۱۶۰
(۱۶۷) کسی کو مرتد ہونے کا مشورہ دینا کفر ہے یا نہیں؟	″
تیرہویں فصل۔ ولی کا سوء اختیار	
(۱۶۸) بڑا بھائی نے بحیثیت ولی نابالغہ کا نکاح کر دیا تو اس کے فسخ کا کیا طریقہ ہے؟	۱۶۲
چودہویں فصل۔ شوہر کا عنین ہونا	
(۱۶۹) نامرد کی بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟	۱۶۳
پندرہویں فصل۔ اغواء	
(۱۷۰) عدالت یا مسلمان حاکم کے ذریعہ نکاح فسخ کرائے بغیر عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۶۴
(۱۷۱) میاں بیوی علیحدہ علیحدہ ملک میں ہیں شوہر بیوی کو نہ طلاق دیتا ہے اور نہ اپنے پاس رکھتا ہے تو تفریق کی کیا صورت ہوگی؟	۱۶۵
(۱۷۲) شوہر تین سال سے دوسرے ملک میں ہے خبر گیری نہیں کرتا تو اس کی بیوی کیا کرے؟	۱۶۶
سولہویں فصل۔ تقسیم ہند	
سترہویں فصل۔ غیر مسلم حاکم کا فیصلہ	
(۱۷۳) موجودہ دور حکومت میں حاکم غیر مسلم کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟	″
تیسرا باب خلع	
(۱۷۴) خلع خاوند و بیوی کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا	۱۶۷
(۱۷۵) خلع سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوتی ہے اس میں شوہر رجعت نہیں کر سکتا	۱۶۸

عنوان	صفحہ
(۱۷۶) عورت کی مرضی کے بغیر خلع نہیں ہوتا	۱۶۸
(۱۷۷) خلع سے کون سی طلاق واقع ہوتی ہے؟ شوہر کو عوض خلع کس قدر رقم لینی جائز ہے؟ اور خلع کے بعد اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟	۱۶۹

چوتھا باب

پہلی فصل مرتد اور مرتدہ

عنوان	صفحہ
(۱۷۸) مرتد ہو کر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے؟	۱۷۰
(۱۷۹) محض علیحدگی کے لئے مرتد ہوئی پھر مسلمان ہو گئی تو دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	"
(۱۸۰) کفریہ مذہبی رسوم خوشی سے ادا کرنا باعث ارتداد ہے، تجدید ایمان و نکاح کے بعد پہلے والے مسلمان شوہر کے پاس رہ سکتی ہے؟	۱۷۱
(۱۸۱) ایک مسلمہ سے نکاح کیا پھر مرتدہ ہو گئی دوبارہ مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۷۲
(۱۸۲) تین طلاق کے بعد اگر عورت مرتد ہو جائے تو حلالہ ساقط نہیں ہوتا	۱۷۳
(۱۸۳) مطلقہ ثلاثہ اگر مرتدہ ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو جائے تو پہلا شوہر بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کر سکتا	"
(۱۸۴) کلمہ کفر کہنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۱۷۵
(۱۸۵) شوہر نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا تو نکاح فوراً فسخ ہو گیا	"
(۱۸۶) خدا اور رسول کا انکار باعث ارتداد ہے، نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۱۷۶
(۱۸۷) مسلمان میاں بیوی مرزائی ہو گئے پھر دوبارہ مسلمان ہو گئے تو دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے یا نہیں؟	۱۷۷
(۱۸۸ ۱۸۹) عورت محض خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہوئی تو مسلمان ہو کر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	"
(۱۹۰) شوہر یا بیوی کے مرتد ہونے سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے	۱۷۸
(۱۹۱) شوہر کے ظلم کی وجہ سے عورت عیسائی ہو گئی تو مسلمان ہو کر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۷۹
(۱۹۲) خود کو کافر اور مرتد کہنا باعث ارتداد ہے، نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۱۸۰
(۱۹۳) عورت عیسائی ہو گئی تو نکاح فسخ ہو گیا دوبارہ مسلمان ہو کر دوسرے مرد سے نکاح	

عنوان	صفحہ
کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۸۱
(۱۹۴) عورت کو مرتد ہونے کی ترغیب دینے والا خود بھی مرتد ہے اور مرتد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۱۸۲
(۱۹۵) عورت مرتد ہو کر مسلمان ہو جائے تو دوسرے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۸۴
(۹۶) شوہر کی بدسلوکی سے تنگ آ کر جو عورت مرتد ہوئی مسلمان ہونے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۱۸۵
(۱۹۷) عورت مرتد ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے	〃
(۹۸) عورت خاوند سے خلاصی کی غرض سے مرتد ہوئی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟	۱۸۶
(۱۹۹) مرزائی بھائی نے اپنی مسلمان بالغہ بہن کا نکاح ایک نابالغ مرزائی لڑکے سے کر دیا تو کیا حکم ہے؟	۱۸۷
(۲۰۰) نبی کی شان میں گستاخی کرنے والی عورت کا حکم	۱۸۹
(۲۰۱) بیوی مرتد ہو گئی اور حالت ارتداد میں بچہ پیدا ہو	۹۰
(۲۰۲) عورت مذہب تبدیل کرنے سے نکاح سے خارج ہو گئی مسلمان ہو کر دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟	〃
(۲۰۳) شوہر کے مظالم کی وجہ سے مرتد ہوئی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟	۱۹۱
(۲۰۴) شوہر کے مظالم کی وجہ سے مرتد ہوئی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟	〃
(۲۰۵) شوہر کے دیگر مذہب اختیار کرنے کی خبر مشہور ہونے کی وجہ سے بیوی نے دوسری شادی کر لی تو کیا حکم ہے؟	۱۹۲

دوسری فصل۔ بیان حضرت مفتی اعظم

پانچواں باب مفقود خبر

عنوان	صفحہ
(۲۰۶) شوہر تین سال سے لاپتہ ہو تو دوسری شادی کا کیا حکم ہے؟	۲۳۲
(۲۰۷) گمشدہ شوہر کی بیوی کو دوسری شادی کرنے کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے یا نہیں؟	〃
(۲۰۸)(۱) جس کا شوہر عرصہ چھ سال تک بیوی کو نان و نفقہ نہ دے اور اس کی خبر گیری بھی نہ کرے تو وہ عورت کیا کرے؟	۲۳۵
(۲) گمشدہ شوہر کی بیوی کتنے دنوں کے بعد دوسرا نکاح کرے گی؟	〃
(۲۰۹) جوان العمر عورت جس کا شوہر کافی دنوں سے لاپتہ ہے کیا کرے؟	۲۳۶
(۲۰)( ) گمشدہ شوہر کی بیوی کو کتنے دن کی مہلت دی جائے گی اور اس کی ابتدا کب ہوگی؟	〃
(۲) پہلے شوہر کے آنے کے بعد بیوی اس کو ملے گی یا نہیں؟	〃
(۲۱) جو عرصہ سے گمشدہ ہے اس کی بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟	۲۳۸

عنوان	صفحہ
(۲۱۲) جس عورت کا شوہر پانچ سال سے لاپتہ ہے وہ امام مالک کے فتویٰ پر عمل کرے؟	۲۳۸
(۲۱۳) جس عورت کا شوہر سات سال سے گم ہے تو وہ نان و نفقہ نہ پانے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے یا نہیں؟	۲۳۹
(۲۱۴) جس کا شوہر پانچ سال سے گم ہو وہ عورت کیا کرے؟	۔۔
(۲۱۵) جوان عمر عورت جس کا شوہر دس سال سے لاپتہ ہے اس کی خبر گیری نہ کرے اور نان و نفقہ کا بندوبست نہیں تو کیا کرے؟	۲۴۰
(۲۱۶) مفقود شوہر کی بیوی کے مسئلہ میں امام مالک کا فتویٰ اور حنفیہ کا اس پر عمل۔	۔۔
(۲۱۷) مفقود شوہر کی بیوی مدت مقررہ کے کتنے دنوں کے بعد نکاح کرے گی؟	۲۴۱
(۲۱۸) شوہر کے لاپتہ ہونے کے چار سال بعد بیوی نے دوسری شادی بغیر قضائے قاضی کے کر لی تو یہ شادی صحیح ہے یا نہیں	۔۔
(۲۱۹) مفقود شوہر کی بیوی کی دوسری شادی کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے اور اگر قاضی نہ ہو تو جماعت مسلمین یہ کام کر سکتی ہے	۲۴۲
(۲۲۰) جس عورت کا شوہر مفقود ہو وہ عدت وفات کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے	۲۴۳
(۲۲۱) چار سال مدت مقررہ گزرنے کے بعد مفقود کی بیوی کی دوسری شادی کر دی بعد میں پہلا شوہر آ گیا تو کس کی ہے؟	۔۔
(۲۲۲) نابالغ کی بیوی اور شوہر لاپتہ ہو جائے تو وہ کیا کرے؟	۲۴۴
(۲۲۳) جس عورت کے شوہر کے متعلق معلوم نہ ہو کہ وہ مر گیا ہے یا زندہ ہے تو وہ عورت کیا کرے؟	۲۴۵
(۲۲۴) مفقود کی بیوی نے دوسری شادی کے بارے میں امام مالک کے فتویٰ پر عمل کیا ہے	۔۔
(۲۲۵) مفقود سے متعلق استفتاء	۲۴۶
(۲۲۶) کیا عورت مفقود شوہر کی مدت مقررہ گزرنے کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے؟	۔۔
(۲۲۷) عورت کو اگر شوہر کی موت کا یقین یا ظن غالب ہو تو وہ عدت وفات پوری کر کے دوسری شادی کر سکتی ہے	۔۔
(۲۲۸) مفقود کی بیوی سال بعد دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟	۲۴۷
(۲۲۹) جس عورت کا شوہر نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو وہ عورت کیا کرے؟	۔۔

عنوان	صفحہ
چھٹا باب عنین	
(۲۳۰) نامرد کی بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے	۲۴۹
(۲۳۱) جس عورت کا شوہر نامرد ہو وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟	″
(۲۳۲) نابالغی میں نامرد سے نکاح ہو گیا اب بالغ ہونے کے بعد کیا کرے؟	۲۵۰
(۲۳۳) جب نامرد شوہر بیوی کو طلاق نہ دے تو وہ کیا کرے؟	۲۵۱
(۲۳۴) نامرد کی بیوی دوسرا نکاح کیسے کرے؟	″
(۲۳۵) موجودہ زمانے میں نامرد کی بیوی کی تفریق کس طرح کرائی جائے جب کہ قاضی شرعی موجود نہیں	″
(۲۳۶) نامرد سے نکاح ہو جانے اور اس کی مہلت بھی درست ہے	۲۵۲
(۲۳۷) نامرد کی بیوی کی تفریق بذریعہ طلاق فسخ یا خلع ہو سکتی ہے ان کے بغیر دوسرا نکاح درست نہیں	″
ساتواں باب۔ تحریری طلاق	
(۲۳۸) معافی مہر کے بعد طلاق دیتا ہوں کی تحریر لکھوا کر دستخط کرنے سے کون سی طلاق واقع ہوئی	۲۵۳
(۲۳۹) غصہ کی حالت میں بیدم ہو کر طلاق لکھنے سے کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟	۲۵۵
(۲۴۰) معلق طلاق میں جب شرطیں نہیں پائی گئیں تو طلاق بھی نہ ہوگی	۲۵۶
(۲۴۱) طلاق نامہ خود لکھنے یا کسی دوسرے سے لکھوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے	۲۵۷
(۲۴۲) شوہر نے طلاق نامہ خود نہیں لکھا اور نہ کسی دوسرے سے لکھوایا تو کیا حکم ہے؟	۲۵۸
(۲۴۳) صرف تحریری طلاق سے بھی طلاق ہو جاتی ہے	۲۵۹
(۲۴۴) شوہر سے جبراً طلاق نامہ لکھوایا گیا مگر اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا تو طلاق واقع نہیں ہوئی	″
(۲۴۵) زبردستی شوہر سے طلاق نامہ پر کوئی انگوٹھا لگوائے تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی	۲۶۰
(۲۴۶) شوہر طلاق خود لکھنے یا دوسرے سے لکھوانے کا انکار کرتا ہے مگر گواہ نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟	۲۶
(۲۴۷) اسٹامپ کاغذ خرید کر طلاق نامہ ادھورا لکھا مگر دستخط نہیں کیا تو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟	″
آٹھواں باب۔ طلاق بالاکراہ	
(۲۴۸) جبراً طلاق دلوانے سے طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟	۲۶۲
(۲۴۹) صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے اور طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟	۲۶۳
(۲۵۰) جبراً طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق نہیں ہوتی	۲۶۴
(۲۵۱) زبردستی طلاق دلوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک کہ زبان سے الفاظ طلاق نہ ادا کیے ہوں	″

عنوان — صفحہ

(۲۵۲) جبراً شوہر سے طلاق لکھوانے سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوتی ۲۶۵
(۲۵۳) زبردستی طلاق دلوانے سے یا نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں ؟ ۲۶۶

نواں باب لعان

(۲۵۴) شوہر بیوی پر ناجائز تعلقات کا الزام لگاتا ہے اور بیوی انکار کرتی ہے ۲۶۷
(۲۵۵) شوہر نے بیوی پر تہمت لگائی ہے، اب بیوی تفریق کرا کر دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا حکم ہے ؟ ۲۶۹
(۲۵۶) بیوی کو شوہر نے زنا کی تہمت لگائی تو دونوں کے درمیان لعان ہوگا ۲۷۰
(۲۵۷) لعان کے لئے دارالقضاء اور قاضی شرعی کا ہونا شرط ہے ۲۷۱

دسواں باب تعلیق

(۲۵۸) طلاق کو بھائیوں سے روپیہ نہ ملنے پر معلق کیا تو روپیہ نہ ملنے پر طلاق واقع ہو جائے گی ۲۷۳
(۲۵۹) معافی مہر کی شرط پر طلاق دی، اب بعد طلاق عورت کہتی ہے کہ میں نے مہر معاف نہیں کیا 〃
(۲۶۰) شوہر نے کہا ”اگر تم میرے ہمراہ نہ چلیں تو اب میرا تم سے تمام عمر کوئی تعلق نہیں رہا“ تو کیا حکم ہے ؟ ۲۷۴
(۲۶۱) اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر چھ ماہ تک نفقہ نہ دوں تو تجھ کو طلاق کا اختیار ہے، پھر نفقہ نہ دیا ۲۷۵
(۲۶۲) مشروط طلاق میں شرط پائے جانے سے طلاق ہو جاتی ہے 〃
(۲۶۳) جب شرط نہیں پائی گئی تو طلاق بھی نہیں ہوتی ۲۷۷
(۲۶۴) شوہر نے کہا ”اگر کبھی جوا کھیلوں تو میری بیوی پر طلاق ہے“ تو کیا حکم ہے ؟ ۲۸۲
(۲۶۵) نکاح نامے میں لکھوائی گئی شرطوں کی خلاف ورزی ۲۸۳
(۲۶۶) شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر تو نے اس رات کے اندر روپیہ مذکور نہیں دیا تو تجھ پر تین طلاق ہے“ کیا حکم ہے ؟ 〃
(۲۶۷) جس شرط پر طلاق کو معلق کیا وہ شرط پائے جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، ورنہ نہیں ۲۸۴
(۲۶۸) شوہر نے بیوی سے کہا ”بچی کو اٹھنے دو“ تو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا“ تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں“ ۲۸۶
(۲۶۹) نکاح سے پہلے کہا ”اگر میں نے جھوٹ بولا تو جب میں نکاح کروں وہ عورت مجھ پر طلاق ہے ۲۸۷
(۲۷۰) مہر نفقہ عدت وغیرہ کی معافی کی شرط پر طلاق 〃
(۲۷۱) شوہر نے کہا ”اگر یہ لڑکی اس مرض میں مر گئی تو اس کے مرنے کے ساتھ تجھ پر تین طلاق پڑ جائیں گی“ تو کیا حکم ہے ؟ ۲۸۸
(۲۷۲) اگر بیوی کو ماہانہ خرچ نہ دیا تو ایک ماہ انتظار کے بعد تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی

عنوان	صفحہ
تو کیا حکم ہے؟	۲۸۹
(۲۷۳) طلاق کو کسی کام کرنے پر معلق کیا، اب اس کام کو کرنے سے بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟	۲۹۰
(۲۷۴) اگر میں نے اس قسم کی کارروائی کی، یا تم کو چھوڑ کر چلا جاؤں، تو تم پر تین طلاقیں ہیں تو کیا حکم ہے؟	۲۹۲
(۲۷۵) اگر تم کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو تم پر تین طلاقیں ہیں، چھوڑ کر چلا گیا۔	۲۹۳
(۲۷۶) اگر میری اجازت کے بغیر میرے گھر آئے تو میرے حق میں تین طلاق ہو گی	۲۹۴
(۲۷۷) اگر فلاں کام فلاں وقت معین میں نہ کیا، تو میری بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی، تو کیا حکم ہے؟	۲۹۵
(۲۷۸) فلاں کی اولاد میں سے جب میرا نکاح کسی لڑکی سے ہوگا، تو میری طرف سے اس پر فوراً تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔	۲۹۶
(۲۷۹) شوہر نے کہا ”اگر تیرے سوا کوئی اور پانی لانے والا نہیں ہے تو تجھے ایک دو تین طلاق دیدیں“ یہ تعلیق طلاق ہے یا تنجیز۔	۲۹۷
(۲۸۰) اگر میں اس مدرسہ کو تمہاری اجازت کے بغیر چھوڑ کر چلا جاؤں تو میری بیوی کو تین طلاق ہو جائیں گی۔	″
(۲۸۱) شوہر نے کہا کہ ”اگر میں پنچوں کا فیصلہ نامنظور کروں، تو یہی تحریر میری طلاق سمجھی جائے، تو کیا حکم ہے؟	۲۹۹
(۲۸۲) جو کوئی معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا گویا اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی، تو خلاف ورزی پر طلاق ہو گی یا نہیں؟	″
(۲۸۳) اگر میں عمر سے ملوں یا اس کے پاس جاؤں تو میری بیوی پر طلاق ہے، تو عمر سے ملنے سے بیوی پر طلاق پڑ جائے گی	۳۰۰
(۲۸۴) اگر میں شرع کے خلاف کوئی کام کروں، تو مجھ پر طلاق اضافی ہو گی ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۳۰۱
(۲۸۵) اگر میں اسے رکھوں، تو اس پر تین طلاق، نکاح کرنے سے تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔	۳۰۳
(۲۸۶) (۱) شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھ پر طلاق ہے۔	۳۰۴
(۲) شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر تم خالد کے گھر جاؤ گی، تو تمہارا اور ہمارا تعلق قطع ہو جائے گا“	″
(۲۷۸) اگر آج سے تو نے میرے سامنے رنگین کپڑے پہنے تو میری طرف سے تین طلاق ہے۔	۳۰۵
(۲۸۸) گاؤں کے باشندوں نے متفق ہو کر کہا کہ اگر کوئی پنچایت سے الگ ہو جائے اور مسجد میں نماز نہ پڑھے تو اس کی بیوی کو تین طلاق	″

عنوان	صفحہ
(۲۸۹) اگر میں ان شرائط کی خلاف ورزی کروں یا زدوکوب کروں تو میری زوجہ کو طلاق مغلظہ ہوگی	۳۰۶
(۲۹۰) اگر دس روپے ماہوار نہ دوں یا علیحدہ رہنا اختیار کروں تو اس سے میری منکوحہ سے میرا کوئی تعلق نہ رہے گا	۳۰۷
(۲۹۱) اگر ہم حسب اقرار نامہ کے بیوی کے لئے نان ونفقہ کا انتظام نہیں کریں گے تو اپنی بیوی سے لادعوی ہو جائیں گے کیا حکم ہے؟	۳۰۸
(۲۹۲) شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تم اپنے بھائی کے سامنے ہوگی تو تو حرام ہو جائے گی" تو کیا حکم ہے؟	۳۰۹
(۲۹۳) جب تک تم اس شہر میں ہو اگر میں نے یہاں امامت کی تو میری عورت کو تین طلاق	۳۱۰
(۲۹۴) سوال متعلقہ استفتائے سابق	۳۱۱
(۲۹۵) مشروط طلاق میں شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی	۳۱۲
(۲۹۶) اگر سوا مہینہ کے اندر اندر تمہارے نان ونفقہ کی رقم واجب الادا اور تم پہنچ کر تمہیں اپنے ساتھ نہ لے جاؤں تو میری اس تحریر کو طلاق سمجھئے	〃
(۲۹۷) شرائط لکھنے کے بعد عمل نہ کرے تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں	۳۱۴
(۲۹۸) شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تو نے زنا نہ کیا تو تو میری بیوی ہے اور اگر تو نے زنا کیا ہے تو میری طرف سے تین دفعہ طلاق ہے" تو کیا حکم ہے؟	۳۱۵
(۲۹۹) شرائط نامہ کی خلاف ورزی کا حکم	۳۱۶
(۳۰۰) میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اپنی ماں سے کروں وہ میرے اوپر قیامت تک حرام ہے یہ الفاظ تعلیق کے ہیں یا حصر کے؟	۳۱۸
(۳۰۱) شوہر نے کہا "اگر ہمارے یہاں رہنا نہیں چاہتی ہو تو ہم تم کو طلاق دیتے ہیں" تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۳۱۹
(۳۰۲) اقرار نامہ کے خلاف کرنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں	〃
(۳۰۳) شوہر نے کہا "اگر میرے گھر میں سے شادی میں شریک ہوئی ہوگی تو میں نے اس کو طلاق دی" تو کیا حکم ہے؟	۳۲۰
(۳۰۴) میں تمہاری اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کروں گا اگر کروں تو اس بیوی پر ایک دو تین طلاق واقع ہوگی	۳۲۱
(۳۰۵) نکاح کی طرف اضافت کر کے تعلیق کی تو شرط پائے جانے سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں	۳۲۳
(۳۰۶) شوہر نے بیوی سے کہا اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤگی تو طلاق ہو جائے گی تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے رجعی کیا حکم ہے؟	۳۲۴

عنوان	صفحہ
(۳۰۷) شوہر نے بیوی کے عزیزوں سے کہا کہ آپ ہمارے دلی معاملات میں بالکل دخل مت دیجئے، اگر آپ نہیں مانتے تو ہم اپنی عورت کو طلاق دیتے ہیں کیا حکم ہے؟	۳۲۹
(۳۰۸) بیوی کے بارہ پر جتنی عورتیں ہیں ان سے میرا نکاح ہو تو ان سب پر طلاق طلاق طلاق تو کیا حکم ہے؟	۳۳۰
(۳۰۹) سوال متعلق سوال سابق	۳۳۱
(۳۱۰) شوہر نے کہا اس خط کو دیکھتے ہی اگر تم نے ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی قبول نہ کی تو تم کو میری طرف سے ایک طلاق ہے	״
(۳۱۱) اگر میں تمہاری لڑکی کے سوا کسی اور سے شادی کروں تو وہ حرام ہے	۳۳۲
(۳۱۲) شرط نامہ کی خلاف ورزی سے بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہو گا یا نہیں؟	۳۳۳
(۳۱۳) ہم پر ہماری عورتیں تین تین طلاق سے طلاق ہوں گی اگر ہم ہندو کی زمین کاشت کریں گے تو خلاف ورزی کرنے پر طلاق واقع ہوگی	۳۳۴
(۳۱۴) کہا اگر تم اس خط کو دیکھتے ہی بلا تاخیر فوراً اپنے گھر واپس نہ گئیں تو تم پر طلاق یعنی میرے نکاح سے خارج ہو جاؤ گی تو کیا حکم ہے؟	״

گیارہواں باب تفویض

عنوان	صفحہ
(۳۱۵) اقرار نامہ کے مطابق عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے یا نہیں؟	۳۳۵
(۳۱۶) اس دن تک تمہیں اکیلے چھوڑ کر غیر حاضر رہوں تو تم کو طلاق کا اختیار ہے تو کیا حکم ہے؟	۳۳۶
(۳۱۷) اگر شوہر نے کسی غیر کو طلاق دینے کا اختیار دیا تو اس اختیار کے بعد اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟	۳۳۷
(۳۱۸) اقرار نامہ کے مطابق عورت طلاق لے سکتی ہے یا نہیں؟	
(۳۱۹) شوہر بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے تو عورت کو طلاق کا حق حاصل ہوتا ہے	۳۳۹
(۳۲۰) اگر میں بدفعل ہو جاؤں یا تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو تم کو اختیار ہے اس کے بعد عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے	۳۴۰

بارہواں باب طلاق مغلظہ اور حلالہ

عنوان	صفحہ
(۳۲۱) ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے بعد دوسرے مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟	۳۴۱
(۳۲۲) تین طلاق دینے کے بعد شوہر انکار کرتا ہے حالانکہ گواہ موجود ہیں تو کیا حکم ہے؟	״
(۳۲۳) شوہر نے تین طلاق دے کر انکار کر دیا تحریر بھی کیا مگر گواہ موجود نہیں تو کیا حکم ہے؟	۳۴۲
(۳۲۴) تین طلاق کے بعد شوہر بیوی کو بغیر حلالہ کے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟	۳۵۳
(۳۲۵) تین طلاق کے بعد بیوی کو رکھ سکتا ہے؟	״

عنوان	صفحہ
(۳۲۶) بیوی کے نام کے بغیر کئی بار کہا کہ "میں نے اس کو طلاق دی" تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	۳۵۴
(۳۲۷) ایک مجلس کی تین طلاق کے باوجود بغیر حلالہ رجوع کا فتوی کیسا ہے؟	〃
(۳۲۸) ایک مجلس کی تین طلاق کے بعد حالت ضرورت شدیدہ میں دوسرے مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟	۳۵۵
(۳۲۹) یکبارگی تین طلاق دی، رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟	۳۵۷
(۳۳۰) شوہر نے ایک ہی مجلس میں کہا "طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے" تو کونسی اور کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟	〃
(۳۳۱) تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح درست نہیں ہے	۳۵۹
(۳۳۲) تین طلاق کے بعد پھر بیوی کا شوہر کے پاس رہنا کیسا ہے؟	۳۶۰
(۳۳۳) تین طلاق جدا جدا کر کے تین مرتبہ دی تو کیا حکم ہے؟	〃
(۳۳۴) غصے میں گالی دیکر کہا طلاق طلاق طلاق اور کہتا ہے نیت نہیں تھی	۳۶۱
(۳۳۵) جب تین طلاق دی تو طلاق مغلظہ ہوئی بغیر حلالہ رجوع جائز نہیں	۳۶۲
(۳۳۶) حلالہ میں جماع شرط ہے اگر بغیر صحبت کے طلاق دے گا تو پہلے شوہر کے لئے جائز نہ ہوگی	۳۶۳
(۳۳۷) تین دفعہ سے زیادہ طلاق دی تو کونسی طلاق واقع ہوتی ہے؟	۳۶۵
(۳۳۸) ایک مجلس میں تین طلاق دی اب رجوع کرنا چاہتا ہے تو کیا حکم ہے؟	〃
(۳۳۹) کہا "ایک دو تین طلاق دیتا ہوں" تو کیا حکم ہے؟	۳۶۷
(۳۴۰) تین دفعہ طلاق طلاق طلاق کہہ دیا تو کونسی طلاق واقع ہوئی؟	۳۶۸
(۳۴۱) مطلقہ مغلظہ جو زنا سے حاملہ تھی کسی کے ساتھ نکاح کیا، پھر جماع کے بعد طلاق دے دی تو شوہر اول کے لئے حلال ہوئی یا نہیں؟	〃
(۳۴۲) شوہر نے یہ الفاظ کہے "یہ جواب تحریری ہر سہ طلاق ایک دو تین ہیں" "آج سے باہمی کوئی واسطہ نہ رہا" تو کیا حکم ہے؟	۳۶۹
(۳۴۳) جس عورت سے زنا کیا اس سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟	〃
(۳۴۴) حاملہ عورت کو تین طلاق دی، طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟	〃
(۳۴۵) غصے میں بیوی کو تین چار مرتبہ طلاق دی تو کیا حکم ہے؟	۳۷۰
(۳۴۶) اگر بیوی سے کہا طلاق دیدی دیدی دیدی تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟	۳۷۱
(۳۴۷) شوہر نے نشے میں کسی کے دھمکانے پر بیوی کو طلاق دی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟	〃
(۳۴۸) شوہر نے بیوی سے کہا "جاؤ تم کو تین طلاق" مگر نیت تین طلاق کی نہ تھی	

عنوان	صفحہ
تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟	۳۷۲
(۳۴۹) تین طلاق کے بعد میاں بیوی کا ساتھ رہنا جائز نہیں	〃
(۳۵۰) تین طلاق تو تینوں ہی واقع ہوئیں۔	۳۷۳
(۳۵۱) شوہر نے بیوی کو تین بار طلاق طلاق طلاق لکھ کر طلاق نامہ دیا تو کتنی طلاق واقع ہوئی اب رجوع کرنے کی کیا صورت ہے؟	۳۷۴
(۳۵۲) شوہر نے کہا "میں نے اس بڈھے کی بیٹی کو ثلاثہ و طلاق دیدیا ہے تو کتنی طلاق واقع ہوئی، دو یا تین؟	〃
(۳۵۳) شوہر نے کہا "میں نے بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟	۳۷۵
(۳۵۴) طلاق اور مہر کے متعلق احکام	۳۷۶
(۳۵۵) تین طلاق کے بعد عورت عدت پوری کر کے دوسری شادی کر سکتی ہے۔	۳۷۸
(۳۵۶) حلالہ میں جب شوہر ثانی بغیر صحبت کے طلاق دے تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی	〃
(۳۵۷) تین طلاق کے بعد عورت مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہو کر پہلے شوہر سے بغیر حلالہ کے شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟	۳۷۹
(۳۵۸) حنفی کے لئے تین طلاق کی صورت میں اہل حدیث مسلک پر عمل جائز ہے یا نہیں؟	〃
(۳۵۹) حلالہ کی کیا تعریف ہے اور حلالہ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟	۳۸۰

تیرہواں باب

طلاق بائن اور رجعی

عنوان	صفحہ
(۳۶۰) شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے" بیوی نے جواب میں کہا اچھا مجھے طلاق دیدو، تو کیا حکم ہے؟	۳۸۱
(۳۶۱) بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرتی ہے اور شوہر دو کا، تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟	۳۸۲
(۳۶۲) طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع کرنے سے رجعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟	〃
(۳۶۳) شوہر نے کہا "میں نے آزاد کیا" تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟	〃
(۳۶۴) دو طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کس طرح سے ہوگا؟	۳۸۴
(۳۶۵) شوہر نے کہا "میں نے تجھے طلاق دی، تو میری بہن کی مانند ہے" تو ان الفاظ سے کون سی طلاق واقع ہوئی؟	〃
(۳۶۶) شوہر نے بیوی سے کہا "جا میں نے طلاق دی" تو اس سے کون سی طلاق واقع ہوئی؟	۳۸۵
(۳۶۷) "میں نے تجھ کو چھوڑ دیا" صریح ہے یا کنایہ بنگال میں اس کے کہنے کا رواج ہے؟	۳۸۶

عنوان	صفحہ
(۳۶۸) تین مرتبہ لفظ حرام کہا تو کتنی طلاق اور کون سی طلاق واقع ہوئی؟	۳۸۷
(۳۶۹) شوہر نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا "آؤ اپنی طلاق لے لو" تو بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں؟	۳۸۸
(۳۷۰) طلاق رجعی کے بعد جب بیوی سے صحبت کر لی تو رجعت ہو گئی یا نہیں؟	〃
(۳۷۱) طلاق دیدوں گا یا دیتا ہوں کہنے کے بعد دوبارہ طلاق طلاق کہا تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟	۳۸۹
(۳۷۲) تین بار طلاق دینے کے بعد شوہر کو حق رجعت نہیں رہتا	〃
(۳۷۳) کسی نے اپنی بیوی سے کہا "میں نے تم کو طلاق دیدیا میرے گھر سے نکل جاؤ" تو بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی؟	۳۹۰
(۳۷۴) شوہر نے بیوی سے کہا "میں نے تجھ کو طلاق دی دی دی" تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟	〃
(۳۷۵) جھگڑے کے دوران کہا "ہم اپنی عورت کو طلاق دیدیں گے" والد نے کہا "دیدے" شوہر نے کہا "دیدیا" تو کیا حکم ہے؟	۳۹
(۳۷۶) طلاق رجعی، طلاق بائن اور طلاق معلقہ کے احکام	〃

چودھواں باب مجنون اور طلاق مجنون

عنوان	صفحہ
(۳۷۷) جس عورت کا شوہر عرصہ [illegible] سال سے دیوانہ ہے وہ عورت کیا کرے؟	۳۹۲
(۳۷۸) مجنون کی بیوی نان و نفقہ نہ ملنے کی بناء پر شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں؟	۳۹۳
(۳۷۹) پاگل کی بیوی بغیر طلاق کے دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟	〃
(۳۸۰) جس کا شوہر دیوانہ ہو جائے اس کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟	۳۹۴
(۳۸۱) جو شخص پاگل خانہ میں ہے اس کی بیوی کیا کرے؟	۳۹۵

پندرھواں باب عدت اور نفقہ عدت

عنوان	صفحہ
(۳۸۴) زانی زانیہ سے فوراً نکاح کر سکتا ہے اور زانیہ عورت پر عدت نہیں	۳۹۶
(۳۸۵) مطلقہ عورت کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے	〃
(۳۸۶) جہاں شوہر کا انتقال ہوا ہے عورت کو وہیں عدت گزارنی چاہیے؟	۳۹۷
(۳۸۷) مجبوری اور خوف ہو تو شوہر کے گھر سے جا کر والدین کے یہاں عدت گزارے	〃
(۳۸۸) دوسرے شوہر نے عدت میں نکاح کیا تو وہ نکاح فاسد ہے اور وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوئی	
(۳۸۹) ایام عدت میں کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟	۳۹۸
(۳۹۰) ایام عدت میں نکاح حرام ہے	۳۹۹
(۳۹۱) زمانہ عدت میں کیا گیا نکاح باطل ہے	〃

عنوان	صفحہ
(۳۹۲) طلاق و وفات کی عدت میں فرق کیوں؟	۴۰۰
(۳۹۳) عدت کے اندر نکاح کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔	۴۰۱
(۳۹۴) جس کو طویل مدت تک حیض نہ آئے اس کی عدت کیا ہے؟	״
(۳۹۵) طلاق کے تیس دن بعد دوسرے شوہر سے نکاح۔	۴۰۲
(۳۹۶) عدت وفات میں ضرورت شدیدہ کے وقت عورت گھر سے نکل سکتی ہے۔	۴۰۳
(۳۹۷) کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے شادی کرے تو عدت گزارنی ضروری ہے یا نہیں؟	״
(۳۹۸) عدت سے متعلق چند سوالات۔	۴۰۴
(۳۹۹) حاملہ عورت کی عدت بچہ کی پیدائش سے پوری ہوتی ہے۔	۴۰۵
(۴۰۰) غیر مدخولہ عورت پر عدت نہیں مگر جس کا شوہر مر جائے اس پر ہر حال میں عدت ہے خلوت ہوئی ہو یا نہ	״
(۴۰۱) بیوہ حاملہ کا نکاح بچہ کی پیدائش سے پہلے جائز نہیں	۴۰۶
(۴۰۲) نابالغہ مطلقہ پر بھی خلوت کے بعد عدت ہے۔	״
(۴۰۳) اگر دو ماہ پانچ دن میں تین حیض آچکے ہیں تو عدت ختم ہو گئی	۴۰۷
(۴۰۴) زمانہ عدت والا نکاح باطل ہے اور بعد عدت والا درست ہے۔	۴۰۸
(۴۰۵) عورت ایام عدت میں کہیں جا سکتی ہے یا نہیں؟	۴۱۱
(۴۰۶) عدت ختم ہونے پر نکاح کر لیا معلوم ہوا کہ حمل ہے تو عدت کا کیا ہوگا اور نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟	۴۱۲
(۴۰۷) عدت وفات میں بیوی کا نان و نفقہ شوہر کے ترکہ میں سے نہیں دیا جائے گا؟	۴۱۳
(۴۰۸) مطلقہ عورت عدت گزرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے البتہ عدت کے اندر جو ہمبستری ہوئی ہے وہ حرام ہے	״
(۴۰۹) مطلقہ عورت عدت طلاق میں کسی مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں؟	۴۱۴
(۴۱۰) ایام عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے	״
(۴۱۱) شوہر کے انتقال کے وقت بیوی جہاں تھی وہاں عدت گزارے	۴۱۵
(۴۱۲) جب تک عورت ایسی عمر میں ہے جس میں حیض آنے کے قابل ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے	״
(۴۱۳) عدت کے دوران جو نکاح ہو وہ صحیح نہیں اور جو بعد میں ہوا وہ صحیح ہے۔	۴۱۶
(۴۱۴) عدت کے بارے میں ایک جواب پر اشکال اور اس کا جواب	״

عنوان	صفحہ
(۴۱۵) جس عورت کو طویل عرصے سے حیض نہ آتا ہو اس کو امام مالک کے مسلک پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟	۴۰۷
(۴۱۶) عدت پوری ہونے میں اگر ایک دن بھی باقی ہو تو نکاح جائز نہیں	۴۰۸
(۴۱۷) شوہر سے الگ رہنے کے باوجود مدخولہ پر طلاق کے بعد عدت لازم ہے	۴۲۰
(۴۱۸) انقضائے عدت سے پہلے نکاح کرنا حرام ہے	″
(۴۱۹) مدخولہ عورت پر طلاق کے بعد عدت گزارنی ضروری ہے اگرچہ وہ سال بھر سے شوہر سے الگ رہتی ہو	۴۲۱
(۴۲۰) عدت وفات چار ماہ دس دن سے پہلے جو نکاح ہوا وہ باطل ہے	۴۲۲
(۴۲۱) حاملہ عورت کی عدت بچہ کی پیدائش سے پوری ہوتی ہے اگرچہ شوہر کا انتقال ہو گیا ہو	″
(۴۲۲) زانیہ عورت اگر شوہر والی نہ ہو تو اس پر کوئی عدت لازم نہیں	۴۲۳
(۴۲۳) ایک عورت کو دو سال سے حیض نہیں آیا اس کی عدت کیسے پوری ہوگی؟	″
(۴۲۴) مطلقہ عورت کو شوہر کے گھر میں عدت گزارنی لازم ہے	″
(۴۲۵) زمانہ عدت کا نفقہ بذمہ شوہر لازم ہے	۴۲۴
سولہواں باب حضانت	
(۴۲۶) بچوں کا حق پرورش و نان و نفقہ	″
(۴۲۷) گزشتہ سالوں کا نفقہ بغیر قضائے قاضی یا بغیر رضا کے شوہر پر واجب نہیں	۴۲۵
(۴۲۸) مطلقہ عورت بچہ کے باپ سے زمانہ گزشتہ کے اخراجات کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟	″
(۴۲۹) بچوں کا خرچہ پرورش باپ کے ذمہ ہے البتہ گزشتہ مدت کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں	″
(۴۳۰) باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ کس کے ذمہ پر واجب ہے	۴۲۶
(۴۳۱) ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے	″
(۴۳۲) پرورش کا حق ماں کو کب تک حاصل ہے باپ پر خرچہ پرورش لازم ہے	۴۲۷
(۴۳۳) ماں کے ہوتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں	″
(۴۳۴) ماں جب غیر سے شادی کرے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے	۴۲۸
(۴۳۵) [illegible] کا حق پرورش	۴۲۹
(۴۳۶) لڑکی کی پرورش کی مدت [illegible] کے بعد کیا حکم ہے؟	″
(۴۳۷) حق پرورش کی مدت	۴۳۰
(۴۳۸) [illegible] کا حق پرورش کس کو ہے؟	۴۳۱

عنوان	صفحہ
(۴۳۹) سات سال کے بعد باپ لڑکے کو اس کی نانی سے لے سکتا ہے	۴۳۱
(۴۴۰) بچہ کی پرورش کے متعلق ایک جواب پر اشکال اور اس کا جواب	۴۳۳
(۴۴) ماں کے انتقال کے بعد نانی کو بچوں کی پرورش کا حق حاصل ہے	۴۳۴
(۴۴۲) وہ عورتیں جن کو بچوں کا حق پرورش ہے وہ موجود نہ ہوں تو حق پرورش کس کو حاصل ہوتا ہے؟	″
(۴۴۳) ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے	۴۳۵
(۴۴۴) بچی کا حق پرورش کب تک ہے؟	۴۳۶
(۴۴۵) ماں، نانی، دادی اور بہن کے بعد حق پرورش خالہ کو ہے	″
سترھواں باب ایلاء	
(۴۴۶) کسی نے اپنی بیوی سے کہا جب تک تم تین پارے قرآن شریف نہ پڑھ لے اس وقت تک مجھ پر حرام ہے" تو کیا حکم ہے؟	۴۳۷
(۴۴۷) قسم کھا کر کہا "تو مجھ پر حرام ہے، اب میں تجھ سے صحبت نہیں کروں گا" اس کے بعد بالکل ہمبستری نہیں کی تو کیا حکم ہے؟	۴۳۸
اٹھارھواں باب ظہار	
(۴۴۸) کسی نے کہا "اگر میں اس سے زندگی کروں گا تو کسی کے نطفہ سے پیدا ہوں گا" تو کیا حکم ہے؟	۴۳۹
(۴۴۵) کسی نے کہا "وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کی تابعدار رہتیں وہ ماؤں سے مشابہ ہیں باعتبار شفقت و محبت کرنے کے" تو کیا حکم ہے؟	″
(۴۵۰) کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری بہن کے برابر ہے، تو کیا حکم ہے؟	۴۴۰
(۴۵) بیوی کو ماں کہہ دیا تو نکاح نہیں ٹوٹتا	۴۴۱
(۴۵۲) بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں کہا تو کیا حکم ہے؟	″
(۴۵۳) شوہر نے بیوی سے کہا "اگر میں تم سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے صحبت کروں" تو کیا حکم ہے؟	″
(۴۵۴) شوہر نے کہا تو میری ماں ہے، پھر اس کے بعد طلاق نامہ بھی تحریر کر دیا تو کیا حکم ہے؟	۴۴۲
(۴۵۵) کسی نے اپنی بیوی سے کہا "آج سے تو میری ماں ہے اور میں آج سے تیرا بیٹا ہوں" تو کیا حکم ہے؟	″
انیسواں باب متفرقات	
(۴۵۶) عورت بھاگ کر دوسرے کے پاس چلی گئی تو بغیر طلاق لئے اس کا نکاح کرنا جائز نہیں	۴۴۳
(۴۵۷) گاؤں کے سرداروں نے طلاق دینے پر مجبور کیا، شوہر نے دے دی، اس کا حکم	″
(۴۵۸) چند کلمات کے اصطلاحی معنی	۴۴۳

عنوان	صفحہ
(٣٥٩) عورت کا کسی شخص کے ساتھ بھاگ جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	٤٤٥
(٣٦٠) کسی نے کہا مجھ پر تین طلاق حرام ہے جب کہ اس کے سامنے نہ اس کی بیوی تھی اور نہ کوئی دوسرا شخص تو کیا حکم ہے؟	״
(٣٦١) شوہر نے لوگوں کے کہنے سے اپنی بیوی کو طلاق دی تو طلاق واقع ہو گئی	״
(٣٦٢) تین دفعہ کہنے سے تین طلاق ہو جاتی ہے اور جب طلاق ہو جائے تو وہ بیوی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے	٤٤٦
(٣٦٣) شیخ نکاح کے بعد جن لوگوں نے عورت کو مرتد ہونے کی ترغیب دی ہے وہ سب مرتد ہوئے	״
(٣٦٤) میاں بیوی کا آپس میں پندرہ سال تک الگ رہنے سے طلاق نہیں ہوتی لینا چاہیے	٤٤٧
(٣٦٥) طلاق مہر اور نکاح کے متعلق چند احکام	٤٤٨
(٣٦٦) اگر مرد بیوی کو طلاق دینے کی نیت سے روپیہ لے لے تو وہ خلع کے حکم میں ہے	٤٤٩
(٣٦٧) طلاق مغلظہ کے بعد بیوی بغیر حلالہ کے حلال نہیں ہوتی	٤٥٠
(٣٦٨) بیوی مہر چھوڑ کر طلاق لینا چاہتی ہے	٤٥١
(٣٦٩) میاں بیوی طلاق کے منکر ہیں اور گواہ طلاق کی گواہی دیتے ہیں تو کیا حکم ہے؟	٤٥٢
(٣٧٠) عدت والی عورت سے دوران عدت میں زنا کیا پھر عدت کے بعد اس سے نکاح کیا تو کیا حکم ہے؟	٤٥٥

کتاب الطلاق

پہلا باب

فصل اول

طلاق دینا اور طلاق پڑنا

شوہر طلاق کا انکار کرے اور گواہ طلاق دینے کی گواہی دیں تو طلاق واقع ہو جائے گی

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ کو اپنے مکان پر بیٹھ کر بوجہ ناراضگی تین طلاق شرعی دیگر حق زوجیت سے علیحدہ کر دیا اور اپنے مکان سے نکال دیا اور مسماۃ مطلقہ اس وقت روبرو گواہان موجودہ اپنے والد کے مکان پر جو تقریباً پچیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے چلی گئی اور وہاں جا کر اس نے ایام عدت بموجب احکام شرع شریف پورے کئے چنانچہ جب والد مسماۃ مطلقہ کا انتقال ہو گیا تو کوئی وسیلہ نان و پارچہ کا نہ رہا اس وجہ سے مسماۃ مطلقہ اب دیگر عقد کرنا چاہتی ہے اور زید طلاق دہندہ عقد نہیں کرنے دیتا اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی شرعاً طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور اس کو جائے دیگر نکاح ثانی کا حق ہے یا نہیں؟ مگر وقت طلاق سوائے گواہوں کے کوئی تحریر نہیں ہوئی تھی۔

(جواب ۱) جب کہ زید نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیدیں تو اب زید کا اس سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له حتی تنکح زوجاً غیره (۱) رہی یہ بات کہ وہ طلاق دینے ہی سے انکار کرتا ہے تو اس کے ثبوت میں گواہوں کی شہادت کافی ہے ثبوت طلاق اور وقوع طلاق کے لئے تحریر کی ضرورت نہیں صرف تلفظ سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے (۲) پس صورت مسئولہ میں جب کہ مسماۃ مطلقہ ثلثہ اپنی عدت پوری کر چکی ہے تو وہ جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

"تلاک" کے لفظ کے ساتھ طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال) زید نے اپنی عورت کو بغیر الفاظ صاف تین طلاق دی یعنی یوں کہا یک تلاک دو تلاک تین تلاک یہ الفاظ کے کوئی معنی نہیں پھر طلاق کیونکر ہو سکتا ہے الطلاق کے معنی تفریق کے ہیں اب غلط لفظ بولنے سے طلاق کے کیا معنی ہوں گے بعض کتب میں صاف لفظ کی قید ہے۔

---

(۱) البقرۃ: ۲۳۰

(۲) هو رفع قيد النكاح في الحال بالبائن أو المآل بالرجعي بلفظ مخصوص هو ما اشتمل على الطلاق (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳ / ۲۲۶ ط سعيد كراتشي) (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية فخرج الفسوخ على ما مر وأراد اللفظ ولو حكماً ليدخل الكتابة المستبينة وإشارة الأخرس والإشارة إلى العدد بالأصابع في قوله أنت طالق هكذا كما سيأتي، وبه ظهر أن من تشاجر مع زوجته فأعطاها ثلاثة أحجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظاً لا صريحاً ولا كناية لا يقع عليه كما أفتى به الخير الرملي وغيره (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق ۳ / ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

المستفتی نمبر ۳۹۸ غلام الرحمٰن (رنگون-برما) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲) لفظ تلاک اگر کسی عالم کی زبان سے نکلے جو طلاق کہنے پر بھی قادر تھا اور وہ دعوی کرے کہ میرا مقصود طلاق دینا نہیں تھا تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر وہ یہ دعوی نہ کرے یا کسی بے پڑھے آدمی کی زبان سے نکلے تو طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا (۱) کما ہو روایۃ شمس الائمۃ الحلوانی (۲)

واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کسی کے کہلوانے سے کہا "ایک دو تین طلاق دے دی" اور معنی نہ جانتا ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کا اپنی بیوی سے کسی بات پر جھگڑا ہوا - خالد کو جب اطلاع ملی تو زید سے کہا کہ تو نے ایسی سرکش بیوی کو جو تجھ سے جھگڑتی ہے اب تک رکھا ہے زید نے کہا تو کیا کروں خالد نے کہا طلاق دے دو زید نے کہا میں تو جانتا نہیں ہوں کہ کس طرح طلاق دی جاتی ہے خالد نے کہا کہ اس طرح طلاق دی جاتی ہے کہ ایک دو تین طلاق دے دی خالد کے بتلانے پر زید نے بعینہ وہ الفاظ کہہ دیئے - اس صورت میں طلاق پڑی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۷۳ مولوی کبد صاحب (ضلع نواکھالی)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ / جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳) زید کی زبان سے جو الفاظ خالد نے ادا کرائے ان کے موافق طلاق پڑ گئی کیونکہ زید نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ ان الفاظ سے اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی ان الفاظ کا تلفظ کیا ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح ويدخل نحو طلاغ و تلاك و تلاك او ط ل ك او " طلاق باش" بلا فرق بين عالم و جاهل وان قال تعمدته تخويفا لم يصدق قضاء الا اذا اشهد عليه قبله به يفتى (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الصريح ٣/٢٤٨ ط- سعيد كراتشى)

(۲) و فى الهندية رجل قال لامرأته ترا تلاق ههنا خمسة الفاظ تلاق و تلاغ و طلاغ و طلاك و تلاك عن الشيخ الامام الجليل ابى بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالىٰ انه يقع وان تعمد وقصد ان لا يقع ولا يصدق قضاء و يصدق ديانة الا اذا اشهد قبل ان يتلفظ به وقال ان امرأتى تطلب منى الطلاق ولا ينبغى لى ان اطلقها فاتلفظ بها قطعا لقيلها و تلفظ بها وشهد واشهد عند الحاكم لا يحكم بالطلاق بينهما وكان فى الابتداء يفرق بين العالم و الجاهل كما هو جواب شمس الائمة الحلوانى رحمه الله تعالى ثم رجع الى ما قلنا و عليه الفتوى كذا فى الخلاصة (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق، الباب الثانى فى ايقاع الطلاق، الفصل الاول فى الطلاق الصريح ١/٣٥٧ ط- ماجدية كوئته)

حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شمس الائمہ حلوانی کا جو قول عالم و جاہل کے فرق میں نقل کیا ہے وہ ان کا مرجوع عنہ اور غیر مفتی بہ قول ہے، اور ان کا راجح مرجوع الیہ اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ عالم و جاہل کے درمیان کوئی فرق نہیں، جیسا کہ عالمگیری کی عبارت سے مصرح ہے۔ فقط

(۳) صريحه ما لم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وانت طالق و مطلقة --- و يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح واحدة رجعية وان نوى خلافها او لم ينو شيئا (الدر المختار شرح تنوير الابصار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الصريح ٣/٢٤٧ ط- سعيد كراتشى)

محض دل میں خیال پیدا ہونے سے طلاق نہیں ہوتی (الجمعیۃ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی عورت کو دل میں طلاق دی ہے کسی آدمی کے سامنے نہیں دی لوگوں نے کہا ہے کہ عورت نے نکاح کر لیا ہے بعد ازاں وہ اپنے خاوند کے گھر آگئی ہے۔

(جواب ٤) طلاق اگر صرف دل میں خیال کرنے کے طور پر دی ہے زبان سے تلفظ نہیں کیا یعنی آہستہ نہ زور سے تو طلاق نہیں ہوتی (۱) جب تک طلاق کے الفاظ زبان سے ادا نہ ہوں طلاق نہیں ہوتی عورت نے نکاح کر لیا ہے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا یعنی اگر وہ منکوحہ تھی اور اس نے کسی دوسرے سے نکاح کر لیا تو یہ دوسرا نکاح ہی باطل ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ

فصل دوم

طلاق صریح

میری اس عورت پر طلاق ہے' طلاق ہے' طلاق ہے کہنے سے عورت پر تین طلاق واقع ہو گئی

(سوال) ایک شخص کی عورت اپنے شوہر سے تکلیف پا کر بغیر اجازت اپنے شوہر کے اپنے والد کے گھر چلی گئی شوہر نے چند آدمیوں کے روبرو جو صوم وصلوۃ کے پابند ہیں یہ الفاظ کہے کہ وہ میری عورت بغیر میری اجازت اپنے میکے چلی گئی اب میرے نکاح سے باہر ہے اب اس کو جیسے گویا اپنی ماں بہن سے برتاؤ کیا اور میری اس عورت کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ اب آپ سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟

(جواب ٥) صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہو گئی اور وہ عورت اس شخص کے واسطے بغیر حلالہ جائز نہیں۔ یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرھاً کذا فی الجوهرة النیرة (عالمگیری ص ۳۸۲ ج ۱) (۳)

---

(۱) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزوجل تجاوز لامتی عما حدثت به انفسها مالم تعمل او تکلم به رواه مسلم فی صحیحه کتاب الایمان باب بیان تجاوز الله تعالی عن حدیث النفس ۱ ۷۸ ط قدیمی (ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة و به ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایة لا یقع علیه کما افتی به الخیر الرملی (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق ۳ ۲۳۰ ط سعید کراتشی)

(۲) کل صلح بعد صلح فالثانی باطل و کذا النکاح بعد النکاح – والاصل ان کل عقد اعید فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الصلح ۵ ۶۳۶ ط – سعید کراتشی)

(۳) الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق الباب الاول فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱ ۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه و کذا فی الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳ ۲۳۵ ط سعید کراتشی)

فصل سوم

کنایات طلاق

اگر میرے بغیر تو اپنے باپ کے یہاں ایک روز بھی رہی تو میرے کام کی نہیں اور میں تیرا کچھ نہیں بغیر نیت طلاق کہا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کہا تو اپنے ماموں سے برا تعلق رکھتی ہے اس لئے تو اپنے باپ کے گھر جائے تو مجھ سے اور ہم لوگوں سے بگڑ جائے گی اور تو اپنے باپ کے یہاں رہے گی میں تیرے ہمراہ رہوں گا اگر میرے بغیر تو اپنے باپ کے یہاں ایک روز بھی رہی تو تو میرے کام کی نہیں اور میرے تیرے کچھ نہیں (زید کی بیوی کا ماموں زید کی بیوی کے باپ کے یہاں رہتا ہے) زید نے اپنی بیوی سے یہ بھی کہا کہ تو قرآن شریف اٹھا کر قسم کھا کہ تیرے ماموں سے برے تعلقات نہیں ہیں، چنانچہ زید کی بیوی نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی کہ میرے ماموں سے میرا کوئی برا تعلق نہیں ہے۔ بعد اس کے زید کی بیوی اپنے والد کے گھر جانے لگی تو زید بھی ہمراہ گیا اور چند روز زید کی بیوی اپنے والد کے یہاں رہی زید بھی ہمراہ رہا پھر دو ماہ کے بعد زید کی عورت اپنے والد کے گھر گئی اس وقت بھی زید اس کے ہمراہ گیا وہاں جا کر زید کی بیوی اپنے دوسرے ماموں کے یہاں جو دیہات میں رہتے ہیں جانے لگی زید نے اپنی بیوی کو وہاں جانے سے منع کیا مگر وہ نہ مانی اور چلی گئی تب تنگ ہو کر زید اپنی سسرال سے اپنے گھر واپس آگیا اور زید کی بیوی اپنے دوسرے ماموں کے یہاں سے رہ کر پھر اپنے والد کے گھر آگئی قریب دو ماہ کا ہو کہ وہ اپنے والد کے مکان پر ہے عمرو کہتا ہے کہ زید نے جو لفظ اپنی بیوی کو کہے تھے۔ "اگر میرے بغیر تو اپنے باپ کے یہاں ایک روز بھی رہی تو تو میرے کام کی نہیں اور میرے تیرے کچھ نہیں" تو زید کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی طلاق بائن پڑ گئی۔ زید اس کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو نماز کی پابندی کے لئے بطور ڈرانے کے مذکورہ الفاظ کہے تھے طلاق کی نیت نہیں تھی۔ المستفتی نمبر ۱۲۹ عبدالرحیم صاحب موٹا واچھا ضلع سورت۔

۳ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۲ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٦) اگر زید ان لفظوں کو بہ نیت طلاق کہنے سے انکار کرتا ہے تو زید کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوی کو "جاؤ چلی جاؤ" کہنا

(سوال) زید نے بلا کسی نیت اور ارادہ مستقلہ اور تذکرہ کے اپنی اہلیہ سے لفظ "جاؤ چلی جاؤ" کہا مگر اس وقت

---

(۱) فالكنايات لا تطلق بها إلا بنية أو دلالة الحال – فنحو اخرجي واذهبي وقومي يحتمل ردا ونحو خلية برية حرام بائن يصلح سبا ونحو اعتدي سرحتك فارقتك لا يحتمل سبا ولا ردا ففي حالة الرضا تتوقف الأقسام الثلاثة تأثيرا على نية للاحتمال والقول له بيمينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله فإن أبى رفعته للحاكم فإن نكل فرق بينهما (تنوير الأبصار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳ / ۲۹۶ ط سعيد كراتشي) وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ۱ / ۳۷٤ ط ماجدية كوئته)

طلاق کا تخیل یکایک آگیا زید نے ایسی حالت میں جب کہ نہ وہ غصہ تھا اور نہ طلاق کا ذکر تھا دوران گفتگو میں بلا ارادہ کے "دور ہو جاؤ" کہا اور اس وقت طلاق کا خیال اس طریقہ سے آگیا کہ اس سے اگر طلاق مراد لے لیں تو کیا حرج ہے یا یہ خیال میں آیا کہ اس سے طلاق مراد لے لینا چاہیے ان دونوں طریقوں میں سے اگر دماغ میں یہ چیز آئی ہو تو طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟ زید بہت شکی واقع ہوا ہے جس سے خود نہایت پریشان ہے اور اب بیٹھے بیٹھے طلاق کا تخیل آجایا کرتا ہے ان صورتوں میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۷ معرفت ناظم دارالاشاعت مونگھیر - ۱۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۷) اہلیہ سے یہ الفاظ " جاؤ چلی جاؤ" کہنے کے بعد یعنی ان الفاظ کا تلفظ ختم ہونے کے بعد اگر یکایک طلاق کا تصور آگیا خواہ اس طرح کہ "اگر اس سے طلاق مراد لے لیں تو کیا حرج ہے" یا اس طرح کہ "اس سے طلاق مراد لے لینا چاہیے" تو یہ وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں ہے جب کہ صورت یہ تھی کہ الفاظ کا تلفظ کرنے سے قبل نہ طلاق کا ارادہ تھا نہ ذکر - تلفظ ہو چکنے کے بعد کا مذکورہ بالا تصور مؤثر نہیں ہو سکتا (۱) لان النیة لا تعمل فیما مضی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوی کو ماں کہنے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال) زید نے پنچوں کے روبرو یہ بیان دیا ہے کہ میں نے اپنے تنازعہ کی وجہ سے بیوی کو یہ کہا کہ کیا تجھ کو ماں کہنا پڑے گا؟ اس کے جواب میں بیوی نے یہ کہا کہ میرا مہر دے دو اس پر میں نے کہا کہ مہر معاف کر دے تو میں طلاق دوں گا زید کی بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے بھی یہی بیان دیا کہ زید کا بیان ٹھیک ہے اس کے بعد تین گواہوں نے یہ بیان دیا کہ زید نے ہمارے سامنے بیوی سے یہ کہا کہ میں تجھ کو ماں کہتا ہوں تو میرے گھر سے نکل جا - زید کی بیوی نے اس سے مہر طلب کیا اس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس مہر نہیں ہے -

المستفتی نمبر ۶۶۸ حاجی عبدالقادر (ناگپور) ۵ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۳ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۸) گواہ اگر معتبر لوگ ہوں تو ان کی گواہی سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ مانی جائے گی اور زید کا بیان قابل سماعت نہ ہوگا لیکن گواہوں کے بیان میں بھی طلاق کا لفظ نہیں ہے اور جو الفاظ مذکور ہیں ان سے طلاق نہیں پڑتی ( ) اور زید چونکہ اس بیان سے منکر ہے اس لئے اس سے نیت کا استفسار نہیں ہو سکتا اس لئے مذکورہ صورت میں طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) ولو قال لها اذهبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیة وان کان فی حال مذاکرة الطلاق (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق' الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل الخامس فی الکنایات ۱/۳۷۶ ط - ماجدیه کوئٹه)

(۲) ولا عبرة بنیة متاخرة عنها (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الصلاة' باب شروط الصلاة ۱/۴۱۷) و فی الاشباه والنظائر ولایکون شارعا بنیة متأخرة لان ما مضی لم یقع عبادة لعدم النیة (الاشباه والنظائر لابن نجیم الفن الاول فی القواعد الکلیة النوع الاول' القاعدة الثانیة الامور بمقاصدها ۱ / ۵۰ ط - ادارة القرآن کراتشی)

بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ ”اب اسے مجھ سے کچھ سروکار نہیں‘ مجھ سے کوئی واسطہ نہیں“

(سوال) جس شخص نے برسر اجلاس حکومت انگریزیہ موجودہ اپنی زوجہ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ میری عورت بدچلن و بد اطوار ہو گئی اب اس سے اور مجھ سے کچھ سروکار نہیں میں اس بدوضع عورت کو نہیں چاہتا حاکم نے بھی بہت کچھ شوہر سے کہا کہ اس عورت کو تم لے جاؤ مگر اس نے سخت انکار کیا آج عرصہ ایک برس کا ہوتا ہے کہ شوہر نے کوئی خبر گیری نہ کی بلکہ جس سے بھی کہا یہ کہا کہ مجھ سے کوئی واسطہ نہیں تو یہ کہنا شوہر کا طلاق بالکنایہ ہو گا یا نہیں ؟ خاص کر اس صورت میں جب کہ فتنہ پیدا ہونے کا خوف ہو اور زوجہ مذکورہ پر نان نفقہ کی تنگی ہے اور زوجہ نے بھی حاکم کے سامنے یہ کہا کہ میں ایسے شوہر سے پناہ مانگتی ہوں جو ظالم اور نشہ خور ہے، اس پر شوہر نے بھی مذکورہ بالا جملہ کہا تھا کہ مجھ سے اور عورت سے کوئی سروکار و واسطہ نہیں۔

المستفتی نمبر ۷۸۸ سید اکرام حسین صاحب (سہرام) ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) صورت مسئولہ میں قرائن ایسے ہیں کہ وقوع طلاق کا حکم راجح ہے عورت کو بدوضعی کے ساتھ متصف کرنا اور پھر اپنی بے تعلقی کو ان الفاظ سے ادا کرنا یہ سب قرائن ایسے ہیں کہ اس نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے اس لئے عورت کو طلاق ہو چکی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

بیوی کو کہنا ”اپنے باپ کے گھر چلی جا“

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو غصہ میں مار پیٹ کر مکان سے باہر کر دیا اور کہا تو اپنے باپ کے مکان پر چلی جا اور پھر چند گھنٹے کے بعد مکان میں داخل کر لیا اور مل بیٹھے اس کے بعد لڑکی کے والد کو خبر ہوئی کئی روز بعد وہ اس کو اپنے مکان میں لے گئے لڑکی کے والد کو بعض لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ اب لڑکی کو وہاں نہ بھیجو بلکہ اس کا نکاح دوسری جگہ کر دو اور کسی مولوی صاحب سے فتویٰ لے لو ایک مولوی صاحب اس پر تیار ہو گئے کہ میں فتویٰ دیتا ہوں طلاق ہو گئی ہے صورت مسئلہ مولوی صاحب نے یہ قائم کی کہ خاوند کو بلایا اور دو گواہ اس بات

---

(۱) وان نوی بانت علی مثل امی او کامی برا او ظهارا او طلاقا صحت نیته ووقع ما نواه لانه کنایة والا ینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة (درمختار) و فی الرد (قوله او حذف الکاف) بان قال انت امی - قلت ویدل علیه ما نذکره عن الفتح من انه لابد من التصریح بالاداة (قوله لغا) لانه مجمل فی حق التشبیه فما لم یتبین مراد مخصوص لا یحکم بشئ فتح (هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الظهار ۳/۴۷۰ ط سعید)

(۲) ولو قال لم یبق بینی و بینک عمل ونوی یقع کذا فی العتابیة (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الخامس فی الکنایات ۱/۳۷۶ ط ماجدیه کوئٹه) یہ الفاظ کنایہ کے قسم ثانی میں داخل ہیں جس کا حکم یہ ہے کہ نیت پر موقوف ہے اگر شوہر نے ان لفظوں سے طلاق کی نیت کی ہے جیسے قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گئی اگر نیت نہیں کی تو طلاق واقع نہیں ہوتی - کما فی رد المحتار ‘ والحاصل ان الاول یتوقف علی النیة فی حالة الرضا والغضب والمذاکرة والثانی فی حالة الرضا والغضب فقط ویقع فی حالة المذاکرة بلا نیة والثالث یتوقف علیها فی حالة الرضا فقط ویقع فی حالة الغضب والمذاکرة بلا نیة (هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الکنایات ۳/۳۰۱ ط سعید کراتشی)

کے کہ لڑائی ہوئی یا نہیں تم دونوں کے درمیان ؟ خاوند نے کہا کہ بے شک لڑائی ہوئی اور میں نے لڑائی میں ضرور یہ لفظ کہے کہ تو اپنے باپ کے گھر چلی جا کیونکہ میری ماں کے اور بیوی کے درمیان لڑائی تھی ماں کو میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا بیوی کو میں نے مارا بھی اور کہا تو اپنے باپ کے گھر چلی جا میں نے طلاق نہیں دی اور نہ طلاق کی نیت سے میں نے یہ کہا۔ بلکہ جس طرح لڑائی جھگڑے میں کہا کرتے ہیں اسی طرح کہہ دونوں گواہوں نے بھی یہی کہا کہ ہم نے لفظ طلاق تو سنا نہیں ہے یہی لڑائی ہوتے ہوئے سنی ہے اور یہ بھی کہہ رہا تھا کہ اپنے باپ کے گھر چلی جا اس پر مولوی صاحب موصوف نے فتویٰ دیا کہ طلاق کے اردو میں یہی معنی ہوتے ہیں کہ چلی جا اب اس پر گواہوں کی کیا ضرورت ہے طلاق ہو گئی اور نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا یہ صحیح ہوا یا غلط ؟

المستفتی نمبر ۸۲۹ محمد اسمٰعیل (ضلع مظفر نگر) ۱۲ محرم ۱۳۵۵ھ م ۵ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰) شوہر اگرچہ اقراری ہے کہ میں نے مار پیٹ کے بعد غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ باپ کے یہاں تو چلی جا لیکن طلاق کی نیت سے شوہر انکاری ہے لہذا اس صورت میں طلاق نہیں پڑی (۱) اور نکاح شوہر اول کا بدستور سابق قائم ہے تو باوجود قائم ہونے نکاح شوہر سابق کے دوسرا نکاح باطل و ناجائز ہو گا (۲) شوہر ثانی پر لازم ہے کہ اس عورت کو شوہر سابق کے سپرد کر دے ورنہ بذریعہ عدالت کے شوہر اول اپنی زوجہ کو لے سکے گا۔ والحاصل ان الاول یتوقف علی النیة فی حالة الرضا والغضب والمذاکرة الخ رد المحتار جلد ۲ ص : ۵۰۵ (۳) حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بیوی کو یہ کہنا ”تجھ سے مجھے کچھ مطلب نہیں“ یا ”تو ہماری کوئی نہیں“

(سوال) اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تجھ سے مجھے کچھ مطلب نہیں یا تو ہماری کوئی نہیں اور نیت اس سے صرف ڈرانا مقصد ہے تو طلاق ہوئی یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبد الستار (گیا)

۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱) یہ الفاظ اگر طلاق کی نیت سے نہ کہے جائیں تو طلاق نہیں ہوتی۔ (۳) محمد کفایت اللہ

---

(۱) لو قال لها اذهبی ای طریق شئت لا یقع بدون النیة وان کان فی حال مذاکرة الطلاق (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی فی ایقاع الطلاق' الفصل الخامس فی الکنایات ۱/۳۷٦ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) قال الله تعالی "حرمت علیکم امهاتکم ... والمحصنات من النساء " (سورة النساء رقم الآیة ۲۳' ۲٤) قال فی الدر کل صلح بعد صلح فالثانی باطل وکذا النکاح بعد النکاح - والاصل ان کل عقد اعید فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' کتاب الصلح ٥/٦۳٦ ط سعید کراتشی)

(۳) هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳/۳۰۱ ط سعید کراتشی)

تین ماہ میں نے نفقہ وغیرہ نہ دیا تو ایسی عورت سے لادعوی رہوں گا

(سوال) ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ساتھ ہی دستاویز لکھ دی جس میں مندرجہ ذیل عبارت ہے اگر اتفاقاً میں اپنی عورت کو بلا خوراک و پوشاک دیئے بلا حفاظت چلا گیا اور بھاگ جانے کی حالت میں تین ماہ میں نے نفقہ وغیرہ نہ دیا تو ایسی عورت سے لادعوی رہوں گا میرے نکاح کے عورت پر کوئی حق اور حقوق نہ رہیں گے میرے نکاح کے سب حق باطل اور رد سمجھے جائیں گے اب جواب طلب امر یہ ہے کہ لفظ لادعوی اور میرے نکاح کے حق اور حقوق نہ رہیں گے کنایت طلاق بنکر طلاق واقع ہوگی یا نہیں بینوا توجروا۔ المستفتی نمبر 1018 مولانا فضل احمد صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم محلہ کھڈہ کراچی ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲) ان الفاظ سے (عورت سے میں لادعوی رہوں گا میرے نکاح کے عورت پر کوئی حق حقوق نہیں رہیں گے میرے نکاح کے سب حق باطل اور رد سمجھے جائیں) یقیناً طلاق مراد ہے(۲) قطع تعلق کا مفہوم ادا کرنے میں یہ بالکل واضح اور صاف ہیں اس لئے خلاف ورزی شرائط کی صورت میں طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اپنی بیوی کے متعلق یوں کہنا کہ ”یہ عورت میرے لائق نہیں“

(سوال) کسی مقدمے کے دوران میں جب حاکم نے زید سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو لے جا تو اس نے بر سر عدالت اپنی بیوی کے متعلق یوں کہا کہ یہ عورت میرے لائق نہیں ہے میں اس کو نہ لے جاؤں گا اس کے جو دل میں آئے کرے یہی اس کا فیصلہ ہے ایک مولوی صاحب سے استفسار کیا گیا جس پر مولوی صاحب موصوف نے جواباً تحریر فرمایا کہ یہ الفاظ خط کشیدہ عرفاً محتمل طلاق ہونے کی وجہ سے کنایت سے شمار ہوں گے لہذا مذاکرہ طلاق و حالت خصومت و غضب میں واقع ہونے کی وجہ سے طلاق بائنہ ہوگی دریافت طلب امر یہ ہے کیا واقعی طلاق ہوگئی اور ہوگئی تو ایک یا ایک سے زائد۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۴ سید محمد افضال الحق صاحب (ٹاٹا نگر) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

---

(۱) ولو قال لها لا نكاح بيني وبينك او قال لم يبق بيني وبينك نكاح يقع الطلاق اذا نوى (الفتاوى الهندية) كتاب الطلاق الباب الثاني في ايقاع الطلاق الفصل الخامس في الكنايات ۱ / ۳۷۵) ثم قال بعد صفحة ولو قال لم يبق بيني وبينك عمل ونوى يقع كذا في العتابية (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الثاني في ايقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ۱ / ۳۷۶ ط - ماجديه كوئٹه)

(۲) فالكنايات لا تطلق بها قضاء إلا بنية او دلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق او الغضب فنحو اخرجي واذهبي وقومي يحتمل ردا او نحو خلية برية حرام بائن يصلح سبا ونحو اعتدي - سرحتك، فارقتك لا يحتمل السب والرد (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳ / ۲۹۶ ط سعيد كراتشي)

(۳) واذا اضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الرابع الفصل الثاني في تعليق الطلاق ۱ / ۴۲۰ ط ماجديه كوئٹه)

(جواب ۱۳) ان الفاظ میں فی الحقیقت طلاق کی تصریح نہیں ہے اس لئے زوج کی نیت دریافت کرنے کی ضرورت ہے اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق دینے کی نیت سے ہی کہے تھے تو ایک طلاق بائن کا حکم دیا جائے گا(۱) اور اگر وہ نیت طلاق کا انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے گی اور قسم کھالے تو اس کا قول معتبر ہوگا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

لفظ چھوڑ دیا کہنے سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے یا صریح؟

(سوال) مسماۃ پیاری دختر شمشو کا عقد نکاح مسمی اسماعیل سے عرصہ دس بارہ سال ہوئے کہ ہوا تھا لیکن اب عرصہ چھ سال سے مسمی مذکور بالکل لاپتہ ہے اور وہ بد چلن تھا ایک عورت کو اغوا کر کے لے گیا تھا اور جاتے وقت دس بارہ آدمیوں کے روبرو یہ بھی مسماۃ مذکورہ کو کہہ گیا تھا کہ جاؤ میں نے تجھے چھوڑ دیا- اب میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں رہا میرے پاس تمہارے لئے روٹی کپڑ دینے کے لئے کچھ نہیں ہے مسماۃ مذکورہ جوان العمر ہے -نان و نفقہ سے بھی تنگ رہتی ہے لہذا اس صورت میں کیا وہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۶ سمند خان نمبردار (روہتک) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴) اگر خاوند جاتے وقت یہ لفظ کہہ گیا تھا کہ کہ جاؤ میں نے تمہیں چھوڑ دیا اب میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں رہا اور یہ واقعہ بھی صحیح ہے کہ وہ کسی عورت کو اغوا کر کے لے گیا ہے تو اس عورت منکوحہ کو چھوڑ دینے کے معنی طلاق دینے کے ہی ہیں(۳) اور عورت کو حق ہے کہ وہ دوسرا نکاح کرے قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے لازم ہے کہ اس کے ان الفاظ کے سننے والے لوگوں کی شہادت پیش کر کے عدالت سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کر لے- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی-

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال - فنحو اخرجی واذهبی -سرحتك فارقتك - ففی حالة الرضا تتوقف الاقسام الثلاثة تاثیراً علی النیة للاحتمال (تنویر الابصار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الکنایات ۳ ۲۹۶ ط سعید کراتشی)

(۲) والقول له بیمینه فی عدم النیة الخ (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۳ ۳۰۰ ط سعید کراتشی)

(۳) فالکنایات لا تطلق بها قضاء إلا بنیة او دلالة الحال فنحو اخرجی واذهبی - سرحتك' فارقتك ففی حالة الرضا تتوقف الاقسام الثلاثة تاثیرا علی النیة للاحتمال (تنویر الابصار مع هامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب الکنایات ۲۹۶/۳ ط سعید کراتشی) حضرت مفتی اعظمؒ نے جو یہاں قرائن سے ان الفاظ سے وقوع طلاق کا حکم لکھا ہے یہ اصل کے عتبار سے ہے کہ اصل میں لفظ چھوڑ دیا (سرحتک) الفاظ کنایات میں سے ہیں جو کہ نیت کے محتاج ہیں اردو میں لفظ چھوڑ دیا جب بیوی کے متعلق استعمال کیا جائے تو اس مسئلہ میں فتوی علماء عصر مختلف ہیں' عزیز الفتاوی اور فتاوی دارالعلوم دیوبند میں اس کو کنایہ قرار دیکر محتاج نیت فرمایا ہے بشرط نیت وقوع بائن کا حکم دیا ہے' یہی رائے حضرت العلام (جاری ہے)

(جواب دیگر ۱۵) لفظ "چھوڑ دی" اگر طلاق کی نیت سے کہا ہے تو طلاق ہو گئی(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوی کے متعلق یہ کہنا کہ "میں اپنی عورت کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہوں اور میں نے اسے چھوڑ دیا" کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص کی عورت کو ایک دوسرا شخص بھگا کر لے گیا اور لے جانے کے بعد پھر وہی شخص جو عورت کو لے گیا ہے تین بار اس عورت کے زوج کے پاس آیا کہ تم اس معاملہ کا فیصلہ کر دو تو زوج نے جواب دیا کہ میں اپنی عورت کو اپنی ماں کی جگہ سمجھتا ہوں میں نے چھوڑ دیا ہے کیا عورت کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۵۰ غلام قادر (ضلع ہزارہ) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶) اگر عورت کے خاوند نے اس سوال پر کہ عورت کا فیصلہ کر دو یہ جواب دیا تھا کہ میں اس عورت کو ماں کی جگہ سمجھتا ہوں اور میں نے چھوڑ دیا تو عورت پر طلاق ہو گئی(۲) اس کے بعد زمانہ عدت کے اندر عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی لیکن عدت گزرنے کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز ہے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) مفتی اعظم کی ہے، اور بعض علماء نے حضرت فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بھی یہی حکم نقل کیا ہے اور حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس لفظ کو بوجہ عرف عام صریح قرار دیتے تھے حکم اس کا یہی ہے کہ ایک طلاق رجعی ہوگی خواہ نیت ہو یا نہیں' حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے ونیتیں (امداد المفتین ۲ ۵۲۹'۵۳۰ ط دارالمعارف دارالعلوم کراچی) قال فی رد المحتار فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال "رها كردم" اى سرحتك يقع به الرجعي مع ان اصله كناية ايضا وما ذاك الا لانه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق وقد مر ان الصريح ما لم يستعمل الا في الطلاق من اى لغة كانت (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۲۹۹/۳ ط – سعيد كراتشي)

(۱) ايضاً

(۲) وان نوى بانت على مثل امي او كامي – برا او ظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لانه كناية والا ينو شيئا او حذف الكاف لغا وتعين الادنى اى البر يعني الكرامة (در مختار) قال في الرد: قلت: ويدل عليه ما نذكره عن الفتح من انه لا بد من التصريح بالاداة (قوله لغا) لانه مجمل في حق التشبيه فما لم يتبين مراد مخصوص لا يحكم بشئ فتح (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الظهار ۳/ ۴۷۰ سعيد كراتشي)

فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال فنحو اخرجي واذهبي ونحو اعتدي – سرحتك، فارقتك لا يحتمل السب والرد ففي حالة الرضا تتوقف الاقسام الثلاثة تاثيرا على نية للاحتمال (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۲۹۶/۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۵۱۶/۳ ط سعيد كراتشي)

”میرے گھر سے چلی جا“ طلاق کی نیت سے کہا تو طلاق ہو گی ورنہ نہیں۔

(سوال) ہمارا ایک بھائی ہے جس نے اپنی عورت کو بولا کہ جا تو ہمارے گھر سے چلی جا کہ تیرا فلاں آدمی کے ساتھ ناجائز تعلق ہے میرے گھر سے چلی جا نہیں تو میں تجھ کو ماروں گا پھر وہ لڑکی اپنی مائی کے پاس چلی گئی اور مائی کے آگے سب حال خاوند کا بیان کیا کہ وہ مجھ پر یہ الفاظ بولتا ہے اور گھر سے نکال دیا ہے۔

پھر اس لڑکی کی بڑی ہمشیرہ اس کو نال لے کر پھر وہ اس کے گھر آئی اور ہمشیرہ کو گھر چھوڑ دیا جب پھر اس خاوند نے دیکھا اور پھر وہی کلمات اس نے بولے بڑی سالی کے روبرو اور کہا کہ اپنی بہن کو لے جا اس کو میں ہرگز نہیں رکھتا کہ اس کا فلاں آدمی کے ساتھ تعلق ہے غرض کہ اس لڑکی کو بڑی بہن یعنی ہمشیرہ تین دفعہ اس کے گھر چھوڑنے کو گئی مگر اس لڑکی کو خاوند نے نہیں رکھا پھر وہ اپنی مائی کو چلی گئی لڑکی کی مائی بیوہ ہے اور پھر عرصہ ایک سال ہو گیا ہے جس میں اس لڑکی کے خاوند نے کوئی خبر نہیں لی ہے پھر ایک سال کے بعد اس لڑکی کے خاوند اپنی برادری کا میسہ اس لڑکی اور اس کی مائی کے پاس لائے ہیں کہ راضی نامہ کر لو اب لڑکی نہیں مانتی اور بولتی ہے کہ میرا اس کے ساتھ نکاح نہیں ہے اب اس جھگڑے میں چھ ماہ ہو گئے ہیں کہ جو آدمی راضی نامہ کے واسطے آتا ہے اس کو بولتی ہے کہ اس خاوند کا میرے ساتھ نکاح نہیں ہے اور اس بات کا کافی ثبوت بھی ہے اور گواہ بھی اس وقت ہیں کہ جب اس نے اپنی بیوی کو بولا کہ جا چلی جا تیرا فلاں کے ساتھ ناجائز تعلق ہے اس لڑکی کا قصور نہیں ہے اس کے خاوند کا قصور ہے اور اس کے ساتھ ایک تین سال کی لڑکی بھی اس خاوند سے ہے اور وہ اس عورت نے خاوند کو دیدی ہے اور کہتی ہے کہ تو لڑکی لے جا میں نہیں جاتی کہ سر مجلس تو نے ہم کو گھر سے نکال دیا اب میرا تیرا نکاح جاتا رہا ہے آیا اس لڑکی کا نکاح باقی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۹ مستری فضل حسین صاحب (جہلم) ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷) اگر اس کا خاوند اقرار کرے کہ میں نے جو الزام ناجائز تعلق کا لگایا تھا وہ غلط تھا اور قسم کھائے کہ میں نے جو کہا تھا کہ چلی جا اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی (۱) تو یہ عورت اس کے ساتھ جا کر رہ سکتی ہے نکاح باقی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

( ) والقول له بيمينه في عدم النية و يكفي تحليفها له في منزله، فان ابى رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳/ ۳۰۰ ط سعيد كراتشي) باقی شوہر کا اقرار کرنا کہ میرا الزام غلط تھا رجوع کے لئے ضروری نہیں اگر یہ اقرار نہ کرے صرف طلاق کی نیت نہ ہونے پر قسم کھالے تو بھی عورت اس کے ساتھ رہ سکتی ہے

بیوی کو یہ کہا کہ ”میں تم سے بیزار ہوں، میں تم سے اسی وقت علیحدہ ہوتا ہوں“

(سوال) (۱) طلاق کے لئے آیا لفظ کا اظہار ضروری ہے یا مفہوم سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے آیا اشارہ یا کنایہ یا دلالت حال سے طلاق واقع ہوتی ہے؟

(۲) اگر مرد اپنی عورت سے غصہ کی حالت میں چند دفعہ حسب ذیل کلمات کہے تو کیا طلاق پڑ جائے گی اور اگر ایسی صورت میں طلاق واقع ہو تو مرد کو اپنی عورت سے رجوع ہونے کی کیا صورت ہے؟

مثلاً مرد اپنی عورت سے چند بار کہے میں تم سے بیزار ہوں، مجھے تم سے تکلیف ہے، میں تم سے اس وقت علیحدہ ہوتا ہوں تم سے میرا دل شکستہ ہے تم سے مایوسی ہے میں تمہارے لئے ایک بلا ہوں تم سے بعض وقت علیحدہ رہنے میں راحت ہے، تمہارے حق میں خرابی ہے، یہ زندگی بیکار ہے، کیا بد قسمتی ہے، اب حد ہو گئی، کوئی راستہ معلوم نہیں ہوتا ہے، صفائی کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی ہے، یا اللہ توبہ اور اسی قسم کے بعض کلمات ہوں اور اس وقت کبھی عورت بھی جواب دے کہ میری زندگی خود تلخ ہے اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بد قسمتی ہے اسی قسم کے بعض کلمات ہوں مذکورہ بالا کلمات نمبر ۲ کے اظہار کرتے وقت اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور غصہ دفع ہونے کے بعد وہ اپنی عورت سے بدستور ملتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۸۱ جناب منصور الحق صاحب پٹنہ (بہار) ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۵ جنوری ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۱۸) ان تمام جملوں میں سے صرف دو جملے نمبر ا و ۱۳ ایسے ہیں (جن پر سرخ نشان لگا دیا ہے) کہ اگر ان کو طلاق کی نیت سے کہا ہو تو طلاق ہو گی اور اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو طلاق نہیں ہو گی(۱) اور باقی جملے محض بیکار ہیں ان سے طلاق نہیں ہوتی طلاق کی نیت ہو جب بھی طلاق نہیں ہوتی(۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها قضاء إلا بنیة او دلالة الحال فنحو اخرجي واذهبي - و نحو اعتدی- سرحتك، فارقتك لا یحتمل السب والرد ففی حالة الرضا، تتوقف الاقسام الثلاثة تاثیرا علی النیة للاحتمال (تنویر الابصار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنایات ۳/۲۹۶ ط سعید کراتشی)

(۲) وكذا كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق وان نوى مثل قوله بارك الله عليك او قال لها اطعميني و اسقيني و نحو ذلك (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الثاني في ايقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ۱/۳۷۶ ماجدية كوئته) وقال في الرد لان ما ذكروه في تعريف الكناية ليس على اطلاقه بل هو مقيد بلفظ يصلح خطابها به ويصلح لا نشاء الطلاق ۔ ولا بد من ثالث هو كون اللفظ مسببا عن الطلاق و ناشئا عنه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳ ۲۹۶ ط سعيد كراتشى)

سوال متعلقہ سوال سابق

(سوال) اگر مرد اپنی عورت سے چندبار یہ کہے کہ میں تم سے بیزار ہوں میں تم سے اس وقت علیحدہ ہوتا ہوں اور غصہ کی حالت میں ہو جواب میں ان دو جملوں پر سرخ نشان لگادیا گیا ہے کہ اگر یہ دو جملے طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو طلاق ہو گی ورنہ نہیں۔

(۱) ان دو مذکورہ جملوں کو کہتے وقت یا طلاق ظاہر کرتے وقت اگر طلاق کا خیال آئے لیکن طلاق کی نیت و ارادہ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

(۲) ان جملوں کو اگر طلاق کی نیت یا ارادے سے کہا ہو تو طلاق پڑجانے پر مرد اپنی عورت سے کیونکہ رجوع کر سکتا ہے یا مل سکتا ہے اس کی کیا صورت ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۸ جناب منصور الحق صاحب (پٹنہ) ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹) اگر طلاق کی نیت سے یہ جملے کہے گئے ہوں تو پھر شوہر اپنی عورت سے تجدید نکاح کر سکتا ہے بغیر تجدید نکاح کے رجعت صحیح نہیں ہے(۱) طلاق کا خیال آنے سے کیا مطلب ہے اور نیت وارادہ طلاق نہ ہونے سے کیا مراد ہے یہ فرق ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوی کو بغیر نیت طلاق یہ کہنا "نہ تو میری کوئی ہے' اور نہ میں تیرا کوئی ہوں"

(سوال) میں ایک مصیبت زدہ غریب اہل حدیث کی لڑکی ہوں مصلحت خداوندی سے میری شادی ایک شخص ای آدمی حنفی المذہب سے ہو گئی جو بالکل نااہل ہے تقریباً بیس برس کا زمانہ میری شادی کو گزرتا ہے اس مدت دراز تک کبھی بھی زن و شوہر میں اتحاد جیسا کہ زن و شوہر میں ہونا چاہئے نہیں ہو برابر نفاق اور رنج سے زندگی گزرتی ہے میرے ہر ایک کام خانگی یا عبادت' تلاوت' دینی کتابیں پڑھنا پڑھانا' پندونصائح کرنا غرضیکہ ہر ایک کام ان کو ناپسند ہے کہتے ہیں کہ تو سب کام زبردستی کرتی ہے مجھ کو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تیرا کچھ حق ادا نہ کریں گے خوشی ہو تو مکان میں رہ یا چلی جا تو تو اپنی خوشی سے ہے اس لئے خدا ہم سے کچھ پوچھ نہ کرے گا اور کہتے ہیں کہ میرا ارادہ تو گیارہ برس سے طلاق دینے کا ہے مگر دین مہر سے مجبور ہوں اور اسی طرح برابر کہتے رہتے ہیں کہ نہ تو میری کوئی ہے نہ میں کوئی تیرا ہوں میں کہتی ہوں کہ تب میرا فیصلہ کردیجئے تو کہتے ہیں کہ ہم بار بار کیا فیصلہ کریں جو کرنا تھا سو کردیا ہم بھڑوا مرد نہیں ہیں ہم خدا پرست ہیں نفس پرست نہیں ہیں ہم نے رخ جو موڑ لیا سو موڑ لیا ہم جدا ہو گئے سو ہو گئے اب کتنا ہی کوئی سمجھائے گا مان نہیں سکتا ہوں نہ ملت ہوئی ہے نہ قیامت تک ملت ہو گی اس طرح پر زندگی میری تلخ ہے میں کہتی ہوں کہ جب ہمارے کام بالکل ناپسند ہی ہیں تو مجھ کو طلاق دے دیجئے

---

(۱) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة و ما يتصل به ٤٧٢/١ ط ماجديه كوئٹه)

تو کہتے ہیں کہ ہرگز ہرگز طلاق نہیں دوں گا زندگی بھر جلاتا رہوں گا غرضیکہ کسی صورت سے مجھ کو نہ اخلاق وملت ہے۔ کہتے ہیں نہ ہی طلاق دیتے ہیں میں کس طرح ان سے جان خلاصی کروں حنفی جماعت والوں کو میں دیکھتی ہوں کہ اس طرح کے معاملات اپنے امیر شریعت پھلواری پٹنہ بہار میں پیش کر کے خلع کرا کر جان خلاصی کرا لیتی ہیں مجھے بھی اکثر لوگ یہی کہتے ہیں کہ تم بھی امیر شریعت پھلواری پٹنہ بہار کو درخواست دو ورنہ عدالتی کارروائی کرو لہذا میرا خیال ہے کہ میری جماعت کے جو سردار ہیں ان سے میں درخواست کروں کہ کیوں نہ اپنی سبکدوشی کرا لوں کیونکہ عدالتی کارروائی کرنے کی ہم میں یا والدین میں صلاحیت ہی نہیں ہے اور پنچایت بھی یہاں کی اچھی نہیں ہے شعبان ۶۰ھ سے مجھ کو گھر سے نکال دیا ہے میں نے پنچایت میں بھی درخواست کی تھی تو پنچایت نے ان کو سمجھ بجھا دیا مگر پنچ کی باتوں کو بھی نہیں مانا تو پنچ نے کہا کہ تم اب اپنے میکے میں چلی جاؤ ہم لوگ کیا کریں جب کہ وہ کسی کی بات ہی نہیں مانتا ہے بالکل نااہل ہے غرضیکہ میں اپنے میکہ چلی آئی ہوں پہلی رمضان مبارک ۶۰ھ سے میکے میں ہوں والدین کو اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ میری پرورش کریں لہذا مجھے آپ لوگ بہت جلد کوئی تدبیر خلاصی کی بتائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۱۹ ہاجرہ خاتون (پٹنہ) ۵ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ دوشنبہ۔

(جواب) از مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ صورت مرقومہ میں ایسے الفاظ (نہ تو میری کوئی ہے نہ میں تیرا کوئی ہوں) یہ خود موجب طلاق ہیں کیونکہ مفہوم اس کا جدائی ہے جس روز خاوند نے ایسے الفاظ کہے اسی روز سے عدت شمار ہوگی جس کی میعاد تین حیض ہے لقولہ تعالیٰ والمطلقت یتربصن بانفسهن ثلثة قروء (۱) واللہ تعالیٰ اعلم (بقلم رضاء اللہ ثنائی) المفتی ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری)

(جواب ۲۰) از مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ یہ الفاظ خود تو طلاق کے الفاظ نہیں ہیں (۲) ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق کی نیت وارادہ سے اس قسم کے الفاظ استعمال کئے جائیں نیت طلاق ہونے کا حکم بولنے والے کے اقرار پر دیا جا سکتا ہے یا قرائن حالیہ سے (۳) یہاں خط میں اس کی تصریح مذکور ہے کہ ہرگز ہرگز طلاق

---

(۱) البقرة ۲۲۸

(۲) قال في الدر المختار كناية عند الفقهاء مالم يوضع له اى الطلاق واحتمله وغيره (درمختار) وقال في الرد (قوله مالم يوضع له الخ) اى بل وضع لما هو اعم منه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۶ ط سعيد كراتشي)

(۳) فالكنايات لا تطلق بها قضاء إلا بنية او دلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق او الغضب (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق' باب الكنايات ۳/۲۹۶ ط سعيد كراتشي) وقال ايضا لست لك بزوج او لست لي امرأة او قالت له لست لي بزوج فقال صدقت طلاق ان نواه خلافا لهما (درمختار) وقال في الرد واشار بقوله طلاق الى ان الواقع بهذه الكناية رجعي كذا في البحر من باب الكنايات (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق' باب الصريح ۳/۲۸۳ ط سعيد كراتشي)

نہ دوں گا زندگی بھر جلتا رہوں گا اس تصریح کے بعد تو نیت طلاق نہ ہونا معین ہو جاتا ہے اس لئے ان الفاظ کی بناء پر طلاق واقع ہونے اور عدت شروع کر دینے کا حکم درست نہیں ہاں اگر حالات یہی ہیں اور شوہر کی طرف سے یہ زیادتی اور ظلم ہو رہا ہے تو آپ کو حق ہے کہ یا تو امارت شرعیہ کے دار القضاء میں رجوع کریں یا ایکٹ نمبر ۸ ۱۹۳۹ء کے تحت کسی مسلمان جج کی عدالت میں دعوی کر کے اپنا نکاح فسخ کرالیں (۱) پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکیں گی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی ۴ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۲۱ مئی ۱۹۴۲ء

بیوی کو کہا ”تجھ کو چھوڑتا ہوں، میرے گھر سے نکل جا“

(الجمعیۃ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک عورت جس کی خاوند سے ناراضگی رہتی ہے اس کو خاوند کوئی آٹھ دس دفعہ کہہ چکا ہے کہ میں تجھ کو چھوڑتا ہوں تو میرے گھر سے نکل جا اس نے ایک اور عورت ناجائز طور سے گھر میں ڈال رکھی ہے زوجہ پر دباؤ ڈال کر گھر سے نکل جانے پر مجبور کر دیا اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھی ہے۔

(جواب ۲۱) خاوند کے اس کہنے سے کہ ”تجھ کو چھوڑتا ہوں میرے گھر سے نکل جا“ اس صورت میں طلاق واقع ہو گی (۳) جب کہ نیت طلاق کی ہو اگر وہ نیت طلاق کا انکار کرے تو اس سے قسم لی جائے گی پھر اگر قسم کھائے تو اس کا قول معتبر سمجھا جائے گا (۴) اور جب تک طلاق کا فیصلہ نہ ہو عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی (۵) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

بیوی کو تین بار کہا ”میں نے تجھ کو چھوڑ دیا“ تو کتنی طلاق واقع ہوئیں؟

الجمعیۃ مورخہ ۱۴ نومبر ۲۶ء

(سوال) چند ماہ گزرے کہ یہاں پر نزدیک کے قریہ میں ایک شخص جو حنفی مذہب رکھتا ہے اس نے اپنی

---

(۱) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ حکم زوجہ متعنت ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۲) قال اللہ تعالیٰ ”ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ“ (سورۃ البقرۃ رقم الآیۃ ۲۳۵)

(۳) اردو میں لفظ چھوڑ دیا صریح ہے یا کنایہ؟ اس سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت شرط ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق مفصل بحث جواب نمبر ۴۱ حاشیہ نمبر ۳ پر ملاحظہ ہو۔

(۴) والقول له بيمينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله فإن أبى رفعته للحاكم فإن نكل فرق بينهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ۳/ ۳۰۰ ط سعيد كراتشي)

(۵) اما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱۶ ط سعيد كراتشي) وقال ايضا: كل صلح بعد صلح فالثاني باطل وكذا النكاح بعد النكاح والاصل ان كل عقد اعيد فالثاني باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الصلح ۵/ ۲۳۶ ط سعيد كراتشي)

عورت کو طلاق دینا چاہا جماعت مسلمین کے لوگ اس کو بار بار روکتے چلے گئے ایسا کئی بار ہو گیا کچھ اثر نہ ہوا آخر ایک دن اس نے جماعت مسلمین اور نائب قاضی کے روبرو اپنی عورت کو لا کر ایک ہی محفل میں تین بار اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تجھ کو چھوڑ دیا میں نے تجھ کو چھوڑ دیا میں نے تجھ کو چھوڑ دیا اور جماعت و نائب قاضی سے کہا کہ تم گواہ رہو لوگوں نے کہا کہ طلاق نامہ لکھ دے اس نے کہا کہ اتنے گواہ ہیں طلاق نامہ لکھنے کی ضرورت نہیں اس وجہ سے لوگ بھی خاموش ہو گئے اب اس عورت کی عدت پوری ہونے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ میں نے اسے طلاق نہیں دیا اور رجوع کرنے کو کہتا ہے؟

(جواب ۲۲) اگر مرد نے یہ لفظ (میں نے تجھ کو چھوڑ دیا) تین بار کہے تو اس کی عورت پر طلاق بائن ہو گئی اور وہ اس کے نکاح سے باہر ہو گئی(۱) اب دوبارہ وہ شخص اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ عورت بھی رضامند ہو حلالہ کی ضرورت نہیں اور جب گواہ موجود ہیں تو اس کا انکار معتبر نہیں۔

محمد کفایت اللہ غفر لہٗ

بیوی کو کہا ”میں نے تجھے تھوک کر چھوڑ دیا“

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جولائی ۳۱ء)

(سوال) زید نے اپنی کنواری منکوحہ کو بآواز بلند شارع عام پر کھڑے ہو کر تین چار بار کہا کہ حرام زادی، بدمعاش، آوارہ، بدچلن، ناکارہ، کتیا ہے میں نے تجھے تھوک کر چھوڑ دیا زوجہ میکے میں ہے اس نے بھی زید کی آواز سنی (زید کو اس کے چال چلن پر بدگمانی ہے)

---

(۱) یعنی ایک بائن طلاق تین نہیں ہوئیں کیونکہ ایک بائن کے بعد دوسری بائن طلاق نہیں ہوتی۔ کما فی الدر المختار الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن والبائن یلحق الصریح ولا یلحق البائن تنویر الابصار مع الدر المختار مع ہامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الکنایات ۳، ۲۹۶ ط سعید کراچی

(۲) حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ نے یہ سوال پر فرمایا ہے کہ اگر مرد نے یہ لفظ ”میں نے تجھ کو چھوڑ دیا“ تین بار کہا ہے تو اس کی عورت پر طلاق بائن واقع ہو گی یہ حکم اس اعتبار سے ہے کہ اصل میں یہ لفظ کنایات میں سے ہیں جن سے نیت ہو تو بائن طلاق ہوتی ہے لیکن بعد میں یہ لفظ طلاق کے لیے اتنی کثرت سے مستعمل ہونے لگا کہ دوسرے کسی معنی کا ارادہ ہی نہیں کیا جاتا اس وجہ سے یہ صریح ہو گیا اب بغیر نیت بھی اس سے طلاق رجعی واقع ہو گی۔ رد المحتار میں ہے کہ عرف فارس میں ”رہا کردم“ (چھوڑ دیا) طلاق میں صریح ہے، بخلاف فارسیۃ قولہ سرحتک وھو ”رھا کردم“ لانہ صار صریحا فی العرف علی ما صرح بہ نجم الزاھدی الخوارزمی فی شرح القدوری وقد علمت ان سرحتک کنایۃ لکنہ فی عرف الفرس غلب استعمالہ فی الصریح فاذا قال ”رھا کردم“ ای سرحتک یقع بہ الرجعی مع ان اصلہ کنایۃ ایضا وما ذاک الا لانہ غلب فی عرف الفرس استعمالہ فی الطلاق وقد مر ان الصریح ما لم یستعمل الا فی الطلاق من ای لغۃ کانت (ہامش رد المحتار، کتاب الطلاق باب الکنایات ۳ ۲۹۹ ط سعید کراچی) لہٰذا جس علاقہ میں یہ لفظ صریح کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے وہاں تو اس لفظ سے بلا نیت طلاق واقع ہو گی اب اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین دفعہ یہ کہا کہ ”میں نے تجھ کو چھوڑ دیا“ تو اس کی بیوی پر تین طلاقیں ہو گئیں اور بیوی مغلظہ ثلاثہ ہو جائے گی کما فی الدر المختار الصریح یلحق الصریح و یلحق البائن (الدر المختار مع ہامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الکنایات ۳ ۳۰۶) وفی الہندیۃ الطلاق الصریح یلحق الطلاق الصریح بان قال انت طالق وقعت طلقۃ ثم قال انت طالق تقع اخری (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق الفصل الخامس فی الکنایات ٦ ۳۷۷ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(جواب ۲۳) زید نے اگر یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے تھے تو اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہو گئی(۱) اگر عورت غیر مدخول بہا ہے یعنی نہ تو زید نے اس سے وطی کی ہے اور نہ خلوت صحیحہ ہوئی ہو تو زید کے ذمہ نصف مہر لازم ہوگا(۲) اور وطی یا خلوت ہو چکی ہے تو پورا مہر واجب الوصول ہوگا(۳) اگر وہ نیت طلاق کا انکار کرے تو اس کو قسم کھانی ہوگی (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ'

بیوی کو کہا ”جا میرے گھر سے نکل جا“ تو میری ماں بہن کی جگہ پر ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ ستمبر ۳۱ء)

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو کہا ”جا میرے گھر سے نکل جا قسم قرآن شریف و حلف شریف کی تو آج سے میری ماں و بہن کی جگہ پر ہے“ کیا وہ زید کی زوجیت سے خارج ہو گئی؟

(جواب ۲٤) اگر زید نے یہ الفاظ کہ ”جا میرے گھر سے نکل جا(۵) تو میری ماں بہن کی جگہ ہے طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو طلاق بائن واقع ہو گئی(۶) اب اگر زید کی زوجہ راضی ہو تو نکاح ہو سکتا ہے۔(۷) [illegible]

---

(۱) اس کے لئے جواب نمبر ۲۲ حاشیہ نمبر ملاحظہ ہو۔

(۲) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے – وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم (سورة البقرة رقم الآية ۲۳۷) وقال في الدر المختار : ويجب نصفه بطلاق قبل وطئ او خلوة اى نصف المهر المذكور – (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح باب المهر ۳ / ۱۰٤ ط سعيد كراتشي

(۳) "وآتوا النساء صدقاتهن نحلة" (سورة النساء رقم الآية ٤) وقال في الدر المختار : ويتأكد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر ۳ / ۱۰۲ ط سعيد كراتشي)

(٤) والقول له بيمينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله فان ابى رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳ / ۳۰۱ ط سعيد كراتشي)

(٥) فالكنايات لا تطلق بها قضاء إلا بنية او دلالة الحال فنحو اخرجي واذهبي وقومي – ونحو خلية برية حرام بائن ونحو اعتدي سرحتك فارقتك ويقع بباقيها اى باقي الفاظ الكنايات المذكورة خلافا لاختيار البائن ان نواها (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ۳ / ۲۹٦ ط سعيد كراتشي)

(٦) وان نوى بانت علي مثل امي او كامي برا او ظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع ما نوى لانه كناية إلا ينوي شيئا او حذف الكاف لغا وتعين الادنى اى البر يعني الكرامة (درمختار) وقال في الرد : او ينبغي ان لا يصدق قضاء في ارادة البر اذا كان في حال المشاجرة وذكر الطلاق (قوله او طلاق) لان هذا اللفظ من الكنايات وبه يقع الطلاق بالنية او دلالة الحال على ما مر قلت ينبغي ان لا يصدق لان دلالة الحال قرينة ظاهرة تقدم على النية في باب الكنايات فلا يصدق في نية الادنى لان فيه تخفيفا عليه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الظهار ۳ / ٤٧٠ ط سعيد كراتشي)

(٧) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱ / ٤٧٢ ط ماجدية كوئٹه)

غضب میں کہنے سے طلاق پڑ جانے کا حکم دیا جائے گا کیونکہ غضب نیت طلاق کے لئے کافی قرینہ ہے(۱)

بیوی کو بنیت طلاق یہ کہا ”تم سے کوئی تعلق نہیں“ تو طلاق پڑ جائے گی .

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۳۴ء)

(سوال) (۱) زدواجی زندگی کے تعلق ناپسندیدہ سے گھبرا کر اگر کوئی شخص بارگاہ ہی میں یہ دعا کرے کہ اے خدائے برتر تو اس رشتے کو منقطع کر دے اور کوئی شخص اس کی طرف سے اس کی زوجہ کو خط لکھ دے کہ میں نے قطع تعلق کیا (اور اس خط کا اسے علم بھی نہیں) ایسی صورت میں رشتہ منقطع ہوا یا نہیں؟ (۲) اس کی زوجہ نے اس سے کہا کہ تم نے ایسا کیوں لکھا اس نے لکھنے سے انکار کیا اور لاعلمی ظاہر کی زوجہ نے اس کی بات کا یقین نہیں کیا شوہر نے غصہ ہو کر کہا کہ ہم نے لکھا تو پھر ہم کو بلایا کیوں؟ جواب میں عورت نے کہا کہ صفائی کر دو یہ کیا ہوا؟ (۳) پھر اس نے کہا کہ اگر تمہارے والدین تم کو جانے سے روکتے ہیں تو میں پوشیدہ طور سے چلنے کا سامان کرتا ہوں تم چلنے کو تیار ہو یا نہیں؟ عورت نے کہا کہ ہاں تیار ہوں شوہر نے کہا کہ اگر تم نے وقت پر دھوکا دیا تو ہم سے تم سے کوئی تعلق نہیں تم اپنے گھر خوش ہم اپنے گھر لیکن عین وقت پر زوجہ نے دھوکا دیا اور جانے سے انکار کر دیا اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۵) (۱) رشتہ منقطع نہیں ہوا(۲) (۲) یہ بھی رشتہ منقطع کرنے کے لئے کافی نہیں(۳) (۳) اس صورت میں اگر شوہر نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق کہے ہوں تو زوجہ کے انکار کرنے پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی(۴) اور پھر تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال وهی حالة مذاکرة الطلاق او الغضب (تنویر الابصار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنایات ۳/ ۲۹۶ ط سعید کراتشی)

(۲) (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة — واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابة المستبینة واشارة الاخرس والاشارة الی العدد بالاصابع فی قوله انت طالق هکذا کما سیأتی (هامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعید کراتشی)

(۳) کیونکہ اس میں پہلے طلاق کے الفاظ لکھنے سے انکار کیا گیا ہے

(٤) ولو قال لا نکاح بینی و بینك او قال لم یبق بینی و بینك نکاح یقع الطلاق اذا نوی، ولو قالت المرأة لزوجها لست لی بزوج فقال الزوج صدقت و نوی به الطلاق یقع فی قول ابی حنیفة ثم قال بعد صفحة و فی الفتاوی لم یبق بینی و بینك عمل و نوی یقع کذا فی العتابیة (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الخامس فی الکنایات ۱/ ۳۷۵، ۳۷٦ ط ماجدیه کوئته) وکذا فی الدر المختار و یقع بباقیها ای باقی الفاظ الکنایات المذکورة البائن ان نواه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنایات ۳/ ۲۹٦ ط سعید کراتشی)

فصل چہارم

نابالغ کی طلاق

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) چھوٹا لڑکا اور لڑکی یعنی نابالغ لڑکا اور نابالغ لڑکی ہو اور ولی ایجاب و قبول کریں ابھی وہ لڑکا اور لڑکی نابالغ ہیں اور طلاق کی ضرورت پڑ جائے تو ولی لڑکے کا طلاق دے سکتا ہے یا لڑکا بھی طلاق دے سکتا ہے؟

(جواب ۲۶) نابالغ کی طلاق قبل از بلوغ معتبر نہ ہوگی کیونکہ وقوع طلاق کے لئے زوج کا بالغ ہونا شرط ہے یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا الخ (هندیه ص ۳۷۶) ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل ۱ (ایضاً)

نابالغ کی بیوی کا زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو تو اس کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

(سوال) ایک عورت عاقلہ بالغہ کا نکاح باتفاق اولیاء نابالغ صبی سے کیا گیا دو چار سال گزرنے کے بعد بہ سبب بعض مفسد ولیاء کا خیال ہے کہ نکاح فسخ کرا کے کسی بالغ مرد سے کیا جائے حنفیہ کے نزدیک طلاق بھی واقع نہیں ہوتی اب اس خاص صورت میں جبکہ مفسد یعنی زنا وغیرہ کا خوف ہے اور ہمارے ملک باوچستان میں زناکار کو قتل کر دیتے ہیں تو شرعاً کسی صورت سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۸۹ عبد لطیف (تھل سندھ) ۴ جمادی ~~۱۳۵۳~~ ۱۳۵۴ھ م ۳ ستمبر ~~۱۹۳۴~~ ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷) فریقین یعنی عورت اور نابالغ کے اولیاء کسی نیک متقی عالم کو حکم بناویں بہتر ہے کہ حکم حنبلی المذہب یا اہل حدیث ہو وہ امام احمدؒ کے مسلک کے ماتحت فسخ نکاح کا حکم کر دے اور اس کے فیصلے پر عمل کیا جائے (۲) اس میں منشائے فسخ عدم تیسیر وصول نفقہ ہو گیا۔ امام مالک کے مذہب کے موافق خوف زنا کو منشا قرار دیکر نکاح فسخ کر دیا جائے (۳) فقط محمد کفایت اللہ

---

(۱) الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فيما يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۱/ ۳۵۳ ط ماجديه كوئٹه)

(۲) (قوله وجوزه الامام احمد) اى اذا كان مميزا يعقله بان يعلم ان زوجته تبين منه كما هو مقرر فى متون مذهبه (هامش ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، ۳/ ۲۴۳ ط سعيد كراتشى)

(۳) و فى حاشية الفتال، و ذكر الفقيه ابو الليث فى تاسيس النظائر انه اذا لم يوجد فى مذهب الامام قول فى مسئلة يرجع الى مذهب مالك انه اقرب المذاهب اليه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الرجعة، مطلب مال بعض اصحابنا الى بعض اقوال مالك رحمه الله تعالىٰ ضرورة ۳/ ۴۱۱ ط سعيد كراتشى) و فيه ايضا ولا يفرق بينه و بينها و لو بعد مضى اربع سنين خلافا لمالك لقول القهستاني لو افتى به فى موضع الضرورة لا باس به على ما اظن (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب المفقود، مطلب فى الافتاء بمذهب مالك فى زوجة المفقود ۴/ ۲۹۵ ط سعيد كراتشى)

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) اگر شوہر صبی نابالغ اس قدر سمجھ رکھتا ہے کہ طلاق دینے سے عورت اپنے شوہر سے علیحدہ اور بے تعلق ہو جاتی ہے تو موافق مذہب امام احمد بن حنبلؒ کے ایسے نابالغ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے حنفی مذہب کا حاکم بھی بوجہ ضرورت شدیدہ کے وقوع طلاق کا فیصلہ کر سکتا ہے لہذا اس صورت میں نابالغ سے طلاق دلوا کر مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دے کر کہ اس طلاق کی تنفیذ و تصحیح یعنی وقوع طلاق کا فیصلہ حاصل کر لیا جائے فتاوی شامی میں ہے قوله و جوزه الامام احمد ای اذا کان ممیزا یعقله بان یعلم ان زوجته تبین منه کما هو مقرر فی متون مذهبه فافهم (جلد ثانی ص ۴۲۲ واللہ اعلم)

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی، اور نہ اس کے والدین کی

(سوال) عمر بکر دونوں ماں جائے بھائی ہیں عمر کی لڑکی نابالغہ تھی اور بکر کا لڑکا نابالغ ہے قانون شاہ بل کے خوف سے نابالغ بچوں کا نکاح دونوں بھائیوں نے کر دیا تھا اور اس خیال سے بھی کہ ان بچوں کے جوان ہونے کے بعد بوجہ خانگی تنازعات شاید یہ سلسلہ نسبت قائم نہ رہ سکے انہی خیالات کی مجبوری سے نکاح کر دیا اتفاق زمانہ کہ لڑکا اس وقت ۱۱ سال کا ہے اور ابھی جوان ہونے میں دیر ہے اور لڑکی جوان ہو چکی ہے اور اب اس کی پاکدامنی اور عصمت پر بدنما دھبہ لگنے کا اندیشہ ہے چند معزز مہربان برادری نے باہمی فیصلہ کیا کہ عمر اپنے پاس سے بکر کو مبلغ ساٹھ روپے کا زیور نقرئی و طلائی ادا کرے اور مبلغ چھتیس روپے بابت مہر معاف کرے اور لڑکی کی عدت کا نان پارچہ بھی چھوڑ دے اور نکاح کا جوڑ بھی دے دیوے چنانچہ یہ سب دیا دلایا گیا اور بخوشی فریقین جلسہ عام میں بکر اور اس کے نابالغ پسر نے لڑکی کو طلاق دیدی اور آزاد کر کے اجازت دیدی کہ لڑکی کا نکاح ثانی کر دیا جائے لڑکی اس فعل سے بہت خوش ہوئی عمر نے بکر سے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ بکر کے لڑکے کی شادی میں حسب حیثیت میں کچھ مدد کروں گا اب حالات مذکورہ پر کیا حکم دیا جاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۰۵ میاں جی محمد یوسف خان صاحب (ضلع گوڑگانوہ)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸) باپ کو نابالغ بچوں کا نکاح کر دینے کا تو اختیار ہوتا ہے مگر طلاق دینے کا حق نہیں ہوتا(۱) اور حنفیہ کے نزدیک نابالغ کی طلاق صحیح نہیں ہوتی(۲) ہاں امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک سمجھ دار اور ہوشیار

---

(۱) هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق ۳/۲۴۳ ط سعید کراتشی)

(۲) لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق - والمجنون والصبی ولو مراهقا او اجاز بعد البلوغ والمعتوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/۲۴۳ ط سعید کراتشی)

(۳) ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل (الهندیة کتاب الطلاق الباب الاول فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه)

لڑکے کی طلاق پڑ جاتی ہے(۱) پس اگر لڑکی کے گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی خطرہ ہے تو امام احمدؒ کے مذہب کے موافق عمل کر لینا جائز ہے(۲) جس کی صورت یہ ہے کہ فریقین کسی کو حکم بنا کر معاملہ اس کے سپرد کر دیں اور وہ امام احمدؒ کے مسلک کے موافق وقوع طلاق کا فیصلہ کر دے۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

نابالغ کی بیوی پر نہ نابالغ کی اور نہ اسکے ولی کی طلاق واقع ہوتی ہے

(سوال) زید حنفی المذہب اپنے نابالغ پنج سالہ لڑکے کا ایک بالغہ عورت کے ساتھ نکاح پڑھ دیتا ہے اور ایک ماہ کے بعد اسکو طلاق دیکر اس عورت کا دوسری جگہ پر نکاح کر دیتا ہے آیا
(۱) طلاق صغیر یا طلاق ولی صغیر مذہب حنفی میں واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) طلاق ولی صغیر جو بمذہب امام مالکؒ جائز لکھی ہے حنفی المذہب اس پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں اگر کر سکتا ہے تو کس موقع اور کن شرائط پر؟ (۳) اگر طلاق واقع نہیں ہو سکتی تو ایسے شخص کی ازروئے شرع شریف کیا سزا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور تعلقات رکھنا برتاؤ کرنا کس طرح چاہئے (۴) جس شخص نے اس عورت کا دوبارہ نکاح کیا ہے اس کے ساتھ تعلقات رکھنا برتاؤ رکھنا جائز ہے یا نہیں (۵) اور جن لوگوں نے اس برے کام میں امداد کی ہے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں (۶) اور ان کی مباشرت کو جماع کہا جائے گا یا زنا اور جو اولاد اس سے پیدا ہوگی وہ حلالی ہوگی یا حرامی یعنی ولد الزنا۔

المستفتی نمبر ۱۴۰۱ غلام سرور شیخ صاحب (ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان)

۲۸ محرم ۱۳۵۶ھ م ۱۱ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹) صغیر یا ولی صغیر کی طلاق حنفی مذہب کی رو سے واقع نہیں ہو سکتی(۳) الا یہ کہ ایسا نکاح موجب فتنہ ہو اور جوان عورت کے لئے شوہر کے بلوغ کا انتظار کرنا تقریباً ناممکن ہو تو ایسی حالت میں امام احمدؒ کے مذہب کے موافق عمل کر لینے کی گنجائش ہے ان کے نزدیک صبی ممیز کی طلاق واقع ہو جاتی ہے (۴) چھ سات برس کا لڑکا صبی ممیز کی حد میں داخل ہے بعض

---

(۱) لقوله وجوزه الامام احمد ای اذا کان ممیز یعقله بان یعلم ان زوجته تبین منه کما هو مقرر فی متون مذهبه فافهم (هامش رد المحتار کتاب الطلاق ۲۴۳/۳ ط سعید کراتشی) م

(۲) ولا بأس بالتقلید عند الضرورة لکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبه ذلك الامام کما قدمنا ان الحکم الملفق باطل بالاجماع (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الصلاة ۱/۳۸۲ ط سعید کراتشی)

(۳) تصرف الصبی والمعتوه ان کان نافعا کالاسلام والاتهاب صح بلا اذن وان ضارا کالطلاق والعتاق لا وان اذن به ولیهما (درمختار) وقال فی الرد (قوله وان اذن به ولیهما) لاشتراط الاهلیة الکاملة – وکذا لا تصح من غیره کابیه ووصیه والقاضی للضرر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الماذون بحث فی تصرف الصبی ومن له الولایة علیه وترتیبها ۱۷۳/۶ ط سعید کراتشی)

(۴) (قوله وجوزه الامام احمد) ای اذا کان ممیزا یعقله بان یعلم ان زوجته تبین منه کما هو (جاری ہے)

بچے پانچ سال کی عمر میں بھی ممیز کی حد میں شامل ہو سکتے ہیں بہر حال صورت مسئول عنہا میں اگر کوئی مجبوری ایسی پیش آگئی ہو کہ اس نکاح کا باقی رکھنا ناممکن ہو گیا ہو تو عمل بمذہب الامام احمد کی گنجائش تھی اور اگر یہ فعل محض عدم مبالاۃ یا اغراض نفسانی کے ماتحت کیا گیا ہے تو موجب ملامت ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

لڑکے کی عمر پندرہ سال ہو گئی ہو تو اس کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) زید کے دو لڑکے تھے جن میں سے ایک شادی شدہ اور دوسرا نابالغ تھا زید نے نابالغ لڑکے کا نکاح ایک بالغہ لڑکی سے کر دیا بعد عرصہ کے بڑے لڑکے کی عورت فوت ہو گئی زید نے بڑے لڑکے کا نکاح ایک نابالغ لڑکی سے کر دیا اب ازروئے مصلحت زید دونوں بھائیوں کے نکاح کا تبادلہ کرانا چاہتا ہے یعنی طلاق کروا کر چھوٹے لڑکے کی منکوحہ کا نکاح بڑے لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور بڑے لڑکے کی منکوحہ کا نکاح چھوٹے لڑکے سے کرنا چاہتا ہے مفصل فیصلہ شرعی تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۰ مولوی محمد بخش موضع میاں جی سلطان ضلع جھنگ

۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰) اگر چھوٹا لڑکا بالغ ہو گیا ہے تو وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے اور اگر ابھی نابالغ ہے تو اس کی طلاق معتبر نہ ہو گی (۲) اگر پندرہ سال عمر ہو گئی ہو تو بالغ قرار دیا جائے گا(۳) اور طلاق معتبر ہو گی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغ نہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کا ولی

(سوال) ایک لڑکا جو کہ نابالغ ہے اس کی شادی ہو چکی ہے اور اگر وہ خود یا اس کے ولی عورت کو طلاق دینا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) مقرر فی متون مذهبه فافهم (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳ / ۲۴۳ ط سعيد كراتشي)

(۱) ولا بأس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط ان يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الامام لما قدمنا ان الحكم الملفق باطل بالاجماع (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الصلاة ۱/۳۸۲ ط سعيد كراتشي)

(۲) و يقع طلاق كل زوج اذا كان بالغا عاقلا سواء كان حرا او عبدا طائعا او مكرها كذا في الجوهرة النيرة - ولا يقع طلاق الصبي وان كان يعقل (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الاول' فصل فيمن يقع طلاقه و فيمن لا يقع طلاقه ۱ / ۳۵۳ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال - فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الحجر' فصل بلوغ الغلام بالاحتلام الخ ۶/۱۵۳ ط سعيد كراتشي)

چاہیں تو جائز ہے یا نہیں اگر اس عورت نے کسی غیر شخص سے شادی کر لی تو جس شخص کے ساتھ شادی ہوئی اور اس مولوی نے جس نے جان بوجھ کر نکاح پڑھایا اس کے لئے کون سا کفارہ ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۲۵ شیخ رمضان علی صاحب (بستی) ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۳) نابالغ لڑکے کی طلاق معتبر نہیں (۱) اور اس کے ولی کو یہ حق نہیں کہ نابالغ لڑکے کی بیوی کو طلاق دیدے (۲) پس ایسی حالت میں نابالغ منکوحہ کا نکاح دوسری جگہ جائز نہیں اور جس نے پڑھایا اور جو شریک ہوئے سارے گناہ گار ہوئے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) زید نے اپنے لڑکے عمر کا نکاح اپنی بھانجی زینب سے کیا جس کا ولی بھی یہی ہے زینب بالغ ہے اور عمر نابالغ ہے اس بلوغ اور عدم بلوغ کی وجہ سے نا اتفاقی ہوئی اب زید چاہتا ہے کہ زینب کو مطابق شرع شریف کے طریقے علیحدہ کر دیں۔ آیا بچہ حالت عدم بلوغ میں طلاق دیدے یا کہ باپ کو طلاق دینے کی اجازت ہے یا نابالغ کے بلوغ کا انتظار کیا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۳۴۲ محمد شریف بصیر پور (منٹگمری) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۲) حنفیہ کے نزدیک نابالغ کی طلاق معتبر نہیں (۴) لڑکے کے بلوغ کا انتظار کرنا ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ویقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرها کذا فی الجوهرة النیرة – ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق، الباب الاول فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱ / ۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) لا یقع طلاق المولی علی امرأة عبده لحدیث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق - والمجنون والصبی ولو مراهقا او اجازه بعد البلوغ والمعتوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق ۳ / ۲۴۳ ط سعید کراتشی) وقال ایضا و تصرف الصبی و المعتوه ان کان نافعا محضا کالا سلام والا تهاب صح بلا اذن وان ضارا کالطلاق والعتاق والصدقة والقرض لا وان اذن به ولیهما (درمختار) وقال فی الرد (قوله وان اذن به ولیهما) لا شتراط الاهلیه الکاملة وکذا لا یصح من غیره کابیه ووصیه والقاضی للضرر (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب المأذون مبحث فی تصرف الصبی ومن له الولایة علیه و ترتیبها ۶ / ۱۷۳ سعید کراتشی)

(۳) کل صلح بعد صلح فالثانی باطل وکذا النکاح بعد النکاح – والاصل ان کل عقد اعید فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الصلح ۵ / ۶۳۶ ط سعید کراتشی)

(٤) و یقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا و لا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم لقوله علیه السلام کل طلاق جائز الا طلاق الصبی والمجنون ولان الاهلیة بالعقل الممیز وهما عدیما العقل والنائم عدیم الاختیار (الهدایة کتاب الطلاق، فصل ۲ / ۳۵۸ ط شرکة علمیه ملتان)

فصل پنجم

نسبت یا اضافت طلاق

عورت کی طرف نسبت کئے بغیر طلاق کا حکم

(سوال) زید نے اپنی زوجہ سے کسی بناء پر لڑنا جھگڑنا شروع کیا رفتہ رفتہ غصہ ہو کر مار پیٹ کرنے لگا تو اس کے بعض عزیز و اقارب نے اس کو اس کی زوجہ سے بیچ بچاؤ کر کے علیحدہ کیا مگر وہ باز نہیں آتا تھا تو انہوں نے زبردستی پکڑ کے مار دھکیل کے باہر دور کیا اس درمیان میں زید نے یہ کہہ دیا کہ تجھ کو طلاق ہے پھر جب کسی نے اس کا منہ بند کیا تو کشاکشی کر کے ایک دو منٹ کے اندر اندر دوبارہ یوں کہہ دیا کہ تجھ کو سات اس قدر کا زید بھی اقرار کرتا ہے مگر سننے والے چند آدمی اس بات کے گواہ ہیں لفظ طلاق بھی زید نے کہا ہے (یعنی تجھ کو سات طلاق) مگر زید اقرار نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ میں نے تو طلاق کا لفظ کہا ہی نہیں غرضیکہ دوبارہ زید نے جو یہ کہا کہ تجھ کو سات اس میں اختلاف ہے کہ سات طلاق کہا جیسا کہ گواہ کہتے ہیں یا فقط سات جیسا کہ زید فقط تنہا کہتا ہے بخلاف اول دفعہ کے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں زید بھی اقرار کرتا ہے کہ پہلی مرتبہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی پس اس خاص صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں اگر ہو گی تو کونسی طلاق ہو گی زید نے جو مخاطب کی ضمیر تجھ کو استعمال کی ہے اس کا مرجع اس خاص صورت میں اس کی زوجہ ہے یا کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؟ جبکہ زوجہ اس کی اس قدر فاصلے پر ہو کہ سن سکتی ہے مگر بعض وجوہات سے سنائی نہ دیا جاتا ہو زید نے تصریح کر دی کہ لفظ تجھ کو سے میری مراد میری زوجہ ہے پھر دوسرے روز اپنی اس تصریح کے خلاف بیان کیا کہ میری مراد میری زوجہ نہیں تھی۔ پس اس خاص واقعہ میں زید کا یہ بیان اس کی تصریح کے خلاف مقبول عند الشرع ہو گا؟ باوجودیکہ زید کا یہ بیان غیر ناشی عن الدلیل ہے بلکہ اس کی تصریح پر (کہ لفظ تجھ کو سے میری مراد میری زوجہ ہے) قرائن و آثار موجود ہیں لڑنا جھگڑنا غصہ ہو کر مار پیٹ کرنا بیچ بچاؤ کرانے سے باز نہ رہنا منہ بند کرنے پر کشاکشی کرنا وغیرہ غرض کہ زید کی تصریح پر دلالت حال موجود ہے اگرچہ اب وہ اپنی تصریح کے خلاف بیان کرتا ہے بینوا توجروا؟

(جواب ۳۳) صورت مسئولہ میں زید کی زوجہ پر تینوں طلاقیں پڑ گئیں اگرچہ اس نے صرف لفظ سات ہی کہا ہو کیونکہ طلاق کے موقع پر اس عدد کا معدود طلاق ہو گی لا غیر - ولو قال انت بثلاث وقعت ثلاث ان نوی ولو قال لم انو لا یصدق اذا کان فی حال مذاکرة الطلاق والا صدق و مثله فی الفارسیة توبسه علی ما هو المختار للفتوی (هندیه ص ۳۸۱ ج ۱)(۱) اور جب کہ اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی تو اب بغیر حلالہ کے اس کے واسطے حلال نہیں ہو سکتی (۲) نیز زید کا یہ

---

(۱) الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل الاول فی الطلاق الصریح، مطلب لو قال انت بثلاث ۱ / ۳۵۷ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا (حاری هیے) .

اقرار کہ لفظ تجھ کو سے میری مراد میری زوجہ ہے اور دلالت حال یہ دونوں اس امر کے لئے کافی ہیں کہ تجھ کو کی مخاطب اس کی زوجہ ہو ہذا اب اس کا انکار غیر معتبر ہے یقع طلاق زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرھا کذا فی الجوھرۃ النیرۃ (ھندیۃ ص ۳۷۶ ج ۱) (۱)

طلاق میں عورت کی طرف ظاہری نسبت ضروری نہیں

(سوال) زید اپنی بیوی ہندہ کو اس کے ماں باپ کے گھر سے بلانے کے واسطے گیا ہندہ نے آنے سے انکار کیا ہندہ کہتی ہے کہ میں اس وقت یا آج کل نہ جاؤں گی زید نے غصہ ہو کر کہا کہ ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ہے قال الفاظ الطلاق بغیر نسبتہ - یعنی اس طرح نہ کہا کہ تجھ پر طلاق یا تو طلاق ہے اور زید نے یہ الفاظ دوسرے مکان میں جاکر اپنی زبان سے نکالے آیا ہندہ پر تین طلاقیں واقع ہوئیں یا نہیں ؟

(جواب ۳۴) چونکہ غصہ کا موقع ہے نیز اس کی بیوی سے جھگڑا ہوا اس لئے ظاہر یہی ہے کہ اس نے بیوی کو ہی طلاق دی ہے اور وہی اس کے ذہن میں مراد تھی نسبت یا اضافت طلاق صراحۃً ہونا ضروری نہیں اسی طرح عورت کا سامنے موجود ہونا وقوع طلاق کے لئے شرط نہیں پس صورت مسئولہ میں اس کی بیوی مطلقہ ثلثہ ہو گئی اور بدون حلالہ اس کے لئے حلال نہیں - ولا یلزم کون الاضافۃ صریحۃ فی کلامہ لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته (رد المحتار) (۲)

بغیر نسبت کے صرف "لفظ طلاق" کہنے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید کی والدہ و ساس کے درمیان ایک عرصے سے خانگی جھگڑے ہو رہے تھے زید سخت بیمار ہے ایک روز زید کے برادر خورد نے زید کی والدہ سے کہا کہ ماں یہ جھگڑے ختم نہ ہوں گے ہم اور تم کہیں چلیں ان دونوں کو یہاں رہنے دو اور زید کا بھائی اپنی والدہ کو لے جانے لگا زید نے کہا کہ تم نہ جاؤ میں اس جھگڑے کو ہی ختم کئے دیتا ہوں اور یہ کہہ کر کہا کہ میں نے طلاق دی یہ الفاظ اپنی والدہ سے مخاطب ہو کر کہے پھر اس کے بعد جوش میں آکر صرف طلاق طلاق طلاق پانچ چھ مرتبہ کہا لیکن اپنی زوجہ کا نام ایک مرتبہ بھی نہیں لیا اور نہ اس سے مخاطب ہو کر کہا اور زید کا خیال بھی یہی تھا کہ صرف لفظ طلاق کہنے سے طلاق نہیں ہوتی زوجہ گھر میں موجود تھی لیکن اس نے الفاظ مذکورہ نہیں سنے -

المستفتی نمبر ۳۱۱ - ۲۲ صفر ۱۳۵۳ھ م ۶ جون ۱۹۳۴ء

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها کذافی الهدایة (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدیه کوئٹه)

(۱) الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق الباب الاول فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجدیه کوئٹه

(۲) هامش رد المحتار، کتاب الطلاق باب الصریح، مطلب " سن بوش " یقع به الرجعی ۳/۲۴۸ ط سعید کراتشی

(جواب ۳۵) زید کے ان الفاظ میں جو سوال میں مذکور ہیں لفظ طلاق تو صریح ہے لیکن اضافت الی الزوجہ صریح نہیں ہے(۱) اس لئے اگر زید قسم کھاکر یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ نہیں کہے تھے تو اس کے قول اور قسم کا اعتبار کر لیا جائے گا(۲) اور طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غصہ کی حالت میں بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر زبان سے تین طلاق کا لفظ نکالا' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ کے بارے میں بحالت غصہ زبان سے تین طلاق کا لفظ نکالا بلا اضافت کسی کے زید نے جو تین طلاق کا لفظ زبان سے نکالا تو زید کے دل میں کچھ بھی نہیں تھا۔ بینوا توجروا

المستفتی نمبر ۳۹۴ مولوی عبدالخالق (رنگون) ۲۹ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶) اگر زید نے زبان سے صرف یہ لفظ نکالا "تین طلاق" اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا تو ظاہر ہے کہ اس میں اضافت طلاق نہیں ہے لیکن اگر یہ لفظ سوال طلاق کے جواب میں کہے ہوں مثلاً زوجہ یا اس کے کسی ولی یا رشتہ دار نے زید سے کہا کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دو اور زید نے کہا کہ "تین طلاق" تو اس صورت میں قرینہ حالیہ اضافۃ الی المنکوحہ کے ثبوت کے لئے کافی ہوگا(۳) اور قاضی طلاق کا حکم کرے گا سوال میں غصہ کی حالت کا ذکر ہے لیکن غصہ کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں بعض صورتیں تو سوال طلاق کی حالت کا حکم رکھتی ہیں اور بعض نہیں۔

اب چونکہ مجلس قضاء کا وجود بھی نہیں اس لئے حکم دیانت یہ ہے کہ زید کو کہا جائے کہ اگر تو نے اپنی بیوی ہی کو یہ لفظ کہا تھا تو طلاق مغلظہ ہوگئی اور اگر بیوی کو نہیں کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی یہ تو عند اللہ حکم ہے اور لوگوں کے اطمینان کے لئے اس سے حلف لیا جائے گا اگر وہ حلف سے کہہ دے کہ میں نے

---

(۱) ولکن لا بد في وقوعه قضاء و ديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه إلى ما يحتمله كما افاده في الفتح وحققه في النهر احترازا عما لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها او كتب ناقلا من كتاب امرأتي طالق مع التلفظ و حكى يمين غيره فانه لا يقع اصلا ما لم يقصد زوجته (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الصريح مطلب في قول البحر ان الصريح يحتاج في وقوعه ديانة إلى النية ۳/ ۲۵۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) والقول له بيمينه في عدم النية (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ۳/ ۳۰۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت امرأته. ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق و يفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها فقوله اني حلفت بالطلاق ينصرف اليها ما لم يرد غيرها لانه يحتمله كلامه (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الصريح مطلب "سن بوش" يقع به الرجعي ۳/ ۲۴۸ ط سعيد كراتشي)

بیوی کو تین طلاق نہیں کہا تھا تو لوگوں کو بھی اس کے تعلق زنا شوئی سے تعرض نہیں کرنا چاہئیے اور بیوی بھی اس کے پاس رہ سکتی ہے اور اگر وہ قسم سے انکار کرے تو زوجین میں تفریق کر دی جائے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کا نام بدل کر طلاق دی، تو طلاق واقع نہ ہوگی

(سوال) زید نے خود اپنی زبان سے یہ کہا کہ میں طلاق دیتا ہوں حسینہ سلطان کو ساتھ دو گواہوں کے دوبارہ وسہ بارہ بھی ان الفاظ کے ساتھ کہا اور یہ بھی کہا پردہ واجب ہے کریں چاہے نہ کریں طلاق دیتے وقت میں (زید) نے یہ نہیں دیکھا کہ بیوی کہاں ہے اور کتنے فاصلے پر ہے اس وقت چھ ماہ کا حمل ہے اور ایک لڑکی ۲ سال کی موجود ہے اس وقت میری (زید کی) کوئی غصہ کی حالت نہیں تھی اور نہ کوئی نشہ تھا میرے ذہن میں حسینہ سلطان ہی نام تھا یہ میرا خود (زید) کا ہی صحیح بیان ہے زید کی بیوی کے خالو اور بہنوئی مندرجہ بالا وقوعہ سے اتفاق رکھتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ لڑکی کا نام صحیح حسینہ خانم ہے اور طلاق کے الفاظ کے وقت زید کی پشت کی طرف قریب دو تین گز کے فاصلہ پر موجود تھی جس نے طلاق کے الفاظ کو نہیں سنا۔

المستفتی نمبر ۱۱۳۸ محمد احمد دہلی - ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۲ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷) سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند نے طلاق دیتے وقت عورت کا نام حسینہ سلطان لیا ہے حالانکہ اس کا صحیح نام حسینہ خانم ہے جو نکاح نامہ میں مذکور ہے اور لڑکی کی طرف اشارہ نہیں کیا نہ اس کے باپ کا نام لیا اگر وہ صرف حسینہ کہتا تو وقوع طلاق کا حکم ہو سکتا تھا کہ وہ نام کا اختصار ہوتا لیکن حسینہ سلطان کہنا تبدیل کر دیتا ہے اور اس سے وقوع طلاق کا حکم نہیں ہو سکتا(۲) کیونکہ کوئی حسینہ سلطان اس کی بیوی نہیں ہے اگرچہ اس کے ذہن میں تصور یہی ہو کہ بیوی کو طلاق دے رہا ہوں مگر طلاق الفاظ سے پڑتی ہے نہ کہ تصور سے(۳) اور تبدیلی نام کی صورت میں وقوع طلاق کے لئے یہ لفظ کافی نہیں جیسے غلام حسین آزاد ہے

---

(۱) والقول له بيمينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله فان ابى رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما (در مختار) وقال في الرد (قوله بيمينه) فاليمين لازمة له سواء ادعت الطلاق ام لا حقا لله تعالىٰ۔ (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳/۳۰۱ ط سعيد كراتشي)

(۲) وفي المحيط الاصل انه متى حذف النسبة وغير اسمها بغيره لا يقع لان التعريف لا يحصل بالتسمية متى بدل اسمها لان بذلك الاسم تكون امرأة اجنبية ولو بدل اسمها واشار اليها يقع (البحر الرائق، كتاب الطلاق، باب الطلاق الصريح ۳/۲۷۳ ط دار المعرفة بيروت) وفي النهر قال فلانة طالق واسمها كذلك وقال عنيت غيرها دين وفي غيره صدق قضاء وعلى هذا لو حلف بطلاق امرأته فلانة واسمها غيره لا تطلق (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها ۳/۲۹۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) (وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية وأراد اللفظ ولو حكما (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق ۳/۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

کہنے سے غلام علی آزاد نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسرا نام ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایک طلاق دو طلاق سہ طلاق کہا، تو کون سی طلاق واقع ہو گی

(سوال) شخصے مسمی بدین محمد در زبان ہندی خود میگوید من بسبب زدو کوب زوجہ ام او گفتہ است تو مرا طلاق بدہ من آں گفتہ ام یک طلاق دو طلاق سہ طلاق نام تو چیست ندانم ایں سخن گفتہ من از خانہ بیروں شدہ رفتہ ام پس دریں صورت زوجہ دین محمد شرعاً سہ طلاق مطلقہ خواہد گردید یا نہ۔

المستفتی نمبر ۱۳۵۰ مولوی محمد عزیز الرحمن صاحب نواکھالی متعلم دارالعلوم دیوبند

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸) (از مولوی مسعود احمد نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) اس صورت میں دین محمد کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو گئی اور وہ مغلظہ بائنہ ہو کر شوہر پر حرام ہو گئی ب بدون حلالہ کے دین محمد دوبارہ اس کو اپنے نکاح میں نہیں۔ سکتا قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الآيه فقط (۱) واللہ تعالیٰ اعلم مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۰ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

جواب صحیح ہے مگر دین محمدؐ نے اگر ایک طلاق دو طلاق سہ طلاق سے اپنی منکوحہ مراد نہیں لیا ہے تو طلاق واقع نہیں ہو گی ورنہ ہو جائے گی۔ لو قال امرأة طالق – او قال طلقت امرأة و قال لم اعن امرأتي يصدق و يفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته الخ (۲) شامی ج ۲ کتاب الطلاق باب الصریح ص ۶۲۴ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد سہول عثمانی عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔ مہر دارالافتاء۔ دیوبند

الجواب صحیح ما قال الاستاذ الحاج مولانا محمد سہول مدظلہ

محمد عزیز علی غفرلہ، ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ

(جواب) (از مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی) صورت بالا میں منکوحہ پر تین طلاق واقع ہو گئیں شوہر نے یک طلاق دو طلاق سہ طلاق سے اپنی منکوحہ مراد لی ہو یا نہ لی ہو سوال میں صاف طور پر موجود ہے کہ میاں بیوی میں پہلے جھگڑا ہوا یہاں تک کہ مار پیٹ کی نوبت پہنچی ایسی حالت میں منکوحہ کہتی ہے "مرا طلاق بدہ" شوہر اسی وقت اسی مجلس میں منکوحہ کی طلب طلاق کے جواب میں کہتا ہے کہ یک طلاق دو طلاق سہ طلاق بلکہ غیظ و غضب کی حالت میں کہتا ہے "نام تو چیست ندانم" یعنی تیرا نام جانتا تو نام لیکر

---

(۱) سورة البقرة رقم الآية ۲۳۰

(۲) هامش ردالمحتار، كتاب الطلاق باب الصريح، مطلب "سن بوش" يقع به الرجعي ۳ ۲۴۸ ط سعيد كراتشي

طلاق دیتا یا اب میں تیرا نام لینا ہی نہیں چاہتا ان حالات میں الفاظ طلاق میں اضافت و نسبت کے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں جھگڑا مار پیٹ اور پھر نتیجہ کے طور پر منکوحہ کا مطالبہ طلاق ایسی حقیقتیں ہیں جن کی موجودگی میں اس معاملہ کو شوہر کی نیت و قول پر محمول نہیں کیا جاسکتا شوہر خواہ کچھ کہے منکوحہ پر طلاقیں پڑ گئیں علامہ شامی نے بحر سے جو جزئیہ نقل کیا ہے وہ اس معاملہ سے غیر متعلق ہے اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ عام اور سادہ حالت میں شوہر اگر یوں کہہ دے ”امرأۃ طالق“ اور جب اس سے دریافت کیا جائے تو کہے ان الفاظ سے مطلب اپنی منکوحہ کو طلاق دینا نہیں تھا صرف دیانۃ اس کی تصدیق کی جائے گی درمختار میں ہے۔ قالت لزوجها طلقني فقال فعلت طلقت (۱) یہاں منکوحہ کی طلب پر شوہر نے محض فعلت کہا تب بھی طلاق پڑ گئی کیوں؟ محض قرینہ طلب کی وجہ سے جیسا کہ شامی میں ہے ” ای طلقت بقرینة الطلب“ فتاویٰ عالمگیری میں حسب ذیل جزئیات موجود ہیں ”قالت لزوجها“ ”مرا طلاق دہ“ فقال الزوج دادہ است او کردہ است یقع نوی اولم ینو ولا یصدق فی ترک النیة الخ (۲) سئل شمس الائمة الاوزجندی عن امرأة قالت لزوجها لو کان الطلاق بیدی لطلقت نفسی الف تطلیقة فقال الزوج من نیز هزار دادم ولم یقل دادم ترا قال یقع الطلاق (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم عتیق الرحمٰن عثمانی مفتی دیوبند۔

۴ زیقعدہ ۱۳۵۵ھ

هذا الجواب صحیح و هو مبنی علی حکم القضاء ای لا یصدق الزوج انه لم ینو امرأته

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (۴)

غصہ کی حالت میں بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق، چار طلاق کہا، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے نہایت غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یہ لفاظ دو عورتوں کے سامنے جو ایک کوٹھے میں ان کے پاس بیٹھی تھی اور ایک صحن میں بیٹھی تھی کہے ایک طلاق دو طلاق تین طلاق چار طلاق زید کو خود

---

(۱) هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بها ۳/ ۲۹۴ ط سعید کراتشی۔

(۲) الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة ۱/ ۳۸۰ ط ماجدیة کوئٹه۔

(۳) الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة ۱/ ۳۸۳ ط ماجدیة کوئٹه

(۴) کما یشعر من عبارة الهندیة یقع نوی ولم ینو ولا یصدق فی ترک النیة قضاء (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة ۱/ ۳۸۰ ط ماجدیة کوئٹه)

الفاظ ادا نہیں سو اس قسم کی طلاق کا کیا حکم ہے اور پھر وہ اس کی بیوی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۰۶ اصغر حسین (مظفر نگر) ۲۰ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۴ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۹) الفاظ طلاق گو صریح ہیں مگر نسبت الی الزوجہ صریح نہیں ہے اس لئے خاوند اگر حلف شرعی کے ساتھ یہ کہہ دے کہ بیوی کو طلاق دینے کے لئے یہ الفاظ نہیں کہے تھے تو میاں بیوی بحیثیت میاں بیوی کے رہ سکتے ہیں یعنی طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر صرف لفظ "تین طلاق" کہا تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) زید نے اپنے والد سے نئی تزویج کے مکالمے میں جھگڑا و فساد کر کے پانچ آدمیوں کے سامنے کہا کہ "کیا تین طلاق دوں" ان پانچوں شاہدوں میں سے دو شاہد شہادت دیتے ہیں کہ زید نے یہ کلام کہا "کیا تین طلاق دوں" اور باقی تین شاہد شہادت دیتے ہیں کہ زید نے صرف تین طلاق کہا پس ان میں سے تین شاہد کی شہادت "تین طلاق" کی بناء پر عدم وقوع طلاق کا حکم نافذ ہو گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۸ شادباں (اکیاب) ۱۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰) صرف لفظ "تین طلاق" سے جب تک کوئی اور قرینہ حالیہ یا مقالیہ اضافت طلاق کے لئے نہ ہو وقوع طلاق کا حکم نہ ہو گا(۱) اور دو شاہد جو "کیا تین طلاق دوں" کا تلفظ بیان کرتے ہیں وہ تو وقوع طلاق کے لئے مفید نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غصہ کی حالت میں تین بار کہا "میں نے اسے طلاق دی" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کی کسی معاملہ میں کسی سے حجت ہوئی غصہ کی حالت میں اپنے منہ سے یہ تین بار کہا کہ میں نے اسے طلاق دی مگر اس کی آواز کسی نے نہیں سنی زید کہتا ہے کہ اپنی آواز میں نے نہیں سنی لیکن سمجھ گیا یہ

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت؟ فقال امرأتی طلقت امرأته. ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق ویفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (هامش رد المحتار کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب "سن بوش" یقع به الرجعی ۳ / ۲۴۸ ط سعید کراتشی)

(۲) ایضاً حواله سابقه

(۳) بخلاف قوله طلقی نفسك فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد جوهرة (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق ۳ / ۳۱۹ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندیة بخلاف قوله کنم لانه استقبال فلم یکن تحقیقا بالتشکیك وفی المحیط لو قال بالعربیة اطلق لا یکون طلاقا الا اذا غلب استعماله للحال فیکون طلاقا (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة ۱ / ۳۸۴ ط ماجدیه کوئٹه)

معاملہ تنہائی کا بیان کیا گیا ہے لیکن اس خطرے کا اظہار دوسروں سے کر دیا کہ میں نے اپنے منہ سے تین بار کہا کہ اسے طلاق دیا اور اپنی بیوی سے بھی کہہ دیا کہ میں نے اپنے منہ سے تین بار کہا کہ اسے طلاق دیا پھر زید کی بی بی نے زید سے کہا کہ ایک خط میرے والد کے پاس میری طرف سے بھیج دو کہ مجھے طلاق مل چکی ہے زید نے خط بھی بھیج دیا یہی مضمون لکھ کر اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر طلاق پڑ گئی تو زید رجوع کر سکتا ہے یا نہیں اور رجوع کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۰ محمد مصطفیٰ حسین انصاری (کانپور) ٦ ذیقعدہ ۱۳۵٦ھ م ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۱) زید کے ان الفاظ میں کہ (میں نے اسے طلاق دیا) اسے کا اشارہ اپنی زوجہ کی طرف تھا تو طلاق ہو گئی (۱) بشرطیکہ زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے ہوں۔ اگر زبان سے الفاظ ادا نہیں ہوئے صرف دل میں تصور تھا تو طلاق نہیں ہوئی (۲) اور اگر لفظ اس سے مراد اس کی بیوی نہ تھی تو طلاق نہیں ہوئی پہلی صورت میں طلاق مغلظہ ہے اور رجعت جائز نہیں (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

صرف طلاق 'طلاق' طلاق کہنے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی عورت سے جھگڑا کر کے غصہ کے مارے کہا طلاق 'طلاق' طلاق اس وقت وہ عورت اپنے گھر سے دس یا بارہ ہاتھ دوسرے کے مکان میں رہ کر سنی ہے اس کے بعد شوہر نے اپنے مکان میں آکر کہا بالائی جاؤ یہ بات عورت سن سکی ہے یا نہیں سن سکی ہے بعد ازاں وہ عورت شوہر کے مکان میں جب آئی تو شوہر نے اس کو مارنا چاہا تو عورت بولی تم نے مجھ کو طلاق دے دیا تو پھر کیوں مارو گے

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت؟ فقال امرأتی طلقت امرأته ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأتی ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق ویفهم منه انه لو لم یقل ذلک تطلق امرأته، لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (هامش ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح مطلب "سن بوش" یقع به الرجعی ۳/۲۴۸ ط سعید کراتشی)

(۲) حدیث شریف میں ہے عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها مالم تعمل به او تتکلم متفق علیه (مشکوة المصابیح، باب الوسوسة ۱/۱۸) وقال فی الرد (قوله ورکنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة علی معنی الطلاق من صریح او کنایة۔ واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابة المستبینة واشارة الاخرس والاشارة الی العدد بالاصابع فی قوله انت طالق هکذا کما سیأتی وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایة لا یقع علیه کما افتی به الخیر الرملی وغیره (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق ۳/۲۳۰ ط سعید کراتشی) وقال ایضا، واراد بما اللفظ او ما یقوم مقامه من الکتابة المستبینة او الاشارة المفهومة۔ لان رکن الطلاق اللفظ او ما یقوم مقامه مما ذکر کما مر (هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الصریح ۳/۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ 'فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره' (سورة البقرة، رقم الآیة ۲۳۰) ارشاد نبوی ہے عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی ﷺ أتحل للاول قال لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول۔ (رواه البخاری فی الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث ۲/۷۹۱ ط قدیمی کراتشی)

مرد نے جواب دیا کہ میں نے طلاق نہیں دی اس وقت سے غالباً ساڑھے تین مہینے ہو گئے عورت اپنے والد کے مکان میں رہتی ہے مگر کبھی کبھی زوج کے مکان میں آمد و رفت کرتی ہے اب شخص مذکور کہتا ہے کہ اس وقت میری طلاق کی نیت نہ تھی۔

المستفتی نمبر ۲۲۰۴ فضل الرحمن صاحب (آسام) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ٤٣) اگر شوہر نے صرف یہی لفاظ کہے ہیں طلاق، طلاق، طلاق یعنی عورت کا نام نہیں لیا اس کی طرف اشارہ نہیں کیا اور کوئی قرینہ بھی عورت کو معین کرنے کا نہ تھا تو طلاق نہیں ہوئی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین مرتبہ کہا ”میں نے طلاق دی“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے ہندہ کو ایک لڑائی کے سلسلہ میں جو گھر میں دوسرے لوگوں سے ہو رہی تھی غصہ میں آکر یہ کہتے ہوئے کہ اگر میری زندگی تباہ کرنی تھی اور اس طرح پریشان کرنا تھا تو میری شادی کیوں کی گئی تین مرتبہ یہ کہا کہ میں نے طلاق دی حالانکہ زید اور ہندہ میں آج تک کوئی رنجش نہ ہوئی اور نہ اب ہے ایسی حالت میں از روئے شریعت کیا حکم ہے طلاق ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو اب کیا صورت ہو سکتی ہے؟ ہندہ یہ بھی کہتی ہے کہ اگر میری شادی کسی دوسرے کے ساتھ کی گئی تو میں جان دیدوں گی از روئے شریعت جو حکم ہو مرحمت فرمائیں اور امام شافعیؒ کے مذہب سے بھی اس مسئلہ میں روشنی درکار ہے کہ ان کے مذہب میں کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۳ محمد احمد صاحب۔ لکھنؤ

۱۹ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ م ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ٤٣) اگر خاوند نے اپنی بیوی کو یہ لفظ (میں نے طلاق دی) تین مرتبہ کہہ دیئے تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ان لفظوں میں بیوی کا نام اور اس کی طرف اضافت مذکور نہیں ہے اس لئے اگر زید اقرار کرے کہ اس نے یہ الفاظ بیوی کو کہے ہیں یا کوئی قرینہ حالیہ موجود ہو جس سے یہ بات متعین ہو جائے کہ یہ الفاظ بیوی ہی کو کہے گئے ہیں تو یہی حکم ہے جو اوپر لکھا گیا ہے اور اگر کوئی قرینہ نہ

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت؟ فقال امرأتی طلقت امرأته –ویؤیده ما فی البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق و یفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب ”سن بوش“ یقع به الرجعی ۳/۲٤۸ ط سعید کراتشی)

ہو اور زوج بھی اقرار نہ کرے تو پھر ان الفاظ سے وقوع طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا۔(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا "ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق بائن تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) قمر الدین اور شجو محمد کے مکان میں محفل کے اندر طالق اور گواہوں کی زبان بندی کے لئے قمر الدین نے توکی محمد و دانشت محمود و مفیظ الدین و صالح محمود ان چار آدمیوں کو بلایا اس میں مکان کے لوگ بھی شریک تھے وجہ اس کی پان سپاری کھانا تھا اس کے بعد صالح محمود نے کہا کہ قمر الدین رات بہت ہو گئی ہم لوگوں کو کیوں بلایا ہے اس کے جواب میں مہر محمد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بی بی کو طلاق دینے کے لئے ہم لوگوں کو بلایا ہے اس کے بعد سب لوگوں نے کہا کہ بولو قمر الدین، قمر الدین نے کہا کہ کس طرح کہنا ہوتا ہے تم لوگ ہم کو سکھلا دو اس وقت طلاق کے الفاظ کسی نے اس وجہ سے نہیں سکھلایا کہ لفظ طلاق زبان پر لانے سے اس کی بی بی چھوٹ جائے گی، اس کے بعد توکی محمد کی بیوی مر گئی تھی اس لئے طلاق کا خطرہ نہ تھا سب لوگوں نے کہا کہ تم سکھلا دو۔ اس نے سکھلانا شروع کیا توکی محمد نے قمر الدین سے کہا کہ کہو قمر الدین ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق بائن کہہ دیا لیکن طلاق دیتے وقت اس کی بی بی کا نام یا میری بی بی کر کے نہیں کہا اور کس کو طلاق دیا ہے پنچایت والوں نے بھی اس بارے میں کچھ نہیں پوچھا مکرر بیان قمر الدین نے کہا کہ میں نئی شادی کروں گا میرے ماموں میری پہلی بیوی کو طلاق نہ دینے سے نکاح میں شرکت نہیں کرتا، اس لئے مجبور ہو کر طلاق دیا توکی محمد نے جو کچھ سکھلایا اسی کے مطابق میں نے اس کے ساتھ ساتھ ویسا ہی کہا میرے دل میں اپنی بی بی کو طلاق دینے کی نیت نہ تھی۔

(۱) پہلا گواہ توکی محمد۔ قمر الدین ہم کو پان سپاری کھانے کے واسطے اپنے مکان میں بلا کر لایا ہم نے آکر دیکھا کہ مفیظ و دانشت و صالح محمود و مہر محمد وہاں پر موجود ہیں صالح محمود نے کہا قمر الدین رات بہت ہو گئی کیوں ہم کو بلایا ہے کہو مہر نے کہا قمر الدین شیخ اپنی بی بی کو طلاق دیں گے اس لئے بلایا ہے قمر الدین نے کہا کس طرح کہنا ہوتا ہے وہ میں نہیں جانتا آپ لوگ ہم کو سکھلا دیجئے۔ اس وقت کسی نے اس خوف سے الفاظ طلاق نہیں سکھلایا کہ جو لفظ طلاق زبان پر لائیں گے ان کی بی بی ان سے چھوٹ جائے گی اس کے بعد توکی محمد کی بی بی مر گئی تھی اس لئے سب لوگوں نے توکی محمد سے کہا کہ طلاق کے الفاظ قمر الدین کو

---

(۱) ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت؟ فقال امرأتي طلقت امرأته – ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق، و يفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها (هامش رد المحتار كتاب الطلاق، باب الصريح مطلب "سن بوش" يقع به الرجعي ۳ / ۲٤۸ ط سعيد كراتشي)

سکھلادیا تب توکی محمد نے سکھلادیا ایک طلاق دو طلاق تین طلاق بائن - قمر الدین نے اس کے ساتھ ویسا ہی کہا اس کے بعد پنچایتی اس سے کوئی بات پوچھے بغیر چلے گئے -

(۲) دوسرے گواہ دانشت محمود نے بھی توکی محمد کی طرح کہا بیان یہ ہے کہ طلاق دیتے وقت قمر الدین نے میری بی بی کہہ کر طلاق نہیں دیا-

(۳) تیسرے گواہ صالح محمود نے کہا کہ قمر الدین نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے واسطے ہم کو بلایا ہے ہم نے آکر دیکھا کہ بابر علی و دانشت و مفیظ الدین و توکی محمد و مہر و شہر و زین الدین وہاں پر موجود ہیں ہم نے کہا کہ رات بہت ہو گئی ہے قمر الدین نے ہم لوگوں کو کیوں بلایا ہے کھو مہر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ قمر الدین اپنی بی بی کو طلاق دیں گے اس لئے ہم لوگوں کو بلایا ہے اس کے بعد قمر الدین سے پوچھا قمر الدین نے جواب دیا کہ طلاق نہ دے کر کیا کروں اس سے ہمارا کام نہیں چلتا - اس کے بعد توکی محمد نے کہا کہ قمر الدین کہو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق بائن۔ قمر الدین نے بھی ویسا ہی کہا قمر الدین نے کیوں طلاق دی پنچایتی یہ بات بغیر پوچھے چلے گئے-

(۴) چوتھا گواہ بابر علی - قمر الدین نے اپنے بھائی کو بلانے کے واسطے بھیجا میں نے ان کے بھائی سے پوچھا کیوں بلاتے ہو اس نے کہا کہ میرے بھائی اپنی بی بی کو طلاق دیں گے اس لئے بلایا ہے میں نے وہاں جاکر دیکھا کہ صالح محمود اور توکی محمد و شجو محمود و ضمیر الدین و مہر سب لوگ پان تمباکو کھا رہے ہیں اس کے بعد صالح محمود نے کہا قمر الدین کیوں ہم لوگوں کو بلایا ہے اس وقت قمر الدین پس و پیش کرنے لگے مہر نے کہا قمر الدین اپنی بی بی کو چھوڑ دیں گے اس لئے بلایا ہے توکی محمود نے سکھلادیا - ایک طلاق‘ دو طلاق‘ تین طلاق - قمر الدین نے ساتھ ساتھ اسی طرح کہا-

(۵) پانچواں گواہ مہر محمد قمر الدین نے میرے گھر میں جاکر کہا میری شادی ہے میری پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہئے ذرا میرے گھر میں چلو بعد میں ہم نے آکر دیکھا دانش مفیظ دو آدمی بابر علی نے پوچھا قمر الدین کیوں بلایا ہے میں نے کہا اس کی بیوی کو طلاق دے گا قمر الدین نے کہا میری بی بی کو طلاق دیوے گا قمر الدین نے کہا کس طرح سے طلاق دیتا ہے میں نہیں جانتا ہوں توکی نے کہا ایک طلاق‘ دو طلاق‘ تین طلاق بائن - قمر الدین نے ساتھ ساتھ اسی کو کہا-

(۶) چھٹا گواہ - شجو محمد - قمر الدین اس کی بی بی کو طلاق نہ دینے سے میری لڑکی کو نہیں دیں گے قمر الدین نے کہا میری بی بی کو طلاق دیں گے اسی بات پر چند آدمیوں کو بلاکر ان کے سامنے اپنی بی بی کو طلاق دیا، صلحا‘ توکی‘ دانش‘ مفیظ‘ بابر علی‘ مہر‘ شہر‘ منا محمود وغیرہ ہم نے کہا قمر الدین ہم لوگوں کو کیوں بلاتے ہو مہر نے کہا قمر الدین اس کی بی بی کو چھوڑ دیں گے قمر الدین نے کہا طلاق کس طرح دینا ہوتا ہے ہم نہیں جانتے توکی نے سکھلادیا ایک طلاق‘ دو طلاق‘ تین طلاق بائن اسی طرح ساتھ ساتھ قمر الدین نے بھی ویسا ہی تین دفعہ کہا پنچایتی یہ پوچھے بغیر کہ کس کو طلاق دیا چلے گئے-

(۷) ساتواں گواہ منا محمد صلحا وغیرہ وہاں پر تھے قمر الدین نے کہا میری بی بی کو طلاق دیں گے میرے مکان کی طرف چلو صلحا نے پوچھا قمر الدین کیوں بلاتے ہو مہر نے کہا کہ قمر الدین اس کی بی بی کو چھوڑ دیں گے تو کی نے الفاظ طلاق سکھا دیا۔ یعنی ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق بائن۔

(۸) آٹھواں گواہ بانیو ماموند نے قمر الدین سے پوچھ کہ تیری پہلی بی بی کو طلاق دیا ہے یا نہیں قمر الدین بولا میں نے پہلی بیوی کو طلاق دیا اس محفل کے بہت آدمی اس کے شاہد ہیں کہ قمر الدین نے اپنی پہلی بی بی کو طلاق دیا۔ المستفتی نمبر ۲۵۶۹ محمد نور الحسن صاحب عالم نگر۔ رنگپور

۲۵ محرم ۱۳۵۸ھ م ۵ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب) (از قاضی عبد الجبار صاحب ربانی کوڑیگرام) مذکورہ صورت میں قمر الدین کی بی بی پر طلاق واقع نہیں ہوئی بوجہ نہ پائی جانے اضافت کے کیونکہ ہر گواہ نے اپنی گواہی میں کہا کہ قمر الدین نے طلاق دینے کے وقت نہ اپنی بی بی کا نام لیا اور نہ اس کی طرف اشارہ کیا اگرچہ دو ایک گواہوں سے معلوم ہوا کہ وہ طلاق دینے سے قبل اپنی بی بی کا ذکر کیا تھا اور قمر الدین بھی دوسری شادی کرنے کی وجہ سے طلاق کے الفاظ کہنے کو مجبوراً اقرار کیا اور نہ اس کی گواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دینے کی نیت نہ تھی اور مجبوری کی حالت میں نیت رہنا بھی غیر مظنون ہے۔ ھکذا کتب فی قاضی خان (۱) والعالمگیریۃ (۲) و رد المحتار (۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔ الراقم قاضی عبد الجبار ربانی۔ کوڑی گرام

(جواب) (از مولوی عبد العزیز صاحب جونپوری) چونکہ سوال میں طلاق صریح ہے اس لئے قضاءً نیت کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا خصوصاً مذاکرہ طلاق کے وقت تو کنایۃً بھی بغیر نیت ہو جاتی ہے چہ جائیکہ صریح۔ اور بحر الرائق ص ۲۷۴ میں ہے۔ لو قالت المرأۃ انا طالق فقال الزوج نعم کانت طالقا (۴)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ سوال کے جواب میں اضافت کیا لفظ طلاق کے اعادہ کی بھی ضرورت نہیں ہے اور جب قمر الدین کا یہ بیان ہے کہ اپنی پہلی بی بی کو جب تک میں طلاق نہ دوں میرے ماموں شرکت نہیں کریں گے ورنہ مجھے شادی کرنی ہے اور اس طلاق کے لئے محفل بھی منعقد کی گئی اور قمر الدین نے طلاق دینے کا طریقہ سیکھنا چاہا اور سکھا دیا گیا تو یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ قمر الدین نے

---

(۱) لو اکرہ علی ان یقر بالطلاق فاقر لا یقع کما لو اقر بالطلاق ہازلا او کاذبا (الفتاوی الخانیۃ علی ہامش الفتاوی الہندیۃ کتاب الاکراہ ۳/ ۴۸۳)

(۲) واجمعوا علی انه لو اکرہ علی الاقرار بالطلاق لا یعد اقرارہ کذا فی شرح الطحاوی (الفتاوی الہندیۃ کتاب الطلاق الباب الاول، فصل فیمن یقع طلاقه و فیمن لا یقع طلاقه ۱/ ۳۵۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) ولو عبدا او مکرہا فان طلاقه صحیح لا اقرارہ بالطلاق (درمختار) وقال فی الرد (قوله لا اقرارہ بالطلاق) قید بالطلاق لا بالکلام فیه ولا فاقرار المکرہ بغیرہ لا یصح ایضا (ہامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق، مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق ۳/ ۲۳۵ ط سعید کراتشی)

(۴) البحر الرائق کتاب الطلاق، باب الطلاق الصریح ۳/ ۲۷۴ ط دار المعرفۃ بیروت)

اپنے ماموں کا مطالبہ پورا کیا۔

بہذا قرینہ حالیہ و مقالیہ دونوں سے اضافت پائی گئی گو کہ الفاظ طدق کے ساتھ اضافت متصل نہیں پس ایسی صورت میں قضاءً یہ حکم دینا پڑتا ہے کہ قمر الدین کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور بغیر تحلیل رجوع نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ ناچیز عبدالعزیز صدر مدرس

مدرسہ کرامتیہ م، ٹولہ (جون پور)

(جواب ٤٤) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) ہو الموفق اگرچہ طلاق صریح ہے مگر اضافت صریحہ نہیں اور تمام شہادتوں سے بجز شہادت نمبر ۸ صراحۃً ثابت ہے کہ قمر الدین نے طدق کا تلفظ سکھنے کی غرض سے کیا ہے نیت ایقاع وانشا کا ثبوت و قرینہ نہیں ہے مجلس میں سوال طدق بھی نہیں ہے ایک شخص کا یہ کہنا ہے کہ قمر الدین نے اپنی بی بی کو طلاق دینے کے لئے یہ مجمع کیا ہے شہادت نمبر ۸ سے اتنا ثابت ہے کہ قمر الدین نے اقرار طلاق دینے کا کیا ہے

پس زیادہ سے زیادہ اقرار طلاق سے ایک طلاق کا حکم دیا جا سکتا ہے(۱)

مجلس میں جو لفظ طلاق بغرض تعلیم مذکور ہے اس میں اس کا قول کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دینے کی نیت نہیں کی تھی معتبر و مقبول ہونا چاہیے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر تین مرتبہ یہ الفاظ کہے "صدقت، طلقت، طدقت" تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) بحالت غصہ زید نے اپنی عورت کو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے طلقت طلقت طلقت یہ الفاظ عورت کے کہنے پر جب کہ کسی بات پر جھگڑا تھا کہہ دیئے تھے یہ واقعہ اگست ۱۹۳۳ء کا ہے غصہ فرو ہو جانے کے بعد عورت زید سے دریافت کرتی ہے کہ کیا نتیجہ ہوگا ان الفاظ کا؟ تو زید نے جواب دیا کہ ہم نے لفظ طلاق شیطان کے لئے استعمال کئے تھے اب سوال یہ ہے کہ طلاق عورت کے کہنے پر دی گئی اور شیطان کا لفظ بعد میں بڑھا دیا کیا حکم ہے؟ دوبارہ پھر ۲۵ جون ۱۹۳۴ء کو عورت نے شوہر کو کوسا اور طلاق مانگی زید نے اپنی عورت کا نام لے کر کہا کہ میں نے طلاق دی دوسری اور تیسری دفعہ بغیر نام لئے کہا کہ میں نے طدق دی صدق دی۔

---

(۱) ولو اقر بالطلاق كاذبا او هازلا وقع قضاء لا ديانة (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ٣/٢٣٦ ط سعيد كراتشي)

(۲) ذكر اسمها او اضافتها اليه كخطابه كما بينا فلو قال طالق فقيل له من عنيت؟ فقال امرأتي طلقت امرأته ولو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن به امرأتي يصدق (البحر الرائق كتاب الطلاق باب الطلاق الصريح ٣ ٢٧٣ ط دار المعرفة بيروت)

(جواب ٤٥) طلاق مغلظہ تو پہلے ہی واقعہ میں ہو چکی اگرچہ الفاظ میں صراحتہً عورت کی نسبت نہیں ہے یعنی اس نے طلقت کہا ہے طلقتک نہیں کہا لیکن سوال میں مذکور ہے کہ عورت کے طلاق مانگنے پر یہ الفاظ کہے گئے اس لئے قرینہ حالیہ ثبوت اضافت کے لئے کافی ہے(۱) قاضی شرع اس کے کہنے کو کہ میں نے شیطان کو طلاق دی تسلیم نہیں کرے گا تاہم اگر فی الحقیقت اس نے شیطان کو دل میں مراد لے کر طلاق کے لفاظ کا تلفظ کیا تھا تو عند اللہ جائز تھا کہ وہ عورت کو بدستور بیوی سمجھے دوسرے واقعہ میں بھی اضافت صریحہ موجود نہیں اس میں بھی قضاءً تین طلاقیں ثابت ہوں گی اور اگر خاوند عورت کو طلاق دینے کا انکار نہ کرے اور کوئی مطلب نہ بتائے تو طلاق مغلظہ ہے(۲) اور رجعت کا حق نہیں رہا(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا ”لو طلاق‘ طلاق‘ طلاق“ تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) زید اور ہندہ کا جھگڑا ہوا- ہندہ نے زید کو طعنہ دیا میری ہی بدولت ساس سسر والا ہوا جورو والا ہوا دو بچوں والا ہوا زید نے حالت غصہ میں ہندہ سے اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں کہا تیری ہی بدولت ہوا ہے تو لے طدق‘ طلاق طدق طلاق طلاق طدق. یک ہی سانس میں آٹھ دس مرتبہ طلاق طدق کہہ دیا اور خود ہی اکثر لوگوں سے تذکرہ بھی کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا ہے-

(جواب ٤٦) اس گفتگو سے جو زید ور ہندہ کے درمیان ہوئی زید کی بیوی پر طلاق نہیں ہوئی کیونکہ اس میں بیوی کا نام اور کوئی قرینہ اس کے لئے نہیں ہے(۴) ہاں زید نے لوگوں کے سامنے جب اقرار کیا کہ میں نے بیوی کو طدق دیدی ہے تو اس اقرار سے وہ قضاءً ماخوذ ہوگا اور اس کی بیوی پر وقوع طلاق کا حکم دیا

---

(۱) ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت؟ فقال امرأتي طلقت امرأته – ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق و يفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الصريح مطلب "سن بوش" يقع به الرجعي ٣/٢٤٨ ط سعيد كراتشي)

(۲) ايضاً حواله سابقه

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ١/٤٧٣ ط ماجديه' كوئٹه)

(۴) وذكر اسمها او اضافتها اليه كخطابه كما بينا فلو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امرأتي طلقت امرأته ولو قال امرأة طالق اوقال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن به امرأتي يصدق (البحر الرائق' كتاب الطلاق' باب الطلاق الصريح ٣/٢٧٣ ط دار المعرفة بيروت)

جائے گا (۱) اگر طلاق کی کوئی صفت (مثلاً بائن یا مغلظ) اس نے اقرار میں ذکر نہیں کی ہو تو طلاق رجعی کا حکم ہوگا اور عدت کے اندر رجوع کر سکے گا (۲) اور عدت کے بعد تجدید نکاح کا حق ہوگا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ششم

کتابت طلاق

ثالث نے طلاق نامہ لکھوایا، اور شوہر سے انگوٹھا لگوایا، تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص کا نکاح عرصہ آٹھ سال کا ہوا ایک لڑکی کے ساتھ ہوا تھا جس کی عمر اب ۲۲ سال ہے اس کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے اس لڑکی کے پھوپھا نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی غرض سے اس کے شوہر سے طلاق چاہی اس نے طلاق دینے سے انکار کر دیا پس پھوپھا نے اپنا سر پھوڑ کر عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا اور ایک دوسرے شخص کو کچھ روپیہ دیکر اس سے بھی ایک مقدمہ دائر کرا دیا عدالت میں پیشی ہوئی اور مچلکے لئے گئے اور بظاہر کوئی صورت سوائے سزایابی کے نظر نہ آئی تو چند لوگوں نے ہر دو فریقین کو بلایا اور آپس میں صلح کی تحریک کی لیکن ان لوگوں نے سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں دیا کہ لڑکی کا شوہر لڑکی کو طلاق دیدے تو ہم صلح نامہ داخل عدالت کر دیں ثالث حضرات نے کاتب کو بلا کر اسٹامپ ہر دو کے نام سے خرید اور کاتب سے طلاق نامہ لکھوایا معلوم نہیں کہ اس کا کیا مضمون ہے اس لڑکی کا شوہر ایک جگہ بیٹھا ہوا رو رہا تھا کہ کاتب نے اٹھ کر اس کے انگوٹھے میں سیاہی لگا کر نشان لے لیا اس نے طلاق وغیرہ کا کوئی لفظ اپنی زبان سے نہیں نکالا تو یہ طلاق شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

(جواب ۴۷) کوئی دوسرا شخص اگر کسی کی منکوحہ کا طلاق نامہ لکھے تو شوہر کو مضمون کا علم اور اقرار

---

(۱) ولو اقر بالطلاق كاذبا او هازلا وقع قضاء لا ديانة (هامش رد المحتار كتاب الطلاق مطلب في الاكراه على التوكيل بالطلاق والنكاح والعتق ٣ ٢٣٦ ط سعيد كراتشي) وقال في البحر لو اكره على ان يقر بالطلاق فاقر لا يقع كما لو اقر بالطلاق هازلا او كاذبا كذا في الخانية من الاكراه ومراده بعدم الوقوع في المشبه به عدمه ديانة لما في الفتح القدير ولو اقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء وصرح في البزازية بان له في الديانة امساكها اذا قال اردت به الخبر عن الماضي كذبا وان لم يرد به الخبر عن الماضي او اراد به الكذب او الهزل وقع قضاء و ديانة (البحر الرائق كتاب الطلاق ٣ ٢٦٤ ط دار المعرفة بيروت)

(۲) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ٢ ٣٩٤ ط شركة علميه ملتان)

(۳) وان كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب السادس في الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة و ما يتصل به ١ ٤٧٣ ط ماجديه كوئٹه)

طلاق نامہ کہ یہ میرا ہی ہے ایقاع طلاق کے لئے ضروری ہے صورت مسئولہ میں شوہر کو معلوم نہیں کہ اس کاغذ میں کیا لکھا گیا ہے اور نہ وہ اقرار ہی کرتا ہے لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی یہ لڑکی بدستور اس کی زوجہ ہے ولو استکتب من اخر کتابا بطلاقها وقرأه علی الزوج فاخذه الزوج و ختمه و عنونه و بعث به الیها فاتاها وقع ان اقرالزوج وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه – اه ملخصا (ردالمحتار مختصرا)(۱)

زبردستی طلاق نامہ پر دستخط لینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص کی بیوی کے ورثاء نے ایک کاغذ پر اس شخص سے ناجائز دباؤ ڈال کر دستخط لئے ہیں جس میں طلاق کے الفاظ تھے آیا شرعاً یہ طلاق باطل ہے یا نہیں ؟

(جواب ۴۸) ناجائز دباؤ سے مراد اگر یہ ہے کہ اس کو مارنے یا بند رکھنے کی دھمکی دی تھی اور دھمکی دینے والے اس پر قادر بھی تھے تو اس کے دستخط کر دینے سے طلاق نہیں ہوئی بشرطیکہ اس کے ذہن میں یہ بات آگئی ہو کہ اگر میں نے دستخط نہیں کئے تو یہ مجھے ضرور ماریں گے یا بند کریں گے لیکن اگر یہ حالت نہ تھی اور پھر بھی اس نے دستخط کر دیئے تو اگر یہ دستخط کرنے کا اقرار کرتا ہو کہ باوجود اس علم کے کہ اس میں طلاق لکھی ہوئی ہے پھر بھی میں نے دستخط کئے ہیں تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ ویقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومكرها فان طلاقه صحيح (درمختار مختصرا)(۲) و فی البحران المراد الاكراه على التلفظ بالطلاق فلو اكره على ان يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا- كذافى الخانية (رد المحتار) (۳) واللہ اعلم

تم کو ”طلاق دیتا ہوں‘ طلاق ہے‘ طلاق‘ طلاق ہے“ لکھ کر بیوی کو بھیج دیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص بوجہ ناموافقت اپنی زوجہ کے مفقود ہو گیا ہے مفقود الخبر ہونے کے کچھ دنوں بعد اس نے ایک طلاق نامہ گجراتی زبان میں جس کا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے لفافہ میں بند کر کے بھیج دیا۔

نقل طلاق نامہ ۔ بائی رفان بائی بنت عمر بھائی عرف جھانکہ والا تحریر کنندہ عبدالکریم ولد عثمان بھائی جھانکہ والا بعد سلام۔ میں کہتا ہوں کہ تم کو میں طلاق دیتا ہوں تو آج سے ہماری بہن برابر ہے تم کو اور مجھ

---

(۱) ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ۳/۲۴۶ ط سعید کراتشی

(۲) الدر المختار مع ہامش رد المحتار ' کتاب الطلاق ۳/۲۳۵ ط سعید کراتشی

(۳) ہامش رد المحتار ' کتاب الطلاق مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق ۳ ۲۳۶ ط سعید کراتشی

کو بھائی بہن کا علاقہ ہے اور تمہارے ہمارے درمیان کچھ ذرہ برابر علاقہ نہیں رہا تم کو طلاق دیتا ہوں طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ تاریخ ۶ شوال دستخط بقلم خود۔ تمہارے مہر کا روپیہ مبلغ چوالیس روپے حسب رواج ہے سو میری ملکیت سے دیں گے باقی ہماری ملکیت سے تم کو دخل دینا نہ چاہئیے یہ مضمون تھا جو عرض کیا گیا۔

(جواب ۴۹) اس صورت میں اگر زوجہ کو اس امر کا یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ خط میرے خاوند کا ہی لکھا ہوا ہے تو دیانۃً اسے عدت گزار کر دوسرا نکاح کرنا جائز ہے اس دوسرے نکاح کے جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ شرعاً اس خط سے طلاق ثابت ہو گئی بلکہ اس کا اثر صرف اس قدر ہے کہ عورت کو (جب کہ اسے یقین یا گمان غالب وقوع طلاق کا ہو گیا ہے) دوسرا نکاح کرنے سے روکا نہیں جائے گا اور وہ شرعاً گناہ گار نہ ہو گی۔ صرحوا بان لها التزوج اذا اتاها کتاب منه بطلاقها ولو علی ید غیر ثقة ان غلب علیٰ ظنها انه حق و ظاهرا لا طلاق جوازه فی القضاء حتی لو علم القاضی یترکها الخ (ردالمحتار)(۱)

تحریری طلاق لکھنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو تحریری طلاق دی تحریر پر دو آدمیوں کی گواہی ہے مگر ان گواہوں کی حالت یہ ہے کہ پہلا سود خوار اور یہاں کا وطن دار نہیں ہے کچھ عرصے سے یہاں پر رہنے آ گیا ہے اور فی الحال تو یہیں رہتا ہے دوسرا گواہ افیون کھانے والا اور مدک کا پینے والا ہے اور یہ دونوں گواہ جھوٹے اور ناقابل اعتماد ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۱۸ بسم اللہ خاں۔ ضلع مغربی خاندیس

۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ م ۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰) اگر خاوند نے فی الواقع طلاق دی ہے اور وہ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے تو محض اس وجہ سے کہ چونکہ گواہ ناقابل شہادت ہیں طلاق غیر مؤثر اور ناقابل اعتبار نہیں ہو سکتی بلکہ طلاق واقع ہو جائے گی(۲) لیکن اگر خاوند منکر ہے اور اس کے صدق دینے کا اور کوئی ثبوت سوائے ان گواہوں کے بیان کے

---

(۱) هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة ۳/۴۲۱ ط سعید کراتشی)

(۲) وفیه ایضا رجل استکتب من رجل آخر الی امرأته کتابا بطلاقها وقرأه علی الزوج فاخذه و طواه و ختم و کتب فی عنوانه و بعث به الی امرأته فاتاها الکتاب واقر الزوج انه کتابه فان الطلاق یقع علیها وکذلك لو قال لذلك الرجل ابعث بهذا الکتاب الیها او قال له اکتب نسخة وابعث بها الیها وان لم تقم علیه البینة ولم یقر انه کتابه لکنه وصف الامر علی وجهه فانه لا یلزمه الطلاق فی القضاء ولا فیما بینه و بین الله تعالیٰ وکذلك کل کتاب لم یکتب بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع به الطلاق اذا لم یقر انه کتابه کذا فی المحیط والله اعلم بالصواب (الفتاویٰ الهندیة کتاب الطلاق الباب الثانی فی ایقاع الطلاق، الفصل السادس فی الطلاق بالکتابة ۱/۳۷۹ ط ماجدیه کوئته)

نہیں ہے تو ایسے گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی- **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'**

شوہر نے طلاق نامہ لکھوا کر' اس پر انگوٹھا لگایا اور دو گواہوں کی گواہی کرائی تو کون سی طلاق واقع ہوگی ؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ کی شادی بکر کے ساتھ کردی کچھ عرصہ کے بعد فریقین میں سخت نزاع واقع ہوگئی بکر نے رخصت کرانے کا دعوی عدالت مجاز میں کردیا سرکاری حکم کے موافق ہندہ دو سپاہیوں کے ذریعہ رخصت ہو کر بکر کے ہمراہ کردی گئی جب بکر رخصت کرا کر لے چلا تو بیچ راستہ سڑک پر ہندہ بیٹھ گئی اور اپنے شوہر کے ساتھ جانے سے انکاری ہوگئی بکر نیز اس بستی کے بہت سے لوگوں نے سمجھایا مگر ہندہ جانے پر راضی نہ ہوئی اور بھاگ کر ایک ٹھاکر رام سنگھ کے مکان میں گھس گئی ٹھاکر مذکور نے قانون کا خیال کرتے ہوئے ہندہ کو اپنے گھر سے باہر کردیا اور سختی سے سمجھاتے ہوئے یہاں تک کہا کہ اگر تو اپنے شوہر کے ہمراہ نہ جائے گی تو میں تجھے چار آدمیوں سے بندھوا کر بھیجوں گا مگر کچھ خیال نہ کرتے ہوئے ہندہ سڑک پر ہی بیٹھی رہی اور کہنے لگی بکر نے مجھے ہزاروں قسم کی بے جا تہمتیں لگائی ہیں اس لئے میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی شوہر (بکر) نے بہتیرا سمجھایا مگر وہ کسی طرح نہ مانی مجبوراً بکر ٹھاکر مذکور کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا زیور ہندہ سے دلایا جائے میں اس کو خود نہ رکھوں گا طلاق دیتا ہوں آپ طلاق نامہ لکھ دیجئے میں انگوٹھے کا نشان بنادوں گا ٹھاکر نے اس کو بھی بہت سمجھایا لیکن بکر طلاق نامہ لکھوانے سے باز نہ آیا ٹھاکر نے دو مسلمان گواہوں اور کئی سو ہندو گواہوں کے روبرو جو اس وقت اتفاقیہ پہنچ گئے تھے طلاق نامہ لکھ دیا جس پر بکر نے اپنے انگوٹھے کا نشان بنا کر گواہوں سے جو موقع پر موجود تھے کہا کہ تم لوگ دستخط بنادو لہذا گواہوں نے دستخط بنادیئے طلاقنمہ حسب ذیل ہے-

مینکہ چنوباوا ولد فیروز ساکن موضع کھیرا اسٹیٹ میہر حال مقیم چھتری جو کہ رخصت کرانے کی ڈگری میں نے عدالت سے اصرار کرا کر بذریعہ پنجاب خاں چپڑاسی مسمی کنگی کے یہاں سے رخصت کرا یہ مگر مسماۃ مذکور میرے ہمراہ جانے اور میری زوجیت میں رہنے سے قطعی انکاری ہے چند بھلے آدمیوں کے سمجھانے پر بھی انکار سے باز نہیں آتی ایسی حالت میں اپنی راضی خوشی وبہ درستگی ہوش و حواس طلاق دے دینا ٹھیک سمجھتا ہوں اس سے جو میرے زیورات مسماۃ رجی کے جسم پر تھے واپس لیکر تین طلاق دیدیا اور جو روپیہ مطالبہ ڈگری کا ذمہ کنگی والد رجی مدعا علیہ کے تھا وہ رقم روبرو گواہان حاشیہ ٹھاکر رام سنگھ ساکن موضع پونڑی کے ہاتھ سے وصول پالیا اس لئے رسید لکھ دیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے طلاق لکھنے کے کچھ دن بعد بکر کو نہ جانے کیا خیال پیدا ہو لیا واللہ اعلم کسی نے اس کو بھکایا لہذا طلاق نامہ لکھنے کے کچھ ہی دن بعد طلاق نامہ لکھنے اور دینے سے انکاری ہے اور پھر اپنی مطلقہ کو رخصت کرانے کی کوشش کر رہا ہے اور ٹھاکر مذکور کے پاس پہنچ کر کچھ لالچ دے کر کہا کہ طلاق نامہ کو چاک کر ڈالو میری

برادری کے اکثر لوگ اس طلاق کے خلاف ہیں مگر طلاق نامہ ہندہ کے والد کے پاس پہنچ چکا ہے اب سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ شوہر طلاق دے چکا اور طلاق نامہ لکھ چکا بچہ کا انکار کچھ کارآمد ہو سکتا ہے یا طلاق شرعاً مان لی جائے گی؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۹ شیخ کنگی متھون (انوپ پور)

۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱) اگر زید نے طلاق دیدی ہے اور طلاق نامہ لکھ دیا تھا تو طلاق ہو چکی ہے(۱) اور زید کو اب اس بیوی کو رکھنا حرام ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلاق نامہ لکھوایا اور دستخط بھی کیا، تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال) ایک شخص لال حسین نے اپنی منکوحہ کو طلاق نامہ لکھوا کر دیا اور کاتب نے جو غیر مسلم تھا پڑھ کر سنایا تو اس نے طلاق نامہ کی زبان سے تردید کی اور کہا کہ میں نے اپنی عورت کو تین طلاقیں نہیں دیں بلکہ میں شرعی طلاق دینا چاہتا ہوں حاضرین نے اس کو نصیحت کی کہ تم کسی کی طلاق نہ دو لیکن وہ کسی طرح نہ مانا تھوڑی دیر بعد اس نے اسی طلاق نامہ پر دستخط کر دیئے، جس کے مضمون کی اس نے زبان سے تردید کی تھی اور اپنے ہاتھ سے دستخط کرنے کے بعد وہی اسٹامپ طلاق نامہ عورت کے حوالے کر دیا کچھ دونوں بعد اب وہ عورت کو اپنے گھر واپس لے آیا ہے حالانکہ طلاق نامہ جس میں تین طلاقیں مندرج تھیں اور وہ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اچھی طرح سب مضمون طلاق جانتا تھا لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کے تردیدی زبانی قول کے اوپر اعتبار کر کے طلاق رجعی قرار دی جائے گی یا اس کے بعد کے ہاتھ کے لکھے ہوئے دستخط پر اعتبار کیا جائے گا جو اس نے بطور تصدیق لکھ کر وہی طلاق نامہ عورت کے سپرد کیا۔ المستفتی نمبر ۲۲۸۶ مولوی محمد زمان خاں صاحب (بلوچستان)

۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۲) اگر یہ شخص تعلیم یافتہ ہے اور اس نے زبان سے تردید کرنے کے بعد پھر اسی طلاق نامہ پر جس میں تین طلاقیں لکھی ہوئی تھیں اپنی خوشی سے دستخط کر دیئے اور طلاقنامہ عورت کو دے دیا تو اس

---

(۱) کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی وقیل مطلقا (درمختار) وقال فی الرد ثم المرسومة لا تخلو اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فکما کتب هذا یقع الطلاق وقال ایضا بعد اسطر ولو قال للکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب (هامش ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابة ۲۴۶/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة ومایتصل به ۴۷۳/۱ ط ماجدیه کوئته)

کی عورت پر طلاق نامہ میں لکھی ہوئی طلاقیں پڑ گئیں(۱) اور وہ زبانی بیان اور تردید جو دستخط سے پہلے کی تھی بیکار ہو گئی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

والد نے منشی سے طلاق نامہ لکھوایا' اور دھوکہ دیکر شوہر سے دستخط کرالیا' تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) زید اور ہندہ زوجین ہیں ان میں باہمی کچھ نزاع ہو، وقت نزاع ہندہ نے زید سے کہا کہ تم مجھے طلاق دے دو زید نے ہندہ سے کہا کہ اگر تو اپنا مہر معاف کر دے تو میں تجھ کو طلاق دے دوں۔ اس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ میں اپنا مہر تو کبھی معاف نہیں کروں گی یہ سن کر زید وہاں سے خاموش چلا گیا اور اس تذکرہ کو انہیں شرطیہ الفاظ کے ساتھ اپنے باپ سے آکر کہا۔ اس کے کئی دن بعد زید کی عدم موجودگی میں اس کے باپ نے ایک منشی سے طلاق نامہ لکھوایا منشی نے زید کی جانب سے اس مضمون کا طلاق نامہ لکھا کہ میں نے اپنی زوجہ فلاں کو طلاق مغلظہ دی اور معافی مہر طلاق نامہ میں نہیں لکھی اور دو فرضی گواہوں کے نام بھی اس طلاق نامہ پر لکھ دیئے دونوں گواہ باوجود عادل نہ ہونے کے انکاری بھی ہیں بعدہ' زید کو بلوا کر کہا گیا کہ تمہاری زوجہ طلاق نامہ طلب کرتی ہیں اس لئے یہ طلاق نامہ لکھ دیا گیا ہے تم اس پر اپنے دستخط کر دو چونکہ زید سوائے اپنے دستخط کرنے کے اور کچھ بھی پڑھنا لکھنا نہیں جانتا اس لئے اس نے اس منشی سے دریافت کیا کہ اس طلاق نامہ میں وہ شرط معافی مہر کی بھی لکھی ہے یا نہیں تو منشی نے کہا کہ ہاں لکھی ہے اور طلاق نامہ زید کو پڑھ کر سنا کر کہا کہ طلاق مغلظہ معافی مہر کی شرطیہ ہی کو کہتے ہیں منشی کے یقین دلانے سے زید نے اس طلاق نامہ پر اپنے دستخط کر دیئے اس کے بعد زید کا باپ زید کو مع اس طلاق نامہ کے حاکم مجاز کے پاس لے گیا حاکم مجاز کے سامنے زید نے اس طلاق نامہ کو سن کر اس کی تصدیق کی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید جو مطلق جاہل اور بالکل ناخواندہ شخص ہے لفظ مغلظہ کے معنی ہرگز نہیں جانتا اور نہ اس کو بوقت دستخط اور تصدیق کے لفظ مغلظہ کے معنی اصلی سمجھائے گئے بلکہ وہ لفظ مغلظہ سے وہی شرط معافی مہر مندرجہ بالا ہی سمجھا جیسا کہ بوقت دستخط کرانے کے اس کو منشی نے سمجھا دیئے تھے تو اس صورت میں زید کی جانب سے اس کی زوجہ ہندہ پر کوئی طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور اگر ہوئی تو ایک طلاق ہوئی یا تین طلاق جو حکم بموجب مسئلہ شرعیہ ہو اس سے مطلع فرمایا جائے اجر ہوگا۔

---

(۱) ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقرارا بالطلاق وان لم يكتب ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فأتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه او قال للرجل ابعث به اليها او قال له اكتب نسخة وابعث بها اليها وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر انه كتابه (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/۲۴۶ ط سعيد كراتشي)

المستفتی نمبر ۲۳۵۳ عبدالقدوس صاحب ٹونک (راجپوتانہ)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۳) جب کہ زید ناخواندہ ہے خود لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تو اس کی طرف سے طلاق بالکتابت اس وقت صحیح ہو سکتی ہے جب کہ اس کو لکھا ہو مضمون صحیح طور پر سنا دیا اور سمجھا دیا گیا ہو اور جب اس کو طلاق نامہ سنایا گیا اور اس نے دریافت کیا کہ اس میں معافی مہر کی شرط بھی درج ہے تو اس کو غلط بتا دیا گیا کہ ہاں درج ہے اور بتایا گیا کہ مغلظہ کے معنی یہی ہیں کہ طلاق بعوض معافی مہر کے ہو اور یہ سن کر اس نے دستخط کئے تو اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔(۱) کیونکہ یہ طلاق نامہ درحقیقت وہ طلاق نامہ نہیں ہے جس پر اس نے دستخط کئے تھے۔ اس نے تو طلاق بعوض معافی مہر پر دستخط کئے ہیں اور طلاق نامہ بعوض معافی مہر کے نہیں ہے لہذا دستخط غیر معتبر ہیں دستخط تو جدا رہے اگر کوئی شخص ایک عربی فارسی عبارت کا تلفظ بھی کر دے جس کے معنی نہ جانتا ہو تو اس تلفظ سے بھی طلاق نہیں پڑتی یعنی دیانۃً فی ما بینہ وبین اللہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کما لو قالت لزوجها اقرأ علی اعتدی انت طالق ثلاثا ففعل طلقت ثلاثا فی القضاء لا فی ما بینه و بین الله اذا لم یعلم الزوج ولم ینو بحر عن الخلاصه (شامی)(۲) اور رجسٹری کرا دینے سے بھی دیانۃً طلاق نہیں پڑی۔ ظن انه وقع الثلاث علی امرأته بافتاء من لم یکن اهلاً للفتوی و کلف الحاکم کتابتها فی الصك فکتب ثم استفتی ممن هو اهل للفتویٰ فافتی بانه لا تقع والتطلیقات الثلاث مکتوبة فی الصك بالظن فله ان یعود الیها دیانة ولکن لا یصدق فی الحکم اه (شامی)(۳) یہاں صورت یہ ہے کہ اس نے اپنے خیال میں ایسے کاغذ پر دستخط اور ایسے کاغذ کی بوقت رجسٹری تصدیق کی ہے جس میں طلاق بعوض معافی مہر لکھی ہے پس ان دستخطوں اور اس تصدیق سے وہ طلاق واقع نہیں ہو سکتی ہے جو ایسی نہ ہو طلاق میں جد اور ہزل مساوی ہیں مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ خواہ معنی الفاظ سے واقف ہو یا نہ ہو طلاق پڑ جاتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ الفاظ کے معنی تو جانتا ہو مگر طلاق دینے کا ارادہ نہ ہو محض مذاق اور ٹھٹول کے طور پر تلفظ کرے تو طلاق پڑ جاتی ہے اور مغلظہ کے معنی نہ جاننا کوئی مستبعد نہیں ہزاروں آدمی ایسے ہیں کہ وہ لفظ مغلظہ کے معنی نہیں جانتے تو ان پر اس لفظ کے تلفظ سے طلاق واقع ہونے کا حکم نہیں دیا جا سکتا چہ جائیکہ کتابت پر دستخط کر دینا کہ یہ صورت تلفظ سے کمزور ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فأتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه او قال للرجل ابعث به اليها او قال له اكتب نسخة وابعث بها اليها وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق مطلب في الطلاق بالكتابة ٣ / ٢٤٦ ط سعيد كراتشي)

(٢) هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ٣/ ٢٤١ ط سعيد كراتشي

(٣) هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ٣ / ٢٤٢ ط سعيد كراتشي

جبراً طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بشرطیکہ منہ سے الفاظ طلاق نہ کہے ہوں

(سوال) بیوی کے چند رشتہ داروں نے جبریہ خاوند سے یہ لکھوایا کہ مسماۃ فلاں بنت فلاں زوجہ اپنی کو اپنی لڑکی لے کر تین طلاقیں دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے خارج کر دیا فقط دستخط خاوند فلاں مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۸ء

(نوٹ) لڑکی خاوند کو نہیں دی اور عورت کو تین ماہ کا حمل ہے معلوم یہ کرنا ہے کہ طلاق ہوئی یا نہیں خاوند سے مذکورہ بالا تحریر جبریہ لکھوائی گئی اور خاوند نے زبان سے ایک بھی لفظ نہیں کہا۔

المستفتی نمبر ۲۳۹۱ اکرام اللہ خاں (نیو دہلی) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۸ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۴) اگر تحریر مذکور جبراً لکھوائی گئی ہے اور زبان سے طلاق نہیں دی گئی تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۱) تحریری طلاق اس وقت پڑتی ہے کہ خاوند اپنی مرضی سے تحریر لکھ کر دے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ٬ دہلی

فصل ہفتم

انشاء واخبار

شوہر سے کہا گیا کہ تو کہہ کہ ”ہم نے فلاں کی لڑکی کو طلاق دی“ اس نے جواب میں کہا ”ہم نے قبول کیا“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ہندہ زید کے نکاح میں دس سال سے ہے عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ ہندہ اپنے میکے سے پانچ آدمیوں کو اور زید کے قریب کے موضع سے چار آدمیوں کو لے کر زید کے مکان پر آئی اور ان سب لوگوں کے سامنے ہندہ نے یہ کہا کہ زید نامرد ہے مجھ کو طلاق دلوا دیجئے لوگوں نے زید سے دریافت کیا کہ تو نامرد ہے؟ زید نے کہا کہ میں نامرد نہیں ہوں بلکہ ہندہ مجھ کو قریب نہیں جانے دیتی تب لوگوں نے کہا کہ اچھا بھائی تو چند روز اور رہ ہم لوگ تجربہ کریں ہندہ نے کہا کہ میں ایک ساعت نہیں رہ سکتی ہوں تب لوگوں نے زید کو ڈانٹا اور کہا کہ جب وہ نہیں رہے گی تو کیوں پریشان ہوتا ہے طلاق دے دے زید خاموش ہو گیا آخر ایک آدمی اٹھا اور کہا کہ تو کہہ کہ ہم نے فلاں کی لڑکی کو طلاق دی زید نے بوجہ دہشت کے مجبور ہو کر کہا ہم نے قبول کیا ہمارے خدا نے قبول کیا لفظ طلاق وغیرہ زبان پر کچھ نہیں لایا تب حاضرین نے کہا

---

(۱) وفی البحر ان المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأتہ فکتب لا تطلق لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ھنا٬ کذافی الخانیۃ (ھامش ردالمحتار٬ کتاب الطلاق ۳٬۲۳۶ ط سعید کراتشی) وقال فی الھندیۃ رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امراتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان فکتب امراتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأتہ کذافی فتاوی قاضی خان (الفتاوی الھندیۃ٬ کتاب الطلاق٬ الباب الثانی فی ایقاع الطلاق٬ الفصل السادس فی الطلاق بالکتابۃ ۱ ۳۷۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

کہ ایسا طریقہ طلاق دینے کا نہیں ہے بلکہ قصبہ بادشاہ پور قریب ہے بازار کے روز اہل برادری موجود ہوں گے اور علم لوگ بھی وہاں موجود ہیں وہ لوگ جس طریقہ سے کہیں گے اس طریقہ سے طلاق دی جائے گی آخرکار تاریخ مقرر کی گئی لیکن تاریخ مقررہ پر نہ ہندہ حاضر ہوئی نہ زید اس کے بعد زید دو مرتبہ ہندہ کو لینے گیا مگر ہندہ اور وارثان ہندہ یہی کہتے ہیں کہ ہندہ کو طلاق ہو گئی اور زید کہتا ہے کہ نہ میں نے طلاق دی اور نہ دوں گا لہذا فرمایئے کہ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں ؟

(جواب ۵۵) صورت مسئولہ میں اجنبی شخص کے اس کہنے پر کہ تو کہہ کہ فلاں کی بیٹی کو ہم نے طلاق دی زید کا یہ کہنا کہ ہم نے قبول کیا ہمارے خدا نے قبول کیا موجب وقوع طلاق نہیں کیونکہ اجنبی شخص نے زید کی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے کہ زید کی اجازت سے وہ صحیح ہو جاتی بلکہ زید کو انشائے طلاق کا حکم کیا ہے زید کا یہ کہنا ہم نے قبول کیا انشائے طلاق نہیں ہے بلکہ وعدہ امتثال امر ہے (۱) پھر اگر اس نے طلاق دی ہوتی تو پڑتی اور نہیں دی تو صرف وعدہ خلافی ہوئی وقوع طلاق کی کوئی وجہ نہیں ۔ واللہ اعلم

شوہر نے محض والد کے ڈر سے کاغذ لکھ دیا، جب رجسٹرار نے شوہر سے پوچھا کہ تم نے طلاق دی ہے، تو اس نے کہا ہاں دے دی ہے، تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) مسمی شفیق احمد خلف منشی علی محمد قوم قریشی ساکن مرادآباد محلہ مقبرہ حصہ دوئم مکان کا ہوں جو کہ دھوکا دیکر عقد نکاح و دان ساتھ مسماۃ نجیب النساء بنت ممتاز حسین قوم شیخ ساکن بریلی محلہ گندہ نالہ حال مرادآباد محلہ کہنہ مغل پورہ علیحدہ شدہ ریلوے مرادآباد سے جس کے مرض کنٹھ مالا ہوتا رہتا ہے رخصتی سے پیشتر تبادل کر دوسری لڑکی کو دکھلا کر کنٹھ مالا والی کو رخصت کیا عرصہ تقریباً چھ ماہ ہوا طلاق شرعی بالموجہ نجیب النساء حسب شرع و حسب خواہش مسماۃ بوجہ نااتفاقی باہمی وجوہات مندرجہ بالا مسماۃ مذکورہ کو طلاق دیدی اور ادا کر دیا تین مرتبہ کہ جا میں نے طلاق دیدی تجھ کو - اب کوئی تعلق میرا کسی قسم کا نہ رہا اور نہ آئندہ کبھی ہوگا لہذا اقرار نو ناب بحالت صحت نفس و ثبات عقل و درستی حواس خمسہ بخوشی خاطر طلاق نامہ لکھ دیا کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے - فقط

زید کے والد نے زید سے اس مضمون کا کاغذ لکھوایا جس کی نقل اوپر درج ہے زید نے باوجودیکہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا محض والد کے ڈر سے یہ کاغذ لکھ دیا والد اس کو محکمہ رجسٹری میں لے گئے اور رجسٹرار کے سامنے اس کے ہاتھ سے پیش کرایا رجسٹرار نے زید سے پوچھا کہ تم نے طلاق

---

(۱) اور وعدہ سے طلاق نہیں ہوتی بخلاف قوله طلقي نفسك فقالت انا طالق او انا اطلق نفسي لم يقع لانه وعد جوهرة ما لم يتعارف او ينو الانشاء فتح (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب تفويض الطلاق ۳۱۹/۳ ط سعيد كراتشي)

دیدی ہے تو زید نے کہا کہ ہاں دے ہی دی ہے دوبارہ دریافت پر جواب مذکور دیا بوجہ سماعت میں نہ آنے کے رجسٹرار کے واقعہ یہ ہے کہ کاغذ میں جو لکھا گیا ہے کہ عرصہ تقریباً چھ ماہ کا ہوا طلاق شرعی تلفظہ آئندہ کبھی ہوگا یہ بالکل غلط ہے نہ اس کے قبل کوئی طلاق دی گئی تھی اور نہ اس کاغذ کے سوا کوئی اور طلاق نامہ لکھا گیا بس یہی مضمون جس کی نقل اوپر درج ہے لکھا گیا اور اس کی رجسٹری کرائی گئی اور صرف وہ لفظ جو رجسٹرار کے جواب میں کہے گئے زبان سے ادا کئے گئے اس صورت میں زید کی بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں ؟

(جواب ۵۶) اگر واقعہ یہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو طلاق کے کاغذ میں جو کچھ لکھا ہے وہ وقت تحریر سے چھ ماہ پیشتر کی ایک خبر ہے بوقت تحریر انشائے طلاق کے الفاظ نہیں ہیں اور خبر بھی حسب بیان سائل جھوٹی ہے جو دیانۃً موجب وقوع طلاق نہیں ہوئی اس لئے جہاں تک کاغذ اور اس کی تحریر کا تعلق ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے تو دیانۃً طلاق نہیں ہوئی اب اس کے بعد جب رجسٹرار نے پوچھا کہ تم نے طلاق دیدی ہے اور اس کے جواب میں زید نے کہا کہ ہاں دے ہی دی یہ سوال اور جواب بھی ماضی سے متعلق ہے رجسٹرار کے سوال میں لفظ ”دیدی ہے“ میں لفظ ”ہے“ اس کی دلیل ہے اور جواب میں لفظ ”ہی“ جو دیدی کے درمیان آگیا ہے وہ بھی اسی کی دلیل ہے کہ زمانہ گزشتہ میں دیدینے کا ذکر ہے اس وقت انشائے طلاق مقصود نہیں اور چونکہ یہ جواب بھی جھوٹی خبر ہے اس لئے اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اس سے طلاق نہیں ہوئی لہذا یہ کاغذ اور سوال و جواب کوئی بھی دیانۃً وقوع طلاق کا حکم دینے کے لئے کافی نہیں ہیں(۱)

محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی ۱۴ اپریل ۱۹۳۱ء

سادے اسٹامپ کاغذ پر شوہر نے دستخط کیا اور اس کے علم کے بغیر اس کی بیوی کے لئے طلاق نامہ لکھوا کر بھیج دیا گیا، تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص نے شادی کی ہے مگر چند وجوہات کی بناء پر اس نے سفید اسٹامپ کاغذ برائے طلاق خرید کیا اور اسی سادہ اسٹامپ کاغذ پر جو کہ طلاق کی نیت سے خریدا تھا دستخط کر کے اپنے رفقاء کے حوالہ کیا اور منہ سے کچھ نہ بولا اس کے بعد اس کے رفقاء نے اس کو عرضی نویس سے پر کرایا اور اس کی غیر

---

(۱) ولو اكره على ان يقر بالطلاق فاقر لا يقع كما لو اقر بالطلاق هازلا او كاذبا كذا في الخانية من الاكراه ومراده بعدم الوقوع في المشبه به عدمه ديانة لما في فتح القدير ولو اقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء و صرح في البزازية بان له في الديانة امساكها اذا قال اردت به الخبر عن الماضي كذبا وان لم يرد به الخبر عن الماضي او اراد به الكذب او الهزل وقع قضاء و ديانة (البحر الرائق كتاب الطلاق ۳ / ۲٦٤ ط دار المعرفة بيروت) وقال في الرد ولو اقر بالطلاق كاذبا او هازلا وقع قضاء و لا ديانة (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳ / ۲۳٦ ط سعيد كراتشي)

موجودگی میں اس کاغذ پر گواہوں کی شہادتیں وغیرہ تحریر کرائی گئیں اس کے بعد ان رفقاء نے یہ اسٹامپ اس کی بیوی کو بھیج دیا اور شخص مذکور کو یہ تحریر مذکور نہ سنائی گئی اور نہ ہی اس کے روبرو وہ تحریر لکھی گئی اور نہ اس نے پڑھی نہ اس نے منہ سے کچھ کہا تھا جب وہ طلاق نامہ اس کی بیوی کو ملا تو چند آدمیوں نے شخص مذکور سے پوچھا کہ کیا تو نے طلاق دیدی ہے تو وہ "ہاں" میں جواب دیتا رہا یعنی کہ اس نے طلاق دیدی ہے مگر اس اسٹامپ پیپر کی رو سے جواب دیا گیا کوئی نئی طلاق کی نیت نہیں تھی آیا اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں اور ہو گئی تو ایک یا تین ؟

المستفتی نمبر ۲۹۱ محمد حسین صاحب (گوجرانوالہ) ۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۷) سادہ اسٹامپ کاغذ پر دستخط کرنے سے کوئی طلاق نہیں پڑی اگرچہ دستخط کرنے کے بعد لوگوں نے اس پر طلاق لکھوائی(۱) ہاں لوگوں کے سوالات کے جواب میں اس کے یہ کہنے سے کہ طلاق دیدی ہے اقرار طلاق ثابت ہو جاتا ہے اور اس اقرار سے اگرچہ متعدد بار کیا گیا ہو ایک ہی طلاق ثابت ہو گی(۲) بشرطیکہ سوال میں کسی خاص قسم کی طلاق (مثلاً بائن یا مغلظہ) کا ذکر نہ ہو محض یہ دریافت کیا گیا ہو کہ کیا تم نے طلاق دیدی ہے ؟ یہ اقرار اگرچہ اس خیال پر کیا گیا ہو کہ اسٹامپ میں طلاق لکھی گئی ہے جب بھی یہ حکم بالطلاق کے لئے کافی ہے بہر حال اگر طلاق مغلظہ کا اقرار نہیں ہوا ہے تو یہ شخص اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے(۳)

محمد کفایت اللہ

جب تک طلاق کا تلفظ زبان سے نہیں کیا، محض خیال پیدا ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے اس کی عمر اس وقت سترہ سال کی ہے لیکن اس نے طلاق کسی کے سامنے نہیں دی اور نہ بیوی کو مکمل یقین ہوتا ہے کہ واقعی مکمل طلاق دی جا چکی ہے مگر اس نے اپنے دل میں مکمل ارادہ کر لیا ہے کہ طلاق دی جا چکی ہے اور بعد ازاں جو کوئی بھی اس سے پوچھتا ہے

---

(۱) وان لم یقر انه کتابه ولم تقم بینة لکنه وصف الامر علی وجهه لا تطلق قضاء ولا دیانة، وکذا کل کتاب لم یکتبه بخطه ولم یمله بنفسه لا یقع الطلاق مالم یقر انه کتابه (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابة ۳ / ۲۴۷ ط سعید کراتشی)

(۲) ولو اقر بالطلاق کاذبا او هازلا وقع قضاء لا دیانة (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق ۳ / ۲۳۶ ط سعید)
وقال فی البحر: ومراده بعدم الوقوع فی المشبه به عدمه دیانة لما فی فتح القدیر ولو اقر بالطلاق وهو کاذب وقع فی القضاء وصرح فی البزازیة بان له فی الدیانة امساکها اذا قال اردت به الخبر عن الماضی کذبا وان لم یرد به الخبر عن الماضی او اراد الکذب او الهزل وقع قضاء ودیانة (البحر الرائق، کتاب الطلاق ۳ / ۲۶۴ ط دار المعرفة بیروت)

(۳) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها. (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱ / ۴۷۳ ط ماجدیه کوئٹه)

اسے یہی جواب دیتا ہے کہ طلاق دی جاچکی ہے مہر ادا کیا نہیں ہے عرصہ تین سال کے بعد وہ عورت اس کے گھر آجاتی ہے اور وہ پھر اس سے مباشرت کر بیٹھتا ہے اور اس کے مکمل ایک سال بعد یعنی بارہ ماہ بعد اسکے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے جو کہ بہت گوری چٹی ہوتی ہے حالانکہ ان دونوں افراد میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے اس اثناء میں جب کہ اسے طلاق دینے کا وقت تھا وہ خاوند کا گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلی جاتی ہے میلے وغیرہ جو کہ دیہات کے ہوتے ہیں خوب حصہ لیتی ہے اور بارہا اسے منع کیا گیا منع نہیں ہوئی اس کی عمر تقریباً بیس سال ہے زیادہ فاحشہ نہیں معلوم دیتی واللہ اعلم طلاق کسی خاص طریقہ سے نہیں دی جاتی ہے محض دلی مصمم ارادہ ہوتا ہے اور جب کبھی دل سے آواز آتی ہے طلاق کی ہی آتی ہے اللہ کے خوف سے رجوع ہونا چاہتا ہے ورنہ طبیعت قطعی نہیں چاہتی کیا طلاق ہو چکی حالانکہ ایک دو تین جس طرح طلاق کا طریقہ ہے نہیں دی گئی اور ویسے جب کسی نے پوچھا اس نے طلاق کہا۔

المستفتی نمبر ۱۸۱۷ دین محمد کلرک سینٹرل کوآپریٹو بینک

۱۵ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۸) طلاق محض دل کے ارادے سے نہیں ہوتی زبان سے طلاق کے الفاظ ادا کئے جائیں تو طلاق پڑتی ہے پس اگر شخص مذکور نے زبان سے طلاق نہیں دی ہے تو طلاق نہیں ہوئی(۱) اور لوگوں کے سامنے یہ اقرار کرنا کہ طلاق ہو چکی ہے دیانۃً وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ یہ اقرار خلاف واقع ہے اور اس صورت میں بچہ انہیں زوجین کا بچہ قرار پائے گا رنگ کے اختلاف کا کوئی اثر نہیں ہے پس اس صورت میں کہ طلاق زبان سے نہیں دی گئی ہو میاں بیوی میں اخبار یا اقرار خلاف واقع سے طلاق نہیں ہوئی ہے یہ حکم فیمابینہ وبین اللہ ہے قاضی اقرار پر طلاق کا حکم کر دیتا ہے۔(۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

بیوی کو طلاقن کہہ کر خطاب کرنے سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) ہم پنچان یعنی شیخ حافظ عبدالحیٔ صاحب و شیخ خادم حسین صاحب و شیخ نتھو صاحب و شیخ عبدالعزیز صاحب ساکنان شہرانہ آباد و معتبر بخش چودھری صاحب بئیس کراری و منگو صاحب ساکن جبتھاپور و شیخ

---

(۱) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزو جل تجاوز لامتی عما حدثت بہ انفسہا مالم تعمل او تکلم بہ (رواہ مسلم فی صحیحہ کتاب الایمان' باب تجاوز اللہ تعالی عن حدیث النفس ۱ ۷۸ ط مکتبہ قدیمی کراتشی) وقال فی الرد (قولہ ورکنہ لفظ مخصوص) ہو ما جعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ – واراد اللفظ ولو حکما لیدخل الکتابۃ المستبینۃ واشارۃ الاخرس – وبہ ظہران من تشاجر مع زوجتہ واعطاہا ثلاثۃ احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایۃ لا یقع علیہ کما افتی بہ الخیر الرملی وغیرہ (ہامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۳ / ۲۳۰ ط سعید کراتشی)

(۲) ولو اقر بالطلاق کاذبا او ہازلا وقع قضاء لا دیانۃ (ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/۲۳۶ ط سعید کراتشی)

گجو صاحب و شیخ بابو صاحب، شیخ عیدو صاحب و شیخ مولا بخش صاحب و شیخ رمضان علی صاحب و شیخ الہ دین صاحب ساکنان کسبا و معتبر بخش صاحب ساکن چوردیہہ و شیخ ولی محمد صاحب کرری کے روبرو زید کا اپنی زوجہ کے طلاق دینے کا معاملہ پیش ہو تو پنچان نے زید اور اس کی زوجہ کا بیان حلفی لیا۔

(۱) بیان زید کی زوجہ کا۔ میں اپنے حلف و ایمان سے کہتی ہوں کہ یہ مجھ کو بغرض بلانے کے آئے اور مجھ سے کہا میں نے بوجہ اپنی ماں اور بھائی کی علالت کے جانے سے انکار کیا اس پر انہوں نے میری ماں کے روبرو مجھ کو طلاق ثلاثہ دیا بوقفہ یک یک کر کے اور یک طمانچہ مار کر کہا کہ اب جاتا ہوں کبھی نہ لے جاؤں گا اور تیرے ہاتھ کا کھانا کھاؤں تو سور کھاؤں۔

(۲) بیان زید۔ اپنے حلف و ایمان سے کہتا ہوں کہ میرے اور میری زوجہ کے درمیان میں بحث ضرور ہوئی مگر میں نے طلاق نہیں دیا۔ طلاقن ضرور کہا۔

(۳) شہادت بیان زوجہ کی ماں کا۔ میں اپنے حلف و ایمان سے کہتی ہوں کہ میرے روبرو زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا ان دونوں کے بیان و شہادت کے گوش گزار ہونے پر پنچان غور کر رہے تھے کہ زید کی ماں بھی ساتھ زید کے آئی تھی پنچان سے عرض کیا کہ میں کہتی ہوں کہ میرا لڑکا ہی جھوٹا ہے اور بہو کی سچی ہے پنچان ان کی غلطیوں کو معاف کریں اگر پھر ان کے درمیان کوئی شکایت واقع ہوئی تو میں خود آ کر طلاق دلوا دوں گی لہذا آپ کی خدمت بابرکت میں تمنا ہے کہ اس معاملہ میں شرعاً طلاق ہوا یا نہیں ؟
المستفتی نمبر ۲۶۰۴ کریم بخش صاحب (الہ آباد)

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۹) اس سوال میں زید کا جو بیان لکھا ہے اور پنچوں کے دستخط ثبت ہیں اس میں زید کا اقرار موجود ہے کہ میں نے ہندہ کو طلاقن ضرور کہا اس اقرار سے ثابت ہو گیا کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دی تھی جبھی اس کو طلاقن (یعنی طلاق دی ہوئی عورت) کہا ہے پس یہ اقرار حکم وقوع طلاق کے لئے کافی ہے (۱)

اگرچہ اس لفظ سے طلاق رجعی ثابت ہوتی ہے لیکن اس کے بعد مدت عدت میں رجوع نہ کیا تو یہی طلاق بائن ہو گئی (۲) اب اگر ہندہ زید کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنے پر راضی ہو تو زید کے ساتھ نکاح

---

(۱) ولو اقر بالطلاق كاذبا او هازلا وقع قضاء لا ديانة (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/۲۳٦ ط سعيد كراتشي)

(۲) فاذا انقضت العدة ولم يراجعها بانت منه (فقه السنة كتاب الطلاق حكم الطلاق الرجعي ۲ ۲۷٤ ط دار الكتاب العربي بيروت لبنان) وقال في الهندية و تنقطع الرجعة ان حكم بخروجها من الحيضة الثالثة ان كانت حرة (الهندية كتاب الطلاق الباب السادس في الرجعة ۱/٤۷۱ ط ماجديه كوئته) وكذا في التنوير و تنقطع الرجعة اذا طهرت من الحيض الاخير يعم الامة لعشرة ايام مطلقا و ان لم تغتسل (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الرجعة ۳/٤۰۳ ط سعيد كراتشي)

ہو سکے گا(۱) اور راضی نہ ہو تو وہ خود مختار ہے جس شخص سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے اپنی والدہ سے کہا " اگر تم فلاں کام نہ کرو، تو میں اپنی زوجہ کو تین طلاق دے دوں گا، تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے حالت اشتعال میں اپنی والدہ سے کہا کہ "اگر تم فلاں کام نہ کرو تو میں اپنی زوجہ کو تین طلاق دے دوں گا" اس کی والدہ نے جب امر مذکورہ پر عمل نہ کیا تو زید نے انتہائی غضب کی حالت میں یہ سمجھتے ہوئے کہ میری شرط پوری نہیں ہوئی لہذا شرط کے مطابق اس پر طلاق پڑ گئی ہے اپنی زوجہ سے کہا کہ "تم پر تین طلاقیں پڑ گئی ہیں اور تم مجھ پر حرام ہو گئی ہو۔" اسکے بعد زید کی والدہ نے زید کی شرط کے مطابق مطلوبہ کام کر دیا کیا زید کی زوجہ مطلقہ قرار دی جا سکتی ہے ؟ اس واقعہ سے آٹھ روز پہلے زید کے دماغ پر ایک ضرب بھی لگی تھی جس کا اثر اس کے دماغ پر موجود تھا۔

المستفتی نمبر ۲۷۵۹ حافظ محمد شفیع خواجہ سیٹھی محلہ خواجگان شہر بھیرہ ضلع شاہپور

۵ صفر ۱۳۶۲ھ م ۱۵ فروری ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۰) زید کے دماغ پر چوٹ کا اثر ہو یا وہ صحیح الدماغ ہو دونوں صورتوں میں اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی کیونکہ تعلیق میں اس نے لفظ "دیدوں گا" استعمال کیا ہے جس کا اثر یہ نہیں ہے کہ شرط پوری ہونے پر خود طلاق پڑ جائے اور بعد میں اس نے یہ خبر دی ہے کہ "تم پر تین طلاقیں پڑ گئی ہیں اور تم مجھ پر حرام ہو گئی ہو" اور خبر سے کوئی طلاق نہیں پڑتی بلکہ انشاء سے پڑتی ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

میں اس کو طلاق دیتا ہوں کہنے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) زید بحالت غصہ دو شخصوں کو بلا کر اپنے مکان پر لے گیا اور اپنے چھوٹے بھائی سے یہ کہا کہ جاؤ والد صاحب کو بلاؤ جس وقت زید کے والد آئے تو اس نے اپنے والد سے کہا کہ میں اس کو طلاق دیتا ہوں

---

(۱) وان كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة و ما يتصل به ۱/ ۴۷۲ ط ماجدية كوئٹه)

(۲) اذا امكن جعله اخبارا عن الاول – فلا يقع لانه اخبار فلا ضرورة في جعله انشاء بخلاف ابنتك باخرى – لتعذر حمله على الاخبار فيجعل انشاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳/ ۳۰۹ ط سعيد كراتشي) وقال في الرد، ومقتضاه ان يقع به هنا لانه انشاء لا اخبار كذا في الفتح ملخصا، وقال في النهر وقيد المسئلة في المعراج بما اذا لم ينو انشاء الطلاق فان نوى وقع (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب تفويض الطلاق ۳/ ۳۱۹ ط سعيد كراتشي)

کیونکہ یہ منہ زور ہے زید کے والد نے غصہ ہو کر کہا کہ اس طرح سے طلاق نہیں ہوتی ہے اور زید نے گواہوں سے یہ کہا کہ میں اس کو طلاق دیتا ہوں ایک طلاق دو طلاق تین طلاق اور پانچ سات منٹ کے بعد زید نے مکان کے اندر سے کچھ سامان نکال کر مسماۃ کو دیا اور کہا کہ اس مکان سے چلی جاؤ لیکن مسماۃ مکان چھوڑ کر نہیں گئی اور اب تک اسی مکان میں ہے۔

المستفتی ظہور الدین ولد جمال الدین مستری ساکن ریاست نذور۔ ۱۵ صفر ۱۳۵۰ھ

(جواب ۶۱) اگر زید اقرار کرے کہ اس نے لفظ "دیتا ہوں" اس نیت سے کہا تھا کہ میں نے طلاق دی تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظ پڑ گئی (۱) لیکن اگر وہ کہے کہ "طلاق دیتا ہوں" سے مراد یہ تھی کہ طلاق دینے کا ارادہ تھا تو طلاق نہ ہو گی۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ، دہلی

شوہر نے ایک دو تین طلاق کہا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید جب اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ زید کا باپ زید کی زوجہ کو برا بھلا کہہ رہا ہے اچانک زید کی زبان سے "ایک دو تین طلاق دیے" نکل گیا فقط اتنا ہی بولا بدون اضافت اور خطاب کے نہ زوجہ کو دیکھا ہے نہ زوجہ کی طرف خطاب کیا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۲۷ مولوی حمد اللہ (ضلع نواکھالی)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۲) اگر لفظ "دیے" خبر کا لفظ ہے انشاء کی جگہ استعمال نہیں ہوتا اور لفظ "دیلم" انشاء کی جگہ استعمال ہوتا ہے تو لفظ "دیے" کہنے سے اس وقت طلاق نہیں پڑتی مگر اقرار بالطلاق ثابت ہوتا ہے اور یہ اقرار کاذب ہوگا کیونکہ پہلے طلاق دی نہیں ہے اور اقرار کاذبا سے عنداللہ طلاق نہیں پڑتی لیکن قضاءً اس کا قول مانا نہیں جائے گا اور قاضی تفریق کا حکم کردے گا۔ لو اراد به الخبر عن الماضی کذباً لا یقع دیانةً (انتہی شامی) (۳) وفی موضع آخر ولو اقر بالطلاق کاذبا او هازلا وقع قضاءً لا دیانةً

---

(۱) صورت مسئولہ میں زید نے جو جملہ کہا کہ "میں اس کو طلاق دیتا ہوں" یہ حال کے صیغہ ہے، اور صیغہ حال سے طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے: لان المضارع حقیقة فی الحال مجاز فی الاستقبال کما هو احد المذاهب و قیل بالقلب وقیل مشترک بینهما و علی الاشتراک یرجح هنا ارادة الحال بقرینة کونه اخبارا عن امر قائم فی الحال (هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب تفویض الطلاق ۳/ ۳۱۹ سعید کراتشی)

(۲) لما فی الدر المختار بخلاف قوله طلقی نفسک فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد جوهرة ما لم یتعارف او تنو الانشاء فتح (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق، باب تفویض الطلاق ۳/ ۳۱۹ ط سعید کراتشی) اگر زید یہ کہتا کہ "طلاق دوں گا" تو وہ صریح استقبال ہے اور وعدہ ہے، اور وعدوں سے طلاق نہیں ہوتی لیکن صورت مذکورہ میں اس نے "دیتا ہوں" کہا ہے جو بظاہر حال ہے اور صیغہ حال سے طلاق واقع ہوتی ہے جیسا کہ شامیہ ص ۳۱۹ ج ۳ میں مذکور ہے لان المضارع حقیقة فی الحال الخ اگرچہ اس صیغہ میں یہ احتمال ہے کہ آئندہ دیدوں گا مگر یہ احتمال خلاف ظاہر ہے، اسی احتمال کی بناء پر حضرت مفتی اعظم نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ کہے کہ "طلاق دیتا ہوں" سے مراد یہ تھی کہ طلاق دینے کا ارادہ تھا تو طلاق نہ ہو گی، لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ "دیتا ہوں" کو حال کے معنی میں لے کر وقوع طلاق کا حکم دیا جائے فقط

(۳) هامش رد المحتار، کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۸ ط سعید کراتشی

(انتہی - شامی ص ۴۸۶ جلد ۲)(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ہشتم
مطلقہ کا حق میراث

مرض الموت میں شوہر نے طلاق دیدی، تو بیوی کو میراث ملے گی یا نہیں؟

(سوال) زید نے اپنے مرض الموت (دق و سل) میں نکاح کیا اور تین ماہ بعد اس نے اپنی منکوحہ کو تحریری طلاق اپنے مرنے کے ۲۴ گھنٹے قبل دی جو کہ زوجہ تک نہ پہنچی دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اور زوجہ مطلقہ کو ترکہ ملے گا یا نہیں؟

(جواب ۶۳) اگر زوجین کے درمیان وطی یا خلوت کا اتفاق ہو چکا ہے تو بیوی کو حصہ میراث ملے گا کیونکہ خاوند کا انتقال عدت کے اندر ہو گیا (۲) لیکن اگر وطی یا خلوت کی نوبت نہیں آئی تھی تو عورت کو میراث نہ ملے گی (۳) یہ حکم اس وقت ہے کہ زوج نے تحریری طلاق اپنی خوشی سے بغیر جبر واکراہ بطور تنجیز کے دی ہو یعنی وقوع طلاق، عورت تک خبر طلاق یا تحریر پہنچنے پر معلق نہ ہو (۴) اور تحریر کے

---

(١) هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ٣/ ٢٣٦ ط سعيد كراتشي

(٢) رجل طلق امرأته رجعيا وهي في العدة ورثت كان الطلاق في الصحة او في المرض (الفتاوى الحمادية على هامش الهندية كتاب الطلاق باب العدة فصل في المعتدة التي ترث ١/٥٥٥ ط ماجديه كوئٹه) وقال في الهندية: قال الجندي الرجل اذا طلق امرأته طلاقا رجعيا في حال الصحة او في حال مرضه برضاها او بغير رضاها ثم مات وهي في العدة فانهما يتوارثان بالاجماع (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الخامس في طلاق المريض ١/ ٤٦٢ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) اسلامی شریعت کا قانون یہ ہے کہ جس عورت کو اس کے شوہر نے جماع یا خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دیدی ہے تو ایسی عورت غیر المدخول بہا ہے اور غیر المدخول بہا عورت پر عدت گزارنا لازم وضروری نہیں ہے وہ آزاد ہے شوہر سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا وہ فوراً دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور جب اس عورت کا شوہر سے کوئی تعلق نہیں رہا اور اس پر عدت گزارنا لازم وضروری نہیں تو وہ شوہر کی وارث بھی نہیں بنے گی کما قال الله تبارك و تعالىٰ: يا ايها الذين آمنوا اذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها (سورة الاحزاب، رقم الاية ٤٩)

(٤) كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى وقيل مطلقا ولو على نحو الماء فلا مطلقا ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كان يكتب يا فلانة اذا اتاك كتابي هذا فانت طالق طلقت بوصول الكتاب جوهرة (درمختار) وقال في الرد: ثم المرسومة لاتخلو اما ان ارسل الطلاق بان كتب اما بعد فانت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة وان علق طلاقها بمجيء الكتاب بان كتب اذا جاءك كتابي فانت طالق فجاءها الكتاب فقرأته او لم تقرأ يقع الطلاق كذا في الخلاصة (هامش رد المحتار مع الدرالمختار، كتاب الطلاق مطلب في الطلاق بالكتابة ٣/ ٢٤٦ ط سعيد كراتشي)

وقت اس کے ہوش و حواس بھی درست ہوں(۱)

فصل نہم

حاملہ کی طلاق

حالت حمل میں بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال) زید نے اپنی عورت کو لڑائی جھگڑے اور غصہ کی حالت میں طلاق دیدی اس کے بعد پھر رجوع کر لیا زید کہتا ہے کہ عورت پر بحالت حمل طلاق نہیں پڑتی میں نے تو تنبیہاً ایسا کیا تھا۔

(جواب ٦٤) طلاق تو حاملہ پر بھی پڑ جاتی ہے(۲) اور بہر صورت خواہ مذاقاً تنبیہاً یا ایقاعاً کہی جائے واقع ہو جاتی ہے پس اگر شخص مذکور نے ایسی طلاق دی تھی جس میں رجعت ہو سکتی ہے تو اس کا رجوع کرنا صحیح ہے(۳) اور اگر طلاق بائن یا مغلظہ دی تھی تو رجوع کرنا ناجائز اور حرام ہے بائن میں نکاح جدید کر کے رجوع ہو سکتا ہے(۴) اور مغلظہ میں بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

حالت حمل میں طلاق دینے کے بعد بیوی کا نان نفقہ اور بچوں کی پرورش کا حکم

(سوال) ایام حمل میں زوجہ پر طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو نان نفقہ ایام حمل کا دینا ہوگا یا نہیں بصورت طلاق کس عمر تک کے لڑکے اور کس عمر تک کی لڑکیاں خاوند کو ملیں گی اور کس عمر تک کی زوجہ کو ملیں گی؟ المستفتی نمبر ۸۸ عبدالقادر خاں - موری دروازہ دہلی

۷ رجب ۱۳۵۲ھ م ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ٦٥) ایام حمل میں بھی طلاق واقع ہو سکتی ہے(۶) حاملہ کی عدت وضع حمل ہے

---

(١) لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده والمجنون والصبي والمعتوه والمبرسم (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق ٣/ ٢٤٣ ط سعيد كراتشي)

(٢) و طلاق الحامل يجوز عقيب الجماع (الهداية كتاب الطلاق باب طلاق السنة ٢/ ٣٥٦ ط شركة علمية ملتان)

(٣) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ٢/ ٣٩٤)

(٤) إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل في ما تحل به المطلقة وما يتصل به ١/ ٤٧٣ ط ماجدية كوئٹه)

(٥) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ - بها اى بالثلاث لو حرة و ثنتين لو امة حتى يطأها غيره ولو مراهقا يجامع مثله بنكاح (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب الرجعة ٣/ ٤٠٩ ط سعيد كراتشي)

(٦) وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع (الهداية كتاب الطلاق باب طلاق السنة ٢/ ٣٥٦ ط شركة علمية ملتان)

اور وضع حمل تک کا نفقہ بھی دینا ہوگا(۲) جدائی ہو جانے کے بعد سات سال یا اس سے زیادہ عمر کے لڑکے اور بالغہ لڑکیاں وہ لے سکتا ہے(۳) اور سات سال سے کم عمر کے لڑکے اور نابالغہ لڑکیاں والدہ کی پرورش میں رہیں گی(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حمل کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی عورت کو حمل کی صورت میں طلاق دیدی ہے تو یہ طلاق ہوگئی یا نہیں اور اب وہ عورت میکے میں بیٹھی ہے اور بعد وضع حمل تین برس سے میکے میں ہے اور مرد پر کیا کفارہ ہے اور طلاق ہوگئی ہے تو بغیر حلالہ کے نکاح پڑھ سکتے ہیں؟

---

(۱) قال الله تعالى واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن (الطلاق ٤) وقال في الهندية وعدة الحامل ان تضع حملها كذا في الكافي سواء كانت حاملا وقت وجوب العدة او حبلت بعد الوجوب كذا في فتاوى قاضي خان (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة ١/ ٥٢٨ ط ماجديه كوئٹه)

(۲) قال الله تعالى وان كن اولات حمل فانفقوا عليهن حتى يضعن حملهن (الطلاق ٦) وقال في الهندية والمعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كان الطلاق رجعيا او بائنا او ثلاثا حاملا كانت المرأة او لم تكن كذا في فتاوى قاضي خان (الهندية كتاب الطلاق الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ١/ ٥٥٧ ماجديه كوئٹه)

(۳) والام والجدة احق بالغلام حتى يأكل وفي الجامع الصغير حتى يستغني فيأكل وحده ويشرب وحده والخصاف قدر الاستغناء بسبع سنين اعتبارا للغالب (الهداية كتاب الطلاق باب حضانة الولد ومن احق به ٢/ ٤٣٥ ط شركة علميه ملتان) وقال في الدر والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى لانه الغالب (الدر المختار) وقال في الرد (قوله قدر بسبع) هو قريب من الاول بل عينه لانه حينئذ يستنجي وحده ألا ترى إلى ما يروى عنه صلى الله عليه وسلم انه قال "مروا صبيانكم اذا بلغوا سبعا" والامر بها لا يكون إلا بعد القدرة على الطهارة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الحضانة ٣/ ٥٦٦ ط سعيد كراتشي)

(۴) والام والجدة احق بالجارية حتى تحيض لان بعد الاستغناء تحتاج إلى معرفة آداب النساء والمرأة على ذلك اقدر وبعد البلوغ تحتاج إلى التحصين والحفظ والاب فيه اقوى (الهداية كتاب الطلاق باب حضانة الولد ومن احق به ٢/ ٤٣٥ ط شركة علميه ملتان) وقال في الدر والام والجدة احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ في ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الحضانة ٣/ ٥٦٦ ط سعيد كراتشي) حضرت مفتی اعظمؒ نے ظاہر روایہ کے مطابق یہ کہا ہے کہ نابالغ لڑکیاں بلوغ تک والدہ کی پرورش میں رہیں گی جیسا کہ ہدایہ و درمختار کی عبارات سے واضح ہے لیکن مفتی بہ قول یہ ہے کہ بچی کی عمر نو سال ہونے تک اس کی پرورش کا حق والدہ کو حاصل ہے اور اس کے بعد بچی کو اس کا والد لے لے گا کما قال في الدر وغيرهما احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى وبنت احدى عشرة مشتهاة اتفاقا زيلعي وعن محمد ان الحكم في الام والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد (درمختار) و قال في الرد (قوله وبه يفتى) قال في البحر بعد نقل تصحيحه والحاصل ان الفتوى على خلاف ظاهر الرواية (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الحضانة ٣/ ٥٦٧ ط سعيد كراتشي)

المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد صاحب، موضع پسرام پور - ضلع اعظم گڑھ
۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٦٦) حمل کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے (۱) جس قسم کی ہوگی وہی پڑے گی اگر تین طلاقیں دی ہیں تو بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل دہم
طلاق کے متعلق عورت کا اخبار

بیوی طلاق اور عدت گزارنے کا دعوی کرتی ہے، تو کیا وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک عورت نے یہ دعوی کیا کہ مجھے میرے خاوند نے طلاق دیدی ہے اور میری عدت بھی گزر چکی ہے اور میں اب نکاح کرنا چاہتی ہوں چند آدمیوں نے اس کو قسم دی اس نے قسم بھی کھالی اس بناء پر ایک شخص نے اس سے نکاح کر لیا بعد ایک ماہ کے اس کا پہلا خاوند ظاہر ہو گیا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ نکاح خواں اور گواہان اور دیگر حاضرین مجلس پر شرعاً کوئی تعزیر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ٦٧) صورت مسئولہ میں جس شخص نے اس عورت سے نکاح کیا ہے خود اس پر اور دیگر حاضرین کسی پر گناہ نہیں ہاں جب کہ اس کا خاوند ظاہر ہو گیا تو یہ اسکا نکاح باطل ہو گیا (۳) لو قالت امرأة لرجل طلقني زوجي وانقضت عدتي لا بأس ان ينكحها (درمختار) (۴)

تین طلاق کے بعد شوہر کا انتقال ہو گیا، اور بیوی تین طلاق کا انکار کرتی ہے، تو کیا کیا جائے گا؟

(سوال) عرصہ ہوا کہ زید نے اپنی منکوحہ کو بحالت صحت نفس و ثبات عقل و ہوش بحالت غصہ تین

---

(۱) و طلاق الحامل يجوز عقيب الجماع (الهداية كتاب الطلاق' باب طلاق السنة ۲ ۳۵٦ ط مكتبه شركه علميه ملتان)

(۲) قال الله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (البقرة ۲۳۰) عن عائشةؓ ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي ﷺ أتحل للاول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول (رواه البخاري في الجامع الصحيح' كتاب الطلاق' باب من اجاز الطلاق الثلاث ۲ / ۷۹۱ ط قديمي كراتشي) وقال في الهندية وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق الباب السادس في الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة و ما يتصل به ۱/ ٤۷۳ ماجديه كوئٹه)

(۳) (قوله فان ظهر قبله) قال ثم بعد رقمه رأيت المرحوم ابا سعود نقله عن الشيخ شاهين و نقل ان زوجة له والاولاد للثاني (هامش رد المحتار كتاب المفقود ٤ ۲۹۷ ط. سعيد كراتشي)

(٤) الدر المختار هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۲۹ ط سعيد كراتشي–

طلاق ایک مجلس میں دی تھیں اس کے گواہ زید کا بڑا بھائی بھتیجی بڑے بھائی کا داماد اور بہت سے رشتہ دار اور عورتیں ہیں اور تمام قصبہ میں اس کی شہرت ہے اب زید کے انتقال کے بعد منکوحہ مطلقہ زید اپنی کسی غرض سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ زید نے مجھ کو طلاق نہیں دی صورت بالا میں اگر طلاق واقع ہو گئی تو عدت طلاق کا نان نفقہ شوہر پر واجب ہے یا نہیں ؟

(۲) شخص مذکور نے طلاق دینے اور عدت گزرنے کے بعد اگر یہ طریق عمل اختیار کیا ہو کہ مطلقہ سے تعلقات زوجیت تو منقطع کر دیئے اور کوئی واسطہ نہ رکھا لیکن مطلقہ کی امداد اور کچھ اپنی سہولت کے پیش نظر ضروری مصارف کا متکفل ہو گیا اس کو مکان میں رکھا اس سے اپنا کھانا پکواتا رہا۔ اس سے طلاق پر کوئی اثر پڑا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۶۹ متولی سعید جھنجھانہ ضلع مظفر نگر

۲۵ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۸) اگر زید نے منکوحہ کو تین طلاقیں دیدی تھیں تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں (۱) طلاق کی شہادت جب کہ گواہ معتبر اور عادل ہوں مقبول ہو گی (۲) عدت واجب ہو گی اور عدت کا نفقہ زوج کے ذمہ ہو گا (۳)

(۲) اس واقعہ سے طلاق پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل یازدہم
انشاء اللہ کہہ کر طلاق دینا

لفظ ''انشاء اللہ'' کے ساتھ دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص کی بیوی اور والدہ کے مابین تکرار ہوئی شخص مذکور جب مکان پر آیا تو والدہ نے اس سے شکایت کی اس نے اپنی والدہ سے مخاطب ہو کر کہا انشاء اللہ تین طلاق دیتا ہوں مگر اس کی نیت صرف طلاق رجعی دینے کی تھی اور یہ الفاظ بیوی کی عدم موجودگی میں زبان سے ادا کیے۔

المستفتی نمبر ۳۵۸ عبدالغنی (سوجت ماڑواڑ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۴ء

---

(۱) والبدعي ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتين في طهر واحد لا رجعة فيه او واحدة في طهر وطئت فيه (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى - وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين إلى انه يقع ثلاث (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۲ ط سعيد كراتشي)

(۲) و نصابها لغير ها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح ووكالة ووصية واستهلال صبي ولو للارث رجلان او رجل وامرأتان ولا يفرق بينهما لقوله تعالى "فتذكر احداهما الاخرى" (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الشهادات ۵/ ۴۶۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها رجعيا كان او بائنا (الهداية كتاب الطلاق باب النفقة ۲ ۴۴۳ ط شركة علميه ملتان)

(جواب ۶۹) سوال میں الفاظ ”انشاء اللہ تین طلاق دیتا ہوں“ مذکور ہیں لفظ انشاء اللہ کے ساتھ جو طلاق دی جائے وہ واقع نہیں ہوتی(۱) لہذا اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑی۔ محمد کفایت اللہ

فصل دوازدہم
شہادت طلاق

شوہر طلاق کا انکار کرتا ہے، مگر گواہ نہیں، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کی لڑکی کو محمود ہمیشہ مار پیٹ کیا کرتا تھا ایک روز زید اپنی لڑکی کو بلانے گیا اس روز بھی اتفاق سے وہ اپنی بیوی کو مار چکا تھا اس نے زید سے کہا کہ تم اپنی لڑکی کو لے جاؤ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے اب یہ میرے گھر پر نہ آئے اور پھر اپنی گھر والی کی طرف منہ کر کے کہہ کہ اب تو اپنے باپ کے ساتھ جاتی ہے نکل جا میرے گھر پر اب تو نہ آئیو میں نے تجھ کو طلاق طلاق طلاق دی اور لڑکی کے منہ پر طمانچہ مار کر گھر سے نکل گیا زید اپنی لڑکی کو لیکر خاموشی سے چلا آیا اب محمود طلاق سے انکار کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں نے تو طلاق نہیں دی۔

المستفتی نمبر ۵۲۸ حاجی عبدالحکیم، باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی
۸ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۰ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۰) اگر محمود نے طلاق دیدی ہے تو طلاق ہو گئی ہے(۲) لیکن اگر وہ طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو قاضی کے سامنے طلاق ثابت کرنے کے لئے شہادت کی ضرورت ہے(۳) اور دو گواہ نہ ہوں تو پھر محمود سے حلف لیا جائے گا، اگر وہ حلف کرلے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے تو قاضی طلاق نہ ہونے کا فیصلہ کردے گا(۴) لیکن اس فیصلہ سے عورت محمود کے لئے اگر وہ فی الحقیقت طلاق دے چکا ہے حلال نہ

---

(۱) اذا قال لامرأته انت طالق ان شاء الله تعالیٰ متصلا لم یقع الطلاق لقوله علیه السلام من حلف بطلاق او عتاق وقال ان شاء الله تعالیٰ متصلا به لا حنث علیه (الهدایة کتاب الطلاق، باب الایمان فی الطلاق، فصل فی الاستثناء ۳۸۹/۲ ط شرکة علمیه ملتان)

(۲) ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا (الهدایة کتاب الطلاق فصل ۳۵۸/۲ ط شرکة علمیه ملتان) وقال فی الهندیة: ویقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرها کذا فی الجوهرة النیرة (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الاول، فصل فیمن یقع طلاقه وفیمن لا یقع طلاقه ۳۵۳/۱ ط ماجدیه کوئٹه)

(۳) ونصابها لغیرها من الحقوق سواء کان الحق مالا او غیره کنکاح وطلاق - رجلان - او رجل وامرأتان (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الشهادات ۴۶۵/۵ ط سعید کراتشی)

(۴) ویسأل القاضی المدعی علیه عن الدعوی فیقول انه ادعی علیك کذا فماذا تقول؟ فان اقر فبها وان انکر فبرهن المدعی قضی علیه بلا طلب المدعی والا یبرهن حلفه الحاکم بعد طلبه اذ لا بد من طلب الیمین فی جمیع الدعاوی الا عند الثانی - (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الدعوی ۵۴۷/۵ ط سعید کراتشی)

ہو گی اور مدۃ العمر وہ حرام کاری میں مبتلا رہے گا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کئی دفعہ طلاق دے چکا ہے، مگر گواہوں نے انکار کیا، تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک آدمی نے اپنی عورت کو طلاق دیا دو آدمیوں کے سامنے بعد کو دونوں آدمیوں سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے انکار کیا دوبارہ پھر طلاق دیا تب عورت دوسرے مکان میں چلی گئی اور تین روز تک وہاں مقیم رہی اور عورت کو زبردستی اپنے مکان میں لے گئے مرد بالکل جاہل اور بد چلن ہے اب لوگوں سے دریافت کیا جاتا ہے تو وہ انکار کرتے ہیں لڑکی بہت نیک چلن ہے اسی کا بیان ہے کوئی گواہ نہیں کہتا عورت یہ کہتی ہے کہ اگر مجھ کو خاوند کے یہاں روانہ کریں گے تو میں جان دیدوں گی۔

المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیع صاحب سوداگر چرم (ضلع میدنی پور) یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۷۱) اگر فی الحقیقت طلاق دی ہے تو طلاق پڑ گئی(۱) عورت کو اس کے پاس نہیں بھیجنا چاہئیے(۲) اور خلاصی کی سبیل نکالنی چاہئیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

میاں بیوی طلاق کے منکر ہیں، اور گواہ تین طلاق کی گواہی دیں، تو طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) زید نے خالد کو الزام دیا کہ اے خالد تو نے اپنی منکوحہ ہندہ کو میرے سامنے تین طلاقیں دیں اور خالد و ہندہ سراسر انکار کرتے ہیں زید اور خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا مگر ہندہ نے سراسر انکار کیا اور کہا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے زید و خالد فیصلے کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوئے تو زید نے بحیثیت مدعی ہونے کے یہ دعویٰ کیا کہ خالد نے میرے روبرو اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاقیں دیں اور خالد نے اس دعوے سے انکار کیا قاضی صاحب نے مدعی سے شہادت کا مطالبہ کیا تو مدعی نے دو گواہ پیش کئے قاضی صاحب نے خالد سے سوال کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہو گا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں خالد نے کہا کہ اگر فلاں گواہ مسمی بکر حلف اللہ کہہ کر شہادت دے تو مجھے منظور ہے قاضی صاحب نے گواہ مسمی بکر کو کہا کہ زید نے جو دعویٰ کیا ہے اس دعوے کے ثبوت کے لئے قسم اٹھا کر تو شہادت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں ؟ بکر نے کہا کہ پہلے خالد قسم اٹھائے کہ میں نے ہندہ کو تین طلاقیں نہیں دیں تب میں قسم اٹھاؤں گا لیکن قاضی نے بکر کو

---

(۱) و یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیرا بدائع ولو عبدا او مکرھا (تنویر الابصار مع ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۵ ط سعید کراتشی)

(۲) المرأۃ کالقاضی اذا سمعتہ او اخبرھا عدل لا یحل لھا تمکینہ (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب فی قول البحر ان الصریح یحتاج فی وقوعہ دیانۃ إلی النیۃ ۳/۲۵۱ ط سعید کراتشی)

کہا کہ مدعا علیہ کا حق قسم کھانے کا نہیں ہے لہذا قسم تمہیں ہی اٹھانی پڑے گی بیان بکر ہے کہ واللہ باللہ تاللہ خالد نے میرے سامنے ہندہ منکوحہ کو تین طلاق دیں بیان گواہ مسمی عمرو کہ خالد نے میرے سامنے منکوحہ کو تین طلاق دیں اگر میری شہادت کاذبہ ہو تو میری منکوحہ مجھ پر طلاق ہے قاضی صاحب نے یہ فیصلہ سنا دیا کہ خالد کی منکوحہ ہندہ تین طلاق خالد پر حرام ہے اب علمائے اسلام کا آپس میں اختلاف اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہو -

المستفتی نمبر ۱۷۵۰ مرزا خاں -

۷ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۲) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعوی نہیں ہے کیونکہ دعوی اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے(۱) اور ظاہر ہے کہ یہ اجنبی اس خبر میں اپنا حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہا کی خبر دے رہا ہے جو حقیقۃً شہادت ہے پس اس کا یہ قول دعوی قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس بناء پر اس کا یہ قول غیر مجلس قضا میں لغو ہے اور اس لغو قول کی وجہ سے یہ خصم نہیں بن سکتا اور جب یہ خصم نہیں ہوا تو اس کی اور زوج کی جانب سے تحکیم صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے(۲) اور صورت مسئولہ میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہوا پس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوئیں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر ہاں اس معاملہ میں یہ اجنبی بھی ایک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعوی بھی شرط نہیں مگر شہادت ادا کرنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جا کر شہادت دیتا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی(۳) بشرطیکہ شاہد کی طرف سے ادائے شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری تاخیر نہ

---

(۱) و شرعا قول مقبول عند القاضي يقصد به حق قبل غيره خرج الشهادة والاقرار او دفعه اى دفع الخصم عن حق نفسه دخل دعوى دفع التعرض فتسمع به يفتى بزازية (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الدعوى ۵ ۵۴۱ ط سعيد كراتشي)

(۲) و عرفا تولية الخصمين حاكما يحكم بينهما (درمختار) وقال في الرد (قوله تولية الخصمين) اى الفريقين المتخاصمين (هامش رد المحتار مع در المختار كتاب القضاء باب التحكيم ۵ ۴۲۸ ط سعيد كراتشي)

(۳) ويجب الاداء بلا طلب لو الشهادة في حقوق الله تعالى وهي كثيرة عدها في الاشباه اربعة عشر قال و متى اخر شاهد الحسبة شهادته بلا عذر فسق فترد كطلاق امرأة اى بائنا و عتق امة (درمختار) و قال في الرد . قال في الاشباه تقبل شهادة الحسبة بلا دعوى في طلاق المرأة و عتق الامة والوقف و هلال رمضان وغيره – (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الشهادات ۵ ۴۶۳ ط سعيد كراتشي) وقال في تقريرات الرافعي تحت قول صاحب الرد (و تقبل شهادة الحسبة بلا دعوى في طلاق المرأة) ولو رجعيا قال في الهندية من متفرقات الدعوىٰ الدعوىٰ في عتق الامة و في الطلقات الثلاث والطلاق البائن ليست بشرط لصحة القضاء و كذلك في الطلاق الرجعي لا تكون الدعوىٰ شرطا لصحته لان حكمه الحرمة بعد انقضاء العدة وانه حقه تعالىٰ (تقريرات الرافعي الملحقة بهامش رد المحتار كتاب الشهادات ۵/ ۲۰۶ ط سعيد كراتشي)

ہوتی (۱) کیونکہ قاضی شرعی کو یہ حق ہے کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے کارروائی کرے اور حکم اسی وقت قاضی کے لئے قائم مقام ہو سکتا ہے جب خصمین اس کو اپنی طرف سے فیصلہ کا حق دیں اور جب تک خصومت متحقق نہ ہو تحکیم متحقق نہیں ہو سکتی پس صورت مسئولہ میں لفظ قاضی صاحب سے مراد اگر حکم ہے جیسے کہ ظاہر ہے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی عبث ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم - دوسرے علمائے متبحرین سے بھی تحقیق کی جائے - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

بیوی طلاق کا دعوی کرتی ہے' اور شوہر انکار کرتا ہے' مگر گواہ موجود نہیں' تو کیا حکم ہے ؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ہندہ سے زید کی شادی کو عرصہ چار سال کا ہوا اور ایک بچہ دو سال کا موجود ہے بعد شادی ہندہ برابر اپنی سسرال میں شوہر کے ساتھ رہی عرصہ تین ماہ کا ہوا کہ ہندہ کا حقیقی بھائی ہندہ کو میکے لے آیا بعد دو ڈھائی ماہ کے جب زید رخصت کرانے کو ہندہ کے میکے گیا تو آٹھ دس روز خوب اچھی طرح سے میل کے ساتھ میاں بی بی رہے جب رخصتی کو کہا گیا تو ایک روز ہندہ نے یکایک اپنے باپ سے اظہار کیا کہ میرے شوہر زید نے خلوت میں آج شب کو مجھے طلاق دی ہے اس پر زید کو جو خلوت میں بے خبر سویا ہوا تھا جگایا گیا اور دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے ہرگز طلاق نہیں دی یہ بات عورت کسی کے ورغلانے سے کہتی ہے اور مجھ پر جھوٹا بہتان لگاتی ہے بعد اس کے زید قسم کھاتا ہے کہ اگر میں نے طلاق دیا ہو تو میرا خاتمہ کافروں کے ساتھ ہو معاملہ خلوت کا ہے گواہ کوئی نہیں ہے -

(جواب ۷۳) جب کہ طلاق کے گواہ نہیں ہیں تو اس صورت میں زید کا قول مع حلف معتبر ہوگا اور ہندہ کا قول غیر معتبر ہوگا(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) ومتی اخر شاهد الحسبة شهادته بلا عذر فسق فترد كطلاق امرأة اى بائنا (درمختار) وقال في الرد (قوله بلا عذر) بان كان لهم قوة المشي او مال يستكرون به الدواب - (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الشهادات ۴۶۳/۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح و طلاق و وكالة ووصية - رجلان او رجل وامرأتان ولا يفرق بينهما لقوله تعالى فتذكر احداهما الأخرى (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الشهادات ۴۶۵/۵ ط سعيد كراتشي) دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں نصاب شہادت ہیں' اور یہاں کوئی بھی نہیں لہذا قضاء طلاق ثابت نہیں ہوتی جب اگر بیوی کو یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق مغلظہ دی ہے تو اس کو درست نہیں ہے کہ اس سے تعلق قائم رکھے اور جس طرح ہو سکے شوہر سے علیحدہ رہے اور کسی کو جائز نہیں ہے کہ اس حالت میں بیوی کو شوہر کے حوالہ کرے اور اگر جبراً بیوی شوہر کو دے دی گئی تو بیوی گنہگار نہیں ہوگی شوہر گنہگار ہوگا كما في الدر المختار سمعت من زوجها انه طلقها ولا تقدر على منعه من نفسها إلا بقتله لها قتله بدواء خوف القصاص ولا تقتل نفسها وقال الاوزجندي ترفع الامر للقاضي فان حلف ولا بينة فالاثم عليه وان قتلته فلا شيء عليها وقال بعد سطر وقيل لا تقتله قاتله الاسبيجابي و به يفتى كما في التاترخانيه و شرح الوهبانية عن المنتقى اى والاثم عليه كما مر (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الرجعة ۴۲۰/۳ ط سعيد كراتشي)

کسی دوسرے شخص سے ناجائز تعلق رکھنے کی بناء پر نکاح نہیں ٹوٹتا

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۷ء)

(سوال) کیا یہ درست ہے کہ جو عورت دوسرے شخص سے ناجائز تعلق کرلے اور اس کا خاوند کسی دوسری عورت سے ناجائز تعلق کرے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(جواب ۷۴) شوہر کے کسی اجنبیہ عورت سے یا بیوی کے کسی اجنبی شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات سے نکاح نہیں ٹوٹتا (۱) محمد کفایت اللہ غفر لہٗ

عورت کے اجنبی شخص کے ساتھ بھاگ جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

(الجمعیۃ مورخہ ۸ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) نعیمہ زوجہ زید بدون طلاق بکر کے ساتھ ناجائز تعلق کرکے چلی گئی چند روز کے بعد پھر شوہر کے گھر واپس آگئی زید نے اس کو رکھ لیا پھر دوبارہ نعیمہ غیر مرد کے ساتھ بھاگ گئی پھر کچھ عرصہ کے بعد واپس آئی زید نے پھر بھی رکھ لیا لوگوں نے طعنہ دیا تو زید نے اس سے نکاح ثانی کرلیا لیکن پھر نعیمہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر غیر مرد کے ساتھ فرار ہوگئی اور برسوں غائب رہی زید نے عاجز ہو کر ایک مرد مسلمان معتبر کے سامنے نعیمہ کو تین طلاق دے دی لیکن اس کے بعد نعیمہ پھر شوہر کے پاس آئی اب زید نے نعیمہ کو بدون تجدید نکاح رکھ لیا ہے اور زید طلاق دینے سے بھی انکار کرتا ہے۔

(جواب ۷۵) جب کہ زید طلاق سے انکار کرتا ہے اور ایک آدمی کی گواہی سے طلاق کا ثبوت نہیں ہوتا (۲) تو لوگوں کو چاہئے کہ وہ زید سے قسم لے لیں اگر وہ قسم کھا کر کہہ دے کہ میں نے طلاق نہیں دی تو اس کا اعتبار کریں (۳) اور اسلامی تعلقات جاری رکھیں اگرچہ ایسی عورت کو جو بار بار فرار ہوتی رہی ہے رکھ لینا زید کی غیرت و حمیت سے تعلق رکھتا ہے تاہم اگر زید نے طلاق نہ دی ہو تو عورت اس کی منکوحہ ہے اور اسے رکھ لینے کا حق ہے عورت کے بھاگ جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہٗ

---

(۱) وفي آخر حظر المجتبى لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر الا اذا خافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس ان يتفرقا (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح فصل في المحرمات ۳/ ۵۰ سعيد كراتشي)

(۲) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الشهادات ۵/ ۴۶۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) ويسأل القاضي المدعى عليه عن الدعوى فيقول انه ادعى عليك كذا فماذا تقول – فان اقر فبها او انكر فبرهن المدعي قضى عليه بلا طلب المدعي والا يبرهن حلفه الحاكم بعد طلبه اذ لا بد من طلبه اليمين في جميع الدعاوى الا عند الثاني – (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الدعوى ۵/ ۵۴۷ ط سعيد كراتشي)

(۴) ولا يجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر الا اذا خافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس ان يتفرقا (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح فصل في المحرمات ۳/ ۵۰ ط سعيد كراتشي)

فصل سیزدھم
حالت نشہ میں طلاق دینا

نشہ کی حالت میں تین دفعہ کہا ”اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں“ تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک مسلم عاقل بالغ نے بحالت سکر بیوی کی کسی حرکت کے سبب غیظ و غضب سے از خود رفتہ ہو کر دو عورتوں کی مواجہت میں کہا ”بلاؤ چار آدمی کے سامنے طلاق دیں“ اور بیوی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ”اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں“ اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں‘ اس حرام زادی کو طلاق دیتے ہیں“ ازاں بعد حالت اپنے باپ کے استفسار پر انکار کرتا ہے کہ ہم نے ہرگز طلاق نہیں دی نیز ہمیں طلاق یاد نہیں ہے دراں حالیکہ خود مطلقہ اور گھر کی دو عورتیں گواہ ہیں ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۷۶) انشائے طلاق کے لئے اصل لفظ صیغہ ماضی ہے (یعنی میں نے اس کو طلاق دی) اگر یہ لفظ ہوتا تو وہ انشائے طلاق کے معنی اور نسبت الی الزوجہ میں صریح ہوتا کہ نیت کی حاجت نہ ہوتی (۱) اور حالت سکر میں زجراً وقوع طلاق کا حکم دیا جا سکتا (۲) لیکن سوال میں جو لفظ مذکور ہے وہ صیغہ ماضی نہیں ہے بلکہ (طلاق دیتے ہیں) صیغہ حال ہے اس کو انشاء کے لئے استعمال کرنے میں نیت کی حاجت ہے (۳) کہ

---

(۱) فالصريح قوله انت طالق و مطلقة و طلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لان هذه الالفاظ تستعمل في الطلاق ولا تستعمل في غيره فكان صريحا وانه يعقب الرجعة بالنص ولا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال (الهداية كتاب الطلاق باب ايقاع الطلاق ٢ ٣٥٩ ط شركة علمية ملتان) (٢) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران (درمختار) وقال في الرد (قوله ليدخل السكران) اي فانه في حكم العاقل زجرا له (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ٢٣٥/٣ ط سعيد كراتشي) طلاق السكران واقع ولنا انه زال بسبب هو معصية فجعل باقيا حكما زجرا له (الهداية كتاب الطلاق فصل ٣٥٨/٢ ط شركة علمية ملتان)

(۳) لفظ ”طلاق دیتے ہیں“ اگرچہ مستقبل قریب کے لئے بھی گاہے گاہے استعمال ہوتا ہے لیکن اس کی وضع حال کے لئے ہے لہذا اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے البتہ شوہر اگر نیت مستقبل کا مدعی ہو تو خلاف ظاہر ہونے کی وجہ سے اس کا قول قبول ہوگا کما في الشامية ويقع بها اي بهذه الالفاظ و ما بمعناها من الصريح (درمختار) وقال في الرد (قوله و ما بمعناها من الصريح) اي مثل ما سيذكره من نحو كوني طالق واطلقي ويا مطلقة بالتشديد وكذا المضارع اذا غلب في الحال مثل اطلقك كما في البحر قلت ومنه في عرف زماننا تكوني طالقا و منه خذي طلاقك فقالت اخذت فقد صحح الوقوع به بلا اشتراط نية كما في الفتح (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق باب الصريح مطلب ”سن بوش“ يقع به الرجعي ٢٤٨/٣ ط سعيد كراتشي) وقال ايضا لان المضارع حقيقة في الحال مجاز في الاستقبال كما هو احد المذاهب وقيل بالعكس وقيل مشترك بينهما و على الاشتراك يرجح هنا ارادة الحال بقرينة كونه اخبارا عن امر قائم في الحال (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب تفويض الطلاق ٣١٩،٣ ط سعيد كراتشي) لہذا اس عبارت کی روشنی میں صورت مسئولہ میں طلاق کے وقوع کا حکم دیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

یہ لفظ انشاء کے لئے استعمال کرنے کا قصد کیا گیا ہو ولا نیة للسکران۔ پس اس صورت میں وقوع طلاق کا حکم دینا اس کو مستلزم ہوگا کہ گویا زجراً اس کی نیت انشاء ہونے کا حکم پہلے دیا گیا اور پھر وقوع طلاق کا حکم دیا گیا قواعد فقہیہ سے وقوع طلاق کا زجراً حکم دینا ثابت ہے لیکن کسی نیت اور ارادے کا زجراً ثابت کر دینا میرے خیال میں ثابت نہیں پس صورت مسئولہ میں وقوع طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نشہ پلا کر جب ہوش نہ رہا' طلاق دلوائی' تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

سہ روزہ الجمعیة مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(سوال) زید کو چند فقیروں نے مل کر گانجہ پلایا اور وہ بالکل مست وبیہوش ہو گیا اس اثناء میں ایک فقیر نے زید کی بی بی کو اپنی مجلس میں بلانے کا حکم دیا زید کی بی بی نے وہاں آکر اس فقیر کی بے عزتی کی اور خوب ڈانٹا زید نے اسی نشہ میں اپنی بی بی کو کہا کہ میں نے تم کو تین طلاق دیا پھر ہوش میں آکر پشیمان ہوا اور ایک عالم سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی زید نے اپنی بی بی کو گھر بلا لیا اور ساتھ رہتے ہوئے مدت گزر گئی اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوا اب بعض علماء کہتے ہیں کہ بغیر تحلیل کے وہ عورت اس کے لئے جائز نہیں ہوئی۔

(جواب ۷۷) نشہ کی حالت کی طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ نشہ اپنے علم و اختیار سے استعمال کیا ہو(۱) اگر کسی نے دھوکہ دے کر یا زبردستی نشہ پلا دیا اور اس حالت میں طلاق دی گئی تو وہ طلاق نہیں پڑتی(۲) پس صورت مسئولہ میں اگر دوسری صورت واقع ہوئی تھی یعنی نشہ اپنے علم و اختیار سے استعمال نہیں کیا تو طلاق نہیں ہوئی تھی اور اگر پہلی صورت تھی تو طلاق ہو گئی تھی(۳) اور حلالہ ضروری

---

(۱) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران ولو عبدا او مكرها او هازلا او سفيها خفيف العقل والسكران ولو بنبيذ او حشيش او افيون او بنج زجرا به يفتى تصحيح القدوري (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳ / ۲۳۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) واختلف التصحيح فيمن سكر مكرها او مضطرا (در مختار) وقال في الرد (قوله اختلف التصحيح ، فصحح في التحفة وغيرها عدم الوقوع وجزم في الخلاصة بالوقوع' قال في الفتح والاول احسن لان موجب الوقوع عند زوال العقل ليس الا التسبب في زواله بسبب محظور وهو منتف وفي النهر عن تصحيح القدوري انه التحقيق (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳ / ۲۴۰ ط سعيد كراتشي) وقال في الهندية ولو اكره على شرب الخمر او شرب الخمر لضرورة وسكر وطلق امرأته اختلفوا فيه والصحيح انه كما لا يلزمه الحد لا يقع طلاقه ولا ينفذ تصرفه كذا في فتاوى قاضي خان (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الاول' فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۱ / ۳۵۳ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) وطلاق السكران واقع اذا سكر من الخمر او النبيذ وهو مذهب اصحابنا رحمهم الله تعالیٰ كذا في المحيط ثم قال بعد اسطر ومن سكر من البنج يقع طلاقه ويحد لفشو هذا الفعل بين الناس وعليه الفتوى في زماننا كذا في جواهر الاخلاطي (الهندية' كتاب الطلاق' الباب الاول فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۱ / ۳۵۳ ط ماجديه كوئٹه)

تھا( ) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نشہ کی حالت میں طلاق دی، مگر شوہر کو خبر نہیں کہ کتنی طلاق دی، تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے شب کے دو بجے شراب کے نشہ کی حالت میں اپنی بیوی کو زدو کوب کیا اور کہا کہ تجھے طلاق ہے اس وقت اس مکان میں زید اور اس کی بیوی اور زید کے والد صرف تین ہی آدمی موجود تھے زید کے والد کا حلفیہ بیان ہے کہ میرے لڑکے نے ایک مرتبہ طلاق کا لفظ کہا تو میں نے اسے روکا اور خبردار کیا۔ اور وہاں سے اسے علیحدہ کر رہا تھا۔ کہ اس نے دوسری مرتبہ بھی طلاق کا لفظ کہا اتنے میں میں نے اسے علیحدہ کر کے تنبیہ کیا دوسرے روز جب لڑکی کے والدین نے یہ خبر سنی تو آکر اپنی لڑکی کو لے گئے پھر کسی نے زید سے پوچھ کہ تم نے کیا اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا تو اس نے کہا کہ ہاں دیا تھا جب یہ پوچھ جاتا ہے کہ کتنی طلاق دیا تھا تو کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کیونکہ میں نشہ میں تھا لڑکی سے پوچھا گیا کہ تم نے کتنی مرتبہ طلاق کا لفظ سنا تھا وہ کہتی ہے کہ میں مار پیٹ کی وجہ سے بدحواس تھی میں نے صرف طلاق کا لفظ سنا مگر یہ معلوم نہیں کتنی مرتبہ کہا اس واقعہ کے چھ ماہ بعد زید کے والد لڑکی کے والدین کے پاس گئے اور حلفیہ بیان کیا کہ زید نے صرف دو مرتبہ طلاق دیا ہے اور وہ بھی نشہ کی حالت میں، طلاق نہیں ہوا تم لڑکی کو بھیج دو انہوں نے کہا کہ عالم سے پوچھو ایک مقامی عالم سے یہ واقعہ من وعن بیان کر دیا اور ان کا بتایا ہوا کفارہ ادا کر کے میاں بیوی کو ملا دیا گیا جس کو تقریباً پانچ سال گزر چکے ہیں اور دونوں میں زن و شوئی کے تعلقات قائم ہیں برادری کے لوگ کہتے ہیں کہ نشہ کی طلاق ہو گئی تھی لہذا یہ تعلقات ناجائز ہیں۔

المستفتی نمبر ۶۰۳ عبدالحکیم (ناگپور) ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۸) ہاں نشہ کی حالت کی دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے(۲) لیکن ایک مرتبہ یا دو مرتبہ صریح لفظ طلاق سے طلاق رجعی ہوتی ہے پس اگر عورت کی عدت پوری نہ ہوئی ہو تو اندرون عدت رجعت صحیح ہوئی(۳) اور اگر عدت گزر چکی تھی تو دوبارہ نکاح کرنا ضروری تھا(۴) بغیر تجدید نکاح میاں بیوی کو ملا دینا درست نہیں تھا اب فوراً دونوں کا نکاح پڑھ دینا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران ولو عبدا او مكرها او هازلا او سفيها او سكران ولو بنبيذ او حشيش او افيون او بنج زجرا و به يفتى تصحيح القدوري (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳/۲۳۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۲/۳۹۴ ط شركة علميه ملتان)

(۴) واذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجديه كوئٹه)

فصل چہار دہم
طلاق کی اقسام

طلاق بدعی کے آٹھ قسموں کا بیان

(سوال) خاکسار نے یہ مسئلہ غایۃ الاوطار شرح اردو در مختار نولکشوری کے ص ۹۲ پر لکھا ہوا دیکھا ہے باب الطلاق جلد ثانی (عبارت) البدعی ثلث متفرقة او ثنتان بمرة الخ (اردو ترجمہ) اور طلاق بدعی یہ کہ تین طلاق دینا جدا جدا یا دو طلاق یکبارگی یعنی ایک لفظ سے الخ آگے چل کر خود ہی لکھتے ہیں یہ سب صورتیں طلاق بدعی کی ہیں سو جب تین طلاق متفرق بدعی ہوئیں تو یکبارگی تین طلاق دینا بطریق اولیٰ بدعی ہوگا اور اگر طہر میں طلاق بدعی دیکر رجعت کرے گا تو طلاق بدعی باقی نہ رہے گی (غایۃ الاوطار جلد ثانی) (علاوہ ازیں آٹھ قسمیں بدعی کی بتائی ہیں وہاں پر لکھا ہے) (۱) ایک طہر میں تین متفرق طلاق دینا (۲) تین طلاق ایک لفظ سے ایک طہر میں دینا (۳) اس طہر میں طلاق جس میں وطی ہو چکی ہے غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں تین بار یکبارگی کہنا بدعی ہے اور بدعی میں رجوع کافی ہے یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں یا اس کا مطلب کچھ اور ہے دوسری وطی والے طہر میں طلاق دینا بھی بدعی ہے اور شخص مذکور نے اس طہر میں جس میں طلاق دی ہے وطی بھی کی ہے طلاق بدعی دیکر رجعت کرنے سے بدعی باقی نہیں رہے گی؟ کیا مطلب ہے شخص مذکور کا نکاح ثانی کر دیا گیا تو اس کا نکاح اگر اس طرح بلا حلالہ درست نہ ہوا اور وہ حرام ہو تو اس کو روک دیا جائے یا جو صورت حکم وارشاد کے مطابق ہو عمل میں لائی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۱۱۷ سلطان محمد (رہتک)

۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۸ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۹) ہاں ایک طہر میں تین طلاقیں ایک لفظ سے یا تین مرتبہ متفرق طور پر دینا بدعی طلاق ہے(۱) اور تین طلاقیں دینے کے بعد رجعت نہیں ہو سکتی حلالہ ضروری ہے(۲) جس طہر میں وطی کی ہے اس میں ایک طلاق بھی دی جائے تو یہ بدعی ہوگی لیکن ایک یا دو طلاقیں دیکر اسی طہر میں رجوع کرلے تو یہ

---

(۱) او طلاق البدعة ان يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او ثلاثا في طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا (الهداية كتاب الطلاق باب طلاق السنة ۲/۳۵۵ ط شركة علمية ملتان)

(۲) قال الله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (البقرة : ۲۳۰) وعن عائشة ام المؤمنين ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي ﷺ اتحل للاول؟ قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول (رواه البخاري في الجامع الصحيح باب من اجاز الطلاق الثلاث ۲/۷۹۱ ط قديمي كراتشي) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب السادس في الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدية كوئته)

جائز ہے اور طلاق بدعی نہ رہے گی یعنی بدعی طلاق دینے کا گناہ رجعت کر لینے سے معاف ہو جائے گا(۱) غرض تین طلاقیں یکدم ایک لفظ میں دینے کے بعد رجعت جائز نہیں اسی طرح متفرق طور پر دینے سے تین پوری ہو جانے کے بعد رجعت جائز نہیں(۲) رجعت اسی صورت میں جائز ہے کہ وطی والے طہر میں یا حالت حیض میں ایک یا دو طلاقیں دی ہوں ان صورتوں میں رجعت ہو سکتی ہے(۳) بدعی کی آٹھ قسمیں جو غایۃ الاوطار میں مذکور ہیں ان میں سے تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں، آٹھویں صورتوں میں رجعت جائز ہے مگر پانچویں سے آٹھویں تک صورتوں میں ایک یا دو طلاقیں ہوں تین نہ ہوں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل پانزدھم

ایک مجلس میں تین طلاقیں

(۱) یکبارگی تین طلاق ایک مجلس میں دینے سے تین طلاق واقع ہو جائے گی
(۲) حالت حیض میں کہا "میں نے تجھے طلاق بدعی دی" تو کتنی طلاق واقع ہوئی
(۳) حالت غصہ میں طلاق دینے سے حنفیہ کے علاوہ اور اماموں کے نزدیک طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) (۱) زید نے اپنی زوجہ کو بایں الفاظ طلاق نامہ جب کہ وہ حیض سے تھی حالت غضب میں تحریر کر کے دیا کہ ہندہ بنت بکر کو تینوں طلاق ساتھ دیتا ہوں راقم زید بن فلاں تو اس صورت میں عند الشافعیؒ یا عند احمدؒ یا مالکؒ طلاق واقع ہو گی یا نہیں اگر واقع ہوں گی تو کتنی ؟ (۲) زید اگر یہ کہے اپنی زوجہ کو کہ میں نے تجھے طلاق بدعی دی تو اس کہنے اور حالت حیض میں تینوں ساتھ دینے میں کچھ فرق ہے یا نہیں (مذہب ثلاثہ مذکورہ میں) (۳) دیگر یہ کہ حالت غضب میں طلاق دینے سے حنفیہ کے علاوہ اور اماموں کے نزدیک طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں یہاں پر سوائے علمائے احناف کے اور کوئی عالم نہیں ہے نہ شافعیؒ نہ مالکیؒ نہ حنبلیؒ اور نہ یہ معلوم ہے کہ ہندوستان میں ہے بنا بریں جمعیۃ علماء ہند کے جید علماء کی خدمت

---

(۱) والبدعي ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتين في طهر واحد لا رجعة فيه او واحدة في طهر وطئت فيه او واحدة في حيض موطوءة و تجب رجعتها على الاصح فيه اي في الحيض رفعا للمعصية فاذا طهرت طلقها ان شاء او امسكها (درمختار) قال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى (هامش ردالمحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳ / ۲۳۲ ط سعید کراتشی)

(۲) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اي بالثلاث لو حرة و ثنتين لو امة حتى يطأها غيره ولو الغير مراهقا يجامع مثله بنكاح (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق جاری ہے

ہیں یہ استفتاء شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ کے مذہب کے متعلق جواب حاصل کرنے کے لئے روانہ کئے گئے ہیں قوی امید ہے کہ علمائے احناف خصوصاً علامہ مفتی اعظم محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ جواب سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور و مشکور ہوں گے

المستفتی نمبر ۱۱۷۰ مسٹر یم اے مایت (جوہانسبرگ - افریقہ)

۱۵ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ م ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۸۰) ایک لفظ سے یا ایک مجلس میں تینوں طلاق دینے سے تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے(۱) حیض کی حالت کی طلاق بھی پڑ جاتی ہے البتہ اگر ایک دو طلاق دی گئی ہوں تو رجعت لازم ہوتی ہے(۲) تین طلاق حالت حیض میں دیدی جائیں تو ائمہ اربعہ کے نزدیک طلاق مغلظہ ہو جائے گی(۳) البتہ بعض اہل ظاہر اور روافض کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں نہیں پڑتیں۔

(۲) اگر حیض میں یہ کہے کہ میں نے تجھے طلاق بدعی دی تو ایک طلاق ہوگی اور رجعت واجب ہوگی(۴)

حاشیہ صفحہ گذشتہ باب الرجعة ٣ ٤٠٩ ط سعيد كراتشي) وقال في الهداية وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ٢ ٣٩٩ ط شركة علمية ملتان)

(٣) واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقوله تعالى "فامسكوهن بمعروف" من غير فصل (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ٢ ٣٩٤ ط شركة علمية ملتان)

(١) وقال الليث عن نافع كان ابن عمر اذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرة او مرتين فان النبي ﷺ امرني بهذا فان طلقتها ثلاثا حرمت حتى تنكح زوجا غيره (رواه البخاري في الجامع الصحيح كتاب الطلاق باب من قال لامرأته انت علي حرام الخ ٢ ٧٩٢ ط قديمي كراتشي) وقال في الرد وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث – وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال و عن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لايسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ٣ ٢٣٣ ط سعيد كراتشي) وكذا في فتح القدير ٣ ٤٦٩، ٤٧٠ ط مصطفى البابي الحلبي بمصر، والمغني لابن قدامة كتاب الطلاق، فصل تطليق الطلاق بكلمة واحدة ٧ ٢٨٣ دار الفكر بيروت)

(٢) عن ابي غلاب يونس بن جبير قال قلت لابن عمر رجل طلق امرأته وهي حائض فقال تعرف ابن عمر ان ابن عمر طلق امرأته وهي حائض فاتى عمر النبي ﷺ فذكر ذلك له فامره ان يراجعها فاذا طهرت فاراد ان يطلقها فليطلقها قلت فهل عد ذلك طلاقا قال ارأيت ان عجز واستحمق (رواه البخاري في الجامع الصحيح، كتاب الطلاق باب من طلق وهل يواجه الرجل امرأته بالطلاق ٢ ٧٩٠ ط قديمي كراتشي)

(۳) حائضہ کو حالت حیض میں طلاق دینا بیشک بدعت ہے لیکن طلاق واقع ہو جاتی ہے اس لئے فقہاء رجعت کو ضروری کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ رجعت ایک یا دو طلاق صریح میں ہو سکتی ہے لیکن تین طلاق کے بعد رجعت درست نہیں اور بغیر حلالہ کے اس سے شوہر اول کا نکاح جائز نہیں کما في الهداية وغيرها من كتب الفقه وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ٢ ٣٩٩)

جاری ہے

(۳) حالت غضب کی طلاق بعض حنابلہ کے نزدیک واقع نہیں ہوتی ( )
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

اپنی بیوی سے تین دفعہ کہا "میں نے تجھے طلاق دی"

(الجمعیۃ مورخہ ۶ / اکتوبر ۱۹۲ء)

(سوال) میں اپنے میکے میں تھی میرا شوہر ماتم پرسی کو آیا اور دن بھر رہا بعد مغرب اس نے میرے بھائی سے کہا کہ میں دوسری بیوی کرنا چاہتا ہوں اس بیوی سے (میری طرف اشارہ کر کے) مجھے کوئی واسطہ نہیں اسے چاہے وہ ختیار ہے میں نے اس کو چھوڑ دیا مجھے میرا زیور دیدو تب میرے بھائی نے محلہ کے پانچ شخصوں کو بلایا جو کہ صاحب علم اور مذہب سے واقف تھے انہوں نے میرے شوہر کو بہت سمجھایا پر وہ بار بار وہی جملے کہتا رہا کہ میں دوسری بیوی کرنا چاہتا ہوں میرا زیور مجھے دیدو تب ان شخصوں نے کہا کہ ایسے جملے کہنے سے بیوی کو طلاق ہو جاتا ہے تب میرے شوہر نے کہا کہ مجھے دوسری بیوی کرنا ہے اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس لئے میں نے اس کو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا پھر میں نے خود پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے طلاق دیا تو کہا کہ ہاں میں نے تجھے طلاق دیا میں نے تجھے طلاق دیا میں نے تجھے طلاق دیا جب وہ طلاق دے چکا تو ان شخصوں نے مجھے زیور دے دینے کی نسبت کہا پر میں نے زیور دینے سے انکار کیا کیونکہ کل زیور میں سے کچھ زیور میری مشقت کا تھا اور کچھ میرے میکہ میں سے بعد شادی کے ملا تھا پر میرے شوہر نے جھوٹا سچا حق ہر زیور کے لئے بتا کر اور جب کچھ نہ بن پڑا تو ہر زیور کے وقت طلاق پر طلاق دیکر کل زیور لیا مغرب کے وقت سے رات کے ایک بجے تک طلاق کا استعمال ہوتا رہا طلاق کے کچھ دن بعد اس نے دوسری بیوی کر لی اب کچھ عرصہ کے بعد وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دیا اور کہتا ہے کہ میرا ایک گواہ ہے (جو اس کا حقیقی ماموں ہے)

(جواب ۸۱) اگر واقعہ یہی ہے جو سوال میں مذکور ہے تو تینوں طلاقیں ہو چکی ہیں اور عورت بدون حلالہ کے شوہر کے لئے جائز نہیں ہو سکتی (۲) عورت کے لئے دو گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہو سکتی ہے۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ (۴) وعن الامامية لا يقع بلفظ الثلاث ولا في حالة الحيض لانه بدعة محرمة (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۵) والبدعي ثلاث متفرقة . او واحدة في حيض موطؤة و تجب رجعتها على الاصح اى في الحيض رفعا للمعصية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۱) قلت و للحافظ ابن القيم الحنبلي رسالة في طلاق الغضبان قال فيها انه على ثلاثة اقسام – احدها ان يحصل له مبادى الغضب بحيث لا يتغير عقله و يعلم ما يقول و يقصد وهذا لا اشكال فيه الثاني ان يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريده فهذا لا ريب انه لا ينفذ شئ من اقواله – الثالث من توسط بين المرتبتين بحيث لم يصر كالمجنون فهذا محل النظر والا دلة تدل على عدم نفوذ اقواله ملخصا من شرح الغاية الحنبلية لكن اشار في الغاية إلى مخالفته في الثالث حيث قال و يقع طلاق من غضب خلافا لابن القيم (هامش رد المحتار' جاری ہے

(۱) اور جب پانچ گواہ موجود ہیں تو پھر ثبوت میں کیا کلام ہے؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل شانزدہم

طلاق مشروط بمعافی مہر

مہر کی معافی کی شرط پر طلاق دی' اور عورت نے مہر کی معافی سے انکار کر دیا' تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) زید نے اپنی سسرال میں جاکر برائے روزگار سکونت اختیار کر لی چند روز بعد وہ ارادہ وطن آنے کا کرتا ہے اور اپنے خسر سے اپنی زوجہ کی رخصت کا طالب ہوتا ہے زید کا خسر کہتا ہے کہ اگر رہنا ہے تو میرے ہی مکان پر رہو لڑکی کو تمہارے مکان پر رخصت نہ کروں گا اگر تم کسی قسم کی زیادتی کرو گے تو میں تدارک کروں گا بہتر یہ ہے کہ تم طلاق دے دو ورنہ واپس چلے جاؤ زید واپس آکر اپنے چچا کو ہمراہ لے کر پہنچتا ہے اور رخصت کا طالب ہوتا ہے نوبت بخشش مہر منجانب مسماۃ و نوبت طلاق پہنچتی ہے بعد تحریر دستاویزات جس وقت نوبت نشانی انگوٹھا پہنچتی ہے وہ انکار کر دیتی ہے کہ میں مہر بخشوں نہ طلاق لوں اس طرف زید انکار کرتا ہے کیونکہ یہ معاملہ غصہ کا درمیان خسر و چچا لڑکے و لڑکی کے درمیان کا تھا بعدہ' وہ دونوں کاغذ پھاڑ دیئے گئے زید اپنی زوجہ کو رخصت کرا کر واپس لے آتا ہے اہل برادری کہتے ہیں کہ جب تک نکاح دوبارہ نہ ہو جائے حقہ پانی میں ہم شریک نہ ہوں گے غرضیکہ دوبارہ نکاح ہوتا ہے اس حالت میں نکاح اول جائز رہا یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۷۵ مہر علی صاحب (نگلہ رسول پور - آگرہ)
۴ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۲) جبکہ طلاق معافی مہر کے ساتھ مشروط تھی اور عورت نے معافی مہر سے انکار کر دیا تو طلاق نہیں پڑی (۲) نکاح اول باقی ہے تجدید نکاح کی ضرورت نہ تھی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حاشیہ صفحہ گذشتہ۔

کتاب الطلاق' مطلب فی طلاق المدهوش ۳/ ۲۴۴ ط سعید کراتشی)

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها والأصل فيه قوله تعالىٰ " فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره " والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط شركة علميه ملتان)

حاشیہ صفحہ ہذا۔

(۱) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا أو غيره كنكاح و طلاق ووكالة ووصية - رجلان - أو رجل وامرأتان (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الشهادات ۵/ ۴۶۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق ۱/ ۴۲۰ ط ماجديه كوئٹه)

فصل ہفدہم
حق مطالبہ طلاق

(۱) عورت کب طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے ؟
(۲) جب شوہر نے تین طلاقیں دیدیں تو بیوی پر تینوں واقع ہو گئیں

(سوال)(۱) ایک عورت کی شادی عرصہ سات آٹھ سال سے ہوئی زوجہ نیک طبعیت 'ایماندار' نیک چلن ہے اس کا خاوند بڑا بد مزاج ہے اور رات دن تکالیف دیتا رہتا ہے اور بلا ناغہ روزانہ مار پیٹ کرتا رہتا ہے عورت کو قطعی نہیں چاہتا نان و نفقہ میں بھی کمی کرتا ہے زوجہ مار پیٹ سے ہمیشہ خوف زدہ رہا کرتی ہے اور شوہر اس کا برابر شدید مار پیٹ کرتا ہے مار کوٹ سے ہمیشہ بیوی بیمار رہا کرتی ہے کیا ایسی صورت میں عورت اپنے شوہر سے شرعاً طلاق لے سکتی ہے ؟

(۲) شوہر بد مزاج ہے زوجہ کی تعمیل حکم کرتے ہوئے بھی شوہر اس کو ہمیشہ مارکوٹ کرتا رہتا ہے اور نہیں چاہتا اس سلسلہ میں کئی مرتبہ عورت کو کہتا ہے کہ تو چلی جا تجھے طلاق ہے اور اپنے گھر سے باہر نکال دیتا ہے لیکن ایک یا دو مرتبہ لفظ طلاق کہہ کر رک جاتا ہے تیسری مرتبہ اپنے منہ سے طلاق کا لفظ نہیں کہتا ایک مرتبہ صدق کا لفظ کہہ کر زوجہ کو اس کے شوہر نے گھر سے باہر نکال دیا اس کے باپ کے یہاں زوجہ رہی اس کے بعد عورت اپنے میکے میں ہی تھی کہ بیس روز بعد پانچ سات آدمی مسلمان معتبر ساتھ لا کر زوجہ کا شوہر اپنے گھر بلا لایا شوہر کا باپ موجود تھا پھر وہی زوجہ کے باپ و تایا کو بھی بلا لایا تمام اشخاص کے سامنے دو مرتبہ زوجہ کے خاوند نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اس طرح سے تین مرتبہ طلاق دی اور کہا کہ اب میں اس عورت کو نہیں رکھنا چاہتا کیا ایسی صورت میں شرعاً صدق ہو چکی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۸۹۲ شیخ محمد حسین صاحب (راجپوتانہ) ۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۳) (۱) ہاں شوہر کی اس تعدی پر زوجہ کو حق ہے کہ وہ طلاق یا خلع کا مطالبہ کرے اور زوج کو لازم ہے کہ وہ یا تعدی سے باز آئے یا زوجہ کو چھوڑ دے(۱)

---

(۱) قال الله تعالى "الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان - فان خفتم الا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به تلك حدود الله فلا تعتدوها ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون" (البقرة ۔ ۲۲۹) وقال في البحر . واما سببه فالحاجة الى الخلاص عند تباين الاخلاق و عروض البغضاء الموجبة عدم اقامة حدود الله تعالى - ويكون واجبا اذا فات الامساك بالمعروف (البحر الرائق' كتاب الطلاق ۲۵۳/۳ ط دارالمعرفة بيروت) وقال في الدر ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق (درمختار) وقال في الرد (قوله للشقاق) اى لوجود الشقاق وهو الاختلاف والتخاصم و في القهستاني عن شرح الطحاوي' السنة اذا وقع بين الزوجين اختلاف ان يجتمع اهلهما ليصلحوا بينهما فان لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع وهذا هو الحكم المذكور في الاية (الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۴۴۱/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) جب شوہر تین طلاق دیدے خواہ ایک دفعہ خواہ فاصلے سے اور فاصلہ کتنا ہی ہو ( ) جب تین طلاقیں پوری ہو جائیں تو طلاق مغلظ پڑ جائے گی (۲) صورت مسئولہ میں سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ صدقوں کا مجموعہ تین سے زیادہ ہو چکا ہے اس لئے عورت پر طلاق مغلظ ہو چکی ہے اور اسی وقت سے ہوئی ہے جب طلاقوں کا مجموعہ پورا ہوا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل هیجدهم
تنجیز و تعلیق

تعلیق طلاق میں شرط کے پائے جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے' ورنہ نہیں .

(سوال) زید شام سے مجلس سماع میں ۱۲ بجے شب تک موجود رہا جب مجلس ختم ہوئی اپنے گھر آیا اور اپنی بی بی کے مکان کے اندر داخل ہوا زید کی بی بی اپنے بچے کے پاس تھی جس کی عمر بیس روز کی تھی زید نے اسے اٹھا کر یہ کہا کہ اس وقت ہم تم سے ہمبستر ہوں گے زید کی بی بی مذکور نے یہ کہا کہ ہم اس وقت حالت نفاس میں ہیں حالت حیض و نفاس میں مرد کو ہمبستر ہونا نہیں چاہئیے یہ خدا کا حکم ہے مگر زید نے اس کی بات کو نہیں سمجھا اور دوبارہ خواہش ظاہر کی اس پر زید کی بی بی نے زید سے یہ کہا کہ اگر زبردستی کرو گے تو تمہاری والدہ کو اٹھا کر یہ بات کہہ دیں گے اس پر غصہ ہو کر زید نے کہا کہ اگر میری والدہ سے اس وقت جا کر کہہ دو گی تو تم کو طلاق دیدیں گے پھر وہ اپنا ہمبستر ہونے کی خواہش ظاہر کی بوجہ اصرار زید کے وہ اپنے مکان سے اٹھ کر اپنی خوشدامن کی طرف چلی اس وقت اس کی خوشدامن بے خبر نیند میں سوئی ہوئی تھی لہذا اپنی خوشدامن کو جگا نہیں سکی واپس اپنے گھر میں زید کے پاس آئی زید کو یہ شبہ ہوا کہ میری والدہ سے جا کر کہہ دیا ہے زید نے اسی وقت اسی گھر میں بی بی کو تین طلاق دیدیں اور باہر چلا آیا جب صبح کو لوگوں نے زید سے یہ دریافت کیا کہ تم نے اپنی بی بی کو رات طلاق کیوں دیا تو زید نے یہ کہا کہ اس نے میری بات میری والدہ کو جا کر کہی ہے ہم نے غصہ کی حالت میں طلاق دیدی' اس پر لوگوں نے زید کی

( ) شریعت مقدسہ نے مرد کو ایک عورت کے متعلق تین طلاقیں دینے کا اختیار دیا ہے یہ تین طلاقیں خواہ یکے بعد دیگرے ایک طہر میں یا ایک مجلس میں ہوں' یا تین مجلسوں میں یا تین طہروں میں ہوں یا ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد مدت طویلہ گزر جانے کے بعد ہوں خواہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجعت کر لی گئی ہو یا نہ کی ہو رجعت نہ کرنے کی صورت میں دوسری طلاق انقضاء عدت سے قبل ہو گی تو محسوب ہو گی ورنہ نہیں اس لئے کہ وقوع طلاق کے لئے عورت کو منکوحہ یا معتدہ ہونا ضروری ہے۔ کما فی رد المحتار (قوله و محله المنكوحة) اى ولو معتدة عن طلاق رجعي او بائن غير ثلاث في حرة و ثنتين في امة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۳ ط ماجديه كوئٹه)

والدہ سے دریافت کیا تو اس کی والدہ نے کہا کہ ہم کو زید کی بی بی نے کچھ نہیں کہا اور نہ وہ میرے پاس آئی ہے اور زید کی بی بی سے بھی یہ بات دریافت کی گئی تو اس نے یہ کہا کہ ہم نے کوئی بات اپنی خوش دامن سے نہیں کہی اور نہ جگایا بلکہ واپس چلی گئی لہذا گزارش یہ ہے کہ زید کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں اگر طلاق ہو گئی تو عورت کی عدت کتنی ہوگی۔ المستفتی نمبر ۲۲۸۱ محمد قیوم صاحب - دربھنگہ

۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۴) اگر زید نے عورت کو طلاق دیتے وقت معلق طور پر طلاق دی ہو یعنی یوں کہا ہو کہ اگر تو نے میری بات میری ماں سے کہی تو تجھے طلاق اور عورت نے اس کی ماں سے وہ بات نہیں کہی تو طلاق نہیں ہوئی(۱) لیکن اگر اس نے تعلیق نہیں کی تھی تو طلاق ہو گئی(۲) اور اب اس کی عدت تین حیض آنے پر پوری ہوگی(۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل نوزدہم
تخییر طلاق

شوہر کی طرف سے بیوی کو طلاق کے اختیار ملنے کے بعد بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہے

(سوال) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک تحریر ۱۷ مئی ۱۹۴۲ء کو دی اور اس نے اس وقت پڑھ بھی لی بعد ازاں ۲۶ مئی ۴۲ء تک دونوں زن و شو یک مکان میں رہتے رہے اور تعلقات زن و شو قائم رہے ۲۶ مئی ۴۲ء کو اطلاع دی اور ایک تحریر ۳۰ مئی ۴۲ء کو زوجہ زید نے دی دونوں کی نقلیں درج ذیل ہیں پس اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور اگر ہوئی تو کونسی ہوئی؟

(نقل تحریر شوہر) محترمہ! السلام علیکم میں نے آپ کے مطالبہ پر بہت غور و خوض کرنے کے بعد جو فیصلہ کیا ہے اس سے آپ کو مطلع کر دینا بہت ضروری سمجھتا ہوں دنیاوی تعلقات یا خدا اور رسول کی طرف سے جو حق مجھ کو حاصل ہے اس کا مختار آپ کو کرتا ہوں یعنی اگر آپ واقعی مجھ سے علیحدگی کا فیصلہ کریں تو میں آپ کی راہ میں مخل نہیں ہوں گا بلکہ آپ کا اپنے فیصلہ سے مطلع کر دینا کافی ہوگا زیادہ کیا عرض کروں میری گستاخیوں کو معاف فرماتے ہوئے اپنے فیصلہ سے مطلع فرمائیں۔

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الهداية كتاب الطلاق باب الايمان في الطلاق ۲ ۳۸۵ ط شركة علميه ملتان)

(۲) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران ولو عبدا او مكرها (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳ ۲۳۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) قال الله تعالى : والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (البقرة ۲۲۸) وقال في الدر وهي في حق الحرة ولو كتابية تحت مسلم تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل لعدم تجزي الحيضة (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳ ۵۰۴ ط سعيد كراتشي)

۱۷ مئی ۱۹۴۲ء

(نقل تحریر زوجہ) جناب ---- وعلیکم السلام - آپ کی تحریر مجھ کو ملی میں نے کافی غور کیا آپ کی تحریر سے مجھے اتفاق ہے میں آپ کو زبانی بھی مطلع کر چکی ہوں اور اس تحریر کے ذریعہ پھر مطلع کرتی ہوں کہ میں نے طلاق منظور کیا اب مجھے آپ سے کوئی واسطہ نہیں اور کسی قسم کا تعلق زن و شوہری نہیں رہا -

۳۰ مئی ۱۹۴۲ء

المستفتی نمبر ۲۷۲۱ محمد فخر الہدیٰ کلکتہ - ۲۶ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۱ جون ۱۹۴۲ء

(جواب ۸۵) زید کی تحریر میں تخییر و تفویض ہے اور عموم اوقات کا کوئی لفظ نہیں ہے اسلئے وہ مقید بالمجلس ہے یعنی جس مجلس میں زوجہ نے وہ تحریر پڑھی تھی اسی مجلس میں اسے طلاق ڈال لینے کا حق تھا جب تک مجلس میں اس نے اپنے اوپر طلاق نہیں ڈالی تو وہ اختیار جو اسے دیا گیا تھا باطل ہو گیا(۱) پھر ۲۶ مئی تک دونوں کا باہم زن و شو کی طرح رہنا بھی مبطل اختیار ہے ہذا ۲۶ مئی کو زوجہ کی طرف سے زوج کو زبانی اطلاع دینا اور ۳۰ مئی کو تحریر دینا بیکار ہے اور پھر تحریر بھی مہمل ہے یعنی اس سے یہ نہیں نکلتا کہ تخییر کے حق کو وہ استعمال کر کے خود طلاق لے رہی ہے بلکہ یہ نکلتا ہے کہ زوج نے اسے طلاق دی ہے وہ اسے منظور کرتی ہے حالانکہ زوج نے اپنی تحریر میں سے طلاق نہیں دی بلکہ اسے اپنے اوپر طلاق ڈالنے کا اختیار دیا تھا ہذا زوجہ پر کوئی طلاق نہیں پڑی ہے اور وہ بدستور زید کے نکاح میں ہے -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل بستم
طلاق غیر مدخولہ

رخصتی سے قبل طلاق دینا چاہے 'تو کیا طریقہ ہے ؟

(سوال) ایک شخص کا صرف نکاح ہو گیا ہے لیکن ابھی رخصت نہیں ہوئی وہ اپنی بیوی کو فی الفور طلاق دینا چاہتا ہے ایک ہی وقت میں تو کس طرح دے ؟ ایک دم تین مرتبہ کہہ دے یا وقفہ دے کر ؟

(جواب ۸۶) غیر مدخولہ کو ایک طلاق دے دینا کافی ہے ایک ہی طلاق سے وہ بائن ہو جاتی ہے حالت

---

(۱) قال لها اختاري او امرك بيدك ينوي تفويض الطلاق او طلقي نفسك فلها ان تطلق في مجلس علمها به مشافهة او اخبارا وان طال يوما او اكثر مالم يوقت و يمضي الوقت قبل علمها مالم تقم لتبدل مجلسها حقيقة او حكما بان تعمل ما يقطعه مما يدل على الاعراض لانه تمليك فيتوقف على قبولها في المجلس لا توكيل لا تطلق بعده اى المجلس الا اذا زاد على قوله طلقي نفسك متى شئت او متى ماشئت او اذا ما شئت (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب تفويض الطلاق ۳ ۲۱۵ ط سعيد كراتشي)

طہر میں طلاق دینا بہتر ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

فصل بست و یکم
متفرقات

بیوی سے کہا "میں نے تجھ کو ثلاث ایک طلاق بائن دیا" تو کتنی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھ کو ثلث ایک طلاق بائن دیا تم جاؤ، تو اس کی بیوی پر کتنی طلاقیں واقع ہوں گی ؟

(جواب ۸۷) "زید کے اس قول سے کہ میں تجھ کو ثلث ایک طلاق بائن دیا" اس کی بیوی پر تین طلاقیں پڑیں اور وہ مطلقہ مغلظہ ہو گئی(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حالت حمل میں طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا

(سوال) زید کی شادی و نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا ہندہ سے زید نے بتاریخ ۱۶ مئی ۳۳ء وطن چلنے کے ئے کہا ہندہ نے انکار کیا س پر زید نے ہندہ کو طدق دیدی ہندہ اس وقت حاملہ تھی ہندہ کے ۷ جون ۳۳ء کو وضع حمل ہوا ہندہ کا خود اس کے والدین کا بیان ہے کہ زید نے تین چار مرتبہ طلاق دی یہ کہہ کر کہ "میں نے تجھ کو طلاق دی" زید انکاری ہے مگر حاکم کی رائے میں تین چار مرتبہ طلاق دینا ثابت نہیں البتہ ایک واقعہ یہ ثابت ہے کہ وقوعہ طلاق کے عین مابعد زید اور زید کے خسر و خود نائب قاضی صاحب ریاست بھوپال کے پاس گئے اور ان کے روبرو ایک استفتا پیش کیا اور واقعات زبانی زید کے خسر نے بیان کئے جن کی زید نے تردید نہیں کی اس استفتا اور واقعات سے جو زید کے خسر نے بیان کئے نائب

---

(۱) وقال لغير المزطوءة انت طالق واحدة و واحدة بالعطف - يقع واحدة بائنة ولا تلحقها الثانية لعدم العدة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب طلاق غير المدخول بها ۲۸۸/۳ ط سعيد كراتشي) قال لزوجته غير المدخول بها انت طالق ثلاثا وقعن وان فرق بانت بالاولى لاالى عدة ولذا لم تقع الثانية بخلاف الموطوءة حيث يقع الكل وكذا انت طالق ثلاثا متفرقات فواحدة (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب طلاق غير المدخول بها ۲۸٤/۳ سعيد كراتشي)

(۲) فالذي يعود الى العدد ان يطلقها ثلاثا في طهر واحد بكلمة واحدة او كلمات متفرقة او يجمع بين التطليقتين في طهر واحد بكلمة واحدة او بكلمتين متفرقتين فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الاول مطلب الطلاق البدعي ۳٤۹/۱ ط ماجديه كوئته) وقال ايضا ولو قال انت بثلاث وقعت ثلاث ان نوى ولو قال لم انولا يصدق اذا كان في حال مذاكرة الطلاق والا صدق و مثله بالفارسية " توبسه" على ما هو المختار للفتوى (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني في ايقاع الطلاق، الفصل الاول في الطلاق الصريح ۳۵۷/۱ ط مكتبه ماجديه كوئته)

قاضی صاحب نے یہ نتیجہ نکالا کہ طلاق رجعی ہو گئی طلاق بائن نہیں ہوئی نیز زید کا دعا ہے کہ نائب قاضی صاحب کے حکم کے بعد اس نے اپنے خسر کے سامنے رجعت کی۔ لیکن یہ ثابت نہیں ہے دوسری رجعت زید نے عدالت کے روبرو بتاریخ یکم نومبر ۳۳ء دوران حلفی بیان خود کی اور ہندہ کے وضع حمل ۷ جون ۳۳ء کو ہو چکا تھا لہذا بر بنائے واقعات مندرجہ بالا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مابین زید و ہندہ طلاق وارد ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۹ عبدالحنیف خاں

۱۴ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ م ۲۴ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۸) اس سوال میں وہ واقعات درج نہیں جن سے طلاق ہونے یا نہ ہونے کا حکم دیا جا سکے اسی طرح صحت رجعت و عدم صحت کا حکم بھی۔ اس سوال کا جواب اسی قدر ہو سکتا ہے کہ ثبوت طلاق کے لئے شہادت شرعیہ کی ضرورت ہے(۱) نائب قاضی کے سامنے زید کے خسر کا بیان شہادت طلاق کا کام نہیں دے سکتا(۲) اور رجعت عدت کے اندر ہو سکتی ہے(۳) اگر طلاق کا ثبوت ہو جائے تو عدت اس کی وضع حمل پر ختم ہو جاتی ہے وضع حمل سے پہلے رجعت ہوئی تو معتبر ہو گی ورنہ نہیں(۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تین طلاق دینے کے بعد جھوٹے گواہوں کی گواہی
سے عورت اس کے لئے حلال نہیں ہو گی

(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو طلاق دینے کے وقت پوچھا کہ تم کو کچھ ہے (یعنی حمل ہے) اس نے جواب میں کہا کہ ہم کو کچھ نہیں ہے اس شخص نے کہا کہ اگر کچھ ہو تو اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں اور اس نے تین طلاق پوری دی اور چند آدمیوں کے سامنے طلاق نامہ لکھ دیا اور پھر چند روز کے بعد اس نے کہا کہ میں نے شرطی طلاق دی ہے اور جھوٹے گواہ لے جا کر مفتی سے فتوی۔ کر اس عورت کو کام میں۔ ت ہے۔ المستفتی نمبر ۳۰۷ نیک مسلم نورانی کتب ڈیگون

۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۹) اگر شخص مذکور بلا شرط طلاق دے چکا ہے اور تین طلاقیں دی ہیں تو اس کی زوجہ اس

---

(۱) او ما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق والوكالة والوصية (الهندية كتاب الشهادة ٣/ ١٥٤ ط شركة علمية ملتان)

(٢) لا تقبل من اعمى ... والزوجة لزوجها وهو لها ولو في عدة من ثلاث والفرع لاصله وان علا وبالعكس للتهمة (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار كتاب الشهادات باب القبول وعدمه ٥/ ٤٧٨ ط سعيد كراتشي)

(٣) واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض لقوله تعالى "فامسكوهن بمعروف" من غير فصل (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ٢/ ٣٩٤ شركة علمية ملتان)

(٤) ولا بد من قيام العدة لان الرجعة استدامة الملك الا ترى انه سمي امساكا وهو الابقاء وانما يتحقق الاستدامة في العدة لانه لا ملك بعد العدة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ٢/ ٣٩٤ ط شركة علمية ملتان)

کے لئے حرام ہو چکی ہے (۱) جن لوگوں نے جھوٹی گواہی دی وہ سخت گناہ گار اور فاسق ہوئے (۲) اور ان کی جھوٹی گواہی کی بناء پر اور مفتی کے فتوے کی وجہ سے وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں ہو جائے گی کیونکہ مفتی کا فتوی تو بیان سائل پر ہوتا ہے اگر بیان جھوٹا ہو تو مفتی اس کا ذمہ دار نہیں اور نہ اس کے فتوے سے حرام چیز حلال ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شوہر نے بیوی سے کہا ”میں جاتا ہوں‘ تم طلاق لے لو‘ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کی منکوحہ عورت آٹھ ماہ میں بچہ جن چکی ہے اب زید کو کچھ دماغی عارضہ ہو گیا زید کو وہم ہوا کہ میری زوجہ نے مجھ پر جادو کروا دیا ہے اس خیال پر زوجہ کو مارا پیٹا اس نے اپنی جان کے خوف کے باعث اپنے عزیزوں کو اطلاع دی جنہوں نے زید کو مار پیٹ کر نکال دیا زید قریب ایک سال کے بعد اپنی زوجہ کے پاس گیا اور کہا کہ تم نے میری ہمدردی نہیں کی ہے اس لئے میں جاتا ہوں اگر تم چاہو تو طلاق نامہ کاغذ پر لکھ دوں عورت نے جواب دیا کہ اب مجھ کو دوسرا خاوند کرنا نہیں ہے جو تم سے طلاق لوں تمہاری خوشی ہو آنا یا نہ آنا اب تین سال کے بعد زید اپنی جورو سے متفق ہونا چاہتا ہے اس واسطے زید دریافت کرتا ہے کہ عورت مذکورہ میرے نکاح میں سے خارج تو نہیں ہوئی۔

المستفتی نمبر ۱۲۳۷ مستری صادق علی صاحب (ضلع بلند شہر)

۲۴ شعبان ۱۳۵۵ھ م ۱۰ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۰) صرف اس کہنے سے کہ میں جاتا ہوں تم چاہو تو طلاق لے لو اور عورت کا یہ کہنا کہ مجھے دوسرا خاوند کرنا نہیں ہے جو تم سے طلاق لے لوں تمہاری خوشی ہو آنا یا نہ آنا اس سے طلاق نہیں ہوئی (۳) میاں بیوی باہم زوجین کی طرح رہ سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والأصل فيه قوله تعالى "فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ٢ /٣٩٩ ط شركة علمية ملتان)

(٢) عن أبي بكرةؓ قال كنا عند رسول الله ﷺ فقال ألا أنبئكم بأكبر الكبائر ثلاثا الإشراك بالله و عقوق الوالدين و شهادة الزور وكان رسول الله ﷺ متكئا فجلس فما زال يكررها حتى قلنا ليته سكت (رواه مسلم في الصحيح كتاب الإيمان باب الكبائر وأكبرها ١/ ٦٤ ط قديمي كراتشي) عن أنسؓ عن النبي ﷺ في الكبائر قال الشرك بالله و عقوق الوالدين و قتل النفس وقول الزور (رواه مسلم في الصحيح باب الكبائر وأكبرها ١/ ٦٤ ط قديمي كراتشي)

(٣) کیونکہ یہ الفاظ طلاق صریح یا کنایہ میں سے نہیں ہیں، پس ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ كما في رد المحتار (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية وأراد اللفظ ولو حكما ليدخل الكتابة وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فأعطاها ثلاثة أحجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما أفتى به الخير الرملي وغيره الخ (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق ٣/ ط. سعيد كراتشي)

عورت نے کہا "میں اگر تم سے تعلق رکھوں' تو اپنے باپ اور بھائی سے تعلق رکھوں گی تو طلاق واقع نہیں ہوتی

(سوال) میری شادی ہوئے عرصہ سات سال کا ہوا میری اہلیہ ناخواندہ جاہل مزاج اور نافرمان ہے جب سے میری شادی ہوئی ہے میں کبھی خوش نہیں ہوں ہمیشہ نااتفاقی ہی رہتی ہے اس وقت دو لڑکے ہیں تین بچے ہوئے پہلا لڑکا قضا کر گیا دوسرا چار سال کا ہے تیسرا شیر خوار ہے میری پہلے سے منشا دوسرے نکاح کی ہے لیکن میری اہلیہ اس کے خلاف ہے اس رنجش کی وجہ سے اس نے عہد کر لیا ہے کہ میں اگر تم سے تعلق رکھوں گی تو اپنے باپ اور بھائی سے تعلق رکھوں گی تو میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے میرے نکاح میں ہے یا نکاح سے باہر ہو گئی مہر پانچ سو روپے دو سرخ دینار ہے علاوہ اس کے وہ بچوں کو نہیں چھوڑنا چاہتی ہے اس لئے کل باتوں سے مجھے مطلع فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۳۹ سید احمد علی صاحب (ضلع رائے پور ریاست کھیراگڈھ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

(جواب ۹۱) اہلیہ کے اس عہد کر لینے سے طلاق نہیں پڑتی(۱) اور نہ اس سے وطی کرنا شوہر کے لئے ناجائز ہوتا ہے شوہر وطی کر سکتا ہے اگر اہلیہ نے عہد مؤکد بقسم بھی کیا ہو جب بھی مرد کے لئے کچھ حرج نہیں اس کو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا(۲) اور بس آپ اس کو مسئلہ سمجھا کر اس سے تعلقات زوجیت قائم کریں اور جب اس کے بطن سے اولاد ہے تو اسی کے ساتھ نباہ کرنے کی کوشش کریں(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جب شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی' تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو پنچایت کے روبرو طلاق دیدی اور عورت کو گھر سے نکال دیا وہ عورت اپنے بھائی کے پاس چلی گئی اس کا بھائی پنچایت لے کر آیا اس نے زید سے پوچھا تم نے طلاق کیوں دی اس نے کہا میں نے نہیں رکھنی اس لئے طلاق دیدی آپ بتائیں کہ اس عورت کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۰۸ فضل الدین ٹیلر ماسٹر (جالندھر) ۵ رجب ۱۳۵۷ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۸ء

---

(۱) طلاق کا اختیار شریعت نے مرد ہی کو دیا ہے عورت کو یہ اختیار نہیں دیا گیا' كما في حديث ابن ماجه الطلاق لمن اخذ بالساق قال في الرد (قوله لمن اخذ بالساق) كناية عن ملك المتعة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳/۲۴۲ ط سعيد كراتشي) وقال في الدر لان الطلاق لا يكون من النساء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۳/۱۹۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) وهذا القسم فيه الكفارة لآية " واحفظوا ايمانكم" ولا يتصور حفظ إلا في مستقبل فقط ان حنث (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الايمان ۳/۷۰۸ ط سعيد كراتشي)

(۳) قال الله تعالى وان امرأة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا فلا جناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحا والصلح خير (النساء ۱۲۸)

(جواب ۹۲) جب کہ شوہر نے طلاق دیدی تو طلاق ہو گئی(۱) طلاق کتنی مرتبہ دی یہ معلوم نہ ہوا اگر ایک یا دو مرتبہ لفظ صدق کے ساتھ طدق دی تو رجعت ہو سکے گی (۲) اور تین مرتبہ دی ہو تو طلاق مغلظہ کا حکم ہو گا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے کئی دفعہ کہا "میں نے تجھ کو طلاق دی" تو بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئی

(سوال) مسماۃ ننھی بیگم زوجہ عبدالغنی ولد وزیر علی خاں ساکن قصبہ اجھانی ضلع بدایوں وارد حال شہر دہلی تخمیناً عرصہ دو سال سے اپنے شوہر سے نان نفقہ وصول کرنے سے عاجز ہے اور ضروریت کو پورا کرنے میں محتاج ہے۔ اور اس نے کئی مرتبہ کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی اور میں اپنے چچازاد بھائی کے یہاں چلی گئی ایسی صورت میں میرے واسطے کیا حکم ہے؟ (نمبر ۸) نشانی انگوٹھا مسماۃ ننھی بیگم

مورخہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۲۰ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۹۳) اگر خاوند کئی مرتبہ یہ کہہ چکا ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی تو عورت پر طلاق ہو چکی ہے (۴) وہ عدالت میں طلاق دینے کا ثبوت پیش کر کے حکم تفریق حاصل کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' مدرسہ امینیہ دہلی

صورت مسئولہ میں عورت پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مرد ہے جس کے نکاح میں عرصہ آٹھ سال سے ایک عورت تھی جس کو ہمیشہ مرد مذکور نکال کرتا تھا اور چودہ بار مرد مذکور نے طلاق دیا تھا عورت چلی جاتی تھی پھر بلا کر رکھ لیتا تھا مگر کبھی درمیان

---

(۱) یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغا عاقلا سواء کان حرا او عبدا طائعا او مکرها کذا فی الجوهرة النيرة (الفتاوی الهندية کتاب الطلاق الباب الاول' فصل فيمن يقع طلاقه و فيمن لا يقع طلاقه ۱/۳۵۳ ط ماجديه کوئٹه)

(۲) واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية کتاب الطلاق باب الرجعة ۲/۳۹٤ ط شرکة علميه ملتان)

(۳) وان کان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غيره نکاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها (الهداية کتاب الطلاق' باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط شرکة علميه ملتان)

(٤) صريحه مالم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية کطلقتک وانت طالق ومطلقة يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح واحدة رجعية وان نوى خلافها اولم ينو شيئا (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب الصريح ۳/۲٤۷ ط سعيد کراتشی) فالصريح قوله انت طالق مطلقة وطلقتک فهذا يقع به الطلاق الرجعي لأن هذه الالفاظ تستعمل في الطلاق ولا تستعمل في غيره فکان صريحا وانه يعقب الرجعة ولا يفتقر إلى النية (الهداية کتاب الطلاق باب ايقاع الطلاق ۳/۳۵۹ ط شرکة علميه ملتان)

فریقین کے اتفاق سے بار آخری مرتبہ نکال دینے کے بعد مرد نے اپنی دوسری شادی بھی کر لی ایسی صورت میں کہ وہ سب سے بے تعلق ہو چکا ہے عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

(جواب ۹۴) اگر واقعہ یہ ہے کہ چودہ بار مرد طلاق دے چکا ہے تو نکاح قائم رہنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے رجعت کا حق بھی دو طلاق تک رہتا ہے(۱) تیسری طلاق کے بعد عورت مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے(۲) پس بصورت صدق واقعہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

شوہر نے بیوی سے تین بار کہا ”تم کو چھوڑ دیا“ تو کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی سے تین بار کہا کہ تم کو چھوڑ دیا لیکن یہ الفاظ حالت غضب میں کہے تھے بعدہ شوہر نے انکار کر دیا کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی ہے اس معاملہ میں چار شخص موجود تھے ایک اہل ہنود ایک والد عورت کا اور دو شخص دیگر یہ چار شخص حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ خاوند نے واقعی الفاظ مذکورہ کہے ہیں مگر جو شخص دوسرے ہیں وہ خاوند کے مخالف ضرور ہیں۔

(جواب ۹۵) اگر خاوند نے یہ الفاظ کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا طلاق کی نیت سے کہے ہوں تو ایک طلاق بائن پڑی اور نیت طلاق نہ ہو تو طلاق نہیں ہوئی(۳) اگر وہ نیت طلاق کا انکار کرے یا ان الفاظ کے کہنے سے ہی منکر ہو اور گواہ بھی نہ ہوں یا قابل اعتماد نہ ہوں تو خاوند کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا(۴)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

---

(۱) قال الله تعالى: الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان (البقرة ۲۲۹) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة ۲/ ۳۹۴ ط شركة علمية ملتان)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فالمراد الطلقة الثالثة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۳۹۹/۲ ط شركة علمية ملتان)

(۳) فالكنايات لا تطلق بها قضاء إلا بنية او دلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق او الغضب فنحو اخرجي واذهبي وقومي يحتمل ردا ونحو خلية برية حرام بائن يصلح سبا ونحو اعتدي واستبرئي رحمك سرحتك فارقتك لا يحتمل السب والرد ففي حالة الرضا اي غير الغضب والمذاكرة تتوقف الاقسام الثلاثة تاثيرا على نية للاحتمال وفي الغضب توقف الاولان ان نوى وقع إلا لا وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الاول فقط ويقع بالاخيرين ان لم ينو (تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ۳/ ۲۹۶ ط سعيد كراتشي) اردو میں لفظ ”چھوڑ دیا“ صریح ہے یا کنایہ؟ اس سے طلاق واقع ہونے کے لئے نیت شرط ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق تفصیلی بحث جواب نمبر ۴ حاشیہ نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) والقول له بيمينه في عدم النية ويكفي تحليفها له في منزله فان ابى رفعته للحاكم فان نكل فرق بينهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الكنايات ۳۰۰/۳ ط سعيد كراتشي)

طلاق یا خلع کے بغیر میاں بیوی میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲ء)

(سوال) ایک مسلمان کے گھر غیر کی منکوحہ عورت دس بارہ سال سے رہتی ہے اور اس مرد کے اس عورت کے بطن سے چند بچے بھی پیدا ہو چکے ہیں وہ عورت اپنے شوہر کے گھر ہر گز نہیں جاتی اور شوہر اس کو طلاق نہیں دیتا یہ نکاح بغیر طلاق کے کسی طرح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اور یہ عورت مرد مذکور پر کسی طرح حلال ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ عرصہ مدید کی موانست اور بچوں کی محبت بھی مانع مفارقت ہے۔

(جواب ۹۶) اس عورت کا پہلے خاوند سے نکاح کسی صورت سے فسخ کرایا جائے اور کوئی صورت ممکن نہ ہو تو کم از کم ایلا کی صورت پیدا کر کے چار ماہ کے بعد وقوع طلاق کا حکم دیا جائے گا(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ

پیر کے کہنے سے کہ ”اگر ہماری تابعداری کے خلاف کیا“ تو تمہاری عورت پر طلاق پڑ جائے گی‘ مریدین کی عورتوں پر طلاقیں نہیں ہوتیں

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۳۴ء)

(سوال) ایک مولوی جو نماز پنجگانہ کا پابند نہیں‘ ہر روز سینما دیکھتا ہے قوالی اور گانا سنتا ہے ساری رات گانے کی محفل میں جاگے اور نماز فجر کے وقت سو جائے اور اپنے متبعین سے یہ عہد لے کہ تم پر ہماری تابعداری ہر طرح فرض ہے اگر اسکے خلاف کیا تو تمہاری عورت پر طلاق پڑ جائے گی اس کے چیلے یہ سن کر جواب نہیں دیتے بلکہ سب کے سب تسلیم کرتے ہیں کیا واقعی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں ان کی عورتوں پر طلاق پڑ جائے گی ؟

(جواب ۹۷) یہ شخص اگرچہ نام کا عالم ہو مگر درحقیقت عالم نہیں ہے جاہل ہے اس کی متابعت کرنا ناجائز ہے اور اس کا خلاف کرنے سے کسی شخص کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی(۲) کیونکہ محض اس کے اس کہنے سے کہ جو میرا خلاف کرے گا اس کی بیوی پر طلاق ہو جائے گی کوئی طلاق معلق نہیں ہو گی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر یہ قسم کھالیوے کہ واللہ میں تیرے قریب چار ماہ تک نہ جاوں گا اور پھر چار ماہ تک نہ گیا تو بے شک اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالی للذين يؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاؤا فان الله غفور رحيم وان عزموا الطلاق فان الله سميع عليم (البقرة . ۲۲۶ - ۲۲۷) وقال في الهداية اذا قال الرجل لامرأته والله لا اقربك او قال والله لا اقربك اربعة اشهر فهو مول فان وطئها في الاربعة الاشهر حنث في يمينه ولزمته الكفارة وسقط الايلاء وان لم يقربها حتى مضت اربعة اشهر بانت منه بتطليقة (الهداية، كتاب الطلاق باب الايلاء ۲/ ۴۰۱ ط شركة علميه ملتان) و كذا في الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الايلاء ۳/ ۴۲۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) لا يقع طلاق المولى على امرأة غيره لحديث ابن ماجه " الطلاق لمن اخذ بالساق" الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/ ۲۴۲ ط سعيد كراتشي- وقال في الرد (قوله واهله زوج عاقل بالغ مستيقظ) احترز بالزوج عن سيد العبد ووالد الصغير (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشي) وقال في الدر او يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مكرها (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۶ ط سعيد كراتشي)

دوسرا باب

فسخ و انفساخ

فصل اول

عمر قید زوج

شوہر بیس سال کے لئے قید ہو گیا، تو عورت نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) عرصہ تقریباً سات سال کا ہوا جب کہ سائلہ کی عمر تقریباً سات سال کی تھی اور قطعی نابالغ تھی بلا علم و اجازت و بلا رضامندی سائلہ نکاح سائلہ ہمراہ محمد صدیق ولد محمد دین ہوا تھا جس میں رضامندی محض بزرگان فریقین تھی اس وقت زوج کی عمر تقریباً چودہ سال تھی بعد نکاح زوجہ بر مکان زوج بہ سبب علالت خسر مرحوم عرصہ ڈیڑھ سال ہوا صرف ڈیڑھ ماہ کے لئے گئی تھی اور اس دوران میں کسی قسم کا کوئی واسطہ زوجہ کا زوج سے نہیں ہوا اور نہ تاہنوز زوجہ یہ جانتی ہے کہ زوج سے کیا واسطہ اور تعلق ہوتا ہے اب تقریباً ڈیڑھ دو ماہ گزرے کہ زوج کو ایک مقدمہ قتل میں جنم قید ہو گئی ہے جس کی مدت کم از کم بیس سال ہوتی ہے زوجہ کی عمر اس وقت چودہ پندرہ سال ہے اور کوئی اثاثہ ایسا نہیں ہے جس سے وہ اپنی گزر اوقات کر سکے اور دن کو مار سکے نیز زوجہ کی خوشی اور رضامندی زوج کے ساتھ نہیں ہے اور زوج کا باپ بھی زندہ نہیں ہے اب وہ نکاح ثانی کس طرح کر سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۷ امۃ الکبیر معرفت منشی محمد صدیق مختار عام ہمدرد دواخانہ، دہلی

۱۰ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۸ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۹۸) ایسی حالت میں کہ خاوند کو عمر قید ہو گئی ہے اور کوئی اثاثہ بھی زوجہ کے نفقہ کے لئے نہیں چھوڑا تو کوئی مسلمان حاکم اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے بعد حکم فسخ عورت دوسرا نکاح کر سکے گی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) اس صورت میں حنفیہ کا اصل مذہب یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور عورت کو بغیر طلاق دیئے شوہر کے دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں کما فی الدر المختار اولا يفرق بينهما بعجزه عنها الثلاثة ولا بعدم ايفائه لو غائبا حقها (كتاب الطلاق باب النفقة ۳ / ۵۹۰ ط سعيد كراتشي) لیکن بعض دیگر ائمہ ایسی صورت میں فسخ نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں اور حنفی کو بضرورت شدیدہ اس پر عمل کرنا درست ہے اور امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دینا صحیح ہوگا البتہ احوط یہ ہے کہ جس کا مذہب تفریق و فسخ نکاح کا ہے اسی سے فسخ کرائے کما في الدر المختار وجوزه الشافعي باعسار الزوج و بتضررها بغيبته ولو قضى به حنفي لم ينفذ نعم لو امر شافعيا فقضى به نفذ اذا لم يرتش الآمر والمامور بحر (درمختار) وقال في الرد (جاری ہے)

قیدی کی بیوی کا کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص کو کالے پانی کی سزا بتعین ۲۰ سال کی ہوئی ہے اور اس کی بیوی جوان ہے وہ اس عرصہ تک نہیں رہ سکتی اور اپنی شادی کرنا چاہتی ہے تو ایسی صورت میں عقد ثانی کا کیا حکم ہے؟
المستفتی نمبر ۲۲۲ قاضی عبدالرؤف دھوانہ ضلع میرٹھ

۱۲ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ م ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۹۹) اگر ممکن ہو تو اس قیدی شوہر سے طلاق حاصل کرلی جائے لیکن اگر حصول طلاق کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر یہ حکم ہے کہ اگر عورت اتنی طویل مدت تک صبر نہ کرسکتی ہو یا اس کے نفقہ کی کوئی صورت خاوند کی جائداد وغیرہ سے نہ ہو تو کسی مسلمان حاکم نے نکاح فسخ کرالیا جائے - اور بعد فسخ نکاح وانقضائے عدت دوسرا نکاح کردیا جائے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر نہ طلاق دیتا ہے' نہ نان ونفقہ' تو بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید بمقدمہ خون ریاست نیپال میں گرفتار ہوا اور سولہ برس تک حوالات میں رہا اب اس کے مقدمہ کا فیصلہ ہوا اور سزا دائم الحبس کی دی گئی زید اپنی زوجہ کو نہ طلاق دیتا ہے نہ نان نفقہ دیتا ہے کیا ایسی صورت میں اس کی زوجہ بغیر طلاق دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) والحاصل ان عند الشافعي اذا اعسر الزوج بالنفقة فلها الفسخ وكذا اذا غاب وتعذر تحصيلها منه على ما اختاره كثيرون منهم لكن الاصح المعتمد عندهم ان لا فسخ ما دام موسرا قال في غرر الاذكار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ينصب القاضي الحنفي نائبا ممن مذهبه التفريق بينهما اذا كان الزوج حاضرا وابى عن الطلاق ' لان دفع الحاجة الدائمة لا يتيسر بالاستدانة اذ الظاهر انها لا تجد من يقرضها وغنى الزوج مآلا امر متوهم فالتفريق ضروري اذا طلبته وان كان غائبا لا يفرق لان عجزه غير معلوم حال غيبته - والحاصل ان التفريق بالعجز عن النفقة جائز عند الشافعي حال حضرة الزوج وكذا حال غيبته مطلقا او ما لم تشهد بينة باعساره الآن كما علمت مما نقلناه عن التحفة والحالة الاولى جعلها مشايخنا حكما مجتهدا فيه فينفذ فيه القضاء دون الثانية . نعم يصح الثاني عند احمد كما ذكر في كتب مذهبه و عليه يحمل ما في فتاوى قارى الهداية حيث سئل عمن غاب زوجها ولم يترك لها النفقة فاجاب اذا اقامت بينة على ذلك وطلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب وفي نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ' باب النفقة ۳/ ۵۹۰ ط سعيد كراتشي) البتہ علماء حنفیہ جن میں ہندو پاکستان کے ممتاز علماء شامل ہیں نے بھی دار القضاء اور جماعت المسلمین کے ذریعہ تفریق کی اجازت دی ہے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۲ ط دار الاشاعت کراچی۔

(۱) ومن اعسر بنفقة امرأته لم يفرق بينهما و يقال لها استديني عليه وقال الشافعي يفرق لانه عجز عن الامساك بالمعروف فينوب القاضي منابه في التفريق (الهداية كتاب الطلاق' باب النفقة ۲/ ۴۳۹ ط شركة علمية ملتان) جواب نمبر ۹۸ حاشیہ نمبر ۱ کے تحت درج تفصیل کا ملاحظہ فرمائیں

(جواب ۱۰۰) اس صورت میں عورت حاکم مجاز سے اپنا نکاح فسخ کرا کے اور عدت گزار کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے بغیر حکم فسخ دوسرا نکاح جائز نہیں ہے(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل دوم

نافرمانئ زوجہ

عورت کے بھاگ جانے سے عورت اپنے شوہر کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوتی

(سوال) مسماۃ کرم جی بنت جمال الدین کی شادی رحمت اللہ سے ہوئی عرصہ دس سال تک زن و شو میں اتفاق رہا اور دو لڑکیاں بھی ہوئیں ازاں بعد نفاق و رنجش باہمی کی وجہ سے مسماۃ اپنے والدین کے گھر رہی کئی سال تک دخل زوجیت کا مقدمہ عدالت ہائی کورٹ تک پہنچا رحمت اللہ کامیاب ہوا مگر مسماۃ کو جب عدالت سے سپرد کئے جانے کا حکم ہوا تو مسماۃ مع اپنی دختران اور برادر خود کے شہر سے فرار ہو گئی گیارہ سال تک روپوش رہی اپنی گزر اوقات طریقہ ناجائز سے متفرق شہر و دیار میں کرتی رہی اس وقت تک شوہر نے کوئی پتہ رسی نہیں کی مسماۃ اسی صورت سے گزر کرتی ہے اور ہر دو دختران کی شادی بھی کر دی اب سوال یہ ہے کہ مسماۃ اپنے شوہر کے نکاح سے علیحدہ ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۱ عبدالرحمن خاں جے پور

۲۲ رمضان ۱۳۵۲ھ ۹ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۱) مسماۃ مذکورہ ابھی تک رحمت اللہ کی زوجیت سے علیحدہ نہیں ہوئی(۲) علیحدگی کے لئے لازمی ہے کہ یا تو رحمت اللہ طلاق دیکر علیحدہ کرے یا پھر کوئی مسلمان حاکم ان دونوں کی صورت حال معلوم کر کے جب اجتماع اور نباہ کو ناممکن سمجھے تو ان کا نکاح فسخ کر کے تفریق کا حکم دے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) آج کل بضرورت شدیدہ اس مسئلہ میں مالکیہ کے مذہب پر فتویٰ دیا گیا ہے جس کی پوری تفصیل الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ للتھانوی رحمہ اللہ تعالی میں مذکور ہے دیکھیں ص ۷۲ حکم زوجہ عنت عبر مفقود - نیز کچھ تفصیل جواب نمبر ۹۱ کے حاشیہ نمبر میں بھی ہے - فقط

(۲) نکاح شوہر ہی توڑ سکتا ہے بوقت ضرورت شریعت نے قاضی کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار دیا ہے عورت کے ہاتھ میں یہ معاملہ نہیں رکھا گیا ہے کما قال فی الدر المختار لان الطلاق لا یکون من النساء (الدر المختار مع ھامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۰ ط سعید کراتشی) ولحدیث ابن ماجہ الذی ذکر صاحب الدر والرد (قولہ الطلاق لمن اخذ بالساق) کنایۃ عن ملک المتعۃ (ھامش رد المحتار' مع الدر المختار' کتاب الطلاق ۳/۲۴۲ ط سعید کراتشی)

(۳) ویکون واجبا اذا فات الامساک بالمعروف کما فی امرأۃ المجبوب والعنین بعد الطلب ولذا قالوا اذا فاتہ الامساک بالمعروف ناب القاضی منابہ فوجب التسریح بالاحسان (البحر الرائق کتاب الطلاق ۳/۲۵۵ ط دار المعرفۃ بیروت)

فصل سوم

عدم نان نفقہ

نان و نفقہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) میری منکوحہ بیوی نے عدالت انگریزی پنجاب میں دعویٰ دائر کیا کہ چونکہ میرے شوہر نے ساڑھے تین سال سے نان نفقہ ادا نہیں کیا لہذا مجھے نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی جائے عدالت نے میری حاضری کا سمن جاری کیا چونکہ میں غیر ملک میں تھا میں نے جواب دعویٰ تحریری روانہ عدالت کیا جو کسی خاص وجہ سے عدالت میں پیش نہیں کیا گیا میری بیوی نے جو فتوے عدالت میں پیش کئے اس میں تحریر ہے کہ اگر شوہر بیوی کے حقوق ادا کرنے سے انکار کرے اور خرچ بھی نہ دے تو جدائی ہو سکتی ہے پیشتر اس کے کہ عدالت مجھ سے کوئی تحریر طلب کرے عدالت نے سمن بذریعہ اشتہار جاری کر کے یکطرفہ ڈگری دیکر میری بیوی کو نکاح ثانی کی اجازت دیدی کیونکہ میرا جواب دعویٰ عدالت میں پیش نہیں ہوا۔ المستفتی نمبر ۳۶۲، ۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ یکم جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۲) عدالت کو خاوند سے جواب لینا چاہئے تھا اور اگر وہ نفقہ دینے یا طلاق دینے سے انکار کرتا تو پھر وہ فسخ نکاح کا حکم کر سکتی تھی لیکن اگر مسلمان حاکم نے فسخ نکاح کا حکم اس بناء پر کر دیا ہے کہ خاوند کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا اور نہ موصول ہونے کی امید تھی تو اس کا حکم صحیح ہو گیا اور اگر انقضائے عدت سے قبل خاوند آجائے اور بیوی کے حقوق نفقہ ادا کر کے اسے راضی کر لے تو بیوی اس کو مل سکتی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر جب خبر نہ لے تو بیوی تفریق کے لئے کیا کرے ؟

(سوال) ایک عورت عظمن نامی کا عرصہ ۱۴-۱۵ سال ہوئے ایک شخص زید کے ساتھ نکاح ہو چکا ہے نکاح کے سال بھر ہی کے اندر شوہر نے ناراضی سے اس کو اس کے میکے پہنچا دیا اور اس وقت سے آج تک ایک کوڑی خرچ کو نہ دی اور نہ کوئی خبر لی اور نہ عورت کے بلانے کی خواہش کی کئی بار اس کے شوہر سے کہا گیا کہ اگر تم کو اسے رکھنا منظور نہیں تو اسے طلاق دے دو تو وہ کہتا ہے کہ طلاق ہی سی ہے مجھے کیا وہ جو چاہے کرے چونکہ عورت کو کھانے پینے کی تنگی رہی اس لئے اس کا ایک شخص سے ناجائز تعلق ہو گیا اور وہ اس کا کفیل ہے بستی والے کہتے ہیں کہ تو نکاح کر لے نکاح پڑھنے والے کہتے ہیں کہ جب طلاق

---

(۱) جو شخص باوجود قدرت کے بیوی کے حقوق نان و نفقہ وغیرہ ادا نہ کرے وہ متعنت کہلاتا ہے اس کا حکم بھی بوقت ضرورت شدیدہ ستم رسیدہ مستورات کی رہائی کے لئے مالکیہ کے مذہب سے لیا گیا ہے 'جو الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ حکم زوجہ متعنت فی النفقہ میں مذکور ہے' دیکھئے صفحہ ۷۳۔

نہیں ہوئی تو نکاح کیسے ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۶۷ حافظ محمد وجاہت حسین (ضلع اٹاوہ) ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۳۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۳) یہ صحیح ہے کہ عورت جب تک پہلے شخص کے نکاح میں ہے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا، لیکن جب کہ زوج اول طلاق نہیں دیتا تو اول تو لوگوں کو چاہئے کہ اسے مجبور کریں کہ یا تو اپنی بیوی سے نباہ کرے اور اس کا کفیل ہو یا طلاق دیدے(۲) اگر وہ نہ مانے تو اس کا مقاطعہ کردیں اور عورت عدالت میں بوجہ عدم کفالت شوہر کے فسخ نکاح کا دعوی کردے اور عدالت تحقیقات کرکے اگر ثابت ہو جائے کہ فی الحقیقت شوہر کا ظلم ہے تو نکاح کو فسخ کردے یہ حکم مسلمان حاکم کی عدالت سے حاصل کیا جائے اور بعد حصول حکم عدت پوری کرکے عورت کا دوسرا نکاح کردیا جائے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

شوہر نان و نفقہ نہ دے اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے تو بیوی علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی شادی کی، شادی ہو جانے پر قریب چار برس ہو چکے نہ تو وہ عورت کو لینے جاتا ہے نہ اس کو کچھ خرچ دیتا ہے لڑکی کے ماں باپ چاہتے ہیں اور کہلاتے ہیں دوسروں سے مگر اس کا شوہر نہ اس کا خسر لینے نہیں آتا اور نہ کچھ جواب دیتا ہے کیا کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۹۰۶ منشی مقبول احمد (چھکوہی) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۴) اس لڑکی کا نکاح کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے فسخ کرانا چاہئے اور جب نکاح فسخ کردیا جائے تو پھر دوسرا نکاح ہو سکے گا(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

نان و نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق کی کیا صورت ہوگی؟

(سوال) ایک شخص اپنی زوجہ کو بغیر نان و نفقہ اور مکان سکنیٰ کے چھوڑ کر چلا گیا اور اس کی زوجہ جوان

---

(۱) كل صلح بعد صلح فالثاني باطل وكذا النكاح بعد النكاح – والاصل ان كل عقد اعيد فالثاني باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الصلح ٥ ٦٣٦ ط سعيد كراتشي)

(۲) ويجب الطلاق لو فات الامساك بالمعروف (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' ٢٢٩/٣ ط سعيد كراتشي) وقال في البحر و يكون واجبا اذا فات الامساك بالمعروف كما في امرأة المجبوب والعنين بعد الطلب وكذا قالوا اذا فاته الامساك بالمعروف ناب القاضي منابه فوجب التسريح بالاحسان (البحر الرائق كتاب الطلاق ٢٥٣/٣ ط دار المعرفة بيروت)

(۳) دیکھئے الحیلة الناجزة' حکم زوجہ متعنت ص ۷۳ ط دار الاشاعت کراچی

(٤) نعم يصح الثاني عند احمد كما ذكر في كتب مذهبه و عليه يحمل ما في فتاوى قارى الهداية حيث سأل عمن غاب زوجها ولم يترك لها النفقة فاجاب اذا اقامت بينة على ذلك و طلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب و في نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب النفقة ٥٩١/٣ ط سعيد كراتشي)

عین شباب میں تھی اس نے بشدت تمام پورے دو سال انتظار کھینچ کر اپنی حاجت بعض علمائے کرام کے سامنے پیش کی اور اپنی ہر قسم کی ضرورت سنائی اس پر علمائے اہل حدیث نے اس کو فسخ نکاح کی اجازت دی اور ایک عالم نے اس کا نکاح فسخ کر دیا اب اس نے دوسری جگہ اپنا نکاح کر لیا ہے' یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۸۷۶ محمد اسمٰعیل (ضلع لائلپور) ۲۵ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) اگر عورت مجبور و مضطر تھی تو اس کا نکاح فسخ کر دینا اس حالت میں جائز تھا مگر فسخ کرنے کا حق یا تو با اختیار حاکم کو یا جماعت مسلمین باشرع کو تھا (۱) کسی ایک عالم کو یہ حق نہیں تھا اس لئے نکاح ثانی جائز نہیں ہوا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جو شوہر عرصہ نو سال تک بیوی کی خبر گیری نہ کرے' تو وہ عورت کیا کرے ؟

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو عرصہ نو سال سے ترک کر رکھا ہے نہ اس کو اپنے مکان پر لے جاتا ہے نہ نان و نفقہ کی خبر گیری کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے عورت جوان ہے ایسی صورت میں کیا حکم ہے ؟ نیز وہ اپنا مہر لینے کی حقدار ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۰۶) زوجہ کو حق ہے کہ مسلمان جج کی عدالت سے ایکٹ نمبر ۸ ۱۹۳۹ء کے تحت اپنا نکاح فسخ کرا لے پھر عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکے گی (۳) زوجہ اپنا مہر لینے کی حقدار ہے (۴)

شوہر جب نان و نفقہ نہ دے تو بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) آج ایک عرصہ دراز ہوا زید اپنے مکان پر نہیں آتا ہے اور نہ اپنی عورت کو خوراک و پوشاک کا خرچ ادا کرتا ہے زید کے والدین غریب ہیں وہ عورت اپنے ماں باپ کے گھر میں آکر پرورش ہوتی ہے اسی اثناء میں ایک خط زید نے بذریعہ ڈاک اپنے والد کے نام روانہ کیا اس خط میں زید لکھتا ہے کہ میری

---

(۱) دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ' ص ۳۳' ص ۳۴ ط دار الاشاعت کراتشی)

(۲) کل صلح بعد صلح فالثانی باطل وكذا النكاح بعد النكاح- والاصل ان كل عقد اعيد فالثانی باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' كتاب الصلح ٥/ ٦٣٦ ط سعيد كراتشی)

(۳) وعليه يحمل ما فی فتاوی قاری الهداية حيث سئل عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بينة على ذلك و طلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب و فی نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفی ان يزوجها من الغير بعد العدة (هامش رد المحتار ' كتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۱ ط سعيد كراتشی)

(٤) و تجب العشرة ان سماها او دونها و يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر ويتاكد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما (در مختار) وقال فی الرد . و افاد ان المهر وجب بنفس العقد- و انما يتاكد لزوم تمامه بالوطء و نحوه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح باب المهر ۳/ ۱۰۲ ط سعيد كراتشی)

عورت کی چوڑیاں توڑ دو اس ملک اڑیسہ میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی عورت بیوہ ہوتی ہے تو اس کی چوڑیاں توڑ دی جاتی ہیں وہ خط اب گم شدہ ہے مگر اس خط کے پڑھنے والے دو شخص گواہی دیتے ہیں کہ اس خط میں زید کی لکھائی (ہینڈ رائٹنگ) موجود ہے اور اس میں وہ لکھتا ہے کہ میری عورت کی چوڑیاں توڑ دو وہ عورت نوجوان ہے اور کسی سے نکاح کرنا چاہتی ہے اس صورت پر اس گم شدہ خط کے مضمون کے موافق عورت پر طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہیں اور وہ عورت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔
المستفتی نمبر ۱۳۴۱ مولوی شیخ غلام صاحب (اڑیسہ)

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۸ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۷) اس خط پر طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا(۱) مگر جب زوجہ کے نان و نفقہ کی کوئی صورت نہ ہو یا وہ بغیر شوہر کے اپنے نفس کو حفاظت عصمت پر قادر نہ سمجھے تو کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے وہ اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بعد حصول حکم فسخ و انقضاء عدت وہ دوسرا نکاح کر سکے گی(۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ٬ دہلی

نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) مسماۃ تمیز النساء کا نکاح چار سال کا عرصہ ہوا کہ مسمی عبد الکریم سے ہوا تھا اس نے چار سال کے اندر نہ حق زوجیت ادا کیا اور نہ نان و نفقہ دیا بلکہ جب کبھی گئی مار پیٹ کر نکال دیا مجبور ہو کر اس نے عدالت میں نان و نفقہ و مہر کا دعوی دائر کیا چنانچہ وہ ڈگری ہو گیا پھر بھی اس نے کچھ نہیں دیا مجبوراً اس کو قید کرا دیا نہ وہ طلاق دیتا ہے اور نہ زر مہر ادا کرتا ہے اور نہ نان و نفقہ دیتا ہے اس میں نہ اتنی طاقت ہے کہ وہ زر خرچہ قید ادا کرتا ہے اور نہ اس میں طاقت ہے کہ بسر اوقات کرے چونکہ جوان العمر ہے لہذا وہ بیٹھ نہیں سکتی اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ وہ مرتد ہو کر کسی غیر مذہب کے ساتھ چلی جائے لہذا علمائے دین سے سوال ہے کہ خدا کے واسطے کوئی ایسی سبیل بتائیے کہ جس سے وہ اس مصیبت سے نجات پائے آپ کو اجر عظیم ہوگا۔ المستفتی نمبر ۱۴۷۴ جناب قاضی بشیر الدین صاحب (میرٹھ)

۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۷ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۸) ایسی مجبوری اور ضرورت کے وقت عورت کو حق ہے کہ وہ کسی مسلمان حاکم کی

( ) اس لئے کہ جو الفاظ شوہر نے کہے ہیں "میری عورت کی چوڑیاں توڑ دو" یہ طلاق صریح یا کنایہ کے الفاظ نہیں ہیں پس ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی کما فی الدر المختار (قولہ رکنہ لفظ مخصوص) ہو ما جعل دلالۃ علی معنی الطلاق من صریح او کنایۃ - وبہ ظہر ان من تشاجر مع زوجتہ فاعطاہا ثلاثۃ احجار ینوی الطلاق ولم یذکر لفظا لا صریحا ولا کنایۃ لا یقع علیہ (ہامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعید کراتشی)

(۲) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرالے کوئی مسلمان حاکم فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے اور بعد حصول حکم فسخ و انقضاء عدت عورت دوسرا نکاح کرنے کی مجاز ہوگی(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

نو سال تک جس عورت کے شوہر نے خبر نہیں لی‘ اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال) ہندہ کی شادی ہوئے تقریباً چودہ سال گزرے ہیں اور ایک لڑکا بارہ سال کا ہے لیکن تقریباً ۹ سال ہوگئے کہ ہندہ کے شوہر نے بیوی بچے کی کوئی خبر نہیں لی اور نہ روٹی کپڑا دیا اس عرصہ میں ایک دفعہ جہاں کہ ہندہ کا شوہر تھا اس کے پاس اس کے بیوی بچے کو لیکر گئے لیکن اس نے کوئی خبر گیری ان کی نہ کی بلکہ اس نے گھر میں آنا چھوڑ دیا دوسرا موقع اس کو ایک اور آیا کہ وہ اپنی بیوی بچے کے ساتھ رہے لیکن وہ وہاں سے بھی چھوڑ کر چلا گیا اب ۹ سال گزر گئے ہیں کہ بیوی بچے کی روٹی کپڑے کی یا خرچ وغیرہ کی کوئی خبر نہ لی اس صورت میں شرع کیا اجازت دیتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۴ حاجی محمد بشیر صاحب -ریاست جیند (ضلع دادری)

۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳ء

(جواب ۱۰۹) بیوی کو حق ہے کہ وہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرالے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرے(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

کیا شافعی المذہب عورت نان و نفقہ نہ ملنے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے؟

(سوال) ایک عورت کی شادی ہوئے چار پانچ مہینے شوہر کے پاس تھی بعدہ نااتفاقی کے باعث شوہر نے زوجہ کو اس کے والدین کے گھر پہنچا دیا اور خود نے دوسری زوجہ سے نکاح کر لیا اس کو آج سات سال ہوگئے سات سال کی مدت میں شوہر نے زوجہ کی کوئی بھی کسی طرح سے خبر گیری نہیں کی نہ نان و نفقہ پہنچایا اور شوہر کو اس مذکورہ زوجہ سے نفرت بھی ہے مگر زوجہ میں کسی بات کا عیب نہیں اور شوہر طلاق بھی نہیں دیتا زوجین مقلد شافعیہ ہیں سات سال نان و نفقہ نہ بھیجتے ہوئے بغیر طلاق کے ثانی نکاح ہو سکتا

---

(۱) قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشایخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضرا و ابی عن الطلاق – والحاصل ان التفریق بالعجز عن النفقة جائز عند الشافعی حال حضرة الزوج وکذا حال غیبته او مالم تشهد بینة باعساره الآن – نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذهبه و علیه ما یحمل فی فتاوی قاری الهدایة حیث سئل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۱ ط سعید کراتشی) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۲) ایضاً حواله سابقه

ہے یا نہیں) شوہر کرنے پر راضی ہے۔

المستفتی سید کمال الدین صاحب (ضلع قلابہ) ۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۰) بغیر طلاق یا فسخ کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ہاں قاضی سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے بعد فسخ کے عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکے گی(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

شوہر بیوی کو نان و نفقہ نہ دے' تو اس کی شرعی تدبیر کیا ہے؟

(سوال) مسماۃ زینب کا نکاح بحالت نابالغی اس کے والدین نے زید کے ساتھ کر دیا لڑکی ہنوز نابالغہ تھی کہ زید سنگاپور چلا گیا جس کو تقریباً بارہ سال ہو گئے وہاں زید نے دوسری شادی کر لی اور اس کی زوجہ ثانیہ سے دو بچے پیدا ہو گئے اپنی زوجہ اولیٰ یعنی زینب کی کوئی خبر گیری نہیں کرتا اتنے زمانے کے بعد صرف تیس روپے اور خط روانہ کیا جس کو آٹھ ماہ ہوتے ہیں ہر چند کوشش کی جاتی ہے کہ وہ مکان آئے یا اپنی زوجہ اولیٰ کو بھی اپنے پاس بلا دے مسماۃ زینب سخت پریشان ہے اور اب مجبوراً عقد ثانی کرنے کے لئے بے چین اور تیار ہے کیونکہ اس کے والدین بھی قضا کر گئے ہیں جس کی وجہ سے اور بھی اسکی زندگی وبال جان ہے شوہر نہ خرچ دیتا ہے اور نہ اپنے پاس سنگاپور بلاتا ہے اور نہ خود آتا ہے اس صورت میں زینب مذکورہ کے عقد ثانی کی کیا صورت ہے۔ اس کا نکاح ثانی صحیح ہوگا یا نہیں؟ **المستفتی** نمبر ۱۹۴۱ حافظ ولی اللہ صاحب (اعظم گڑھ) ۳۰ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) زینب کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرے اور حاکم بعد تحقیقات بربنائے عدم وصول نفقہ و خطرہ عصمت نکاح فسخ کر دے اور پھر بعد عدت نکاح ثانی کر لے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شوہر نان و نفقہ نہ دے' تو نکاح ثانی کا حکم

(سوال) میں ایک غریب دکھیا ہوں محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہوں میری ایک بڑی بیٹی جس کی شادی کو چودہ سال ہو گئے ہیں اس کے خاوند میں اور اس میں کھٹ پٹ ہو گئی ہے آٹھ یا نو سال

---

(۱) وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغيبته ولو قضى به حنفي لم ينفذ، نعم لو امر شافعيا فقضى به نفذ (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب النفقة ٣/ ٥٩٠ ط سعيد كراتشي) وقال في الهداية وقال الشافعي يفرق لانه عجز عن الامساك بمعروف فينوب القاضي منابه في التفريق (الهداية كتاب الطلاق باب النفقة ٢/ ٤٣٩ ط شركة علميه ملتان)

(۲) هذا في الاصل مذهب مالك افتى به علمائنا الحنفية و تفصيل المسئلة في الرسالة المؤلفة في هذا الباب المسماة بالحيلة الناجزة للحليلة العاجزة، بحث حكم زوجه متعنت في النفقة ص ٧٣ ط دار الاشاعت كراچی

سے میرے پاس ہے اور اسکی پانچ سالہ لڑکی بھی یہیں پر ہے آٹھ سال کے عرصہ میں مجبوراً اس کا خاوند ایک ماہ تک یہاں رہا ہے اور اب وہ نہ تو لڑکی کا خرچ دیتا ہے نہ بیوی کا۔ وہ خرچ دینے کے قابل ہی نہیں ہے کیونکہ وہ کما نہیں سکتا آخر کار لاچار ہو کر مقدمہ چارہ جوئی سے نکاح فسخ کرایا گیا اور دوسرا اس نکاح ٹوٹنے کو ہونے والا ہے مگر یہاں پر جو مولوی صاحبان ہیں وہ اس بات کے برخلاف ہیں خاص کر پیر سید فیض الحسن جو احرار کے بڑے لیڈر ہیں کہتے ہیں کہ جب تک خود خاوند طلاق کا لفظ نہ کہے یا لکھ کر نہ دے دوسرا نکاح جائز نہیں، اور وہ طلاق تو دیتا نہیں، اور لڑکی بھی بڑی نیک اور باعلم ہے اور اگر اسے ذرا بھی آرام ہوتا تو طلاق لینے کی ضرورت نہ تھی وہ بالکل نکما ہے اس سے اتنا بوجھ اٹھایا نہیں جاتا خیر جس طرح خدا کو منظور تھا اب میں آپ کو اس لئے تکلیف دیتی ہوں کہ برائے خدا اس مسئلہ کو حل کریں کہ لڑکی کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں میں تو شرع پر چلنے والی ہوں میں سخت مجبور ہوں مہربانی سے میرے حال پر ترس کریں اور فتویٰ بھیجیں۔

المستفتی نمبر ۱۹۹۷ زینب بی بی (سیالکوٹ) ۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۲) اگر نکاح فسخ کرنے والا حاکم مسلمان تھا تو فسخ صحیح ہو گیا اور بعد انقضائے عدت عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۱) اور اگر حاکم غیر مسلم تھا تو فسخ صحیح نہیں ہوا(۲) اس لئے اب کسی مسلمان حاکم سے فسخ کرانے کی سعی کرنی چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نان و نفقہ نہ دینے کی صورت میں فسخ نکاح کرنے کا حکم

(سوال) گیہو مسلمان اپنی عورت کو بارہ سال سے چھوڑ دیا ہے اور جس وقت چھوڑا تھا اپنا نکاح ایک دوسری عورت سے کر لیا تھا کچھ روز کے بعد وہ عورت مر گئی تو پھر اس نے تیسرا نکاح کر لیا شادی شدہ عورت کو نہ طلاق دیتا ہے نہ اپنے پاس بلاتا ہے، نہ کھانے کو دیتا ہے یہ عورت سخت مصیبت میں ہے اور نہ قاضی جی کہیں نکاح ہونے دیتے ہیں کہتے ہیں کہ جب تک اس کا خاوند طلاق نہ دے نکاح نہیں ہو سکتا یا کہتے ہیں کہ ایسا فتویٰ دو تو نکاح پڑھاؤں ایسی حالت میں علماء کیا فرماتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۴۶ شیخ ممتاز صاحب (ضلع ہوشنگ آباد)

۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۳) اگر خاوند عورت کو نہ طلاق دیتا ہے نہ نفقہ دیتا ہے اور نہ اس سے فیصلہ اور سمجھوتہ کرتا

( ) دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقة ص ۷۳ ط دار الاشاعت کراچی

(۲) و مقتضاه ان تقلید الکافر لا یصح وان اسلم، حتی لو قلد الکافر ثم اسلم هل یحتاج الی تقلید آخر منه فیه روایتان قال فی البحر وبه علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاؤه علی المسلم حال کفره (هامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب القضاء ۵/۳۵۴ ط سعید کراتشی)

ہے تو عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے حاکم بعد تحقیقات اگر مرد کی طرف سے زیادتی اور ظلم کا مشاہدہ کرے تو اس کو نکاح فسخ کر دینے کا حق ہے(۱) بعد حصول حکم فسخ وانقضاء عدت عورت دوسرا نکاح کر سکے گی(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

اگر شوہر بیوی کو نان ونفقہ نہ دے اور حق زوجیت بھی ادا نہ کرے تو امام مالکؒ کے مذہب کے مطابق نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے

(سوال) ایک عورت منکوحہ کا نکاح ہوئے عرصہ قریب دس سال کا ہوا مگر نکاح کے بعد منکوحہ کا خاوند صرف چھ ماہ عورت کے پاس رہ کر افریقہ چلا گیا افریقہ گئے ہوئے زوج کو عرصہ نو برس کے اوپر گزر گیا عورت منکوحہ کا خاوند خوراکی وپوشاکی قدرے قلیل روانہ کیا کرتا ہے جو خرچہ افریقہ سے روانہ کرتا ہے وہ منکوحہ کے خورد ونوش کے لئے کافی ووافی نہیں ہے خوراکی وپوشاکی کے لئے از حد تکلیف گوارا کرتی ہے اور فی الحال عورت منکوحہ کی عمر پچیس سال ہے یعنی عالم شباب ہے اور منکوحہ کو اس کا خاوند افریقہ بھی نہیں بلاتا اور عورت منکوحہ کے خاوند نے افریقہ میں دوسرا نکاح کر لیا ہے اور افریقہ میں اس عورت سے تین اولادیں ہیں اور منکوحہ کا خاوند یہاں بھی نہیں آتا ہے اور عورت منکوحہ کو طلاق بھی نہیں دیتا ہے مذکور الصدر منکوحہ اپنے زوج نے مذکورہ شدائد سے عاجز ہے جو کہ واقعی ایک انسان ہر ممکن صورت سے برداشت نہیں کر سکتا لہذا اس کا نکاح فسخ کرنے کی کیا صورت ہے کیا کسی حاکم کے روبرو کسی امام کے نزدیک ائمہ اربع میں سے فسخ ہو سکتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۶ میجر عبدالکریم صاحب (کاٹھیاواڑ)

۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۱٤) اس صورت میں امام مالکؒ کے مذہب کے موافق نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے کیونکہ جوان عورت کے حقوق زوجیت ادا نہ کئے جائیں اور اس کے زنا میں مبتلا ہو جانے کا خدشہ ہو تو مسلمان حاکم نکاح فسخ کر سکتا ہے اور حنفیہ بھی ضرورت شدیدہ میں اس پر عمل کر سکتے ہیں(۳) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۷۳' بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ط دار الاشاعت کراچی

(۲) نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذهبه و علیه یحمل ما فی فتاوی قارئ الهدایة سئل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۱ ط سعید کراتشی) (۳) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۷۳ بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة مطبوعه دار الاشاعت کراچی

نان و نفقہ اور حقوق زوجیت کی عدم ادائیگی کی صورت میں مسلمان حاکم کے ذریعہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص اپنی بیوی کو ۵-۶ برس سے نان و نفقہ نہ دیوے خبر گیری نہ کرے، نہ رکھے نہ طلاق دیوے نہ عدالت مجاز میں حاضر آوے تو کیا اس کا یہ ظلم جائز ہے کیا ایسی عورت مجبوراً اس کے نکاح میں بندھی رہے گی کیا اس کو اسلام چھوڑنے ہی سے چھٹکارا مل سکتا ہے کیا اسلام ایسا سخت گیر اور یکطرفہ مردوں کو اختیار اور حقوق دینے والا نا انصاف مذہب ہے؟ کیا اسلام میں عورت کو اس طرح پھنسا کر چھوڑ دیا جانا جائز ہے کیا قانون اسلامی کے مطابق عورت خلع نہیں کرا سکتی؟

المستفتی نمبر ۲۴۰۳ قاضی سید محمد رمضان علی کاظمی- ضلع ہمیر پور (یوپی)

۲رجب ۱۳۵۷ھ ۲۹اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۱۵) ان حالت میں کہ شوہر نہ نان و نفقہ دیتا ہے نہ عورت کو آباد کرتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اور عورت کے گزارے اور حفظ عصمت کی کوئی شکل نہیں ہے عورت کو حق ہے کہ وہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنے نکاح کے فسخ کا دعویٰ پیش کرے اور حاکم شوہر کے ان مظالم کی تحقیقات کر کے نکاح فسخ کر دے اور عورت کو نکاح ثانی کی اجازت دیدے تو عورت عدت پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے اگر عدالت میں کوئی مسلمان حاکم نہ ہو اور مسلمان کی کوئی پنچایت ایسی ہو جو اس قسم کے معاملات کا فیصلہ کرنے کی طاقت رکھتی ہو تو وہ پنچایت بھی نکاح فسخ کر سکتی ہے- اس کا فیصلہ بھی شرعی طور پر کافی ہو گا( ) عدالت شریعت ایکٹ نمبر ۲۲، ۱۹۳۷ء کی رو سے نکاح فسخ کر سکتی ہے-

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غائب شوہر کی عورت کا حکم (الجمعیۃ مؤرخہ ۱۸جون ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک لڑکی کی شادی گیارہ سال کی عمر میں اس کے والد نے کر دی تھی اس کا شوہر آٹھ سال نو یوم رہ کر چلا گیا اور ملک آسام میں شادی کر کے رہائش اختیار کی اور اپنی زوجہ اول کے پاس آج تک دو سال میں نہ کوئی خط و کتابت کی ہے نہ نان و نفقہ کی خبر ہے اب کیا کیا جائے؟

(جواب ۱۱۶) جب کہ خاوند کی زندگی اور مقام قیام معلوم ہے تو اس سے ہر ممکن طریقہ سے نان و نفقہ یا طلاق حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اور جب ناکامی اور مایوسی ہو جائے تو حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے موافق تفریق کا فتویٰ حاصل کر کے کسی حاکم بااختیار سے اس کے موافق حکم حاصل کر لیا جائے اور پھر عدت گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر لیا جائے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ ص ۷۳ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۲) یہ شخص اگر چہ مفقود نہیں مگر چونکہ زوجہ اس کی غیبت اور عدم التفات کی وجہ سے مصیبت میں رہتی ہے اس لئے بضرورت اس مسئلہ میں بھی مذہب دیگر ائمہ پر فتویٰ دیا گیا ہے اور چند شرائط کے ساتھ اس کے لئے نکاح ثانی کی اجازت دی گئی ہے جس کی تفصیل رسالہ "حیلہ ناجزہ" میں مذکور ہے وکذا فی الرد، نعم یصح الثانی عند احمد کما ذکر فی کتب مذھبہ (جاری ہے)

فصل چہارم

نااتفاقی زوجین

زوجین کے درمیان ناچاقی اور نان ونفقہ نہ ملنے کی بناء پر نکاح فسخ ہوگیا نہیں ؟

(سوال) تقریباً تین چار سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ایک عورت مسماۃ سکینہ کا نکاح ایک شخص مولوی مسمی موسیٰ سے ہوا تھا موسیٰ کے باپ نے سکینہ کے باپ سے کہا تھا کہ اگر تو بڑی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے سے کردے تو میں تجھے اور تیرے بچوں کو دکان تجارت کے لئے کرادوں گا (موسیٰ کے باپ نے نکاح کے بعد کوئی دکان نہیں کرا دی) سکینہ زیادہ سے زیادہ دو تین ماہ اپنے خاوند کے مکان پر رہی ہوگی غالباً زوجین کے درمیان ناچاقی کی وجہ سے آپس میں دل شکنی رہی موسیٰ سکینہ سے اور سکینہ موسیٰ سے خوش نہیں معلوم ہوتی تھی موسیٰ کا باپ چاہتا تھا کہ کسی طرح گھر ہو جائے اور ہمیشہ اسی کوشش میں رہا مگر بظاہر زوجین کی ناچاقی کی وجہ سے موسیٰ کے باپ کو کامیابی نہیں ہوتی تھی یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ موسیٰ کہتا ہے کہ یہ لڑکی مجھے نہیں چاہئے مگر میرا باپ کوشش کرتا ہو کہ ہمارے گھر میں ۔ کر رکھیں تو وہ اپنے لئے کوشش کرتا ہوگا اب یہ حالت بڑھ گئی ہے جب موسیٰ کے باپ کی طرف سے کوئی اس لڑکی کو بلانے جاتا ہے تو سکینہ کا باپ کہتا ہے کہ لڑکی کو نان ونفقہ نہیں پہنچا اور میں غریب آدمی ہوں لہذا مجھے اس کا بندوبست کر دیجئے اور پھر لے جایئے یہ جھگڑا بڑھتا رہا نکاح سے پہلے کچھ مدت سکینہ کے باپ پر مقدمہ دائر کردیا کہ یہ میرے مکان پر اتنا عرصہ رہا اس کی خوراک پوشاکی کی یہ رقم ہوئی موسیٰ کے والد کو جج منٹ مل گیا اس کے بعد موسیٰ کے والد نے ایک شخص مسمی محمد صاحب کو سکینہ کے بلاوے کے لئے بھیجا جب وہ شخص سکینہ کے والد کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ تم سکینہ کو اسکے خاوند کے ہاں بھیج دو تو سکینہ کے والد نے پھر وہی عذر پیش کیا کہ نہ تو وہ لوگ نان نفقہ دیتے ہیں اور جج منٹ لیکر مجھے اور مالی نقصان پہنچایا شخص مذکور نے اسے پانچ پونڈ کا چک اپنے پاس سے دیا اور نیز ایک تحریر لکھ دی کہ اگر وہ (موسیٰ کا باپ) جج منٹ کی رقم تم سے طلب کرے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں (شخص مذکور کا بیان ہے کہ یہ میں نے موسیٰ کے باپ کے کہنے سے لکھ دیا تھا) اب سکینہ کے باپ نے اپنی لڑکی کو خاوند کے گھر بھیج دیا تقریباً تین روز وہاں رہی تیسرے دن موسیٰ دو اور لڑکیوں کو لے کر آیا خود باہر کھڑا رہا اور ایک عورت گھر میں گئی سکینہ سے مخاطب ہو کر کہا ”تو کون ہے ؟“ اور یہاں کیا ڈھونڈتی ہے ؟ سکینہ نے جواب دیا کہ یہ میرے خاوند کا گھر ہے گھر میں آنے والی عورت بولی موسیٰ تو میرا خاوند ہے اور ہم نے کورٹ میں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) وعليه يحمل فتاوى قارئ الهداية حيث سئل عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة فأجاب اذا اقامت بينة على ذلك وطلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب وفي نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة - فقوله من قاض يراه لا يصح ان يراد به الشافعي فضلا عن الحنفي بل يراد به الحنبلي فافهم (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب النفقة ۳/۵۹۱ ط سعید کراتشی)

کاح کیا ہے لہذا تو چلی جا اور اگر تجھے لڑنا ہے تو آ باہر نکل! موسیٰ کے باپ نے یہ حالت دیکھ کر آنے والی ورت کو سمجھا کر واپس کر دیا اور موسیٰ بھی چلا گیا اس کے بعد موسیٰ کے باپ نے سکینہ سے کہا کہ میرا زکا میرے کہنے میں نہیں اس لئے بالفعل تو اپنے باپ کے گھر چلی جا یہ کہہ کر موسیٰ کا باپ سکینہ کو اس کے باپ کے گھر چھوڑ آیا اب موسیٰ کے والد نے مذکورہ بالا ججمنٹ جو اسے ملا تھا اس کی رو سے سکینہ کے باپ پر وارنٹ نکال سکینہ کے باپ نے دفاع میں اس تحریر کو پیش کیا جو محمد صاحب نے لکھ دی تھی سٹریٹ نے اول لڑکے اور لڑکی کو بلا کر سمجھایا کہ آپس میں مل جل کر رہو سکینہ نے کہا کہ یہ نہ مجھ سے اضی تھا نہ میں اس سے راضی تھی میرے اور اس کے باپ نے مل کر ہمارا عقد کرا دیا (عقد بطریق اہل نت والجماعت ہوا تھا) لڑکے نے کہا کہ جو زیورات ہم نے دیئے تھے وہ یہ لے کر نہیں آئی اس لئے میں سے نہیں رکھتا مجسٹریٹ نے یہ بھی سمجھایا کہ کیا تو زیورات کا بھوکا ہے یا اپنی عورت کا مگر لڑکا یہ کہتا رہا کہ ب تک سکینہ زیورات لے کر نہ آئے میں اسے نہیں رکھتا اب کھلے کورٹ میں کارروائی شروع ہوئی وی کہہ رہا ہے کہ زیورات جو ہم نے دیئے تھے لے کر نہ آئے تو میں نہیں رکھتا سکینہ نے کہا کہ یورات جو آپ نے دیئے تھے ان میں سے ہمارے پاس چھ چوڑیاں اور کان کی بالیاں باقی ہیں ہار وغیرہ ہم ۓ کر کھا گئے کیونکہ آپ کی طرف سے ہمیں نان نفقہ نہیں ملا اور ہم لوگ غریب ہیں جو زیورات لڑکی تی تھی کہ میرے پاس ہیں وہ کورٹ میں پہن رکھے تھے سکینہ اور اس کے باپ کی طرف سے پیروی نے والا وکیل جرح میں موسیٰ سے پوچھتا ہے کہ یہ (۱) لڑکی سکینہ اس وقت جس حال میں ہے اسے ں تجھے سپرد کرتا ہوں تو تیری عورت کر کے اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا ھے یہ قبول نہیں مجھے یہ نہیں چاہئے جرح (۲) تو مجسٹریٹ کے روبرو حلف اٹھا کر زبان دے رہا ہے میں ھ سے دوسری بار پوچھتا ہوں کہ سکینہ کو تیری عورت سمجھ کر کہ اس موجودہ حال میں ہے اسی طرح تو یری عورت سکینہ کو قبول کرنے پر راضی ہے؟ جواب میں راضی نہیں وکیل نے تیسری بار پھر پوچھا واب میں موسیٰ نے کہا کہ میں کہہ چکا کہ میں لینے کے لئے تیار نہیں ہوں اس وقت تقریباً چھ سات سلمان کورٹ میں موجود تھے جو مذکورہ بالا سوال وجواب سن رہے تھے۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ سوال وجواب سے طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں؟ اگر طلاق پڑ جاتی ہے ہا اور نہ پھر کیا کیا جائے تین چار سال کے عرصہ میں لڑکی اپنے خاوند کے ہاں محدود عرصے تک رہی یعنی شکل سب ملا کر دو تین ماہ نہ تو لڑکی کو نان نفقہ ملتا ہے اور نہ خاوند کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور نہ وجین میں اتفاق ہے اگر سکینہ موسیٰ سے خلع کی درخواست کرتی ہے تو موسیٰ چھوڑنے پر راضی نہیں و تا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے **ولا تمسکوھن ضراراً لتعتدوا** (۱) نیز فرمایا **فلا تمیلوا کل**

---

(۱) البقرة ۲۳۱

المیل فتذروھا کالمعلقہ (۱) اس صورت میں سکینہ کو صرف فسخ نکاح کا دعوی کرنے کا حق ہے مگر بد قسمتی سے نہ یہاں قاضی ہے نہ حاکم مجاز مجسٹریٹ یا جج وغیرہ جو ہیں وہ عیسائی ہیں یا یہودی ہیں مسلمانوں کی کوئی پنچایت وغیرہ بھی نہیں ہے مسلمان کمزوری یا ریا وغیرہ اسباب کی بناء پر اس قسم کے معاملے میں دخل دینے کے لئے تیار بھی نہ ہوں گے علمائے دین ہیں مگر وہ بھی اپنے سیٹھوں کے زیر احسان اپنی زبان بند رکھنے پر مجبور ہیں لہذا ان دونوں کی جدائی کس طرح کی جائے ؟

المستفتی نمبر ۳۸۷ دیا اینڈ کمپنی جوہانسبرگ ساؤتھ افریقہ

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۱۷) ان جوابوں سے جو وکیل کے سوالوں پر موکل نے دیئے ہیں طلاق تو نہیں پڑتی(۲) لیکن ان حالات میں عورت کو حق ہے کہ وہ فسخ نکاح کی درخواست کرے اور مجسٹریٹ اگر غیر مسلم ہو تو اس سے درخواست کی جائے کہ وہ اس مقدمہ کو فیصلہ کے لئے کسی مسلمان کے سپرد کردے اور وہ مسلمان فریقین کے بیان اور شہادت وغیرہ لے کر جب دیکھے کہ ان میں باہم اتفاق سے رہنے اور حقوق زوجیت ادا کرنے کی کوئی صورت ممکن نہیں تو فسخ نکاح کا حکم کردے(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر نہ بیوی کو اپنے پاس رکھتا ہے' اور نہ اسے طلاق دیتا ہے' تو اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے نکاح کیا' زوجہ عرصہ پانچ چھ سال تک زید کے مکان میں رہی ازاں بعد میاں بیوی کی آپس میں نااتفاقی ہونے کی وجہ سے زید نے بغیر طلاق کے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا اب وہ اپنے باپ کے مکان میں ۴ سال تک بیٹھی رہی اسی امید میں کہ زید بلوائے مگر ہنوز زید نے عرصہ تک مطلق پروا نہیں کی اور نہ بلوائی اپنی شادی دوسری جگہ کرلی اتنے عرصہ بعد مسماۃ مذکور کا اس کے والد نے نکاح ثانی کردیا اس کے نکاح کی زید کو چند ان وقت اطلاع دی مگر زید نہ آیا اور نہ کچھ رکاوٹ پیش کی نکاح ثانیہ ہونے کے بعد زید نے تن کر مقدمہ دائر کیا مدعی مدعا علیہ کی زبانی سن کر کورٹ نے یہ فیصلہ دیا جو لڑکی زید کے نطفہ سے تھی اس لڑکی کا نان نفقہ حق پرورش کی رقم اس کی والدہ کو دے کر دختر مذکورہ کو لے جاؤ یہ

---

(۱) النساء ۱۳۰

(۲) اس لئے کہ سوال میں مذکور الفاظ جو وکیل کے سوال پر شوہر نے کہے ہیں' الفاظ طلاق نہیں ہیں ورنہ یہ الفاظ طلاق کے ہم معنی ہیں پس ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی کما فی الرد (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة ص ۷۳ بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ط دار الاشاعت کراچی

حکم عدالت سے پکڑ کر اپنے ملک کو روانہ ہوا پھر نہیں آیا اور نہ دختر کی طلبی کی اتنے عرصہ بعد خاوند ثانیہ بھی فوت ہو گیا اب وہ عورت بطریق بیوہ رانڈ بیٹھی ہے گزر معاش کا کوئی ذریعہ نہیں اب وہ نکاح ثالث کرنا چاہتی ہے چند مسلمان قصبہ ہذ کے معترض ہیں اور مفتیان سے فتوے کی درخواست کرتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۱۲۶ سید محمد رشید ترمذی (مہی کانٹھا) ۱۴ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۸) شوہر اول سے فیصلہ کر لینا چاہئے یا کسی مسلمان مجسٹریٹ سے یہ فیصلہ حاصل کر لیا جائے کہ نکاح اول فسخ کر دیا گیا اور نکاح ثانی کی اجازت ہے(۱) جب دوسرا نکاح ہو سکے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی اپنے شوہر کے گھر جانے پر راضی نہیں تو کیا وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے؟

(سوال) ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے والد نے زید سے کر دیا زید اس وقت بالغ تھا لڑکی اس وقت سن بلوغ کو پہنچ چکی ہے مگر چند وجوہ کی بناء پر اپنے شوہر کے گھر جانے پر رضا مند نہیں اور اپنا نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے کیا اس لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو فسخ بذریعہ عدالت کرایا جائے یا متعلقہ فتویٰ ہی کافی شافی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۳۷۱ عبداللہ چپراسی (مالیر کوٹلہ)

۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء

(جواب ۱۱۹) لڑکی نکاح جن وجوہ سے فسخ کرا سکتی ہے وہ وجوہ کسی مسلمان حاکم(۱) یا کسی ثالث مسلم فریقین(۲) کے سامنے پیش کرے اگر حاکم یا ثالث ان وجوہ کو معقول اور موجب فسخ سمجھے گا تو نکاح

---

(۱) و علیه یحمل ما فی فتاوی قاری الهدایة حیث سئل عمن غاب زوجها و لم یترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلك و طلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق باب النفقة ۳ / ۵۹۱ ط سعید کراتشی) وکذا فی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة، ص ۷۳ بحث حکم زوجه متعنت ط دار الاشاعت کراچی-

(۲) واهله اهل الشهادة ای ادائها علی المسلمین (درمختار) وقال فی الرد: الضمیر فی اهله راجع الی القضاء بمعنی من یصح منه - حاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ - شروط لصحة تولیته و لصحة حکمه بعدها و مقتضاه ان تقلید الکافر لا یصح وان اسلم (هامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب القضاء ۵ / ۳۵۴ ط سعید کراتشی)

(۳) وامّا المحکم فشرطه اهلیة القضاء و یقضی فیما سوی الحدود والقصاص (هامش رد المحتار، کتاب القضاء ۵ / ۳۵۴ ط سعید کراتشی) ثالث کے ذریعہ صحت فسخ نکاح کا فتویٰ ضرورت کی بناء پر ہے کما فی حاشیة الحیلة الناجزة ص ۳۴ اما التحکیم فی بعض مسائل الباب لا یصح اصلا و فی البعض یصح ولکن لا یفتی به لما قال صاحب الهدایة وغیره من انه لا یفتی به فی النکاح والطلاق وغیرهما لکیلا یتجاسر العوام فلذا ترکناه - وقال فی الفتح و فی فتاوی الصغری حکم المحکم فی الطلاق و المضاف ینفذ لکن لا یفتی به (فتح القدیر، کتاب القضاء ۷ / ۱۹۷ ط مصر)

فسخ کر دے گا کوئی فتویٰ فسخ نکاح کے لئے کافی نہیں(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر بیوی کے پاس نہیں جاتا اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے، تو تفریق ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) تقریباً پانچ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا مگر زید نے کبھی خوشی سے بیوی کے پاس جانا منظور نہ کیا والدین کے کہنے سے اس کے پاس گیا بھی تو کوئی اظہار خواہش نفسانی کا نہیں کیا اور نہ کرنے کی امید ہے ہندہ اس سے طلاق لینا چاہتی ہے مگر وہ طلاق نہیں دیتا اب کیا کرنا چاہئے۔

(جواب ۱۷۰) اگر زید عنین ہے اور اس وجہ سے ہندہ سے مقاربت نہیں کرتا تو بقاعدہ عنین مرافعہ الی الحاکم و امہال یکسال(۲) کے بعد تفریق ہو سکتی ہے(۳) اور اگر عنین نہیں ہے محض زوجہ کے ساتھ یکدلی اور الفت نہ ہونے کی وجہ سے مقاربت نہیں کرتا تو اس کو لازم ہے کہ طلاق دیدے یا خلع کی صورت کر کے اس سے علیحدگی کرائی جائے اگر اس پر آمادہ نہ ہو تو پھر حاکم مسلم نکاح کو فسخ کر سکتا ہے(۴) فقط

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ، مدرسہ امینیہ، دہلی

فصل پنجم

صغر سنی زوج

نابالغ کی بیوی زنا میں مبتلا ہونے کے ڈر سے نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک نابالغ لڑکی معمرہ آٹھ نو سالہ کا نکاح اس کے باپ نے ایک نابالغ لڑکے معمرہ پانچ سالہ کے

---

(۱) و شرط للكل القضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب الولى ٣/ ٧١ ط سعيد كراتشى) وان كان الزوج غيرهما اى غير الاب وابيه ولو الام او القاضي او وكيل الاب لا يصح من غير كفء او بغبن فاحش اصلا وان كان من كفء وبمهر المثل صح ولكن لهما خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده بشرط القضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب الولى ٣/ ٦٧-٧٠ ط سعيد كراتشى)

(۲) حکم کے پاس مقدمہ کی پیشی اور ایک سال کی مہلت۔

(۳) جاءت المرأة إلى القاضي بعد مضي الاجل وادعت انه لم يصل اليها وادعى الزوج به الوصول - وان نكل خيرها القاضي وان قالت المرأة انى بكر نظرت اليها النساء والواحدة تكفي والثنتان احوط - وان قلن هي بكر اخبر الزوج انه لم يصل اليها خيرها القاضي في الفرقة - فان اختارت الفرقة امر القاضي ان يطلقها طلقة بائنة فان ابى فرق بينهما (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثاني عشر في العنين ١/ ٥٢٤ ط ماجديه كوئٹه) اس مسئلہ میں موجودہ زمانہ کی ضرورت کے پیش نظر مذہب مالکیہ کے مطابق عورت کی رہائی کی صورت تجویز کی گئی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ ص ٤٣ بحث حكم زوجہ عنين' مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(٤) كذا في الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة ص ٤٥ بحث حكم زوجه عنين مطبوعه دار الاشاعت كراچى

ساتھ کر دیا جس کو عرصہ قریب چھ سال کا گزرا اب لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہو چکی ہے اور اب وہ بالغہ ہے لیکن بد قسمتی سے لڑکے کی عمر دس گیارہ سال کی ہے اور اس کو بالغ ہونے کے لئے آٹھ سال کا عرصہ درکار ہے لڑکی اتنی طویل مدت تک اس لئے انتظار نہیں کرنا چاہتی کہ ایسے انتظار سے اس کی عصمت و عفت خطرے میں ہونے کے علاوہ ناموافقت عمر کے باعث لڑکی کو اپنی زندگی کا مستقبل صریحاً تلخ و تاریک نظر آرہا ہے اور آئندہ فلاح و بہبودی کی کوئی امید نہیں بنا بریں وہ اپنے باپ کی غفلت و بے احتیاطی سے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کرنا چاہتی ہے لیکن نابالغ لڑکے کا باپ انفساخ نکاح پر رضامند نہیں ہے آیا لڑکی کو از روئے فقہ حنفی عدالت سے تنسیخ نکاح کرانے کا حق ہے یا نہیں ؟ واضح ہو کہ لڑکا اور لڑکے کا باپ حنفی ہیں اور لڑکی اور لڑکی کا باپ شافعی ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۷۷ جنگی خاں شیروانی - ہمتا باد (ریاست حیدر آباد)

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۹ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۱) اس صورت میں فقہ مالکی کی رو سے بربنائے خوف زنا فسخ نکاح کا حکم ہو سکتا ہے (۱) اور حنفی ضرورت شدیدہ میں فقہ مالکی پر عمل کر سکتا ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

لڑکے کی عمر پندرہ سال ہے 'مگر ابھی نابالغ اور کمزور ہے ہمبستری کے قابل نہیں تو کیا عورت تفریق کرا سکتی ہے

(سوال) ایک لڑکا اور ایک لڑکی کا نکاح ہوا دونوں کی عمریں تقریباً چھ سال تھیں اور لڑکے کا والد انتقال کر چکا اور لڑکے کی طرف سے اس کا دادا ولی تھا اور لڑکی کا والد زندہ تھا اور وہی ولی تھا اور اس وقت لڑکے کے دادا کا انتقال ہو چکا ہے اور لڑکی کا والد زندہ ہے اور اس وقت لڑکے اور لڑکی کی عمر تقریباً ۱۴ یا ۱۵ سال کی ہے اور جب سے نکاح ہوا لڑکی اپنے باپ ہی کے گھر پر موجود ہے اور لڑکے کے گھر نہیں گئی اور نہ ہی کبھی خلوت ہوئی ہے اور لڑکا بوجہ مسکین اور یتیم ہونے کے لاغر معلوم ہوتا ہے اور لڑکی کا والد زندہ ہے اس لئے لڑکی فربہ اور ہوشیار معلوم ہوتی ہے اب رہا یہ معاملہ کہ لڑکی کے والد نے اپنی لڑکی سے عدالت میں یہ عرضی دلوائی ہے کہ مجھ کو طلاق ملنی چاہئے ہم سب لوگ لڑکے کو سمجھا چکے ہیں کہ تو طلاق دیدے لیکن لڑکا اس بات کو نہیں مانتا اور کہتا ہے میں طلاق نہیں دیتا۔

المستفتی نمبر ۲۳۸۱ فیض محمد (ریاست جنید)

---

(۱) دیکھئے الحیلة الناجزة لحلیلة العاجزة ص ۷۳ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقة ط دار الاشاعت اردو بازار' کراچی

(۲) و فی حاشیة الفتال وذکر الفقیہ ابو اللیث فی تأسیس النظائر انہ اذا لم یوجد فی مذھب الامام قول فی مسئلة یرجع الی مذھب مالک انہ اقرب المذاھب الیہ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۳/ ۴۱۱ ط سعید کراتشی)

۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۲۲) اگر لڑکی بالغہ ہو چکی ہے اور طاقتور و توانا ہے اور لڑکا ابھی نابالغ اور کمزور ہے اس کے بالغ ہونے میں بظاہر اتنی دیر ہو کہ لڑکی خواہش نفس کو برداشت نہ کر سکے اور اس کے مبتلائے زنا ہو جانے کا غالب گمان ہو تو ایسی حالت میں مسلم حاکم فسخ نکاح کر سکتا ہے اگر حاکم بعد تحقیقات کے نکاح فسخ کر دینا ضروری سمجھے اور فسخ کر دے تو عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکے گی(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نابالغ کی بیوی کا نکاح مسلمان حاکم کے ذریعہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی مسماۃ زینب بی بی عمر کے لڑکے عبداللہ جو کہ چھوٹی عمر والے کو دیکر ایک اسٹام بھی تحریر کیا ہے اب لڑکی ایک سال سے جوان ہے اور لڑکا عبداللہ تخمیناً ۹ سال کی عمر کا ہے فریقین کو اندیشہ ہو رہا ہے کہ فسادات زمانہ دیکھ کر کہیں لڑکی کسی دیگر شخص کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کر کے نکل نہ جائے عمر لکھتا ہے کہ زید کو کہ تم اپنی لڑکی زینب کی کسی دوسری جگہ شادی کر دو اس طرف سے اجازت ہے کیا از روئے شریعت لڑکی زینب بی بی عبداللہ کے علاوہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۴۳۶ غلام مصطفےٰ (صوبہ سرحد) ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۱۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۲۳) اگر لڑکی بالغہ ہو چکی ہے اور اس کا شوہر ابھی نابالغ ہے اور اس کے بلوغ تک انتظار کرنے میں لڑکی کی عصمت خراب ہونے کا خطرہ ہے تو اس صورت میں کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے نکاح فسخ کرایا جا سکتا ہے اور بعد حصول فیصلہ فسخ دوسرا نکاح ہو سکے گا(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نابالغ لڑکے کے ساتھ بالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک لڑکی جس کی عمر اٹھارہ انیس سال ہے اس کا نکاح ایک لڑکے سے جس کی عمر آٹھ نو سال ہے کر دیا گیا چونکہ فتنہ کا سخت خطرہ ہے کیا تفریق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۶۶۲ مولوی نصیر بخش بھاولپور ۲۳ صفر ۱۳۶۰ھ م ۲۲ مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۲٤) اگر لڑکی کے مبتلائے معصیت ہونے کا قوی خطرہ ہو تو کوئی مسلمان حاکم اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) دیکھئے حوالہ سابقہ

(۲) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ ص ۷۳ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۳) دیکھئے حوالہ سابقہ

گزارش ہے کہ حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ نے اس جواب کا حوالہ طلب فرمایا ہے براہ کرم جلد تحریر فرمائیں۔

(جواب ۱۲۵) خاص اس صورت میں کہ لڑکا نابالغ ہو اور لڑکی بالغہ ہو جائے اور اس کے زناء میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہو مخصوص جزئی نظر سے نہیں گزری مگر جواب میں جو حکم لکھا گیا ہے وہ اس پر مبنی ہے کہ ابتلائے زنا کا خطرہ اور حبس شہوت کا ضرر، ضرر عدم نفقہ سے قوی ہے اور مفقود میں تضرر بعدم النفقہ و تضرر بحبس الشہوۃ دونوں کو عذر قرار دیا گیا ہے اور تضرر بحبس الشہوۃ کو اقوی قرار دیکر اس کے لئے چار سال کی مدت بھی ضروری نہیں سمجھی گئی بلکہ فوراً فسخ نکاح کی اجازت مالکیہ نے دے دی اور صورت مسئول عنہا میں تضرر بحبس الشہوۃ بوجہ نابالغی و عدم صلاحیت شوہر کے یقینی ہے جس کے لئے کسی انتظار کی ضرورت نہیں جیسے کہ مفقود میں اس خاص صورت (خوف زناء) میں نہیں رکھی گئی یہ بات کہ زوجۃ المفقود میں خوف زنا کی صورت میں تاجیل ضروری نہیں سمجھی گئی حیلہ ناجزہ کے صفحہ ۱۱۰، ۱۱۲ میں موجود ہے(۱) مگر امرأۃ مفقود کے بارے میں یہ روایات ہیں نیز اس صورت میں ضرورت کی وجہ سے امام احمد ابن حنبل کے مذہب کے موافق نابالغ ممیز سے طلاق دلوا کر اس کے نفاذ کا حکم بھی دیا جا سکتا ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ششم
زوج کا مفقود الخبر ہونا

گمشدہ شوہر کی بیوی مسلمان حاکم یا مسلمان دیندار جماعت کی تفریق کے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتی

(سوال) مسماۃ ظہیر النساء بنت سکندر خاں سندھو کا نکاح سات سال کی عمر میں سکندر خاں نے عزیز محمد ولد اسد علی کے ساتھ جس کی عمر اس وقت ۹ سال تھی کر دیا تھا عقد کے کچھ دنوں بعد عزیز محمد پردیس چلا گیا جس کو اب دس برس کا زمانہ ہو گیا دو سال تک اس کی خبر تھی اب آٹھ سال سے وہ بالکل لاپتہ ہو گیا کچھ خبر اس کی نہیں ہے نہ خط وغیرہ آتا ہے لڑکی کی رخصتی نہیں ہوئی اب لڑکی کی عمر بیس سال ہے اس کا باپ بھی بہت غریب ہے لڑکی کی گزر مشکل ہے و نیز شباب کا زمانہ ہے فتنہ کا اندیشہ ہے

المستفتی نمبر ۱۱۱۹ محمد حیات صاحب (پرتاب گڑھ)

---

(۱) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة، بحث حكم زوجه مفقود فنده ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۲) لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده والمجنون والصبي ولو مراهقا اجازه بعد البلوغ وجوزه الامام احمد (درمختار) وقال في الرد (قوله وجوزه الامام احمد) اى اذا كان مميزا يعقله بان يعلم ان زوجته تبين منه كما هو مقرر في متون مذهبه (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳ / ۲۴۲، ۲۴۳ ط سعید کراتشی)

۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۶) کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے پسند نکاح فسخ کرایا جائے تو دوسرا نکاح بعد انقضائے عدت ہو سکتا ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جہاں مسلمان حاکم نہ ہو' وہاں مسلمانوں کی دیندار جماعت کے ذریعہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے

(سوال) (۱) مسلمان حاکم ہمارے ضلع میں کوئی نہیں ہے جس کی عدالت میں مسماۃ ظہیر النساء کا معاملہ حسب الارشاد پیش کیا جائے (۲) عدالت میں مقدمہ باقاعدہ دائر کر کے مسماۃ ظہیر النساء کا نکاح ثابت کرنا اور پھر اشتہار وغیرہ کرانا جس میں کم از کم پچیس روپے صرف ہوگا اور مسماۃ بوجہ غربت اور اس کا باپ بوجہ مفلسی بالکل مجبور ہیں بمشکل گزر ہوتی ہے اب چار سال یا بدرجہ مجبوری ایک سال مسماۃ کا اپنے مفقود الخبر شوہر کا انتظار کرنا نہایت دشوار ہے سخت فتنہ کا اندیشہ ہے۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۱ محمد حیات صاحب (پرتاب گڑھ)

۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی دار العلوم دیوبند) اگر مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا اس کی عدالت میں مقدمہ دائر کرنا بوجہ افلاس و تنگدستی کے دشوار ہو تو چند دیندار مسلمانوں کی پنچایت جس میں ایک معتبر اور مستند عالم بھی ہو قائم مقام قاضی کے ہو کر خدمات قاضی انجام دے سکتی ہے (۲) اور ایک سال کی مدت مقرر کرنا لازمی ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی رسالہ الحیلۃ الناجزہ (۳) اور رسالہ المرقومات للمظلومات میں موجود ہے جو دار الاشاعت دیوبند سے ملتی ہے (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دار العلوم

---

(۱) ولا يفرق بينه و بينها ولو بعد مضى اربع سنين خلاف لمالك (درمختار) وقال في الرد (قوله خلاف لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين – لقول القهستاني لو افتى في موضع الضرورة لا بأس به على ما اظن (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب المفقود' مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود ۴ ,۲۹۵ ط سعيد كراتشي) نیز دیکھئے الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة – بحث حكم زوجه مفقود ص ۵۹ ت ص ۷۲ مطبوعه دار الاشاعت كراچي

(۲) واما المحكم فشرطه اهلية القضاء و يقضى فيما سوى الحدود والقصاص (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب القضاء ۵ ,۳۵۴ ط سعيد كراتشي)

(۳) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' بحث حكم زوجه مفقود' فائده ص ۷۱ مطبوعه دار الاشاعت كراچي

(۴) صرح بذلك العلامة الصالح التونسي مفتي المالكية في المسجد النبوي الشريف بالمدينة المنورة في فتواه الملحقة بالرسالة المسماة "الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة" في الرواية السابعة عشر الذى عليه الجمهور وبه العمل وهو المشهور ان ذلك التفريق وسائله وما يتعلق به للحاكم فان عدم حسا او اعتبارا فجماعة المسلمين الثلاثة فما فوق تقوم مقامه ولا يكفي الواحد في مثل هذا وانما نسب ذلك للاجهوري في احدى الروايتين عنه و تبعه بعض الشراح من المصريين والاول هو الذى عليه المعول و عليه فلا لزوم لتعريف المعرفة هذا الواحد ولبيان المهمات التي يرجع فيها اليه على ان ذلك واضح وهي كناية عن كونه عالما عاقلا مرجعا لاهل جهته في حل مشكلاتهم مطلقا ص ۱۲۸ مطبوعه دار الاشاعت كراچي

دیوبند الجواب صحیح محمد سہول مفتی دارالعلوم دیوبند ۷ ۲ ربیع الاول

(مکرر استفسار از حضرت مفتی اعظمؒ)

سوال متعلقہ استفتائے سابق

(سوال) حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے پہلا نکاح فسخ کرالیا جاوے اس کے بعد انقضائے عدت کے بعد دوسرا عقد ہو سکتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ میرے ضلع میں مسلمان حاکم نہیں ہے اور عدالت میں مقدمہ دائر کرنے سے یہ بھی امر مانع ہے کہ کم از کم پچیس روپیہ صرف ہوگا مستفتی بہت غریب آدمی ہے دیوبند سے بھی استفتا منگایا گیا ہے مفتی صاحب نے بھی عذر مذکورہ بالا کی بناء پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کسی عالم معتبر کے سامنے یہ معاملہ طے کرادیا جائے لیکن مفتی صاحب نکاح فسخ کرانے کے بعد ایک سال کی میعاد انتظار کی مقرر فرماتے ہیں حضور والا وہ عورت اور اس کا باپ بہت پریشان ہیں دس گیارہ سال اس عورت نے کسی نہ کسی طرح گزر کیا لیکن اب معاملہ بہت نازک ہے اور سخت اندیشہ فتنہ کا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۱۲۰ محمد حیات صاحب (پرتاب گڑھ)

(جواب ۱۲۷) (از حضرت مفتی اعظمؒ) دیوبند کا جواب میں نے دیکھا اس میں پنچایت مقرر کرکے جس میں کم از کم ایک معتبر عالم بھی ہو اس کے سامنے مقدمہ پیش کرنے کو لکھا ہے آپ لکھتے ہیں کہ کسی عالم سے فیصلہ کرالیا جائے تو واضح رہے کہ کسی ایک عالم کا فیصلہ کافی نہ ہوگا پنچایت ضروری ہے اور پنچایت اس جماعت کا نام ہے جس کو قوم کی طرف سے ایسے فیصلے کرنے کا اختیار دیا گیا ہو اور قوم میں اس کے فیصلے نافذ ہوتے ہوں تو ایسی پنچایت کا وجود بھی مسلمان حاکم کے وجود کی طرح مشکل ہو؟ اللہ تعالیٰ رحم کرے مفتی کے بس میں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غیر مسلم حاکم کے ذریعہ مسلمانوں کا نکاح فسخ نہیں ہو سکتا

(سوال) ایک لڑکی کا خاوند پانچ سال سے مفقود الخبر ہے سیشن کورٹ نے خاوند کی گم شدگی کی بنا پر فیصلہ دیدیا ہے کہ بروئے قانون لڑکی دوسری شادی کر سکتی ہے اندریں باب فتویٰ شریعت کیا ہے اس کا جواب بدیں نمط موصول ہوا کہ "اگر سیشن جج مسلمان تھا اور اس نے خاوند کی گمشدگی کی بناء پر یہ فیصلہ دیا ہو بعد تحقیقات کے کہ لڑکی دوسرا نکاح کر سکتی ہے تو اس کا نکاح سابق فسخ ہو گیا اور دوسرا نکاح کرنا جائز ہو گیا اب توضیح طلب امر یہ ہے کہ فیصلہ کرنے والا حاکم سیشن جج مسلمان نہیں ہے لیکن ریاست نے اسے ہر قسم کے فیصلے کا مختار و مجاز قرار دیا ہے تو کیا ایسی شکل میں کہ اس مقدمہ کے لئے حاکم مسلم کا تعین متعذر ہے حاکم غیر مسلم کا فیصلہ اس باب میں معتبر نہ ہوگا اور اگر نہیں تو فسخ کی کونسی صورت ممکن ہو سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۷۷۷ غلام رسول تکیہ بڈھے شاہ - ریاست جیند

۱۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۸) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ کافی نہیں(۱) صورت مسئولہ میں یہ ممکن ہے کہ سیشن جج غیر مسلم سے درخواست کی جائے کہ وہ اس معاملہ کے لئے کسی مسلمان عالم کو مجاز کردے کہ وہ شرعی فیصلہ کردے اور پھر سیشن جج اس کے فیصلہ کو اپنی عدالت سے نافذ کردے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر اٹھارہ سال سے لاپتہ ہو' تو کیا بیوی نکاح فسخ کرا کے دوسری شادی کرسکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید شوہر طاہرہ تقریباً ۱۸ سال سے لاپتہ ہے اس کی کوئی خبر اس وقت سے اب تک نہیں ملی کیا طاہرہ عقد ثانی کرسکتی ہے ؟ المستفتی نمبر ۱۸۳۸ امرو بخش صاحب (اٹاوہ)

۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۹) طاہرہ اپنا نکاح کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے فسخ کرا کر اور عدت گزار کر دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس عورت کا شوہر چار سال سے لاپتہ ہو تو وہ عورت کیا کرے ؟

(سوال) ایک لڑکی کا شوہر جس کی عمر تخمیناً چوبیس پچیس سال کی ہے یہ لڑکا آج چار برس سے لاپتہ ہے لڑکی لڑکے کے وارثوں سے کہتی ہے کہ یا تو میرا روٹی کپڑے کا بندوبست کرو یا مجھے اجازت مل جائے تاکہ میں نکاح کروں لڑکی کے والدین نہیں ہیں لڑکی بذات خود محنت مزدوری کر کے شکم پروری کرتی ہے لڑکے کے وارث بھی غریب ہیں وہ پرورش کرنے کو تیار نہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تیرا دل نکاح کرنے کو چاہتا ہے بیشک کرلے ہم منع نہیں کرتے اس صورت میں نکاح کردینا بہتر ہے یا نہیں اور لڑکی بھی دونوں باتوں میں راضی ہے وارث نکاح کی اجازت دیں یا روٹی کپڑا۔

المستفتی نمبر ۲۳۰۷ حاجی منشی فتح محمد صاحب (کرنال) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۲ جون ۱۹۳۸ء

---

(۱) واهله اهل الشهادة ای ادائها علی المسلمین (درمختار) وقال فی الرد (وحاصله ان شرط الشهادة من الاسلام و العقل والبلوغ والحرية و عدم العمی والحد فی القذف شرط لصحة توليته ولصحة حكمه بعدها و مقتضاه ان تقليد الكافر' لا يصح وان اسلم . قال فی البحر و به علم ان تقليد الكافر صحيح و ان لم يصح قضاؤه علی المسلم حال كفره - (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب القضاء ۵/۳۵٤ ط سعيد كراتشي)

(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجہ مفقود ص ۵۹ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

جواب ۱۳۰) لڑکی کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرالے اور نکاح ثانی کی اجازت حاصل کرلے تو دوسرا نکاح بعد انقضائے عدت کرسکے گی() محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

نوجوان العمر عورت کا شوہر چار سال سے گم ہو گیا ہے' کیا حکم ہے؟

الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

سوال) زید اپنی منکوحہ بیوی کو جو کہ لاوارث لڑکی تھی کسی کے گھر بڑی ہوئی عرصہ قریباً چار سال ہوئے بغیر طلاق دیئے چھوڑ کر چلا گیا ہے جس کا ابھی تک پتہ معلوم نہیں ہے لڑکی اپنے مربی باپ کے گھر رہتے ہوئے ناجائز تعلق کر کے حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اب گھر والے لڑکی سے سخت ناراض ہیں اور ہروقت جنگ و جدل میں رہتے ہیں اس کے اصل زوج کا پتہ نہیں لڑکی سخت تکلیف میں ہے اس کا نکاح مسلمانوں کی پنچایت نے فسخ کر دیا ہے بعض مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ نکاح ثانی نہیں ہو سکتا۔

جواب ۱۳۱) اگر وہ پنچایت جس نے لڑکی کا نکاح فسخ کیا ہے اس بستی کے مسلمانوں کی مسلمہ پنچایت ہے جس کو اس قسم کے اختیارات حاصل ہیں تو نکاح کا فسخ صحیح ہوا اور لڑکی بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح کرسکتی ہے(۲) اور اگر مسلمہ پنچایت نہیں تو کسی مسلمان حاکم سے نکاح فسخ کرالیا جائے تو فسخ صحیح ہوگا(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

فصل ہفتم

کفاءت

والد نے نابالغہ لڑکی کا نکاح حرامی لڑکے سے کرادیا' تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک بے وقوف باپ نے جو کہ کانوں سے کم سنتا ہے اور آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا ہے اپنی

---

(۱) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' بحث حکم زوجہ مفقود ص ۵۹ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی -

(۲) مسلمانوں کی مسلمہ پنچایت کے لئے چند شرائط ہیں (۱) جماعت کے ارکان کم از کم تین ہوں (۲) سب ارکان عادل یعنی پکے دیندار ہوں (۳) سب ارکان یا کم از کم ایک رکن ایسا عالم ہو جو شہادت و قضاء کے احکام شرعیہ میں ماہر ہو' اور اگر اس میں کوئی بھی عالم نہیں عوام نے محض اپنی رائے سے فیصلہ کر دیا' تو وہ حکم نافذ نہ ہوگا اگر اتفاقاً وہ حکم صحیح بھی ہو گیا ہو (۴) فسخ نکاح کا فیصلہ سب ارکان اتفاق رائے سے کریں اور اگر خدانخواستہ کسی واقعہ کے متعلق پنچایت کے ارکان میں اختلاف رہا تو ان کے فیصلے سے تفریق وغیرہ نہ ہو سکے گی
(وھذا ملخص من الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ ص ۳۴ ص ۴۰ ط دار الاشاعت کراچی

(۳) واھلہ اھل الشھادۃ ای ادائھا علی المسلمین (درمختار) وقال فی الرد و حاصلہ ان شرط الشھادۃ من الاسلام والعقل والبلوغ و الحریۃ وعدم العمی والحد فی القذف شروط لصحۃ تولیتہ ولصحۃ حکمہ بعد و مقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح وان اسلم – قال فی البحر و بہ علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاء علی المسلم حال کفرہ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء ۵ ۳۵۴ ط سعید کراچی) وانظر ایضا الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ' بحث حکم زوجہ مفقود ص ۶۲ ط دار الاشاعت کراچی –

نابالغہ لڑکی کا عقد ایک حرامی لڑکے سے اس لڑکے کی والدہ و چچی کی وساطت میں کر دیا ہے وہ اس طرح کہ لڑکی کے بہنوئی نے لڑکی کے والد کو بہت کچھ ورغلایا اور اس پوشیدگی کے ساتھ یہ عقد کرایا کہ جس وقت لڑکی کے خاص عزیز بھائی چچا وغیرہ کوئی موجود نہ تھے یہ کہا گیا کہ گورنمنٹ سے ساردا ایکٹ پاس ہو چکا ہے کہ کوئی شخص نابالغ لڑکا لڑکی کی شادی اگر کرے گا تو مجرم گردانا جائے گا عجلت میں نکاح ہو گیا نہ لڑکی کے والد نے کوئی بات دریافت کی لڑکے کے متعلق اور نہ لڑکے کے چچا والد نے ذکر کیا کہ یہ لڑکا حرامی ہے اگر لڑکی کے چچا بھائی دادا وغیرہ موجود ہوتے تو یہ نکاح ہرگز نہ ہونے دیتے جب لڑکی بالغ ہوئی اس کو رخصت کرنا چاہا لیکن اس نے بالکل انکار کر دیا کہ میں ہرگز حرامی لڑکے کے یہاں رہنا نہیں چاہتی چاہے خودکشی کر لوں یا تمام عمر بیٹھی رہوں جب لڑکی کے ساس و سسر اور اس کے والد وغیرہ سمجھا کر مجبور ہو گئے اور اس نے منظور ہی نہ کیا بحالت مجبوری لڑکی کا والد مولانا عبدالسلام جبیپوری کی خدمت میں حاضر ہوا اور تحریر جواب اس مضمون کا چاہا کہ میں نے اپنی نابالغہ لڑکی کا عقد ایک حرامی لڑکے سے کر دیا ہے اور بروقت نکاح مجھ کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ لڑکا حرامی ہے مولانا صاحب نے فتویٰ دیا کہ لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ شریف النسب سے اپنا عقد کر سکتی ہے ایسا فتویٰ ایک شخص کو بتایا تو اس شخص نے فتویٰ صحیح سمجھ کر لڑکی سے عقد کر لیا اب برادری کے لوگوں کا کہنا ہے کہ لڑکی کے باپ کو ضرور معلوم تھا کہ یہ لڑکا حرامی ہے مولانا صاحب سے انہوں نے غلط سوال کیا ہے کہ مجھ کو معلوم نہ تھا اس لئے یہ دوسرا نکاح جو لڑکی نے اپنی مرضی سے کیا ہے جائز نہیں ہے لڑکی دوسرے شوہر سے حاملہ بھی ہے اور برادری والے حمل حرام قرار دیتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۱۳ امجد علی صاحب بندیلکھنڈ ۔ ۱۶ رجب ۱۳۵۵ھ م ۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۲) نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے باپ نے ناواقفیت سے اگر غیر کفو میں کر دیا تو نکاح تو ہو گیا لیکن یہ معلوم ہونے کے بعد کہ لڑکا غیر کفو ہے خود اس کو اور لڑکی کو بعد البلوغ نکاح فسخ کرانے کا حق ہے(۲) کوئی مسلمان حاکم اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے(۳) فسخ کرانے سے پہلے جو دوسرا نکاح کر دیا گیا وہ صحیح

---

(۱) النکاح للصغیر والصغیرة جبرا ولو ثیبا ولزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مهرها و زیادة مهره او زوجها بغیر کفؤ ان کان الولی المزوج بنفسه بغبن ابا او جدا ان لم یعرف منهما سوء الاختیار مجانة و فسقا وان عرف لا یصح النکاح اتفاقا (تنویر الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار کتاب النکاح باب الولی ٦٧/٣ ط سعید کراتشی)

(۲) رجل زوج ابنته الصغیرة من رجل ذکر انه لا یشرب المسکر فوجده شریبا مدمنا فبلغت الصغیرة وقالت لا ارضی قال الفقیه ابو جعفر ان لم یکن ابوها یشرب المسکر وکان غالب اهل بیته الصلاح فالنکاح باطل لان والد الصغیرة لم یرض بعدم الکفاءة وانما زوجها منه علی ظن انه کفء (الفتاوی الخانیه علی هامش الفتاوی الهندیه کتاب النکاح باب الکفاءة ١/٣٥٣ ط ماجدیه کوئٹه) وقال فی خزانة المفتین الاب اذا زوج ابنته الصغیرة من رجل وظن انه یقدر علی ایفاء المعجل والنفقة ثم ظهر عجزه عن ذلك کان للاب ان یفسخ لانه یخل بالکفاءة ولا یسقط حقه لانه زوج علی انه قادر انتهی (خزانة المفتین ٢/١٢١)

(۳) وشرط للکل القضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب النکاح باب الولی ٧١/٣ ط سعید کراتشی)

نہیں ہوا(۱) البتہ چونکہ دوسرا نکاح اس بناء پر کیا کہ پہلے نکاح کو ایک عالم نے ناجائز بتا کر دوسرے نکاح کی اجازت دے دی تھی اس لئے دوسرے خاوند کی وطی وطی بالشبہ واقع ہوئی اس لئے وہ زنا کا مجرم نہ ہوگا (۲) اور وہ بچہ جو اس وطی سے پیدا ہوگا اس دوسرے خاوند کا نہیں بلکہ پہلے خاوند کا قرار دیا جائے گا بشرطیکہ وہ اس کے نسب سے انکار نہ کردے کیونکہ ابھی تک وہ پہلے کی منکوحہ ہے اور **الولد للفراش وللعاهر الحجر** (۳) منکوحہ کے لئے قاعدہ کلیہ ہے اب پہلے نکاح کو بذریعہ عدالت یا پنچایت فسخ کرانے کے بعد دوسرے خاوند سے دوبارہ نکاح پڑھا جاوے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر مذہب تبدیل کر کے قادیانی ہو گیا' تو عورت کا نکاح فسخ ہو گیا

(سوال) واضح ہو کہ ایک فتویٰ دربارہ فسخ نکاح ایسے شخص کے جو قادیانی مذہب اختیار کرلے بدیں مضمون آیا ہے کہ اگر شخص مذکور فرقہ قادیانیہ کا متبع ہے تو لڑکی کا نکاح اس سے فسخ کرالیا جائے تفریق کے لئے قانونی طور پر عدالت کا فیصلہ لازمی ہے (دستخط) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اب اس فتوے میں یہ امر تصریح طلب ہے کہ فسخ نکاح کی کیا صورت ہو؟

(۱) کیا بدون اس کے کہ خاوند سے طلاق دلائی جائے عدالت اس امر کی مجاز ہے کہ وہ تفریق کرادے۔

(۲) اگر احیاناً اصول دین سے ناواقف ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے عدالت فسخ نکاح (برخلاف فتویٰ شریعت) ضروری قرار نہ دے تو والدین زوجہ مسلمہ کیا کریں۔

(۳) کیا ارتداد کی کوئی شکل مستوجب فسخ نکاح بدون فیصلہ عدالت ہے اگر ہاں تو کیا قادیانی مذہب میں شامل ہونا اس قسم کا ارتداد نہیں جس سے نکاح از خود ٹوٹ جاتا ہو؟

المستفتی نمبر ۱۵۸۵ عبداللہ صاحب (سنگرور - جیند) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

---

(۱) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح' الباب الثاني القسم السادس' المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ١/ ٢٨٠ ط ماجدية' كوئٹه)

(٢) وفي المجتبى تزوج بمحرمة او منكوحة الغير او معتدته ووطئها ظانا الحل لايحد ويعزر وان ظانا الحرمة فكذلك عنده خلافا لهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الحدود ٤/ ٢٤ ط سعيد كراتشي)

(٣) رواه الترمذي في الجامع' ابواب الطلاق والرضاع' باب ما جاء ان الولد للفراش ١/ ٢١٩ ط سعيد كراتشي)
وقال في الدر: ان الفراش على اربع مراتب وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر مذ تزوجها لتصوره كرامة او استخداما فتح (درمختار) وقال في الرد (قوله على اربع مراتب) ضعيف وهو فراش الامة لا يثبت النسب فيه إلا بالدعوة ومتوسط وهو فراش ام الولد فانه يثبت فيه بلا دعوة لكنه ينتفي بالنفي وقوي فراش المنكوحة ومعتدة الرجعي فانه فيه لا ينتفي إلا باللعان' واقوى كفراش معتدة البائن فان الولد لا ينتفي فيه اصلا لان نفيه متوقف على اللعان وشرط اللعان الزوجية (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق فصل في ثبوت النسب ٣/ ٥٥٠ ط سعيد كراتشي)

(جواب ۱۳۳) (۱) ہاں عدالت اس کی شرعاً مجاز ہے کہ فسخ کا حکم کردے۔

(۲) جس طرح ممکن ہو تفریق کی سعی کریں بھاولپور میں یک فیصلہ ہو چکا ہے وہ جامعہ عباسیہ بھاولپور سے طلب کریں۔

(۳) ہاں ارتداد سے شرعاً نکاح فسخ ہو جاتا ہے (۱) لیکن عدالت کا فیصلہ قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے لازمی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جب ہندو عورت مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں ؟

(سوال) ایک ہندو عورت اپنے شوہر سے جدا ہو کر مسلمان ہو گئی اور ایک بزرگ سے بیعت حاصل کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا مسلمان ہونے کے یک سال بعد اس کا شوہر اپنی زوجہ کو مجبور کر کے زوجیت میں لینے کا خواستگار ہے حسب احکام شرع شریف رائے عالی سے مشرف فرمادیں کیونکہ مسماۃ حسب خواہش شوہر خود زیر حوالات کردی گئی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۶۲ سکریٹری اسلامی بورڈ (گوالیار) ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۵ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۴) احکام شرعیہ کے بموجب عورت جب مسلمان ہو جائے اور اسکا شوہر باوجود علم کے مسلمان نہ ہو اور عدت گزر جائے تو ان دونوں کا تعلق زوجیت منقطع ہو جاتا ہے سال بھر کا زمانہ اتنا زمانہ ہے کہ اس میں عدت گزر چکی ہو گی اس لئے وہ عورت اب اس کی زوجہ نہیں اور اگر بالفرض عدت نہ گزری ہو جب بھی وہ مسلمان ہو کر تو عورت کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن غیر مسلم ہونے کی صورت میں مطالبہ کا کوئی حق نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(جواب دیگر ۱۳۵) کوئی عورت مسلمان ہونے کے بعد ہندو کی زوجیت میں نہیں رہ سکتی (۳) اگر عدت کے اندر کسی مسلمان سے شادی کرلے تو نکاح درست نہیں (۴) اور عدت گزرنے

---

(۱) وارتداد احدهما اي احد الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) اي بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها كذا في البحر (قوله ولو حكما) اراد به الخلوة الصحيحة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹۴ ط سعيد كراتشي)

(۲) ولو اسلم احدهما اي احد المجوسيين او امرأة الكتابي ثمة اي في دار الحرب وملحق بها كالبحر الملح لم تبن حتى تحيض ثلاثا او تمضي ثلاثة اشهر قبل اسلام الآخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب (درمختار) وقال في الرد (قوله لم تبن حتى تحيض) افاد بتوقف البينونة على الحيض ان الآخر لو اسلم قبل انقضائها فلا بينونة بحر (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح باب النكاح الكافر ۱۹۱/۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) دیکھئے حوالہ سابقہ

(۴) اذا اسلم احد الزوجين في دار الحرب ولم يكونا من اهل الكتاب او كانا والمرأة هي التي اسلمت فانه يتوقف انقطاع النكاح بينهما على مضي ثلاث حيض سواء دخل بها او لم يدخل بها كذا في الكافي (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح' الباب العاشر في نكاح الكفار ۱/ ۳۳۸ ط ماجدية، كوئٹه)

کے بعد نکاح کرے تو نکاح جائز ہوگا اور وہ مسلمان کی منکوحہ ہو جائے گی (۱) اور نکاح نہ کرے بے شوہر کے رہے جب بھی ہندو شوہر سابق اس کو نہیں لے سکتا کیونکہ ہندو مسلمان عورت کا شوہر نہیں ہو سکتا (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عاقلہ بالغہ اپنے نکاح میں خود مختار ہے

(سوال) میری عمر بوقت نکاح سولہ سال کی تھی میرے نکاح کو عرصہ چار ماہ کا ہوا میرے والد نے بغیر میری رضامندی کے میرا نکاح ایک ایسے شخص سے کر دیا جس کا بد دماغ، بد چلن ہونا بعد میں ثابت ہوا ایک مرتبہ اس نے اپنی بد دماغی سے اپنی خودکشی کا ارادہ کر لیا تھا اور کثیر تعداد میں افیون وگڑو تیل کھا لیا تھا مگر بعد میں علاج معالجہ سے صحت ہو گئی ایسے بد دماغ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے یہ خیال رہے کہ ابھی تک رخصتی کی نوبت نہیں آئی ہے لیکن ہاں لڑکے والے میرے والد کو رخصت کرنے پر مجبور کر رہے ہیں اب جب کہ میرے والد کو ان تمام باتوں کا پتہ چل گیا ہے وہ بھی رخصت نہیں کرنا چاہتے اور نفرت کرتے ہیں۔ اگر جبراً میری رخصتی کی گئی تو جان کھونے پر آمادہ ہوں۔

المستفتی نمبر ۱۶۹۴ رئیسہ خاتون ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۶) بالغہ عورت کا نکاح بدون اس کی رضامندی کے نہیں ہو سکتا باپ بھی اگر بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت حاصل کئے بغیر کر دے تو نکاح لڑکی کی رضامندی پر موقوف رہتا ہے اگر وہ نکاح کی خبر پاکر انکار کر دے یا نارضامندی ظاہر کر دے تو نکاح باطل ہو جاتا ہے اور رضامندی کا اظہار کر دے تو نکاح قائم رہتا ہے پس صورت مسئولہ میں اگر تم نے نکاح کی خبر پانے کے وقت نارضامندی کا اظہار کر دیا ہو تو نکاح باطل ہو چکا ہے اور اگر اذن دیا ہو یا رضامندی کا اظہار کیا ہو تو نکاح قائم ہے (۳) اب اگر خاوند

---

(۱) (قوله لم تبن حتى تحيض) افاد بتوقف البينونة على الحيض ان الآخر لو اسلم قبل انقضائها فلا بينونة بحر (قوله اقامة لشرط الفرقة) وهو مضى هذه المدة مقام السبب - فاذا مضت هذه المدة صار مضيها بمنزلة تفريق القاضي وتكون فرقة بطلاق على قياس قولهما وعلى قياس قول ابي يوسف بغير طلاق لانها بسبب الاباء حكما وتقديرا بدائع (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۱۹۱/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) قال الله تعالىٰ . ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن ولامة مؤمنة خير من مشركة ولو اعجبتكم ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو اعجبكم (البقرة ۲۲۱)

(۳) ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ فان استأذنها هو اى الولى وهو السنة او وكيله او رسوله او زوجها وليها واخبرها رسوله او فضولي عدل فسكتت عن رده مختارة او ضحكت غير مستهزئة او تبسمت او بكت بلا صوت فلو بصوت لم يكن اذنا ولا ردا حتى لو رضيت بعده انعقد (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح باب الولى ۵۸/۳ ط سعید کراتشی) وقال ايضا وهو اى الولى شرط صحة نكاح صغير ومجنون ورقيق لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولى والاصل ان كل من تصرف فى ماله تصرف فى نفسه وما لا فلا (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح باب الولى ۵۵/۳ ط سعید کراتشی)

کے کوئی ایسے حالات ظاہر ہوئے ہوں جو پہلے معلوم نہ تھے اور ان حالات کی بناء پر نباہ ناممکن ہو یا دشوار نظر آتا ہو تو کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے نکاح فسخ کرایا جا سکتا ہے(۱)

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مسلمان عورت کا نکاح قادیانی مرد سے جائز نہیں

(سوال) زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ جو سنی المذہب ہے کا عقد خالد (جس نے بوقت عقد نیز اس سے چند روز پیشتر مسماۃ ہندہ کے والد زید کے اس شبہ کو کہ خالد قادیانی مذہب رکھتا ہے بایں عبارت (میں حنفی المذہب اہل سنت و جماعت ہوں اگر میرے خسر مجھ کو اس کے برعکس دیکھیں تو وہ اپنی لڑکی کو علیحدہ کر سکتے ہیں تحریراً و تقریراً زائل کر دیا تھا) سے کر دیا۔ اب دو ماہ کے بعد وہ کہتا ہے کہ میں تو قادیانی ہوں اور بوقت عقد بھی قادیانی تھا گرچہ مصلحتہ میں نے اپنے قادیانی ہونے کو چھپا لیا تھا۔

(الف) یہ عقد ہندہ کا خالد سے درست ہوا یا نہیں (ب) اگر جائز و درست ہوا تو اب اس کے اس اقرار سے کہ میں قادیانی ہوں نکاح فسخ ہوا یا نہیں (ج) اگر فسخ ہو تو محض اس کے اس اقرار پر خود بخود یا کسی دیگر شخص سے فسخ کرایا جائے گا یا نہیں (د) کیا اس کی اس تحریر سے کہ جو مذکور الصدر ہے کہ اگر میرے خسر مجھ کو اس کے برعکس دیکھیں تو اپنی لڑکی کو علیحدہ کر سکتے ہیں صدق واقع ہوئی یا نہیں جب کہ وہ اس وقت برعکس ہے (ز) اگر طلاق ہو گئی یا نکاح خود بخود فسخ ہو گیا یا دوسرے سے فسخ کرایا گیا تو اب ہندہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر سکتے ہیں یا زید سے طلاق لینے کی ضرورت ہو گی۔

---

(۱) تفریق کی صورت یہ ہے کہ مجنون کی عورت قاضی کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک جنون ثابت کرے، قاضی واقعہ کی تحقیق کرے، اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دیدے، بعد اختتام سال اگر زوجہ پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ابھی تک موجود ہو تو عورت کو اختیار دے دیا جائے اس پر عورت اسی مجلس تخییر میں فرقت طلب کرے، تو قاضی تفریق کردے (الحیلۃ الناجزۃ ص ۵۴ بحث حکم زوجہ مجنون ط دار الاشاعت کراچی) وقال فی الدر: ولا یتخیر احدهما ای احد الزوجین بعیب الآخر فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة لو بالزوج ولو قضی بالرد صح فتح (درمختار) وقال فی الرد: والظاهر ان اصلها وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة مطلقا ومحمد فی الثلاثة الاول لو بالزوج کما یفهم من البحر وغیره (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق، باب العنین وغیره ۳/ ۵۰۱ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندیة اذا کان بالزوجة عیب فلا خیار للزوج وإذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خیار لها کذا فی الکافی قال محمد رحمه الله تعالیٰ ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فهو کالجب وبه نأخذ کذا فی الحاوی القدسی (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، باب الثانی عشر فی العنین ۱/ ۵۳۶ ط ماجدیة کوئٹه) وقال فی المبسوط: وعلی قول محمد لها الخیار اذا کان علی حال لا تطیق المقام معه (المبسوط لشمس الائمة السرخسی، کتاب النکاح، باب الخیار فی النکاح ۵/ ۵۷ ط دار المعرفة بیروت) وفی کتاب الآثار للامام محمد رحمه الله تعالیٰ: وکذلک اذا وجدته مجنونا جنونا یخاف علیها قتله (کتاب الآثار باب الرجل یتزوج وبه عیب ص ۷۲ ط مکتبة اهل سنت والجماعت کراچی)

المستفتی نمبر ۲۰۷۰ حافظ احمد سعید صاحب (حیدر آباد دکن)
۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۷) (ا) یہ عقد درست نہیں ہوا (ج) قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے بذریعہ حاکم فسخ کرایا جائے ورنہ شرعاً فسخ کرانے کی ضرورت نہیں(۱) (د) یہ تحریر تو وقوع طلاق کے لئے کافی نہیں ہے(۲) (ز) دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے لئے صرف قانونی طور پر اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر بد اطوار ہو، بیوی کے حقوق ادا نہ کرے، تو بیوی علیحدہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ہندہ ایک نوجوان عورت ہے اس کا شوہر زید اشد زناکار و رنڈی باز ہے اور وہ اپنی بی بی کا حقوق زوجیت کما حقہ ادا نہیں کرتا ہے مشیت الٰہی اس کے شوہر زید کو کسی جرم زناکاری میں سات برس کی قید ہوئی ہے اب ہندہ نے اپنے شوہر زید پر بایں مضمون ایک مقدمہ عدالت میں دائر کیا ہے کہ میرا شوہر زید میرے حقوق زوجیت کما حقہ ادا نہیں کرتا ہے اکثر اوقات رنڈی بازی وغیرہ امر ناشائستہ میں مصروف رہتا ہے علاوہ بریں میرے شوہر زید کی کوئی جائداد وغیرہ کچھ بھی نہیں جس سے میں پرورش پا سکوں باوجود اس کے میں ایک نوجوان عورت ہوں اپنی شہوت تھامنا مجھ پر سخت دشوار ہے لہذا حضور کے پاس درخواست کرتی ہوں کہ حضور میرے حق میں نیک فیصلہ عنایت فرمائیں عدالت نے تو بمطابق قانون سرکاری ہندہ مذکورہ کو اختیار دیدیا ہے کہ تم کو اختیار ہے چاہے تم اپنے شوہر زید کا انتظار کرو یا دوسری جگہ نکاح میں بیٹھو اس سے تم پر سرکاری قانون مزاحم نہ ہوگا اب حضرات علماء کرام سے سوال یہ ہے کہ دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۰۵ ابو عبدالصمد ۔ (بنگال)
۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۱ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۳۸) اگر یہ حاکم مسلمان تھا تو اس کا یہ حکم ہندہ کے عمل کے لئے کافی ہے اور وہ بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح کر سکتی ہے عدت حاکم کے فیصلہ کے وقت سے شروع کی جائے لیکن اگر حاکم

---

(۱) اس لئے کہ قادیانی باتفاق علماء اہل سنت و الجماعت کافر ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد کے ساتھ جائز و درست نہیں کما قال اللہ تعالیٰ ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولأمة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم (البقرة - ۲۲۱)

(۲) اس لئے کہ یہ الفاظ "اگر میرے خسر مجھ کو اس کے برعکس دیکھیں تو وہ اپنی لڑکی علیحدہ کرا سکتے ہیں" الفاظ طلاق صریح و کنایہ یا تفویض طلاق کے الفاظ میں سے نہیں ہیں لہذا ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی کما قال فی الرد (قوله وركنه لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳ ، ۲۳۰ ط سعید کراتشی

غیر مسلم تھا تو بندہ کو کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے نکاح فسخ کرانا ضروری ہے(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شیعہ آدمی نے دھوکہ دیکر نکاح کر لیے تو وہ فسخ ہو گا یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) میں مسماۃ سکینہ دختر فہیم الدین عرض پرداز ہوں کہ ۱۹۲۵ء میں جب کہ میری عمر گیارہ سال کی تھی ایک شخص ضمیر الحسن پسر بدر الحسن نے میرے والد کو دھوکہ دیکر اور یہ کہہ کر کہ میں اہل سنت والجماعت ہو گیا ہوں میرے ساتھ نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے اپنا وہی طریقہ رکھا اور مجھ کو شیعہ بننے پر مجبور کیا اور سخت تکلیفیں پہنچائیں میں اس کے مذہب سے سخت بیزار ہوں اور کسی سنت جماعت سے نکاح کرنا چاہتی ہوں میری عمر اٹھارہ سال ہے میرے ماں باپ بالکل نادار ہیں۔

(جواب ۱۳۹) اگر خاوند نے عورت کے باپ کو یہ بتایا تھا کہ میں اہل سنت والجماعت ہو گیا ہوں اور اسی بناء پر باپ نے نکاح کر دیا تھا بعد نکاح معلوم ہوا کہ وہ سنی نہیں ہوا بلکہ ابھی تک شیعہ ہے تو لڑکی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا نکاح فسخ کرالے(۲) اور اگر خاوند غالی شیعہ تبرائی ہو تو نکاح ہی درست نہیں ہوا ہے(۳) بذریعہ عدالت فیصلہ کرا کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۴) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(۱) واهله اهل الشهادة اي اداءها على المسلمين (درمختار) وقال في الرد : وحاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ والحرية وعدم العمى وعدم الحد في القذف شروط لصحة توليته ولصحة حكمه بعدها ومقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم - قال في البحر وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاؤه على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب القضاء ٥ / ٣٥٤ ط سعيد كراتشي) وكذا في الحيلة الناجزة ص ٣٣ ط دار الاشاعت كراچی

(۲) وافاد البهنسي انها لو تزوجته على انه ابن سني او قادر على المهر والنفقة فبان بخلافه - كان لها الخيار فليحفظ (درمختار) وقال في الرد : لكن ظهر لي الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتغرير لا لعدم الكفاءة بدليل انه لو ظهر كفوا يثبت لها حق الفسخ لانه غرها (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الكفاءة ٣ ١، ٥ ٢، ٥ ط سعيد كراتشي)

(۳) نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة او انكر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية في علي او ان جبرئيل غلط في الوحي او نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الجهاد باب المرتد ٤ / ٢٣٧ ط سعيد كراتشي)

(۴) عدالت سے یہ فیصلہ کرانا قانونی طور پر اجازت حاصل کرنے کے لیے ہے شرعاً اس کی کوئی حاجت نہیں۔

فصل ہشتم

زوج کا مخبوط الحواس یا مجنون ہونا

پاگل کی بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید کو خالد نے غلط بیانی سے یہ دھوکا دیا کہ میرے لڑکے میں بجز کم عمری کے اور کچھ نقص نہیں ہے اور اس پر زید کو اپنی صداقت دیانتداری کے واسطے پورا اطمینان دلایا اس پر زید نے مطمئن ہو کر اپنی لڑکی کا نکاح خالد کے لڑکے سے کر دیا مگر شادی کے بعد واقعہ اس کے خلاف ثابت ہو یعنی (۱) لڑکے میں دماغی خرابی پائی گئی مثلاً کبھی گھر سے بھاگ کر نکل جانا کبھی آنا کبھی رونا' کبھی لڑنا' وحشیانہ حرکت کرنا' لڑکی کا خاص روپیہ لیکر خرچ کر دینا زیور فروخت کے لئے طلب کرنا' زن و شو کے واقعات کو غیروں سے بیان کرنا (۲) خالد کا لڑکا نہ قرآن پڑھ سکتا ہے اور نہ ہی نماز کا پابند ہے' حالانکہ زید کو یہ کہا گیا تھا کہ وہ نماز کے پابند ہیں لڑکی تعلیم یافتہ اور صوم و صلوٰۃ کی پابند ہے زید خود بھی نہایت محتاط اور صوم و صلوٰۃ کا پابند انسان ہے (۳) خالد کا لڑکا نہ تو عقل معاش ہی صحیح رکھتا ہے نہ خط و کتابت ہی معمولی طریقہ سے کر سکتا ہے حالانکہ خالد نے ان چیزوں کے متعلق اطمینان دلایا تھا۔ (۴) خالد کے لڑکے میں نہ تو تعلیم ہے نہ تربیت ہے حالانکہ خالد نے یہ اطمینان دلایا تھا کہ ان کی تربیت درست ہے (۵) ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ لڑکی کو لڑکے سے علیحدہ رکھا جائے ورنہ اس کی صحت پر اس کا خراب اثر پڑے گا اور لڑکے کو بغرض علاج رانچی لے جایا جائے ان حالات میں زید کی لڑکی نہایت پریشان ہے بیمار ہو کر ناتواں ہو گئی ہے اور چاہتی ہے کہ میرا نکاح اس سے فسخ کر دیا جائے آیا شریعت اسلامیہ کے آئین میں صورت مذکورہ میں فسخ نکاح کی اجازت ہے اگر اجازت ہے تو اس کے فسخ کرانے کی کیا صورت ہے ؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۶ سید ابو البقا محمد صاحب (پٹنہ)

۲۱ شوال ۱۳۵۵ھ م ۵ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱٤۰) اگر نمبر ا و نمبر ۵ صحیح ہیں یعنی وہ شخص صحیح الحواس نہیں ہے اور اطبا و ڈاکٹر زوجین کے اجتماع کو لڑکی کے لئے مضر بتاتے ہیں اور اگر لڑکی کے نفقہ کی کفالت وہ نہ کر سکتا ہو بلکہ اس کے برعکس لڑکی کا زیور تلف کرتا یا تلف کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو ان صورتوں میں کوئی مسلمان حاکم لڑکی کا نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ یہ فسخ بربنا اختلال حواس ہو تو حنفی مذہب کے موافق(۱) اور بربنائے عدم

---

(۱) ولا يتخير احدهما اى احد الزوجين بعيب الآخر فاحشا كجنون و جذام و برص و رتق و قرن و خالف الائمة الثلاثة فى الخمسة لو بالزوج ولو قضى بالرد صح فتح (درمختار) وقال فى الرد : والظاهر ان اصلها . و خالف الائمة الثلاثة فى الخمسة مطلقا و محمد فى الثلاثة الاول ولو بالزوج كما يفهم من البحر وغيره (قوله ولو قضى بالرد صح) اى لو قضى به حاكم يراه لان ذلك مما يسوغ فيه الاجتهاد (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب العنين وغيره ۳ / ۵۰۱ ط ، سعيد كراتشى) حضرت مولانا اشرف علی التھانوی ؒ نے اپنے زمانہ میں تمام علماء ہندو

کفالت نفقہ ہو تو امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے موافق ہوگا، اور ضرورت شدیدہ کے وقت حنفیہ اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) ایک شخص نے ہوش و حواس کی حالت میں نکاح یا عقد کرنے کے ایک سال بعد دیوانہ ہو گیا یہاں تک کہ اسے پابہ زنجیر رکھنا پڑتا ہے اس میں کھانے کمانے کا بالکل ہوش نہیں لڑکی جب شوہر کے مکان پر رہتی ہے تو سخت تکلیف پہنچتی ہے کبھی کبھی جان کا خطرہ بھی ہو جاتا ہے اس وجہ سے لڑکی اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی قریباً دس سال سے اپنے والدین کے مکان پر رہتی ہے اور اس کے تمام خرچ و اخراجات والدین ہی اٹھا رہے ہیں لڑکی والوں کی و نیز لڑکے والوں کی یہ خواہش ہے کہ اگر فسخ نکاح ہو سکتا ہو تو کسی اور کے ساتھ لڑکی کا عقد کر دیا جائے کیونکہ لڑکی جوان ہے عمر صرف ۲۵ سال کی ہے ابھی تک کوئی بال بچہ نہیں ہوا ہے آیا مذہب اہل سنت و جماعت میں فسخ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۹ منشی سید مظفر حسین صاحب رضوی کیمپ اسٹیٹ (ضلع کیرا)

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۸ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۱) ہاں اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے موافق بھی مجنون کی بیوی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور اب کہ جنون کو دس بارہ سال کا عرصہ ہو گیا ہے بغیر کسی مزید مہلت کے کوئی حاکم نکاح فسخ کر سکتا ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) پاکستان کے علماء نے دوسرے ائمہ اور امام محمدؒ کے قول پر فسخ نکاح کا فتویٰ دیا ہے کما فی الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ بحث حکم زوجہ مجنون ص ۵۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی وقال فی الهندية وقال محمد إن كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم تخير المرأة إذا لم يبرأ وإن كان مطبقا فهو كالجب وبه نأخذ كذا في الحاوي القدسي (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق الباب الثاني عشر في العنين ۱/ ۵۲۶ ط ماجديه كوئته)

(۱) وقد اختلف العلماء في هذا الحكم وهو فسخ النكاح عند إعسار الزوج بالنفقة على قولين الأول ثبوت الفسخ وهو مذهب علي و عمر و أبي هريرةؓ و جماعة من التابعين ومن الفقهاء و مالك و الشافعي و احمد و به قال أهل الظاهر مستدلين بحديث لا ضرر ولا ضرار والثاني ما ذهب إليه الحنفية وهو قول للشافعي أنه لا فسخ للإعسار بالنفقة مستدلين بقوله تعالىٰ ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله لا يكلف الله نفسا إلا ما آتاها (من فتاوى العلامة سعد بن صديق الفلاتي الملحقة بالحيلة الناجزة ص ۱۳۲ دار الاشاعت كراچی)

(۲) إذا كان بالزوجة عيب فلا خيار للزوج وإذا كان بالزوج جنون أو برص أو جذام فلا خيار لها كذا في الكافي قال محمد إن كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول إذا لم يبرأ وإن كان مطبقا فهو كالجب وبه نأخذ كذا في الحاوي القدسي (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثاني عشر في العنين ۱/ ۵۲۶ ط ماجديه كوئته) وقال السرخسي أو على قول محمد لها الخيار إذا كان على حال لا تطيق المقام معه لأنه تعذر عليها الوصول إلى حقها لمعنى فيه فكان بمنزلة ما لو وجدته مجبوبا (المبسوط للسرخسي كتاب النكاح باب الخيار في النكاح ۵/ ۹۷ ط دار المعرفة بيروت)

سوال مثل بالا

(سوال) ہندہ زید کے نکاح میں عرصہ تیس سال سے ہے اور تقریباً بیس سال سے زید بالکل پاگل ہے آیا ہندہ اس حالت میں نکاح ثانی کر سکتی ہے اور ہندہ اس کے نکاح میں ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۳۵۷ محمد یعقوب صاحب (دہلی) ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۲) اگر زید بالکل مجنون اور حقوق زوجیت ادا کرنے کے ناقابل ہے اور اس کا کوئی اثاثہ بھی نہیں ہے جو زوجہ کے نفقہ کے لئے کافی ہو اور زوجہ اس حالت پر زیادہ صبر نہیں کر سکتی تو ایسی حالت میں حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنے خاوند کے مجنون ہونے کی بناء پر نکاح فسخ کرالے (۱) اور عدت گزر کر نکاح ثانی کرلے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جب شوہر پاگل ہو گیا' تو بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) لڑکی مسماۃ بیگم بی بی قوم میراسی عرصہ گیارہ سال سے شادی شدہ ہے اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا تولد ہوا ہے اور اب اس کا خاوند پاگل ہو گیا ہے اور اس لڑکی کو خرچ وغیرہ کی بہت تکلیف ہے اور لڑکی کی اور کوئی سبیل نہیں ہے لاچار ہو کر بے چاری، ننگی پھرتی ہے اس کا خاوند اس عورت کی کوئی دین و دنیا کی حاجت ادا کرنے کے قابل نہیں ہے۔

المستفتی نمبر ۱۸۱۷ مولوی محمد قاسم علی صاحب (ضلع لائل پور)

۴ شعبان ۱۳۵۶ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۳) یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر اپنا پہلا نکاح فسخ کرالے (۳) اور بعد حصول حکم فسخ عدت گزار کر دوسرا نکاح کرلے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر دیوانہ ہو تو بیوی کو خیار تفریق حاصل ہے' یا نہیں ؟

(سوال) ایک عورت کے اس کے خوند سے تین بچے ہیں خاوند اسکا دیوانہ ہو چکا ہے عرصہ چھ، سال سے

---

(۱) ایضاً حوالہ سابقہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

(۲) اگر عیب جنون معلوم ہونے سے پہلے خلوت صحیحہ ہو چکی تھی بعد ازاں فسخ نکاح کی نوبت آئی ہے تو پورا مہر لازم رہے گا اور عدت بھی واجب ہوگی قلت و یجب العدة ایضا کما ہو مقتضی الخلوہ الصحیحة (الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجه مجنون ص ۵۵ ۵۷ ط دار الاشاعت کراچی)

(۳) اور وہ جنون جو عقد نکاح کے بعد پیدا ہو گیا ہو اس کے متعلق امام محمدؒ سے کوئی تصریح نہیں ہے لیکن مالکیہ کے مذہب میں سکے متعلق یہ تصریح ہے کہ گر نکاح کے بعد جنون ہو جاوے تب بھی عورت کو علیحدگی کا اختیار ہے کما فی المدونة ص ۱۹۶ ج ۳ (الحیلة الناجزة بحث حکم زوجه مجنون تنبیہ ضروری ص ۵۶ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(۴) زوجہ مجنون کی عدت کا حکم یہ ہے کہ تفریق قبل الخلوة میں عدت واجب نہیں اور بعد الخلوة میں واجب ہے (الحیلة الناجزة بحث حکم زوجه مجنون ص ۵۷ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

عورت مذکورہ اپنے خاوند کے گھر سے اس وجہ سے نکل آئی ہے کہ وہ اس کو دیوانگی کی وجہ سے مارتا پیٹتا ہے عورت مذکورہ نان و نفقہ سے بھی تنگ ہے کیونکہ ماں باپ اس کے بہت تنگ ہیں بغیر خاوند کے عورت مذکورہ کا گزارہ نہیں ہو سکتا اس صورت میں کیا عورت مذکورہ بغیر طلاق اپنے خاوند سودائی کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟ آیا اس کے لئے شریعت میں کوئی طریقہ دوسری جگہ نکاح کرنے کا ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۵ چودھری غلام رسول (گوجرانوالہ)

۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ م یکم نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۴) یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرائے تو دوسری جگہ نکاح بعد عدت کر سکے گی(۱) جب تک فسخ نکاح نہ ہو دوسری جگہ نکاح جائز نہیں ہے(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مجنون کی بیوی کے لئے نان و نفقہ نہیں ' اور زنا کا بھی خطرہ ہے ' تو دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) (۱) ایک عورت کو اس کے خاوند نے (جس کو مرض مالیخولیا کی تقریباً ۱۶ سال سے شکایت ہے اور جو چرس بھنگ پینے کا بھی عادی ہے) گھر سے نکال دیا اور خود فقیرانہ زندگی بسر کرنی شروع کردی عورت مذکور عرصہ پانچ سال سے اپنے والدین کے پاس ٹھیری اس کے اور اس کے بچوں کے کھانے کا بوجھ عورت مذکور کے والدین برداشت کرتے رہے اس عرصہ میں اسکے خاوند نے اس عورت کو لانے کی کوئی تجویز نہیں کی اسی عرصہ میں عورت مذکور کے والدین کا انتقال ہو گیا عورت مذکور اس گاؤں کے نمبردار کے کہنے پر اپنے بال بچوں سمیت اپنے خاوند کے گھر آئی اس کے خاوند نے اس کو پھر بھی تنگ کرنا شروع کیا اور کئی کئی دن تک نہ ہی بچوں کو اور نہ اس عورت کو کھانے کو دیا خاوند مذکور دو ماہ ٹھہر کر پھر کہیں چلا گیا اور فقیرانہ بھیس میں باہر پھرتا رہا اور تین سال تک واپس نہ آیا اس کے جانے کے بعد ہی زمین قرض خواہوں نے لے لی عورت مذکور تین سال تک محنت مزدوری کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتی رہی تین سال کے بعد اس کا خاوند پھر واپس آگیا اور عورت مذکور کو مار پیٹ کر کے گھر سے نکال دیا لوگوں کے کہنے سننے پر اس کو گھر آنے دیا گاؤں کے معتبر لوگوں نے اس کے خاوند کو سمجھایا کہ وہ اپنی بیوی کو ناحق

---

(۱) وإذا كان بالزوج جنون و برص و جذام فلا خيار لها كذا في الكافي قال محمدؒ ان كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأ وان كان مطبقا فهو كالجب و به نأخذ كذا في الحاوي القدسي (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق الباب الثاني عشر في العنين ۱/۵۲۶ ماجديه كوئٹه) وكذا في الحيلة الناجزة' بحث حكم زوجه مجنون ص ۵۱ مطبوعه دار الاشاعت كراچی)

(۲) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره و كذا المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح الباب الثالث في بيان المحرمات القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجديه كوئٹه)

تنگ نہ کرے لیکن وہ باز نہیں آیا اور پھر پہلے کی طرح گھر سے چلا گیا اور تقریباً دو سال تک لاپتہ رہا۔
(۲) عورت مذکور کے خاوند نے اس کے ساتھ مجامعت کرنی تقریباً عرصہ بارہ سال سے جب سے کہ وہ فقیر ہو گیا تھا بالکل ترک کر دی تھی یہ بات عورت مذکورہ کے بیان سے ثابت ہوتی ہے اس کا یہ بھی ثبوت ہے کہ اس کا چھوٹا بچہ تقریباً چودہ سال کا ہے اور نکاح ثانی کے بعد اس کی گود میں ایک لڑکی ہے۔
(۳) عورت مذکور نے اپنے خاوند کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اپنے خاوند سے کہا کہ یا تو مجھے طلاق دے دو یا کھانے پینے کو دو اور میری جائز خواہشات کو بھی پورا کرو اس کے خاوند نے نان و نفقہ دینے سے بھی انکار کر دیا اور صدق دینے سے بھی انکار کر دیا آخر کار وہ عورت تنگ ہو کر عیسائی ہو گئی اس کے عیسائی ہونے سے موجودہ گورنمنٹ کے قانون کے مطابق اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا پھر عورت مذکورہ عرصہ چھ ماہ کے بعد مسلمان ہو گئی اور پھر کسی دوسرے مسلمان کے ساتھ نکاح کر لیا۔
(۴) کیا یہ نکاح جائز ہے یا کہ ناجائز ؟

المستفتی نمبر ۲۱۴۶ چودھری محمد بخش صاحب (لائل پور)
۲۳ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۷ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱٤٥) اگر یہ واقعات صحیح ہیں جو سوال مذکورہ میں ہیں تو عورت کا نکاح ثانی صحیح ہو گیا(۱)

پاگل کی بیوی کیا کرے ؟

(سوال) میرا شوہر بعارضہ صرع مدت سے بیمار ہے عرصہ ہفت سال علاج کیا گیا مگر آرام نہ ہوا اب دس ماہ سے مجنون ہو کر گھر سے نکل گیا ہے ڈاکٹر اور حکیم اس کو لاعلاج بتا رہے ہیں میرے چھوٹے کمسن بچے ہیں بوجہ افلاس تنگ آگئی ہوں عمر کے لحاظ سے جوان ہوں۔

(جواب ۱٤٦) خاوند کے مجنون ہو جانے کی صورت میں حضرت امام محمدؒ کے قول کے موافق

---

(۱) سنیے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح تو فوراً فسخ ہو گیا کما فی الدر المختار وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ فلا ینقص عددا عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال فی الرد (قولہ بلا قضاء) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بھا کما فی البحر (ھامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر ۳/۱۹۳، ۱۹٤ ط سعید کراتشی) لہذا صورت مسئولہ میں جب عورت عیسائی ہو گئی تو اس کا نکاح اس کے مجنون شوہر سے فوراً فسخ ہو گیا پھر جو یہ مسئلہ ہے کہ مرتدہ کو جبراً مسلمان کر کے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا جائے یہ تو دار الاسلام میں ہو سکتا ہے نہ کہ دار الحرب میں اس لئے کہ دار الحرب میں اجبار من القاضی جائز نہیں اور اگر کسی طریقہ سے عورت کو شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کرنے پر مجبور کیا گیا تو دوبارہ مرتد ہونے کا اندیشہ ہے بہذا ارتداد سے بچانے کے لئے روایت متابہ پر عمل کرنا جائز اور احوط ہے (قولہ لیس للمرتدة التزوج بغیر زوجھا) وظاھرہ ان لھا التزوج بمن شاءت (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجھاد، باب المرتد ٤/۲۵۳ ط سعید کراتشی) وکذا فی فتاوی دار العلوم دیوبند ۸/۳٤۷ ط امدادیہ ملتان)

ضرورت شدیدہ میں حاکم مجاز کو نکاح فسخ کر دینے کی گنجائش ہے(۱) لیکن حاکم مجاز سے حکم فسخ حاصل کرنے سے قبل دوسرا نکاح کر لینا جائز نہیں۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شادی کے بعد شوہر دیوانہ ہو گیا' تو بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص بصحت عقل و تندرستی بدن تقریباً تین چار برس اپنی منکوحہ کے ساتھ بسر کرتا رہا چنانچہ اسی زوجہ سے اس کا ہفت سالہ لڑکا بھی ہے پھر وہ شخص مجنون ہو گیا اور چھ برس سے مجنون ہے اس کے ورثا نے باقاعدہ اس کا علاج بھی نہیں کرایا عورت جوان ہے اور زنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے کسی صورت سے اس کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۴۷) حضرت امام محمدؒ کے قول کے بموجب شوہر کے مجنون ہو جانے کی صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے مگر فسخ کے لئے حاکم مجاز کے فیصلہ کی ضرورت ہے وہ جنون حادث میں ایک سال کی مہلت بغرض علاج دیکر سال بھر کے بعد اگر جنون زائل نہ ہو تو عورت کے طلب پر نکاح فسخ کر سکتا ہے(۳)
(یعنی ثالث مسلم فریقین) کو بھی حاصل ہوتا ہے(۴) لیکن حاکم یا حکم کے فیصلہ کے بغیر نکاح فسخ نہیں

---

(۱) ولا يتخير احدهما اى الزوجين بعيب الآخر فاحشا كجنون وجذام و برص ورتق و قرن وخالف الائمة الثلاثة في الخمسة لو بالزوج ولو قضى بالرد صح فتح (درمختار) وقال في الرد والظاهر ان اصلها و خالف الائمة الثلاثة في الخمسة مطلقا و محمد في الثلاثة الاول لو بالزوج كما يفهم من البحر وغيره (قوله ولو قضى بالرد صح) اى لو قضى به حاكم يراه فافاد انه مما يسوغ فيه الاجتهاد (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب العنين وغيره ۳ / ۵۰۱ ط سعيد كراتشى) وقال في الهندية اذا كان بالزوجة عيب فلا خيار للزوج واذا كان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خيار لها كذافي الكافي' قال محمدؒ ان كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأوان كان مطبقا فهو كالجب وبه نأخذ كذا في الحاوى القدسى (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثاني عشر في العنين ۱/ ۵۲۶ ط ماجديه كوئٹه)

(۲) اس لئے کہ جب تک تفریق نہ ہو وہ عورت اسی مجنون شوہر کی بیوی ہے اور کسی کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ دوسرا نکاح باطل ہے کما قال في الهندية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية كتاب النكاح الباب الثالث في بيان المحرمات القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/ ۲۸۰ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) و اذا كان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خيار لها كذا في الكافي وقال محمدؒ ان كان الجنون حادثا يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا لم يبرأوان كان مطبقا فهو كالجب و به نأخذ كذا في الحاوى القدسى (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثاني عشر في العنين ۱/ ۵۲۶ ط ماجديه كوئٹه)

(۴) واما المحكم فشرطه اهلية القضاء و يقضي فيما سوى الحدود القصاص (هامش رد المحتار' كتاب القضاء ۵/ ۳۵۴ ط سعيد كراتشى)

ہو سکتا(۱) محمد کفایت اللہ غفر لہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

شوہر کو جنون ہو' تو اس کی بیوی کو تفریق کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نوجوان ضلع جپائی گوڑی کا باشندہ تقریباً ڈیڑھ سال سے مرض جنون میں مبتلا ہے ناداری کی وجہ سے کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر یا وید سے علاج کرانے کا اتفاق نہیں ہوا نہ سرکاری پاگل خانے میں بھیجا گیا جس سے مرض کے اچھے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جاتا شخص مذکور کی بیوی نوجوانی اور مفلسی سے تنگ آکر مستفتی ہوئی کہ نکاح ثانی درست ہے یا نہیں بعض علماء نے بمجرد پاگل ہونے اس کے شوہر کے نکاح سابق کو فسخ قرار دیکر نکاح ثانی کا فتویٰ دیدیا اور نکاح کر بھی دیا دوسرے علماء نے تا تحقیق عدم استرداد صحت' عدم جواز کا فتویٰ دیا اب ' وجماعت ہو گئی ہے ' ور نااتفاقی کی خلیج وسیع تر ہوتی جا رہی ہے یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور عدم جواز نکاح کی صورت میں زانی اور زانیہ کو توبہ کے ساتھ کیا کفرہ ادا کرنا چاہئیے؟

(جواب ۱٤۸) جب کہ ڈیڑھ سال سے زوج جنون میں مبتلا ہے اور اس مدت میں افاقہ نہ ہوا تو بغیر مزید انتظار کے امام محمدؒ کے قول کے بموجب تفریق جائز ہے(۲) مگر حکم تفریق کے لئے حاکم با اختیار یا حکم کا فیصلہ ضروری ہے نیز حکم تفریق کے بعد عدت بھی گزارنی ہوگی (اگر عورت مدخول بہا تھی) یہ مراتب پورے کرلئے گئے تو نکاح ثانی درست ہو اور نہ ناجائز(۳) ناجائز ہونے کی صورت میں تفریق یا تجدید ضروری ہے اور گزشتہ کی تلافی کے لئے صرف توبہ کافی ہے کوئی کفارہ لازم نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ ۔

شوہر کو جذام کی بیماری ہو' تو بیوی کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) میری شادی میرے والد نے صغر سنی میں شیخ نصیر الدین سے کردی تھی کہ میرے شوہر کو

---

(۱) اس لئے کہ بغیر قضاء حاکم کے نکاح فسخ نہیں ہوگا اور وہ عورت بدستور اسی مجنون کے نکاح میں ہے لہذا کسی کی بیوی سے جب تک وہ اس کے عقد نکاح میں ہے نکاح کرنا شرعاً درست نہیں اور دوسرا نکاح منعقد بھی نہیں ہوگا کما قال فی الرد ۰ اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (هامش ردا لمحتار' کتاب الطلاق باب العدة ۵۱۶/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) قال محمدؒ ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم یتخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ و ان کان مطبقا فهو کالجب و به نأخذ کذا فی الحاوی القدسی (الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق الباب الثانی عشر فی العنین ۵۲۶/۱ ط ماجدیه کوئٹه)

(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ بحث حکم زوجہ مجنون ص ۵۱ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(٤) کما ورد فی الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له (رواه ابن ماجه فی سننه باب ذکر التوبة ص ۳۲۳ ط مکتبه میر محمد کراتشی) ۔

جذام کا مرض لاحق ہو اب میں عرصہ تیس برس سے بالغ ہوں اور اپنے والد کے گھر زندگی کے دن پورے کر رہی ہوں مجھے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا منظور نہیں کیونکہ وہ مرض ناقابل علاج میں گرفتار ہے اور عرصہ چار برس سے اپنی سسرال نہیں گئی نہ جانے کے لئے تیار ہوں طلاق مانگتی ہوں تو طلاق نہیں دیتا اور میں خلع کی استطاعت نہیں رکھتی

(جواب ۱۴۹) جذامی شوہر کی بیوی حاکم با اختیار کی عدالت میں فسخ نکاح کی درخواست دیکر حکم فسخ حاصل کر سکتی ہے حاکم امام محمدؒ کے قول کے بموجب نکاح کو فسخ کر سکتا ہے(۱) اور بعد حصول حکم فسخ عدت پوری کر کے عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہٗ

شوہر کتنا ہی سخت بیمار ہو اس صورت میں بھی عورت پر خود بخود طلاق نہیں پڑتی

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) زید عرصے سے مرگی میں مبتلا ہے اور مرض کی وجہ سے ایک سال سے اس کی زبان بند ہے بول نہیں سکتا ایک عالم نے فتویٰ دیا کہ زید کی زوجہ کو طلاق ہوگئی کیونکہ اس قدر مریض کا نکاح نہیں رہ سکتا اس فتوی کو حق سمجھ کر اس کی بیوی کا دوسری جگہ نکاح کر دیا گیا۔

(جواب ۱۵۰) شوہر کے مریض ہونے کی صورت میں خود بخود طلاق نہیں پڑ جاتی خواہ کتنا ہی سخت مرض ہو پس صورت مسئولہ میں یہ نکاح جو بدون طلاق کے پڑھا دیا گیا صحیح نہیں ہوا(۳) اور جس نے اس نکاح کے جواز کا فتویٰ دیا اس نے سخت غلطی کی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

---

(۱) وان كان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خيار لها عند ابي حنيفة و ابي يوسف وقال محمدؒ لها الخيار دفعا للضرر عنها كما في الجب والعنة بخلاف جانبه لانه متمكن من دفع الضرر بالطلاق (الهداية' كتاب الطلاق' باب العنين وغيره ٤٢٢/٢ ط شركة علميه ملتان)

(۲) اذا طلق الرجل امراته طلاقا بائنا او ثلاثا او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق و هي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء سواء كانت الحرة مسلمة او كتابية كذا في السراج الوهاج ثم قال بعد صفحة لو كانت المعتدة بالحيض – و بنفس الانقطاع في الحيضة الثالثة تبطل الرجعة – و يجوز لها ان تتزوج بآخر ان كان قد طلقها (الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثالث عشر في العدة ٥٢٧/١' ٥٢٨ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) اس لئے کہ مرض کتنا ہی سخت ہو جب تک شوہر بیوی کو طلاق نہیں دیتا بیوی پر خود بخود طلاق نہیں پڑتی' ہاں بعض مرض ایسے ہیں جیسا کہ جنون' جذام اور برص جن کی وجہ سے امام محمدؒ اور ائمہ ثلاثہؒ کے مذہب کے مطابق عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اور وہ قاضی یا جماعت المسلمین (پنچایت) کے ذریعے سے اپنا نکاح فسخ کرائے گی كما هو في كتب الفقه اور جب طلاق نہیں پڑی تو دونوں کا نکاح برقرار رہا اس لئے دوسرا نکاح از روئے شریعت جائز نہیں بلکہ باطل ہے كما في الدر المختار كل صلح بعد صلح فالثاني باطل كذا النكاح بعد النكاح - والاصل ان كل عقد اعيد فالثاني باطل (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الصلح ٦٣٦/٥ ط سعيد كراتشي) وقال في الهندية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره و كذلك المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح' الباب الثالث في بيان المحرمات' القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ٢٨٠/١ ط ماجديه كوئٹه)

فصل نہم

زوج کا ظلم و زیادتی

ظالم شوہر سے نجات کی کیا صورت ہے ؟

(سوال) مجبور و بے کس عورتیں جو شوہروں کی ہر قسم کی زیادتی اور ظلم برداشت کرتی ہیں ان کے لئے خلاصی کی شرعاً کوئی صورت ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۵۰۰ محمد شبیر، ھوبلی (بنارس) ٦ ربیع الثانی ۱۳۵٦ھ م ۱٦ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۱) مظلوم عورتوں کو ظالم شوہروں کے پنجہ ظلم سے چھڑانے کے لئے ایک مسودہ قانون اسمبلی میں پیش ہونے والا تھا مگر ابھی تک اس کے متعلق کوئی تسلی بخش صورت نہیں نکلی ہے کوشش کی جارہی ہے کہ ایسا قانون بن جائے اور مالکی مذہب کے موافق نکاح فسخ کیا جاسکے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جو شخص اپنی بیوی کو ایذاء دے ' اس کی بیوی کیا کرے ؟

(سوال) ایک لڑکی بعمر پچیس چھبیس سال جس کی شادی کو عرصہ دس بارہ سال کا ہوچکا دوران شادی میں خاوند نے طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں اور اب عرصہ پانچ سال سے مطلق خبر نہیں لی ایک لڑکی بھی جس کی عمر قریب پانچ ہی سال کی ہے اس کے پاس رہتی ہے کئی مرتبہ اس کے شوہر سے کہا گیا کہ اپنی بیوی کو لے جاؤ یا فیصلہ کردو مگر وہ کسی طرح رضامند نہ ہوا بلکہ اور یہ سمجھ گیا کہ نہ میں رکھوں نہ میں چھوڑوں لڑکی کی عمر اس قابل نہیں کہ وہ بیٹھی رہے اب تک اس نے محنت مزدوری سے گزر کی اس نے فعل مختاری کی درخواست دی تھی جو کہ منظور ہوگئی وہ چاہتی ہے کہ کہیں بیٹھ کر بقایا زندگی بسر کروں جناب سے التماس ہے کہ جناب بذریعہ فتویٰ اجازت دیں کہ لڑکی کا اس حالت میں نکاح جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۱۹ ایم نذیر حسین سوداگر چرم صدر بازار، دہلی۔

۲۲ رجب ۱۳۵٦ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۲) عدالت سے خود مختاری تو مل گئی اب اس کی ضرورت ہے کہ فریقین کسی کو ثالث بنادیں وہ وہ تحقیقات کے بعد فسخ نکاح کا حکم کردے (۲) اور پھر عورت عدت پوری کرکے دوسرا نکاح

---

(۱) اس کے لئے دیکھئے رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ للتھانویؒ" جس میں تفصیل کے ساتھ مظلوم عورتوں کی مشکلات کا شرعی حل جو شوہر کے ہاتھوں سخت تکلیف میں ہیں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۲) تولیۃ الخصمین حاکما بینھما ورکنہ لفظہ الدال علیہ مع قبول الآخر ذلک و شرطہ من جھۃ المحکم بالکسر العقل لا الحریۃ والاسلام وشرطہ من جھۃ المحکم بالفتح صلاحیتہ للقضاء کما مر (درمختار) قولہ کمامر – ای فی الباب السابق فی قولہ والمحکم کالقاضی (ھامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء باب التحکیم ٥ ٤٢٨ ط سعید کراتشی)

کرلے اگر شوہر ثالثی پر آمادہ نہ ہو یعنی کسی کو ثالث نہ بنائے تو عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں فسخ نکاح کا دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرالے اگر مسلمان حاکم نکاح فسخ کرنے کا فیصلہ دیدے تو پھر بعد انقضائے عدت وہ دوسرا نکاح کر سکے گی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

جس عورت کا شوہر نہ اسے طلاق دے‘ نہ اپنے پاس رکھ کر نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا کرے‘ تو وہ عورت کیا کرے؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بھائی عمر کے بیٹے کے ساتھ کر دیا تھا جب وہ سسرال میں بھیجی گئی تو کچھ عرصہ کے بعد ساس وغیرہ نے اس کے ساتھ جھگڑا شروع کر دیا ہوتے ہوتے اس اثناء میں اس کی ساس و زید کے بھائی عمر نے زید کی لڑکی پر زنا کا الزام لگایا جس کو زید اور زید کے تمام طرفدار بہتان عظیم تصور کرتے ہیں لیکن عمرو عمر کے طرفدار اس کو حقیقت خیال کرتے ہیں اسی دن سے لڑکی زید کے گھر میں ہے جس کو عرصہ تین سال کا گزرنے والا ہے نہ تو وہ گھر سے لے جاتے اور نہ طلاق ہی دیتے ہیں بیچ میں لٹکائے ہوئے ہیں بہت دفعہ عمر کے پاس بڑے بڑے معزز آدمی بھیجے گئے کہ کوئی فیصلہ کرو مگر وہ کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۱ مستری عطاء اللہ نسندار لوہر۔ مسلم بازار۔ ڈیرہ اسماعیل خاں
۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۳) اگر خاوند زید کی لڑکی یعنی اپنی زوجہ کو آباد نہیں کرتا اور نہ طلاق دیتا ہے تو زید کو حق ہے کہ وہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ کر کے نکاح کو فسخ کرالے حاکم بعد تحقیقات نکاح کو فسخ کر سکتا ہے بعد حصول حکم فسخ و انقضائے عدت دوسرا نکاح ہو سکے گا (۲) الزام زنا بھی موجب لعان ہے (۳) اور بعد لعان تفریق ہو سکتی ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ‘ دہلی

---

(۱) جن ریاستوں میں قاضی شرعی موجود ہیں وہاں تو معاملہ آسان ہے اور جہاں قاضی شرعی موجود نہیں ان میں وہ مسلمان حکام جو مجسٹریٹ وغیرہ حکومت کی طرف سے اس قسم کے معاملات میں فیصلہ کا اختیار رکھتے ہیں اگر وہ شرعی قاعدہ کے موافق فیصلہ کریں تو ان کا حکم بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ویجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافرا ذکر مسکین وغیرہ (الدر المختار مع ہامش رد المحتار کتاب القضاء ۵/۳۶۸ ط سعید کراتشی)

(۲) دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقہ ص ۷۳ ط دار الاشاعت کراچی

(۳) فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجتہ الحیۃ بنکاح صحیح ولو فی عدۃ الرجعی العفیفۃ عن فعل الزنا و تہمتہ لاعن (رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق باب اللعان ۳/۴۸۴، ۴۸۵ ط سعید کراتشی)

(۴) ومن حکمہ وجوب التفریق بینہما ووقوع البائن بہذا التفریق بحر (ہامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق باب اللعان ۳/۴۸۳ ط سعید کراتشی) لعان کے لئے چونکہ دار الاسلام اور قاضی شرعی کی عدالت کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ کتب الفقہ میں مذکور ہے لہذا شرائط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے لعان ثابت نہیں ہوا اس لئے اگر زوجین خود ہی لعان کر لے تو اس سے تفریق نہیں ہوگی اور طلاق نہیں پڑے گی البتہ شوہر پر اس تہمت کے لگانے کا مواخذہ رہے گا اور دنیا میں اس وقت اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا فقط

نان و نفقہ نہ دینے اور حقوق زوجیت نہ ادا کرنے والے شوہر سے نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

(سوال) میں مسماۃ کرم جان عرصہ گیارہ سال سے مجھ کو میرے خاوند عبدالہادی نے گھر سے نکال دیا نکالنے پر میں اپنے بھائی کے گھر چلی آئی ہر چند معتبرین شہر سے میں نے صدا کی اور اپنے خاوند کے پاس جرگہ لے گئی کہ مجھے آباد کریں یا خرچہ دیں مگر میرا کوئی حیلہ کارگر نہ ہوا آخر کار میں نے عدالت میں دعویٰ دائر کیا میرا بھائی ایک مفلس شخص ہے میں نوجوان عورت ہوں خرچہ سے لاچار آکر شریعت محمدیہ کے علماء سے استدعا کرتی ہوں کہ کوئی صورت شریعت نے ہم بے کس و لاچار عورتوں کے لئے تجویز فرمائی ہے کہ اگر خاوند نان و نفقہ نہ دے اور عورت لاچار ہو تو کیا وہ عورت عندالشرع کسی حیلے سے مطلقہ ہو سکتی ہے؟ نفس امارہ بہت غالب ہے عرصہ کثیر کے بعد اب لاچار آکر استدعا کرتی ہوں اب صبر کا کام ختم ہو گیا ہے اگر شریعت کی وجہ سے طلاق ہو سکتی ہے تو برائے خدا میری جان کو اس آفت سے بچائیں اگر کوئی جائیداد ہوتی تو گزارا کرتی۔

المستفتی نمبر ۲۰۲۸ مستری فضل الٰہی (ضلع کیمل پور) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۴) اگر شوہر بیوی کو آباد نہیں کرتا اور طلاق بھی نہیں دیتا تو عورت کو کوئی حاکم مجاز با اختیار جرگہ یا با اختیار قاضی نکاح فسخ کر کے خاوند کے ظلم سے بچا سکتا ہے با اختیار حاکم یا جرگہ یا قاضی نکاح فسخ کر دے تو فسخ صحیح ہے (۱) اور پھر عورت عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکے گی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

شوہر کے ظلم و زیادتی کی صورت میں، بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) خادمہ ایک مالگذار کی دختر ہے قریباً ۱۵ برس کی عمر میں میرا عقد کیا گیا میں اپنے خاوند کے پاس ۴-۵ سال رہی اس وقت میری عمر قریباً بائیس سال کی ہے اسی درمیان یعنی بمدت زوجیت میرے خاوند نے مجھے طرح طرح کی ایذاء و تکلیفیں پہنچائیں اور دوسرے شخص سے میری آبروریزی کرانے کی کوشش کی اور کہا کہ تو میرے کام کی نہیں ان سختیوں اور وجوہات سے میں اسے چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر آگئی ہوں میں چاہتی ہوں کہ وہ مجھے طلاق دیدے مگر وہ مجھے طلاق نہیں دیتا میں اس سے ڈیڑھ سال سے علیحدہ ہوں میں اس شخص کے گھر بالکل نہیں جانا چاہتی میری جوانی کی عمر ہے مجھ سے یہ برداشت بھی نہیں ہو سکتی بغیر طلاق لئے میں دوسرا نکاح بھی نہیں کر سکتی اس لئے حضور کی خدمت

---

(۱) اس مسئلہ میں بضرورت شدیدہ موجودہ دور میں مذہب مالکیہ کے مطابق فتویٰ دیا گیا ہے جس کی پوری تفصیل رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" لتھانویؒ تحت حکم زوجہ متعنت فی النفقہ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی میں درج ہے۔

(۲) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح الباب الثالث في بيان المحرمات' القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/ ۲۸۰ ط ماجديه كوئٹه)

میں ملتجی ہوں کہ مجھے شرعی حکم مرحمت فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۱۸۷ ایس بی ولد عبدالہادی (چھیند واڑہ)

۴ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۵) اگر شوہر کے مظالم ناقابل برداشت ہوں اور وہ طلاق بھی نہ دے اور عورت کی عصمت خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بعد حصول فسخ وانقضائے عدت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ حیا سوز سلوک کرتا ہے' بد اخلاقی سے پیش آتا ہے' اور ایذاء پہنچاتا ہے تو وہ عورت کیا کرے؟

(سوال) میری شادی یکم اپریل ۱۹۳۵ء جسے آج تین سال ہوتے ہیں مسمی محمد غیوث ولد فتح محمد قوم پٹھان پیشہ ملازمت سے ہوئی تھی مذکور نے ایک ہزار کا مہر سادہ مع بیس روپے خرچہ پاندان وغیرہ کے ساتھ اس شرط سے تحریر کیا تھا کہ وہ میری والدہ کے گھر میرے ساتھ رہے گا اور خود مجھے کہیں دہلی سے باہر یا دوسرے محلہ میں نہیں لے جائے گا اور مجھ سے اخلاق سے پیش آئے گا اس نے یہ بھی اقرار کیا تھا کہ وہ کنوارا ہے اور اس سے پیشتر اس کی شادی نہیں ہوئی ہے حالانکہ میری شادی کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سراسر دھوکہ تھا وہ شادی شدہ ہے شادی ہونے کے بعد وہ مجھ سے حیا سوز سلوک کرتا رہا اور بد اخلاقی سے پیش آتا رہا طرح طرح کے فریب کر کے میرا ذاتی زیور اور روپیہ عیاشی میں برباد کرتا رہا اور مجھ سے کنارہ کش رہا اور مجھ سے لاپروا ہو گیا۔ مجھے باہر ملتان لے جانا چاہتا تھا مگر میں اس کے چال چلن سے یہاں تک خائف تھی کہ مجھے خطرہ لاحق تھا میں نہیں گئی کیونکہ وہ مجھے فروخت کرنا چاہتا تھا بعد ازیں اس نے میری والدہ پر اور مجھ پر مقدمہ چلایا کہ اس کا فرنیچر وغیرہ ہم نے ضائع کر دیا ہے مقدمہ ہمارے حق میں رہا اور خارج ہو گیا میرے والد بزرگوار رخصت ہو چکے ہیں صرف میری ماں میری وارث ہے میں شوہر مذکور کے گھر میں نہیں رہنا چاہتی اور وہ مجھے طلاق نہیں دینا چاہتا بلکہ کافی رقم طلاق دینے کی طلب کرتا ہے حالانکہ قانوناً مہر اور خرچہ تین سال کا میں اس سے وصول کر سکتی ہوں مگر بوجہ غربت اور اپنی عزت کے کچھ نہیں کر سکتی ایک مسلمان عورت کی حیثیت سے سخت پریشان ہوں۔

المستفتی نمبر ۲۲۸۲ منور خانم بنت آغا حسین دریا گنج دہلی

۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۴ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۶) اگر واقعات مذکورہ سوال صحیح ہیں تو عورت کو حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت

( ) تفصیل کے لئے دیکھئے۔ رسالہ الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقۃ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

میں درخواست دیکر اپنا نکاح فسخ کرالے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرلے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نکاح کے وقت جو شرط لگائی گئی اس کی خلاف ورزی سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

(۲) شرائط لکھنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے سے بیوی پر طلاق پڑے گی یا نہیں ؟

(سوال) (۱) عورت وقت عقد نابالغ تھی اہل برادری نے ناکح کا چال چلن خراب معلوم کر کے اس سے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا تحریر کرایا کہ اگر میں اپنا چال چلن ایک سال کے اندر درست نہ کر سکوں تو میری زوجہ و اس کے وارثان کو اختیار ہوگا کہ وہ دوسری جگہ منسوب کرلیں مجھ کو کسی قسم کا عذر نہ ہوگا اس اقرار نامہ کو تین سال گزر گئے ہیں اب اسلامی بورڈ کے اجلاس میں مسماۃ کی درخواست پیش ہے کہ جس شخص سے میرا مشروط نکاح بزمانہ نابالغی ہوا تھا وہ بربناء شرط نویسندہ دستاویز منسوخ فرما کر دوسرے عقد کی اجازت دی جائے ایسی صورت میں آپ قبلہ کی کیا رائے ہے؟ شہادت پیش کردہ سائلہ سے نویسندہ دستاویز کا اس وقت تک بد چلن ہونا ثابت ہے پس احکام شرعی سے بورڈ کو مطلع فرمایا جائے۔ مجریہ بورڈ اسلامی گوالیار نمبر ۱۵۵ ۳ مئی ۱۹۳۸ء

(۲) ایک عورت کے شوہر نے وقت شادی چند معاہدات کے ساتھ ایک دستاویز لکھی اور اس میں یہ شرط درج کی کہ اگر معاہدات کی پابندی میری جانب سے نہ ہو تو یہ دستاویز طلاق نامہ تصور کی جائے شادی کے بعد ہی شوہر لاپتہ ہو گیا مسماۃ کی درخواست ہے کہ جب شوہر لاپتہ ہے تو پھر دستاویز کی پابندی کون کرے لہذا مجھ کو دوسرے عقد کی اجازت دی جائے اسلامی بورڈ نے مسمی مذکور کے نام گزٹ میں نوٹس شائع کرایا مگر نہ وہ حاضر ہوا اور نہ اس نے کوئی جواب دیا جس سے اس کا لاپتہ ہونا ثابت ہے تین چار سال سے لاپتہ ہے شہادت سے ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۹۹ سکریٹری اسلامی بورڈ (گوالیار) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۷ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۷) (۱) اقرار نامہ نکاح کے بعد تحریر کیا گیا ہو اور اس کی شرائط کی خلاف ورزی کی گئی ہو تو بورڈ کو حق ہے کہ وہ عورت کو شرائط اقرار نامہ کے ماتحت آزادی دے کہ وہ باقاعدہ شرعیہ نکاح ثانی کرے۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقہ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۲) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق ولا تصح إضافة الطلاق إلا أن يكون الحالف مالكا أو يضيفه إلى ملك والإضافة إلى سبب الملك كالتزوج كالإضافة إلى الملك فإن قال لأجنبية إن دخلت الدار فأنت طالق ثم نكحها فدخلت الدار لم تطلق كذا في الكافي (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ١ / ٤٢٠ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) شوہر کے لاپتہ ہوجانے کی صورت میں عورت کا گزارہ ممکن نہ ہو یا اس کی عصمت خطرے میں ہو تو بورڈ کو حق ہے کہ وہ نکاح کو فسخ کر کے عورت کو آزادی دیدے اور عورت کو آزادی ملنے کے بعد عدت گزار کر نکاح ثانی کرلینا جائز ہوگا (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس عورت کا شوہر اوباش، اغلام باز اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے، تو اس کی بیوی کیا کرے؟

(سوال) (۱) درخواست کنندہ رابعہ بی بی زوجہ منظور عالم ساکن اسٹیٹ ریوان عرض کرتی ہے مدرسہ کو فدویہ جو درخواست دے رہی ہے اس درخواست پر شرعاً میرا فیصلہ کیا جائے خدا اور رسول ﷺ نے حنفیوں کے لئے جو ارشاد کیا ہے

(۲) میرے شوہر منظور عالم میں ایک عیب تو یہ ہے کہ ان کو اغلام بازی کا شوق ہے وہ عورت سے محبت نہیں رکھتے میں نے ان کو تین سال تک سمجھایا کہ یہ بد فعل چھوڑ دے لیکن وہ نہیں چھوڑتے اس لئے میں ان سے بیزار ہوں اور ان کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہتی اس بات پر شرعاً فیصلہ چاہتی ہوں۔

(۳) میرے بیاہتا خاوند نے مبلغ گیارہ سو پچیس روپے جو مہر کا دیا تھا اس کا زیور بنادیا تھا وہ زیور جناب منظور عالم صاحب کے مکان سے چوری چلا گیا اب میرے پاس ایک پیسہ تک نہیں ہے مجھ کو دو تین روز کا فاقہ گزرتا ہے اور میرا ایک بچہ نابالغ جو بیاہتا خاوند کی طرف سے ہے ہم ماں بچے بھوکے مرتے ہیں کوئی پرسان حال نہیں ہے موجودہ خاوند سے کھانے کپڑے کو مانگتی ہوں تو کوئی جواب نہیں ملتا وہ خاوند مجھ کو لینے نہیں آتا نہ خرچ دیتا ہے ۱۳ ماہ گزرے خاوند بیوی سے بے فکر ہو کر بیٹھ گئے ہیں ایسے خاوند پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

(۴) اگر علمائے دین نے اس معاملہ کا فیصلہ نہیں کیا تو اب میں علمائے دین کے سامنے قسم کھا کر قرآن شریف کی کہتی ہوں کہ میں اس پیٹ کے لئے چاہے عیسائی بن جاؤں یا آریہ پھر مجھ پر آپ لوگ کوئی بدنامی نہ دینا میں حرام کر کے پیٹ بھرنا نہیں چاہتی فاقہ میں دن نکل جائیں اگر سدی فیصلہ نہ ہوگا تو عیسائی بن جاؤں گی یا آریہ حرام نہیں کروں گی اس لئے اپنی درخواست علمائے دین کے سامنے پیش کرتی ہوں جو سچا حکم خدا اور رسول کا ہو وہ حکم پندرہ دن کے اندر دیا جائے ورنہ کوئی جواب نہ ملنے پر اسلامی دعوے سے علیحدہ ہو جاؤں گی پھر مجھے کوئی بدنامی نہ دینا۔

المستفتی نمبر ۲۳۳۰ رابعہ بی بی زوجہ منظور عالم بلاسپور (سی پی)

۲۱ ربیع ثانی ۱۳۵۷ھ ۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۸) جب کہ خاوند اس قدر خطاکار اور ظالم ہے کہ بیوی بچے کو نفقہ نہیں دیتا ورنہ حقوق

---

(۱) هكذا في الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة بحث حكم زوجه متعنت غير مفقود ص ۷۷ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

زوجیت ادا کرتا ہے تو عورت کو حق ہے کہ وہ حاکم کے ہاں دعویٰ کر کے اپنا نکاح فسخ کرا لے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کر لے۔(۱) فقط   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

دس سال تک جس شوہر نے خبر نہیں لی' اس کا کیا کیا جائے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک نوجوان شریف عورت شادی شدہ ہے مگر اس کا خاوند اس کو نہ تو گھر میں آباد کرتا ہے نہ اس کے نان و نفقہ کا ذمہ لیتا ہے جس کو عرصہ دس سال کا گزر گیا ہے عورت کے والدین نادار ہیں جب اس سے طلاق طلب کی جاتی ہے تو چار پانچ ہزار روپے طلب کرتا ہے۔

(جواب ۱۵۹) اس پر مہر اور نان نفقہ کی نالش کر کے دباؤ ڈالا جائے یا برادری وغیرہ سے دباؤ ڈال کر طلاق حاصل کی جائے(۲) کیونکہ جب تک اس سے فیصلہ نہ کیا جائے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا(۳)

محمد کفایت اللہ غفر لہ'

جو شوہر عرصہ تیرہ چودہ سال سے بیوی کی خبر گیری نہ کرے تو وہ عورت کیا کرے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) مسماۃ ہندہ کو اس کے شوہر نے تیرہ چودہ سال سے ترک کر دیا ہے نہ اس کے خورد و نوش کا کفیل ہے اور نہ مکان کا بندوبست کرتا ہے اور نہ زر مہر دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے۔ ؟

---

(۱) دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقہ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی جہاں قاضی یا حاکم شرعی حکومت کی طرف سے نہ ہو وہاں مسلمانوں کی شرعی پنچایت بنائی جا سکتی ہے' اور اس پنچایت کا فیصلہ شرعاً نافذ ہوگا۔

(۲) ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوز الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیا فقضی به نفذ (درمختار) وقال فی الرد قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشایخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما اذا کان الزوج حاضرا وابی عن الطلاق (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۰ ط سعید کراتشی)
ان روایات سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں تفریق کا نہیں ہے البتہ امام شافعی کے نزدیک اس صورت میں تفریق صحیح ہے لہذا شافعی المذہب حاکم یا قاضی سے تفریق کرا سکتے ہیں لیکن موجودہ حالات میں علماء حنفیہ نے قاضی یا حاکم نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین شرعی پنچایت اور دار القضاء کے ذریعہ فسخ نکاح کرانے پر فتویٰ دیا ہے اس کی پوری تفصیل دیکھئے حضرت مولانا تھانوی کی کتاب' حیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجہ متعنت فی النفقہ ص ۷۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۳) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج (الفتاوی الهندیة' کتاب النکاح الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر ۱/ ۲۸۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(جواب ۱۶۰) جب کہ خاوند ازراہ شرارت زوجہ کے خورد و نوش کا کفیل نہیں ہوتا اور نہ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے تو بذریعہ برادری یا حکومت کے اس کو طلاق دینے پر مجبور کرنا چاہئیے(۱) اگر وہ طلاق نہ دے تو حاکم بااختیار نکاح کے فسخ کا حکم دے سکتا ہے (۲) اور بعد حکم فسخ عورت عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ظالم شوہر جو بیوی کا جانی دشمن ہو' اس سے نجات کی کیا صورت ہو گی؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شوہر اور زوجہ کے درمیان سخت نزاع اور عداوت پیدا ہو گئی ہے شوہر نے عورت پر مقدمہ فوجداری ۴۹۸ تعزیرات ہند برپا کر کے اس کو اور اس کے آشنا کو قید بھی کرا لیا ہے اور حفظ امن دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری بھی لی جا چکی ہے اب وہ عورت بوجہ خوف جان محنت مزدوری کر کے گزر کر لیتی ہے خاوند اس کو ضرر رسانی کی خاطر طلاق بھی نہیں دیتا عورت جوان ہے اور خاوند بوڑھا ہے عورت اس سے طلاق حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے تبدیل مذہب کرنے کے لئے تیار ہے' ہم نے اس کو روک رکھا ہے۔

(جواب ۱۶۱) اگر زوجین میں باہم اتفاق اور نباہ کی صورت نہیں ہے مگر عورت کو اپنی جان کا خوف ہے تو وہ کسی مسلمان حاکم یا ثالث کے ذریعہ سے اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور بعد حصول حکم فسخ و انقضائے عدت دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۴) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

---

(۱) ویجب الطلاق لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ۳/ ۲۲۹ ط سعید کراتشی)

(۲) هکذا فی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۳) اس لئے کہ بغیر فسخ نکاح اور بغیر عدت گزارے کے نکاح شرعاً درست نہیں ہوتا کما فی الهندیة لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة کذا فی السراج الوهاج (الفتاوی الهندیة' کتاب النکاح' الباب الثالث فی بیان المحرمات' القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر ۱/ ۲۸۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(۴) الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة' بحث حکم زوجة متعنت فی النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

فصل دہم

تعدد ازدواج

نکاح ثانی کو رسم کی وجہ سے عیب جاننا گناہ ہے، اور اس کی وجہ سے عورت کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار نہیں

(سوال) ایک لڑکی کی شادی بحالت نابالغی اس کی ماں اور بھائی نے اور قریبی رشتہ داروں نے ایک بالغ لڑکے سے کردی اور وداعگی تا ہنوز نہ ہوئی اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے شوہر نے بعد شادی ایک عیسائی عورت کو داخل اسلام کر کے نکاح کر لیا اس عورت سے تین بچے بھی ہو چکے ہیں ان حالات کو سن کر لڑکی اپنے شوہر کے پاس جانے سے انکار کرتی ہے اور لڑکی کے وارثان بھی بھیجنے سے انکار کرتے ہیں اور خاوند طلاق دینے سے انکار کرتا ہے ایسی حالت میں لڑکی فسخ نکاح کا مطالبہ کرتی ہے اس کے لئے شریعت اسلامیہ کیا طریقہ بتلاتی ہے؟

المستفتی عبدالرحمن محلّہ دودھیان - نصیر آباد (راجپوتانہ) ۱۹ جنوری ۱۹۵۱ء

(جواب ۱۶۲) دوسرا نکاح کر لینا تو طلاق کی وجہ نہیں بن سکتا (۱) اگر اور کوئی معقول وجہ ہو تو اس کی بناء پر عدالت میں مقدمہ کر کے نکاح فسخ کرایا جائے اور اگر غیر مسلم حاکم نکاح فسخ کر دے تو پھر مسلمان پنچایت سے بھی فسخ کرایا جائے (۲) مسلمان پنچایت بھی فسخ کر دے تو لڑکی آزاد ہو گی اور دوسرا نکاح کر سکے گی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل یازدہم

حرمت مصاہرت

بیوی شوہر کے بیٹے کے ساتھ زنا کا دعویٰ کرتی ہے، اور لڑکا انکار کرتا ہے، مگر شرعی گواہ موجود نہیں، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) میری دوسری بیوی ایک بد معاش آدمی سے مل کر جھوٹا الزام خاوند کے اوپر لگا کر نکاح فسخ

---

(۱) اس لئے کہ نکاح ثانی جائز اور مستحب ہے، اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے، اس کو بوجہ عدم رواج قومی کو عیب جاننا جہالت کی بات ہو گی اور سخت گنہ گار ہے قال اللہ عزو جل : فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع، فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ الا تعولوا (النساء: ۳)

(۲) اس لئے کہ قاضی کافر کا حکم اہل اسلام پر نافذ نہیں ہوتا کما فی رد المحتار و مقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح وان اسلم - قال البحر وبہ علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاءہ علی المسلم حال کفرہ (ہامش رد المحتار، کتاب القضاء ۵ ۳۵۴ ط سعید کراتشی)

کرنے کا دعویٰ کرتی ہے کہتی ہے کہ سوتیلے لڑکے نے میرے ساتھ زناء کیا ہے وہ اپنی ہی زبان سے تہمت کرتی ہے موقع کی کوئی شہادت نہیں خاوند نے اپنی زبان سے اس کو کوئی تہمت نہیں دی نہ ثابت ہوئی ہے اور نہ اس سوتیلے لڑکے کی زبان سے ثابت ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ میری ماں ہے اور زنا کوئی نہیں ہوا یہ صرف جعل سازی ہے آپ لکھیں کہ نکاح جائز ہے یا حرام ہے اور فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ خاوند اس کو چھوڑنا نہیں چاہتا اپنے گھر آباد کرنا چاہتا ہے یہ فریب سے نکلنا چاہتی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۸۳ چراغ دین بدسپور (شملہ) ۲۹ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۴ نومبر ۱۹۳ء

(جواب ۱۶۳) اگر عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس کے شوہر کے لڑکے نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ لڑکا انکار کرتا ہے تو عورت کا قول معتبر نہیں اس کو لازم ہے کہ یا تو چار گواہ چشم دید پیش کرے جو زنا کی چشم دید گواہی دیں (۱) ورنہ یہ عورت خود تہمت لگانے کی سزا پائے گی (۲) اگر چار گواہ زنا کی گواہی دینے والے نہ ہوں اور شوہر زنا کو تسلیم نہ کرے تو نکاح فسخ نہیں ہو سکتا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل دوازدہم

ارتداد

بیوی مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو جائے، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) پہلے ایک عورت مسلمان تھی پھر وہ ایک مرد مسلمان کے ہمراہ بھاگ آئی اور بھاگ کر آریہ سماج میں دونوں مرد و زن داخل ہو گئے عرصہ دو یا تین سال کا ہوا کہ دو تین بچے پیدا ہوئے اس کے بعد وہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ ہم فیروزپور پنجاب میں دونوں شخص مسلمان ہو گئے اب ان کا نکاح ہو [illegible]

---

(۱) الشهادة على مراتب منها الشهادة في الزنا يعتبر فيها اربعة من الرجال لقوله تعالى "واللاتي ياتين الفاحشة من نسائكم فاستشهدوا عليهن اربعة منكم" (الهداية، كتاب الشهادة ۳ / ۱۵۴ ط شركه علميه ملتان)

(۲) واذا قذف الرجل رجلا او امراة محصنة بصريح الزنا وطالب المقذوف بالحد حده الحاكم ثمانين سوطا ان كان حرا لقوله تعالى " والذين يرمون المحصنات" إلى ان قال " فاجلدوهم ثمانين جلدة" الاية المراد بالرمي بالزنا بالاجماع وفي النص اشارة اليه وهو اشتراط اربعة من الشهداء اذ هو مختص بالزنا (الهداية، كتاب الحدود باب حد القذف ۲ / ۵۲۹ ط شركه علميه ملتان)

(۳) وان ادعت الشهوة في تقبيله او تقبيلها ابنه وانكرها الرجل فهو مصدق لا هي (درمختار) وقال في الرد: قوله ان ادعت الشهوة في تقبيله، اي ادعت الزوجة انه قبل احد اصولها او فروعها بشهوة او ان احد اصولها او فروعها قبلها بشهوة (قوله فهو مصدق) لانه ينكر ثبوت الحرمة والقول للمنكر (هامش ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات ۳ / ۳۶ ط سعيد كراتشي)

عورت کا پہلا خاوند حیات ہے اور اب یہ چرچا ہوا کہ جتنے اشخاص اس نکاح کے اندر تھے ان سب کا نکاح ٹوٹ گیا۔ المستفتی نمبر ۲۰۰۰ عبدالعزیز محرم نگر صوبہ دہلی

۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۴) عورت کے آریہ ہونے کی وجہ سے پہلے خاوند کا نکاح ٹوٹ گیا(۱) اور اب دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد عورت اور اس شخص کو جو بہکا کر لے گیا تھا سزا اسلامی حکومت دے سکتی تھی اور مجبور کر سکتی تھی کہ عورت پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرے (۲) لیکن اب اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے عورت نے اس شخص سے جو نکاح کر لیا ہے یہ نکاح منعقد ہو گیا(۳) اور اس میں شریک ہونے والے مجرم نہیں ہیں۔ اور نہ ان کے نکاح ٹوٹے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

(۱) کلمات کفریہ سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(۲) خدا اور رسول کو نہیں مانوں گی کہنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(۳) دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں ؟

(۴) اب اگر شوہر بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا تو طلاق دینا ضروری ہے یا انہیں کلمات کفریہ سے نکاح فسخ ہو گیا؟

(سوال) (۱) ایک شخص نے دوران گفتگو میں کہا کہ شریعت ظاہری تو عین کفر ہے زبان سے یہ جملہ نکلنا داخل ارتداد ہے یا نہیں اگر داخل ارتداد ہے تو ارکان ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہیں ؟

(۲) ایک عورت جس کا سن ۲۰ سال ہے اور اس سے پہلے دو شوہروں سے یعنی ایک کے بعد دوسرے سے طلاق خود حاصل کرنے کے بعد اب تیسرا نکاح کیا ہے اور تیسرے شوہر کے گھر سے اپنی ماں کے گھر خوشی گئی اور وہاں کچھ دن رہ کر اس شوہر کے پاس آنے سے بضد انکار کچھ دن تک کرتی رہی لیکن ماں بہن وغیرہ کے سمجھانے سے اس شرط پر شوہر کے پاس آنے کا اقرار کیا کہ چلی تو جاؤں گی مگر نعوذ باللہ

---

(۱) وارتد احدهما ای الزوجین فسخ فلا ینقص عدد عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳ / ۱۹۳ ط سعید کراتشی)

(۲) و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرا لها بمهر یسیر کدینار وعلیه الفتوی ولو الجیة (درمختار) وقال فی الرد . (قوله علی تجدید النکاح) فلکل قاض ان یجدده بمهر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیره بعد اسلامها ولا یخفی ان محلها ما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سکت او ترکه صریحا فانها لا تجبر و تزوج من غیره لا نه ترك حقه (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر ۳/ ۱۹۴ ط سعید کراتشی)

(۳) وظاهره ان لها التزوج بمن شاء ت (هامش رد المحتار' کتاب الجهاد باب المرتد ۴/ ۲۵۳ ط سعید کراتشی) دارالحرب میں شامیہ کی اس عبارت پر عمل کیا جائے گا' اس لئے کہ دارالحرب میں اجبار علی الاسلام و تجدید نکاح ممکن نہیں ہو سکتا چونکہ کسی کو اس پر قدرت نہیں ہے۔

خدا اور رسول کو نہیں مانوں گی جب اس کے کلمات مذکورہ پر طعن کیا تو دوسرے دن توبہ کر کے شوہر کے گھر آئی شوہر سے نہ کوئی جھگڑا تھا اور نہ شوہر کو کلمات مذکورہ کا علم تھا اس لئے یکجائی بھی ہوئی اسکے بعد کلمات مذکورہ کا شوہر کو علم ہوا دریافت طلب بات یہ ہے کہ شوہر بلا علم کلمات مذکورہ مرتکب فعل یکجائی جو ہوا اس کی وجہ سے کسی سزا کا مستحق ہوا یا نہیں اگر ہوا تو کیا صورت اس سے براءت کی ہے۔

(۳) اب اس عورت پر تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟

(۴) اور اگر شوہر اس کو اپنی زوجیت میں اب نہ رکھنا چاہتا ہو تو جدید طلاق کی ضرورت ہے یا صرف وہی کلمات ارتداد علیحدگی کے لئے کافی ہیں

المستفتی نمبر ۲۰۱۰ شجاعت حسین صاحب (آگرہ) ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) (۱) ہاں اس کلام کے ظاہری معنی ارتداد کے موجب ہیں اور ان کے کہنے سے کہنے والا اسلام سے نکل جاتا ہے پس اس کو توبہ کرنا اور از سر نو تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ (۱)

(۲) شوہر پر کوئی گناہ اور مواخذہ نہیں ہے (۲)

(۳) عورت کے ان کلمات کی بناء پر تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔ (۳)

(۴) جدید طلاق کی ضرورت تو نہیں مگر طلاق دے دینا احتیاطاً بہتر ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنا وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح (درمختار) وقال فی الرد (قوله واولاده اولاد زنا) كذا فی فصول العمادی لكن ذكر فی نور العين ويجدد بينهما النكاح ان رضيت زوجته بالعود اليه والا فلا تجبر والمولود بينهما قبل تجديد النكاح بالوطی بعد الردة يثبت نسبه منه لكن يكون زنا (قوله والتوبة) ای تجديد الاسلام (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤ ٢٤٧ ط سعيد كراتشی)

(۲) اس لئے کہ شوہر کو بیوی کے متعلق معلوم نہیں ہوا تھا کہ اس نے کفریہ کلمات کہے ہیں اور علم نہ ہونے کی وجہ سے مواخذہ نہیں۔

(۳) (قوله وتجديد النكاح) ای احتياطا كما فی الفصول العمادية - وقوله احتياطا ای يأمره المفتی بالتجديد ليكون وطؤه حلالا باتفاق (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤ ٢٤٧ ط سعيد كراتشی)

(۴) اس لئے کہ ارتداد سے نکاح فوراً ٹوٹ جاتا ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما ای الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ٣ ١٩٣ ط سعيد كراتشی) مگر احتیاطاً طلاق دے دینا بہتر ہے اس لئے کہ کلمہ "خدا اور رسول کو نہیں مانوں گی" کہتے وقت اگر عورت کی نیت یہ نہیں تھی بلکہ اس میں کسی قسم کی کوئی تاویل کی گنجائش ہوگی تو قضاءً اگرچہ اس کی تصدیق نہیں ہوگی لیکن دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی اور جب اس کی اس نیت کی تصدیق کر لی گئی تو ظاہر ہے اس نیت سے یہ الفاظ کہنے سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوا اس لئے احتیاطاً طلاق دے دینا بہتر ہے۔

شوہر قادیانی ہو گیا، تو نکاح فسخ ہو گا یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ اگست ۲۹ء)

(سوال) زید قادیانی ہو گیا ہے اس کی منکوحہ بیوی بوجہ غیرت و اسلامی حمیت اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی اور نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے

(جواب ۱۶۶) مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کے متعلق جماہیر علمائے اسلام کا فتویٰ شائع ہو چکا ہے کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کے کفر کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے ایسے مسائل میں جو اسلام کے قطعی اور یقینی مسائل ہیں انہوں نے انکار کیا ہے یا ایسی تاویلات باطلہ کی ہیں جو کفر کے حکم سے نہیں بچا سکتیں - مثلاً حضور خاتم الانبیاء و المرسلین ﷺ کے ختم نبوت سے انکار کرنا حالانکہ ختم نبوت کا مسئلہ قطعی اجماعی ہے مرزا صاحب کا دعوائے نبوت دعوائے رسالت دعوائے معجزات وغیرہ توہین انبیاء علیہم السلام کی تکفیر امت محمدیہ کہ ان کے نزدیک تمام غیر احمدی مسلمان کافر ہیں اس بناء پر کوئی مسلم عورت کسی قادیانی کے نکاح میں نہیں رہ سکتی شوہر کے قادیانی بن جانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے (۱) اور ہائی کورٹ بہار و مدراس فسخ نکاح کے فیصلے بھی کر چکے ہیں - واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

کسی کو مرتد ہونے کا مشورہ دینا کفر میں داخل ہے یا نہیں؟

(سوال) ہندہ کو کسی نے مشورہ دیا کہ تو عیسائی ہو جا اس نے کہا کہ میں راضی ہوں یا کسی شخص نے کسی دوسرے سے یوں کہا کہ ہندہ سے کہہ دو کہ وہ عیسائی ہو جائے اس طرح کسی عورت کو عیسائی بننے کی ترغیب دینا یا اس کو عیسائی بنانے کے لئے کسی سے مشورہ کرنا یہ تمام امور شرعاً کیسے ہیں؟ یہ لوگ مرتد ہیں یا نہیں؟ ان کے نکاح باقی رہے یا نہیں؟ اگر نکاح ٹوٹ گئے تو عدت گزارنی ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۲۷) مرتد ہونا تو انتہائی جرم ہے مگر مرتد ہونے کا کسی کو مشورہ دینا ارتداد میں سعی کرنا یہ بھی کفر ہے جن لوگوں نے کسی کو مرتد ہونے کا مشورہ دیا یا مرتد بننے کی سعی کی وہ خود بھی کافر ہو گئے (۲) ان کو اپنے ایمان کی تجدید اور توبہ کے ساتھ نکاح کی بھی تجدید کرنی چاہئے (۳) عدت کے اندر اور عدت کے بعد ہر صورت میں تجدید نکاح ہو سکتی ہے فقط - محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) قادیانیوں کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے اور جب قادیانی کافر ہے تو شوہر کا قادیانی مذہب اختیار کرنا ارتداد ہے اور مرتد کا نکاح ارتداد کے فوراً بعد فسخ ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار، وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ - عاجل بلا قضاء - (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب النکاح باب نکاح الکافر ۳/۱۹۳ ط سعید کراتشی)

(۲) ومن امر امرأة بان ترتد - كفر الآمر (شرح الفقه الاكبر ص ۲۲۵)

(۳) ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولاد الزنا وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح (درمختار) وقال في الرد (قوله واولاده اولاد زنا) كذا في فصول العمادي لكن ذكر في (جاری ہے)

فصل سیزدہم
ولی کا سوء اختیار

چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نابالغہ کا نکاح کر دیا تو اس کے فسخ کا کیا طریقہ ہے؟

(سوال) مولوی الٰہی بخش و شرف الدین باہم رشتہ دار تھے کہ مولوی الٰہی بخش کا دادا حقیقی اور شرف الدین کا باپ دونوں حقیقی بھائی تھے اور شرف الدین و مولوی الٰہی بخش آپس میں مخالف بہت رہتے تھے مولوی الٰہی بخش اور ان کے والد فوت ہو گئے اور مولوی الٰہی بخش کی لڑکیاں تین نابالغہ رہ گئیں اور ان کا متولی صرف مردوں میں سے شرف الدین ہی رہا اب ان لڑکیوں کے نکاح اپنے لڑکوں سے کر دیئے ہیں شرف الدین پہلے اس کے اور اب بھی مولوی الٰہی بخش ان کی زوجہ اور اولاد اور اس کے باپ وغیرہ سے بد سلوکی کرتا چلا آیا ہے تو اب شرف الدین موقع پا کر یہ نکاح کرتے ہیں اور ایک لڑکی کا نکاح تو اپنے لڑکے غلام محمد سے کیا ہے جو کہ پہلے سے شادی شدہ ہے جس کو دوسری شادی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ پہلی شادی اس کی اچھی ہوئی ہے اور وہ اپنے گھر میں خوش آباد ہے اور اس کی اولاد بھی ہو رہی ہے غرضیکہ اس کو دوسری شادی کی ضرورت نہیں نہ شرف الدین صرف اپنے غیظ و غضب کو پورا کرنے کے لئے مولوی الٰہی بخش مرحوم کی یتیمہ کو سوکن پر نکاح کیا ہے تاکہ کامعقد رہے اور زندگی اس کی خراب گزرے جس سے اس کی والدہ وغیرہ جلیں غرضیکہ شرف الدین نے جو نکاح یتیمہ ہائے مولوی الٰہی بخش کے اپنے لڑکوں سے کئے ہیں ان میں اس نے شفقت اور رحم ہرگز نہیں کیا بلکہ اپنے غیظ و غضب کو پورا کرنا چاہتا ہے اور سوء اختیار اختیار کیا ہے چنانچہ اب شرف الدین نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا ہے کہ جائداد ہائے یتیمہ مولوی الٰہی بخش کی مجھے ملیں کیونکہ ان کی لڑکیوں کا میرے لڑکوں سے شرعی نکاح ہے علاوہ ازاں ان لڑکیوں کی جو رشتہ دار عورتیں ہیں مثلاً والدہ وغیرہ وہ بہت مصیبت میں ہیں اور ناراض ہیں کیونکہ شرف الدین جو کہ مولوی الٰہی بخش کا اور ہمارا دشمن تھا وہ ہماری لڑکیوں کا قبضہ لیکر بہت تنگ کرے گا بیان ماسبق سے ظاہر ہو کہ شرف الدین نے ثبت نکاح کر کے یتیمہ ہائے مولوی الٰہی بخش سے شفقت و رحم متولیانہ اختیار نہیں کیا بلکہ سوء اختیار اختیار کیا ہے کیونکہ اپنے نفسانی طمع غیظ و غضب کو پورا کرنا چاہتا ہے اور مال جو کہ شادی ہائے لڑکوں پر خرچ ہوتا وہ بھی بچت میں رہا ہے اور ان نکاحوں میں یتیمہ ہائے مولوی الٰہی بخش کی کوئی بہتری نہیں سوچی جس سے سوء اختیار ظاہر معلوم ہوتا ہے سو فرمایئے کہ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) [illegible] و یجدد بینهما النكاح ان رضیت زوجة بالعود الیه والا فلا تجبر والمولود بینهما قبل تجدید النكاح بالوطء بعد الردة یثبت نسبه منه لكن یكون زنا (قوله والتوبة) ای تجدید الاسلام (قوله و تجدید النكاح) ای احتیاطا كما فی الفصول العمادية قوله احتیاطا ای یامره المفتی بالتجدید لیكون وطؤه حلالا باتفاق (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الجهاد باب المرتد ٤ / ٢٤٧ ط سعید كراچی)

ایسے متولی سوءِ اختیار والے کا نکاح نافذ ہو گیا نہیں علاوہ ازیں جو کہ لڑکی غلام محمد سے سوکن پر نکاح کر دی گئی ہے وہ اب بالغہ ہو چکی ہے بالغہ ہوتے ہی بلا تاخیر اس نے نکاح کو رد کر دیا ہے یعنی اولین قطرہ خون حیض آتے ہی اس نے نکاح کو رد کر دیا ہے اور اس پر گواہ بھی بنا دیئے ہیں اور عمر اس کی پتہ نہیں کہ کتنی ہے صحیح پتہ نہیں چل سکتا کیونکہ تاریخ ولادت معلوم نہیں ہے لہذا ارشاد فرمایئے کہ سرے سے نکاح ہوئے ہیں یا نہیں اگر ہوئے ہیں تو مرد مذکور سے نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں اور فسخ نکاح کس طرح پر ہو گا ہندو منصف یا جج جو کہ ریاست بھاولپور کا مسلمان نواب حاکم ہے یہ نکاح بعد از درخواست فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں یا کہ مسلمان حاکم ہونا شرط ہے اگر مسلمان حاکم ہونا شرط ہے تو بحوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۸ یار محسن صاحب بھاولپور۔ ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱٦٨) شرف الدین کی عداوت اور دشمنی اگر ثابت ہو تو حاکم بعد تحقیقات ان نکاحوں کے فساد کا حکم کر سکتا ہے اور اگر یہ بات نہ ہو تو پھر لڑکیوں کو خیار بلوغ تو یقیناً حاصل ہے اور ایک لڑکی جس نے بالغ ہوتے ہی نکاح کو رد کر دیا ہے وہ نکاح بحکم حاکم مسلمان فسخ ہو جائے گا۔(۱) مسلمان حاکم کی شرط لازم ہے کیونکہ قاضی کے لئے اسلام شرط ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

فصل چہار دہم
شوہر کا عنین ہونا

نامرد کی بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) مسماۃ نادری بنت غفور بخش کی لڑکی کی شادی احمد بخش عرف اللہ کے ساتھ کر دی گئی۔ شادی کو عرصہ دس سال کا ہو گیا ہے ابھی تک کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئے مسماۃ نادری کی زبانی معلوم ہوا کہ میرا شوہر نامرد ہے اب اس کی شادی دوسری جگہ کی جا رہی ہے ایسی حالت میں شرعاً نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) انكاح الصغير والصغيرة جبرا ولو ثيبا و لزم النكاح بغبن فاحش او زوجها بغير كفء ان كان الولى المزوج بنفسه بغبن ابا او جدا لم يعرف منهما سوء الاختيار مجانة و فسقا وان عرف لا يصح النكاح من غير كفء او بغبن فاحش اصلا وان كان المزوج غير هما اى غير الاب و ابيه ولو الام او القاضى او وكيل الاب لا يصح النكاح من غير كفء او بغبن فاحش اصلا وان كان من كفء و بمهر المثل صح ولكن لهما اى لصغير و صغيرة و ملحق بهما خيار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده لقصور الشفقة بشرط القضاء للفسخ (درمختار) وقال فى الرد: و حاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب النكاح باب الولى ۳ ٦٥ - ۷۰)

(۲) واهله اهل الشهادة اى ادائها على المسلمين (درمختار) وقال فى الرد: و حاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ والحرية - و مقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم - قال فى البحر و به علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاء على المسلم حال كفره - (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب القضاء ٥/٣٥٤ ط سعيد کراتشی)

المستفتی نمبر ۲۲۱۵ حافظ نظام الدین آگرہ- ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۶۹) مسماۃ نادری کی شادی بغیر طلاق کے دوسری جگہ نہیں ہو سکتی شوہر اول طلاق دے یا بوجہ نامرد ہونے کے حاکم نکاح فسخ کرے (۱) اور پھر عدت گزر جائے جب دوسرے شخص سے نکاح ہو سکے گا نادری کو یہ حق ہے کہ اپنے شوہر کے نامرد ہونے کی وجہ سے وہ عدالت میں نکاح فسخ کرنے کی درخواست کرے حاکم قاعدہ شرعیہ کے مطابق شوہر کو سال بھر کی مہلت بغرض علاج دے گا (۲) اور سال بھر میں اگر شوہر کی حالت درست نہ ہوئی تو مسماۃ نادری کی دوسری درخواست پر حاکم بعد تحقیقات نکاح فسخ کر دے گا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلاق یا مسلمان حاکم کے ذریعہ نکاح فسخ کرانے کے بعد عورت دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے ورنہ نہیں

(سوال) ایک عورت مسماۃ ہندہ نکاح شدہ ہے اور دو تین بار سسرال بھی ہو آئی ہے بعدہ مسمی زید نے اسے اغوا کر لیا اور مسمی بکر کے ہاتھ مبلغ چار سو روپے کے عوض فروخت کر دیا اب مسماۃ مذکورہ مسمی بکر کے ساتھ تعلق زناشوئی قائم کرنا نہیں چاہتی بکر کو کہتی ہے کہ طلاق حاصل کر کے میرے ساتھ شرعی طور پر نکاح کرو اصل واقعہ یہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ بکر مذکور کے گھر آباد نہیں ہونا چاہتی اور علی الاعلان کہتی ہے کہ میں مسمی بکر کے گھر آباد نہیں رہوں گی اس میں خواہ میری جان ضائع ہو جائے ڈر ہے کہ وہ کسی دوسرے کے ساتھ اغوا ہو جائے یا مسیحیت قبول کر لے اور اپنے ایمان کو ضائع کر دے مزید عرض یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ منکوحہ ہے اس کے گھر آباد ہونا بھی اس کا مشکل ہے صورت حال پر غور فرمائیں تاکہ شرعی طور پر یہ عقدہ حل ہو سکے کہ کسی مسلمان کے ساتھ جائز طور پر نکاح ہندہ مذکورہ کا ہو سکے۔

المستفتی نمبر ۲۳۱۶ چودھری غلام محمد ضلع لائل پور

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۴ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۷۰) شوہر سابق سے طلاق حاصل کرنے یا بذریعہ کسی مسلمان حاکم کے نکاح کو فسخ کرانے

---

(١) إذا وجدت المرأة زوجها مجبوبا – وفيه المجبوب كالعنين فرق الحاكم بطلبها لو حرة بالغة غير رتقاء وقرناء وغير عالمة بحاله قبل النكاح وغير راضية بعده بينهما في الحال (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العنين وغيره ٣ ٤٩٤، ٤٩٥ ط سعيد كراتشي)

(٢) ولو وجدته عنينا هو من لا يصل إلى النساء لمرض أو كبر أو سحر – أجل سنة لاشتماله على الفصول الأربعة ولا عبرة بتأجيل غير قاضي البلدة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب العنين وغيره ٣/٤٩٦ ط سعيد كراتشي)

(٣) فإن وطئ مرة فيها وإلا بانت بالتفريق من القاضي إن أبى طلاقها بطلبها (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره ٣/٤٩٨ ط سعيد كراتشي – وكذا في الفتاوى الهندية كتاب الطلاق، الباب الثاني عشر في العنين ١/٥٢٢ ط ماجدية كوئٹه)

کے بعد کسی دوسرے سے نکاح ہو سکتا ہے(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل شانزدہم

تقسیم ہند

میاں بیوی علیحدہ علیحدہ ملک میں ہیں، شوہر بیوی کو نہ طلاق دیتا ہے اور نہ ہی اپنے پاس رکھتا ہے تو تفریق کس صورت میں ہوگی

(سوال) ایک لڑکی کی شادی ہندوستان میں کی گئی اور پھر ہم سب لوگ پاکستان آگئے اور وہ لوگ ابھی تک پاکستان نہیں آئے اور نہ ہی لڑکی کو لے جاتے ہیں اور ہم لوگ چٹھی دیتے ہیں تو وہ لڑکی کو لے جانے کے متعلق کچھ جواب نہیں دیتے۔ المستفتی عبدالشکور

(جواب ۱۷۱) آپ عدالت میں مقدمہ کر کے اس لڑکی کا نکاح فسخ کرالیں(۲) اگر مسلمان جج نکاح فسخ کردے تو وہ کافی ہے اور غیر مسلم جج نکاح فسخ کرے تو پھر مسلمان پنچایت سے بھی فسخ کرایا جائے(۳) اس کے بعد لڑکی آزاد ہوگی اگر خاوند سے مل چکی ہو تو عدت گزارنی لازم ہوگی اور نہ ملی ہو تو عدت بھی لازم نہ ہوگی (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) اس لئے کہ دوسرے کی منکوحہ سے نکاح کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم – والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین (النساء ۲۳–۲۴) وقال فی الهندية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجديه كوئته) وقال في الرد واما نكاح منكوحة الغير و معتدته – فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب العدة مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) دیکھئے الحیلة الناجزة للحليلة العاجزة، بحث حکم زوجہ غائب غیر مفقود ص ۷۷ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۳) واهله اهل الشهادة اذ انها على المسلمين (درمختار) وقال في الرد. وحاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ – ومقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم – قال في البحر وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاؤه على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار، كتاب القضاء ۵/۳۵۴ ط سعيد كراتشي) اور جب غیر مسلم حاکم کا فسخ کیا ہوا نکاح غیر معتبر ہے تو مجبوراً مذہب مالکیہ کے مطابق دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں معاملہ پیش کرنے کی گنجائش ہے اور پنچایت واقعہ کی تحقیق کر کے شریعت کے موافق حکم کر دے تو یہ بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور اس سے نکاح بھی فسخ ہو جائے گا کما فی الحیلة الناجزة للحليلة العاجزة، جزو دوم تفریق بین الزوجین بحکم حاکم، مقدمہ در بیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۴ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

(۴) قال الله تعالى: يا ايها الذين آمنوا اذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها، فمتعوهن وسرحوهن سراحا جميلا (الاحزاب ۴۹)

شوہر تین سال سے دوسرے ملک میں ہے خبر گیری نہیں کرتا تو اس کی بیوی کیا کرے ؟

(سوال) زید تقسیم سے پہلے دہلی میں رہتا تھا تقسیم کے بعد پاکستان چلا گیا زید کی بیوی اور چار بچے ہیں عرصہ تین سال سے زید نے اپنے بیوی بچوں کی کسی قسم کی خبر گیری نہیں کی خرچ تو خرچ یہاں تک کہ اس نے یہ اطلاع نہیں دی کہ میں وہاں ہوں زید کی بیوی نے بڑی بچی کی شادی کر دی رمضان شریف میں زید کو کسی طرح سے معلوم ہو گیا کہ لڑکی کی شادی کر دی ہے اس پر اس نے اپنی بیوی کو بہت سخت لکھا اور یہاں تک لکھا کہ کبھی پاکستان ہندوستان میں ربطہ ہو گیا تو تجھے قتل کر دوں گا اور یہ بھی یاد رکھنا کہ طلاق نہیں دے سکتا ہوں اس کے جواب میں زید کی بیوی نے لکھا کہ مجھے آکر لے جاؤ زید نے جواب دیا کہ اگر آنا چاہو تو جالندھر کیمپ میں آجاؤ وہاں سے پاکستان کی فوج لے جائے گی اس حالت میں زید کی بیوی کیا کرے اس کی عمر تقریباً تیس سال ہے اس کا کوئی ذریعہ نہیں جس سے گزر بسر کر سکے نہ کوئی ذاتی مکان ہے۔ المستفتی اللہ بخش شیر کوٹ ۲۲ محرم ۱۳۶۹ھ

(جواب ۱۷۲) زید کی بیوی عدالت سے بذریعہ مقدمہ کے نکاح فسخ کرے اگر عدالت کا غیر مسلم حاکم نکاح فسخ کر دے تو پھر مسلمان پنچوں سے فسخ کرائے(۱) پھر عدت گزارے تو آزاد ہو جائے گی اور دوسرا نکاح کر سکے گی(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فصل ہفدہم
غیر مسلم حاکم کا فیصلہ

موجودہ دور حکومت میں حاکم غیر مسلم کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں ؟

(سوال) حکومت موجودہ میں حاکم وقت اگر کسی عورت کو آزادگی کی درخواست دینے پر بغیر رضامندی شوہر حکم آزادگی دیدے تو وہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۷۳) اگر غیر مسلم حاکم نکاح فسخ کر دے تو عورت آزاد نہ ہو گی اور دوسرا نکاح نہ

---

(۱) دیکھئے الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجہ غائب غیر مفقود ص ۷۷ و بحث تفریق بین الزوجین بحکم حاکم مقدمہ در بیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۴ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۲) اس لئے کہ کسی کی معتدہ سے اس کی عدت کے دوران نکاح کرنا صحیح نہیں کما قال فی الرد اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (شامی رد المحتار کتاب الطلاق باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۵۱۶/۳ ط سعید کراتشی)

کر سکے گی۔ (١) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تیسرا باب

خلع

خلع خاوند اور بیوی کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتا

(سوال) ایک عورت نکاح ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک شوہر کے پاس رہی اس کے بعد خاوند بیمار ہو گیا اور بدن میں ناسور پڑ گیا اب دو تین سال سے وہ زخم اچھا ہوتا ہے اور پھر بہنے لگتا ہے خاوند نامرد نہیں ہے لیکن کمزوری کی وجہ سے جماع نہیں کر سکتا اگر کرتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے اور عورت کو کسی قسم کی تکلیف نہیں کھانا کپڑا اچھی طرح دیتا ہے مگر وہ نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے مہر کا عوض بھی عورت کے قبضہ میں ہے اور دینے سے انکار کرتی ہے عورت کی خوشی سے نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ١٧٤) جب کہ یہ عورت اپنے خاوند کے پاس رہ چکی ہے اور جماع و وطی بھی ہو چکی اس کے بعد خاوند کو مرض لاحق ہوا تو اب عورت کو فسخ نکاح کا کوئی حق نہیں کیونکہ ایک مرتبہ جماع ہو جانے کے بعد فسخ نکاح کا حق نہیں رہتا (٢) ہاں اگر خاوند اور بیوی دونوں رضامندی سے خلع کریں تو بہتر ہے اور جب کہ خاوند مجبور ہے تو مستحسن یہی ہے۔ عورت کو ناحق روک کر تنگ نہ کرے (٣) ربا

---

(١) (واهله اهل الشهادة) اى ادائها على المسلمين (درمختار) وقال فى الرد: وحاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ والحرية شروط لصحة توليته ولصحة حكمه بعدها ومقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح وان اسلم قال فى البحر: وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاؤه على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب القضاء ٥/ ٣٥٤ ط سعيد كراتشي) ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ فیصلہ کنندہ حاکم غیر مسلم ہو تو اس کا فیصلہ بالکل غیر معتبر ہے اور اس کے فیصلہ سے فسخ نکاح وغیرہ بالکل نہیں ہو سکتا اور جہاں قاضی شرعی نہیں وہاں پر وہ حکام جو مجتہد نہ ہوں حکومت کی طرف سے اس قسم کے معاملات میں فیصلہ کا اختیار رکھتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوں اور شرعی قاعدہ کے مطابق فیصلہ کریں تو ان کا حکم بھی قضائے قاضی کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور جہاں وہ بھی نہ ہوں تو وہاں مسلمانوں کی پنچائت کو بھی کچھ شرائط کے ساتھ بعض مسائل میں فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة جزو دوم تفريق الزوجين بحكم حاكم مقدمہ در بیان قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ٣٣ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

(٢) وسقط حقها بمرة ويجب ديانة احيانا (درمختار) وقال فى الرد: صرح اصحابنا بان جماعها احيانا واجب ديانة لكن لا يدخل تحت القضاء والالزام الا الوطأة الاولى ولم يقدروا فيه مدة (هامش رد المحتار كتاب النكاح باب القسم ٣/ ٢٠٢ سعيد كراتشي)

(٣) قال الله تعالى: فان خفتم الا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به تلك حدود الله فلا تعتدوها ومن يتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون (البقرة: ٢٢٩) عن ابن عباس ان امرأة ثابت بن قيس اتت النبى ﷺ فقالت يا رسول الله ثابت بن قيس ما اعتب عليه فى خلق ولا دين ولكنى اكره الكفر فى الاسلام فقال رسول الله ﷺ اتردين عليه حديقته؟ قالت نعم قال رسول الله ﷺ اقبل الحديقة وطلقها تطليقة (رواه البخارى فى الجامع الصحيح كتاب الطلاق، باب الخلع وكيف الطلاق فيه ٢/ ٧٩٤ ط قديمى كراتشى) وقال فى الدر: لا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق (درمختار) وقال فى الرد: قوله للشقاق اى لوجود الشقاق وهو الاختلاف والتخاصم وفى القهستانى عن شرح الطحاوى: السنة اذا وقع بين الزوجين اختلاف ان يجتمع اهلهما ليصلحوا بينهما فان لم يصطلحا جاز الطلاق والخلع وهذا هو الحكم المذكور فى الآية (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الخلع ٣/ ٤٤١ ط سعيد كراتشي)

معاوضہ در مہر تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ دونوں آپس میں جو کچھ طے کرلیں وہ لازم ہوگا (۱) بہتر یہی ہے کہ مہر واپس نہ لیا جائے کیونکہ آخر خاوند اس سے انتفاع بھی حاصل کر چکا ہے۔ واللہ اعلم

خلع سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوتی ہے' اس میں شوہر رجعت نہیں کر سکتا

(سوال) اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے خلع کرلے تو اس صورت میں شوہر مذکور کو عدت کے اندر رجعت کا حق ہے یا نہیں کیا خلع سے طلاق بائن ہوتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۶ حاتم احمد بھکنوی فاضل دیوبند (بنگال) ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۷۵) خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے (۲) اس میں رجعت کرنے کا حق نہیں ہوتا البتہ زوجین راضی ہوں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت کی مرضی کے بغیر خلع نہیں ہوتا

(سوال) عمرو نے زینب کو اس مضمون کا ایک پرچہ لکھ دیا کہ " میری بیوی فلانہ بنت فلاں اگر تم اپنا مہر معاف کروگی تو بعوض مہر میری طرف سے تجھ کو طلاق ہے اگر بعوض مہر طلاق لینا چاہتی ہو تو اس پرچہ پر دستخط کر دینا"

اس کے جواب میں زینب کے ایک رشتہ دار نے زینب کی جانب سے اس مضمون کا ایک پرچہ لکھا کہ " میرے شوہر فلاں بن فلاں میں نے مہر معاف کیا " پھر اس نے اس پرچہ کو زینب کے سامنے پیش کیا زینب نے پرچہ دیکھتے ہی کہا کہ میں ہر گز مہر معاف نہیں کروں گی نہ دستخط کروں گی اس کے چار گواہ بھی ہیں لیکن اس کے رشتہ دار نے کہا کہ معاف کرو یا نہ کرو مگر عمرو تم کو مہر عمر بھر نہیں دے سکتا لہذا ضرور تم کو دستخط کرنا پڑے گا زینب نے کہا کہ نہ میں طلاق لینا چاہتی ہوں نہ مہر معاف کرتی ہوں خالی تمہارے کہنے سے دستخط کرتی ہوں یہ کہہ کر زینب نے دستخط کر دیئے اب زینب کے حق میں

---

(۱) وإذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به لقوله تعالى " فلا جناح عليهما فيما افتدت به " فإذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال لقوله عليه السلام الخلع تطليقة بائنة (الهداية كتاب الطلاق باب الخلع ۲/ ۴۰۴ شركة علمية ملتان)

(۲) وحكمه أن الواقع به ولو بلا مال وبالطلاق الصريح على مال طلاق بائن . وقع بائن في الخلع ورجعي في غيره درمختار وقال في الرد (قوله بائن في الخلع) لأنه من الكنايات الدالة على قطع الوصلة فكان الواقع به بائنا (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳/ ۴۴۶ ط سعيد كراتشي)

(۳) إذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها لأن حل المحلية باق لأن زواله معلق بالطلقة الثالثة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

حکم شرعی کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۶، مولوی محمد وسیم صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ ریاض العلوم - کانپور

۹ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۶) اس صورت میں طلاق نہ ہوگی بشرطیکہ عورت کا انکار ثابت ہو جائے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

خلع سے کون سی طلاق واقع ہوتی ہے، شوہر کو بعوض خلع کس قدر رقم لینی جائز ہے، اور خلع کے بعد اسی عورت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء

(سوال) (۱) کتنی طلاق دینے کے بعد خلع درست و مکمل ہو جاتا ہے؟ (۲) خلع میں زوجہ سے مہر واپس لینا یا بخشوا لینا درست ہے یا مہر کے سوا دوسرا مال بھی لینا درست ہے؟ (۳) خلع کے بعد وہ زوج اسی زوجہ سے بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو کتنی مدت کے اندر؟ (۴) خلع کے بعد کیا زوج اول کو حق ہے کہ وہ اس زوجہ کو برس ڈیڑھ برس کے بعد دوبارہ اپنی زوجیت میں لے لے؟ (۵) اگر لے سکتا ہے تو کتنی مدت تک؟ (۶) اگر خلع میں یہ حق دیا گیا ہے تو خلع سے کیا فائدہ ہوا؟

(جواب ۱۷۷) (۱) جو طلاق کہ مال کے بدلے میں خلع کے عنوان سے دی جائے وہ خلع ہے اس کا حکم طلاق بائن کا ہے(۲) یعنی زوجین کی مرضی سے تجدید نکاح ہو سکتی ہے بغیر زوجہ کی رضامندی کے اس کو دوبارہ نکاح میں لینے کا اختیار زوج کو نہیں رہتا (۲) ہاں مہر یا کوئی دوسرا مال جو مہر کے مساوی قیمت رکھتا ہو واپس لینا یا بخشوا لینا درست ہے جب کہ تعدی اور زیادتی زوجہ کی جانب سے ہو ورنہ تو ایسا لینا مکروہ تحریمی ہے(۳) (۳) ہاں اگر زوجہ رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنے پر راضی ہو اور خلع کی صورت طلاق مغلظہ کے ضمن میں واقع نہ ہوئی ہو تو بدون حلالہ دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور اس کے لئے کسی زمانے اور مدت کی قید نہیں ہے(۴) (۴) خلع کے بعد زوج دوبارہ نکاح کر سکتا ہے لیکن زوجہ کی رضامندی کی

---

(۱) الخلع هو إزالة ملك النكاح المتوقفة على قبولها (درمختار) وقال في الرد (قوله على قبولها) اى المرأة قال في البحر ولا بد من القبول منها حيث كان على مال او كان بلفظ خالعتك او اختلعي (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳ / ٤٣٩-٤٤٠ ط سعيد كراتشي)

(۲) ويقع طلاق بائن في الخلع و رجعي في غيره (درمختار) وقال في الرد (قوله بائن في الخلع) لانه من الكنايات الدالة على قطع الوصلة فكان الواقع به بائنا (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳ / ٤٤٦ ط سعيد كراتشي)

(۳) وكره تحريما اخذ شيء ويلحق به الابراء عما لها عليه ان نشز وان نشزت لا ولو منه نشوز ايضا ولو باكثر مما اعطاها على الاوجه (درمختار) وقال في الرد (قوله وكره تحريما اخذ شيء) اي قليلا كان او كثيرا والحق ان الاخذ اذا كان النشوز منه حرام قطعا لقوله تعالى فلا تاخذوا منه شيئا الا انه ان اخذ ملكه بسبب خبيث و تمامه في الفتح (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳ / ٤٤٥ ط سعيد كراتشي) (٤) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها لان حل المحلية باق لان زواله معلق بالطلقة الثالثة فينعدم قبله (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲ / ۳۹۹ ط شركة علمية ملتان)

کے ساتھ بدون اس کی رضامندی کے زوج کو یہ حق نہیں کہ اس کو اپنے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کرے (۵) کوئی مدت معین نہیں مگر زوجہ کی رضامندی شرط ہے (۶) خلع سے زوجہ کو کامل خلاصی مل جاتی ہے وہ چاہے تو دوبارہ نکاح کرے اور نہ چاہے تو اسے خاوند مجبور نہیں کر سکتا(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چوتھا باب
مرتدہ اور مرتد

مرتد ہو کر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ہندہ نے اپنا مذہب اسلام تبدیل کر کے زید کے نکاح سے باہر ہو گئی اب ہندہ اسلام قبول کرے یا بغیر اسلام قبول کئے زید کے علاوہ کسی دیگر شخص سے بموجب شرع محمدی نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۱۷۸) ایسی عورت مسلمان ہو کر سوائے اپنے خاوند کے جسکے نکاح سے بوجہ مرتد ہو جانے کے نکلی ہے کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی اور قاضی کو اختیار ہے کہ وہ بہت تھوڑے مہر پر اسی خاوند سے زبردستی اس کا نکاح کردے۔ ولو اجرت کلمة الکفر علی لسانها مغاظةً لزوجها او اخراجا لنفسها عن حبالته او لاستیجاب المهر علیه بنکاح مستأنف تحرم علی زوجها فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شیء ولو بدینار سخطت او رضیت ولیس لها ان تتزوج الا بزوجها قال الهندوانی آخذ بهذا قال ابو اللیث و به نأخذ - کذا فی التمرتاشی انتهی (۲) (فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۳۶۲)

محض علیحدگی کے لئے مرتد ہوئی پھر مسلمان ہو گئی تو دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک مسلم عورت مرتد ہو گئی اور پندرہ سال سے وہ شادی شدہ تھی وہ اس خیال سے مرتد ہوئی

---

(۱) وحکمه ان الواقع به ولو بلا مال وبالطلاق الصریح علی مال طلاق بائن (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب الخلع ۳/۴۴۴ ط سعید کراتشی) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خلع سے [illegible] ہو جاتی ہے اور طلاق بائن میں [illegible] درست نہیں [illegible] اس کی رضامندی ضروری ہے اس کی رضامندی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ کما فی الدر المختار ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ فان استأذنها هو ای الولی وهو السنة (در مختار) او وکیله او رسوله او زوجها ولیها وهو السنة او زوجها بغیر استئمار فقد اخطأ السنة وتوقف علی رضاها (رد المحتار مع الدر المختار کتاب النکاح باب الولی ۳/۵۸ ط سعید کراتشی)

(۲) الهندیة کتاب النکاح باب العاشر فی نکاح الکفار ۱/۳۳۹ ط ماجدیة کوئٹه

ہے کہ اپنے خاوند کے نکاح سے الگ ہو جاؤں اور پھر اسلام لا کر کسی دوسرے مرد سے اپنا نکاح کر لوں آیا پہلا نکاح جاتا رہتا ہے یا باقی رہتا ہے اور دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد کسی دیگر غیر خاوند سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد عبدالمجید خان ہوشیارپوری ڈاکخانہ بڈلہ بارٹہ

(جواب ۱۷۹) مرتد ہو جانے سے پہلا نکاح جاتا رہا لیکن مسلمان ہو کر کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی بلکہ قاضی مجبوراً جبراً پہلے خاوند کے ساتھ اس کا نکاح کر دے گا۔ وارتداد احدهما فسخ عاجل فللموطوءة كل مهرها ولغيرها نصفه لو ارتد ولا شيء لو ارتدت وتجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى ولوالجية[1]
(در مختار مختصراً)

کفر کی مذہبی رسوم خوشی سے ادا کرنا باعث ارتداد ہے، تجدید ایمان و نکاح کے بعد پہلے والے مسلمان شوہر کے پاس رہ سکتی ہے

(سوال) ایک کافرہ عورت نے مسلمان ہو کر کسی مسلمان سے نکاح کر لیا ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد وہ مسلمان اس عورت کو اپنے نکاح میں چھوڑے ہوئے کہیں چلا گیا چند روز کے بعد یہ عورت ایک کافر کے ساتھ چلی گئی اور انہیں میں رہ کر ہر قسم کے مذہبی رسوم کفریہ ادا کرتی رہی پھر طویل زمانے کے بعد شوہر اول مسلمان واپس آگیا تو یہ عورت پھر مسلمان ہو گئی اب اس عورت کو اس مسلمان زوج کے ساتھ اسی اول نکاح سے رہنا جائز ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور استبرائے رحم کی بناء پر عدت گزارنا ہو گا یا نہیں؟ اور اگر عدت گزارنا ہو تو مسلمان ہوتے ہی فسخ نکاح کا حکم دے کر عدت گزارنا ہو گا یا تین حیض کے بعد نکاح فسخ سمجھ کر اب سے عدت گزرے ہر صورت کو تفصیل سے بیان فرمائیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۱۸۰) کفر کی مذہبی رسوم خوشی سے ادا کرنے اور اعمال کفریہ بجا لانے سے وہ کافرہ مرتدہ ہو گئی اور زوج مسلم کا نکاح اس کے ساتھ فسخ ہو گیا پھر جب وہ دوبارہ مسلمان ہو گئی تو زوج اول کو تجدید نکاح کر کے اسے رکھنا جائز ہے[2] اور مسلمان ہوتے ہی نکاح کر لینا جائز ہے البتہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک مقاربت جائز نہیں کیونکہ حالت ارتداد میں جس کافر کے ساتھ وہ رہتی تھی یا تو اس نے اس مرتدہ سے نکاح کیا ہو گا یا محض زناکاری کرتا ہو گا اور دونوں صورتوں میں اس پر عدت یا استبراء واجب نہیں نکاح کرنے کی صورت میں اس لئے کہ حالت ارتداد کا نکاح صحیح نہیں اور جب نکاح صحیح نہیں ہوا تو

---

۱ الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹۴ ط سعيد كراتشي

۲ وصح نكاح حبلى من زنى لا حبلى من غيره اي الزنى لثبوت نسبه ولو من حربي (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات ۳/ ۴۸ ط سعيد كراتشي)

یہ عورت اور محض زنا کی صورت برابر ہو گئی اور زنا کی شریعت میں کوئی عدت نہیں اسی لئے حاملہ من الزنا سے نکاح کرنا جائز ہے پس زوج اول اس عورت سے مسلمان ہوتے ہی نکاح کر سکتا ہے ان تمام امور کے دلائل یہ روایات فقہیہ ہیں - قال فی الدر المختار فی بیان حکم تصرفات المرتد و یبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة وهی خمس النکاح والذبیحة الخ انتهی - و فی رد المحتار قوله ما یعتمد الملة ای ما یکون الاعتماد فی صحته علی کون فاعله معتقدا لملة من الملل ای والمرتد لا ملة له اصلا لانه لا یقر علی ما انتقل الیه [1] انتهی مختصراً - ثم قال قوله النکاح ای ولو لمرتدة مثله انتهی - و فیه فی موضع آخر وان لحقت بدار الحرب کان لزوجها ان یتزوج اختها قبل ان تنقضی عدتها الی قوله وان عادت مسلمة کان لها ان تتزوج من ساعتها [2] واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
(الجواب صحیح - محمد انور عفا اللہ عنہ محمد اعزاز علی غفر لہ شبیر احمد عفا اللہ عنہ - اصغر حسین عفی عنہ - عبد السمیع عفی عنہ سراج احمد رشیدی عفی عنہ - اشرف علی - ۲۹ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ)

نو مسلمہ سے نکاح کیا، پھر وہ مرتدہ ہو گئی، دوبارہ مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے ایک غیر مسلمہ سے جسے روبروئے حاضرین مجلس عقد میں مسلمان برضا و رغبت کر کے بذریعہ وکیل و شاہد و عاقد نکاح و چند اشخاص خانہ خدا میں نکاح پڑھا جس کی تصدیق وکیل و ہر دو شاہد و عاقد بھی کرتے ہیں اور تخمیناً ۴ سال ہمراہ بھی رہی اور اولاد بھی ہوئی کچھ دنوں سے اس عورت کو اس کی ہمشیرہ غیر مسلمہ بہکا پھسلا کر لے بھاگی اب وہ اس کے سمجھانے سے انکار کرتی ہے کہ میں نہ ہی مسلمان ہوئی تھی اور نہ ہی نکاح کیا تھا کچھ دن نہیں گزرے کہ اس نے ایک مسلمان سے نکاح کر لیا اور وہی ہمارا قدیمی نام رکھا ہوا بھی بحال رکھا شرعاً اس عورت کا نکاح ثانی صحیح ہے یا زید کا؟ بینوا توجروا

(الجواب) وهو الموفق للصدق والصواب الحمد لله وحده والصلوة علی من لا نبی بعده (از مولوی عبد الجلیل سامرودی) ما بعد - عورت مذکورہ چونکہ مسلمان کر لی گئی تھی بالخصوص مجمع میں اس لئے اس کے بوقت عقد نکاح اسلام ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں جب اسلامی ہونا اس کا متحقق ہو گیا تو اب زید سے شرعی نکاح ہونے میں کسی قسم کی بندش نہیں جب زید کا نکاح بحضور وکیل عورت و دو شاہد و نکاح خوان مجمع میں پڑھایا گیا شرعاً نکاح زید کا صحیح و درست ہوا اصول نظائر شرعی محمدی کے باب نمبر ۷ دفعہ نمبر ۲ میں ہے کہ جس کو ولیم مکناٹن نے لکھا ہے کہ عقد نکاح کے لئے ایجاب و قبول کا ہونا ضروری ہے دفعہ نمبر ۱ میں لکھا ہے کہ نکاح سے وہ عقد مراد ہے جو واسطے تولد و تناسل

---

[1] ہامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد ۴ ۲۴۹ ط سعید کراتشی -

[2] ہامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجہاد باب المرتد ۴ ۲۵۳ ط سعید کراتشی -

کے عمل میں آئے - دفعہ ۳ میں ہے کہ عقد کے واسطے گواہوں کا ہونا ضروری ہے اور ایجاب و قبول ایک وقت میں ہونا چاہئے دفعہ نمبر ۴ میں ہے کہ جو گواہ عقد نکاح کی نسبت ہوں ان میں چار صفات کا ہونا ضروری ہے یعنی آزادی، عقل، بلوغ اور دین محمدی سے ہونا اس نکاح میں یہ سب باتیں موجود ہیں جو دفعات مذکورہ میں مسطور ہیں لہذا زید کا نکاح شرعاً صحیح ہے مسماۃ نو مسلمہ کا بلا طلاق شرعی زید کی دوسرے سے نکاح درست نہیں منکوحہ غیر سے نکاح کرنا کرانا شرعاً حرام ہے - واللہ اعلم بالصواب

- حررہ بقلمہ و قالہ بفمہ العاجز ابو عبدالکبیر محمد الشہیر بعبد الجلیل اسرودی کان اللہ لہ، محرم ۱۳۴۸ھ

(جواب ۱۸۱) از مفتی اعظم - ھو الموفق - اگر نو مسلمہ مذکورہ مسلمان ہونے کے وقت کسی کی منکوحہ نہ تھی تو مسلمان کرنے کے بعد اسی مجلس میں اس کا نکاح زید سے صحیح و درست ہو گیا تھا لیکن اگر وہ کسی کی منکوحہ تھی تو یہ نکاح ہی بدون انقضائے عدت کے درست نہیں ہوا کیونکہ جس کے نکاح میں تھی اس پر اسلام پیش کرنا اس کو عورت کے اسلام لانے کی خبر پہنچانا اور اس کا اسلام نہ لانا زوجین کے نکاح کو فسخ کرنے کے لئے ضروری تھا(۱) اور جب زوج کافر کے اسلام نہ لانے پر فسخ نکاح کا حکم کیا جاتا تو اس وقت عورت مسلمان ہو چکی ہوتی اور اس پر بحق اسلام عدت گزارنی واجب ہوتی (۲) جب عدت گزر جاتی جب کسی مسلمان سے نکاح درست ہوتا یہ تو پہلے نکاح کا حکم ہوا جو زید کے ساتھ ہوا تھا-

اس کے بعد جب وہ عورت ایک عرصے تک مسلمان رہنے کے بعد اپنی بہن کافرہ کے بہکانے پھسلانے سے اپنے اسلام لانے اور نکاح کرنے سے منکر ہو گئی تو اگر یہ انکار مطلقاً اسلام لانے سے تھا تو اس کا مطلب ظاہر ہے کہ وہ انکار کے وقت اپنے کفر کی مدعی تھی یعنی یہ کہ میں مسلمان نہیں ہوئی ہوں اور اس وقت بھی کافرہ ہوں تو اس کے اس قول سے وہ کافرہ مرتدہ ہو گئی اور زید کا نکاح جو اس سے اس کے اسلام لانے کے بعد ہوا (بر تقدیر صحت بھی) جاتا رہا اور فسخ ہو گیا (۳) اور جب اس کے بعد پھر تجدید اسلام کرنے کے بعد اس نے کسی شخص سے نکاح کیا ہے تو وہ نکاح درست ہو گیا (۴) ہاں اگر وہ اسلام لانے سے

---

(۱) وإذا أسلم أحد الزوجين المجوسيين أو امرأة الكتابي عرض الإسلام على الآخر فإن أسلم فبها وإلا بأن أبى أو سكت فرق بينهما - والأصل أن كل من صح منه الإسلام إذا أتى به صح منه الإباء إذا عرض عليه (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۱۸۸/۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) وإذا أسلم أحد الزوجين في دار الحرب ولم يكونا من أهل الكتاب أو كانا والمرأة هي التي أسلمت فإنه يتوقف انقطاع النكاح بينهما على مضي ثلاث حيض سواء دخل بها أو لم يدخل بها كذا في الكافي (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار ۳۳۸/۱ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) وارتداد أحدهما أي الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) أي بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها كما في البحر (قوله ولو حكما) أراد به الخلوة الصحيحة (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۱۹۲/۳ ط سعيد كراتشى)

(۴) یہ اس وقت ہے جب کہ عورت خاوند سے علیحدگی اختیار کرنے کے لئے مرتدہ کافرہ ہوئی ہو ورنہ اگر عورت محض (جاری ہے)

انکار نہ کرتی صرف زید کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتی تو مرتدہ نہ ہوتی اور اسکا دوسرا نکاح درست نہ ہوتا مگر اسلام ہی سے انکار کرنے کی صورت میں جواب مذکورہ بالا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہٗ، مدرسہ امینیہ دہلی

تین طلاق کے بعد اگر عورت مرتد ہو جائے، تو حلالہ ساقط نہیں ہوتا

(سوال) زید نے اپنی بیوی جمیلہ کو طلاق مغلظہ دی جمیلہ مطلقہ کو بہت ملال ہوا اور مرتد ہو کر ہندو مذہب قبول کر لیا جب اس کے وارثوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے سمجھایا بجھایا اور جمیلہ توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئی اور اپنے شوہر مذکور زید کو راضی کر کے بعد گزارنے عدت طلاق بغیر حلالہ نکاح اپنا زید مذکور سے کر لیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ محمد محسن گوگری ضلع مونگھیر

(جواب ۱۸۲) مرتد ہو جانے سے حلالہ ساقط نہیں ہوا اس کو لازم تھا کہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرتی پہلے خاوند سے جس نے اس کو تین طلاقیں دی تھیں بغیر حلالہ کے نکاح جائز نہیں تھا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ

مطلقہ ثلثہ اگر مرتدہ ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو جائے تو پہلا شوہر بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کر سکتا

(سوال) زن مطلقہ اگر بعد طلاق مرتدہ ہو جائے اور پھر اسلام لائے تو بغیر تحلیل شوہر اول کے سے درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۳) زن مطلقہ ثلث اگر مرتدہ ہو جائے اور پھر اسلام لائے تو زوج اول بغیر تحلیل نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ ارتداد سے حکم طلاق باطل نہیں ہوتا۔ فلا یحلہا وطی المولی ولا ملک امۃ بعد

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) خاوند سے علیحدہ ہونے کی نیت سے مرتد ہوئی اور کفر کو اختیار کیا تو ایسی حالت میں اس عورت کو جبراً مسلمان کر کے شوہر اول سے ہی اس کا نکاح کیا جائے گا لیکن یہ اس وقت ہے جب پہلا شوہر اس کا طالب ہو اور اگر وہ خاموش ہے یا صراحتاً اس کو چھوڑ دے کما سیأتی تو پھر عورت کسی شخص سے نکاح کر سکتی ہے کما فی الدر المختار وارتدت لمجئ الفرقۃ منہ قبل تأکدہ – و صرحوا بتعزیرھا خمسۃ و سبعین و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرا لھا بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی ولوالجیۃ (درمختار) وفی الرد قولہ و علی تجدید النکاح فلکل قاض ان یجددہ بمھر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا و تمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامھا ولا یخفی ان محلہ ما اذا طلب الزوج ذلک اما لو سکت او ترکہ صریحا فانھا لا تجبر و تزوج من غیرہ لانہ ترک حقہ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر ۳/۱۹٤ ط سعید کراتشی)

(۱) ولو ارتدت المطلقۃ ثلاثا ولحقت بدار الحرب ثم استرقھا او طلق زوجتہ الامۃ ثنتین ثم ملکھا فھی ھاتین لا یحل لہ الوطء الا بعد زوج آخر کذا فی نھر الفائق (الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعۃ، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۱/۴۷۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

طلقتین او حرة بعد ثلاث و ردة و سبی (درمختار) لو طلقها ثلاثا و هی حرة فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبیت و ملکها لا یحل له وطیها بملک الیمین حتی یزوجها فیدخل بها الزوج ثم یطلقها کما فی الفتح (ردالمحتار) نظیره من فرق بینهما بظهار او لعان ثم ارتدت و سبیت ثم ملکها لم تحل له ابدا (درمختار) وجه الشبه بین المسئلتین ان الردة واللحاق والسبی لم تبطل حکم الظهار واللعان کما لم تبطل حکم الطلاق انتهی (ردالمحتار) قلت ولما لم تحل المطلقة الثلاث بعد الردة واللحاق بملک الرقبة فلان لا تحل بملک النکاح اولی (۱) واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ مولاہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

کلمہ کفر کہنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) اگر مسلمان کلمہ کفر کہنے سے کافر ہو گیا مگر چند منٹ یا چند گھنٹے کے بعد تائب ہو گیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷ـ۷۲ ۲ جمادی الاخری ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۴) اگر مسلمان کسی کلمہ کفریہ کسی فعل کی وجہ سے مرتد ہو جائے تو خواہ کتنی ہی جلدی توبہ کر کے اسلام میں واپس آجائے اس پر تجدید نکاح لازم ہو گی کیونکہ مرتد ہوتے ہی نکاح فسخ ہو جاتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شوہر نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا، تو نکاح فوراً فسخ ہو گیا

(سوال) ایک شخص نے نکاح کیا جس کو عرصہ دس سال کا ہوا اس وقت سے نہ اپنی بیوی کی طرف رجوع ہے نہ نان نفقہ دیتا ہے جس سے بیوی اپنے والدین کے گھر بیٹھی ہوئی ہے اور وہ قادیانی مذہب بھی اختیار کر چکا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۹ منشی محمد حسین ضلع گورداسپور

۷ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۵) اس صورت میں عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر عدم وصولی نفقہ اور خاوند کے تبدیل مذہب کی بناء پر نکاح فسخ کرالے اور حاکم ارتداد زوج کی وجہ سے نکاح فسخ کر سکتا ہے بعد حصول حکم فسخ عدت گزار کر (اگر خلوت ہو چکی ہو) یا بغیر عدت (اگر اب تک یکجائی کی

---

(۱) هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۳/۴۱۲ ط سعيد كراتشي

(۲) (وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) اى بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها كما في البحر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹۳ ط سعيد كراتشي)

عورت ہی نہ آئی ہو) دوسرا نکاح ہو سکے گا(۱)   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اللہ اور رسول کا انکار باعث ارتداد ہے' نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) ایک شادی شدہ عورت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع کے پاس ایک درخواست پیش کرتی ہے اور اس میں لکھتی ہے کہ میں خدا کی وحدت اور رسول ﷺ کی رسالت سے انکار کرتی ہوں مجھے نہ خدا کی وحدت پر ایمان ہے نہ رسول کی رسالت پر - آیا اس کے مندرجہ بالا الفاظ کہنے سے اس کا نکاح شرعی اور قانونی طور پر تنسیخ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۸ غلام رسول جابر عباسی (جالندھر) ۲۳ محرم ۱۳۵۳ھ م ۸ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) یہ عورت مرقومہ بالا بیشک کافرہ و مرتدہ ہو گئی ہے اس کا نکاح فسخ ہو گیا ہے شرعاً و قانوناً اگر یہ عورت تجدید اسلام کرے گی تو اپنی حسب منشاء دوسرے شخص کے ساتھ نکاح اسلامی حکومت میں نہیں کر سکے گی بلکہ جبراً پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ پڑھا دیا جائے گا فقط واللہ اعلم۔   حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۸٦) (از حضرت مفتی اعظمؒ) اس صورت میں عورت مرتدہ ہو گئی اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جانے کا حکم راجح اور قوی ہے اس لئے اس کا نکاح تو فسخ ہو گیا(۲) اور چونکہ غیر مسلم حکومت کے غیر اسلامی قانون کی وجہ سے مسلمان مجبور ہیں کہ ایسی عورت کو کوئی زجر یا تنبیہ نہیں کر سکتے اس لئے اب اگر یہ عورت بعد میں تجدید اسلام کر کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے تو اس سے تعرض کرنے کی(۳)

---

(۱) اس صورت میں جس وقت مرد نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا تو اسی وقت اس کا نکاح فسخ ہو گیا اور فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی ضروری نہیں اب اگر عورت مدخولہ ہے تو بعد عدت گزارنے کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر مدخولہ و موطوءہ نہیں ہے تو بغیر عدت گزارے کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء فللموطوءة كل مهرها ولغيرها نصفه لو ارتد وعليه نفقة العدة (درمختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) اى بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها كما في البحر (قوله وعليه نفقة العدة) اى لو مدخولا بها اذ غيرها لا عدة عليها وافاد وجوب العدة سواء ارتد او ارتدت بالحيض او بثلاثة اشهر لو صغيرة او آيسة او بوضع الحمل كما في البحر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹۳ ط سعيد كراتشي) لیکن جواب مذکورہ میں حضرت مفتی اعظمؒ نے عورت کو کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دے کر عدم وصول نفقہ اور خاوند کے تبدیل مذہب کی بناء پر نکاح فسخ کرانے کا جو حکم دیا ہے وہ قانونی مواخذہ سے بچنے کے لئے ہے کہ بذریعہ عدالت نکاح فسخ کرا لیا جائے ورنہ شرعاً فسخ کرانے کی کوئی ضرورت نہیں کما مر فی عبارة الدر المختار و رد المحتار –

(۲) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) (اى بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها كما في البحر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) وليس للمرأة التزوج بغير زوجها به يفتى (درمختار) وقال في الرد (وظاهره ان لها التزوج بمن شاءت (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤/ ۲۵۳ ط سعيد كراتشي)

کوئی صورت نہیں ورنہ اسلامی حکومت ہوتی تو اس کو پہلے خاوند سے ہی نکاح کرنے پر مجبور کیا جاتا(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

مسلمان میاں بیوی مرزائی ہو گئے پھر دوبارہ مسلمان ہو گئے تو دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص پہلے اہل سنت والجماعت تھا پھر مرزائی عقائد کا پابند ہو گیا تھا اب وہ پھر اہل سنت والجماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے اس کی بیوی اس کے عقائد کی پابند رہی اب اس کو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۳۱۲ علی حسین امروہوی (دہلی)

۲۹ صفر ۱۳۵۳ھ م ۱۳ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۸۷) اگر وہ شخص سچے دل سے توبہ کرے اور اقرار کرے کہ مرزائی عقیدہ غلط اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے جھوٹے تھے اور ان دونوں فریق لاہوری اور قادیانی گمراہ ہیں میں دونوں سے بیزار ہوں تو وہ اہل سنت والجماعت میں شامل ہو سکتا ہے اگر شوہر اور بیوی ایک ہی وقت میں ساتھ ساتھ قادیانی یا احمدی ہوئے تھے اور پھر ایک ہی وقت میں دونوں نے توبہ کی ہو جب تو ان کے نکاح کی تجدید لازم نہیں ہے اور وہ اپنے سابقہ نکاح پر رہ سکتے ہیں(۲) لیکن اگر قادیانی یا احمدی ہونے میں تقدم و تاخر ہو ہے یا توبہ کرنے اور واپس آنے میں آگے پیچھے ہو گئے ہیں تو نکاح کی تجدید بھی لازم ہو گی(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

عورت محض خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہو گئی تو مسلمان ہو کر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) اگر کوئی مسلمہ عورت اپنے شوہر کے یہاں نہیں رہنا چاہتی اور دوسرے مسلمان شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس غرض سے مذہب اسلام چھوڑ کر مذہب نصرانیت کو قبول کر لے اور شوہر کو

---

(۱) ولو ارتدت لمجئ الفرقة منها قبل تأكده – وصرحوا بتعزيرها خمسة و سبعين و تجبر على الاسلام و على تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار و عليه الفتوى ولو اللجية (درمختار) وقال في الرد (قوله و على تجديد النكاح) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا و تمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها ولا يخفى ان محله لما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۱۹٤/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) و بقي النكاح ان ارتدا معا بان لم يعلم السبق فيجعل كالغرقى ثم اسلما كذلك استحسانا (الدرالمختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۱۹٦/۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) و فسدان اسلم احدهما قبل الآخر (در مختار) وقال في الرد (قوله و فسد الخ) لان ردة احدهما منافية للنكاح ابتداء فكذا بقاء بهر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۱۹٦/۳ ط سعيد كراتشي)

اطلاع دیدے کہ میں اب تمہارے نکاح میں نہیں رہی تو اس صورت میں نکاح باقی رہا یا نہیں اور یہی عورت کچھ عرصہ کے بعد یہ اعلان کر دے کہ میں پھر مسلمان ہو گئی اور اس شخص سے نکاح کرے جس سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو یہ دوسرا نکاح درست ہو گیا یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۴۰۰ احمد حسین صاحب سہارنپور - ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۸۸) مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے(۱) اور تجدید اسلام کے بعد اگر وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے تو نکاح صحیح ہو جائے گا(۲) اگر اسلامی حکومت ہوتی تو عورت سداً للباب پہلے خاوند سے نکاح کرنے پر مجبور کی جاسکتی تھی(۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،**

(جواب ۴۶۸ دیگر ۱۸۹) ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے(۴) بعض فقہاء نے زجراً و سداً للباب یہ حکم دیا تھا کہ مرتدہ کو مجبور کیا جائے کہ وہ پہلے خاوند سے ہی نکاح کرے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی اجازت نہ دی جائے(۵) لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ قوت اسلامی حکومت کے ہاتھ میں ہو سکتی ہے اور وہ مفقود ہے اس لئے یہ زجر عمل میں نہیں آسکتا۔ **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،**

۲۰ محرم ۱۳۵۴ھ م ۲۵ اپریل ۱۹۳۵ء

شوہر یا بیوی کے مرتد ہونے سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) زید مذہب اسلام چھوڑ کر آریہ عیسائی مجوسی مذہب اختیار کر لیتا ہے تو کیا زید مرتد ہو جاتا ہے ؟ اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے ؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرتد کی عورت جو ہنوز مذہب اسلام کی پابند ہے مرتد کے نکاح سے باہر نہیں ہوتی اور وہ اپنی مسمہ عورت سے تعلقات زوجیت قائم رکھ

---

(۱) وارتداد احد الزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال قبل الدخول و بعده (الفتاوى الهندية كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار ۱/۳۳۹ ط ماجديه كوئٹه)

(۲) ظاهره ان لها التزوج بمن شاءت (هامش رد المحتار مع الدرالمختار كتاب الجهاد باب المرتد ٤,٢٥٣ ط سعيد كراتشي)

(۳) وليس للمرتدة التزوج بغير زوجها به يفتى (درمختار) وقال في الرد ولكن حكموا بجبرها على تجديد النكاح مع الزوج و بضرب خمسة و سبعين سوطا و اختاره قاضي خان للفتوى (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الجهاد، باب المرتد ٤/٢٥٣ سعيد كراتشي)

(٤) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) اى بلا توقف على مضي عدة في المدخول بها كما في البحر (قوله و لو حكما) اراد به الخلوة الصحيحة (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ٣/١٩٣ ط سعيد كراتشي)

(٥) لو ارتدت لمجيء الفرقة و صرحوا بتعزيرها خمسة و سبعين و تجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار و عليه الفتوىٰ ولوالجية (درمختار) وقال في الرد (قوله و على تجديد النكاح) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا و تمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب النكاح، نكاح الكافر ٣/١٩٤ ط سعيد كراتشي)

سکتا ہے اسی طرح اگر عورت مرتد ہو جائے تو وہ بھی مسلمان شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی اور شوہر اس سے تعلقات زوجیت قائم رکھنے میں زنا کا مرتکب نہ ہوگا کیا یہ صحیح ہے ؟

المستفتی نمبر ۶۸۶ حکیم تاج محمد (ناگپور) ۱۹ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۱۶ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۹۰) زید دین اسلام چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنے سے مرتد ہو گیا مرتد ہوتے ہی اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی(۱) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرتد کی عورت جو مسلمان ہے مرتد کے نکاح میں ہے اور خاوند اس سے حقوق زوجیت ادا کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے وہ جاہل اور احکام شریعت سے ناواقف ہیں مرتد اپنی اولاد پر اور زوجہ مسلمہ پر کوئی دعویٰ نہیں رکھتا۔ عورت اگر مرتد ہو جائے تو وہ بھی شوہر کے نکاح سے نکل جاتی ہے(۲) مگر شوہر اتنا حق رکھتا ہے کہ اگر حکومت اسلام ہو تو عورت کو اسلام لانے اور اسی شوہر سے دوبارہ نکاح کرنے پر مجبور کیا جاتا(۳) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان شوہر اپنی مرتدہ بیوی سے تعلقات زناشوئی رکھ سکتا ہے ان کے قول کی صحت کے لئے کوئی محل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر کے ظلم کی وجہ سے عورت عیسائی ہو گئی' پھر مسلمان ہو کر کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی نو سالہ لڑکی کا نکاح عمرو کے ساتھ کر دیا نکاح کے بعد لڑکی صرف دو روز اپنے شوہر کے ہاں رہی پھر آپس کی رنجشوں کی وجہ سے دو برس تک اپنے والدین کے گھر رہی اس کے بعد اس نے اپنے والدین کو مجبور کیا کہ اس کا فیصلہ کرا دیں کیونکہ وہ خاوند کے گھر نہیں جانا چاہتی تھی مقدمہ عدالت تک پہنچا خاوند نے مہر ادا کر دیا مگر طلاق دینے سے انکاری ہے نہ اس کو بلا کر اپنے پاس رکھتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکی ایک دوسرے شخص کے ساتھ فرار ہوئی اور دو برس تک مفقود رہی پھر لڑکی کے والدین نے اس کا پتہ لگایا اور اپنے گھر لے آئے مگر پھر بھی اس کا کچھ فیصلہ نہیں کیا گیا نہ خاوند اس کو اپنے گھر لے گیا موقع پا کر لڑکی دوبارہ فرار ہو گئی اور تین سال غائب رہنے کے بعد عیسائی مذہب اختیار کر لیا اب لڑکی مسلمان ہونا چاہتی ہے اور کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہتی ہے کیا یہ نکاح ہو سکتا ہے ؟ کیا پہلا

---

(۱) وارتداد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق - (الهدایة ' کتاب النکاح' باب نکاح اهل الشرك ۲/ ۳٤۸ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۲) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب النکاح' باب نکاح الکافر ۳/۱۹۳ ط سعید کراتشی)

(۳) ولیس للمرتدة التزوج بغیر زوجها به یفتی (درمختار) وقال فی الرد (قوله و لیس للمرتد التزوج بغیر زوجها) و تجبر علی الاسلام و ان عادت مسلمة کان لها ان تتزوج من ساعتها- لکن حکموا بجبر ها علی تجدید النکاح مع الزوج و یضرب خمسة و سبعین سوطا و اختاره قاضی خان للفتوی(هامش رد المحتار مع الدرالمختار' کتاب الجهاد' باب المرتد ٤/۲۵۳ ط سعید کراتشی

خاوند اب بھی اس کا حقدار ہو سکتا ہے ؟ اگر لڑکی عیسائی ہی رہے اور کوئی مسلمان اس سے نکاح کر لیں تو درست ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۸ حبیب الرحمن (دہلی) ۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۱ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) اسلام لانے کے بعد جس مسلمان سے یہ نکاح کرے گی نکاح درست ہو جائے گا۔ کیونکہ ارتداد سے پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے (۱) اگر یہ عیسائی رہے تو اس کا نکاح کسی مسلمان سے درست نہیں ہوگا کیونکہ مرتدہ کا نکاح کسی مسلمان سے نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خود کو کافر اور مرتد کہنا باعث ارتداد ہے، نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) ایک عورت کافرہ کو مجمع عام میں مسلمان بنایا گیا بعد ازیں زید مسلم کے ہمراہ اسی مسجد میں نکاح پڑھا دیا گیا یہ عورت بحالت کفر کسی کے نکاح میں تھی مگر اسلام سے چھ ماہ قبل اس عورت کی باقاعدہ ان کی جماعت میں طلاق ہو گئی تھی عین وقت اسلام وہ کسی کے بھی نکاح میں نہ تھی بعد اسلام باقاعدہ شرعی نکاح زید سے پڑھایا گیا اس وقت اس کی عمر تخمیناً بیس سال کی تھی عورت تخمیناً ۴ سال اسلامی شوہر کے ہمراہ رہی سہی اور اولاد بھی ہوئیں اسلامی نام اس عورت کا سکینہ رکھا گیا تھا گردش زمین سے ایک دوسرے مسلمان نے اس سے ناجائز تعلق پیدا کرنے کی غرض سے اس کی بہن کافرہ کو ورغلایا اس نو مسلمہ کو اس کی بہن کافرہ کی وساطت سے بھکا ورغلا کر زید کے یہاں سے نکلوا لے گیا زید نے اس بھگا لے جانے والے پر مقدمہ دائر کیا بھگانے اور ناجائز تعلق پیدا کرنے پر عورت کو صرف صغیر بچوں کی خاطر مدعا علیہ نہیں بنایا گیا بلکہ اسے شہادت کے لئے بچا لیا گیا مگر عورت نے عدالت میں موجودہ مصلحت وقت دیکھ کر زبان سے کہہ دیا کہ یہ مجھے بھگا نہیں لے گیا تھا اور نہ ہی اس نے مجھ سے بد فعلی کی زید کے نکاح میں، میں نہیں ہوں اور نہ ہی میں مسلمان ہوئی ہوں اس کے اسلام کے ثبوت عدالت کو کافی سے زیادہ پہنچایا گیا بلکہ خود اس نے فوجدار شہاب الدین صاحب کے روبرو اپنے اسلام کی شہادت دی ہے کورٹ نے شخص مذکور کو صرف اس کے اس زبانی بیان کی بناء پر کہ وہ بھگا کر نہیں لے گیا ہے اور نہ ہی بد فعلی کی ہے رہا کر دیا تھا شخص مذکور چند اشخاص کے ہمراہ اس عورت کو نائب قاضی کے مکان پر لے گیا اور کہا اس کو مسلمان کر کے نکاح پڑھا دیجئے نائب قاضی نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تیرا نام کیا ہے اس نے کہا کہ میرا نام سکینہ ہے نائب قاضی کو شبہ ہوا یہ لوگ مسلمان کر کے نکاح

---

(۱) ارتداد احد الزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق في الحال قبل الدخول و بعده (الهندية كتاب النكاح الباب العاشر نكاح الكفار ۱/ ۳۳۹ ط ماجدية كوئٹه)

(۲) ولا يصلح ان ينكح مرتد او مرتدة احد من الناس مطلقا (درمختار) وقال في الرد (قوله مطلقا) اى مسلما او كافرا او مرتدا وهو تأكيد كما فهم من النكرة في النفي (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب النكاح باب نكاح الكافر ۳/ ۲۰۰ ط سعيد كراتشي)

پڑھانے کو کہتے ہیں اور یہ تو مسلمان معلوم ہوتی ہے نائب قاضی نے نکاح پڑھانے سے انکار کردیا شخص مذکور مع ہمراہیوں کے شہر قاضی کے پاس پہنچے اور ان سے نکاح کی درخواست کی قاضی صاحب بر سر سفر تیار تھے قاضی صاحب نے نائب قاضی کو رقعہ لکھ دیا کہ اس کا سر دست نکاح پڑھا دو نائب قاضی نے بحکم قاضی نکاح پڑھا دیا نکاح کا ثبوت بھی شخص مذکور کے روبرو عدالت میں کامل طور پر ہوا تھا اور اسے خبر تھی کہ یہ منکوحہ زید ہے تاہم قاضی و نائب قاضی کو اندھیرے میں رکھ کر دھوکا دیکر اپنا نکاح پڑھوالیا اب سوال یہ ہے کہ زید کا نکاح شرعاً صحیح ہے یا شخص مذکور کا؟

المستفتی نمبر ۱۰۲۰ صاحبزادہ نواب ابراہیم خاں صاحب۔ سورت

۴ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۵ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) یہ دوسرا شخص شرعاً کئی جرائم کا مرتکب اور مجرم ہے (۱) منکوحۃ الغیر کو اغوا کرنا اور بھگا کر لے جانا (۲) اسے جھوٹ بولنے پر آمادہ کرنا اور جھوٹا اظہار دلوانا (۳) اسلام کا انکار کرا کے از سر نو مرتد بنانا (۴) پھر جھوٹ بول کر دھوکا دیکر اس سے خود نکاح کرنا ان تمام جرائم کی سزا اور تعزیر کا مستحق ہے زید کا نکاح صحیح تھا مگر جب عورت نے اسلام سے انکار کر کے ارتداد اختیار کرلیا تو وہ نکاح فسخ ہوگیا (۱) عورت اسلام کا انکار کر کے اور دوسرا شخص اس ارتداد پر عورت کو آمادہ کر کے دونوں مرتد ہوگئے (۲) اگر اس کے بعد دونوں اسلام لائیں اور توبہ کریں اور پھر باہم نکاح کریں تو نکاح منعقد ہوجائے گا لیکن وہ شخص اور یہ عورت جرائم مذکورہ کی تعزیر سے نہیں بچیں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت عیسائی ہوگئی، تو نکاح فسخ ہوگیا، دوبارہ مسلمان ہوکر دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) آج کل مسلم عورتیں بغرض فسخ نکاح حیلہ کرتی ہیں اور مذہب عیسائیت قبول کرلیتی ہیں آیا نکاح واقع میں شرعاً بھی فسخ ہوجاتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۲۴ محمود صاحب (ملتان)

۱۳ صفر ۱۳۵۶ھ م ۲۵ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۳) ارتداد سے نکاح کا فسخ ہوجانا ظاہر روایت کے بموجب صحیح ہے (۳) البتہ بعض مشائخ

---

(۱) اذا ارتد احد الزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیر طلاق (الهداية كتاب النكاح، باب نكاح اهل الشرك ۲ / ۳۴۸ ملتان)

(۲) من امر امرأة بان ترتد - كفر الآمر (شرح الفقه الاكبر ص ۲۲۵)

(۳) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وقال فى الرد (قوله بلا قضاء) اى بلا توقف على قضاء القاضى وكذا بلا توقف على مضى عدة فى المدخول بها كما فى البحر (هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳ / ۱۹۳، ۱۹۴ ط سعيد كراتشى)

بخ نے زجراً اور سد اسباب یہ کہا تھا کہ مرتدہ کو اسلام لانے اور زوج اول سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے (۱) اور بعض نے یہ بھی کہا تھا کہ نکاح فسخ نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے لیکن یہ دونوں حکم زجر و توبیخ اور سد باب کے لئے تھے (۲) اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اسلامی حکومت ہو اور جبر علی الاسلام یا جبر علی النکاح بالزوج السابق کا امکان ہو یا زوج اول عورت پر خود یا بذریعہ حکومت قبضہ کرنے پر قادر ہو اور یہ سب باتیں انگریزی حکومت اور انگریزی قانون کی رو سے غیر ممکن ہیں ہذا اصل مذہب کے موافق انفساخ نکاح کا حکم ہی صحیح نافذ رہا اور اس کے لحاظ سے عورت مرتدہ بعد اسلام کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے تو س کا نکاح نافذ ہو گا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت کو مرتد ہونے کی ترغیب دینے والا خود بھی مرتد ہے، اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) مطبوعہ فتویٰ ارسال ہے آپ سے فیصلہ یہ کرنا ہے کہ کونسا غلط ہے اور کونسا صحیح ہے امیر عالم کو مفتی فتویٰ دیتے ہیں کہ ایوب خاں کافر ہے اور اس کے ساتھ برتاؤ کرنے والے بھی کافر ہیں ایوب خاں کو مفتی فتویٰ دیتے ہیں کہ امیر عالم کافر ہے اس کے ساتھ میل جول کرنے والے بھی کافر ہیں عجب معاملہ ہے - ایک عورت کو ایوب خاں نے اغوا کیا اور اس کو پہلے چھپائے رکھا طلاق کے لئے کوشش

---

(۱) ولو ارتدت لمجيء الفرقة - وصرحوا بتعزيرها خمسة وسبعين وتجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى ولوالجية (درمختار) وقال في الرد (قوله وعلى تجديد النكاح) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا وتمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳ ۱۹٤ ط سعيد كراتشي) وقال في الهندية ولو اجرت كلمة الكفر على لسانها مغيظة لزوجها او اخراجا لنفسها عن حباله او لاستيجاب المهر عليه بنكاح مستانف تحرم على زوجها فتجبر على الاسلام ولكل قاض ان يجدد النكاح بادنى شيء ولو بدينار سخطت او رضيت وليس لها ان تتزوج الا بزوجها قال الهندواني آخذ بهذا وقال ابو الليث وبه نأخذ كذا في التمرتاشي (الهندية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكافر ۱، ۳۳۹ ط ماجدية كوئٹه)

(۲) وافتى مشايخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا وتيسيرا لا سيما التي تقع في المكفر ثم تنكر قال في النهر والافتاء بهذا اولى من الافتاء بما في النوادر (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳ ۱۹٤ ط، سعيد كراتشي) وقال قاضي خان منكوحة ارتدت والعياذ بالله حكي عن ابي نصر وابي القاسم الصفار انهما قالا لا تقع الفرقة بينهما حتى لاتصل الى مقصودها ان كان مقصودها الفرقة (الفتاوى الخانية على هامش الهندية، كتاب الطلاق، فصل في الفرقة بين الزوجين بموت احدهما صاحبه وبالكفر ۱، ۵٤٦ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) اصل مذہب اور ظاہر الروایۃ تو یہ ہے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فوراً فسخ ہو جائے گا لیکن پھر اس کو حبس و قید کر کے تجدید اسلام اور پہلے خاوند سے تجدید نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا جیسا کہ قاضی خان، عالمگیریہ، در مختار اور شامیہ وغیرہ میں اس کی تصریح ہے چونکہ حاکم مسلم اور قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے تجدید اسلام و تجدید نکاح پر عورت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا البتہ ظاہر الروایۃ کی بناء پر فسخ نکاح کا حکم کیا جائے گا اور پھر علامہ شامی کی ایک عبارت "وظاهره ان لها التزوج بمن شاءت" (هامش رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد ٤ ۲۵۳ ط سعيد كراتشي) پر عمل کیا جائے گا کہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے - فقط -

بھی کی ایسی بدذات خاندان کی ناک کاٹنے والی عورتوں کو طلاق کون دیتا ہے آخر یہ چال چلی گئی کہ مل ملا کر مشن سے یہ سرٹیفکیٹ حاصل کرلیا جائے کہ عورت عیسائی ہوگئی ہے پھر عورت کو گھر رکھ لیا اور کہا کہ چونکہ عورت مرتد ہوگئی ہے اس لئے اس کا پہلا نکاح ٹوٹ گیا ہے اب میں نے اس کے ساتھ نکاح کرلیا ہے امیر عالم نے جب سنا تو علماء سے فتویٰ پوچھا تقریباً ساٹھ سے زیادہ علماء کرام نے یہ فتویٰ دیا کہ اس طرح عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوتا عورت نہ تو اسلام سے بیزار ہوئی نہ اس کے دل میں عیسائیت کی رغبت ہوئی اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے ردت کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ یہاں شرط مفقود ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط جیسا کہ ہدایہ کی جلد سوئم میں ہے۔ لان الردة تتعلق بالاعتقاد الا یری انه لو کان قلبه مطمئنا بالایمان لا یکفر۔ عورت مرتد ہوگئی تو اسلام لانے پر مجبور کی جائے یعنی اس کو قید رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا اسلام لائے اور جدید نکاح ہو تو مہر تھوڑا رکھا جائے عورت نے زبان سے کلمہ کفر جاری کیا تاکہ شوہر سے پیچھا چھوٹے یا اس لئے کہ دوسرا نکاح ہوگا اس کا مہر بھی وصول کرے گی تو قاضی کو اختیار ہے کہ کم از کم مہر پر اسی شخص کے ساتھ نکاح کرے عورت راضی ہو یا ناراض اور عورت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے سے نکاح کرے عالمگیری' بہار شریعت حصہ ہفتم' مصنفہ جناب مولانا مولوی حکیم الحاج امجد علی صاحب۔ عورت مرتد ہوگئی اس واسطے اپنے زوج کو چھوڑدے۔ بقول ابویوسف اور نکاح نہ کرے غیر زوج سے۔ اسی کا فتویٰ غایۃ الاوطار ص ۴۴۳ وغیرہ وغیرہ بہت حوالجات ہیں۔ بخوف طوالت چند پر اکتفا کیا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۴۰ شاہسوار (راولپنڈی) ۱۹ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۳ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۴) اگر یہ بیانات صحیح ہیں اور واقعات یہی ہیں تو اغوا کنندہ اور عورت کو ارتداد کی ترغیب دینے والا مرتد کرنے والا سخت مجرم ہے اور خود بھی مرتد ہوگیا(۱) اس کی اپنی عورت بھی نکاح سے باہر ہوگئی(۲) اس کو تجدید اسلام توبہ اور اپنے نکاح کی تجدید کرنی لازم ہے(۳) اور قوم کو حق ہے کہ اس کا مقاطعہ کردے جب تک کہ وہ اپنے افعل شنیعہ سے توبہ نہ کرے اس سے تعلقات اسلامی منقطع کردیں(۴) اور

---

(۱) ومن امر امرأة بان ترتد – كفر الآمر (شرح الفقه الاكبر ص ۲۲۵)

(۲) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (در مختار) وقال فى الرد (قوله بلا قضاء) اى بلا توقف على قضاء القاضى وكذا بلا توقف على مضى عدة فى المدخول بها كما فى البحر (هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ۳/۱۹۳ ط سعيد كراتشى)

(۳) ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولاد زنا وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح (الدرالمختار مع هامش رد المحتار' كتاب الجهاد' باب المرتد ۴/۲۴۶ ط سعيد كراتشى)

(۴) مرتد کا اصل حکم یہ ہے کہ اگر وہ اسلام نہ لائے تو حکومت اسے قتل کردے مگر ہندوستان میں اس وقت اسلامی حکومت نہیں تھی اس لئے اس سے قطع تعلق کا حکم دیا گیا قال فى فتح البارى فتبين هذا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصية فيسوغ لمن اطلع عليها منه هجره عليها ليكف عنها – قال المهلب غرض البخارى فى هذا الباب ان يبين صفة الهجران الجائز وانه يتنوع بقدر الجرم فمن كان من اهل العصيان يستحق الهجران بترك (جارى هے)

اگر اسلامی حکومت ہوتی تو عورت کو شوہر سابق سے ہی نکاح کرنے پر مجبور کیا جاتا اور دوسرے شخص سے ہرگز نکاح کی اجازت نہ دی جاتی(۱) وہ فتویٰ جو ایوب خاں کے اشتہار میں درج ہے بالکل جداگانہ صورت سے متعلق ہے اس کو اس واقعہ سے اصل سروکار نہیں اور اس فتوے سے جو نتائج کہ ایوب خاں نے اخذ کر کے امیر عالم پر چسپاں کئے ہیں وہ ان واقعات کی روشنی میں ہرگز امیر عالم پر چسپاں نہیں ہوتے

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت مرتد ہو کر مسلمان ہو جائے، تو دوسرے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) مسماۃ ہندہ شادی کے بعد چھ سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی خاوند نے اپنے سالے ہندہ کے حقیقی بھائی کو قتل کر دیا اور مقدمہ میں پھانسی کی سزا سے بچ گیا قتل کے بعد بیوی کو اس کے دادا کے پاس چھوڑ گیا پھر اس کو لینے نہیں آیا جس کو ڈھائی سال کا عرصہ گزر گیا طلاق دینے کے لئے اس سے کہا گیا تو صدق سے بھی انکار کیا اب ہندہ بھی بوجہ اس صدمے کے کہ اس کے حقیقی بھائی کو اس نے ہلاک کیا ہے خاوند کے گھر بسنا نہیں چاہتی تھی بالآخر ہندہ نے عیسائی مذہب قبول کر لیا ہے تا حال وہ عیسائی ہی ہے کیا مسلمان ہو جانے کے بعد اس کا نکاح دوسرے مسلمان خاوند کے ساتھ جائز ہے یا نہیں عدالت نے ہندہ کے نکاح کو بوجہ عیسائی ہو جانے کے فسخ کر دیا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۶۲ محمد طاہر صاحب (لائل پور) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۵) اگر ہندہ اسلام قبول کرنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لے گی تو وہ نکاح صحیح اور درست ہو جائے گا پہلے خاوند سے نکاح کرنے پر مجبور کرنے کا حکم زجراً و سداً للباب تھا(۲) جو انگریزی حکومت میں ممکن العمل نہیں ہے اور اصل مذہب یہی ہے کہ ارتداد احد الزوجین موجب انفساخ نکاح

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ومکالمته كما في قصة كعب وصاحبيه (فتح الباري شرح الصحيح للبخاري، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى ١٠/٤١٥ ط مصر) وقال في الدر المختار ومن ارتد عرض الحاكم عليه الاسلام استحبابا على المذهب لبلوغه الدعوة وتكشف شبهته بيان لثمرة العرض ويحبس وجوبا وقيل ندبا ثلاثة ايام، فان اسلم فبها والا قتل لحديث من بدل دينه فاقتلوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الجهاد، باب المرتد ٤/٢٢٦ ط سعيد كراتشي)

(١) وصرحوا بتعزيرها خمسة وسبعين وتجبر على الاسلام وعلى تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار وعليه الفتوى ولوالجية (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ٣/١٩٤ ط سعيد كراتشي)

(٢) ولو اجرت كلمة الكفر على لسانها مغايظة لزوجها او اخراجا لنفسها عن حبالته او لاستيجاب المهر عليه بنكاح مستأنف تحرم على زوجها فتجبر على الاسلام ولكل قاض ان يجدد النكاح بادنى شيء ولو بدينار سخطت او رضيت وليس لها ان تتزوج الا بزوجها قال الهندواني اخذ بهذا، قال ابو الليث وبه ناخذ كذا في التمرتاشي (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب العاشر في نكاح الكفار ١/٣٣٩ ط ماجدية كوئته)

ہے( )ففی هذه الصورة هو المعول   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر کے بدسلوکی سے تنگ آکر جو عورت مرتد ہوئی، مسلمان ہونے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) اگر کوئی عورت مسلمان خاوند کی بدسلوکی سے تنگ آکر اس سے جان چھڑانے کے لئے العیاذ باللہ عیسائی مذہب قبول کرلے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور اگر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو پہلے خاوند کے سوا کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۴ مولوی عبدالرحیم صاحب راولپنڈی۔

۲۳ رمضان ۱۳۵۷ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۶) مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے(۲) مگر یہ حیلہ اختیار کرنا بدترین اور سخت ترین گناہ ہے اس پر وہ سزا کی مستحق ہے(۳)   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت مرتد ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال) ایک عورت اپنے خاوند زید سے بددل ہو کر کرانی (مرتدہ) ہوگئی تاکہ اس کے نکاح سے خلاصی کا حیلہ حاصل کروں چنانچہ حکم انگریزی میں اس کو دیا گیا کہ اس کا نکاح فسخ ہو چکا ہے لیکن علمائے دین متین نے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ ان بے دین لوگوں سے برتاؤ تعلقات چھوڑ دو پھر وہ عورت تائب ہوئی اور کوشش کی کہ کسی طرح علماء سے اجازت لوں اور کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلوں لیکن علماء نے حکم دیا کہ نکاح اول باقی ہے اور تمام ہندوستان کے علماء کا اجماعی فتوی ہے لیکن آخر کار ایک ناعاقبت اندیش مولوی کو کچھ رقم دیکر فتوی حاصل کیا کہ دوسرے شخص ولید سے نکاح کرے چنانچہ ولید سے نکاح کر لیا تو اس پر علمائے مقامی نے فتوی دیا کہ یہ نکاح ثانی ناجائز ہے ان سے برتاؤ مت کرو اس کے کچھ مدت بعد ولید نے (زید) زوج اول سے طلاق بابدل حاصل کرلی اور استیناف و تجدید نکاح کا ارادہ کیا لیکن ابھی تک عدت ختم نہ ہوئی تھی کہ یہ زوج ثانی فوت ہو گیا اور اسی مرتدہ عورت سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر ۱۹۳/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) ایضاً حوالہ سابقہ

(۳) و صرحوا بتعزیرها خمسة و سبعین و تجبر علی الاسلام (درمختار) وقال فی الرد (قوله و صرحوا بتعزیرها خمسة و سبعین) هو اختیار لقول ابی یوسف فان نهایة تعزیر الحر عنده خمسة و سبعون و عندهما تسعة و ثلاثون قاله فی الحاوی القدسی و بقول ابی یوسف ناخذ (قوله تجبر) ای بالحبس الی ان تسلم او تموت - (هامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر ۱۹۴/۳ ط سعید کراتشی)

جو اس نکاح ثانی سے ۷-۸ ماہ بعد پیدا ہوا اب اس ولید کی وراثت میں جھگڑا ہے یہ عورت (جو مرتدہ ہوئی تھی) اور اس کا لڑکا وراثت کے مدعی ہیں لیکن اس زوج ثانی (ولید) کے دوسرے لڑکے اور ورثاء مدعی ہیں کہ ان کا کوئی حق نہیں کیونکہ ابھی تک نکاح نہیں ہوا طلاق اب حاصل کی گئی ہے اب آپ شرعی حکم دیں یہاں کے علماء کا خیال ہے کہ چونکہ متفقہ اجماعی فتوی ہے کہ عورت کا نکاح اول فسخ نہیں ہوتا لہذا یہ عورت وارث نہیں اور سیاست اسلامی کا تقاضا بھی یہی ہے لیکن اس کا لڑکا وارث ہے کیونکہ زوج ثانی (ولید) متوفی نسب کا مدعی تھا اور شرعاً حقیقی فراش (اگرچہ نکاح فاسد و باطل سے ہو) کا اعتبار نسب میں ہوتا ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

المستفتی نمبر ۲۵۰۲ مولوی محمد جان خاں صاحب (پنجاب)

۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ م ۵ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۹۷) مرتدہ کا نکاح اصل مذہب کے لحاظ سے فسخ ہو جاتا ہے(۱) علماء و مشائخ بلخ نے زجراً عدم فسخ نکاح کا حکم دیا تھا(۲) جو اسلامی سلطنت میں قابل نفاذ تھا غیر اسلامی حکومت میں اس کے نفاذ کی کوئی صورت نہیں پس ولید کا نکاح اس عورت کے ساتھ جس نے ارتداد کے بعد اسلام لا کر ولید سے نکاح کیا تھا صحیح اور اس کی اولاد صحیح النسب ہے اور اس کو یعنی عورت اور اس کے لڑکے کو میراث ملے گی(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت خاوند سے خلاصی کی غرض سے مرتد ہوئی، تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

(سوال) زید نے ہندہ سے نکاح کیا شوہر نے مہر بھی ادا کر دیا اور ہندہ چودہ سال تک اس کی زوجیت میں رہی اب وہ اپنے شوہر سے الگ ہونا اور قطع تعلق کرنا چاہتی ہے مگر زید الگ کرنا نہیں چاہتا اب عورت فسخ نکاح کی غرض کے لئے مرتد ہو جاتی ہے اور اپنے ارتداد کو اخبار میں شائع کرا دیتی ہے کہ میں

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء - (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳/۱۹۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) وافتى مشايخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً وتيسيراً لاسيما التي تقع في المكفر ثم تنكر قال في النهر والافتاء بهذا اولى من الافتاء بما في النوادر (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳/۱۹۳ سعيد كراتشي) وقال في قاضي خان مكرهة ارتدت والعياذ بالله حكي عن ابي نصر و ابي القاسم الصفار انهما قالا لا تقع الفرقة بينهما حتى لا تصل الى مقصودها ان كان مقصودها الفرقة وفي الروايات الظاهرة تقع الفرقة وتجبر المرأة حتى تسلم و يجدد النكاح جبراً لهذا الباب عليها (الفتاوى الخانية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، فصل في الفرقة بين الزوجين بملك احدهما صاحبه و بالكفر ۱/۵٤٦ ط ماجديه كوئته)

(۳) چونکہ یہ نکاح درست اور صحیح تھا اس لئے کہ پہلا نکاح عورت کے مرتد ہونے سے ختم ہو گیا تھا اور پھر دوسرے سے عورت نے اسلام لانے کے بعد دوسرے مسلمان مرد سے اس کا نکاح درست ہوا اور یہ عورت اس مرد کی بیوی بنی اور اس حالت میں جو اولاد ہوگی وہ بھی اس شخص کی ہوگی بعد اس شخص کے مرنے کے بعد بیوی اور اولاد سب ترکہ میں اپنے حصص شرعیہ کے حقدار ہوں گے اور ان کو ان کے ترکہ سے کے مطابق میراث ملے گی فقط

(نعوذ باللہ) اسلام سے مرتد ہو گئی اس لئے اب تم میرے شوہر کسی طرح سے نہیں ہو سکتے پس سوال یہ ہے کہ کیا صرف اس حیلہ اور مکر کے لئے اسلام ترک کرنے سے حقیقی معنوں میں خارج از اسلام ہو گئی ؟اور زید سے اس کا نکاح فسخ ہو گیا ؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۶ یوسف سلیمان احمد صاحب۔ رنگون (برما)
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۹۸) حنفیہ کا اصل مذہب جو ظاہر روایت پر مبنی ہے یہی ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے پس صورت مسئولہ میں نکاح ٹوٹ گیا(۱)۔ مگر ایکٹ نمبر ۸۔ ۱۹۳۹ء میں ارتداد کو وجہ فسخ قرار نہیں دیا گیا اگر یہ ایکٹ برما میں نافذ نہ ہو تو وہاں اصل مذہب کے موافق فیصلہ ہو گا ہاں اسلامی حکومت میں ایسی عورت کو شوہر اول سے دوبارہ نکاح کرنے پر مجبور کیا جائے گا (بشرطیکہ زوج اول بھی تجدید نکاح پر راضی ہو)(۲)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مرزائی بھائی نے اپنی مسلمان نابالغہ بہن کا نکاح ایک نابالغ مرزائی لڑکے سے کر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) ایک لڑکی نابالغہ مسماۃ ہندہ کے والدین فوت ہو چکے تھے اور بھائی زید نے ہندہ مذکورہ کا نکاح ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا تھا نیز واضح رہے کہ زوجین کے متولی مرزائی تھے جب لڑکی بالغہ ہوئی تو بھائی مرزائی نے لڑکے نابالغ مرزائی کی ساتھ شادی کر دی ایک ہفتہ لڑکی آباد رہی بعدہ انکار کر دیا کہ میں مرزائی نہیں ہوں اگرچہ میرے والدین و باقی رشتہ داران مرزائی ہیں مرزائی مرد کے ساتھ آباد ہونے سے انکاری ہوں اب لڑکی بھائی مرزائی کے گھر ہے وہ چاہتی ہے کہ میرا سابقہ نکاح فسخ کیا جائے تاکہ دوسری جگہ نکاح کروں لڑکا مذکور ابھی تک نابالغ ہے اور وہ بھی اور اس کے والدین سب مرزائی ہیں اب شرعی فیصلہ کرنا ہے اور لڑکا حکم شرعی کے سامنے پیش بھی نہیں ہوتا فقط لڑکی پیش ہوتی ہے فیصلہ کی کیا صورت ہے مفصلاً مرقوم فرما کر مشکور فرمائیں۔ اگر یہ صورت ہو تو پہلے بوجہ مطابقت والدین دونوں کافر تھے اب لڑکی بعد بلوغت کے مسلمان ہو گئی تو کیا لڑکے کے بالغ ہونے تک انتظار کرنا ضروری

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش ردالمحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۱۹۳،۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) لو ارتدت لمجيء الفرقة منها – و صرحوا بتعزيرها خمسة و سبعين و تجبر على الاسلام و على تجديد النكاح زجرا لها بمهر يسير كدينار و عليه الفتوى ولوالجية (در مختار) وقال في الرد (قوله على تجديد النكاح) فلكل قاض ان يجدده بمهر يسير ولو بدينار رضيت ام لا و تمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳ ۱۹٤ ط سعيد كراتشي)

ہوگا یا قبل از بلوغ فیصلہ ہو سکتا ہے فیصلہ کی تمام صورتوں کو بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۲) حیلہ ناجزہ میں ارتداد کی بعض صورتوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر خاوند مرتد ہو گیا تو دار الحرب میں تفریق کی ضرورت نہیں تین حیض کے بعد جدا ہو جائے گی اور دار الاسلام میں تفریق شرط ہے کیا موافق فتویٰ دار الحرب عمل کیا جائے یا احتیاطاً تفریق کی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۶۱ محمد اسحاق ملتانی (دہلی)

۴ صفر ۱۳۶۰ھ م ۳ مارچ ۱۹۴۱ء

جواب ۱۹۹) تحکیم تو فریقین کی رضامندی سے ہوتی ہے جب ایک فریق (شوہر) کی طرف سے ثالثی منظور نہیں ہوئی تو ثالثی کا فیصلہ بھی متصور نہیں(۱) رہا نکاح کا قصہ تو صورت مسئولہ میں قابل تحقیق یہ امر ہے کہ لڑکی کا باپ جس وقت مرزائی ہوا اس وقت یہ لڑکی پیدا ہو چکی تھی یا نہیں؟ اگر پیدا ہو چکی تھی اور بعد میں اس کا باپ مرزائی ہوا تو یہ لڑکی مسلمہ قرار دی جائے گی کیونکہ باپ کے ارتداد سے لڑکی پر جو پہلے مسلمہ قرار دی جا چکی حکم ارتداد نہ ہوگا اور اس صورت میں اس کے مرتد بھائی نے اس کا جو نکاح کیا وہ نکاح ہی صحیح نہیں ہوا کیونکہ کافر کو مسلمان پر ولایت حاصل نہیں(۲) لیکن اگر لڑکی حالِ ارتداد بعد میں پیدا ہوئی اور اس کی ماں بھی مرزائیہ تھی تو لڑکی بھی کافرہ ہی قرار پائے گی(۳) مگر اس حال میں اس کے مرتد بھائی کا کیا ہوا نکاح موقوف رہے گا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے(۴) لیکن جب کہ وہ مسلمان نہ ہوا اور لڑکی مسلمان ہو گئی اور اس نے نکاح موقوف کو رد کر دیا تو نکاح رد ہو گیا کیونکہ نکاح موقوف قبل

---

(۱) تولیة الخصمین حاکما یحکم بینهما ورکنه لفظه الدال علیه مع قبول الآخر (درمختار) وقال فی الرد (قوله مع قبول الآخر) ای الحکم فلو لم یقبل لا یجوز حکمه إلا بتجدید التحکیم (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب القضاء باب التحکیم ٥ ٤٢٨ ط سعید کراتشی)

(۲) وشرط حریة وتکلیف وإسلام فی حق مسلمة ترید التزوج وولد مسلم لعدم الولایة (درمختار) وقال فی الرد (قوله لعدم الولایة) یعنی ان الکافر لا یلی علی المسلمة وولدها المسلم لقوله تعالیٰ ولن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب النکاح باب الولی ٣/٧٧ ط سعید کراتشی)

(۳) زوجان ارتدا ولحقا فولدت المرتدة ولدا وولد له ای لذلک المولود ولد فظهر علیهم جمیعا فالولدان فیء کأبویهما والولد الاول یجبر بالضرب علی الاسلام وإن حبلت به ثمة تبعیته لأبویه (درمختار) وقال فی الرد (قوله کأبویهما) ای فی الاسلام والردة وهما یجبران فکذا هو وإن اختلفت کیفیة الجبر (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجهاد باب المرتد ٤ ٢٥٦ ط سعید کراتشی)

(٤) واعلم ان تصرفات المرتد علی اربعة اقسام فینفذ منه اتفاقا ما لا یعتمد تمام ولایة ویبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة – ویتوقف منه اتفاقا ما یعتمد المساواة وهو المفاوضة او ولایة متعدیة (درمختار) وقال فی الرد (قوله وهو المفاوضة) فاذا فاوض مسلما توقفت اتفاقا فان اسلم نفذت وإن هلک بطلت وتصیر عنانا من الاصل عندهما وتبطل عنده (قوله او ولایة متعدیة) ای إلی غیره (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الجهاد باب المرتد ٤ ٢٤٩ ط سعید کراتشی)

جازت مجیز جائز حکم عدم میں ہوتا ہے(۱) فقط   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اللہ کی شان میں گستاخی کرنے والی عورت کا حکم

(سوال) ہندہ اور زید کے باہمی تعلقات یک عرصہ سے ناخوشگوار ہیں زید اپنی بی بی مسماۃ ہندہ پر طرح طرح کے ظلم کرتا ہے چند آدمیوں کے سامنے ان دونوں میں سخت کلامی ہوئی ہندہ نے طیش میں آ کر کہا کہ "جس خدا نے تم جیسے ظالم انسان پیدا کئے ہیں ایسے خدا کو خدا نہیں مانتی میں ایسے خدا سے بیزار ہوں" ان الفاظ کے کہنے کے بعد (۱) ہندہ کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟ (۲) اس کا نکاح قائم رہا یا نہیں؟ (۳) کیا مسماۃ ہندہ پر عدت لازم ہے جب کہ وہ تجدید ایمان کر لے؟ (۴) کیا تجدید ایمان کے بعد عدت گزار کر وہ زید کے علاوہ کسی اور شخص سے نکاح کرے تو درست ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۸۰۳ والدہ عبدالغفار دہلی - ۴ شوال ۱۳۶۵ھ

(جواب ۲۰۰) (۱) مسماۃ ہندہ اس قول کی بناء پر ایمان سے باہر ہو گئی اور مرتد ہو گئی(۲) (۲) نکاح بھی باطل ہو گیا(۳) (۳) ہاں تجدید ایمان کے بعد عدت لازم ہے(۴) (۴) تجدید ایمان کے بعد وہ جس سے چاہے نکاح کر سکے گی(۵) فقط   محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) و نكاح عبد وأمة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي سيجيء في البيوع توقف عقوده كلها ان لها مجيز حالة العقد والا تبطل - (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب الكفاءة ٣/ ٩٦ ط سعيد كراتشي)

(۲) يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه او بأمر من اوامره اوانكر وعده و وعيده او جعل له شريكا او ولدا او زوجة - او قال خدائی جاکی رنشید - فهذا كله كفر (الفتاوى الهندية' كتاب السير' الباب التاسع في احكام المرتدين' مطلب موجبات الكفر ٢/ ٢٥٨ ط محديه كوئٹه)

(۳) و ارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وقال في الرد (قوله بلا قضاء) اى بلا توقف على قضاء القاضي وكذا بلا توقف على مضى عدة في المدخول بها كما في البحر (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ٣/١٩٣'١٩٤ ط سعيد كراتشي)

(٤) وهي في حق حرة ولو كتابية تحت مسلم تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما(درمختار) وقال في الرد (قوله بجميع اسبابه) مثل الانفساخ بخيار البلوغ والعتق اوعدم الكفاءة و ملك احد الزوجين الآخر والردة في بعض الصور ولا فتراق عن النكاح الفاسد والوطئ بشبهة فتح (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ٣ ٥٠٤ ط سعيد كراتشي)

(۵) اس لئے کہ حاکم مسلم و قاضی شرعی کی غیر موجودگی کی بناء پر عورت کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح پر مجبور نہیں کیا جا سکتا لہذا عدت گزرنے کے بعد عورت کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے' كما ذكر في الشامية وظاهره ان لها التزوج من شاءت (هامش رد المحتار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤/ ٢٥٣ ط سعيد كراتشي) لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب پہلے شوہر دوسرے نکاح پر خاموش رہے' یا صاف صاف اس کو چھوڑ دیا ہو تو پھر یہ عورت عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے كما في الرد (ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك' اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تزوج من غيره لانه ترك حقه (هامش رد المحتار كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ٣ ١٩٤ ط سعيد كراتشي)

بیوی مرتد ہو گئی اور حالت ارتداد میں بچہ پیدا ہوا

(سوال) ایک عورت مرتدہ جس کو سوا ڈیڑھ سال ارتداد میں گزر گیا اور اسی حالت میں اس کے بچہ پیدا ہو گیا اور اس کے پہلے خاوند نے اس کی کوئی خبر نہ لی ایک سال گزرنے پر وہ اس کو لینے آیا تھا مگر یہ اسکے ساتھ نہ گئی اور باوجود سمجھنے کے اس کے ساتھ جانا بھی نہیں چاہتی معتبر ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کو رکھنا بھی نہیں چاہتا بلکہ دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ المستفتی ظہیر الدین گوڑگانوی

(جواب ۲۰۱) عورت اگر مرتدہ ہو گئی تھی تو اس کا پہلا نکاح ٹوٹ گیا تھا(۱) اگر اب پہلے خاوند سے وہ راضی نہیں اور نہ پہلا خاوند اس کی پروا کرتا ہے تو وہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے(۲) پہلے اس کو مسلمان کیا جائے پھر جس سے وہ راضی ہو اس سے نکاح پڑھا دیا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت مذہب تبدیل کرے تو نکاح سے خارج ہو گئی
مسلمان ہو کر دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) مسماۃ مجید بانو کا بعمر ۱۴ سال، مسمی محمد اکرم سے نکاح ہوا محمد اکرم کا اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ ناجائز تعلق پہلے سے تھا اور آج تک چلا آتا ہے اس دوران میں مجید بانو نے پنچایت اور علمائے دین کے روبرو ہر چند کوشش کی کہ یا تو مجھ کو آباد کرے یا طلاق دے اس نے کسی بات کو تسلیم نہ کیا آخر مجبور ہو کر مجید بانو نے عدالت میں تبدیل مذہب کر کے تنسیخ نکاح کی درخواست دی عدالت نے تحقیق کرنے کے بعد نکاح فسخ کر دیا آیا نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۸۵ مولوی عبدالمجید خطیب جامع مسجد پٹھان کوٹ

یکم رمضان ۱۳۵۶ھ م ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۰۲) ہاں عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو گیا(۳) اور عورت کو مسلمان ہونے کے بعد اختیار ہو گا کہ کسی شخص سے شادی کرلے یا نہ کرے(۴)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹۳ ط سعيد كراتشى)

(۲) ولا يخفى ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك، اما لو سكت او تركه صريحا فانها لا تجبر و تتزوج من غيره لانه ترك حقه (هامش ردالمحتار، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹٤ ط سعيد كراتشى)

(۳) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب النكاح، باب نكاح الكافر ۳/ ۱۹۳ ط سعيد كراتشى) وقال فى الهندية اذا ارتد احد الزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق فى الحال قبل الدخول بها وبعده (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب العاشر فى نكاح الكفار ۱/ ۳۳۹ ط ماجدیه كوئٹه) (٤) وظاهره ان لها التزوج بمن شاءت (هامش رد المحتار، كتاب الجهاد باب المرتد ٤/ ۲۵۳ ط، سعيد كراتشى)

شوہر کے مظالم کی وجہ سے عورت مرتد ہوئی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء

(سوال) ہندہ معمرہ ۳۵ سالہ زید کی بیاہتا بیوی تھی جو بائیس سال تک اپنے شوہر زید کے طرح طرح کے آزاد دستی و لسانی سہتی رہی آخر مظالم سے تنگ آکر اپنی خالہ کے گھر جا کر رہ گئی مگر اس کے خاوند زید نے قاضی کی عدالت میں طلب زوجہ کا دعوی کیا اور قاضی نے بلا سماعت عذرات مسماۃ ہندہ کو اس کے شوہر زید سے نیک چلنی کی ضمانت لیکر ہندہ کو زید کے حوالے کر دینا چاہا بالآخر تنگ آکر ہندہ مرتد ہو گئی تاکہ نکاح فسخ ہو جائے ہندہ نے قاضی کو اپنے ارتداد کی اطلاع بھی دیدی اور قاضی نے اپنے ایک معتمد علیہ کو ہندہ کی قیام گاہ پر بھیج کر تصدیق بھی کرالی اور ہندہ نے کئی آدمیوں کے سامنے اقرار سانی کیا کہ وہ مرتد ہو گئی ہے مگر قاضی اب بھی ہندہ کو زید کی زوجہ شرعی تصور کرتا ہے اور اسے زید کے گھر بھجوانا چاہتا ہے۔

(جواب ۲۰۳) عورت یا مرد دونوں میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے(۱) بعض فقہاء نے مرتدہ کو زوج سابق کی طرف جبراً لوٹانے کا فتوی بے شک دیا ہے لیکن وہ ارتداد کے سدباب کی غرض سے دیا ہے تاہم اس کے لئے تجدید نکاح کی ضرورت ہے(۲) نیز اس قول پر عمل کرنے والے قاضی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ خاوند کی تعدی اور موجب ارتداد کی بھی تحقیقات کرے اور زوج کو بھی اس کی زیادتیوں اور مظالم کی سزا دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شوہر کے مظالم کی وجہ سے عورت مرتد ہوئی' تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(جواب ۲۰۴) موجودہ حالات میں عورت مرتدہ اسلام قبول کرنے کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے کیونکہ اس کو دوسرے نکاح سے باز رکھنے اور شوہر اول سے جبراً اس کا نکاح کرانے کی

---

(۱) وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب النكاح باب نكاح الكافر ٣/١٩٣ ط سعيد كراتشي)

(۲) منكوحة ارتدت والعياذ بالله حكي عن ابي نصر وابي القاسم الصفار انهما قالا لا تقع الفرقة بينهما حتى لا تصل الى مقصودها ان كان مقصودها الفرقة وفي الروايات الظاهرة يقع الفرقة و تحبس المرأة حتى تسلم و يجدد النكاح سدا لهذا الباب عليها (الفتاوى الخانية على هامش الهندية' كتاب الطلاق' فصل في الفرقة بين الزوجين بملك احدهما صاحبه وبالكفر ١/٥٤٦ ط ماجديه كوئٹه) وقال في الهندية ولو اجرت كلمة الكفر على لسانها مغايظة لزوجها او اخراجا لنفسها عن حباله او لاستيجاب المهر عليه بنكاح مستأنف تحرم على زوجها فتجبر على الاسلام ولكل قاض ان يجدد النكاح بأدنى شئ ولو بدينار سخطت او رضيت وليس لها ان تتزوج الا بزوجها قال الهندواني اخذ بهذا قال ابو الليث وبه ناخذ في التمرتاشي - الفتاوى الهندية كتاب النكاح الباب العاشر في نكاح الكفار ١/٣٣٩ ط ماجديه كوئٹه)

طلاق متحقق ہے) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر کے آریہ مذہب اختیار کرنے کی غلط خبر مشہور ہونے کی وجہ سے بیوی نے دوسری شادی کرلی ' تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق یہ مشہور ہوگیا کہ زید آریہ ہوگیا ہے زید کی زوجہ نے نکاح ثانی کرلیا بعد مدت کے عورت کو پتہ چلا کہ زید نے مذہب تبدیل نہیں کیا ایسی صورت میں کیا کیا جائے ؟

(جواب ۲۰۵) اس صورت میں کہ زوجہ نے محض ایک غلط خبر کی وجہ سے نکاح ثانی کرلیا تھا- نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا(۱) اور زوج اول کا نکاح باقی ہے(۲)- محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) اس صورت میں عورت مسلمہ رہتی ہے شوہر کے مرتد ہونے کی وجہ سے عورت کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا لہذا دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی گنجائش ہے 'کما فی الشامیة' و ظاهره ان لها التزوج بمن شاءت (هامش رد المحتار' مع الدر المختار' كتاب الجهاد باب المرتد ٤/ ٢٥٣ ط سعيد كراتشى)

(٢) اخبرت بارتداد زوجها فلها التزوج بآخر بعد العدة استحسانا كما في الاخبار عن ثقة بموته او تطليقه ثلاثا كذا لو لم يكن ثقة فأتاها بكتاب طلاقها واكبر رأيها انه لا بأس بان تعتد و تتزوج مبسوط (درمختار) وقال في الرد قوله لا بأس بان تعتد) اى من حين الطلاق او الموت لا من حين الاخبار فيما يظهر تامل ثم لا يخفى انه اذا ظهرت حياته او انكر الطلاق او الردة ولم تقم عليه بينة شرعية يفسخ النكاح الثاني و تعود اليه (هامش ردالمحتار مع الدر المختار كتاب الجهاد باب المرتد ٤/ ٢٥٢' ٢٥٣ ط سعيد كراتشى)

بیان حضرت مفتی اعظمؒ

بمقدمہ فسخ نکاح بوجہ ارتداد

بند سوالات بنام گواہ نمبر ۳ مفتی کفایت اللہ صدر مدرس مدرسہ امینیہ' دہلی

بمقدمہ حسین بی بی بنام خان محمد از ڈیرہ غازی خاں

(سوال ۱) آپ کتنے عرصہ سے حدیث تفسیر وغیرہ علوم عربیہ کا درس دیتے ہیں؟

(جواب) تقریباً اڑتیس برس سے۔

(سوال ۲) افتا کا کام کتنے عرصہ سے کرتے ہیں؟

(جواب) اسی قدر عرصہ سے۔

(سوال ۳) مفصلہ ذیل امور کی بابت بتلائیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی فرقہ احمدیہ کے عقائد وہی ہیں؟ جو قرآن مجید واحادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہیں اور جو معتمد مشاہیر علماء مفتیان اسلام کا عقیدہ اب تک رہا ہے۔ اگر وہ نہیں تو مرزا صاحب موصوف کا کیا عقیدہ تھا؟ اور ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اپنے بیان میں قرآن مجید واحادیث صحیحہ وکتب عقائد وکتب جماعت احمدیہ کا جن پر آپ کے بیان کا انحصار ہو حوالہ دیں۔

(جواب) مرزا صاحب کے بہت سے عقیدے قرآن مجید واحادیث صحیحہ وجمہور امت محمدیہ کے عقائد کے خلاف ہیں مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایسی باتیں کہیں جن سے انبیائے سابقین بلکہ آنحضرت ﷺ پر مرزا صاحب کی فضیلت ثابت ہوتی ہے مرزا صاحب کے کلام سے بعض پیغمبروں کی توہین بھی ثابت ہوتی ہے مرزا صاحب اپنے متبعین کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اور اس کے پیغمبروں اور آنحضرت ﷺ اور قرآن پر ایمان لانا بھی مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں رہا جب تک مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لایا جائے یہ اور اسی قسم کی وجوہ ہیں جن کی بناء پر مرزا غلام احمد کو جمہور علمائے اسلام خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔

(الف) وجود ذات وصفات باری تعالیٰ

(جواب) مرزا غلام احمد گو خدا کے وجود کے قائل ہیں لیکن خدا کی صفات میں ان کی بہت سی تصریحات شریعت کی تعلیم سے باہر ہیں

(ب) وجود ملائکہ

(جواب) ملائکہ کے وجود کے وہ اس طرح قائل نہیں جس طرح کہ سلف صالحین اور جمہور امت محمدیہ کا عقیدہ ہے۔

(ج) کتب سماویہ سابقہ و قرآن مجید

(جواب) اس کے متعلق میری نظر میں کوئی تصریح نہیں ہے۔

(د) قیامت

(جواب) قیامت کا بظاہر اقرار ہے۔

(ہ) انبیائے کرام، خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ ۔

(جواب) انبیائے کرام کے متعلق ان کے عقائد اور تصریحات جمہور امت محمدیہ کے خلاف موجود ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان کی تصریحات بہت گمراہ کن اور موجب توہین ہیں۔

(و) حیات عیسیٰ علیہ السلام

(جواب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حیات کے قائل نہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے بلکہ ان کی قبر بھی کشمیر میں ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(ز) نبوت و رسالت کی تعریف

(جواب) نبی اور رسول کی تعریفیں بھی وہ ایسی کرتے ہیں جس میں ان کی نبوت کی گنجائش نکل سکے۔

(ح) ختم نبوت

(جواب) ختم نبوت کے وہ اس معنی میں قائل نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

(نوٹ) تمام سوالات میں لفظ مرزا صاحب سے مراد مرزا غلام احمد صاحب بانی فرقہ احمدیہ ہے۔

(سوال ۴) کیا مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت مطلقہ و تشریعیہ کیا؟ اور حضور خاتم النبیین علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کا کیا حکم ہے؟ اور علاوہ ازیں اور بھی مرزا صاحب نے ایسے دعاوی کئے؟ جن سے کفر لازم آئے مثلاً دعوئ الوہیت و دعوئ وحی جس کو قرآن شریف کے برابر قرار دیا و دعوئ فضیلت از انبیاء۔ اور ایسے مدعی کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب) مرزا صاحب نے دعوی نبوت کیا ہے۔

(اس موقع پر گواہ نے کہا کہ بہت سے سوالات کے جوابات بہت طول طویل ہوں گے اور کئی روز خرچ ہوں گے اس لئے سو روپے ان کی فیس ہونی چاہئے میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ لکھ کر بھیج دیں)

بیان مولوی کفایت اللہ بقرار صالح - مرزا صاحب کے دعووں میں نبوت مطلقہ اور تشریعیہ دونوں کا دعوی موجود ہے اور جو شخص کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرے وہ کافر ہے مرزا صاحب کے کلام میں ایسی باتیں موجود ہیں جن کی بناء پر ان کو خارج از اسلام قرار دیا جاتا ہے مثلاً وحی کا دعوی جو قرآن کے برابر درجہ رکھتی ہے اور بعض انبیاء علیہم السلام کی توہین' آنحضرت ﷺ کی برابری کا دعویٰ اور جو شخص کہ کسی نبی کی توہین کرے یا قرآن کے برابر وحی کا دعوے کرے یا آنحضرت ﷺ سے برابری کا مدعی ہو وہ کافر ہے

(سوال ۵) کیا مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی؟

(جواب) ہاں توہین کی ہے۔

(سوال ۶) کیا مرزا صاحب نے آنحضور محمد ﷺ کی توہین کی ؟

(جواب) مرزا صاحب کے کلام سے آنحضرت ﷺ کی توہین لازم آتی ہے اور حضور ﷺ کی برابری بلکہ حضور ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ موجود ہے۔

(سوال ۷) جو شخص انبیائے کرام کی توہین کرے حقیقۃً یا الزام یا استہزاء مسلمان ہے یا کافر ؟ اس لحاظ سے مرزا صاحب مسلمان تھے یا کافر ؟

(جواب) جو شخص انبیاء کی توہین کرے یا استہزا کرے وہ کافر ہے۔ اس لحاظ سے مرزا صاحب کافر تھے۔

(سوال ۸) کیا مرزا صاحب اپنے منکر کو کافر کہتا تھا ؟ یعنی ساری امت کو بجز اپنے متبعین کے کافر کہتا تھا ؟

(جواب) مرزا صاحب کے کلام میں اس طرح کی تصریحات موجود ہیں کہ وہ اپنے متبعین کے سوا باقی تمام مسلمانوں کو کافر کہتے تھے۔

(سوال ۹) جو شخص مسلمان کو کافر کہے اس کا کیا حکم ہے ؟

(جواب) جو شخص مسلمانوں کو اس بناء پر کافر کہے کہ وہ اس کے دعوے کی تصدیق نہیں کرتے حالانکہ اس کا دعویٰ ہی غلط و باطل ہے تو یہ شخص کافر ہے۔

(سوال ۱۰) کیا مرزا صاحب کے الہامات اس قسم کے ہیں جس سے مرزا صاحب پر کفر عائد ہوتا ہے ؟ اور وہ کیا کیا ہیں ؟

(جواب) مرزا صاحب کے بہت سے الہامات اس قسم کے ہیں کہ ان پر کفر عائد ہوتا ہے جو ان کی کتابوں میں دیکھ کر بتائے جاسکتے ہیں آئندہ تاریخ پر حوالے پیش کروں گا۔

(سوال ۱۱) کیا انبیائے کرام صادق اور معصوم ہوتے ہیں ؟ اور کیا مرزا صاحب صادق اور معصوم تھے ؟ اگر نہیں تو ان کے غیر معصوم ہونے کے وجوہ بیان فرماویں۔

(جواب) انبیائے کرام یقیناً صادق اور معصوم ہوتے ہیں مرزا صاحب نہ صادق تھے اور نہ معصوم۔ اور ان کے کذب کے ثبوت کے لئے بہت سے شواہد ان کی کتابوں میں موجود ہیں جو آئندہ پیش کروں گا۔

(سوال ۱۲) کیا مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے متعلق تمام مشاہیر علمائے اسلام نے بالاتفاق کفر کا فتویٰ دیا ہے یا نہیں ؟

(جواب) مرزا صاحب اور ان کے متبعین کے متعلق عام طور پر علمائے اسلام نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

(سوال ۱۳) کیا مرزا صاحب دعوائے نبوت سے پیشتر ختم نبوت مطلق یا تشریعی کے قائل تھے ؟ اور منکر ختم نبوت کے متعلق کیا فتویٰ ہے ؟

(جواب) مرزا صاحب دعوائے نبوت سے پہلے ختم نبوت کے قائل تھے اور منکر ختم نبوت باتفاق علماء کافر ہے۔

(سوال ۱۴) مرزا صاحب اور ان کی جماعت معجزات انبیائے کرام کے قائل ہیں یا انکاری ہیں ؟ اگر انکاری ہیں تو شرع میں ان کے متعلق کیا حکم ہے ؟ اور کیوں ؟

(جواب) مرزا صاحب نے بہت سے معجزات کا انکار کیا ہے اور ان کی صورتیں بدل دی ہیں حالانکہ قر
احادیث کی تصریحات ان کی تاویلوں کی صراحۃً تردید کرتی ہیں بلکہ بعض معجزات کا انکار اس پیرایہ میں
ہے جس سے اصل معجزہ کی تحریر اور اس کا استہزاء لازم آتا ہے جو شخص کہ معجزات انبیاء کرام کا اس طرح
کرے کہ اس سے استہزاء پیدا ہوتا ہو تو وہ اس بناء پر کافر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے متعلق اس کا عقیدہ
ثبوت کا مقتضی ہے یا قصداً انبیاء کا استہزاء کرتا ہے۔

(سوال ۱۵) مرزا صاحب اجماع امت کے اصول کو تسلیم کرتے تھے؟ یا انکار کرتے تھے؟

(جواب) مرزا صاحب اجماع امت کے اصول کو عملاً تسلیم نہیں کرتے تھے۔

(سوال ۱۶) اجماع امت کے منکر کے متعلق اسلام میں کیا حکم ہے؟

(جواب) اجماع امت اگر حقیقی ہو تو اس کا منکر کافر ہوتا ہے۔

(سوال ۱۷) اگر سوالات مذکورہ کا حکم اثبات میں ہو تو علمائے کرام کے فتوے اگر آپ کے پاس موجود ہو
پیش کریں۔

(جواب) اس امر پر فتوے عام ہندوستان میں شائع ہو چکے ہیں میرے پاس کوئی نقل اس وقت موجود
ہے آئندہ پیش کروں گا۔

(سوال ۱۸) اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۴ کالم نمبر ۱ پر آپ کے نام سے جو
نسبت نکاح اہل سنت والجماعت و مرزائی درج ہے دیکھ کر بتلائیں کہ یہ فتویٰ آپ نے دیا تھا؟

(جواب) اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱-۱-۳۹ کے صفحہ ۴ کالم نمبر ۱ پر جو فتویٰ تحریر ہے اور جس پر نشان C1 کمشنر
ڈالا ہے صحیح ہے اور میرا ہی دیا ہوا ہے۔

فتویٰ مولوی محمد یوسف مدرسہ امینیہ دہلی منسلکہ بند سوالات آپ نے پڑھا اور اس پر الجواب صحیح آپ کے تح
کردہ ہیں اور مہر دارالافتاء مدرسہ اسلامیہ دہلی کی ہے؟

(نوٹ) ایسا کوئی فتویٰ جو مولوی محمد یوسف کا لکھا ہوا ہو اور جس پر "الجواب صحیح" مولوی مفتی کفایت
صاحب نے لکھا ہو اور دارالافتاء کی مہر ہو شامل بند سوالات نہیں ہے۔

(سوال ۱۹) احمدیہ یعنی مرزائی مرد اور غیر احمدی مسلمان عورت کے مابین نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) احمدی مرد اور غیر احمدی مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں ہے۔

سوالات جرح

(۱) سوال نمبر تین مندرجہ بند سوالات منجانب مدعیہ (الف) تا (ح) کے جوابات میں آپ نے اگر حضر
مرزا صاحب کی کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے تو آپ بتلائیں کہ آپ نے وہ ساری کتابیں پڑھی ہوئی ہیں جس کا آ
نے حوالہ دیا ہے اور کیا اس کتاب میں اور حضرت مرزا صاحب کی دیگر کتابوں میں جو تصریحات ان ام
(مندرجہ الف تا ح) کے متعلق ہیں ان کو اپنے جوابات میں ملحوظ رکھا ہے؟

اب) سوال نمبر تین کے جواب میں، میں نے کسی مخصوص کتاب کا حوالہ نہیں دیا ہے باقی حصہ کا سوال نہیں ہوتا جو جواب دیا جائے حوالجات آئندہ پیش کروں گا۔

ال) (۲) کیا آپ نے بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب کی جملہ تصانیف کو پڑھا ہے؟ اور آپ بتا سکتے جو مطبوعہ فہرست کتب سوالات جرح ہذا کے ساتھ منسلک کی گئی ہے اس میں حضرت مرزا صاحب کی بفات کے نام درست طور پر درج ہوئے ہیں؟ اگر آپ نے مرزا صاحب کی تمام تصنیفات کو نہیں پڑھا تو نیفات حضرت مرزا صاحب کی آپ نے اول سے لیکر آخر تک پڑھی ہیں فہرست مطبوعہ کو دیکھ کر ان بفات پر نشان مع دستخط خود لگا دیں۔

ب) مرزا صاحب کی جو تصنیفات میں نے پوری پڑھی ہیں فہرست مطبوعہ ہیں (جس پر نشان ڈالا گیا) ان کے ناموں پر میں نے دستخط کر دیئے ہیں ان کے علاوہ ان کی بہت سی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔

ال ۳) آپ نے جو عقائد حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی طرف منسوب کئے ہیں کیا ان عقائد مسائل کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی جماعت تسلیم کرتی ہے؟ یا ان عقائد اور مسائل کو وہ اپنی ریروں اور تحریروں میں رد کرتے ہیں؟

اب) جو مسائل و عقائد میں نے مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں ان کو مرزا صاحب اور ان کی عت تسلیم کرتی ہے۔

وال ۴) کیا حضرت مرزا صاحب کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی ذات اور اس کی صفات پر اور ئکہ کے وجود اور صفات پر قرآن مجید اور دوسری پہلی آسمانی کتابوں پر اور قیامت پر اور حضرت عیسیٰ علیہ لام اور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کی نبوت پر اپنا ایمان ظاہر نہیں کیا گیا؟

ب) مرزا صاحب کی تصنیفات میں ان چیزوں کا جن کا سوال میں ذکر ہے بیان ضرور آیا ہے مگر ان کی یقت شرعی بہت سے مقامات میں بدل دی گئی ہے۔

وال ۵) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے کہ اس عقیدہ کو نہ ماننے والا مسلمان ہیں رہ سکتا؟

وب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک مسلمہ عقیدہ ہے اور جو ن کی حیات کا عقیدہ نہ رکھے وہ جمہور کے نزدیک اسلام سے خارج ہے۔

سوال ۶) الف۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ سر سید احمد خاں بانی علیگڑھ کالج اور ان کے معتقدین حضرت عیسیٰ یہ السلام کی وفات کے قائل ہیں؟

واب) سید احمد خاں یا ان کے متبعین کی وہ تصریحات سامنے لائی جائیں جس میں انہوں نے وفات عیسیٰ علیہ سلام کی تصریح کی ہو تو جواب دیا جا سکتا ہے۔

ب) کیا آپ کو علم ہے کہ شیخ محمد عبدہٗ مصری مرحوم جو ملک مصر کے مفتی اعظم تھے ان کا اور ان کے تقدوں کا بھی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

(جواب) ایضاً

(ج) کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور امام ابن حزمؒ بھی وفات عیسیٰ کے قائل تھے؟

(جواب) ان دونوں محترم اماموں کی تصریح پیش کرنی چاہئے۔

(د) کیا آپ نے سر سید احمد خاں کی تفسیر القرآن اور شیخ محمد عبدہ مصری مفتی اعظم کی تفسیر جسے محمد رشید رضا ایڈیٹر المنار مصر نے شائع کیا ہے پڑھی ہے؟

(جواب) میں نے یہ دونوں تفسیریں پڑھی ہیں مگر ان کا ایک ایک حرف نہیں پڑھا۔

(ہ) کیا آپ نے مجمع بحار الانوار مصنفہ شیخ محمد طاہر گجراتی میں حضرت امام مالک کا یہ مذہب پڑھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں

(جواب) مجمع بحار میں امام مالک کا یہ قول مذکور ہونا مجھ کو یاد نہیں "مالک" کا قول مذکور ہے مگر مالک سے خدا جانے کون مراد ہے۔

(و) کیا آپ نے امام ابن حزم کی کتاب المحلیٰ پڑھی ہے؟ جو مصر سے چھپ کر شائع ہوئی ہے کیا اس میں یہ مسئلہ درج ہے یا نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں؟

(جواب) میں نے محلی پوری نہیں پڑھی اور اس میں یہ قول میرے مطالعہ میں نہیں آیا بلکہ المحلیٰ جلد اول کی ابتداء میں یہ موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔

(ح) آپ کے نزدیک سر سید احمد خان، حضرت امام مالک حضرت امام ابن حزم اور مفتی محمد عبدہ اور ان کے معتقدین مسلمان ہیں یا نہیں؟

(جواب) سر سید احمد خاں کے بہت سے عقائد جمہور علمائے اسلام کے خلاف ضرور ہیں مگر ان پر تکفیر کا حکم کرنے میں احتیاط کی جاتی ہے اور حضرت امام مالک اہل سنت و جماعت کے مسلم امام ہیں اور ابن حزم اور مفتی محمد عبدہ مصری کے متعلق بھی میرے علم میں کوئی وجہ تکفیر نہیں ہے۔

(سوال ۷) کیا حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شریعت کا آنا یا آنحضرت ﷺ کی شریعت کا منسوخ کیا جانا یا اس کے بعض حصوں کا منسوخ کیا جانا کسی ایسے نبی کا آ جانا جو آپ کی امت سے باہر ہو اور جس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے تمام فیض حاصل نہ کیا ہو اپنی کسی کتاب میں جائز لکھا ہے؟

(جواب) مرزا صاحب نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا آنا جائز رکھا اور خود تشریعی نبوت کا دعویٰ کر کے ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نئی شریعت آ سکتی ہے اور حکم جہاد کے خلاف اپنا حکم دیکر یہ ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب شریعت محمدیہ کے احکام کو منسوخ کر سکتے تھے۔

(سوال ۸) (الف) اگر کسی کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں یا آپ پر نبوت ختم نہیں ہے تو اس کا حوالہ دیں؟

(جواب) خاتم النبیین کے معنی مرزا صاحب نے ایسے بیان کر دیئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین بھی

کہتے رہیں اور اپنی نبوت بھی منوالیں حوالہ جات آئندہ دوں گا۔

(ب) حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین پر اپنا ایمان ظاہر فرمایا ہے یا نہیں؟

(جواب) اس طرح کا ایمان ظاہر کیا ہے جو اوپر لکھا جا چکا ہے۔

(ج) حضرت مرزا صاحب ہر اس شخص کو جو حضرت نبی کریم ﷺ سے علیحدہ ہو کر اور نبی کریم ﷺ کی پیروی کو چھوڑ کر دعوائے نبوت کرے اسے ملعون سمجھتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) صرف یہی کافی نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت سے باہر ہو کر جو شخص منصب نبوت کا دعویٰ کرے وہی ملعون ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ ملعون ہے اور یہ بات مرزا صاحب نے تسلیم کی ہے۔

(سوال ۹) الف- نبوت مطلقہ اور نبوت تشریعی سے آپ کی کیا مراد ہے؟

(جواب) نبوت مطلقہ سے یہ مراد ہے کہ کسی شخص کو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت عطا کیا جائے خواہ اس کو جدید شریعت دی جائے یا نہ دی جائے اور تشریعی نبوت سے یہ مراد ہے کہ منصب نبوت کے ساتھ اس کو جدید شریعت بھی عطا کی جائے۔

(ب) کیا کسی ایسے نبی کا نام آپ بتا سکتے ہیں جس نے آنحضرت ﷺ کے بعد یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں آنحضرت ﷺ کا پیرو اور آپ کی شریعت کے تابع ہوں اور پھر اس کی نسبت یہ فتویٰ دیا گیا ہو جو آپ نے بیان کیا ہے؟

(جواب) ایسے نبی بھی ہوئے ہیں جنہوں نے حضرت ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کیا مگر آپ کے بعد اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کافر قرار دیئے گئے جن میں سے ایک شخص اخرس کا واقعہ مشہور ہے۔

(ج) کیا آپ قرآن مجید کی کسی آیت سے دکھا سکتے ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد آپ کی پیروی کرتے ہوئے اور آپ کی شریعت کے تابع رہتے ہوئے آپ کی امت میں سے کوئی شخص درجہ نبوت تک آنحضرت ﷺ نہیں پہنچ سکتا"

(جواب) قرآن شریف کی آیت خاتم النبیین ہی اس معنی کے لئے نص صریح ہے کہ اس میں تمام انبیاء کا خاتم حضور ﷺ کو قرار دیا ہے اور تشریعی و غیر تشریعی نبوت کا فرق نہیں کیا گیا۔

(د) کیا آپ کو علم ہے کہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربیؒ نے کتاب فتوحات مکیہ میں یہ تحریر کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نبوت کے ختم ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کے یہ معنی ہیں کہ ایسی نبوت اور ایسا نبی نہ ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے یا آپ کی شریعت کے خلاف کوئی شریعت لائے اور شیخ اکبر موصوف نے کیا اپنی کتاب مذکورہ میں یہ تحریر نہیں کیا کہ غیر تشریعی نبوت بند نہیں ہے؟

(جواب) شیخ اکبر کی کوئی عبارت اس مطلب میں صریح نہیں ہے۔

(ہ) کیا آپ کو علم ہے کہ علی بن محمد سلطان القاریؒ جو ملا علی قاری کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے اپنی کتاب موضوعات کبیر میں لکھا ہے کہ آیت خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا

نبی نہیں آئے گا جو آپ کے مذہب کو منسوخ کرے اور آپ کی امت سے نہ ہو۔

(جواب) ملا علی قاری کی عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز سمجھتے ہوں۔

(ایف) کیا مولوی محمد قاسم مرحوم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں یہ لکھا ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر خاتمیت نبوت محمد ﷺ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

(جواب) مولانا محمد قاسم صاحب کی کتاب تحذیر الناس کی عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آپ کی امت میں سے آسکتا ہے

(جی) کیا آپکو علم ہے کہ مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحئی لکھنوی مرحوم نے اپنے رسالہ موسومہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس میں لکھا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے یا زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔

(جواب) مولانا عبدالحئی صاحب کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہو سکتا ہے۔

(ایچ) کیا آپ نے تکملہ مجمع بحار الانوار مصنفہ شیخ محمد طاہر گجراتی پڑھا ہے؟ جس میں حضرت عائشہ کا یہ قول درج ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(جواب) حضرت عائشہ کا یہ قول میں نے پڑھا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی جو کہ پہلے کا نبی ہو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا محال نہیں۔

(آئی) قرآن مجید کی آیت خاتم النبیین کس سن میں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور کیا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ کے فرزند ابراہیم نے وفات پائی تھی؟ اس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔

(جواب) اگر آیت خاتم النبیین نازل ہو چکی تھی اور اس کے بعد میں حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا کہ لو عاش لکان نبیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو یہ بتلانا تھا کہ چونکہ میرے بعد نبوت نہیں ہو سکتی تھی اس لئے تقدیر الٰہی یہی تھی کہ میرا بیٹا زندہ نہ رہے۔

(سوال ۱۰) عربی محاورہ خاتم المحدثین خاتم المفسرین خاتم الاولیاء خاتم الفقہا کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

(جواب) اس لفظ کے تو یہی معنی ہوتے ہیں کہ جس کو خاتم الفقہاء کہا جائے وہ گویا آخری فقیہ ہو جس کو خاتم المفسرین کہا جائے وہ آخری مفسر ہو مگر اس کا اطلاق مبالغۃً یا مجازاً کسی بڑے فقیہ یا مفسر پر کر دیا جاتا ہے گو اس کے بعد اور فقیہ و مفسر پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن خاتم النبیین کا اطلاق آنحضرت ﷺ پر مبالغۃً یا مجازاً نہیں کیا گیا ہے آپ حقیقی اور واقعی طور پر خاتم ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

(سوال ۱۱) کیا آپ نے کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مصنفہ امام مناوی” پڑھی ہے؟ اور اس میں یہ حدیث دیکھی ہے کہ ابوبکر افضل ہذہ الامۃ الا ان یکون نبی ان الفاظ کا اردو ترجمہ کر دیجئے۔

(جواب) جس کتاب کو میں نے دیکھا ہے اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں مگر یہ کہ نبی نہیں یہ جب کہ لفظ نبیا ہو اگر نبی ہو تو پھر حدیث کی صحیح عبارت وہ ہے جو جامع صغیری میں ہے یعنی ابوبکر افضل الناس الا ان یکون نبی یعنی نبیوں کے سوا ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

(سوال ۱۲) آپ کے نزدیک شیخ محی الدین ابن عربی، علی بن محمد سلطان القاری، مولوی محمد قاسم دیوبندی، مولوی عبدالحی لکھنوی، شیخ محمد طاہر گجراتی کس درجہ کے مسلمان تھے؟

(جواب) یہ سب عالم اور بزرگ مسلمان تھے۔

(سوال ۱۳) کیا حضرت مرزا صاحب نے کسی جگہ اپنا یہ عقیدہ ظاہر فرمایا ہے کہ میں تمام انبیاء سے افضل ہوں؟

(جواب) ہاں مرزا صاحب نے اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں جن سے یہ مطلب سمجھا جاتا ہے مثلاً ان کا اپنا شعر ہے۔

آنچہ داداست ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بہ تمام
(در ثمین)

اور ان کا دوسرا شعر ہے

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر (اعجاز احمدی ص ۷۱)

یعنی آنحضرت ﷺ کے لئے تو صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں پر گرہن پڑا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت کی نشانی کے طور پر تو صرف چاند گرہن کا ظہور ہوا اور میری (نبوت کی) نشانی کے لئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہو۔

اور مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح تجلی فرمائی‘‘
(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں ’’غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی اکرم ﷺ کا زمانہ زمان التائیدات ودفع الآفات تھا۔‘‘
(اشتہار مرزا صاحب مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۴۴)

نیز مرزا صاحب فرماتے ہیں ’’اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو پس انہیں معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں ولقد نصرکم اللہ ببدر (خطبہ الہامیہ ص ۸۴)

ان عبارتوں کا اور ان کے علاوہ ان کی بیسیوں عبارتوں کا مطلب صاف ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ بھی

روحانی ترقیات کا انتہائی زینہ تھا جبکہ ابتدائی تھا اور مرزا صاحب کے ذریعہ سے وہ معراج کمال پر پہنچا یعنی مرزا صاحب آنحضرت ﷺ سے بھی اعلیٰ اور افضل واکمل ہیں اور جب حضور اکرم ﷺ سے بھی افضل ہوئے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تمام انبیاء سے افضل و اکمل ہوئے۔

(سوال ۱۴) کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں یہ نہیں لکھا کہ میں آنحضرت ﷺ کا غلام اور آپ کا امتی اور آپ کی شریعت کا متبع ہوں؟

(جواب) مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے اور اس کے خلاف یہ بھی لکھا ہے جو نمبر ۱۳ کے جواب میں میں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ روحانی ترقی کے پہلے قدم پر تھے اور مرزا صاحب معراج کمال پر۔

جب مسلمان مرزا صاحب پر اعتراض کرتے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد تم نبی کیسے ہوگئے تو ان سے جان بچانے کے لئے وہ کہہ دیا کرتے تھے کہ میں تو آنحضرت ﷺ کا غلام اور امتی ہوں اور حضور ﷺ کے اتباع کی بدولت مجھ کو نبوت ملی ہے اور جب اپنی تعلی میں آتے تو پھر صاحب وحی اور صاحب شریعت نبی بننے کے لئے مضامین کا طوفان برپا کر دیتے

(سوال ۱۵) قرآن شریف کی رو سے کسی نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب) قرآن شریف میں ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض

(سوال ۱۶) کیا آپ کے نزدیک مہدی معہود اور مسیح موعود کا درجہ عام امتیوں کے برابر ہے؟

(جواب) مہدی موعود اور مسیح موعود کا رتبہ بہت بڑا ہے کیونکہ مسلمان تو حضرت مسیح موعود کو وہی نبی عیسیٰ بن مریم مانتے ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے اور ان کی نبوت کا دور ختم ہوگیا اب وہ اس امت میں بطور ایک خلیفہ آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہوں گے یہ بعثت بحیثیت نبوت نہ ہوگی اور نہ وہ نبوت سابقہ سے معزول ہوں گے بلکہ ان کی نبوت کا دور ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ بحیثیت نبی مبعوث نہ ہوں گے بلکہ اس امت میں خلیفہ خاتم المرسلین ہوں گے جو پہلے اپنی امت میں نبی تھے اور مہدی موعود بھی آنحضرت ﷺ کے خلیفہ اور ولی کامل ہوں گے اور یہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخص ہوں گے۔

(سوال ۱۷) کیا آپ کو علم ہے کہ شیعوں کے نزدیک شیعہ مذہب کے بارہ امام آنحضرت ﷺ کے سوا تمام انبیاء سے افضل ہیں؟

(جواب) اگر ان میں سے غالی فرقوں کا یہ عقیدہ ہو تو ان کی گمراہی اور ضلالت کا نتیجہ ہوگا۔

(سوال ۱۸) اگر آپ کے پاس کتاب بحار الانوار جلد ۷ مصنفہ محمد باقر مجلسی مطبوعہ ایران موجود ہے تو اس کے صفحہ ۳۴۵ "باب تفضیلھم علی الانبیاء و علی جمیع الخلق" دیکھ کر بتلائیں کہ اس میں یہ عبارت موجود ہے

اعلم ان ما ذكره رحمه الله من فضل نبينا وائمتنا صلوات الله عليهم على جميع المخلوقات و كون ائمتنا عليهم السلام افضل من سائر الانبياء هو الذي لا يرتاب فيه من تتبع اخبارهم

(جواب) یہ کتاب میرے پاس موجود نہیں۔

(سوال ۱۹) کیا سنی مرد کا شیعہ عورت سے اور شیعہ مرد کا سنی عورت سے نکاح ہو سکتا ہے؟

(جواب) شیعوں میں سے جو فرقے غالی ہیں اور ان پر کفر کا حکم کیا گیا ہے ان میں سے کسی شیعہ مرد کا نکاح سنی عورت سے جائز نہیں البتہ سنی مرد کا نکاح شیعہ عورت سے جائز ہے۔

(سوال ۱۹) حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مانا ہے یا نہیں اور اپنی کتابوں میں یہ لکھا ہے یا نہیں کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتا ہوں اور ان کی وہ عزت کرتا ہوں جیسی نبیوں کی عزت کرنی چاہیے؟

(جواب) ہاں مرزا صاحب کی کتابوں میں یہ مضمون بھی ہے اور ابتداء میں وہ اسی قسم کے مضامین لکھتے تھے مگر ان کی کتابوں میں ایسے مضامین بھی بکثرت موجود ہیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے مثلاً ان کا قول ہے ۔

"تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے تھے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی " (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۳)

اور لکھتے ہیں ۔ "مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہیں کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸)

اور مرزا کا شعر ہے۔

ابنک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم
(ازالۃ الاوہام ص ۶۷-۱۵۸)

اور ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ میں مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تین دادیوں اور نانیوں کو زناکار اور کسبی عورتیں بتا کر یہ فقرہ کہا "جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا" اور کنجریوں سے میل ملاپ ہونا اور اس کی وجہ جدی مناسبت درمیان میں ہونا قرار دی ہے یہ بھی لکھا کہ آپ کو (یعنی مسیح کو) کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی

(سوال ۲۰) حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے یا نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بنا کر بھیجا ہے؟

(جواب) مرزا صاحب کا یہی دعویٰ نہیں کہ وہ مثیل مسیح ہو کر آئے ہیں بلکہ وہ مثیل آدم مثیل نوح مثیل ابراہیم مثیل موسیٰ مثیل عیسیٰ مثیل محمد رسول اللہ ﷺ بلکہ عین محمد رسول اللہ ﷺ ہو کر آئے ہیں یہ سب باتیں ان کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں مثلاً ان کا بیان ہے "خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا" (خطبہ الہامیہ ص ۱۶۷)

اور ان کا قول ہے "دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں (یعنی مرزا صاحب) آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحق ہوں میں یعقوب

ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر۔"
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۴)

(سوال ۲۱) اگر حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب سے یا کسی عبارت سے آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نکلتی ہے تو کیا حضرت مرزا صاحب نے اس کے متعلق بار بار یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہرگز نہیں کی گئی بلکہ ان حملوں کے جواب میں جو عیسائیوں نے حضرت محمد ﷺ پر کئے ہیں عیسائیوں کو الزامی رنگ میں جواب دیئے گئے ہیں۔

(جواب) مرزا صاحب نے یہ عذر کیا ہے مگر یہ عذر غلط ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں اس طرح توہین موجود ہے کہ وہاں ــــ عیسائیوں کو الزامی رنگ میں جواب دینے کا عذر چل ہی نہیں سکتا۔

(سوال ۲۲) کیا آپ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی مرحوم کو جنہوں نے کتاب ازالۃ الاوہام فارسی میں لکھی تھی جانتے ہیں؟

(جواب) ہاں مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی کا نام اور کچھ حالات سنے ہوئے ہیں۔

(سوال ۲۳) کیا آپ مولوی آل حسن صاحب مرحوم کو جانتے ہیں؟ جو مولوی رحمت اللہ کے ہم عصر تھے اور عیسائیوں کے جواب میں انہوں نے کتاب استفسار لکھی تھی؟

(جواب) مولانا آل حسن صاحب مرحوم کے نام سے واقف ہوں۔

(سوال ۲۴) کیا آپ کو علم ہے کہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور مولوی آل حسن مرحوم نے اپنی کتابوں میں عیسائیوں کی تردید کرتے ہوئے الزامی رنگ میں اس قسم کی عبارت کا استعمال کیا ہے جیسے حضرت مرزا صاحب نے عیسائیوں کی تردید میں بعض عبارات لکھی ہیں مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم مہاجر مکی اور مولوی آل حسن صاحب مرحوم کی نسبت آپ کا کیا اعتقاد ہے؟

(جواب) ان کی عبارتیں پیش کرو تاکہ مرزا صاحب کی عبارتوں سے ان کا مقابلہ ہو سکے مولانا رحمت اللہ صاحب ایک بزرگ عالم تھے مولوی آل حسن صاحب سے میں زیادہ واقف نہیں ہوں۔

(سوال ۲۵) جس شخص نے مندرجہ ذیل عبارت اپنی کتاب میں لکھی ہیں اس کی نسبت آپ کا کیا فتویٰ ہے؟

(اے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ ہونا تو عقلاً مشتبہ ہے اس لئے کہ حضرت مریم یوسف کے نکاح میں نہیں تھی چنانچہ اس زمانہ کے معاصرین لوگ یعنی یہود جو کہتے ہیں وہ ظاہر ہے۔

(بی) تربیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی از روئے حکمت بہت ناقص ٹھہری۔

(سی) اگر پیشین گوئیاں انبیائے بنی اسرائیل اور ان کے حواریوں کی ایسی ہیں جیسے خواب اور مجذوبوں کی بڑ، اگر انہیں باتوں کا نام پیشگوئی ہے تو ہر ایک آدمی کے خواب اور ہر دیوانہ کی بات کو ہم پیش گوئی ٹھہرا سکتے ہیں۔

(ڈی) عیسیٰ بن مریم آخر درماندہ ہو کر دنیا سے انہوں نے وفات پائی۔

(ای) سب عقلا جانتے ہیں کہ بہت سے قسم سحر کے مشابہ ہیں معجزات سے۔ خصوصاً معجزات موسویہ و عیسویہ۔

(ایف) اشعیاہ اور یرمیاہ اور عیسیٰ کی غیب گوئیاں قواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہیں بلکہ اس سے بہتر

(جی) حضرت عیسیٰ کا معجزہ احیائے میت کا بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا۔ بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے دھڑ ملا کر کہا اٹھ کھڑا ہو! وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

(ایچ) معجزات موسویہ و عیسویہ کے بسبب مشابہ کارخانہ سحر اور نجوم وغیرہ کے کسی کی نظر میں ان کا اعجاز ثابت نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ معجزات موسویہ اور عیسویہ کی سی حرکات یہاں بہتوں نے کر دکھائیں۔

(آئی) یسوع نے کہا میرے لئے کہیں سر رکھنے کی جگہ نہیں دیکھو یہ شاعرانہ مبالغہ ہے اور صریح دنیا کی تنگی سے شکایت کرنا قبیح ترین ہے۔

(جے) جوان ہو کر اپنے بندے یحییٰ کا مرید ہوا اور آخر کار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا۔

(کے) جس طرح شعیاہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بعض بلکہ اکثر پیشین گوئیاں ہیں جو صرف بطور معمے اور خواب کے ہیں جس پر چاہو منطبق کر لو باعتبار ظاہری معنوں کے محض جھوٹ ہیں یا مانند کلام یوحنا کے محض مجذوبوں کی سی بڑ ہیں۔ ویسی پیشین گوئیاں البتہ قرآن میں نہیں ہیں۔

(ایل) حضرت عیسیٰ نے یہودیوں کو جو حد سے زیادہ گالیاں دیں تو ظلم کیا۔

(ایم) کافروں نے معجزہ مانگا حضرت عیسیٰ نے ان کافروں کو جھڑک دیا اور تہدید و وعید ہی کی، یا کچھ نہیں ہو سکے چپکے بیٹھے رہے اور ان کے ہاتھوں ذلتیں اٹھائیں

(این) جناب مسیح اقرار می فرمایند کہ یحییٰ در بیابان می ماندند و ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں ہمراہ می گشتند و مال خود را می خورانیدند و زنان فاحشہ پاہائے آنجناب را می بوسیدند و آنجناب مرثا و مریم را دوست می داشتند و خود شراب برائے نوشیدن دیگر کساں عطا می فرمودند۔

(او) وقتیکہ یہودا فرزند سعادت مند شاں از زوجہ پسر خود زنا کرد و حاملہ گشت و فارض را کہ از آباؤ اجداد سلیمانؑ و عیسیٰ علیہ السلام بود زائید۔ یعقوب علیہ السلام ہیچ کس را ازینہا سزائے ندادند۔

(جواب) یہ تمام اقتباسات اصل کتابوں اور ان کے سیاق و سباق سے مل کر پڑھے جائیں جب کچھ خیال قائم کیا جا سکتا ہے۔

(سوال ۲۶) کیا آپ مولانا عبدالرحمن جامی مرحوم کو جانتے ہیں؟ اور کیا آپ کو علم ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب سلسلۃ الذہب میں فارسی میں مندرجہ ذیل نظم لکھی ہے؟ اگر آپ کو علم نہ ہو کہ یہ نظم کس نے لکھی ہے تو یہ فرما دیجئے کہ جس شخص نے یہ نظم لکھی اس ازلی رنگ میں حضرت علیؓ کی شان میں لکھی ہے وہ مسلمان ہے یا کافر ہو گیا؟

شیعیے پیش سنیے فاضل   گفت کاے در علوم دیں کامل
باز گو رمزے از علی ولی   کہ ترا یافتم ولی عمی
گفت کاے درد اے من واہی   از کدامیں علی سخن خواہی
زاں علی کش توئی ظہیر و معین   یا ازاں کش منم رہی و رہین

گفت من گرچہ اندکے دانم در دو عالم علی یکے دانم
شرح ایں نکتہ را تمام بگو آں کدامست وایں کدام بگو
گفت آں کو بود گزیدہ تو نیست جز نقش تو کشیدہ تو

پیکرے آفریدہ خیال گزرانیدہ برو احوال
پہلوانے بروت مالیدہ بہر کیں در وغا سگالیدہ
گربزے پر تہور و بیباک کینہ خوی و مفتن و سفاک
بندہ نفس خویش چوں من و تو فارغ از دین و کیش چوں من و تو
در خیبر بزور خود کندہ بردہ تا دوش و دورش افگندہ
خلافت دلش بسے مائل شد ابوبکرؓ درمیاں حائل
بعد بوبکرؓ خواست دیگر بار لیکن آں بر عمرؓ گرفت قرار
چوں ازیں ورطہ رخت بست عمرؓ شد خلافت نصیب یار دگرؓ
در تگ و پوئے بہر ایں مطلوب ہمہ غالب شد و او مغلوب
با چنیں وہم و ظن زنادانی اسد اللہ غالبش خوانی
ایں علی در شمار کہ و مہ خود نبود است ورنہ باشد بہ
واں علی کش منم بجاں بندہ سیت نفس شوم را کندہ
بر صف اہل ریغ بدل صف بہر اعدائے دیں کشید مصاف
بودہ از غایت فتوت خویش خالی از حول خویش و قوت خویش
ایں علی در میاں خلق و بشر عین بوبکرؓ بود و عین عمرؓ
نیست در ہیچ معنی و جہتے رافضی را با و مشابہتے
او ز موہوم خویش دارد رو زانکہ موہوم اوست درخور او
علمے بہر خود تراشیدہ خاطر از مہر او خراشیدہ

(جواب) مجھے معلوم نہیں کہ یہ نظم کس کی ہے اور شیعہ سنی سے اس میں کون اشخاص مراد ہیں نیز اس کا مضمون صاف ہے ایک موہوم ”علی“ کو کہا گیا ہے جو کچھ کہا گیا ہے اور دونوں پہلو آمنے سامنے موجود ہیں جن میں غلط فہمی کا کوئی امکان نہیں۔

(سوال ۲۷) کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں آنحضرت ﷺ کی بیحد تعریفیں نہیں کیں؟

(جواب) آنحضرت ﷺ کی تعریف بے شک کی ہے لیکن جب کہ خود بھی آنحضرت ﷺ کے بروز بلکہ عین محمد ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا گیا بلکہ آنحضرت ﷺ سے بھی اپنے آپ کو بڑھا دیا تو حضور ﷺ کی تعریف گویا اپنے آپ کو انتہائی معراج ترقی پر پہنچانے کی تمہید تھی (دیکھو جواب نمبر ۱۳)

(سوال ۲۸) کیا حضرت مرزا صاحب نے انبیاءؑ کی تحقیر کرنا اپنی کتابوں میں ناجائز قرار نہیں دیا؟

(جواب) یہی تو لطف ہے کہ ایک جگہ جس چیز کو ناجائز قرار دیتے ہیں دوسری جگہ اس ناجائز کا ارتکاب اس جرأت و دلیری سے کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

(سوال ۲۹) یہ درست ہے یا نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں نے انبیاءؑ کی توہین کرنے کا الزام آپ پر لگایا تھا اور آپ نے اپنی کتابوں میں بار بار اس کی تردید کی ہے؟

(جواب) انہوں نے اس الزام کی تردید کی ہے مگر تردید ناقابل قبول اور ناقابل اعتماد ہے جیسا کہ نمبر ۲۱ کے جواب میں کہہ چکا ہوں

(سوال ۳۰) حضرت مرزا صاحب کے دعوے سے پہلے جو لوگ اس امت کے گزرے ہیں ان کے متعلق حضرت مرزا صاحب کا کوئی فتویٰ اگر آپ نے حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب میں پڑھا ہے تو اس کا حوالہ دیجئے۔

(جواب) اس سوال کا مفہوم صاف نہیں۔

(سوال ۳۱) اگر کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کو مفتری قرار نہیں دیتا اور آپ کی تکفیر و تکذیب نہیں کرتا اور جو لوگ آپ پر کفر کا فتویٰ دینے والے ہیں ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور وہ اہل قبلہ میں سے ہے تو ایسے شخص کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے وہی فتویٰ دیا ہے جو آپ کی تکفیر و تکذیب کرنے والوں اور آپ کو مفتری قرار دینے والوں کے متعلق ہے تو اس کا حوالہ دیجئے؟

(جواب) ہاں مرزا صاحب کی عبارتوں میں مرزا صاحب کے اوپر ایمان نہ لانے والوں کو خدا و رسول پر ایمان نہ رکھنے والا قرار دیا گیا ہے دیکھئے مرزا صاحب کا قول ہے

”علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول ﷺ کو بھی نہیں مانتا“ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

اور ان کا الہام ہے ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے“

(اشتہار معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۲۷ مجموعہ اشتہارات مرزا صاحب)

مرزا صاحب کے خلیفہ مرزا محمود احمد کا فتویٰ یہ ہے۔

”آپ (مرزا صاحب مسیح موعود) نے اس شخص کو جو آپ کو سچا جانتا ہو مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے“ (ارشاد مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ تشحیذ الاذہان جلد نمبر ۶ نمبر ۴ اپریل ۱۹۱۱ء) منقول از قادیانی مذہب ص ۶۴۵ طبع پنجم۔

مرزا صاحب کا قول ہے ”پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو“ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۴)(مرزا صاحب سے) سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف

نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں

حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) نے فرمایا کہ پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو پھر اگر تصدیق نہ کرے نہ تکذیب کرے تو وہ بھی منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۶) (قادیانی مذہب ص ۲۶۳ طبع پنجم)

(سوال ۳۱) کیا یہ درست نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے بعض مخالف مولویوں نے بعض دوسرے مولویوں کے پاس پہنچ کر آپ کے خلاف فتویٰ حاصل کیا اور حضرت مرزا صاحب نے اپنی طرف سے فتویٰ دینے میں ابتدا نہیں کی؟

(جواب) علمائے اسلام نے مرزا صاحب کے دعاوی باطلہ اور توہین انبیاء و تاویلات مردودہ کی بناء پر ان کے خلاف فتوے دیئے مگر مرزا صاحب نے علماء کے خلاف زہر فشانی اور سب و شتم بہت پہلے سے شروع کر رکھا تھا

(سوال ۳۲) کیا آپ شیخ الاسلام ابو العباس المعروف ابن تیمیہ کو جانتے ہیں؟ آپ کے نزدیک وہ کیسے عالم تھے؟ کیا آپ نے ان کی کتاب منہاج السنتہ جلد ۳ پڑھی ہے جس میں انہوں نے ص ۶۱ و ۶۲ میں بیان کیا ہے کہ خوارج حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور ان کی ساری جماعت کو کافر کہتے تھے مگر حضرت علی اور ان کی جماعت خارجیوں کو کافر نہیں کہتے تھے اگر اس کا علم نہ ہو تو تدبر کیجئے کہ بطور امر واقعہ یہ درست ہے یا نہیں کہ حضرت علیؓ اور ان کی جماعت خارجیوں کو کافر نہیں کہتے تھے؟

(جواب) منہاج السنتہ میں نے پڑھی ہے مگر اس کا نسخہ اس وقت موجود نہیں ہے تاکہ حوالے کی صحت کی جانچ اور ان کی عبارت کا مطلب بیان کیا جا سکے

(سوال ۳۳) حضرت مرزا صاحب کے الہامات کے جو معنی اور تشریح آپ کرتے ہیں کیا حضرت مرزا صاحب بھی ان الہامات کے وہی معنی اور تشریح کرتے ہیں؟ یا ان معنوں اور تشریح کو جو آپ کرتے ہیں حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں رد کیا ہے؟

(جواب) مرزا صاحب کے الہامات بہت ہیں اور ممکن ہے کہ بعض الہامات کے معنی اور مطلب بیان کرنے میں مرزا صاحب اور دوسرے علماء متفق ہوں اور بعض الہامات ایسے بھی ہیں کہ خود مرزا صاحب بھی اس کے معنی سمجھنے سے قاصر رہے اور بعض الہامات کے معنی خود بدولت غلط سمجھے اور بعض الہامات کے معنی میں مرزا صاحب اور دوسرے علماء آپس میں مختلف ہیں۔

(سوال ۳۴) حضرت مرزا صاحب سے پہلے جو اولیاء اللہ اس امت میں ہوئے ہیں کیا ان پر بھی اس وقت کے علماء کی طرف سے اعتراضات ہوتے رہے ہیں یا نہیں؟

(جواب) بعض بزرگوں پر ان کے زمانے کے مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں۔

(سوال ۳۵) کیا آپ کوئی حوالہ پیش کر سکتے ہیں جس میں حضرت مرزا صاحب نے اپنا یہ عقیدہ لکھا ہو کہ انبیاء علیہم السلام صادق اور معصوم نہیں ہوتے

(جواب) حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب نے صاف لکھا ہے کہ ان کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی (دیکھو جواب ۱/۹)

(سوال ۳۶) حضرت مرزا صاحب سے پہلے جو مقبولان الٰہی اس امت میں گزرے ہیں کیا ان میں سے اکثر پر علمائے وقت کی طرف سے کفر کے فتوے نہیں لگائے جاتے رہے؟

(جواب) بعض بزرگوں کے متعلق تو ایسا ہوا ہے مگر یہ کلیہ نہیں کہ ہر بزرگ پر کفر کا فتویٰ لگا ہے نیز کیا یہ قاعدہ الٹا نہیں ہو سکتا کہ کاذب اور جھوٹے مدعیان نبوت اور دجالوں کی تصدیق کرنے والے بھی ہوتے رہے ہیں اور آج بھی صریح کفر کے مرتکبین کی جماعتیں موجود ہیں۔

(سوال ۳۷) جن علماء نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف فتویٰ دیا ہے کیا وہ علماء آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے نہیں دیتے۔

(جواب) اگر ایسا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب کے کفر پر مختلف العقائد علماء بھی متفق ہیں

(سوال ۳۸) حضرت مرزا صاحب کے مخالف علماء نے جو غلط عقائد مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں ان کی تردید حضرت مرزا صاحب کی تصانیف میں موجود ہے یا نہیں؟

(جواب) غلط عقائد کونسے منسوب ہیں؟ ان کی تفصیل بیان کر کے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ ان کا رد مرزا صاحب کی کتابوں میں ہے یا نہیں؟

(سوال ۳۹) واضح کیجئے کہ نبوت مطلقہ اور نبوت تشریعیہ سے آپ کی کیا مراد ہے؟

(جواب) نبوت اور رسالت کے اندر اصطلاحی فرق کیا گیا ہے وہ یہ کہ نبی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ منصب نبوت عطا فرمائے وحی والہام سے نوازے مگر کتاب عطا نہ ہو اور رسول وہ ہے کہ اس کو نبوت عطا ہو وحی والہام سے نوازا جائے اور اس کو کتاب بھی عطا کی جائے اگر نبوت تشریعیہ سے مراد رسالت ہو تو اس کی تعریف یہ ہو گی جو اوپر مذکور ہوئی اور اس کے مقابل محض نبوت کو نبوت مطلقہ کہہ دیا جائے تو یہ ایک اصطلاحی بات ہو گی ورنہ نبوت حقیقیہ جو اللہ کی طرف سے ایک منصب عظیم ہے اس میں حقیقۃً نبوت تشریعیہ اور نبوت مطلقہ یا غیر تشریعیہ کا کوئی فرق نہیں ہے۔

(سوال ۴۰) نبوت مطلقہ اور نبوت تشریعی کا دعویٰ جس کتاب میں حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے اس کا حوالہ دیجئے؟

(جواب) مرزا صاحب کا دعوائے نبوت ان کی کئی کتابوں میں صراحۃً موجود ہے تتمہ حقیقۃ الوحی، اربعین، دفع البلاء وغیرہ۔ "اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (دفع البلاء ص ۱۱)

مرزا صاحب کا الہام قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا (ای مرسل من الله) (البشریٰ جلد دوم ص ۵٦)

"ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں" (کشتی نوح ص ۵٦)

مرزا صاحب کا الہام ہے۔ " انا ارسلنا احمد الی قومه فاعرضوا و قالوا کذاب اشر" (اربعین نمبر ۳ ص ۴۰)

(سوال ۴۱) کوئی ایسا حوالہ دیجئے کہ جس میں حضرت مرزا صاحب نے ختم نبوت کے منکر پر اس فتوے کے خلاف فتویٰ دیا ہو جو آپ کے خیال میں دعوے سے پہلے دیتے تھے؟

(جواب) ختم نبوت کے منکرین کے بارے میں مرزا صاحب کی پہلی تحریریں یہ ہیں۔

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول الله و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں" (انجام آتھم ص ۲۷)

"میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

(اقرار مرزا صاحب تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۴۴)

"ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا اله الا الله محمد رسول الله کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔"

(اشتہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۲)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفی ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔

(اشتہار مرزا تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۰)

اس کے بعد جب خود نبی بنے تو ختم نبوت کے معنی بدلنے لگے اور اپنی نبوت کا اعلان ہونے لگا مثلاً "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بنا کر بھیجا" (دافع البلاء ص ۱۱) "یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا ہے اور آئندہ قیامت تک اس کی کوئی امید بھی نہیں" (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۸۳)

"اور آنحضرت ﷺ کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا بند ہے اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لعنتی امت ہوتی جو شیطان کی طرح ہمیشہ

سے خدا تعالیٰ سے دور و مہجور ہوتی" (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۱۸۳)

یعنی منکرین ختم نبوت کو یا تو پہلے کافر اور کاذب اور ملعون اور دائرہ اسلام سے خارج کہتے تھے یا اب خود ہی نبی اور رسول بن گئے اور ختم نبوت کے عقیدہ کو لعنتی قرار دے دیا۔

(سوال ۴۲) کوئی ایسا حوالہ دیجئے جس میں حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہو کہ میں معجزات انبیاء کا قائل نہیں ہوں ۔؟

(جواب) مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کا انکار ان الفاظ میں کیا ہے "حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھیرایا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶)

"اور یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب (یعنی مسمریزم) تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا" (ازالہ اوہام ص ۳۲۲)

اسی طرح معجزہ شق القمر وغیرہ کا انکار بھی مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہے۔

(سوال ۴۳) کیا یہ درست ہے یا نہیں کہ جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب پر الزام لگایا کہ آپ انبیاء کے معجزات کا انکار کرتے ہیں آپ نے اپنی کتابوں میں ان کی تردید کی ؟

(جواب) ہاں تردید بھی کرتے گئے اور خود انکار بھی کرتے رہے۔

(سوال ۴۴) باوجود اس اقرار کے کہ انبیاءؑ سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں کسی شخص کا ایک خاص امر کی نسبت یہ کہنا کہ میرے نزدیک یہ معجزہ نہیں اور دوسرے کا اس خاص امر کے متعلق یہ کہنا کہ میرے نزدیک یہ معجزہ ہے کیا ایسا بیان کفر ہے ؟

(جواب) اگر کوئی معجزہ متفق علیہا ہو تو اس کو معجزہ تسلیم نہ کرنا انکار ہی قرار دیا جائے گا۔

(سوال ۴۵) کیا یہ درست ہے کہ بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن مجید کی فلاں آیت میں فلاں معجزے کا ذکر ہے اور دوسرے علماء نے بیان کیا ہے کہ ان آیات میں معجزے کا ذکر نہیں گو اس بات میں ان کا اختلاف نہیں ہے کہ انبیاء سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں ؟

(جواب) خاص حوالہ دیکر اتفاق یا اختلاف کا سوال کرنا چاہئے۔

(سوال ۴۶) کیا یہ درست ہے کہ سر سید احمد خان بانی علی گڑھ کالج معجزات کے قائل نہ تھے ؟

(جواب) سر سید احمد خان بہت سے معجزات کا انکار کرتے تھے۔

(سوال ۴۷) کیا یہ صحیح ہے کہ اجماع کی تعریف میں خود علمائے اسلام کا سخت اختلاف ہے ؟

(جواب) اجماع کی تعریف میں، اس کے شرائط میں، اسکے احکام میں گو کچھ اختلاف ہے مگر وہ ایسا اختلاف نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اجماع غیر معتبر ہو جائے قول صحیح اور راجح کی تعیین دلائل سے ہو سکتی ہے اور جو قول صحیح اور راجح ہے اس کے موافق اجماع کو حجت اور دلیل قرار دیا جا سکتا ہے۔

(سوال ۴۸) کیا حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے یہ فرمایا ہے کہ ومن ادعی الاجماع هو کاذب جو شخص جماع کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے۔؟

(جواب) امام احمد بن حنبلؒ کے اس قول کا حوالہ دیا جائے تو اس کے متعلق کچھ کہا جا سکتا ہے۔

(سوال ۴۹) جماع امت کے حجت شرعیہ ہونے میں علمائے اسلام کا اختلاف ہے یا نہیں ؟

(جواب) اجماع کی کئی قسمیں ہیں بعض قسموں کے حجت ہونے میں بیشک اختلاف ہے مگر اجماع قطعی کے حجت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(سوال ۵۰) کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر اجماع ہے ؟ اگر یہ درست ہے تو فرمایئے وہ لوگ جو شیعہ مذہب رکھتے ہیں ور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے منکر ہیں وہ مسلمان ہیں یا کافر ؟

(جواب) ہاں خلافت صدیقؓ پر اجماع ہے اور جو لوگ کہ خلافت صدیق کے منکر ہیں یعنی یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ ابو بکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہوئے وہ نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج بلکہ جاہل اور قطعیت کے منکر ہیں۔

(سوال ۵۱) جو حکم اجماع امت کے منکر کا آپ بیان کرتے ہیں کیا اس حکم پر سب علمائے امت کا اتفاق ہے ؟

(جواب) اجماع قطعی کے منکر کا حکم متفق علیہ ہے۔

(سوال ۵۲) آپ حضرت مرزا صاحب کا کوئی ایسا حوالہ پیش کریں جس میں انہوں نے لکھا ہو کہ میں اجماع امت کا کلی منکر ہوں ؟

(جواب) بعینہ اس عبارت کا کوئی حوالہ تو مجھے یاد نہیں مگر مرزا صاحب نے اجماعیات کا انکار کیا ہے۔

(سوال ۵۳) ایک فرقہ کے علماء جو دوسرے فرقہ کے لوگوں کو کافر کہتے ہیں کیا باوجود ان کے دعوی اسلام کے ان کی عورتوں اور مردوں کا آپس میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(جواب) تکفیر کی مختلف وجوہ ہیں بعض صورتوں میں ارتداد کا حکم یقینی ہوتا ہے اور بعض میں ظنی اس لئے اس کے احکام بھی مختلف ہیں۔

(سوال ۵۴) حضرت مرزا صاحب ور آپ کے متبعین اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ پر فرشتوں پر اور خدا تعالیٰ کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور نبیوں پر اور قیامت پر اور تقدیر پر اور حشر و نشر اور جنت و دوزخ پر ور قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ کی نبوت پر اور کلمہ شریفہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر اپنا ایمان ظاہر کرتے ہیں یا نہیں ؟ اور اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور شریعت اسلامیہ کی پابندی کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی اور آپ کے متبعین کی کتابوں میں ہدایات اور تاکیدات درج ہیں یا نہیں ؟

(جواب) ان چیزوں پر ایمان کا دعوی ان کی کتابوں میں ہے مگر بعض ایمانیات کی صورتیں انہوں نے بدل دی ہیں اور بعض میں تحریف کر کے ان کو مسخ کر دیا ہے۔

(سوال ۵۵) بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کی جماعت اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب) یہ لوگ اپنے مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔

(سوال ۵۶) آپ نے کسی سرکاری یونیورسٹی سے کوئی سند تحصیل علوم عربی کی حاصل کی ہے ؟ اگر حاصل کی ہے تو کونسی ؟ اور اس کی سند پیش کیجئے ؟

(جواب) میں نے کسی سرکاری یونیورسٹی سے کوئی سند حاصل نہیں کی۔

(سوال ۵۷) آپ کس فرقہ اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ؟

(جواب) میں اہل السنت والجماعت حنفی مسلمان ہوں۔

(سوال ۵۸) جس مدرسہ میں آپ مدرس ہیں وہ سرکاری ہے یا پرائیویٹ ؟

(جواب) یہ مدرسہ سرکاری نہیں قومی ہے۔

(سوال ۵۹) آپ ماہوار تنخواہ کیا لیتے ہیں ؟

(جواب) میں (پچھتر روپے) ماہوار پاتا ہوں

(سوال ۶۰) کیا آپ کا تعلق دیوبندی جماعت سے نہیں ہے ؟

(جواب) ہاں میری تعلیم دارالعلوم دیوبند کی ہے۔

(سوال ۶۱) کیا دیوبندی خیالات کے لوگوں پر علماء کی کسی جماعت نے کفر کا فتویٰ نہیں لگایا؟

(جواب) اس جماعت کے بعض افراد کے خلاف بعض لوگوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے مگر جن عقائد کی ان کی طرف نسبت کر کے کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ در حقیقت ان کے عقائد نہیں ہیں غلط طور پر ان کی طرف منسوب کر دیئے ہیں۔

(سوال ۶۲) مولوی احمد رضا خان بریلوی اور ان کے ہم خیال علماء دیوبندی خیالات کے علماء اور لوگوں کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں یا نہیں ؟

(جواب) بعض علما نے ایسا کیا ہے

(سوال ۶۳) کیا دیوبندی خیال کے علماء نے مولوی احمد رضا خان بریلوی اور ان کے ہم خیال لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے یا نہیں ؟

(جواب) تمام دیوبندی علماء مولوی احمد رضا خان اور ان کی جماعت کی تکفیر نہیں کرتے۔

(سوال ۶۴) کیا یہ درست نہیں ہے کہ موٹے موٹے فرقہ ہائے اسلام مثلاً سنی، شیعہ، اہل حدیث وغیرہ کے علماء نے ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگایا ہوا ہے یا نہیں ؟

(جواب) کسی فرقہ کے بعض افراد نے دوسرے فرقہ کے بعض افراد پر مخصوص عقیدہ کی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

مکرر سوالات متعلقہ جرح

(سوال ۱) متعلقہ جرح نمبر ۴ اگر سوال نمبر ۴ کا جواب اثبات میں ہو تو یہ بتلائیں کہ

الف ۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور آسمانی کتابوں اور انبیائے کرام کے وجود کے قائل تھے یا

نہیں ؟ اور اگر قائل تھے تو یہ ہمہ وہ ازروئے قرآن مجید مسلمان ہیں یا کافر ؟ اور اگر کافر ہیں تو کیوں ؟

(جواب) یہود و نصاریٰ اور مشرکین ان سب پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اس لئے کافر ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لائے اور انہوں نے مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا یا حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا قرار دیا ۔ یا غیر اللہ کی عبادت کی۔

(ب) مرزا صاحب کی کتب بالا ذیل دیکھ کر بتلائیں کہ ان میں عقیدہ ہائے ذیل درج ہیں یا نہیں ؟

(۱) توضیح المرام طبع اول ص ۷۵ ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہیں کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔

(جواب) یہ مضمون توضیح مرام میں موجود ہے۔

(۲) حقیقۃ الوحی باب ۴ ص ۱۰۳ میں (خدا تعالیٰ) خطا بھی کروں گا اور صواب بھی یعنی جو میں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں۔ میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔

(جواب) مرزا صاحب کا یہ الہام ان کی کتاب استفسار کے ص ۸۶ میں موجود ہے اس کی عبارت یہ ہے۔ انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب یعنی خدا فرماتا ہے میں رسول کے ساتھ ہوں قبول کرتا ہوں خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی ۔ اور حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳ میں ہے ۔ انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب اور اس کا ترجمہ تتمہ استفتاء میں اس طرح لکھا ہوا ہے "میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا اپنے ارادے کو کبھی چھوڑ بھی دوں گا اور کبھی پورا کروں گا۔"

(۳) حقیقۃ الوحی ص ۷۴ انت منی وانا منک "تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے"

(جواب) یہ الہام استفتاء کے ص ۸۰ میں موجود ہے اس کی عبارت یہ ہے یا قمر یا شمس انت منی وانا منک نیز دافع البلاء کے صفحہ ۲ میں یہ بھی الہام موجود ہے مگر یا قمر یا شمس کے الفاظ نہیں ہیں اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۷۴ میں استفتاء کی عبارت کے موافق موجود ہے۔

(۴) دافع البلاء ص ۴ انت منی بمنزلۃ اولادی ترجمہ اے مرزا تو میری اولاد کے بمنزلہ ہے۔

(جواب) دافع البلاء ص ۶ میں یہ الہام موجود ہے۔ انت منی بمنزلۃ اولادی اور یہ بھی ہے انت منی وانا منک۔

(۵) توضیح مرام ص ۲ طبع اول فرشتے روح کی گرمی کا نام ہے۔

(جواب) توضیح مرام کے ص ۴۲ میں یہ عبارت ہے "جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں"

(۶) توضیح مرام ص ۷۸ جبرائیل فرشتہ خدا کا عضو ہے۔

(جواب) توضیح مرام کے ص ۷۸ میں یہ عبارت ہے "سو وہ وہی عضو ہے جس کو دوسرے لفظوں میں

جبرئیل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے"

(۷) حقیقۃ الوحی ص ۸۴ "قرآن مجید خدا کی کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں"

(جواب) الاستفتاء ص ۸۲ پر موجود ہے۔ ان القرآن کتاب الله و کلمات خرجت من فوهی اور حقیقۃ الوحی کے ۸۴ میں یہ عبارت ہے "اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں"

(۸) ازالہ اوہام طبع قدیم ص ۲۶ طبع جدید ص ۱۱ "قرآن شریف سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے"

(جواب) ازالہ اوہام میں یہ عبارت اس طرح ہے۔ "قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا" نیز اسی میں کہا ہے "ایسا ہی ولید مغیرہ کی نسبت (قرآن نے) نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں"

(۹) ازالہ اوہام طبع سوم ص ۱۲۶ و ص ۱۲۷ "حضرت مسیح علیہ السلام عمل الترب میں کمال رکھتے تھے یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو و لعب کے"

(جواب) ہاں یہ مضمون ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۲۶ اور ۱۲۷ میں موجود ہے اس کے آخر میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ "اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا"

(۱۰) ازالہ اوہام ص ۱۲۷ "معجزات مسیح مکروہ اور قابل نفرت ہیں"

(جواب) یہ اسی حوالہ کا خلاصہ ہے جو اوپر نمبر ۹ میں بیان ہوا

(۱۱) دافع البلاء ص ۱۵ "جس (مسیح) کے فتنہ نے دنیا کو تباہ کر دیا"

(جواب) ہاں دافع البلاء کے ص ۱۵ میں یہ عبارت موجود ہے "لیکن ایسے شخص (یعنی مسیح) کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے"

(۱۲) دافع البلاء صفحہ آخر "عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی"

(جواب) دافع البلاء میں یہ مضمون موجود ہے "اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی"

(۱۳) دافع البلاء ص ۲۰ "میں اس (عیسیٰ) سے بڑھ کر ہوں"

(جواب) دافع البلاء ص ۲۰ میں یہ مضمون موجود ہے عبارت یہ ہے "اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا (یعنی مسیح کا) ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام"

(۱۴) ازالہ اوہام ص ۴ "مسیح کی پیشن گوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں"

(جواب) ازالہ اوہام ص ۴ میں یہ عبارت موجود ہے "حضرت مسیح کی پیشن گوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں" اور ص ۳ میں ہے "اس سے زیادہ قابل افسوس امر یہ ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشن گوئیاں غلط نکلیں

اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں۔“

(۱۵) حقیقۃ الوحی ص ۸۹ ”تیرا یعنی مرزا غلام احمد کا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا“

(جواب) یہ الہام عربی عبارت میں الاستفتاء کے ص ۸۳ پر موجود ہے۔ عبارت یہ ہے ”ولکن سریرك وضع فوق کل سریر“ ترجمہ ”لیکن تیرا تخت ہر تخت سے اوپر رکھا گیا“ اور حقیقۃ الوحی کے ص ۸۹ میں بھی یہ لفظ ہیں ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا“

(۱۶) حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۲ ”خدا نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ذلیل جگہ تجویز کی جو متعفن اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔

(جواب) ہاں یہ عبارت تحفہ گولڑویہ سائز کلاں طبع ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۶۹ کے حاشیہ پر موجود ہے ”اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ و تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی“

(۱۷) ازالہ اوہام طبع سوم صفحہ ۵۸ خدا کے تائید یافتہ بندے قیامت کا روپ بن کر آتے ہیں اور انہیں کا وجود قیامت کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے“

(جواب) ازالہ اوہام ص ۵۸ میں یہ عبارت موجود ہے۔ اگر عقیدہ ہائے مذکورہ بالا کتب ہائے مذکورہ بالا میں درج ہیں تو ایسے عقیدے رکھنے والا شخص مسلمان کہلا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کہلا سکتا تو کیوں؟ حالانکہ وہ خدا کے وجود اور فرشتوں کے اور قیامت کے وجود کا بھی قائل ہے۔ سب قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ کے حوالہ سے دیویں۔ مرزا صاحب ان عبارتوں اور عقیدوں اور ان کے علاوہ اور بھی ایسے عقائد ہیں جن کی وجہ سے خارج از اسلام ہیں اور کوئی شخص جو ان جیسے عقائد رکھتا ہو مسلمان نہیں رہ سکتا۔

(۲) متعلقہ جرح نمبر ۵، ۶

(الف) مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۵۵۶ پر تواتر کو حجت تسلیم کیا ہے یا نہیں؟ اور کیا رسالہ عقائد احمدیت ص ۱۲ پر مرزا صاحب کا یہ عقیدہ درج ہے کہ ”سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جو آنحضرت نے جاری کیا اور یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے۔

(جواب) ہاں ازالہ اوہام ص ۲۳۰ طبع سوم پر مرزا صاحب نے تواتر کو حجت تسلیم کیا ہے رسالہ عقائد احمدیت اس وقت موجود نہیں ہے۔

(ب) حضرت عیسیٰ کی حیات کا عقیدہ آنحضور ﷺ کے عہد مبارک سے لیکر آج تک مروج ہے اور معمول خاص و عام چلا آتا ہے یا نہیں؟ اور کتب عقائد مذکور تواتر کی حد تک پہنچتا ہے یا نہیں؟

(جواب) حیات و نزول عیسیٰ کا عقیدہ امت میں آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک چلا آتا ہے کتب عقائد میں بھی اس کو بیان کرتے ہوئے چلے آئے ہیں۔

(ج) عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے تواتر کے منکر کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب) ایسا شخص جاہل اور معاند ہے اور اس کے لئے وہی فتوی ہو سکتا ہے جو مرزا صاحب نے خود ازالہ اوہام کے ص ۲۳۱ میں دیا ہے وہ یہ ہے

"اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں در حقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا"

(د) کیا وفات مسیح کا عقیدہ بھی کتب عقائد میں درج ہو کر اس کی تعلیم دی جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب) وفات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کتب عقائد میں مذکور نہیں اور نہ اس کی تعلیم دی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے۔

(ہ) سر سید اور ابن حزم و سید رضا اور محمد طاہر گجراتی کے ذاتی خیالات و عقائد اجماع امت کے مقابلہ میں مسلم کے لئے حجت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور مفسرین مذکورین مسلمانوں کے پیشوا معتمد علیہ ہیں یا نہیں؟

(جواب) سر سید احمد خان و ابن حزم اور سید (رشید) رضا اور محمد طاہر گجراتی کے ذاتی خیالات حجت شرعیہ نہیں۔

(و) شیخ محمد عبدہ کی تفسیر اور کتاب محلی مسلمانوں میں مروج اور مدارس اسلامیہ میں زیر تعلیم ہے یا نہیں؟

(جواب) شیخ محمد عبدہ کی تفسیر اور کتاب محلی یہاں مسلمانوں میں مروج نہیں نہ مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب ہے۔

(ز) مجمع البحار عقائد کی کتاب ہے یا لغت کی؟ کتاب ہذا میں امام مالکؒ کے قول (مات عیسیٰ) کے کیا معنی کئے گئے ہیں۔

(جواب) مجمع البحار لغات کی کتاب ہے عقائد یا حدیث کی کتاب نہیں احادیث کا ذکر لغت کے ضمن میں آجاتا ہے امام مالکؒ سے یہ قول ثابت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ مالک سے امام مالک مراد ہیں یا اور کوئی

(ح) کتاب مذکور ص ۲۸۶ ج ا میں تحریر ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حد تواتر کو پہنچتا ہے"

(جواب) ہاں مجمع البحار ص ۲۸۶ ج ا میں یہ عبارت موجود ہے لتواتر خبر النزول یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر متواتر ہونے کی جہت سے نیز اسی کتاب کے تکملہ کے صفحہ ۸۵ میں ہے بان یتزوج ویولد له وكان لم يتزوج قبل رفعه الى السماء (انتہی مختصرا) یعنی حضرت عیسیٰ نازل ہو کر نکاح کریں گے اور اولاد بھی ہوگی کیونکہ آسمان پر جانے سے پہلے انہوں نے نکاح نہیں کیا تھا۔

(ط) قرآن مجید اور حدیث صحیح اور تواتر کے مقابلہ میں چند اشخاص کے خیالات درست عقیدہ قائم کرنے کے لئے حجت ہو سکتے ہیں؟

(جواب) نہیں ہو سکتے۔

(۳) متعلقہ جرح نمبر ۷

(الف) مرزا صاحب کا فتوی فتاوی احمدیہ ص ۸ ج ۲ میں تحریر ہے "(جنگ) جہاد کا فتوی فضول ہے اب

آسمان سے توحید کا نزول ہے'' نیز رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد میں مرزا صاحب نے جہاد کو غیر ضروری قرار دیا ہے کیا یہ عقیدہ قرآن شریف کے عقیدے کے موافق ہے یا برخلاف؟

(جواب) جہاد کے فضول ہونے کا عقیدہ جو مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے قرآن و حدیث و اجماع امت کے خلاف ہے اس سے لازم آتا ہے کہ مرزا صاحب نے شریعت محمدیہ کے ایک قطعی حکم کو منسوخ کر دیا جو صریح کفر ہے

(۴) متعلقہ جرح نمبر ۸ اے۔ بی

(الف) ازالہ اوہام ص ۴۲۲، ۷۶۱ اور حمامۃ البشریٰ ص ۹۶ کی عبارت پڑھ کر کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ختم نبوت کو تسلیم کیا یا نہیں؟ اور نئی نبوت کی نفی کی یا نہیں؟

(جواب) ازالہ اوہام ص ۳۱۰ طبع سوم میں ہے ''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو''

اور حمامۃ البشریٰ ص ۶۸ پر لکھتے ہیں۔ ''وکیف یجیئ نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاتہ وختم اللہ بہ النبیین'' یعنی ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی کس طرح آسکتا ہے حالانکہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور حضور اکرم ﷺ پر اللہ نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا ہے

(ب) نزول المسیح ص ۲ و تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۵ دیکھ کر بتائیں کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں؟ اور اگر کیا تو کیا یہ دعویٰ ختم نبوت کا صاف صاف انکار ہے یا نہیں؟

(جواب) نمبر ۱ کے جواب میں مرزا صاحب کی وہ عبارتیں نقل کر چکا ہوں جن سے ان کا دعوئے نبوت ثابت ہوتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ پہلے وہ آں حضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے تھے اور بعد میں انہوں نے ختم نبوت کا انکار کر دیا بلکہ ختم نبوت کے عقیدے پر اعتراض جڑے اور اس کی ہنسی اڑائی

(۵) متعلقہ جرح نمبر ۹

(الف) کیا چراغ دین ساکن جموں نے جو متبع شریعت محمدیہ ہونے کے علاوہ مرزا صاحب کا مرید بھی تھا دعویٰ نبوت کا مرزا صاحب کے دائرہ ارادت میں کیا مرزا صاحب نے اس کے متعلق دافع البلاء ص ۲۱ پر لعنۃ اللہ علی الکافرین کا تمغہ عطا کر کے کفر کا فتویٰ دیا یا نہیں؟ ان کے علاوہ مختار ثقفی اور ابو طیب متنبی وغیرہ نے دعوئے نبوت عہد اسلام میں آں حضور کی پیروی کرتے ہوئے کیا ان کی بابت شرع نے کیا حکم دیا اور ان کا کیا حشر ہوا؟

(جواب) ہاں دافع البلاء میں چراغ دین کو مدعی رسالت ہونے کی وجہ پر لعنۃ اللہ علی الکافرین کا تمغہ

ہے اور اس کی رسالت کو ناپاک رسالت قرار دیا ہے اسلام نے حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب اور ملعون قرار دیا اور مدعیان نبوت میں سے اکثر ذلت اور خواری سے قتل کئے گئے۔

(ب) کیا قرآن مجید کے الفاظ خاتم النبیین (جس کا معنی مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۶۱۵ طبع اول میں ختم کرنے والا نبیوں کا کیا ہے) کے متعلق قرآن مجید میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بعض قسم کے نبیوں کی تعداد ختم ہوگئی ہے اور بعض قسم کی ختم نہیں ہوئی اگر یہ نہیں بتلائی گئی تو پیروی کرنے والے اور غیر پیروی کرنے والے ہر قسم کے نبیوں کی تعداد ختم مانی جائے گی یا نہیں؟

(جواب) مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۶۱۴ میں خاتم النبیین کے معنی خود یوں کئے ہیں "ختم کرنے والا نبیوں کا" اس کی تشریح خود یوں بیان کی ہے "یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی کریم ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا"

اس کے علاوہ ہم جواب ۴ کے ماتحت مرزا صاحب کی عبارت نقل کر چکے ہیں جس میں انہوں نے خود حضور اکرم ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر قرار دیا ہے اور قرآن مجید کی آیت "خاتم النبیین" کا یہ مفہوم کہ آں حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہوتا مرزا صاحب نے اہل سنت والجماعت کا مسلم الثبوت عقیدہ تسلیم کیا ہے اور فی حقیقت تمام امت محمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نبوت بالکلیہ ختم ہو چکی ہے۔

(ج) کیا شیخ ابن عربی اور ملا علی قاری اور مولانا محمد قاسم اور مولانا عبد الحئی اور شیخ محمد طاہر یا کسی اور معتبر عالم نے اپنی کسی کتاب میں یہ اعتقاد ظاہر کیا ہے کہ آنحضور ﷺ کے بعد نیا نبی پیدا ہو گیا ہو سکتا ہے بشرطیکہ اعتقادی بات لکھی ہو نہ کہ فرضی یا شرطی نیز نبی کے ساتھ جدید کی صفت بھی ایزادی ہو نہ کہ پرانا

(جواب) ان بزرگوں نے اور کسی معتبر عالم نے یہ نہیں لکھا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہوگا اور کوئی نبی بن کر مبعوث ہو سکے گا۔

(د) مجمع البحار ص ۸۵ پر درج ہے یا نہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد نبی کے آنے سے مراد "مسیح" کا نزول ہے۔

(جواب) تکملہ مجمع البحار ص ۸۵ میں ہے وھذا ناظر الی نزول عیسی یعنی حضور کے بعد جو نبی آنے والا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو نازل ہوں گے اور وہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل کے نبی ہیں یعنی حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ان کو منصب نبوت عطا نہیں ہوگا۔

(ہ) کیا رسالہ عقائد محمدیہ ص ۱۴ میں مرزا صاحب کا اصول درج ہے کہ "جو حدیث قرآن مجید اور صحیح بخاری کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں" کیا اصول مذکورہ کے مطابق حدیث مندرجہ سوال بوجہ مخالفت آیت قرآن (خاتم النبیین) اور حدیث صحیح بخاری ص ۵۸ جلد ۴ مطبوعہ مصر اور ابن ماجہ (ولو قضی ان یکون بعد محمد نبی لعاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ) کے قابل رد ہے یا نہیں؟ نیز حدیث مندرجہ سوال کے متعلق حاشیہ ابن ماجہ میں مرقوم ہے کہ حدیث مندرجہ سوال جرح کا راوی متروک ہے (قابل قبول نہیں) اور کیا جس طرح آیت ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین

توحید باری تعالیٰ و الفاظ سورہ اخلاص لم یلد کے منافی نہیں اسی طرح حدیث مندرجہ سوال بفرض صحت ختم رسالت کے منافی نہیں یا ہے؟

(جواب) کتاب عقائد احمدیت تو موجود نہیں مگر یہ اصول مرزا صاحب نے کئی کتابوں میں لکھا ہے مثلاً حمامۃ البشریٰ مترجم ص ۳۰ میں لکھتے ہیں "ولا اظن احدا من العالمين العاملين المتقين ان يقدم غير القرآن على القرآن او يضع القرآن تحت حديث مع وجود التعارض بينهما و يرضى له ان يتبع آحاد الآثار و يترك بينات القرآن"

یعنی میں تو کسی عالم باعمل پر بدگمانی نہیں کر سکتا کہ وہ غیر قرآن کو قرآن پر مقدم کرے اور باوجود تعارض کے قرآن و حدیث کے قدموں کے نیچے ڈال دے اور اپنے لئے پسند کرے کہ ان آثار کا متبع ہو کر جو آحاد ہیں قرآن کے بینات کو ترک کرے" پس اس قاعدہ کے ماتحت حدیث لو قضى ان يكون بعد محمد نبي لعاش ابنه صحیح و درست ہے اور لو عاش كان نبيا والی روایت ناقابل اعتماد ہے۔

کتاب تمییز الطیب من الخبیث میں حدیث لو عاش ابراهيم لكان نبياً کے متعلق لکھا ہے قال النووي في تهذيبه هذا الحديث باطل یعنی امام نووی نے اپنی کتاب "تہذیب" میں لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے

غرض حدیث لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبيا اول تو صحیح نہیں اور بفرض صحت اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے آیت خاتم النبیین قطعی ہے اور ختم نبوت کا مسئلہ اجماعی مسئلہ ہے مرزا صاحب نے خود اسی مضمون کو اپنی پہلی کتابوں میں تسلیم کیا ہے کہ "تمام اہل سنت والجماعت کا ختم النبوت عقیدہ یہی ہے" وہ حمامۃ البشریٰ مترجم ص ۶۸ میں لکھتے ہیں۔

وكيف يجيء نبي بعد رسولنا صلى الله عليه وسلم وقد انقطعت الوحي بعد وفاته و ختم الله به النبيين یعنی اور آنحضرت کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہو گئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے"

اس سے پہلے لکھ چکے ہیں (ص ۶۲ حمامۃ البشریٰ مترجم) الا تعلم ان الرب الرحيم المتفضل سمى نبينا صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء بغير استثناء و فسره نبينا في قوله لا نبي بعدي ببيان واضح للطالبين ولو جوزنا ظهور نبي بعد نبينا صلى الله عليه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحي النبوة بعد تغليقها وهذا خلف كما لا يخفى على المسلمين

یعنی کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرت نے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہم آنحضرت کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازے کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں۔

ان عبارتوں سے مرزا صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی حتی کہ عیسیٰ بن مریم

بھی نہیں آسکتے کیونکہ یہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے خلاف ہے“ اور اس میں صاف اقرار ہے کہ حضور کی وفات کے بعد وحی نبوت بند ہو چکی اور اب اس کا دروازہ کھلنا محال اور باطل ہے۔

(۵) متعلقہ جرح نمبر ۱۰

اگر کوئی شخص کسی عالم یا محدث کو دنیا کا آخری عالم یا آخری محدث بنائے اس کا یہ کہنا اپنی دانست کے مطابق اور اپنی معلومات کی بناء پر ہوگا یا خدا کے علم کے مطابق کہ ہوگا اور کیا قرآن مجید میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے اور لوگوں کے ایسے الفاظ بولنے سے قرآن مجید اور احادیث صحیح کے قانون مقرر کردہ میں کچھ فرق آجائے گا یا نہیں؟

(جواب) میں جواب ۱۰ میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارا کسی کو خاتم المحدثین یا خاتم الفقہاء کہنا مبالغہ کی جہت سے ہوتا ہے نہ کہ حقیقت کے لحاظ سے مگر حضور ﷺ کا لقب خاتم الانبیاء خاتم النبیین حقیقت پر مبنی ہے اس کو مبالغہ پر حمل نہیں کر سکتے۔

(۶) متعلقہ جرح نمبر ۱۳

حقیقۃ الوحی ص ۸۹ دیکھ کر بتلائیں کہ مرزا صاحب نے اس میں لکھا ہے یا نہیں؟ کہ ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت (یعنی مرزا صاحب کا) سب سے اوپر بچھایا گیا ہے“

نیز تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶ میں لکھا ہے یا نہیں کہ ”میرے معجزات اس قدر ہیں کہ بہت کم نبی ایسے آئے جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔“

اور نزول مسیح ص ۹۹ میں لکھا ہے یا نہیں۔

آدم نیز احمد مختار
در برم جامہ ہمہ ابرار
کم نہ ام زاں ہمہ بروے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

اور تحفہ گولڑویہ خورد ص ۶۳ پر مرزا صاحب نے یہ تحریر کیا ہے کہ ”آنحضور کے تین ہزار معجزات تھے“ اور براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۵۶ پر یہ تحریر ہے کہ ”مرزا صاحب کی نشانیاں اور معجزات دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔“

کیا عبارات مندرجہ بالا سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب تمام انبیاء سے افضل ہیں؟

(جواب) مرزا صاحب کے یہ اقوال میں اوپر بھی بتا چکا ہوں اور مزید حوالے بھی اب بتاتا ہوں۔

”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا“ (حقیقۃ الوحی ص ۸۹) نزلت سرر من السماء ولکن سریرک وضع فوق کل سریر (الاستفتا نمبر ۸۳) یعنی آسمان سے کئی تخت اترے لیکن تیرا

تخت سب سے اوپر بچھایا گیا" "خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۶)

نزول المسیح ص ۹۹ میں یہ شعر موجود ہیں اور تحفہ گولڑویہ سائز کلاں کے ص ۴۰ میں یہ مضمون ہے کہ آنحضرت ﷺ سے تین ہزار معجزات ظہور میں آئے" اور براہین احمدیہ پنجم ص ۵۶ پر یہ مضمون ہے

"ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں" اور حقیقۃ الوحی ص ۶۷ پر لکھتے ہیں کہ "میری تائید میں اس نے (خدا نے) وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۶ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں"

ان عبارتوں سے اور نیز ان عبارتوں سے جو ہم نے سوال نمبر ۳ کے جواب میں لکھوائی ہیں یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب تمام انبیاء اور آنحضرت ﷺ سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے حضور ﷺ کی روحانیت کو ہلال اور اپنی روحانیت کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتے تھے۔

(۷) متعلقہ جرح نمبر ۱۷، ۱۸

یہ جرح متعلق مقدمہ ہذا نہیں ہے اور نہ گواہ سے تعلق رکھتا ہے

(۸) متعلقہ جرح نمبر ۱۹

یہ جرح بھی غیر متعلق ہے فریق مقدمہ میں سے کوئی شیعہ نہیں ہے

(۹) متعلقہ جرح نمبر ۱ ۱۹

کیا ایک شخص باوجود کسی کے دعویٰ محبت کرنے کے اس کی توہین کر سکتا ہے یا نہیں؟ مرزا صاحب نے آپ کے علم میں عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے یا نہیں؟ کیا مرزا صاحب نے دافع البلاء ص ۳۰ میں یہ تحریر کیا ہے کہ -" ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے" اور کیا منافق لوگ دعویٰ ایمان کے باوجود آں حضور ﷺ کی شان میں توہین کے الفاظ استعمال کرتے تھے یا نہیں؟ اور کیا مرزا صاحب نے کشتی نوح کے ص ۳۶ و ۳۷ پر حضرت عیسیٰ کی عزت کا دامن پھاڑ کے ان کے والدہ ماجدہ پر ناپاک اتہام لگایا ہے کہ انہوں نے حمل کی حالت میں نکاح کیا تھا اس کی خصوصیت کے متعلق قرآن میں کیا ذکر ہے

(جواب) بہت سے دعویٰ محبت کرنے والے بھی توہین کرتے ہیں خصوصاً جب کہ یہ دعویٰ صدق و اخلاص پر مبنی نہ ہو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے جیسا کہ ہم سوال نمبر ۱۹ کے جواب میں لکھوا چکے ہیں دافع البلاء ص ۲۰ میں یہ شعر موجود ہے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے نیز اسی دافع البلاء ص ۲۰ پر ہے "اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔"

اور ازالۃ الاوہام ص ۱۵۸ پر ہے۔

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پابہ منبرم

(۱۰) متعلقہ جرح نمبر ۲۰

اگر زید یہ دعویٰ کرے کہ میں انگلستان کے بادشاہ کا مثیل ہوں یا درحقیقت شاہ انگلستان ہوں کیا یہ شاہ انگلستان کی توہین نہیں کیا مرزا صاحب مثیل مسیح کا دعویٰ ترک کرکے خود مسیح موعود بنے یا نہیں؟ اس کے متعلق ازالہ اوہام ص ۱۹۰ طبع اول اور نزول مسیح ص ۴۸ اور دافع ابلا ص ۳۰ کا ملاحظہ کرکے جواب دیں مثیل مسیح موعود اور خود مسیح موعود میں فرق بتلاویں

(جواب) ہم سوال نمبر ۲۰ کے جواب میں لکھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب نہ صرف مثیل مسیح بنے بلکہ وہ تمام انبیاء کے مثیل بنے پھر آنحضرت ﷺ کے بروز بن گئے یہاں تک کہ پکار اٹھے من فرق بینی و بین المصطفے فما عرفنی وما رانی (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱) یعنی جو شخص مجھ میں اور مصطفے میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہ دیکھا اور نہ پہچانا اور ایک جگہ لکھتے ہیں "میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵۰) غرضکہ مثیل مسیح موعود سے ترقی کرکے مسیح موعود بلکہ آنحضرت ﷺ کے بروز بن گئے بلکہ حضور ﷺ سے افضلیت کا دعویٰ کردیا اور اس سے بڑھ کر انبیاء اور آنحضرت ﷺ کی توہین اور کیا ہوگی۔

(۱۱) متعلقہ جرح نمبر ۲۱

کیا کسی مخالفت کی وجہ سے کسی معزز کی توہین کرنا درست ہے یا نہیں؟ کیا قرآن مجید کی سورہ مائدہ میں ہے کہ "کسی قوم کی دشمنی تمہیں مجرم نہ بنادے" کیا مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ میں لکھا ہے کہ "آپ یعنی عیسیٰ کا خاندان بھی نہایت ناپاک ہے تین دادیاں نانیاں زناکار کسبیاں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا" نیز صفحہ ۵ میں لکھا ہے کہ "آپ کو یعنی عیسیٰ کو جھوٹ بولنے کی بھی کسی قدر عادت تھی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔"

(جواب) الزامی رنگ میں بھی ایسا جواب نہیں دیا جاسکتا جس سے کسی معزز نبی یا ولی کی توہین ہوتی ہو خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "ایسا کرنا سفاہت اور جہالت ہے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہہ دی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰؑ کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں" (تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۰۲)

(۱۲) متعلق جرح نمبر ۲۲ تا ۲۶

کیا مولوی رحمت اللہ یا مولوی آل حسن اور مولوی جامی معصوم تھے؟ ان کے اقوال کسی مذہب کے لئے حجت ہو سکتے ہیں؟ اور کیا مرزا صاحب نے دعوی نبوت کیا؟ اور نزول مسیح ص ۴ میں لکھا ہے کہ جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی یہودی مشرک رکھا گیا ہے اور اگر مولوی رحمت اللہ یا مولوی آل حسن یا کوئی مولوی کسی نبی کی توہین کرے تو مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب) مولوی رحمت اللہ مولوی آل حسن اور مولانا جامی معصوم نہیں تھے اور نہ ان کے اقوال حجت ہو سکتے ہیں مرزا صاحب نے یقیناً دعوئے نبوت کیا اور نزول المسیح ص ۴ میں یہ عبارت موجود ہے۔

”اگر خدا نخواستہ یہ لوگ بھی کسی نبی کی توہین کرتے تو یہ بھی مسلمان نہیں رہ سکتے تھے۔“

(۱۳) متعلقہ جرح نمبر ۲۷ تا ۳۰

کیا مرزا صاحب نے دیباچہ براہین احمدیہ ص ۱۵ میں تحریر کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص آں حضور کو کثیف کہے وہ بدکار ہے اور پھر ازالہ اوہام ص ۴۷ طبع دوم میں تحریر کیا ہے کہ ”معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں ہوا“ اور ازالہ اوہام ص ۶۹۱ طبع دوم میں لکھا ہے کہ ”آنحضور ﷺ کو حقیقت دجال وغیرہ کی پوری معلوم نہ ہوئی تھی“ نیز اسی صفحہ ۳۴۶ میں لکھا ہے کہ ”ابن مسعود ایک معمولی آدمی تھا“ اور ازالہ اوہام ص ۶۲۹ پر لکھا ہے کہ ”چار سو نبی کی پیش گوئی غلط نکلی“ کیا یہ اندراجات نبی کریم اور دیگر انبیائے کرام کی توہین کے محتمل ہیں؟

(جواب) ہاں دیباچہ براہین کے صفحہ ۱۵ میں یہ شعر ہے۔

لعل تاباں ، گر کوئی کثیف زیں چہ کاہد قدر روشن جوہرے
طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود ، خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

اور ازالہ اوہام ص ۴۷ کے حاشیہ میں یہ عبارت موجود ہے ”سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا“ اور ازالہ اوہام ص ۶۹۱ میں یہ عبارت موجود ہے ”اگر آں حضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو (الی قولہ) تو کچھ تعجب کی بات نہیں“ اور ازالہ اوہام ص ۶۲۹ میں لکھا ہے کہ ”ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی الخ“ یہ عبارتیں یقیناً توہین ضمنی یا توہین صریح میں داخل ہیں۔“

(۱۴) متعلق جرح نمبر ۳۰

کیا مرزا صاحب نے آئینہ کمالات ص ۵۴۷ میں لکھا ہے کہ ”ہر مسلم مجھے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد نہیں قبول کرتی“ انجام آتھم ص ۲۶۸ میں لکھا ہے کہ ”منکر کتے اور کتے کے بچے ہیں“ اور کیا حقیقۃ الوحی ص

۱۶۳ میں لکھا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے"

(جواب) ہاں آئینہ کمالات اسلام کے ص ۵۳۵ میں یہ عبارت ہے" تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و يستفع من معارفها و يقبلني و يصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون" ترجمہ یہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت اور دوستی کی نظر سے دیکھتا اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، مگر کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگادی ہے وہ قبول نہیں کرتے"

نیز الاستفتا کے ص ۹۰ میں ہے۔ من انكر الحق المبين فانه كلب و عقب الكلب سرب ضراء، یعنی جو کھلے ہوئے حق کا انکار کرے وہ کتا اور کتے کی و .دہے"الخ- نیز اسی قصیدہ میں ص ۷۰ پر ہے-

اذيتني خبثا فلست بصادق ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

یعنی اپنے ایک منکر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تو نے مجھے ستایا ہے اپنی خباثت سے تو میں سچانہ ہوں گا اگر تو ذلت سے نہ مرا اے کنجری کے بچے یا اے حرام زادے نیز حقیقۃ الوحی کے ص ۱۶۳ میں مرزا صاحب کا یہ قول موجود ہے"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسمان نہیں ہے"

(۱۵) متعلقہ جرح نمبر ۳۱، ۳۲

(سوال ۳۱ و ۳۲) غیر متعلق مقدمہ ہے۔

(۱۶) متعلقہ جرح نمبر ۳۳

کیا مرزا صاحب کے الہامات بھی ہیں جن کی تشریح مرزا صاحب نے خود کی اور بعد میں اس تشریح سے منحرف ہوگئے کیا مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۳۲۷ طبع اول میں احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح اپنے ساتھ ہونے کی بابت پیش گوئی کی اور الہام مفصل و مشرح درج کیا اور پھر اس تشریح کے پابند رہے کیا مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی ص ۳۳۹ میں صاف الفاظ لکھے ہیں کہ "پہلے میرا نام مریم رکھا گیا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا-"اور ص ۷۶ پر یہ الہام درج ہے کہ " یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة"اے مریم تو اور تیرے دوست جنت میں داخل ہوں"اور کشتی نوح طبع جدید ص ۹۵ میں لکھا ہے کہ " وضع حمل روحانی ہوا"

کیا مرزا صاحب بعد میں ایسے الہامات پر قائم رہے اور کیا حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ میں یہ الہام درج ہے کہ "انما امرك اذا اردت شيئاً ان تقول له كن فيكون" "تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فوراً ہوجاتا ہے"اور ص ۲۵۵ پر لکھا ہے کہ "خدا تعالیٰ نے سرخی سے دستخط کردیئے اور چھینٹیں بھی پڑیں"اور کتاب البریہ و آئینہ کمالات میں مفصل کہا ہے کہ میں خود خدا ہوں-"کیا ایسے الہامات کے متعلق مرزا صاحب

کا اعتقاد پختہ ہے ؟

(جواب) ہاں ایسے الہام ہیں ازالہ اوہام ص ۳۹۶ میں یہ الہام درج ہے۔

”خدا تعالیٰ نے پیشن گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اسکو تمہاری طرف لائے گا' باکرہ ہونے کی حالت میں بیوہ کر کے 'اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا' کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

پھر دوسرا الہام تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۸۵ پر یہ ہے ویستلونك احق هو قل ای و ربی انه لحق وما انتم بمعجزین زوجنا کها لا مبدل لکلماته۔ ترجمہ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے ہم نے خود اس سے (محمدی بیگم) سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے میری باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا“۔

پھر جب محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ ہو گیا تو مرزا صاحب کو دوسری طرح الہام ہونے لگے انجام آتھم ص ۲۱۶ میں ان کا یہ الہام ہے فسیکفیکهم الله و یردها الیك لا تبدیل لکلمات الله ترجمہ بین السطور ورائے تو ایں ہمہ را کفایت خواہم شد و آں زن را کہ زن احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو خواہم آورد“

اسی طرح ایک اور الہام انجام آتھم ص ۲۲۳ میں درج ہے۔ بل الامر قائم علی حاله ولا یرده احد باحتیاله والقدر قدر مبرم من عند الرب العظیم ترجمہ بین السطور۔ بلکہ اصل امر بر حال خود قائم است و ہیچ کس با حیلہ خود اورا رد نتواند کرد و ایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است“ .

ان الہاموں کے باوجود مرزا صاحب مر گئے اور محمدی بیگم اپنے شوہر کے پاس رہی یہ سارے الہام غلط اور جھوٹے نکلے۔

حقیقۃ الوحی ص ۳۳۹ میں یہ درج ہے کہ (خدا نے) ”پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا“ اور ص ۷۶ پر یہ الہام بھی درج ہے ”یا مریم اسکن انت و زوجك الجنة“ اور پھر مرزا صاحب نے کشتی نوح ص ۴۹ میں وضع حمل روحانی کا ذکر کیا ہے اور ص ۴۷ پر یہ عبارت درج ہے ”مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا۔“

حقیقۃ الوحی کے ص ۱۰۵ اور الاستفتا کے ص ۸۶ پر یہ الہام درج ہے

” انما امرك اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون“ اور حقیقۃ الوحی ص ۲۵۵ پر درج ہے ”اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اس طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت

نہایت رقت کا عالم تھا (الی قولہ) سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے"

مرزا صاحب اپنی وحی اور الہام پر ایسا ہی ایمان رکھتے تھے جیسا کہ قرآن پر۔ ان کا قول ہے "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱)

دوسری جگہ کہتے ہیں "میں خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں"

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص ۶۴)

ایک اور جگہ لکھا ہے "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین چہارم ص ۲۵)

ان حوالہ جات سے صاف ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنے الہاموں کو یقینی اور قطعی سمجھتے تھے اور قرآن کی طرح ان پر ایمان رکھتے تھے۔

(۱۷) متعلق جرح نمبر ۳۵

کیا مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام ص ۴۰۰ پر لکھا ہے کہ آنحضور نے بھی پیش گوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کھائی ص ۶۲۹ میں لکھا ہے کہ چار سو نبیوں نے پیش گوئیاں کیں اور جھوٹے نکلے اور ص ۸ میں تحریر ہے کہ مسیح کی پیش گوئیاں اوروں سے بھی زیدہ غلط نکلیں۔

کیا مرزا صاحب نے کشتی نوح ص ۵ میں لکھا ہے کہ قرآن شریف بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں یہ چیز موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی کیا مرزا صاحب نے یہ حوالہ نہیں دیا ہے؟

کیا مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۷۷ میں یہ خواب درج کیا ہے کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ درج ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان کیا یہ حوالہ و خواب سچا ہے یا جھوٹا؟

کیا مرزا صاحب نے البشریٰ وغیرہ میں یہ الہام درج کیا ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ کیا یہ الہام سچا ہے؟

کیا مرزا صاحب نے براہین احمدیہ ص ۵۷۵ میں لکھا ہے کہ "عیسیٰ بحالت زندگی آسمان سے نازل ہوں گے" ور پھر ازالہ اوہام ص ۱۹۷ پر لکھا ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر وطن گلیل میں دفن ہوئے" اور ست بچن ص ۲ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ملک شام میں ہے" اور کشتی نوح ص ۳۵ میں تحریر کیا ہے کہ "ان کی قبر ملک کشمیر میں ہے" ان میں سے کون سی بات سچی ہے؟

(جواب) ہاں ازالۃ الاوہام ص ۱۶۵ میں لکھا ہے "بعض پیش گوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے خود اقرار کیا

ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی ہے" نیز یہ بھی لکھا ہے "ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبیوں نے اس کی فتح کے بارے میں پیشن گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے"
(ازالہ وہام ص ۲۵۷)

اور لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیشن گوئیاں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں" (ازالہ اوہام ص ۴) یہ تمام مرزا صاحب کا افترا اور اتہام ہے جو نبیوں پر باندھا گیا ہے۔

مرزا صاحب نے کشتی نوح کے ص ۵ پر لکھا ہے "قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی" حالانکہ یہ قرآن پر بہتان ہے اور نرا جھوٹ ہے۔

مرزا صاحب نے ازالہ اوہام ص ۳۲ پر اپنا یہ کشف لکھا ہے کہ "اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان" اور ظاہر ہے کہ یہ کشف جھوٹا ہے قرآن شریف میں حقیقۃً قادیان کا نام نہیں کتاب البشری ص ۱۰۵ میں مرزا صاحب کا یہ الہام درج ہے "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" حالانکہ یہ الہام بالکل جھوٹ ثابت ہوا مرزا صاحب لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن ہوئے۔

مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹ پر خود لکھا ہے۔
اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول ﷺ نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے" پھر ازالہ وہام ص ۱۹۷ میں ہے "یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جاکر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا"
پھر تحفہ گولڑویہ سائز کلاں ص ۱۰۲ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں
"یہ ثبوت بھی نہایت روشن دلائل سے مل گیا کہ آپ کی قبر سرینگر علاقہ کشمیر خانیار کے محلہ میں ہے" اور کشتی نوح ص ۱۵ میں ہے "اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں اس کی قبر ہے"

ان مختلف تحریرات اور بیانات کا تناقض ظاہر ہے اور پہلے اعتقاد کے سوا وہ تمام مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق ہے پچھلے بیان غلط اور باطل ہیں۔

(۱۸) متعلقہ جرح نمبر ۳۶ تا ۳۸

کیا نبی اور بزرگ اور ولی کا درجہ ایک ہے؟ مرزا صاحب پر یہ فتویٰ کفر جو علمائے اسلام نے دیئے ہیں وہ ضد کی بناء پر ہیں یا ان کے عقائد فاسدہ کی بناء پر؟ کیا فتوے مذکور سچ ہیں یا غلط؟ کیا مرزا صاحب نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی اور اپنی جماعت الگ بنائی ہے یا نہیں؟ کیا مرزا صاحب اور ان کی جماعت باقی مسلمانوں کے برخلاف اجرائے نبوت اور وفات مسیح اور نبوت مرزا صاحب کے علی الاعلان قائل ہیں یا نہیں؟ اور کیا مرزا

صاحب پر فتویٰ کفر علمائے اسلام نے باتفاق دیا ہے یا باختلاف؟

(جواب) نبی اور ولی کا درجہ ایک نہیں ہو سکتا نہ کوئی ولی کسی نبی سے افضل ہو سکتا ہے مرزا صاحب پر کفر کے فتوے علماء نے ان کے عقائد فاسدہ کی وجہ سے دیئے ہیں اور وہ فتوے صحیح ہیں مرزا صاحب خود اپنے اقرار کے بموجب کاذب اور جھوٹے ٹھیرے کہ محمدی بیگم کا نکاح ان کے ساتھ نہیں ہوا اور وہ وفات پا گئے اقرار یہ ہے کہ "وانی اجعل هذا النبأ معیار الصدقی او كذبي "(انجام آتھم ص ۲۲۳) یعنی اس خبر کو کہ محمدی بیگم ضرور میرے نکاح میں آئے گی یہ خدا کا طے کردہ فیصلہ ہے تقدیر مبرم ہے کوئی اس کو بدل نہیں سکتا میں اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار قرار دیتا ہوں"

مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ان کی جماعت اس دعوے کی تصدیق کرتی ہے اور مرزا صاحب کو نبی اور رسول کہتی ہے تمام مسلمانوں سے علیحدہ رہتی اور ان کو کافر سمجھتی ہے اور علمائے اسلام نے باتفاق مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو خارج از اسلام قرار دیا ہے میں ایک مطبوعہ فتویٰ جس میں بہت سے علماء کے دستخط منقول ہیں پیش کرتا ہوں۔

(۱۹) متعلق جرح نمبر ۳۹ تا ۴۰

کیا مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ میں یہ الہام لکھا ہے کہ "تیرا حکم چاہے ہو جاتا ہے" اس الہام سے مرزا صاحب کا درجہ نبوت تشریعی و غیر تشریعی سے کہیں بڑھ کر ثابت ہوتا ہے یا نہیں کیا مرزا صاحب نے ان انبیاء سے جو نئی شریعت لائے مثلاً عیسیٰ علیہ السلام بہتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟ کیا مرزا صاحب لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کے لئے قسم قسم کی تاویلات کیا کرتے تھے یا نہیں؟ کیا مرزا صاحب نے نزول مسیح ص ۹۹ میں اپنی وحی کو قرآن کی طرح منزہ لکھا ہے یا نہیں؟ اور اربعین نمبر ۴ ص ۶ و ۷ میں دعویٰ کیا ہے یا نہیں؟ کہ میں صاحب شریعت ہوں اور حقیقۃ الوحی ص ۳۱۱ میں لکھا ہے یا نہیں کہ اپنے الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جس طرح قرآن پر؟ کیا مرزا صاحب کے نزدیک اصول دین وہی رہے جو اس وقت تک تمام مسلمانوں کے رہے؟

(جواب) حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ پر یہ الہام درج ہے انما امرك اذا اردت شیئاً ان تقول له كن فیكون ترجمہ بین السطور - تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے" اس الہام سے تو مرزا صاحب کا درجہ نبوت کیا درجہ الوہیت کا درجہ ثابت ہوتا ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے جیسا کہ سوال نمبر ۱۳ اور سوال ۱۹ کے جواب میں بیان ہو چکا ہے اور مرزا صاحب کے اقوال کے حوالے دیئے جا چکے ہیں مرزا صاحب نے اعتراضات سے بچنے کے لئے ایسی دور از کار تاویلیں کی ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اسی وجہ سے ان کے کلام میں تناقض اور اختلاف ہے انہوں نے بیشک دعویٰ کیا کہ ان کی وحی اور الہام قرآن کی طرح یقینی ہے ان کا قول ہے۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہش دانم از خطا ہا ہمیں است ایمانم
(نزول المسیح ص ۹۹)

اور ان کا قول ہے "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر" (اربعین چہارم ص ۲۵) مرزا صاحب اس اصول کی رو سے جماعت مسلمین سے خارج ہوگئے۔

(۲۰) متعلق جرح نمبر ۴۷ تا ۵۳

نورالانوار قمر الاقمار وغیرہ کتب اصول دین دیکھ کر بتلادیں کہ ائمہ اربعہ جن میں امام احمد بھی شامل ہیں اجماع امت کے قائل ہیں یا نہیں؟ کیا کتب اصول میں منکر اجماع کو کفر کا حکم دیا گیا ہے؟ ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے یا نہیں؟

عقائد احمدیت ص ۲۳ دیکھ کر بتلادیں کہ مرزا صاحب نے ائمہ اربعہ کی شان کو تسلیم کیا ہے یا نہیں؟

(جواب) اجماع حجت شرعیہ ہے اس کے حجت ہونے میں ائمہ اربعہ کا اختلاف نہیں ہے نامی شرح حسامی میں ہے فاتفق جمہور المسلمین علی حجیتہ خلافا للنظام والشیعۃ و بعض الخوارج نامی ص ۲ ج ۲ یعنی اجماع کے حجت ہونے پر جمہور مسلمین کا اتفاق ہے البتہ نظام اور شیعہ اور بعض خوارج کا اختلاف ہے اور منکر اجماع قطعی کے کافر ہونے میں بھی اختلاف نہیں ہے۔

(۲۱) متعلق جرح نمبر ۵۳ تا آخر

کیا ایک شخص کلمہ گوئی اور دعوی اسلام کے باوجود قرآن مجید اور حدیث صحیحہ متواترہ کے برخلاف عقائد رکھے وہ مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا جو شخص اپنا اعتقاد قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق رکھے کافر ہے۔ اور کیا فریق اول کے مرد کا فریق ثانی کی عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں اور جماعت احمدیہ مرزا صاحب بھی غیر احمدی مرد مسلمان سے احمدیہ عورت کا نکاح جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟

(جواب) جو شخص کلمہ گوئی کے باوجود نماز کی فرضیت کا انکار کردے، زکوۃ کی فرضیت کا انکار کردے، روزے کی فرضیت کا انکار کردے یا نبوت کا دعوی کردے یا کسی نبی کی توہین کرے یعنی کسی ایسی چیز کا انکار کرے جس کا دین میں سے ہونا بالیقین ثابت ہو وہ یقیناً کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ دیکھو! خود مرزا صاحب نے اور ان کی جماعت نے تمام دنیا کے کلمہ گویوں کو اسلام سے اس بنا پر خارج کردیا کہ وہ مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے۔ حالانکہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں کلمہ گو ہیں۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور دیگر فرائض و واجبات کو مانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو رسول، نبی اور خاتم الانبیاء و المرسلین اعتقاد کرتے ہیں۔ اس کے باوجود مرزا صاحب اور ان کے خلیفہ اور ان کی جماعت ان تمام مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں۔

مرزا صاحب کا قول یہ ہے۔ "ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا

مسلمان نہیں ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

مرزا صاحب خود فرماتے ہیں۔ "کفر دو قسم پر ہے۔ اول ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوم یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

اس کا مطلب صاف ہے کہ دوسری قسم کا کفر مرزا صاحب نے ان تمام مسلمانوں اور کلمہ گویوں کے لئے ثابت کیا ہے جو اسلام پر اور آں حضرت ﷺ پر ایمان رکھنے کے باوجود مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) پر ایمان نہ لائیں۔

اسی عبارت سے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" اور وہ یہ کہ مرزا صاحب کا انکار یا تکذیب خدا اور رسول کے انکار و تکذیب کی طرح کفر ہے۔

اور مرزا صاحب کا الہام ہے۔ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۲۷)

اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے الہام کو قطعی اور یقینی اور قرآن کی طرح منزہ عن الخطا سمجھتے تھے۔ پس ان کے اس الہام کے بموجب ہر وہ مسلمان جو تمام ایمانیات پر ایمان رکھتا ہو حتی کہ آنحضرت ﷺ پر بھی ایمان رکھتا ہو ان کے نزدیک بلاشبہ قطعی جہنمی ہے پس مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے نزدیک تمام غیر قادیانی مسلمان کافر اور جہنمی ہیں اور اسی بنا پر مرزا صاحب اور ان کی جماعت نے فتویٰ دیا ہے کہ قادیانیوں اور غیر قادیانیوں میں باہم رشتہ ناتا یعنی شادی مناکحت جائز نہیں ہے۔

"حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو بیٹی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے" (برکات خلافت ص ۷۵ منقول از قادیانی مذہب)

ہمارا یعنی مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے کہ جو مسلمان کافر ہو جائے وہ مرتد ہے اور مرتد کے ساتھ مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر غیر قادیانی ہونے کی حالت میں نکاح ہوا تھا بعد میں قادیانی بن گیا تو فی الفور نکاح ٹوٹ جاتا ہے خاوند کے ارتداد پر نکاح فسخ ہو جانا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ وارتداد احدہما فسخ عاجل (درمختار)(۱)

---

(۱) الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب النکاح

پانچواں باب
مفقود الخبر

شوہر تین سال سے لاپتہ ہو، تو دوسری شادی کا کیا حکم ہے؟

(سوال) ہندہ کا زوج بلا اطلاع اپنی منکوحہ کے کہیں چلا گیا اور دو تین برس سے اس کا کوئی پتہ نہیں چلا ہندہ نے دوسرے سے اپنا نکاح پڑھ لیا تو یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

(جواب ۲۰۶) اگر ہندہ نے جب کہ اس کا شوہر دو تین برس سے مفقود ہے کسی اور سے نکاح کر لیا تو اس کا یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ احناف کے نزدیک تو نوے سال تک زوجہ مفقود کو انتظار کرنا چاہئے۔(۱) اور بوقت ضرورت امام مالکؒ کے قول پر جو فتوی ہے اس میں بھی چار برس تک خاوند مفقود ہے اور پھر عدت وفات چار ماہ دس یوم پوری کرنے کے بعد نکاح ہو سکتا ہے۔ فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین (رد المحتار ص ۳۶۰ ج۳)(۲) اور ایک روایت میں قضائے قاضی بھی شرط ہے(۳) پس یہ نکاح کسی طرح بھی درست نہیں ہوا۔(۴)

گمشدہ شوہر کی بیوی کو دوسری شادی کرنے کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال) زوجہ مفقود اگر بمذہب امام مالکؒ چار سال کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس کو تفریق کی ضرورت ہے یا نہیں اگر تفریق کی ضرورت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے اور اگر تفریق کی ضرورت نہیں ہے تو عبارات ذیل کا کیا مطلب ہے؟ جن سے تفریق ضروری معلوم ہوتی ہے۔ ولا یفرق بینه و بین امرأته (هدایه)(۵) ولا یفرق بینه و بینها ولو مضی اربع سنین (درمختار)(۶) قال مالك اذا مضی اربع

---

(۱) (قوله علی المذهب) و قیل یقدر بتسعین سنة بتقدیم التاء من حین ولادته واختاره فی الکنز وهو الارفق هدایة و علیه الفتوی ذخیرة (هامش ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب المفقود ۴/۲۹۵ ط سعید کراتشی)

(۲) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین (هامش رد المحتار، کتاب المفقود، ۴/۲۹۵ ط سعید کراتشی)

(۳) ولا یفرق بینه و بین امرأته وقال مالك اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه و بین امرأته و تعتد عدة الوفاة ثم تتزوج من شاءت (الهدایة، کتاب المفقود ۲/۶۲۲ ط شرکة علمیه ملتان) و کذا فی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة، بحث حکم زوجه مفقود ص ۶۲، ص ۶۴ ط دار الاشاعت کراچی "زوجہ مفقود کی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں خود نہیں بلکہ ہر حال میں قضائے قاضی شرط ہے" کما هو مصرح فی الروایة العشرین من الامام مالكؒ

(۴) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته ... فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (هامش ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعید کراتشی)

(۵) الهدایة کتاب المفقود ۲/۶۲۱ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۶) الدر المختار مع هامش ردالمحتار، کتاب المفقود ۴/۲۹۵ ط سعید کراتشی)

سنين يفرق القاضي بينه و بين امرأته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوجت من شاءت لان عمرؓ هكذا قضى الخ (هدايه) (۱) لا يفرق بينه و بين امرأته و حكم بموته بمضي تسعين سنة و عليه الفتوى (عالمگیری) (۲) انه انما يحكم بموته بقضاء لانه امر محتمل فما لم ينضم اليه القضاء لا يكون حجة (درمختار) (۳) ان هذا اى ما روى عن ابى حنيفة من تفويض موته الى راى القاضي نص على انه انما يحكم بموته بقضاء (شامی) (۴)

اگر تفریق ضروری ہے تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے کیونکہ حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں ہے اور مسلمانوں کی تراضی اور اتفاق سے بھی کسی کو منصب قضا نہیں ملا ہے۔ پھر تفریق کی کیا صورت ہے؟

بعض علماء حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ کی عبارت واذا خلا الزمان من سلطان ذى كفاية فالامور مؤكلة الى العلماء و يجب على الامة الرجوع اليهم و يصيرون ولاة فاذا عسر جمعهم على واحد استقل كل قطر باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع اعلمهم فان استووا اقرع بينهم سے ہر عالم کو قاضی تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر ذی علم اس وقت اس ملک میں تفریق کر سکتا ہے۔

حاکم وقت نصاریٰ کی طرف سے جو جج یا مجسٹریٹ یا اسسٹنٹ ہیں اگر یہ ذی علم علوم شرعیہ ہوں اور مسلمان ہوں تو قاضی شرعی کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا؟

(جواب ۲۰۷) حنفیہ کا اصل مذہب تو یہی ہے کہ جب تک مفقود کی موت کا گمان غالب نہ ہو جائے اس کی زوجہ انتظار کرے اور اس مدت کی مقدار جس میں موت کا گمان غالب حاصل ہو موت اقران یا رائے قاضی یا نوے برس کے ساتھ علی اختلاف الاقوال مقدر ہے۔ (۵) لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت شدیدہ کے وقت حضرت امام مالکؒ کے مذہب کے موافق فتویٰ دیدیا ہے تو اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت امام مالکؒ کا قول اور مذہب کیا ہے (۶) تو ظاہر کتب فقہیہ اور شروح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام مالکؒ کے نزدیک چار

---

(۱) الهداية كتاب المفقود ۲/ ۶۲۲ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) الفتاوى الهندية كتاب المفقود ۲/ ۳۰۰ ط مكتبه ماجديه كوئته)

(۳) الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب المفقود ۴/ ۲۹۷ ط سعيد كراتشي.

(۴) هامش رد المحتار كتاب المفقود ۴/ ۲۹۷ ط سعيد كراتشي

(۵) لا يفرق بينه و بين امرأته و حكم بموته بمضي تسعين سنة و عليه الفتوى وفي ظاهر الرواية يقدر بموت اقرانه فاذا لم يبق احد من اقرانه حيا حكم بموته و يعتبر موت اقرانه في اهل بلده كذا في الكافي والمختار انه يفوض الى راى الامام كذا في التبيين (الفتاوى الهندية كتاب المفقود ۲/ ۳۰۰ ط ماجديه كوئته)

(۶) كما في الحيلة الناجزة "زوجہ مفقود کی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں خود مختار نہیں بلکہ ہر حال میں قضائے قاضی شرط ہے" كما هو مصرح في الرواية العشرين من الامام مالك (بحث حكم زوجه مفقود ص ۶۴ مطبوعه دار الاشاعت كراچی) وفي الرواية العشرين قلت ارأيت امرأة المفقود تعتد الاربع سنين في قول مالك بغير امر سلطان قال قال مالك لا وان يئس منه ضرب لها من تلك الساعة اربع سنين فقيل لمالك هل تعتد بعد (جاری ہے)

اس کے بعد زوجہ مفقود نکاح ثانی کر سکتی ہے لیکن جواز نکاح کے لئے حکم موت زوج کا حاکم سے حاصل کرنا اور پھر عدت وفات پوری کرنا شرط ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضى بينه و بين امرأته وتعتد عدة الوفاة ثم تتزوج من شاءت لان عمرؓ هكذا قضى فى الذى استهوته الجن بالمدينة و كفى به اماما ولانه منع حقها بالغيبة فيفرق القاضى بينهما بعد مضى مدة اعتبارا بالايلاء والعنة ۱ انتهى – زرقانی شرح مؤطا مالکؒ میں ہے۔ وضعف الاول بقول مالك لو اقامت عشرين سنة ثم رفعت ستانف لها الاجل ۲ نیز زرقانی میں ہے۔ قال مالك وان تزوجت بعد انقضاء عدتها و دخل بها زوجها اولم يدخل بها فلا سبيل لزوجها الاول اليها اذا جاء او ثبت انه حى لان الحاكم اباح للمرأة الزواج مع امكان حياته فلم يكشف الغيب اكثر مما كان يظن ۳ اه فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ اخرج سعيد بن منصور بسند صحيح عن ابن عمر و ابن عباس قالا تنتظر امرأة المفقود اربع سنين و ثبت ايضاً عن عثمان و ابن مسعود فى رواية و عن جمع من التابعين كالنخعى و عطاء والزهرى و مكحول والشعبى واتفق اكثرهم على ان التاجيل من يوم ترفع امرها للحاكم و على انها تعتد عدة الوفاة بعد مضى الاربع سنين ۴ الخ ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقدار مدت میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن اکثر علماء و امام مالکؒ کے نزدیک بھی حکم حاکم شرط ہے جیسے کہ اس قول سے ثابت ہے۔

لو اقامت عشرين سنة الخ پس حنفیہ کا فتویٰ جواز جو امام مالکؒ کے مذہب پر دیا گیا ہو وہ بھی بالقضاء ہوگا۔ ۵

بضرورت انگریزی عدالتوں کے مسلم جج یا منصف قائم مقام قاضی شرعی کے ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ ان کو حکومت کی طرف سے معاملات مخصوصہ اہل اسلام مثل صدق' نکاح' میراث وغیرہ میں احکام شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ ۶

حدیقہ ندیہ کی جو عبارت سوال میں مذکور ہے وہ یا تو دیانات پر محمول ہے کہ دیانت میں آج کل بضرورت علماء قائم مقام قاضی کے سمجھے جاسکتے ہیں لیکن فصل خصومات میں چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الاربع سنين عدة المرداة اربعة اشهر و عشرا من غياب بامرها السلطان بذلك قال نعم مالك و من السلطان فى الاربعة الاشهر و عشر التى هى عدة (مجموعة الفتاوى المالكية الملحقة بالحيلة الناجزة ص ۱۳۰ مطبوعه دار الاشاعت کراچی)

(۱) ہداية كتاب المفقود ۲/ ۶۲۲ ط شرکہ علمیہ ملتان

(۲) شرح الزرقانى على موطأ الامام مالك كتاب الطلاق بحث عدة التى تفقد زوجها ۱۹۹/۳ ط دار الفكر بيروت

(۳) شرح الزرقانى على موطأ الامام مالك كتاب الطلاق بحث عدة التى تفقد زوجها ۱۹۹/۳ ط دار الفكر بيروت

(۴) فتح البارى شرح صحيح الامام البخارى كتاب الطلاق باب حكم المفقود فى اهله و ماله ۳۸۰/۹ ط مصر

(۵) الحيلة الناجزة للحيلة العاجزة بحث حكم زوجه مفقود جواب سوال سوم ص ۶۴ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۶) الحيلة الناجزة للحيلة العاجزة بحث حكم زوجه مفقود جواب سوال پنجم ص ۶۴' و مقدمہ در بیان قضائے قاضی در ہندوستان و دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

علماء کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہے اس لئے خصومت میں ان کا کوئی فیصلہ معتبر نہیں۔ یا اس عبارت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جہاں مسلمان حکام نہ ہوں وہاں کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے علماء کو اپنے فصل خصومات کے لئے والی بنائیں، اور اگر مسلمان ایسا کریں تو بیشک ان علماء کا فیصلہ معتبر ہوگا لیکن جب تک مسلمان ایسا نہ کریں اس وقت تک علماء قائم مقام ولاۃ احکام نہیں ہو سکتے۔ واللہ اعلم۔

(۱) جس کا شوہر عرصہ چھ سال تک بیوی کو نان و نفقہ نہ دے اور اس کی خبر گیری بھی نہ کرے، تو وہ عورت کیا کرے؟
(۲) گمشدہ شوہر کی بیوی کتنے دنوں کے بعد دوسرا نکاح کرے گی؟

(سوال) (۱) ایک مرد اپنی منکوحہ بیوی کو چھوڑ کر الگ ہو گیا اور چھ سال تک اس کے نان نفقہ وغیرہ سے خبر نہیں لیتا بلکہ عورت نے کوشش کی کہ خاوند اس کو اپنے گھر لے جائے لیکن نہ گھر لے جاتا ہے نہ طلاق دیتا ہے۔

(۲) ایک شخص اپنی منکوحہ کو چھوڑ کر لاپتہ ہو گیا ہے اب منکوحہ مذکورہ اپنا نکاح ثانی کتنی مدت میں کر سکتی ہے؟ **المستفتی نمبر ۳۵** عین اللہ طرفدار (ضلع میمن سنگھ) ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ م ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۸) (۱) ایسی حالت میں عورت اگر مجبور ہو جائے اور گزر نہ کر سکے تو وہ کسی حاکم مسلم کی عدالت سے نفقہ وصول نہ کر سکنے کی بناء پر فسخ نکاح کا حکم حاصل کر لے اور پھر بعد عدت دوسرا نکاح کر لے خاوند خواہ اسی شہر میں ہو یا باہر ہو۔(۲)

(۲) مفقود ہونے کی بنا پر اگر تفریق مطلوب ہے تو مفقود ہونے کے وقت سے چار سال گزرنے کے بعد فسخ نکاح کا حکم دیا جا سکتا ہے کیونکہ امام مالک کے نزدیک مدت انتظار مفقود چار سال ہے اور حنفیہ نے

---

(۱) اما بلاد عليها ولاة كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمع والاعياد ويصير القاضي قاضيا بتراضي المسلمين فيجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما منهم (هامش ردالمحتار، كتاب القضاء ۳۶۹/۵ ص سعيد) وقال ايضا وفي الفتح واذا لم يكن سلطان ولا من يجوز التقليد منه كما هو في بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار كقرطبة الآن يجب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم يجعلونه واليا فيولي قاضيا ويكون هو الذي يقضي بينهم وكذا ينصبوا اماما يصلي بهم الجمعة (هامش رد المحتار، كتاب القضاء، مطلب في حكم تولية القضاء في بلاد تغلب عليها الكفار ۳۶۹/۵ ص سعيد كراتشي)

(۲) قال في غرر الاذكار: ثم اعلم ان مشايخنا استحسنوا ان ينصب القاضي الحنفي نائبا ممن مذهبه التفريق بينهما اذا كان الزوج حاضرا وابى عن الطلاق لان دفع الحاجة الدائمة لا يتيسر بالاستدانة وقال بعد صفحة وعليه يحمل ما في فتاوى قارئ الهداية، حيث سئل عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بينة على ذلك وطلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب وفي نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب في فسخ النكاح بالعجز عن النفقة والغيبة ۵۹۱/۳ ط سعيد كراتشي)

مدت کے بارے میں امام مالکؒ کے مذہب کو اختیار کر کے فتویٰ دیا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

جوان العمر عورت جس کا شوہر کافی دنوں سے لاپتہ ہے کیا کرے؟

(سوال) اگر کسی جوان عورت کا شوہر بلا کہے سنے چلا جاوے اور اس کی کچھ خبر نہ ملے کہ آیا مردہ ہے یا زندہ تو وہ عورت کتنی مدت تک اس شوہر کے نام سے بیٹھی رہے۔ اس شوہر کی نابالغ اولاد بھی موجود ہو اور عورت کے عزیز بھی کفالت نہ کریں تو وہ عورت عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۷ کفایت حسین محمد صدیق۔ رتلام اسٹیٹ ۶ صفر ۱۳۵۳ھ م ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۰۹) مفقود کی بیوی امام مالکؒ کے مذہب کے موافق چار سال کے بعد تفریق کا حکم حاصل کر سکتی ہے (۲) اور اگر اس سے پہلے وہ نان نفقہ سے تنگ ہو اور کوئی صورت گزارے کی نہ ہو سکے تو امام احمدؒ کے مذہب کے موافق عدم تیسر نفقہ کی بنا پر حکم فسخ حاصل کر سکتی ہے (۳) حنفیہ بوقت ضرورت شدیدہ امام مالکؒ یا امام احمدؒ کے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) گمشدہ شوہر کی بیوی کو کتنے دن کی مہلت دی جائے گی اور اس کی ابتدا کب ہو گی؟
(۲) پہلے شوہر کے آنے کے بعد بیوی اسی کو ملے گی یا نہیں؟

(سوال) زوجہ مفقود الخبر کتنی مدت گزرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے اور وہ مدت روز فقدان سے شمار ہو گی یا مرافعہ الی القاضی کے وقت سے؟ صورت مسئولہ میں نکاح ثانی ہو جانے کے بعد اگر شوہر مفقود الخبر کا کہیں

---

(۱) قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضي اربع سنين (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب المفقود، مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود ٤/ ٢٩٥) وقال في الهداية ولا يفرق بينه وبين امرأته، وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضي بينه وبين امرأته وتعتد عدة الوفاة ثم تتزوج من شاءت لان عمر هكذا قضى في الذي استهوته الجن بالمدينة وكفى به اماما (الهداية كتاب المفقود ٢/ ٦٢٢ ط شركة علمية ملتان)

(۲) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضي اربع سنين ... وقد قال في البزازية الفتوى في زماننا على قول مالك وقال الزاهدي كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب المفقود ٤/ ٢٩٦ ط سعيد كراتشي)

(۳) قال في نور الابصار: ثم اعلم ان مشايخنا استحسنوا ان ينصب القاضي الحنفي نائبا ممن مذهبه التفريق بينهما اذا كان الزوج حاضرا وأبى عن الطلاق ... وعليه يحمل ما في فتاوى قارئ الهداية حيث سئل عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بينة على ذلك وطلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب وفي نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة ... فقوله من قاض يراه لا يصح ان يراد به الشافعي فضلا عن الحنفي بل يراد به الحنبلي فافهم (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب النفقة ٣/ ٥٩٠-٥٩١ ط سعيد)

(٤) وفي حاشية الفتال وذكر الفقيه ابو الليث في تأسيس النظائر انه اذا لم يوجد في مذهب الامام قول في مسألة يرجع الى مذهب مالك لانه اقرب المذاهب اليه (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الرجعة مطلب نقل اصحابنا الى بعض اقوال مالك للضرورة ٣/ ٤١١ ط سعيد كراتشي)

پتہ چل جاوے یا وہ خود آجاوے تو یہ عورت شوہر اول کی رہے گی یا ثانی کی؟ بینوا بالکتاب توجروا بالحساب۔

المستفتی نمبر ٣٨٣ رحمت اللہ (ضلع میرٹھ) ٢ جمادی الاول ١٣٥٣ھ ١٤ اگست ١٩٣٤ء

(جواب ٢١٠) کتب احناف میں تو امام مالکؒ کے قول کی زیادہ تفصیل مذکور نہیں۔ مدونہ میں امام مالک کا یہی قول مذکور ہے کہ مرافعہ کے روز سے قاضی چار سال مقرر کرے گا (١) مگر بظاہر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات حاکم کی رائے پر چھوڑ دی جائے اگر گزری ہوئی مدت کو کافی سمجھے تو فوراً فسخ نکاح کا حکم دیدے ورنہ چار سال کی مدت مقرر کردے اس طرح حنفیہ کی بعض روایت پر بھی عمل ہو سکے گا اور یہ بات اصول کے بھی خلاف نہیں ہے (٢) باقی اگر نکاح ثانی سے پہلے زوج اول آجائے تو زوجہ اسی کی بیوی ہوگی لیکن اگر نکاح کے بعد آئے تو پھر اس کو زوجہ نہ ملے گی۔ (٣) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

---

(١) کما فی الروایة العشرین من فتاوی العلامة سعید بن صدیق المالکی قلت أرأیت امرأة المفقود تعتد الأربع سنین فی قول مالك بغیر أمر السلطان قال قال مالك لا وإن أقامت عشرین سنة ثم رفعت أمرها السلطان نظر فیها وكتب إلی موضعه الذی خرج إلیه فإن یئس منه ضرب لها من تلك الساعة أربع سنین (مجموعة الفتوی لمالكیة الملحقة بالحیلة الناجزة لحلیلة العاجزة ص ١٣٠ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(٢) کذا فی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة، بحث حکم زوجہ مفقود، فائدہ ص ٧١، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(٣) حضرت مفتی اعظمؒ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ”اگر نکاح کے بعد آئے تو پھر اس کو زوجہ نہ ملے گی“ اس مسئلہ میں کچھ تفصیل ہے جو حیلہ ناجزہ میں ”واپسی مفقود کے احکام“ کے عنوان سے درج ہے وہ یہ ہے کہ وہ مفقود جس پر مرافعہ و تفتیش کے بعد چار سال تک انتظار کرکے قاضی نے موت کا حکم کردیا ہے اگر حکم بالموت کے بعد واپس آجائے خواہ عدت وفات کے اندر یا بعد اور خواہ نکاح ثانی سے پہلے یا بعد، دوسری صورت یہ ہے کہ ایسے وقت واپس آئے جب کہ عدت وفات گزارنے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کر چکی ہے اور خلوت صحیحہ بھی ہوچکی ہے ان میں سے پہلی صورت کا حکم باتفاق یہ ہے کہ زوجہ شوہر اول ہی کے نکاح میں بدستور باقی رہے گی دوسرے خاوند کے پاس نہیں رہ سکتی اور دوسری صورت میں مالکیہ کا مشہور مذہب یہی ہے کہ زوجہ دوسرے خاوند کے پاس رہے گی اور شوہر اول کا اب اس سے کوئی تعلق نہیں رہا لیکن امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب اس بارے میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آجائے تو اس کی عورت ہر حال میں اسی کو ملے گی خواہ عدت وفات کے اندر آجائے یا بعد انقضائے عدت کے اور خواہ نکاح ثانی، خلوت اور صحبت کے بعد آئے یا پہلے لہذا حنفی کے لئے غیر حنفیہ کے مذہب پر فتوی دینا سخت ضرورت کے وقت تو جائز ہے جیسے تاجیل زوجہ مفقود وغیرہ کی صورتیں ہیں لیکن یہی مفقود کی صورت میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی کوئی ضرورت داعی نہیں لہذا اس صورت ثانیہ میں بھی ”یعنی جب کہ اس مفقود سے قبل شوہر ثانی خلوت صحیحہ بھی کر چکا ہے تب بھی“ زوجہ اپنے خاوند سابق ہی کے نکاح میں رہے گی، شوہر ثانی کے پاس رہنا جائز نہیں کیونکہ شوہر اول کی واپسی سے نکاح ثانی باطل قرار دیا گیا ہے، کما فی الشامیة لکن لو عاد حیا بعد الحکم بموت أقرانه قال الطحطاوی: الظاهر أنه کالمیت إذا أحیی والمرتد إذا أسلم فإنما فی یده لورثته ولا یطالب بما ذهب قال ثم بعد رقمه رأیت المرحوم أبا السعود نقله عن الشیخ شاهین ونقل أن زوجته له والأولاد للثانی (هامش رد المحتار، کتاب المفقود ٤/ ٢٩٧ ط سعید کراچی) اس مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک مفتی بہ قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں (یعنی نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد) عورت خاوند اول ہی کو ملے گی، البتہ مفتی اعظمؒ نے جو نقل کیا ہے وہ غیر مفتی بہ ہے کما فی الهندیة قال عاد زوجها بعد مضی المدة فهو أحق بها وإن تزوجت فلا سبیل له علیها (الفتاوی الهندیة کتاب المفقود ٢/ ٣٠٠ ط ماجدیه، کوئٹه) لہذا حیلہ ناجزہ کے حاشیہ میں یہ عبارت موجود ہے وما فی العالمگیریة ص ٣٠٠ ج ٢ عن التاتارخانیة قال عاد زوجها بعد مضی المدة فهو أحق بها وإن تزوجت فلا سبیل له علیها“ فلا یعول علیه فی مقابلة تصریح المبسوط یعنی مبسوط کی عبارت جس میں یہ مذکور ہے کہ ” وقد صح رجوعه (یعنی عمرؓ) إلی قول علیؓ وأنه (أی علیا) کان یقول ترد إلی زوجها الأول ویفرق بینها وبین الآخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا یقربها الأول حتی تنقضی عدتها من الآخر وبهذا کان یأخذ إبراهیم فیقول قول علیؓ أحب إلیّ من قول عمرؓ وبه نأخذ أیضا، المبسوط للسرخسی کتاب المفقود ١١/ ٣٧ ط دار المعرفة بیروت) یعنی شوہر اول کی واپسی سے زوجہ اسی کو ملے گی“ کے مقابلہ میں عالمگیری کی عبارت جس میں یہ مذکور ہے کہ ”زوج ثانی کے ساتھ شادی کے بعد خلوت صحیحہ ہوجانے سے زوجہ شوہر اول کو نہیں ملے گی“ پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ فقط

جو نو سال سے گمشدہ ہے اس کی بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح حالت نابالغی میں کر دیا تھا اور اب اس کے شوہر کو گئے ہوئے ۹ سال کا عرصہ گزرتا ہے۔ پتہ نہیں چلتا۔ بہت کوشش اور جستجو کی گئی باپ غریب ہے لڑکی جوان ہو گئی ہے اسکا نکاح ثانی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۴۰ محمد عمر چپڑاسی (میرٹھ) یکم محرم ۱۳۵۴ھ م ۶ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱۱) اس صورت میں متاخرین حنفیہ کے فتوے کے بموجب عورت کو حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنے شوہر کے مفقود ہونے یا نان نفقہ وصول نہ ہو سکنے کی بنا پر اپنا نکاح فسخ کرا لے۔ (۱) فسخ نکاح کا حکم حاصل ہونے کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکے گی (۲) اور اگر رخصتی وخلوت کی نوبت نہ آئی تھی تو عدت بھی لازم نہ ہو گی (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس عورت کا شوہر پانچ سال سے لاپتہ ہو وہ امام مالکؒ کے فتویٰ پر عمل کرے

(سوال) مسماۃ ہندہ کا خاوند بحالت دیوانگی عرصہ پانچ سال سے مفقود ہے جس کا کچھ پتہ نہیں اور حالات حاضرہ کی بناء پر آئندہ بھی اس کی خبر ملنے کی توقع نہیں اور ہندہ کے واسطے نان نفقہ وغیرہ مشکلات کا سامنا ہے لہذا ہندہ اپنا نکاح امام محمدؒ کے قول پر عمل کر کے فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نکاح فسخ کرانے کے واسطے قاضی کی ضرورت ہے تو کیا کرے۔ شرعی قاضی تو ہے نہیں یا جماعت مسلمین سے فسخ کرا سکتی ہے؟ بینوا توجروا
المستفتی نمبر ۹۳۶ سنجالوی (افریقہ) ۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ م ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) مسماۃ ہندہ بوجہ مفقود الخبر ہونے زوج کے موافق قول حضرت امام مالکؒ کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے کیونکہ فقہائے متاخرین حنفیہ نے موافق قول حضرت امام مالکؒ کے فتویٰ دیدیا ہے (۴) کہ بعد انتظار چار سال کے مفقود الخبر کی زوجہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر نکاح اول کے فسخ کر دینے کا حکم وفیصلہ حاصل کر لے اس کے بعد وفات کی عدت پوری گزار کر نکاح ثانی کر سکے گی (۵) غیر مسلم حکومت کی عدالت کے حاکم کا بھی یہ فیصلہ کافی ہو گا بشرطیکہ حاکم مسلمان ہو (۶) فقط
حبیب المرسلین عفی اللہ عنہ، نائب مفتی۔

---

(۱) الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجہ مفقود ص ۶۲ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۲) (خلافا لمالک) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضی اربع سنین وقد قال فی البزازیة الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاهدی کان بعض اصحابنا یفتون به للضرورة (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب المفقود ۴/۲۹۵ ط سعید کراتشی)

(۳) وقال الله تعالی یا ایها الذین آمنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها (الاحزاب ۴۹)

(۴) دیکھئے حوالہ حاشیہ نمبر ۲

(۵) کذافی الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجہ مفقود ص ۶۲ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۶) دیکھئے الحیلة الناجزة بحث حکم زوجہ مفقود جواب سوال پنجم ص ۶۵ ومقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک اسلامیہ ص ۳۲ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(جواب ۲۱۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہاں امام مالک کے مسلک کے موافق جماعت مسلمین جس کے افراد مسئلہ شرعیہ سے واقف اور متدین ہوں ایسے معاملے میں فسخ نکاح کا حکم کر سکتی ہے(۱) رہا قانونی نفاذ تو اس کی کوئی سبیل کر لینی قانون داں اصحاب کا کام ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس عورت کا شوہر سات سال سے گم ہے' تو وہ نان و نفقہ نہ پانے کی وجہ سے تفریق کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) مسماۃ فیدن کا شوہر تقریباً سات سال ہوئے فرار ہو گیا ہے آج تک۔ پتہ ہے نہ معلوم کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے متعدد جگہ تلاش کیا مگر پتہ نہیں چلا مسماۃ مذکور کے لئے اندیشہ ہے کہ چال چلن خراب نہ ہو جائے مسماۃ مذکور کی عمر ۲۰ سال ہے سائل تنگدست ہے صورت ہذا میں عقد ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۰۱۷ منشی وید گلاب (آگرہ) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۳) اس صورت میں مسماۃ کو بوجہ نفقہ نہ ملنے اور عصمت خراب ہونے کے خوف کے یہ حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا پہلا نکاح فسخ کرا لے(۲) اور پھر عدت گزار کے دوسرا نکاح کر لے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جس کا شوہر پانچ سال سے گم ہو' وہ عورت کیا کرے؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا اور اس کا شوہر کچھ مدت اس کے پاس رہا اور پھر کہیں چلا گیا اور کسی سے ذکر نہ کیا جس کو عرصہ پورا پانچ برس کا گزر گیا خاوند نے نہ خط لکھا اور نہ کہیں اس کا پتہ ہے بہت تلاش بھی کی مگر کچھ پتہ و نشان نہیں معلوم ہوا دختر مذکور جوان ہے اب اس کے واسطے علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس کا نکاح دوسرے سے کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۵۵ قاضی عبدالحق صاحب (میسور) ۲۹ رجب ۱۳۵۶ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

---

(۱) صرح بذلك العلامة الصالح التونسي مفتي المالكية في المسجد النبوي الشريف بالمدينة المنورة في فتواه الذي عليه الجمهور وبه العمل وهو المشهور ان ذلك التفريق ووسائله وما يتعلق به للحاكم فان عدم حسا او اعتبارا فجماعة المسلمين الثلاثة فما فوقه تقوم مقامه ولا يكفي الواحد في مثل هذا. (مجموعة الفتاوى المالكية الملحقة بالحيلة الناجزة' الرواية السابعة عشر ص ۱۲۸ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(۲) وقال في غرر الاذكار ثم اعلم ان مشايخنا استحسنوا ان ينصب القاضي الحنفي نائبا ممن مذهبه التفريق بينهما اذا كان الزوج حاضرا وابىٰ عن الطلاق ثم قال بعد صفحة - و عليه يحمل ما في فتاوى قارئ الهداية حيث سئل عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بينة على ذلك و طلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب و في نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا' فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة (هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۳/ ۵۹۰،۵۹۱ مطلب في فسخ النكاح' بالعجز عن النفقة و بالغيبة ط سعيد كراتشي) وكذا في الحيلة الناجزة بحث حكم زوجة مفقود ص ۷۲

(جواب ۲۱۴) کسی مسلمان حاکم سے اس عورت کا نکاح فسخ کرایا جائے (۱) اس کے بعد یہ عورت عدت پوری کرے اس کے بعد دوسرا نکاح ہو سکے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جوان العمر عورت جس کا شوہر دس سال سے لاپتہ ہے اس کی خبر گیری نہ کرے اور نان و نفقہ کا بندوبست نہیں، تو کیا کرے؟

(سوال) ایک عورت کا خاوند عرصہ دس سال تین ماہ سے مفقود الخبر ہے اس کی کچھ خبر نہیں ہے اس عرصہ میں اس نے نہ کبھی خط لکھا ہے اور نہ ہی خرچ بھیجا ہے خدا جانتا ہے کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ گھر سے روانگی کے وقت کہہ گیا تھا کہ میں کلکتہ جا رہا ہوں۔ اس دن سے آج تک اس کی کچھ خبر نہیں ہے بہتیری تلاش کی اور کلکتہ سے آنے جانے والوں سے پوچھا۔ عورت حنفی المذہب ہے عورت مذکورہ دوسرا عقد کرنا چاہتی ہے چونکہ جوان عمر ہے۔ عورت کا ذریعہ معاش کچھ نہیں ہے ورنہ کوئی امداد کرنے والا ہے اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۳۹ (لاہور) ۲۱ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۵) یہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح بر بنائے عدم وصول نفقہ و خطرہ عصمت فسخ کرا سکتی ہے اور فسخ نکاح کا حکم حاصل کر کے عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

گمشدہ شوہر کی بیوی کے سلسلہ میں امام مالک کا فتویٰ، اور حنفیہ کا اس پر عمل

(سوال) ایک شخص عرصہ چھ سال سے مفقود الخبر ہے، اس کی زوجہ نو عمر ہے جذبات انسانی و خواہشات نفسانی کے باعث انتظار و صبر کی متحمل نہیں ہو سکتی بموجب مذہب اہل سنت والجماعت نکاح ثانی کی مجاز ہے؟ یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۰ شریف احمد صاحب نئی چھاؤنی دہلی ۲۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

---

(۱) اس لئے کہ زوجہ مفقود کسی صورت میں اس کے نکاح سے خارج ہونے میں خود مختار نہیں بلکہ ہر حال میں قضائے قاضی شرط ہے کما هو مصرح فی الروایة المشهورة عن الامام مالک (حیلہ ناجزہ بحث حکم زوجہ مفقود، جواب سوال سوم ص ۶۴ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

(۲) اس لئے کہ عدت میں معتدہ عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں، کما فی الشامیة اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (هامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱۶ ط سعید کراتشی) وکذا فی الهندية لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذا المعتدة کذا فی السراج الوهاج (الفتاوی الهندية، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر ۱/ ۲۸۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(۳) وعلیه یحمل ما فی فتاوی قارئ الهدایة، حیث سئل عمن غاب زوجها ولم یترک لها نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفی ان یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب فی فسخ النکاح بالعجز عن النفقة والغیبة ۳/ ۵۹۱ ط سعید کراتشی)

(جواب ۲۱۶) حنفیہ نے امام مالکؒ کے مذہب کے موافق چار سال انتظار کرنے کے بعد اس امر کی اجازت دیدی ہے کہ عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرالے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرلے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مفقود الخبر کی بیوی موجودہ زمانہ میں کتنے دنوں کے بعد نکاح کرے گی؟

(سوال) اگر کسی عورت کا شوہر گم ہوجائے اور اس کا کوئی پتہ نہ چلے تو وہ عورت کتنی مدت کے بعد دوسرا خاوند کرسکتی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۰۰ عبدالمجید خاں صاحب (روہتک) ۷ شوال ۱۳۵۶ھ م دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۷) چار سال انتظار کرکے کسی مسلمان حاکم سے اپنا نکاح فسخ کرائے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر کے تقریباً پانچ سال گمشدگی کے بعد بیوی نے دوسری شادی بغیر قضائے قاضی کے کرلی تو جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک عورت کا خاوند اپنے سسرال کے رشتہ داروں سے کسی بات پر تنازعہ ہونے سے لڑ جھگڑ کر اور ناراضگی ظاہر کرکے کسی دور دراز جگہ چلا گیا اور عرصہ تک اس عورت کے والدین نے ہر چند کوشش کیا لیکن کہیں سراغ نہ ملا اس کے بعد چار سال چار ماہ دس دن کی مدت سے زائد عرصہ قریباً پانچ سال گزر جانے پر عورت مذکور کا نکاح ثانی کسی دیگر شخص سے کردیا گیا جس کو اب تقریباً تین سال کا عرصہ ہوگیا ہے اور عورت کا خاوند از اول تا ہنوز مفقود الخبر ہے کیا اس عورت کا نکاح ثانی درست ہے اور عقد پڑھانے والے پر کوئی ذمہ داری تو عائد نہیں ہوئی اگر ہوئی ہے تو اس کے لئے اب کیا حکم ہے جب کہ وہ ایک قریہ کی مسجد کا امام ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۷۳ جناب منشی حفیظ اللہ صاحب (حصار) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۸) جب کہ خاوند آٹھ سال سے مفقود الخبر ہے تو اس کی زوجہ کو یہ حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرائے اور پھر عدت گزار کر دوسرا نکاح کرلے (۳) پہلا نکاح فسخ کرانے سے پہلے

---

(۱) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضي اربع سنين . وقد قال في البزازية الفتوى في زماننا على قول مالك وقال الزاهدي كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب المفقود مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود ٤/٢٩٥ ط سعيد كراتشي)

(۲) ولا يفرق بينه و بين امرأته وقال مالكؒ اذا مضى اربع سنين يفرق القاضي بينه و بين امرأته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاءت لان عمرؓ هكذا قضى في الذي استهواه الجن بالمدينة وكفى به اماما (الهداية' كتاب المفقود ٢/٦٢٢ ط شركة علمية ملتان)

(۳) ولا يفرق بينه و بين امرأته وقال مالكؒ اذا مضى اربع سنين يفرق القاضي بينه و بين امرأته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاءت لان عمرؓ هكذا قضى في الذي استهواه الجن بالمدينة وكفى به اماما (الهداية كتاب المفقود ٢/٦٢٢ ط شركة علمية ملتان)

جو نکاح کر دیا گیا وہ جائز نہیں ہوا(۱) نکاح پڑھانے والے نے اگر یہ جانتے ہوئے کہ عورت منکوحہ ہے اور اس کا نکاح فسخ نہیں کرایا گیا نکاح پڑھایا تو وہ گنہ گار ہوا اس کو توبہ کرنی لازم ہے توبہ کے بعد وہ امامت پر قائم رکھا جائے تو جائز ہے۔(۲)

مسلمان حاکم میسر نہ ہو تو جماعت مسلمین جس میں علماء و عمائد شریک ہوں فسخ کی کارروائی کر سکتے ہیں ان کی کارروائی شرعی جواز کے لئے کافی ہوگی (۳) قانونی مواخذہ قائم رہے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

گمشدہ شوہر کی بیوی کی دوسری شادی کے لئے قضائے قاضی ضروری ہے اور اگر قاضی نہ ہو تو جماعت مسلمین یہ کام کر سکتی ہے

(سوال) میری لڑکی جوان ہے اور شوہر اسکا پانچ سال سے مفقود ہے بہت تلاش کیا گیا مگر پتہ نہیں چلا کوئی ذریعہ اس کے گزارہ کا نہیں اور ہندوستان میں قاضی شرعی بھی موجود نہیں کیا یہ ممکن ہے کہ جماعت مسلمین کے سامنے یہ قضیہ پیش کر کے مذہب مالکی پر فتویٰ لیا جائے جس میں چار سال کے بعد حکم موت مفقود کا کر دیا ہے۔ میں غریب آدمی ہوں کسی اسلامی ریاست تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس واسطے کوئی آسان تدبیر لڑکی کی رہائی کی ارشاد فرمائی جائے اور جماعت مسلمین کے فیصلے کے لئے کیا شرائط ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۳۹ شیخ سلیم الدین صاحب میرٹھ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۹) جماعت مسلمین بھی یہ کام کر سکتی ہے جب کہ شرعی قاضی نہ ہو اور کوئی دوسری صورت ممکن نہ ہو(۴) موجودہ حالت میں مسلمان جج بھی شرعی قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے(۵) اور حافظ عبداللہ کا شریعت بل جو پاس ہو کر ایکٹ بن چکا ہے اس کے تحت مقدمہ چل سکتا ہے اور رہائی ہو سکتی ہے جماعت مسلمین کی کارروائی قانوناً قابل اعتبار نہ ہوگی اور جب اس کے ہاتھ میں قوت تنفیذیہ نہیں تو وہ غیر مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) اما نکاح منکوحة الغير ومعتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعيد كراتشي) وكذا في الهندية لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة كذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱/۲۸۰ ط ماجدية كوئته)

(۲) حدیث شریف میں ہے: عن ابی عبیدة بن عبداللہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب كمن لا ذنب له (رواه ابن ماجه في سننه باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ ط مير محمد كراتشي)

(۳) الحيلة الناجزة، بحث حكم زوجه مفقود، جواب سوال پنجم ص ۶۵ مطبوعه دار الاشاعت كراچی

(۴) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة، بحث مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۵) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة بحث مقدمہ دربیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۲ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

جس عورت کا شوہر وفات پا چکا ہے' وہ عدت وفات کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے

(سوال) ہندہ کا شوہر بکر تھا جو عرصہ پانچ سال سے مفقود الخبر ہے زائد حصہ تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہلاک کر ڈالا گیا اب ہندہ زید کے ساتھ عقد کر سکتی ہے جب کہ زید کا ناجائز تعلق ہندہ کے ساتھ بکر کی زندگی میں بھی تھا۔ فقط المستفتی نمبر ۲۳۶۵ قاضی منظور احمد صاحب (ہردوئی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م ۱۰ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۰) جب کہ ہندہ کا شوہر بکر ہلاک ہو چکا ہے تو ہندہ زید کے ساتھ عقد کر سکتی ہے. گرچہ اس کا زید سے ناجائز تعلق تھا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

دس سال بعد جماعت مسلمین نے گمشدہ کی بیوی کی دوسری شادی کر دی' بعد میں پہلا شوہر آگیا' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک مسماۃ کا شوہر جو اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ دس برس سے مفقود الخبر تھا اس مسماۃ نے اپنے گاؤں کے پنچوں کی اجازت اور مشورے سے زید کے ساتھ عقد پڑھایا عقد کے چند روز بعد اس کا اصلی شوہر جو مفقود الخبر تھا آگیا تو اب وہ عورت کو واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور اصلی شوہر کے آجانے سے دوسرے شوہر کا عقد باقی رہا یا ٹوٹ گیا؟ المستفتی نمبر ۲۴۷۳ شہدت صاحب برہانپور (سی پی) ۱۳ صفر ۱۳۵۸ھ ۴ اپریل ۱۹۳۹ء'

(جواب ۲۲۱) اگر عورت نے اپنے شوہر کا مفقود الخبر ہونا جماعت مسلمین پر واضح کر دیا تھا اور جماعت نے تحقیق کر کے عدم نفقہ یا خوف زنا کی وجہ سے عورت کا پہلا نکاح فسخ کر کے دوسرے نکاح کی اجازت دیدی تھی تو اب شوہر اول عورت کو واپس نہیں لے سکتا نکاح ثانی قائم ہے اور قائم رہے گا بشر طیکہ عورت نے عدت گزار کر باقاعدہ دوسرا نکاح کیا ہو۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(**جواب دیگر ۲۲۲**) مفقود کی زوجہ کے لئے ۹۰ سال انتظار کرنے کے بارے میں فقہائے متاخرین نے سخت دشواری محسوس کی' اس لئے انہوں نے اس قول پر فتویٰ دینا ترک کر دیا اور چار سال انتظار کرنے کے بعد نکاح فسخ کر دینے کا حکم دے دیا اور آج کل اسی پر عمل ہے(۳) حاکم سے نکاح فسخ کرایا جائے اور عورت عدت

---

(۱) وصح الموطوءة بملك او الموطوءة بزنى اى جاز نكاح من رآها تزنى وله وطؤها بلا استبراء واما قوله تعالىٰ "والزانية لا ينكحها الازان" فمنسوخة بآية "فانكحوا ما طاب لكم من النساء" (الدر المختار' مع هامش ردالمحتار' كتاب النكاح' فصل فى المحرمات ۳ ,۵۰ ط سعيد كراتشى)

(۲) فان عاد زوجها بعد مضى المدة فهو احق بها وان تزوجت فلا سبيل له عليها (الفتاوىٰ الهندية' كتاب المفقود ۲ ,۳۰۰ ط ماجدية كوئته) حضرت مفتی اعظمؒ کے ایسے ہی ایک جواب کی پوری تفصیل جواب نمبر ۲۱۰ کے حاشیہ نمبر ۳ میں گزر چکی ہے وہاں دیکھ لی جائے۔

(۳) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين - وقد قال فى البزازية' الفتوىٰ فى زماننا على قول مالك وقال الزاهدى كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب المفقود' مطلب فى الافتاء بمذهب مالك فى زوجة المفقود ۴ ,۲۹۵ ط سعيد كراتشى)

گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نابالغ کی بیوی کو زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو تو وہ کیا کرے؟

(سوال) ایک لڑکی جس کی عمر اٹھارہ انیس سال ہے اس کا نکاح ایک لڑکے سے جس کی عمر آٹھ نو سال کی ہے کر دیا گیا۔ چونکہ فتنہ کا سخت خطرہ ہے کیا کوئی صورت تفریق کی ہو سکتی ہے؟ المستفتی نمبر ۲۷۶۲ مولوی نصیر بخش بہاولپور مورخہ ۲۳ صفر ۱۳۶۰ھ م ۲۲ مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۲۳) اگر لڑکی کے مبتلائے معصیت ہونے کا قوی خطرہ ہو تو کوئی مسلمان حاکم اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

گزارش ہے کہ حضرت علامہ مولانا غلام محمد صاحب شیخ جامعہ نے اس جواب کا حوالہ طلب فرمایا ہے۔ براہ کرم حوالہ تحریر فرمائیں۔

(جواب) خاص اس صورت میں کہ لڑکا نابالغ ہو اور لڑکی بالغہ ہو جائے اور اس کے زنا میں مبتلا ہو جانے کا قوی خطرہ ہو مخصوص جزئی نظر سے نہیں گزری مگر جواب میں جو حکم لکھا گیا ہے وہ اس پر مبنی ہے کہ ابتلاء بالزنا کا خطرہ اور حبس شہوت کا ضرر ضرر عدم نفقہ سے قوی ہے اور مفقود میں تضرر بعدم النفقہ و تضرر بحبس الشہوۃ دونوں کو عذر قرار دیا گیا اور تضرر بحبس الشہوۃ کو قوی قرار دیکر اس کے لئے چار سال کی مدت بھی ضروری نہیں سمجھی بلکہ فوراً فسخ نکاح کی اجازت مالکیہ نے دیدی اور صورت مسئول عنہا میں تضرر بحبس الشہوۃ بوجہ نابالغی و عدم صلاحیت شوہر کے یقینی ہے جس کے لئے کسی انتظار کی ضرورت نہیں جیسے کہ مفقود میں اس خاص صورت (خوف زنا) میں نہیں رکھی گئی یہ بات کہ زوجۃ المفقود میں خوف زنا کی صورت میں تاجیل ضروری نہیں سمجھی گئی حیلہ ناجزہ کے صفحہ ۷۳، ۱۱۰ اور ۲ میں موجود ہے مگر امراۃ المفقود کے بارے میں یہ روایات ہیں۔ نیز اس صورت میں ضرورت کی وجہ سے امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے موافق نابالغ ممیز سے طلاق دلوا کر اس کے نفاذ کا حکم بھی دیا جا سکتا ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) قال مالکؒ: اذا مضی اربع سنین یفرق القاضی بینه و بین امرأته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاءت لان عمرؓ هکذا قضی فی الذی استهوته الجن بالمدینة (الهدایة، کتاب المفقود ۲/ ۶۲۲ ط شرکة علمیه ملتان) وکذا فی الحیلة الناجزة بحث حکم زوجه مفقود ص ۵۹ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۲) الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجه متعنت ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۳) الحیلة الناجزة للحلیلة العاجزة بحث حکم زوجه مفقود و [illegible] مفقود کے احکام [illegible] مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۴) (قوله وجوزه الامام احمد) ای اذا کان ممیزا یعقله بان یعلم ان زوجته تبین منه کما هو مقرر فی متون مذهبه وغیرهم (هامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق ۳/ ۲۴۳ ط سعید کراتشی)

جس عورت کے شوہر کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ مر گیا ہے یا زندہ ہے تو وہ عورت کیا کرے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) بیان مسماۃ گلاب بی بی دختر عبد اللہ ذات بلوچ عمر تیس سال ساکنہ حال موگا ضلع فیروز پور بر قرار صالح مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء بیان کیا کہ میرا نکاح ہمراہ خان بیگ ولد شیر خاں ذات بلوچ ساکنہ جایا ضلع میانوالی حال آباد کالاباغ ضلع میانوالی عرصہ نو دس سال کا ہوا ہے۔ ہوا تھا اور حق مہر معجل و غیر موجل یکصد روپیہ مقرر ہوا۔ اس کے گھر تقریباً چھ سات سال آباد رہی اس کے نطفے اور میرے بطن سے ایک لڑکی بعمر تین سال موجود ہے تین سال کا عرصہ ہوا کہ اس نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور آج تک میرے نان نفقہ کا کوئی انتظام نہیں کیا میں محنت کر کے پیٹ کا گزارہ کرتی ہوں معلوم نہیں وہ مر گیا یا زندہ ہے مجھے آنکھوں سے کم نظر آتا ہے میں چاہتی ہوں اگر شرع اجازت دے تو کسی دیگر شخص سے نکاح کروں، اس وقت اسپتال کو بغرض علاج آئی ہوں مگر علاج درست نہیں ہوا ہے اس لئے محنت کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(جواب ۲۲۴) اگر شوہر کی زندگی معلوم یا مظنون ہو تو اس سے طلاق لینے اور فیصلہ کرنے کے بغیر دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا(۱) ہاں اگر اس کا مر جانا یقینی ہو تو عدت وفات گزار کر دوسرا نکاح کیا جا سکتا ہے(۲) اور موت اور حیات دونوں میں سے کسی کا یقین نہ ہو تو اس صورت میں وہ مفقود الخبر کہلائے گا اور اس کی زوجہ کو خاوند کے مفقود خبر ہونے کے وقت سے کم از کم چار سال کا انتظار کرنا پڑے گا(۳) **محمد کفایت اللہ غفر لہ‘**

متأخرین حنفیہ نے گمشدہ شوہر کی بیوی کے بارے میں امام مالکؒ کے فتوی پر عمل کیا ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۶ء میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ زوجہ کو خاوند کے مفقود الخبر ہونے کے وقت سے کم از کم چار سال انتظار کرنا پڑے گا اس مسئلہ کے متعلق یہاں کے بعض علماء اعتراض کر رہے ہیں کہ یہ مسئلہ ہمارے مذہب میں نہیں بلکہ امام مالکؒ کا مذہب ہے۔

(جواب ۲۲۵) ہاں ان بزرگوں کا یہ کہنا صحیح ہے کہ زوجہ مفقود کے لئے چار سال انتظار کرنے کے بعد نکاح کی اجازت دینا حضرت امام مالکؒ کا مذہب ہے اور یہ کہ حنفیہ کا اصل مذہب اس کے خلاف ہے(۴) مگر ان کے

---

(۱) قال الله تعالى: حرمت عليكم امهاتكم ... والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم كتب الله عليكم واحل لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم (النساء: ٢٣-٢٤)

(۲) والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا يتربصن بانفسهن اربعة اشهر وعشرا (البقرة: ٢٣٤)

(۳) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضي اربع سنين ... وقد قال في البزازية: الفتوى في زماننا على قول مالك، وقال الزاهدي: كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب المفقود، مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود ٤/ ٢٩٥ ط سعيد كراتشي) (٤) ولا يفرق بينه وبين امرأته وحكم بموته بمضي تسعين سنة، وعليه الفتوى، وفي ظاهر الرواية يقدر بموت اقرانه فاذا لم يبق احد من اقرانه حيا حكم بموته، ويعتبر موت اقرانه في اهل بلده كذا في الكافي، والمختار انه يفوض الى رأي الامام كذا في التبيين (الفتاوى الهندية، كتاب المفقود ٢/ ٣٠٠ ط ماجدية كوئته)

ساتھ ان بزرگوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئیے کہ متاخرین حنفیہ نے زمانہ موجودہ کی ضرورت پر نظر کرتے ہوئے حضرت امام مالکؒ کے قول پر فتویٰ دیدیا ہے شامی میں اس کی تصریح موجود ہے۔(۱) اسی بنا پر میں نے پہلا فتویٰ لکھا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سوال متعلقہ استفتائے سابق

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۷ء)

(جواب ۲۲۶) جب کہ خاوند چھ سال سے مفقود الخبر ہے تو اس کی عورت حاکم مجاز سے اجازت حاصل کر کے عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کیا عورت پانچ چھ سال گمشدہ شوہر کا انتظار کرنے کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہندہ کے چچا نے ہندہ کی شادی زید سے بحالت نابالغی کر دی تھی آج عرصہ پانچ چھ سال کا ہوتا ہے کہ زید مفقود الخبر ہے اور ہندہ چار سال سے بالغ ہے کیا ایسی صورت میں ہندہ نکاح ثانی کر سکتی ہے؟

(جواب ۲۲۷) اس صورت میں ہندہ حاکم مجاز سے اپنا نکاح فسخ کرا کے اور عدت گزار کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے(۳) بغیر حکم فسخ دوسرا نکاح جائز نہیں ہے(۴) فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ

عورت کو اگر شوہر کی موت کا یقین یا ظن غالب ہو، تو وہ عدت وفات پوری کر کے دوسری شادی کر سکتی ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) زید مزدوری کی غرض سے دوسرے شہر (مثلاً لاہور) گیا ہوا تھا وہاں بیمار ہو گیا۔ دوستوں کے مشورے سے وطن روانہ ہونے کے ارادے سے اکیلا موٹر میں بیٹھ کر لاہور کے اسٹیشن پہنچا اور اسٹیشن پر ہی انتقال کر گیا اقرب واعزہ کو اس کی موت کی خبر نہ تھی جب اس کے رفقا گھر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ گھر نہیں

---

(۱) (قوله خلافا لمالك) فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضي اربع سنين وقد قال في البزازية الفتوى في زماننا على قول مالك وقال الزاهدي كان بعض اصحابنا يفتون به للضرورة (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب المفقود، مطلب في الافتاء بمذهب مالك في زوجة المفقود ۴/۲۹۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) وقال مالك اذا مضى اربع سنين يفرق القاضي بينه و بين امرأته و تعتد عدة الوفاة ثم تزوج من شاءت (الهداية، كتاب المفقود ۲/۶۲۲) و كذا في الحيلة الناجزة بحث حكم زوجه مفقود ص ۶۳، ۶۴ مطبوعه دار الاشاعت)

(۳) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة بحث حكم زوجه مفقود ص ۶۳، ۶۴ مطبوعه دارالاشاعت كراچي)

(۴) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (هامش ردالمحتار كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعيد كراتشي)

پہنچا اس اثنا میں اس کی موت کی خبر تھانے میں پہنچی اور فوٹو آیا یہ فوٹو جو پولیس کے ذریعے سے آیا ہے بعینہ اسی مرنے والے کا ہے مگر کوئی شاہد نہیں ہے اب زید کو مفقود سمجھا جائے یا متوفی اور اس کی عورت کے نکاح ثانی کا طریقہ کیا ہوگا؟

(جواب ۲۲۸) اگرچہ پولیس کی خبر اور فوٹو کا اس صورت معلومہ کے ساتھ مشابہ ہونا حجت شرعیہ نہیں ہے تاہم اس کی عورت کو اگر اس خبر سے موت زوج کا یقین یا ظن غالب حاصل ہو جائے تو وہ عدت وفات پوری کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خاوند پانچ سال سے لاپتہ ہے، تو عورت دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک عورت کا خاوند عرصہ پانچ سال سے مفقود ہے عورت سخت تنگ دست اور پریشان ہے اندریں حالت کسی دوسرے فرقہ کے عالم سے فتویٰ لیکر اس کی مخلصی کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے؟

(جواب ۲۲۹) مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں تو متاخرین فقہائے حنفیہ نے بھی یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ زوجہ مفقود سخت ضرورت کے وقت مسلمان حاکم کی عدالت میں رجوع کرے اور حاکم چار سال کے بعد اس کو پہلے خاوند کی موت کا حکم دیکر نکاح ثانی کی اجازت دیدے اور وہ عدت گزار کر دوسرا نکاح کر لے(۲) انگریزی عدالتوں کے مسلمان حکام اور جماعتی پنچ بھی یہ کام کر سکتے ہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس عورت کا شوہر عرصہ دو سال سے نان و نفقہ اور حقوق زوجیت ادا نہ کرے، تو وہ عورت کیا کرے؟

(سوال) میرا شوہر ایک برس سے زائد عرصہ سے مفقود ہے سننے میں آتا ہے کہ وہ اپنے خویش و اقرب سے خط و کتابت جاری رکھا ہے مگر اس مظلومہ و بے سر و سامان عاجزہ پر کوئی قسم مہربانی نہیں دو سال سے مجھ کو نان و نفقہ سے بھی محروم رکھا ہے اب ایک معتبر انجمن کے تحت اپنی زندگی بسر کر رہی ہوں ایسا ظالم اور بد

---

(۱) وفیہ عن الجوھرۃ: اخبرھا ثقۃ ان زوجھا الغائب مات او طلقھا ثلاثا او اتاھا منہ کتاب علی ید ثقۃ بالطلاق، ان اکبر رأیھا انہ حق فلا بأس ان تعتد و تتزوج (درمختار) وقال فی الرد: وفی جامع الفصولین: اخبرھا واحد بموت زوجھا او بردتہ او بتطلیقھا حل لھا التزوج (ھامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدۃ ۳/ ۵۲۹ ط سعید کراتشی)

(۲) (قولہ خلافا لمالک) فان عندہ تعتد زوجۃ المفقود عدۃ الوفاۃ بعد مضی اربع سنین وقد قال فی البزازیۃ الفتوی فی زماننا علی قول مالک وقال الزاھدی کان بعض اصحابنا یفتون بہ للضرورۃ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب المفقود، مطلب فی الافتاء بمذھب مالک فی زوجۃ المفقود ۴/ ۲۹۵ ط سعید کراتشی)

(۳) الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ، بحث حکم زوجہ مفقود جواب سوال پنجم ص ۶۵، ومقدمہ بیان حکم قضائے قاضی در ہندوستان ودیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۲ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

خلاف شوہر مجھے ملا۔

(جواب ۲۳۰) اگر شوہر کسی طرح راہ راست پر نہیں آتا اور اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا تو کوئی مسلمان حاکم اس کے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ حضرت امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے مذہب کے موافق فسخ نکاح کی صورت ہو سکتی ہے(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وعليه يحمل ما في فتاوى قارئ الهداية حيث سئل عمن غاب زوجها ولم يترك لها نفقة فاجاب اذا اقامت بينة على ذلك وطلبت فسخ النكاح من قاض يراه ففسخ نفذ وهو قضاء على الغائب وفي نفاذ القضاء على الغائب روايتان عندنا فعلى القول بنفاذه يسوغ للحنفي ان يزوجها من الغير بعد العدة . فقوله من قاض يراه لا يصح ان يريد به الشافعي فضلا عن الحنفي بل يراد به الحنبلي فافهم (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العدة ۳/ ۵۹۱ ط سعید کراچی)

چھٹا باب

عنین

نامرد کی بیوی ایک سال کی مہلت کے بعد تفریق کرا سکتی ہے

(سوال) ایک شخص نے نکاح کیا بعد نکاح معلوم ہوا کہ وہ عنین یعنی نامرد ہے اس سے کہا گیا کہ تو بیوی کو طلاق دیدے تو وہ کہتا ہے کہ مہر اگرچہ ادا ہو گیا ہے وہ دے دو اور مہر بھی چھوڑ دو تو طلاق دیتا ہوں ورنہ نہیں اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۳۱) جب کہ خاوند عنین یعنی نامرد ہے تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ مسلم حاکم یا عدالت میں تفریق کی درخواست کرے حاکم خاوند کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے گا ایک سال میں اگر خاوند قابل مباشرت ہو گیا تو خیر ورنہ عورت کی درخواست پر حاکم نکاح کو فسخ کر دے گا خاوند کے ذمہ (اگر خلوت صحیحہ ہو چکی ہو) پورا مہر واجب الادا ہوگا تفریق کے مصارف میں سے عورت کے ذمہ کچھ لازم نہیں۔

اذا رفعت المرأة زوجها الی القاضی وادعت انه عنین وطلبت الفرقة فان القاضی یسأله هل وصل الیها او لم یصل فان اقر انه لم یصل اجله سنة الخ (هندیه) (۱) فان جاءت المرأة الی القاضی بعد مضی الاجل وادعت انه لم یصل الیها واقر الزوج انه لم یصل الیها خیرها القاضی فی الفرقة فان اختارت الفرقة امر القاضی ان یطلقها طلقة بائنة فان ابی فرق بینهما ولها المهر کاملا وعلیها العدة بالاجماع ان کان الزوج قد خلا بها وان لم یخل بها فلا عدة علیها ولها نصف المهر ان کان مسمی والمتعة ان لم یکن مسمی (هندیه ملتقطا) (۲)

جس عورت کا شوہر نامرد ہو تو وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں

(سوال) مدت دس ماہ کی ہوئی کہ ایک عورت سے ایک شخص نے نکاح کیا اور خلوت ہونے پر عورت کو معلوم ہوا کہ میاں نامرد ہے وہ پیشاب کے وقت چلی ٹیوب کے ذریعہ سے کرتا ہے چنانچہ اس نے ڈاکٹر کو دکھایا [illegible] لائے وہاں سے اس کو علاج کیا اور کہا کہ اب تمہارے شوہر کی صحت ٹھیک ہے چنانچہ عورت کی تائید سے مردانہ شخص ساتھ نامرد پایا عورت کو [illegible] سال کے قریب ہو گئے ہیں اس کے ماں باپ مفلس ہیں تو کیا بغیر خلع یعنی بغیر طلاق دیئے کسی اور جگہ سے تفریق کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۰۰ مولوی محمد [illegible] ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۲) شوہر عنین ہو تو عورت کو فسخ نکاح کرا لینے کا حق ہے تو اسے یہ حق اختیار مدت سے [illegible]

---

(۱) الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲۲ ط ماجدیه کوئٹه

(۲) الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲۴ ط ماجدیه کوئٹه

نہیں ہوتا یعنی اگر بیوی نے شادی کے بعد کئی سال تک خاموشی اختیار کی تو اس کا حق ساقط نہ ہوگا (۱) اگر شوہر خود طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو تو عورت کسی مسلمان مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست دے کہ میرا خاوند نامرد ہے اس لئے میرا نکاح فسخ کردیا جائے حاکم شوہر کو ایک سال کی مہلت دیگا کہ وہ علاج کرلے ایک سال میں اگر وہ درست ہوگیا تو خیر ورنہ عورت مکرر درخواست کرے کہ خاوند کی حالت درست نہیں ہوئی لہذا میرا نکاح توڑ دیا جائے تب حاکم خاوند سے دریافت کرے اگر وہ اس کا اقرار کرے کہ وہ عورت سے صحبت کرنے پر قادر نہیں ہوا تو حاکم نکاح فسخ کردے گا اور اگر خاوند کہے کہ میں صحبت کرچکا ہوں اور عورت کہے کہ نہیں کی تو قاضی عورت کا کسی معتبر دایہ یا ماہر عورت سے معائنہ کرائے اگر عورت کا باکرہ ہونا اس کی شہادت سے ثابت ہوجائے تو قاضی عورت کی خواہش پر تفریق کرادے گا (۲) انگریزی عدالت کے مسلمان حاکم کا فیصلہ بھی شرعاً کافی ہے۔ (۳) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نابالغی میں نامرد سے نکاح ہوگیا اب بالغ ہونے کے بعد کیا کرے؟

(سوال) کسی لڑکی کی شادی صغر سنی میں ہوگئی جب وہ لڑکی سن بلوغ کو پہنچی تو شوہر اس کا نامرد ثابت ہوا پھر اس کے شوہر کو علاج کرانے کا موقع دیا گیا مگر وہ درست نہیں ہوا ایسی حالت میں بھی جب کہ وہ ناقابل ہے طلاق نہیں دیتا اور اب وہ لڑکی بالغہ ہے کیا وہ لڑکی عقد ثانی کرسکتی ہے اس کا شوہر بغرض علاج پانچ سال تک مختلف مقامات پر گیا اور علاج کرایا مگر درست نہیں ہوا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔ المستفتی نمبر ۱۵۳۲ حافظ بشیر احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ (ضلع جھانسی) ۱۴ ربیع ثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۷ء

(جواب) (از مولوی عبدالاول صاحب) اگر شوہر واقعی ناقابل علاج ہے تو ایسی صورت میں عورت کسی مسلمان حاکم کے ہاں درخواست دیکر فسخ نکاح کا حکم حاصل کرسکتی ہے اور پھر عدت گزار کر عقد ثانی کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خادم العلماء محمد عبدالاول [illegible] دفتر جمعیۃ علماء ہند دہلی ۱۸-۵-۵۲

جواب ۲۳۳) (از حضرت مفتی اعظمؒ) فسخ کا دعویٰ شوہر کے عنین ہونے کی بنا پر ہوگا تو قاضی یا حاکم ایک سال کی مہلت بغرض علاج دے گا اور ایک سال کے بعد عورت کی دوبارہ درخواست پر نکاح فسخ کردے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وهو ای هذا الخيار على التراخي لا الفور فلو وجدته عنينا او مجبوبا ولم تخاصم زمانا لم يبطل حقها وكذا لو خاصمته ثم تركت مدة فلها المطالبة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره ۳/ ۴۹۹ ط سعيد)

(۲) اس تمام تفصیل کے لئے دیکھئے الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره ۳/ ۴۹۹، ۵۰۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ تحت عنوان [illegible] بیان حکم قضائے قاضی [illegible] دیگر ممالک غیر اسلامیہ ص ۳۳ مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

(۴) تفصیل کے لئے دیکھئے الفتاوی الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین ۱/ ۵۲۲، ۵۲۴ ط ماجدیہ، کوئٹہ

جب نامرد شوہر بیوی کو طلاق نہ دے، تو وہ کیا کرے؟

(سوال) ایک لڑکی کا شوہر نامرد ہے جب یہ بات ظاہر ہوئی تو علاج متواتر تین سال کرایا گیا مگر وہ کامیاب نہیں ہوا والدین لڑکی کا طلاق چاہتے ہیں وہ نہیں دیتا اور وہ اپنی مرضی سے لڑکی کو دوسری جگہ بٹھانا چاہتا ہے جس کو وہ لڑکی اور وارثان پسند نہیں کرتے ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۹۱ رحمان بخش صاحب (گوڑگانوہ) ۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۴) اگر شوہر نامرد ہے تو زوجہ کو حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں درخواست دیکر نکاح فسخ کر دینے کی استدعا کرے حاکم شوہر کو بقاعدہ شرعیہ ایک سال کی مہلت دے گا اور ایک سال میں بھی شوہر تندرست نہ ہو تو عورت کی دوبارہ درخواست پر نکاح فسخ کر دے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نامرد کی بیوی دوسرا نکاح کیسے کرے؟

(سوال) زید اور زبیدہ کی شادی صغر سنی میں اس کے والدین نے کی زید اور زبیدہ بالغ ہوئے باہم مجامعت نہیں ہوئی زبیدہ عرصہ دراز تک شرم وحجاب میں خاموش رہی اب مجبور ہو کر اظہار کیا ہے کہ میرا شوہر قطعی نامرد ہے مجھ سے کبھی قصد بھی نہیں کیا میرا نکاح فسخ کر کر شادی دوسرے مرد سے کی جائے زید کی ظاہر احالت زنانیہ ہے زبیدہ عرصہ آٹھ ماہ سے ناامید ہو کر اپنے پیہر بیٹھی ہے لڑکے کے وارثوں نے لڑکے سے پردگی کا دعوی عدالت میں کرایا عدالت سے زید کو ڈگری مل گئی ہے جس سے اس کا منشا زبیدہ کو روک کر تکلیف پہنچانا ہے زید یقینی نامرد ہے اور اس کے وارث چھٹکارا نہیں کرنے دیتے۔ ایسی حالت میں زبیدہ کیا کرے اپنی جان پر کب تک ظلم برداشت کرے۔ المستفتی نمبر ۱۹۲۴ کریم بخش صاحب ضلع پیواڑہ ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۵) زبیدہ کو حق ہے کہ وہ عدالت میں اپنے شوہر کے نامرد ہونے کی بنا پر فسخ نکاح کا دعوی کرے اور عدالت اس کے شوہر کو بلا کر ایک سال کی مہلت دے گی اور اگر اس عرصہ میں بھی وہ تندرست نہ ہوا تو عورت کی دوبارہ درخواست پر عدالت نکاح فسخ کر دے گی۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

موجودہ زمانہ میں نامرد کی بیوی کی تفریق کس طرح کرائی جائے؟ جب کہ قاضی شرعی موجود نہیں

(سوال) زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہوا جس کو آج پندرہ سال کا زمانہ گزر چکا لیکن زن وشو کے مخصوص تعلقات نہ قائم ہو سکے بوجہ اس کے کہ زید نامرد ہے جس کی شہادت ہندہ دیتی ہے اب ہندہ طلاق چاہتی ہے لیکن زید

( ) دیکھئے حوالہ سابقہ

(۲) دیکھئے الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثانی عشر فی العنین ۱/ ۵۲۲، ۵۲۴ ط ماجدیہ کوئٹہ

[illegible] نہیں دیتا کی صورت میں ہندوستان میں کیا چارہ کار ہے۔ درآں حالیکہ آج کل شرعی قاضی بھی نہیں ہیں عورت مذکورہ کے حصول طلاق کی کیا صورت ہوگی؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۰ محمد یوسف صاحب (ضلع [illegible]) ۲۴ ربیع ثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۳۶) ایسی صورت میں جبکہ انگریزی عدالتوں سے کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں شوہر کے خلاف درخواست کرے اور حاکم شوہر کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج دے اگر سال بھر میں وہ تندرست ہوجائے تو فبہا ورنہ عورت کی دوبارہ درخواست پر حاکم نکاح فسخ کردے گا اور عورت عدت گزار کے دوسرا نکاح کرسکے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مخنث سے نکاح ہوجاتا ہے اور اس کی امامت بھی درست ہے

(سوال) ایک شخص قد تو مرد ہے لیکن قوت مردی سے محروم ہے اس کی حرکات و سکنات میں بھی عورتوں سے مشابہت ہے ایسے شخص کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲-۱ [illegible] جامع مسجد [illegible] ۳ رجب ۱۳۵۶ھ م ۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۷) مخنث کا نکاح صحیح ہوجاتا ہے جو مادرزاد مخنث ہو جب کہ مردانہ اعضاء موجود ہوں اور عورت کے اعضاء نہ ہوں (جیسے کہ خنثیٰ میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے حرکات و بول چال میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نامرد کی بیوی کی تفریق بذریعہ طلاق یا حکم یا خلع ہو سکتی ہے اس کے بغیر دوسرا نکاح درست نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نامرد ہے۔ اس کی زوجہ اس حالت میں اس کے پاس گزر نہیں کر سکتی اور وہ طلاق نہیں دیتا

---

(۱) الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره ۳/ ۴۹۹، ۵۰۰ ط سعيد كراتشي

(۲) العنين [illegible] لا يصل الى النساء [illegible] الفتوى الهندية، باب الثاني عشر في العنين ۱/ ۵۲۲ ط ماجدية كوئٹه [illegible] من لا يصل الى النساء لمرض او كبر او سحر ويسمى المعقود [illegible] الدر المختار [illegible] الى النساء [illegible] لا يقدر على [illegible] الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره ۳/ ۴۹۶ ط سعيد كراتشي

(۳) [illegible] الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح ۳/ ۹۲ ط سعيد كراتشي [illegible]

(۴) [illegible] حرکات و سکنات میں [illegible] کراہت [illegible]

(جواب ۲۳۸) بغیر طلاق یا حکم فسخ حاصل کئے جانے یا خلع کے دوسرا نکاح نہیں ہو سکتا۔ نامرد کا نکاح حسب قاعدہ فسخ کیا جا سکتا ہے اگر وہ طلاق یا خلع پر راضی نہ ہو تو عورت کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں فسخ نکاح کی درخواست کرے حاکم شوہر کو ایک سال کی مہلت غرض علاج دے گا سال کے بعد اگر وہ تندرست نہ ہو تو عورت کی دوبارہ درخواست پر حاکم نکاح کو فسخ کر دے گا۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ساتواں باب
تحریری طلاق

"معافی مہر کے بعد طلاق دیتا ہوں" کی تحریر لکھوا کر دستخط کرنے سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

(سوال) زید کے عقد میں ہندہ تھی۔ دونوں میں لڑائی ہوئی۔ عورت (ہندہ) نے مرد (زید) سے کہا کہ مجھ کو طلاق دیدو زید خاموش رہا پھر دوسرے وقت کہا کہ طلاق دے دو اس پر زید نے کہا کہ تم مہر معاف لکھ دو میں طلاق دے دوں گا زید دوپہر کو باہر چلا گیا رات کو زید بازار سے کھانا لایا اور دونوں نے کھایا پھر دوسرے روز ہندہ نے کہا کہ ہمارا فیصلہ نہ ہوگا زید نے جواب دیا نہیں ہوگا غرضیکہ لڑائی میں چار روز گزر گئے نہ کھانا پکا نہ کھایا گیا پانچویں روز بہت اصرار پر زید کاتب اور حافظ صاحب کو بلا کر لایا حافظ صاحب نے ہندہ کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانی تب کاتب نے ہندہ سے دریافت کیا کہ تم مہر سے دست بردار رہو گی ہندہ نے جواب دیا میں یوں تو دست بردار نہیں ہوں گی مجھ کو بیس روپے اور مہر کی رقم بھی دیں تو دست بردار ہو سکتی ہوں زید نے جواب دیا میں نہیں دے سکتا پھر معاملہ ملتوی ہو گیا دو دن بعد پھر ہندہ نے کہا کہ خدا کے واسطے میرا فیصلہ کر دو۔ چاہے مجھ کو کچھ بھی نہ دو اس پر زید پھر کاتب کے پاس گیا اور کاتب سے کہا کہ ہندہ فیصلہ کرانا چاہتی ہے جو کچھ لکھنا ہو لکھ دو (کاتب ہندو وثیقہ نویس ہے) کاغذ اسٹامپ کی خریداری کے دستخط اور نشان انگوٹھا زید اور ہندہ کے بھی لئے اسٹامپ لے کر کاتب مکان چلا گیا پھر صبح کو آیا اور عورت سے پوچھا کہ کاغذ لکھوں ہندہ نے جواب دیا لکھو۔ پھر زید سے پوچھا اس نے کہا کہ اگر ان کی مرضی ہے تو لکھو کاتب نے دوسرے کمرے میں جا کر مسودہ لکھا

---

(۱) فان وطئ مرة فبها وإلا بانت بالتفريق من القاضي إن أبى طلاقها بطلبها (الدر المختار) وقال في الرد: قوله: من القاضي إن أبى طلاقها، أي إن أبى الزوج لأنه وجب عليه التسريح بالإحسان حين عجز عن الإمساك بالمعروف فإذا امتنع كان ظالماً فناب عنه وأضيف فعله إليه. (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره ۳/ ۴۹۸ ط سعيد كراتشي)

(۲) اس تمام تفصیل کے لئے دیکھئے الفتاوی الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثاني عشر في العنين ۱/ ۵۲۲ - ۵۲۵ ط ماجدية كوئته (وكذا في الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العنين وغيره ۳/ ۴۹۹ - ۵۰۰ ط سعيد كراتشي)

وہاں زید و ہندہ کوئی نہ تھا پھر زید وہاں گیا کاتب نے اس کو مسودہ سنایا جس کی نقل پر انگوٹھا و دستخط زید کا لیا گیا (جس کی نقل ہمرشتہ تحریر ہذا ہے) یعنی طلاق نامہ۔ اس کو سن کر زید خاموش چلا گیا اس کے بعد دونوں کاغذات مسپ پر لکھے گئے اور پھر کسی کو کوئی مضمون نہیں سنایا گیا بعدہ دونوں کے دستخط اور نشان انگوٹھا بھی لے لئے گئے ہندہ نے زید سے چند چیزیں مانگیں وہ زید نے خوشی دیدیں ہندہ وہ سامان لیکر دوسرے مکان میں چلی گئی اور وہاں ایک دن اور ایک رات رہی اس کے بعد زید کو بلا کر ہندہ نے کہا کہ اب مجھ کو گھر لے چلو میں کسی کے پاس نہیں رہ سکتی جس طرح ہو مجھ کو دو روٹیاں دو یہ کل سرگزشت ہے لہذا جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۵۸۴ ایچ ایم کریم بخش (ضلع اٹاوہ) ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۲۵ اگست ۱۹۳۵ء

نقل معافی نامہ مہر۔ کاغذ قیمتی ایک روپیہ۔ منکہ مسماۃ حشمت بیگم دختر کالے خاں قوم مسلمان ساکن قصبہ اوریا ضلع اٹاوہ کی ہوں و صحیح ہوں۔ حسب منشاء مستقر حد معافی زر مہر عوض مبلغ پانچ سو روپیہ بروئے تحریر طلاق نامہ مورخہ مرقومہ نوشتہ امتیاز محمد خاں ولد ولایت خاں مسلمان ساکن قصبہ اوریا پرگنہ اوریا ضلع اٹاوہ نے مجھ کو طلاق دیدی ہے لہذا بذریعہ تحریر ہذا اقرار کرتی ہوں اور لکھے دیتی ہوں اور اعلان کرتی ہوں کہ اب من مقرہ سے اور امتیاز محمد خاں سے کوئی واسطہ اور تعلق کسی قسم کا نہ رہا اور نہ آئندہ ہوگا اگر آئندہ بھی مقرہ یا میرے ورثہ و جانشینان مشارالیہ سے طلب نان و نفقہ یا بعد وفات مشارالیہ خواستگاری حق زوجیت کا دعویٰ کریں تو از روئے تحریر ہذا بالکل باطل و کاذب متصور ہو کر روبرو حاکمان وقت قابل پذیرائی تصور نہ فرمایا جاوے لہذا یہ چند کلمے بطریق دستاویز اظہار انفساخ ازدواج لکھ دیئے کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آوے مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء بقلم راج بہادر وثیقہ نویس اوریا نشانی انگوٹھہ و دستخط مسماۃ حشمت بیگم گواہ شد

محمد عظیم بخش بقلم خود گواہ شد محمد عبدالمنان بقلم خود۔

نقل صدق نامہ۔ منکہ امتیاز محمد خاں ولد ولایت خاں قوم مسلمان ساکن قصبہ اوریا ضلع اٹاوہ کا ہوں جو کہ مسماۃ حشمت دختر کالے خاں مسلمان ساکن قصبہ اوریا ضلع اٹاوہ بالعوض مبلغ پانچ سو روپے زر مہر مؤجل عرصہ ڈیڑھ سال سے میری زوجیت میں تھی لیکن بوجہ اختلاف مزاج و اختلاف طبیعت باہم متنفر و زوجہ مذکورہ کشیدہ رہا کرتی ہے اور آئے دن طرح طرح کے قضیے پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے تنازعات پیدا ہو رہے ہیں اور مسماۃ مذکورہ باوجود فہمائش اہل برادری طلب زر مہر پر زور دیتی ہے یوں تو میں بھی طلاق دینے پر آمادہ تھا لیکن اب مسماۃ مذکورہ بخوشی خاطر خود بمعافی زر مہر مبلغ پانچ سو روپے مجھ سے طالب صدق ہوئی چنانچہ آج میں بعد معاف کرا لینے زر مہر مذکور کے بمعاوضہ زر مہر بطریق جائز بمواجہہ گواہان حاشیہ و دیگر اشخاص مسماۃ حشمت مذکورہ کو طلاق دی اور جلسہ عام میں کچھ ٹھہر ٹھہر کر تین طلاقیں حسب احکام شریعت محمدی دیدیں اور اپنی زوجیت سے خارج کر دیا اب میری اور زوجہ میری کی قطعی جدائی ہو گئی اب آئندہ نہ مجھ کو مسماۃ مذکورہ پر دعویٰ زوجیت کا رہا اور نہ مسماۃ کا مہر مجھ پر رہا اب مسماۃ کو اختیار ہے کہ چاہے اپنا نکاح دوسرے سے کرے یا نہ کرے اگر آئندہ میں مسماۃ پر دعویٰ زوجیت کا کروں یا مسماۃ مجھ سے مہر کی خواستگار ہو یا نان نفقہ کی عدالت میں نالش کرے تو قطعی ناجائز اور باطل ہوگی لہذا یہ چند کلمے بطریق طلاق نامہ لکھ دیئے کہ سند رہے

در وقت ضرورت کام آوے۔

مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء۔ بقلم راج بہادر وثیقہ نویس۔ العبد نشان انگوٹھا و دستخط امتیاز محمد خاں گواہ شد محمد عظیم بخش بقلم خود۔ گواہ شد عبدالمنان بقلم خود۔

(جواب ۲۳۹) اس روداد پر جو کاغذ نمبر ایک میں درج ہے اور جس کا ماحصل یہ ہے کہ ہندہ اور زید نے صرف کاغذوں پر دستخط کئے ہیں زبان سے کچھ نہیں کہا یعنی طلاق زبان سے نہیں دی ہے جواب یہ ہے کہ یہ طلاق بائن بعوض معافی مہر کے ہوئی ہے(۱) طلاق مغلظہ نہیں ہوئی ہے اگر زید اور ہندہ باہم راضی ہوں تو بدون حلالہ نکاح جدید کر سکتے ہیں(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غصہ کی حالت میں یکدم تین طلاق لکھنے سے کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

(سوال) زید اور اس کی زوجہ ہندہ کا خانگی امور میں نزاع رہتا تھا نوبت یہاں تک پہنچی کہ زید تنگ آگیا اور غصہ اور بے بسی کی حالت میں عورت کے روبرو خط تحریر کر کے ہندہ کو دیدیا کہ ہندہ بنت بکر کو تینوں طلاق ساتھ دیتا ہوں اور اپنے دستخط کر کے ہندہ کو دے دیا اور خویش و اقارب سے مذاکراۃً کہا کہ میں نے ہندہ کو طلاق دے دی تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ صورت مسئولہ میں غصہ اور بے بسی کی حالت میں جو ہندہ کو طلاق دی گئی ہے اس سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟ اگر واقع ہو گی تو کتنی واقع ہو گی رجعی بائن یا مغلظ؟ کیا تینوں طلاق کے ساتھ دینے میں اور علیحدہ علیحدہ دینے میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک حکم ہے اور عورت کے روبرو ہوتے ہوئے تحریر طلاق معتبر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ المستفتی نمبر ۸۷۳ محمد اسمٰعیل سیدات (جوہانسبرگ) ۲۵ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۴۰) تینوں طلاقیں یکدم دینا ناجائز اور مکروہ ہے لیکن اگر کوئی اس مکروہ فعل کو عمل میں لے آئے تو تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں اور شخص مذکور خلاف ہدایت عمل کرنے کا مواخذہ دار ہوتا ہے(۳) تینوں طلاقوں کا پڑ جانا اور طلاق مغلظ ہو جانا امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ یعنی چاروں اماموں اور جمہور

---

(۱) وحكمه ان الواقع به ولو بلا مال و بالطلاق الصريح على مال طلاق بائن (تنوير الابصار و شرحه مع هامش ردالمحتار كتاب الطلاق، باب الخلع ۳/۴۴۴ ط سعيد كراتشي) وقال في ردالمحتار: ان الصريح نوعان: صريح رجعي و صريح بائن فالاول ان يكون بحروف الطلاق بعد الدخول حقيقة غير مقرون بعوض ولا بعدد الثلاث، واما الثاني فبخلافه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب الصريح نوعان رجعي و بائن ۳/۲۵۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۲ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) اما البدعي ان يطلقها ثلاثا في طهر واحد بكلمة واحدة او بكلمات متفرقة او يجمع بين التطليقتين في طهر واحد بكلمة واحدة او بكلمتين متفرقتين فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الاول في تفسيره ۱/۳۴۸ ط ماجدية كوئٹه)

امت محمدیہ کا مذہب ہے۔ خلاصہ یہ کہ صورت مسئولہ میں تین طلاق پڑ چکی ہے۔(۱) فقط سوال کی تیسری صورت کیا مراد ہے؟(۲) اگر اس سے مراد اکراہ ہو تو اس صورت میں اکراہ کی تحریری طلاق واقع نہیں ہوتی بشرطیکہ زبان سے تلفظ نہ کیا ہو صرف لکھی گئی ہو (اکراہ کی) تحریر سے طلاق نہیں ہوتی۔(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

معلق طلاق میں جب شرائط نہیں پائی گئیں تو طلاق بھی نہیں ہوئی

(سوال) (۱) نور محمد کی لڑکی اور رحمت اللہ کا لڑکا (۲) نور محمد کی لڑکی اور رحمت اللہ کا لڑکا سوئم نور محمد کی لڑکی اور رحمت اللہ کا لڑکا چہارم رحمت اللہ کی لڑکی اور محمود خاں کا لڑکا پنجم ایک خاں کی لڑکی اور نور محمد کا لڑکا ان سب کی شادی نور محمد کے یہاں ہوئی تھی اور سب نابالغ تھے یہ سب آپس میں دو گھروں کے درمیان تھے تو دیا اپنی طرف سے قاضی صاحب کے یہاں گئے اور جو شرط مقرر کی وہ یہ ہے کہ تم ہماری لڑکی کو طلاق دو گے تو ہم تمہاری لڑکی کو طلاق دے دیں گے اور قاضی صاحب کے وہاں چار گواہوں کی موجودگی میں قاضی صاحب سے بھی کہا کہ یہ ہماری لڑکی کو طلاق دیتے ہیں اور ہم ان کی لڑکی کو طلاق دیتے ہیں تو ان سب کے طلاق نامے لکھوائے ازاں بعد قاضی صاحب نے ان سب کے طلاق ناموں کی تحریریں چھ تیار کیں ان تحریروں میں قاضی صاحب نے وہ الفاظ شرط کے جن کے باوجود یہ فریقین نے قاضی صاحب کو کہا تھا کہ یہ ہماری لڑکی کو طلاق دیتے ہیں تو ہم ان کی لڑکی کو طلاق دیتے ہیں ازاں بعد ایک ایک تحریر پر پنچ گواہوں نے قاضی صاحب سے دستخط لیے تو چار نے تو چار تحریروں پر دستخط دے دیئے اور ایک جو حاضر تھا وہاں چار دستخط لینے پر ... اور جو نابالغ تھا وہ حاضر نہ تھا مگر اس کے طلاق کی تحریر اس کے والد نے لکھائی تھی گواہوں نے دو بارہ دستخط لینے کو اس کے والد کو کہا تو اس کے والد نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو جنہوں نے چار تحریروں پر دستخط کئے تھے انہوں نے بھی قاضی صاحب کو کہا کہ جب یہ دستخط کرنے سے انکار کرتا ہے تو ہماری طرف سے بھی طلاق نہیں ہے کیونکہ ہماری شرط یہ تھی کہ یہ ہماری کو طلاق دیں گے تو ہم ان کی کو طلاق دیں گے تو اس

---

(۱) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث ... وقد ثبت النقل عن أكثرهم صريحا بإيقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق إلا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بأنها واحدة لم ينفذ حكمه لأنه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳ / ۲۳۳ ط سعيد كراتشي) وعن عائشة أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي ﷺ أتحل للأول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول (رواه البخاري في الجامع الصحيح، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث لقوله تعالى الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان ۲ / ۷۹۱ ط قديمي كراتشي)

(۲) ويقع طلاق من غضب خلافا لابن القيم وهذا الموافق عندنا لما مر في المدهوش (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، مطلب في طلاق المدهوش ۳ / ۲۴۴ ط سعيد كراتشي)

(۳) وفي البحر أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا كذا في الخانية (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق ۳ / ۲۳۶ ط سعيد كراتشي)

صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۰۷ حاجی معین الدین صاحب (ڈیسہ) ۱۹ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۱) چونکہ طلاق دینے والوں نے طلاق مشروط لکھنے کا حکم دیا تھا لیکن قاضی صاحب نے طلاق غیر مشروط لکھ دی اور دستخط کرنے والوں نے طلاق مشروط سمجھ کر دستخط کر دیئے تو یہ طلاق نہیں ہوئی(۱) اور نابالغ کی طرف سے اس کے ولی کو طلاق دینے کا حق نہیں ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلاق نامہ خود لکھنے یا کسی دوسرے سے لکھوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ زوجہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں طلاق لکھ کر بھیج دی جس کو عرصہ بیس روز کا ہوا بعد ازاں وہ اپنی زوجہ کو اپنی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے نیز یہ بھی کہتا ہے کہ میرا طلاق دینے کا قطعی ارادہ نہ تھا ایک دشمن نے میرے اوپر سفلی علم کرایا جس کا اثر یہ ہوا کہ میرا ایک گھنٹہ میں طلاق دینے کا ارادہ ہو گیا اور اسی وقت طلاق لکھ کر بھیج دی گویا مجھے اس بات کا ہوش نہ رہا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا نہیں کر رہا اور یہ بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک دشمن نے میرے اوپر سفلی کرائی ہے لہذا اب زوجہ کو رجوع کرنے کے لئے شرع المقدس کیا اجازت دیتی ہے اور کس طرح؟ المستفتی نمبر ۱۸۳۲ عبدالغفور محلہ نیاریان دہلی ۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۲) اگر خاوند اس امر کا اقرار کرے کہ لکھی ہوئی تحریر اسی نے لکھ کر یا لکھوا کر بھیجی ہے تو طلاق پڑ گئی(۳) اور جس قسم کی طلاق تحریر میں ہو گی اس قسم کی پڑی ہے اگر تین طلاقیں لکھی تھیں تو تین پڑیں اور رجوع جائز نہیں(۴) یہ عذر کہ شوہر کے ہوش و حواس قائم نہ تھے اس کی تحقیقات بذریعہ قاضی یا ثالث کے ہو سکتی ہے اگر قاضی یا ثالث بعد تحقیقات کے یہ فیصلہ کر دے کہ فی الحقیقت شوہر تحریر طلاق کے وقت ہوش و حواس بجا نہ رکھتا تھا اور زوال ہوش و حواس اس کے اختیاری ناجائز فعل سے نہ تھا تو قاضی یا حکم

---

(۱) لو استکتب من آخر کتاب بطلاقہا و قرأہ علی الزوج فأخذہ الزوج و ختمہ و عنونہ و بعث الیہا فاتاہا وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ وان لم یقر انہ کتابہ و لم تقم بینۃ لکنہ وصف الامر علی وجہہ لا تطلق قضاء ولا دیانۃ وکذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع الطلاق مالم یقر انہ کتابہ. (ہامش رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ۳/۲۴۶ ط سعید کراتشی)

(۲) لا یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ لحدیث ابن ماجہ الطلاق لمن اخذ بالساق والمجنون والصبی ولو مراہقا (الدرالمختار مع ہامش رد المحتار، کتاب الطلاق ۳/۲۴۲ ط سعید کراتشی)۔

(۳) کتب الطلاق ان مستبینا علی نحو لوح وقع ان نوی و قیل مطلقا (درمختار) وقال فی الرد ولو استکتب من آخر کتابا بطلاقہا وقرأہ علی الزوج فاخذہ الزوج و ختمہ و عنونہ و بعث الیہا وقع ان اقر الزوج انہ کتابہ (ہامش رد المحتار مع الدرالمختار، کتاب الطلاق، مطلب فی الطلاق بالکتابۃ ۳/۲۴۶ ط سعید کراتشی)

(۴) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ و ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا و یدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا کذا فی الہدایۃ (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعۃ، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۱/۴۷۳ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

یہ فیصلہ دے سکتا ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

شوہر نے طلاق نامہ خود نہیں لکھا اور نہ کسی دوسرے سے لکھوایا، تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) ایک مسلمان کی شادی بلوغیت کی حالت میں ایک نابالغ مسلمان لڑکی سے ہوئی اب لڑکی بالغ ہو گئی ہے مگر آجتک رخصتی نہ ہوئی یہ بات طے تھی کہ محرم کے ماہ میں رخصتی ہوگی اسکا شوہر کلکتہ میں ملازمت کرتا ہے اس نے کسی کی شکایت یا بدظنی کی بنا پر طلاق نامہ لکھ کر ڈاک کے ذریعہ سے لڑکی کے وارث کے پاس بھیج دیا جسکا خلاصہ یہ ہے۔

علی جان سبحان و علی بخش کو معلوم ہو کہ ہماری شادی جو تمہاری بہن زینب سے ہوا تھا ہم اس کو آج مجبوری سے طلاق دیتے ہیں خدا رسول اور سب فرشتوں کو گواہ رکھ کر تین طلاق۔ تمہارے خاندان کا حال پہلے سے ایسا معلوم نہ تھا سب لوگ کہتے بھی تھے وہ تمہاری بہن تھانہ کے داروغہ سے پھنسی ہے۔ روشن میاں سے بھی پھنسی ہے وغیرہ ہم نے آنکھ سے دیکھا جو مولوی صاحب کو بھی ہم بولے تھے علی خاں اپنی ماں اور خالہ سے بھی کہہ دیں کہ ہم تمہاری بیٹی زیب النساء کو تین طلاق دیا' طلاق دیا' طلاق دیا ہم نے محبوب میاں عبدل میاں کو بھی لکھ کر بھیج دیا ہے تم سب لوگ بھڑوا ہو لو اب گھر میں رکھ کر کمائی کھاؤ خدا تم لوگوں کو غارت کرے گا ہم کو بہت لڑکی ہیں مگر تمہارے جیسے رنڈی نہیں۔ شیخ محی الدین علی پور کلکتہ

مندرجہ بالا طلاق نامہ آنے کے بعد محی الدین کہتا ہے کہ رخصتی کردو ہم نے طلاق نہیں دی ہے بالکل جھوٹ بات ہے یہ طلاق نامہ ہم نے نہیں لکھا ہے خدا کی قسم اور بھاری بھاری قسم کھاتا ہے کہ ہم کو طلاق تک کی خبر نہیں ہے کسی دشمن یا دوسرے شخص نے میری طرف سے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دیا ہوگا ہم نے نہ تو طلاق دی ہے نہ برا بھلا کہا ہے ہم کو لڑکی رخصت کردو۔ یہ طلاق نامہ جعلی ہے طلاق نامہ لڑکی کے یہاں موجود ہے اور وہ انکار کرتا ہے کہ ہم نے نہیں لکھا ہے اور ڈاکخانہ کا مہر بھی صاف کلکتہ کا ہے جہاں وہ ملازم ہے اس کے علاوہ ایک خط اور بھی ہے جو شوہر کی ماں لے کر لڑکی کے پاس آئی تھی یہ طلاق نامہ کے پہلے اس میں لکھا ہے۔ یعنی انہوں نے اپنی ماں کو لکھا ہے کہ تم برابر یہ خط لیکر کرپور رخصتی کے لئے جاؤ رخصتی مانگو اور کہہ دو کہ یہاں کا چال چلن اچھا نہیں ہے لڑکی اب بچی نہیں ہے اور کہہ دو کہ اگر رخصتی نہ کروگے تو ہم پھر طلاق دیدیں گے تو پھر پچھتاؤ گے لڑکی والے نے رخصتی نہ کی اور خط بھی لڑکی والے نے رکھ لیا شوہر کہتا ہے کہ یہ خط بھی ہم نے نہیں لکھا ہے سب جعلی ہے ماں کو کوئی بھیجا ہوگا اب بتلایئے کہ لڑکی کو طلاق پڑی یا نہیں کیا اس

---

(۱) وسئل نظماً فیمن طلق زوجتہ ثلاثاً فی مجلس القاضی وھو مغتاظ مدھوش فأجاب نظماً أیضاً بأن الدھش من أقسام الجنون فلا یقع وإذا کان یعتادہ بأن عرف منہ الدھش مرۃ یصدق بلا برھان. (ھامش رد المحتار، کتاب الطلاق، مطلب فی طلاق المدھوش ۳ / ۲۴۴ ط سعید کراتشی) وقال ابن عابدین فی العقود الدریۃ: فعلی ھذا حیث حصل للرجل دھش زال بہ عقلہ وصار لا شعور لہ لا یقع طلاقہ والقول قولہ بیمینہ إن عرف منہ الدھش وإن لم یعرف منہ لا یقبل قولہ قضاء إلا ببینۃ کما صرح بذلک علماء الحنفیۃ. (العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ، کتاب الطلاق ۱ / ۳۸ ط حاجی عبدالغفار قندھار، افغانستان)

گیا اس کے انکاری ہونے سے طلاق صحیح نہ ہوگی۔ المستفتی نمبر ۲۰۳۷ محمد رمضان خاں (ضلع مونگیر)

(جواب ۲۴۳) تحریری طلاق نامہ کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یا تو شوہر خود اقرار کرے کہ اس نے طلاق نامہ بھیجا ہے(۱) یا اس امر کے شاہد موجود ہوں جو شہادت دیں کہ یہ طلاق نامہ ان کے سامنے شوہر نے لکھا ہے یا لکھوایا ہے(۲) اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو پھر شوہر کا یہ حلفیہ بیان کہ اس نے یہ طلاق نامہ نہیں لکھا نہ لکھوایا نہ بھیجا قبول ہوگا اور طلاق کا حکم نہ دیا جائے گا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

صرف تحریری طلاق سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔

(سوال) تحریری طلاق دیکر انکار کرنا تحریر کا اپنی ہونے کا اقرار لیکن طلاق دینے سے انکار ہے اور واقعی زبان سے طلاق نہیں دی ہے گواہ یہی کہتے ہیں کہ زبان سے طلاق نہیں دی صرف دیا ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۴۱ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۴) تحریری طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے جب کہ شوہر اپنے ہاتھ سے طلاق تحریر کرے یا دوسرے کی طلاق کو پڑھ کر یا سنکر خوشی سے دستخط کر دے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر سے جبراً طلاق نامہ لکھوایا گیا، مگر اس نے زبان سے نہیں کہا، تو طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال) ہندہ بنت ابوبکر زوجہ عمر نکاح کے دو سال بعد اپنی والدہ کے پاس گئی جب عمر لینے کے واسطے گیا تو ابوبکر وغیرہ نے اپنے چند ہمسایوں کو جمع کر کے عمر کو دھمکی قتل اور مار پیٹ کی دیکر طلاق نامہ مندرجہ ذیل لکھوالیا۔

منکہ عمر ولد عبداللہ ساکن فلاں جگہ کا ہوں جو کہ عقد نکاح میرے ساتھ مسماۃ ہندہ بنت ابوبکر کے

....

---

(۱) لو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث اليها فأتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه. وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لاتطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه او لم يمله بنفسه لايقع الطلاق مالم يقر انه كتابه (هامش ردالمحتار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۳ ۲۴۶، ۲۴۷ ط سعيد كراتشي)

(۲) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الشهادات ۵ ۴۶۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) ويسأل القاضي المدعى عليه عن الدعوى فيقول انه ادعى عليك كذا فماذا تقول. فان اقر فيها او انكر فبرهن المدعي قضي عليه بلا طلب المدعي والا يبرهن حلفه الحاكم بعد طلبه (الدر المختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الدعوى ۵/ ۵۴۷ ط سعيد كراتشي)

(۴) لو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فأتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه. وان لم يقر كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لاتطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لايقع الطلاق مالم يقر انه كتابه (هامش ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۳, ۲۴۶ ط سعيد كراتشي)۔

ہوا تھا اب وہ مجھ سے ناراض ہے اور میرے ساتھ جانا نہیں چاہتی اور خواہش مند طلاق کی ہے لہذا میں نے اس کو عند بتہ طلاق دیکر آزاد کر دیا اب میرا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہ رہا۔
بعد تحریر کہا کہ یہ تحریر میں نے تم لوگوں کے کہنے سے لکھدی ہے اگر میں ہزار سال بھی زندہ رہوں گا تو بھی طلاق نہیں دوں گا ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۸۶ نواب زادہ محمد مرشد خاں مراد آباد ۱۵ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۵) اگر یہ تحریر جبر و اکراہ سے لکھوائی گئی ہے اور زبان سے طلاق کا تلفظ نہیں ہوا تو طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کذافی کتب الفقہ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

زبردستی شوہر سے طلاق نامہ پر کوئی انگوٹھا لگوالے، تو اس سے طلاق واقع نہ ہو گی

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی زبان سے اپنی منکوحہ عورت کو طلاق کا کوئی لفظ صراحۃً و کنایۃً نہیں کہا بلکہ ایک فرضی طلاق نامہ لکھ کر تین چار آدمیوں نے زبردستی اسکا ہاتھ پکڑ کر اس جعلی اور فرضی طلاق نامہ پر اس کا انگوٹھا ضرور لگوالیا ہے اس صورت میں اس کی منکوحہ پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟
سائل مذکور ان کے مجبور کرنے پر طلاق کا کاغذ خریدنے تو ان کے ساتھ گیا مگر ہر چند انکار کرتا رہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دوں گا اور کاتب کو ہر چند طلاق نامہ لکھنے سے روکا گیا مگر مکرہین نے اپنے طور پر ایک فرضی طلاق نامہ تیار کر لیا اور سائل سے زبردستی صرف انگوٹھا لگوالیا گیا اور سائل نے طلاق کا لفظ زبان سے نہیں کہا۔ چند آدمی ایک پاس کے شہر میں سائل کو دھوکے سے لے گئے انہوں نے اپنی گرہ سے دام دیکر طلاق کا کاغذ خرید یا اور وثیقہ نویس سے طلاق کا کاغذ لکھوانا شروع کیا میں نے وثیقہ نویس کو ہر چند لکھنے سے روکا اور بیس روپے دینے کا وعدہ بھی کیا مگر وہ نہ مانا یہ جعلی کاغذ لکھوا کر تین چار آدمیوں نے پکڑ کر میرا انگوٹھا لگوایا۔

(جواب ۲۴۶) اس طرح زبردستی انگوٹھا لگوا لینے سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں ہوئی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) وفی البحر: ان المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق، فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأتہ فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ہنا کذا فی الخانیة (ہامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق ۳ / ۲۳۶ ط سعید کراتشی)

(۲) رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأتہ فلانة بنت فلان فکتب امرأتہ فلانة بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأتہ، لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ہہنا (الفتاوی الخانیة علی ہامش الفتاوی الہندیة، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق بالکتابة ۱ / ۴۷۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

شوہر طلاق خود لکھنے یا دوسرے سے لکھوانے کا انکار کرتا ہے مگر گواہ نہیں ہے، تو کیا حکم ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) سلیمان صاحب کا بیان ہے کہ ستمبر ۱۹۳۳ء میں میرا لڑکا اپنی بہن خدیجہ بی بی کو مولمین سے رنگون لینے کو آیا اور اپنی بہن کو لیکر رنگون اسٹیشن پر پہنچا اسٹیشن پر خدیجہ بی بی کا شوہر احمد آیا اور خدیجہ بی بی کو قرآن شریف دیا اور کہا کہ تم اپنا قرآن شریف بھی لیتی جاؤ مولمین پہنچ کر تقریباً ایک ماہ بعد خدیجہ بی بی کو قرآن شریف پڑھتے پڑھتے ایک خط اس میں رکھا ہوا ملا جس کا مضمون یہ تھا مرقومہ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۲ء میں نے اپنی بی بی خدیجہ بنت سلیمان کو اپنی خوشی سے تین طلاقیں دیں۔ بقلم احمد

احمد شوہر خدیجہ بی بی کا حلفیہ بیان ہے کہ میں نے کبھی اس قسم کا نہ خط لکھا اور نہ دوسرے سے لکھوایا نہ میں نے قرآن شریف میں رکھا نہ رکھوایا ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۴۷) اگر خدیجہ بی بی اس امر کا ثبوت پیش کر سکتی ہے کہ یہ خط اس کے شوہر نے لکھا یا لکھوایا ہے تو البتہ وقوع طلاق کا حکم دیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس کے پاس کوئی شہادت نہیں(۱) صرف قرآن مجید میں یہ پرچہ نکلنا بیان کرتی ہے تو شوہر کا حلفیہ بیان قبول کیا جائے گا(۲) اور طلاق واقع ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اسٹامپ پیپر خرید کر طلاق نامہ ادھورا لکھا مگر دستخط نہیں کیے، تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) میری ہمشیرہ عرصہ سے میرے مکان پر رہتی تھی، اسی ایام میں میرے بہنوئی بشارت علی نے ہمیشہ جھگڑا فساد کیا اور نوبت تفریق تک پہنچی اسٹامپ کاغذ خود بشارت علی لایا اور لکھا جس وقت کاغذ لکھا جا رہا تھا اسوقت بیس پچیس آدمی وہاں موجود تھے کاغذ لکھتے لکھتے گود کی لڑکی کا ذکر آیا جس پر بشارت علی نے جھگڑا کیا ور سٹامپ کاغذ ادھورا رہ گیا وہ نامکمل کاغذ لیکر اپنے گھر چلا گیا کچھ روز کے بعد دو چار آدمی اور بشارت کے والد اور احباب میرے گھر جمع ہوئے اور مصالحت ہوئی ہم نے ہمشیرہ کو بشارت کے والد کے ساتھ مع گود کی بچی کے بھیج دیا ایک ماہ بعد پھر جھگڑا فساد مار پیٹ کی گئی اب ہمشیرہ مع بچی کے میرے گھر آگئی ہے اور وہ اسٹامپ کاغذ بھی میرے پاس ہے جس پر نہ بشارت کے دستخط ہیں نہ کسی گواہ کے۔

---

(۱) ثبوت کے لئے دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے کما فی الدرالمختار: ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح و طلاق ... رجلان او رجل وامرأتان (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الشهادات ٤٦٥/٥ ط سعيد كراتشي)

(۲) ويسأل القاضي المدعى عليه عن الدعوى فيقول انه ادعى عليك كذا فماذا تقول ... فان اقربها او انكر فبرهن المدعي قضى عليه بلا طلب المدعي وان لا يبرهن حلفه الحاكم بعد طلبه (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الدعوى ٥٤٧/٥ ط سعيد كراتشي)

(جواب ۲۴۸) اگر شوہر نے زبانی طلاق دے دی ہو تو طلاق ہوگئی(۱) زبانی طلاق کی شہادت پیش کرنا عورت کے ذمہ ہے(۲) اور زبانی طلاق نہیں دی تھی صرف اسٹامپ لکھا تھا تو یہ اسٹامپ جس پر دستخط نہیں ہیں بیکار ہے اس سے طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا(۳)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

آٹھواں باب

طلاق بالاکراہ

جبراً طلاق دلوانے سے طلاق پڑتی ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو اپنے باپ کے جبر واکراہ سے مجبور ہو کر طلاق دی زید طلاق دینے پر راضی نہ تھا اور نہ اس کو یہ مسئلہ معلوم تھا کہ تین طلاق دینے کے بعد حلالہ کی ضرورت ہوتی ہے صرف یہ معلوم تھا کہ عدت کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی لہذا زید اپنے اس فعل پر سخت منفعل ہے عورت بھی کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا نہیں چاہتی بلکہ زید کے پاس واپس آنا چاہتی ہے حلالہ کرنا بھی نہیں چاہتی وہ اپنی عصمت کو دوسرے مرد کے ہاتھ بیچنا نہیں چاہتی ہے قوی احتمال ہے کہ بلا حلالہ وہ نکاح کریں اور حدود شرع سے تجاوز کریں عورت عفت مآب ہے دونوں کی محبت درجہ عشق تک پہنچی ہوئی ہے۔ المستفتی نمبر ۶۳۶ مولوی عبدالوہاب (ضلع بارہ بنکی) ۳ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۴۹) اگر معاملہ فی الحقیقت اس حد تک پہنچ گیا ہو تو زوج کسی ایسے عالم سے جو طلاق مکرہ کے وقوع کا قائل نہ ہو فتویٰ حاصل کر کے احتیاطاً تجدید نکاح کر کے عمل کر لے(۴) حنفیہ کے مذہب میں تو طلاق

---

(۱) وركنه لفظ مخصوص (درمختار) وقال في الرد (قوله لفظ مخصوص) هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح او كناية واراد اللفظ ولو حكما وبه ظهر ان من تشاجر مع زوجته فاعطاها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق ۳/۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) کیونکہ عورت مدعی طلاق ہے اور مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے' جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي ﷺ قال في خطبته البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه وقال الترمذي بعد اسطر والعمل على هذا عند اهل العلم من اصحاب النبي ﷺ وغيرهم ان البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه (رواه الترمذي' ابواب الاحكام' باب ماجاء في ان البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه ۱/۲۴۹ ط سعيد كراتشي)

(۳) لو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر انه كتابه (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/۲۴۶ ط سعيد كراتشي)

(۴) في المجتبى عن محمد في المضافة لا يقع وبه افتى ائمة خوارزم انتهى' وهو قول الشافعي وللحنفي تقليده بفسخ قاض بل محكم بل افتاء عدل (الدر المختار مع هامش ردالمحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق ۳/۳۴۶ ط سعيد كراتشي) وقال في الدرالمختار بعيد صحة التحكيم في كل المجتهدات كحكمه بكون (جاری ہے)

مکرہ واقع ہو جاتی ہے(۱) نیز تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ تجدید نکاح بھی نہیں ہو سکتی(۲) اور بدون وطی حلالہ بھی معتبر نہیں ہوتا(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہے اور طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال) بیوہ عورت سے جو نکاح کرنا چاہتا ہے لیکن وہ بیوہ اس سے نکاح کرنے پر آمادہ نہیں ہے پھر وظیفہ کے ذریعہ سے یا تعویذ کے ذریعہ اس کا رجحان ہو جاتا ہے اور وہ نکاح کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے بعد ازاں نکاح ہو جاتا ہے کچھ عرصہ کے بعد عمل کا اثر جاتا رہتا ہے یا کہنے والے کہتے ہیں کہ تو تو انکاری تھی اور نکاح کیوں کیا اب وہ جواب دیتی ہے کہ خود میں حیران ہوں کہ پہلے تو مجھ کو انکار تھا ایک دم میں نے دل سے اقرار کرتے ہوئے نکاح کر لیا اب اسے معلوم ہوتا ہے کہ میرے اوپر کسی قسم کا عمل تعویذ وغیرہ کا کیا گیا اور مرد بھی اقراری ہوتا ہے کہ ہاں میں نے ایسا کیا یہ عورت فوراً بدظن ہو جاتی ہے آیا یہ نکاح جائز رہا یا نہیں اسی طریقہ سے بالغہ باکرہ کے ساتھ مندرجہ بالا عمل ہوتا ہے پھر وہ بھی اس سے بدظن ہو جاتی ہے ایسے ہی دیکھا گیا کہ خاوند طلاق دینے کو آمادہ نہیں ہے اور اس کو تعویذ وغیرہ کے ذریعہ آمادہ طلاق کیا گیا اور اس نے طلاق دیدی ایسے حالات میں طلاق صحیح پڑی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۰ ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ
۲۴ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۵۰) نکاح اور طلاق سب صحیح اور واقع ہو جاتی ہے جب کہ اختیار اور خوشی سے واقع ہو(۴) یہ وہم کہ عمل یا تعویذ کے ذریعہ سے ایسا ہوا معتبر نہیں ہے۔(۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الكتابة والرجعة وفسخ اليمين المضافة الى الملك وغير ذلك لكن هذا مما يعلم ويكتم (درمختار) وقال في الرد: قال في الفتح: وفي الفتاوى الصغرى حكم المحكم في الطلاق المضاف ينفذ لكن لا يفتى به وفيها روى عن اصحابنا ما هو اوسع من هذا وهو ان صاحب الحادثة لو استفتى فقيها عدلا فافتاه ببطلان اليمين وسعه اتباع فتواه وامساك المرأة المحلوف بطلاقها وروى عنهم ما هو اوسع وهو ان تزوج اخرى وكان حلف بطلاق كل امرأة يتزوجها فاستفتى فقيها آخر فافتاه بصحة اليمين فانه يفارق الاخرى ويمسك الاولى عملا بفتواهما (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب القضاء، باب التحكيم، مطلب حكم بينهما قبل تحكيمه ثم اجازه جاز ٥، ٤٣٠ ط سعيد كراتشي)

(١) ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح (الدر المختار، مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ٢٣٥/٣ ط سعيد كراتشي)

(٢) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى: "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ٢، ٣٩٩ ط شركة علميه ملتان)

(٣) لا ينكح مطلقة من نكاح نافذ بها اي بالثلاث لو حرة حتى يطأها غيره ولو الغير مراهقا (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الرجعة ٤٠٩/٣ ط سعيد كراتشي)

(٤) وينعقد بايجاب من احدهما وقبول من الآخر (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح ٣/ ٩ ط سعيد كراتشي) وقال ايضا: ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح او هازلا او سفيها او سكران (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ٢٣٥/٣ ط سعيد كراتشي)

(۵) اس لئے کہ تعویذ سے عقل اور اختیار سلب نہیں ہوتا لہذا تعویذ کئے بھی ہوں تو بھی نکاح و طلاق ہو جاتے ہیں۔

جبراً طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق نہیں ہوتی

(سوال) ایک شخص پر اس کا بڑا بھائی حملہ کرتا ہے اور جس پر وہ حملہ آور ہے اسکو اپنی جان کا خطرہ ہے حملہ آور کا مطالبہ ہے کہ اگر تجھ کو اپنی جان بچانی ہے تو اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے۔ وہ شخص ہر طرح انکار کرتا ہے مگر طلاق سے اس کا انکار و عذر و معذرت کوئی کارگر نہیں، اپنے خوف سے جس میں جان کا خوف ہے وہ شخص قلم دوات لیکر ایک کاغذ پر طلاق مکرر سہ لکھ دیتا ہے اور جب طلاق کا لفظ لکھنے لگتا ہے تو بار بار رو رو کر یہ کہتا ہے کہ تیرے ڈر سے میں یہ لفظ لکھ رہا ہوں میرے دل سے طلاق کا انکار ہے میں طلاق ہرگز نہیں دیتا ویسے لکھ دیتا ہوں اور یہ شرعاً طلاق ہو ہی نہیں سکتی صورت مذکورہ میں مکرہ شخص کی بیوی کو کیا شرعاً طلاق ہوگئی یا نہیں طلاق کا لفظ لکھتے وقت وہ طلاق سے صاف منکر ہے جو حکم شرعی ہو اس سے اطلاع بخشی جاوے تاکہ اس پر عمل ہو کیونکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے عدم وقوع طلاق کا فتویٰ دیا ہے اگر ایسا ہی ہو تو زہے قسمت ورنہ جو حکم شرعی ہو اس پر عمل کیا جائے۔ المستفتی نمبر ۱۳۴۷ سیکریٹری انجمن رحمانیہ (جہانیا منڈی ضلع ملتان) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۱) اگر اس شخص نے بحالت اضطرار صرف طلاق لکھ دی ہے زبان سے ایقاع طلاق کے الفاظ ادا نہیں کئے تو اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑی فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراته و کتب لاتطلق الخ (شامی) ، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

زبردستی طلاق دلوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، جب تک کہ زبان سے الفاظ طلاق نہ ادا کئے ہوں

(سوال) بکر کے رشتہ دار نے آکر بکر سے کہا کہ تم اپنی بیوی کلثوم کو طلاق دے دیناورنہ ہم تم سے تعلق قطع کریں گے اور تمہاری بدنامی و خواری کریں گے تو بکر نے اپنی عزت شکنی کے خوف سے ان لوگوں کے سامنے اپنی عزت بچانے کے لئے ایک پرچہ پر لکھ دیا کہ میری بیوی فلانہ بنت فلاں میری طرف سے تجھ کو طلاق ہے صرف تحریر کر دیا مگر زبان سے کچھ نہیں کہا اور نہ دل میں ارادہ طلاق دینے کا تھا تو حکم شرعی کلثوم کے حق میں کیا ہے اگر یہ چاروں وقوعات ایک ہی عورت کے ساتھ واقع ہو جائیں تو اس کے حق میں کیا حکم شرعی صادر ہوتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۰۶ مولوی محمد وسیم صاحب مدرس اول مدرسہ ریاض العلوم (کانپور) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۲) اگر زید کو اس حالت پر مجبور کیا گیا ہو تو اس کے لکھ دینے سے طلاق نہ ہوگی بشرطیکہ زبان سے

---

(۱) ھامش ردالمحتار، کتاب الطلاق، مطلب فی الاکراہ علی التوکیل بالطلاق والنکاح والعتاق ۳ /۲۳۶ ط سعید کراتشی)

تلفظ نہ کیا گیا ہو۔ (۱) مجبوری سے مراد یہ ہے کہ اس کو جان کا یا کسی عضو کے تلف ہونے یا ضرب شدید کا خوف اور ظن غالب ہو گیا ہو۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جبراً شوہر سے طلاق لکھوانے سے اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی

(سوال) میری ساس صبح چھ بجے آئیں اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ چل میں نے کہا چلتا ہوں کیا کام ہے ابھی سو کر اٹھا ہوں منہ ہاتھ دھو لوں اس کے بعد چلوں گا آپ ذرا بیٹھ جائیں ابھی چلتا ہوں اس پر ساس صاحبہ نے جواب دیا منہ ہاتھ بعد میں آکر دھو لیجیو میں یہاں نہیں بیٹھتی۔ ابھی میرے ساتھ چل میں مجبوراً ساس صاحبہ کے کہنے پر چلا گیا اور وہ مجھے اپنے ماموں کے یہاں لے گئیں وہاں میں نے دیکھا کہ کئی مرد اور عورتیں جمع ہیں میں خاموش جا کر بیٹھ گیا اور حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے کچھ دیر کے بعد مجھ سے سب نے کہا ہماری لڑکی کو طلاق دے میں نے طلاق دینے سے انکار کیا اور سب نے مجھے گھیر لیا تب میں نے مجبوراً یہ کہا اچھا مجھے دو دن کی مہلت دو اس کے بعد طلاق دے دوں گا اس پر سب نے کہا ابھی طلاق دے مہلت نہیں دیتے میں نے کہا اچھا ایک دن کی ہی مہلت دے دو اس پر بھی انکار کیا گیا اس کے بعد پھر میں نے کہا کہ گھنٹہ دو گھنٹہ کی مہلت دو بار بار مہلت مانگی لیکن کسی صورت مجھے مہلت نہ دی اور طلاق دینے پر مجبور کیا اور چاروں طرف سے سب نے مجھے گھیر لیا اور بڑے رعب سے باتیں بنائیں اور میرے بزرگوں کو گالیاں دیں میں سب کچھ برداشت کرتا رہا کیوں کہ میں تنہا تھا اور میرا وہاں کوئی نہ تھا اور مجھے دھوکہ سے بلا لیا تھا کہ ضروری کام ہے اسی جبر کی صورت میں بے دلی اور بیکسی کی حالت میں مجھ سے جو میرے ساڑھو نے کہا وہ لکھ دیا میرا ساڑھو جو کچھ لکھواتا رہا میں لکھتا رہا خوف کی وجہ سے لکھنے سے انکار نہیں کیا تھا کیونکہ میرا ساڑھو مجھ سے طاقتور اور قوی ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی مرد تھے میں اپنی ذات سے اکیلا تھا مجھ سے جو طلاق کے طور پر کاغذ لکھوایا تھا وہ میری ساس صاحبہ میرے ہاتھ سے چھین کر لے گئیں تب میں نے پڑوسیوں کی طرف مخاطب ہو کر زور سے کہا کہ مجھ سے زبردستی طلاق لکھوائی ہے میں نے دل سے طلاق نہیں لکھی اور نہ اپنی زبان سے طلاق دی اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا جب مجھے ہوش آیا تو میں ناتوانی کی حالت میں گھر آیا اور کسی سے کچھ نہ کہا اس کے بعد اپنی ملازمت پر چلا گیا کیونکہ میری ملازمت کا وقت ہو چکا تھا اور دیر بھی ہو گئی تھی دوسرے روز میں نے وہاں کے پڑوسیوں سے پوچھا کہ تم کو کچھ پتہ ہے میں نے کیا لکھا ہے اور مجھ

---

(۱) وفي البحر أن المراد الإكراه على التلفظ بالطلاق، فلو أكره على أن يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق، لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا، كذا في الخانية. (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، مطلب في الإكراه على التوكيل بالطلاق والنكاح والعتاق ۳/ ۲۳۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) وشرطه أربعة أمور: قدرة المكره على إيقاع ما هدد به سلطانا أو لصا، والثاني خوف المكره إيقاعه في الحال، والثالث كون الشيء المكره به متلفا نفسا أو عضوا أو موجبا غما يعدم الرضا، والرابع كون المكره ممتنعا عما أكره عليه قبله إما لحقه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الإكراه ۶/ ۱۲۹ ط سعيد كراتشي)

سے یہ لکھا گیا۔ تب وہاں کے پڑوسیوں نے زبانی مضمون بتایا اور کہا کہ لکھتے وقت تجھے ہوش نہ تھا ہم تیرے ہمسایے ہیں اس وجہ سے نہیں بولے کہ ہم سے روزانہ لڑائی رہتی۔ وہ مضمون یہ ہے جو کہ مجھ سے جبریہ لکھوایا گیا۔ (میں محمد اکرام احمد خاں ولد کفایت اللہ خاں زوجہ اپنی کو مولوی عبدالہادی و محمد یامین خاں کے سامنے اپنی [illegible] کی والدہ کے کہنے پر اپنی لڑکی رئیسہ خاتون کو لیکر تین طلاقیں دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے خارج کرتا ہوں محمد اکرام احمد خاں بقلم خود۔ مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۸ء)

میری زوجہ کو تین یا چار ماہ کا حمل بھی ہے اور میری لڑکی اپنی ماں کے ہی پاس ہے اور دو ماہ پیشتر بیوی کی نانی صاحبہ سے میرا جھگڑا ہوا تھا۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ بے دل اور بغیر زبان کے طلاق دیئے طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی۔ فقط

میں حلفیہ کہتا ہوں کہ نہ میرے دل میں طلاق کا خیال تھا اور نہ میں نے دل سے طلاق لکھی اور نہ زبان سے طلاق کا کوئی لفظ ادا کیا۔ اتنی بات ضرور ہے کہ میرا ساڑھو عبدالہادی مجھ سے دشمنی رکھتا ہے کیونکہ مجھ سے پیشتر اس کے چھوٹے بھائی سے میری زوجہ کا نکاح ہوا تھا۔ المستفتی نمبر ۲۴۰۶ اکرام اللہ خاں دہلی ۳ رجب ۱۳۵۷ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۵۳) اگر یہ طلاق جبراً لکھوائی گئی ہے اور زبان سے طلاق نہیں دی گئی تو طلاق نہیں ہوئی،

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

زبردستی طلاق دلوانے سے یا نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) طلاق جو جبراً حاصل کی جائے یا شوہر نے بحالت نشہ دی ہو کیا اثر رکھتی ہے اہل تشیع میں ایسی طلاق مانی نہیں جاتی مگر اہل سنت اس کو مانتے ہیں کیا اس مسئلہ کے ہوتے ہوئے کوئی کمزور مسلمان اپنی بیوی و قبضہ میں رکھ سکتا ہے؟ حضرت عائشہ کی سوانح عمری مؤلفہ مولانا سید سلیمان ندوی جو دارالمصنفین سے شائع ہوئی ہے اس میں جبریہ حاصل کی ہوئی طلاق کو ناجائز اور ناقابل عمل لکھا ہے۔

(جواب ۲۵۴) جبریہ طلاق میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ضرور ہے مگر ہم حنفیہ اس کے قائل ہیں کہ جبریہ طلاق اور نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور ہماری دلیل حدیث "ثلاث جدھن

---

[1] رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان فکتب امرأتہ فلانۃ بنت فلان بن فلان طالق لا تطلق امرأتہ لان الکتابۃ اقیمت مقام العبارۃ باعتبار الحاجۃ ولا حاجۃ ھھنا (الفتاوی الخانیۃ علی ھامش الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق بالکتابۃ ۱ / ۴۷۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

جد وھزلھن جد" ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ،

نواں باب

لعان

شوہر بیوی پر ناجائز تعلقات کا الزام لگاتا ہے اور بیوی انکار کرتی ہے

(سوال) ایک منکوحہ عورت پر اس کے شوہر نے ایک غیر مرد کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کرنے کا الزام لگایا اور اس بناء پر اس سے قطع تعلق کرلیا نیز اس کے نان نفقہ سے بے نیاز ہو کر روپوش ہو گیا عورت مذکورہ الزام کو بے بنیاد ٹھہراتی ہے اور الزام دہندہ شوہر سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے حاکم ضلع کی عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا۔ عدالت سے شخص مذکور کے نام تین سمن جاری کئے گئے لیکن اس نے سمن کی تعمیل نہ کی اور حاضر عدالت نہ ہوا لہذا عدالت نے تنسیخ نکاح کا حکم دے دیا عورت اپنے آپ کو مطلقہ تصور کرتے ہوئے بعد انقضائے عدت ایک امام مسجد کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک ایسے شخص سے نکاح کی طالب ہوئی جو کہ وہ نہیں ہے جس سے ناجائز تعلقات قائم کرنے کا الزام اس کے شوہر نے لگایا تھا امام مسجد نے عدالت کے حکم تنسیخ نکاح کو کافی نہ جانا اور کسی عالم دین کے فتوے پر نکاح پڑھانے کی آمادگی ظاہر کی طالب نکاح اور طالبہ نکاح نے انجمن اسلامیہ لاہور کے مقرر کردہ مفتی مقیم شاہی مسجد لاہور سے ایک فتویٰ حاصل کیا جو کہ لف ہذا ہے مفتی مذکور اس صورت کو لعان ٹھہراتے ہیں حالانکہ شوہر ان کے روبرو حاضر نہیں ہوا امام مسجد نے اس فتوے کی سند پر نکاح پڑھادیا عورت اپنے جدید شوہر کے گھر آباد ہے چند مسلمان ایسے ہیں جو مفتی صاحب کے فتویٰ کو غلط تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معاملہ مذکورہ میں لعان کی صورت پیدا نہیں ہوئی اور امام مسجد نے اس فتویٰ کی بنا پر مذکور مرد اور عورت کا نکاح پڑھنے سے ایک حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ ان چند مسلمان بھائیوں کا یہ خیال ایک دوسرے فتوے کی بناء پر ہے جو انہوں نے ایک مولانا سے حاصل کیا ہے مولانا ممدوح کا فتویٰ بھی لف ہذا ہے۔ ڈپٹی صاحب کے فیصلے کی نقل بھی منسلک ہے مسلمانوں میں دو فریق ہوگئے ہیں فیصلہ ان امور کے متعلق مطلوب ہے۔

(الف) مفتی صاحب مسطورہ فوق کا فتویٰ فقہ حنفی کی رو سے درست ہے یا غلط؟

(ب) اگر فتویٰ مفتی صاحب کا غلط ہے تو کیا اس کی بناء پر امام مسجد کا مذکورہ عورت مرد کا نکاح پڑھا

---

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاث جدھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والرجعۃ ھذا حدیث حسن غریب والعمل علی ھذا عند اہل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغیرہم (رواہ الترمذی فی الجامع ابواب الطلاق واللعان باب ما جاء فی الجد والہزل فی الطلاق ۱/ ۲۲۵ ط سعید کراتشی ورواہ ابوداود فی سننہ کتاب الطلاق باب فی الطلاق علی الہزل ۱/ ۳۰۵ ط امدادیہ ملتان

دینا امام مسجد کو اس قابل بناتا ہے کہ اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرے کیونکہ مخالف فتویٰ گروہ کہتا ہے کہ امام مسجد نے حرام فعل کا ارتکاب کیا ہے اور مرتکب حرام کافر ہے۔

المستفتی صاحب حق بیگم فضل الدین' پنجاب کوآپریٹو یونین' لاہور

نقل سوال وجواب انجمن اسلامیہ لاہور۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ میرے شوہر نے مجھے متہم بزنا کر کے بلا نان نفقہ چھوڑا ہوا تھا میں نے عدالت میں اس امر کی چارہ جوئی کی اور وہاں سے مجھے تنسیخ نکاح کا حکم ملا اب میں دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہوں آیا شرعاً میرا نکاح فسخ ہو گیا ہے یا نہیں؟

(الجواب) صورت مذکورہ میں بحکم لعان کے حکم حاکم سے طلاق واقع ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا۔ کیونکہ لعان میں حاکم و قاضی کے حکم سے تفریق واقع ہوتی ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ اذا قذف الرجل امرأته قذفا يوجب الحد في الاجنبية فيجب به اللعان بين الزوجين كذا في النهاية اذا قال لها يازانية او انت زنيت او رأيتك تزنين فانه يجب اللعان. كذا في السراج الوهاج (۱) اذاالتعنا فرق الحاكم بينهما ولا تقع الفرقة حتى يقضي بالفرقة على الزوج فيما رقبها بالطلاق فان امتنع فرق القاضي بينهما و قبل ان يفرق القاضي لا تقع الفرقة الخ فتاوی عالمگیری (۲) جلد ثانی صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷ مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ لعان کی صورت میں حاکم و قاضی کے حکم سے طلاق و تفریق واقع ہوتی ہے اور نکاح فسخ ہو جاتا ہے پھر ایام عدت گزر جانے کے بعد عورت جس شخص کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتی ہے اس لئے مذکورہ بالا صورت میں مسماۃ نصیرن کا نکاح حکم حاکم سے فسخ ہو گیا اور اب سے شرعاً اختیار ہے کہ جس شخص کے ساتھ چاہے عقد ثانی کرے۔ نکاح سابق فسخ ہو گیا۔ کتبہ العبد الضعیف محمد عبد الستار عفی عنہ' مفتی شاہی مسجد لاہور

نقل سوال وجواب مفتی عبد القادر صاحب مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ لاہور کیا عورت کے اتنا دعویٰ کرنے سے کہ شوہر نے مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے اس الزام سے میں شوہر سے علیحدہ ہونا چاہتی ہوں اس قسم کا دعویٰ حاکم وقت کے پاس دائر کیا اور دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت حاصل کر لی اس اجازت کو مولوی عبد الستار صاحب نے لعان بتا کر جواز نکاح پر زور دیا اس کے بعد ایک امام مسجد نے مطابق اجازت کے نکاح پڑھا دیا اب شرعاً نکاح اور نکاح خواں کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

(الجواب) صورت مسئولہ میں عورت اپنے شوہر سے علیحدہ نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ طلاق نہ دے محض الزام لگانے سے تفریق کی وجہ سے نہیں ہو سکتی لعان قاضی شرعی کے روبرو ہوا کرتا ہے یہاں وہ صورت اصلاً نہیں پائی جاتی لہذا نکاح کی اجازت بلا محل ثابت ہوئی اسی وجہ سے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے امام

---

(۱) الفتاوی الهندية' كتاب الطلاق' الباب الحادي عشر في اللعان ۱/۵۱۵ ط ماجدية' كوئٹه

(۲) الفتاوی الهندية' كتاب الطلاق' الباب الحادي عشر في اللعان ۱/۵۱۶ ط ماجدية' كوئٹه

مسجد نے جو نکاح پڑھایا ہے یہ ان کا فعل حرام ہے لقوله تعالیٰ والمحصنات من النساء (۱) شوہر والی عورت کا نکاح پڑھنا حرام ہے اور حرام کا مستحل کافر ہے کافر کا اپنا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اس کے پیچھے نماز وغیرہ قبل از توبہ ناجائز ہے مجمع عام میں توبہ کرے اور تجدید نکاح و تجدید ایمان کرے گواہوں کا بھی یہی حکم ہے اور عورت شوہر ثانی سے نکال کر شوہر اول کے حوالے کرے ہذا ما عندی۔ کتبہ مفتی عبدالقادر مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور خطیب شاہی ستمبر ۱۹۲۹ء

(جواب ۲۵۵) (از حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند) دونوں فتوے درست نہیں ہیں پہلا تو اس لئے کہ لعان جاری نہیں ہوا اور جب تک لعان جاری نہ ہو جائے لعان کا حکم یعنی تفریق بھی نہیں ہو سکتی اور لعان ہو جانے کے بعد بھی قاضی کے حکم تفریق سے تفریق واقع ہوتی ہے (۲) یہ کہ خود شوہر اور قاضی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے غیر مسلم حاکم کا فیصلہ کافی نہیں۔ (۳)

دوسرا فتویٰ اس لئے کہ ارتکاب حرام موجب کفر نہیں البتہ حرام قطعی کا استحلال موجب کفر ہوتا ہے اور کسی حرام کا ارتکاب مستلزم استحلال نہیں (۴) پس امام جس نے نکاح پڑھایا ہے اس کے کفر کا حکم کرنا اور اس کے نکاح ٹوٹ جانے کا حکم کر دینا درست نہیں ہے البتہ اس نے نکاح پڑھانے میں غلطی ضرور کی ہے لیکن یہ غلطی اسے کافر نہیں بناتی اسی طرح نکاح کے گواہ اور شرکاء بھی کافر نہیں ہوتے نیز نکاح خواں نے اس فتوے کی بناء پر نکاح پڑھایا جس میں نکاح کو جائز بتایا تھا تو اس نے منکوحۃ الغیر کا نکاح نہیں پڑھایا بلکہ اپنے خیال میں ایسی عورت کا نکاح پڑھایا جس کو وہ ایک عالم کے فتوے کے بموجب نکاح پڑھانے کا محل سمجھتا تھا اور اس صورت میں وہ مستحل حرام قرار نہیں دیا جا سکتا اگرچہ فی الحقیقت اس کا یہ خیال مطابق واقع نہ ہو مگر اسکو تکفیر سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

شوہر نے بیوی پر تہمت لگائی ہے اب بیوی تفریق کرا کر دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) اگر ناکح خود اپنی زوجہ منکوحہ کا حمل حرام قرار دے اور مشہور کرے تو نکاح قائم رہتا ہے یا

---

(۱) النساء: ۲۴

(۲) وصفته ما نطق به النص الشرعي من كتاب وسنة فان التعنا ولو اكثره بانت بتفريق الحاكم فيتوارثان قبل تفريقه الذي وقع للعان عنه ويفرق (در مختار) وفي الرد وهو انه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب اللعان ۳/ ۴۸۸ ط سعيد)

(۳) واهله اهل الشهادة اي ادائها على المسلمين (در مختار) وقال في الرد: وحاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ والحرية، ومقتضاه ان تقليد الكافر لا يصح، قال في البحر وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاؤه على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب القضاء ۵/ ۳۵۴ ط سعيد كراتشي)

(۴) اذا اعتقد الحرام حلالا فان كانت حرمته لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر والا فلا بان يكون حرمته لغيره او ثبت بدليل ظني وبعضهم لم يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وقال من استحل حراما فكافر وفعل هذه الاشياء وبدون الاستحلال فسق (شرح العقائد النسفية ص ۱۸۵)

نہیں؟ (۲) ناکح حمل حرام ثابت کرنے کے بعد سے بطور زوجہ منکوحہ اپنے گھر رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ (۳) بصورت سوال نمبر ۱ انفساخ نکاح پر مسماۃ دوسری جگہ اپنا نکاح کرنے کی مستحق ہے یا نہیں؟ ناکح کا تحریری بیان ہے کہ میں ۹ ماہ سے اب تک اپنی منکوحہ کے پاس نہیں گیا ورنہ ہی اس سے ہم بستر ہوا اور منکوحہ کا سات ماہ کا حمل اس وقت ہو چکا ہے مقدمہ منجانب منکوحہ واسطے تنسیخ نکاح عدالت کے سپرد ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲ ماؤ نوری شملہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۷ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۶) اس قسم کے بیان سے جیسا کہ ناکح نے دیا ہے اور سوال میں مذکور ہے نکاح فسخ نہیں ہوا۔ اگر وہ عدالت میں بھی یہی بیان دے اور اس پر قائم رہے تو بقاعدہ شرعیہ اس کو لعان کرنا پڑے گا(۲) اور اگر لعان کرا لیا جائے گا تو پھر حاکم زوجین میں تفریق کرا سکے گا(۳) ناکح کا یہ خیال کہ میں ۹ ماہ سے زوجہ سے ہمبستر نہیں ہوا اور اس کو سات ماہ کا حمل ہے تو یہ حمل کسی بد فعلی کا ہی نتیجہ ہے غلط ہے اس لئے کہ جس حمل کو سات ماہ کا سمجھا جاتا ہے ممکن ہے کہ وہ زیادہ مدت کا ہو کیونکہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال تک ہے(۴) ضروری نہیں ہے کہ نو ماہ میں ہی بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو اس خیال سے باز آنا چاہئے جب تک باقاعدہ لعان نہ ہو جائے اس وقت تک اس کی منکوحہ اس کی بیوی ہے اور وہ اس کو مثل زوجہ رکھ سکتا ہے ہاں اگر وہ اس قسم کا جھوٹا الزام لگائے گا تو اس پر حد قذف لازم آئے گی یا لعان کرنا ہوگا۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی۔ الجواب صحیح محمد عظمت اللہ نائب مفتی جمعیۃ علمائے ہند۔

زوجہ کے لئے بہتر ہے کہ شوہر سے خوبصورتی سے تصفیہ کرے ورنہ لعان آخری شرعی فیصلہ ہے۔

کتبہ بندہ محمد یوسف عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

بیوی کو شوہر نے زنا کی تہمت لگائی تو دونوں کے درمیان لعان ہوگا

(سوال) اگر کسی شخص کی بیوی اپنے خاوند کے گھر سے کسی رشتہ دار کے گھر جاوے اور وہاں آکر دو ماہ بعد

---

(۱) وهو انه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق باب اللعان ۳/۴۸۸ ط سعيد كراتشي)

(۲) وسببه قذف الرجل زوجته قذفا يوجب الحد في الاجنبية، فمن قذف بصريح الزنا في دار الاسلام زوجته او من نفى نسب الولد منه او منها وصالحة به لاعن فان ابى حبس حتى يلاعن او يكذب نفسه فيحد فان لاعن لاعنت والا حبست فيندفع به اللعان ولا تحد (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب اللعان ۳/۴۸۳.. ۴۸۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) وصفته ما نطق النص الشرعي به من كتاب و سنة، فان التعنا ولو اكثره بانت بتفريق الحاكم الذي وقع اللعان عنده و تفرق وان لم يرضيا بالفرقة (تنوير الابصار وشرحه مع هامش ردالمحتار كتاب الطلاق باب اللعان ۳/۴۸۸ ط سعيد كراتشي)

(۴) اكثر مدة الحمل سنتان (الدر المختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الطلاق، فصل في ثبوت النسب ۳/۵۴۰ ط سعيد كراتشي)

(۵) يحد الحر والعبد قاذف المسلم بحر ثابتة حريته البالغ العاقل العفيف عن فعل الزنا بصريح الزنا (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الحدود، باب حد القذف ۴/۴۵ ط سعيد كراتشي)

حمل قرار دیا جائے اور خاوند اپنے تئیں اس رشتہ دار کے گھر آنا بغرض الزام زناکاری ظاہر نہ کرے اور اس رشتہ دار سے اپنی بیوی کا ناجائز تعلق بیان کرے اور بیوی پر تہمت زناکاری لگائے اور حمل قرار دے تو بروئے لعان مندرجہ منکوحہ تنسیخ نکاح کی مستحق ہے یا نہیں اور علمائے دین تفریق زوجین بقاعدہ شرعیہ کس طرح فرماتے ہیں (۲) مسماۃ مذکورہ کا حمل اس وقت سات ماہ کا ہے بصورت تنسیخ نکاح دوسری جگہ اپنا نکاح کس وقت کر سکتی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۲۳ بابو نوری شمسہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۷ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۷) خاوند کی طرف سے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی جائے تو لعان واجب ہوتا ہے(۱) لعان کی صورت یہ ہے کہ مرد پانچ قسمیں کھاتا ہے کہ میں نے عورت کی طرف جو زناکاری کی نسبت کی ہے اس میں میں سچا ہوں اور اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو پھر عورت بھی پانچ قسمیں کھائے کہ میرا خاوند اس الزام لگانے میں جھوٹا ہے اگر وہ سچا ہو تو میرے اوپر خدا کا غضب نازل ہو اگر فریقین یہ قسمیں کھالیں تو لعان پورا ہوا(۲) اور اس کے بعد حاکم دونوں میں تفریق کر دیتا ہے اور نکاح فسخ ہو جاتا ہے(۳) زوجہ کو مہر دلوا دیا جاتا ہے اور بعد انقضائے عدت وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔(۴) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

لعان کے لئے دار الاسلام اور قاضی شرعی کا ہونا شرط ہے

(سوال) زید تین سال کے بعد پردیس سے واپس آیا اس کی زوجہ ہندہ نے اس کی غیوبت کے زمانے کا نفقہ طلب کیا زید نے خرچہ دینے سے انکار کیا اور بہتان زنا کا دیا ہندہ نے اپنا تعلق زن و شو قطع کر کے بہتان زنا کا دعویٰ حاکم وقت کے سامنے پیش کیا حاکم نے فریقین کے دعوے اور جواب اور شہادت سننے کے بعد فسخ نکاح کا حکم صادر فرمایا اس وجہ سے کہ زید نے خرچہ طلب کرنے پر جھوٹا بہتان تہمت زنا کی لگائی ہے اس لئے

---

(۱) فمن قذف بصريح الزنا في دار الإسلام زوجته العفيفة عن فعل الزنا و تهمته وصلحا لأداء الشهادة على المسلم أو نفى نسب الولد وطالبته به لاعن فإن أبى حبس حتى يلاعن أو يكذب نفسه فيحد فإن لاعن لاعنت (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب اللعان ٣ ٤٨٤، ٤٨٥ ط سعيد)

(۲) وشرعاً شهادات أربعة كشهود الزنا مؤكدات بالأيمان مقرونة شهادته باللعن وشهادتها بالغضب قائمة شهادته مقام حد القذف في حقه وشهاداتها مقام حد الزنا في حقها (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب اللعان ٣ ٤٨٢ ط سعيد كراتشي) وقال في الهداية: وصفة اللعان أن يبتدئ القاضي بالزوج فيشهد أربع مرات يقول في كل مرة أشهد بالله إني لمن الصادقين فيما رميتها به ويقول في الخامسة لعنة الله عليه إن كان من الكاذبين فيما رماها به من الزنا يشير إليها في جميع ذلك ثم تشهد المرأة أربع مرات تقول في كل مرة أشهد بالله إنه لمن الكاذبين فيما رماني به من الزنا وتقول في الخامسة غضب الله عليها إن كان من الصادقين فيما رماني به من الزنا (الهداية، كتاب الطلاق، باب اللعان ٢ ٤١٨ ط شركة علمية ملتان)

(۳) فإن التعنا بانت بتفريق الحاكم الذي وقع اللعان عنده (در مختار) وقال في الرد (قوله بانت بتفريق الحاكم) أي تكون الفرقة تطليقة بائنة عندهما وقال أبو يوسف هو تحريم مؤبد هداية. وهو أنه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب اللعان ٣ ٤٨٨ ط سعيد كراتشي)

(۴) کسی دوسرے کی عدت میں نکاح نہیں کر سکتی: أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ٣ ٥١٦ ط سعيد كراتشي)

قانون محمدی کی رو سے ہندہ فسخ نکاح کی مستحق ہے زید نے عدالت عالیہ میں اپیل داخل کر کے پردیس دوسری سلطنت میں چلا گیا تین سال کے بعد حاکم نے اپیل خارج کر کے پہلا فیصلہ بحال رکھا ہر دو حاکم غیر مسلم تھے فسخ نکاح کی نسبت چند عالموں سے دریافت کیا گیا تو یہی جواب ملا کہ فسخ نکاح کے لئے شرعی قاضی شرط ہے یہاں کے حاکم کا فیصلہ کوئی چیز نہیں ہے ایک شخص نے یہ بھی رائے دی کہ اس ملک میں تبدیل مذہب سے نکاح فسخ کیا جاتا ہے اور فیصلہ کو نو سال ہو گیا اور چودہ سال سے زید نے نان و نفقہ نہیں دیا نہ اس کا پورا پتہ معلوم ہے نہ اس کے آنے کی کوئی امید پائی جاتی ہے اور ہندہ نکاح کی خواہش رکھتی ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ علاوہ تبدیل مذہب کوئی صورت فسخ نکاح اور اجازت عقد ثانی کی نکل سکتی ہو تو ارقام فرمائی جاوے۔ المستفتی نمبر ۲۲۶۲ بنارسی نائین (بنارس سٹی) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب) (از مولانا سید سلیمان ندوی) یہ صورت لعان کی ہے لعان میں صرف لعان سے تفریق واقع نہیں ہوتی حنفیہ کے نزدیک قاضی کا فیصلہ شرط ہے نیز یہ کہ وہ قاضی مسلمان ہو اور دارالاسلام میں ہو البتہ شوافع کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور قضاء قاضی کی ضرورت نہیں (دیکھئے شامی ۲ ص ۹۱۰ مصری) ہندوستان کی جو صورت ہے اس میں اس وقت تک جب تک نظام شریعت قائم نہیں حاکم وقت کا فیصلہ مجبوری مان لیا جائے گا اس لئے صورت مسئولہ میں اگر حاکم نے تفریق کا فیصلہ کر دیا ہے تو عورت نکاح کر سکتی ہے۔ (۱) سید سلیمان ندوی

(جواب ۲۵۸) (از حضرت مفتی اعظمؒ) عورت کو لازم ہے کہ کسی مسلمان مجسٹریٹ کے سامنے پھر معاملہ پیش کرے خواہ جدید فیصلہ حاصل کرے یا فیصلہ سابق کی اس سے تنفیذ کرا لے (۲) اس کے بعد نکاح ثانی کر سکے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

---

(۱) فمن قذف بصريح الزنا في دار الاسلام زوجته العفيفة عن فعل الزنا وتهمته، او نفي نسب الولد و طالبته به لاعن، وصفته ما نطق النص الشرعي به من كتاب و سنة فان التعن ولو اكثره بانت بتفريق الحاكم الذي وقع اللعان عنده (درمختار) وقال في الرد (قوله في دار الاسلام) اخرج دارالحرب (قوله بانت بتفريق الحاكم) . وهو انه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم وقال بعد سطر و عند الشافعي تقع الفرقة بنفس اللعان (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب اللعان ۳ ٤٨٤،٤٨٥،٤٨٨ ط سعيد كراتشي)

(۲) بشرطیکہ لعان کرانے والا قاضی مسلمان ہو اور شرعی قاعدہ کے مطابق لعان کروا کے نکاح فسخ کرائے۔

(۳) اس لئے کہ دار الحرب میں لعان نہیں ہو سکتا اس کے لئے دارالاسلام ہونا شرط ہے کما صرح به في الدرالمختار فمن قذف بصريح الزنا في دارالاسلام زوجته الحية العفيفة عن فعل الزنا وتهمته (درمختار) وقال في الرد (قوله في دار الاسلام) اخرج دارالحرب لانقطاع الولاية (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب اللعان ۳/ ٤٨٤ ط سعيد كراتشي) البتہ اگر حاکم مسلمان ہو اور وہ حکومت غیر مسلمہ کا مامور و ملازم ہو اور قاعدہ شرعیہ کے مطابق لعان کروا کے نکاح فسخ کرا دے تو لعان ہو جائے گا کیونکہ وہ بھی حکماً قاضی ہے كما صرح به في الدر المختار مع هامش ردالمحتار، واهله اهل الشهادة اى اداءها على المسلمين (درمختار) وقال في الرد قال في البحر وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاؤه على المسلم حال كفره (هامش رد المحتار مع الدرالمختار، كتاب القضاء ٥/ ٣٥٤ ط سعيد كراتشي) وقال ايضاً ويجوز تقلد القضاء من السلطان العادل و الجائر ولو كافرا (الدرالمختار مع هامش ردالمحتار، كتاب القضاء ٥/ ٣٦٨ ط سعيد كراتشي) كذا في امداد المفتين للشيخ المفتي الاعظم محمد شفيع الديوبندي، كتاب الطلاق، باب الظهار والايلاء واللعان ٢/ ٥٧٤ ط ادارة المعارف دار العلوم كراتشي)

دسواں باب
تعلیق

طلاق کو بھائیوں سے روپیہ نہ ملنے پر معلق کیا، تو روپیہ نہ ملنے پر طلاق واقع ہو جائے گی.

(سوال) زید نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ مجھ کو کچھ روپیہ کاروبار کے واسطے دو بھائیوں نے اس خیال سے کہ زید روپیہ مفت میں برباد کردے گا کہا کہ ہم نہیں دیں گے زید نے اس غصہ میں کہا کہ اگر تم مجھ کو روپیہ نہیں دوگے تو میری زوجہ پر تین طلاق یعنی ایک دو تین۔ پس اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق بالفعل واقع ہوئی یا نہیں ؟ یا معلق رہی کیونکہ الفاظ تعلیق اس میں مصرح موجود ہیں۔

(جواب ۲۵۹) صورت مسئولہ میں طلاق معلق رہے گی اگر اس کے بھائیوں نے روپیہ نہیں دیا تو طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر دیدیا تو کچھ نہیں واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (عالمگیری) (۱) لیکن اگر زید کے کلام یا قرینہ مقام سے روپیہ دینے کا کوئی وقت معین ہوتا ہو تو اس وقت تک نہ دینے سے طلاق پڑ جائے گی اور اگر وقت کا مطلقاً ذکر نہ ہو تو زید یا اس کے بھائیوں میں سے اول مرنے والے کے اخیر جزء حیات میں طلاق پڑے گی۔ (۲) واللہ اعلم

معافی مہر کی شرط پر طلاق دی، اب بعد طلاق عورت کہتی ہے کہ میں نے مہر معاف نہیں کیا.

(سوال) کسی زن و شو میں نااتفاقی ہوگئی اور زوجہ نے زید اپنے شوہر کو طلاق دینے کے لئے مجبور کیا مگر زید نے طلاق نہ دی ہندہ زوجہ زید نے اس کو باربار تنگ کرنا شروع کیا تو زید نے کہا کہ اگر تم مہر بخش دو تو میں طلاق دے دوں ہندہ نے نامنظور کیا لیکن لوگوں کی فہمائش سے اس نے کہا کہ اچھا ہم مہر بخشے دیتے ہیں تم طلاق دیدو اور پھر تنگ کرنا شروع کیا زید نے مجبوراً غصہ کے وقت طلاق بائن کہہ کر ایک طلاق دی ہندہ نے دوسرے ہی دن یہ اعلان کیا کہ میں نے مہر نہیں بخشا زید طلاق دینے کے بعد سفر کو جاچکا تھا جب وہ واپس آیا تو اس کو بھی معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اگر تم نے مہر لوگوں کے سمجھانے سے بخشا تھا اور اب کہتی ہو کہ نہیں بخشا ہے تو میں نے بھی تمہیں طلاق مہر بخشنے پر دی تھی اور میرے طلاق دینے میں شرط تھی یعنی بشرط

---

(۱) الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ۴۲۰/۱ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) بخلاف ما اذا کان شرط الحنث امرا عدمیا مثل ان لم اکلم زیدا وان لم ادخل فانها لا تبطل بفوت المحل بل یتحقق به الحنث للیأس من شرط البر وهذا اذا لم یکن شرط البر مستحیلا (هامش ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق، مطلب فی مسئلة الکوز ۳۴۹/۳ ط سعید کراتشی)

سے مہر میں نے تجھ کو طلاق دی تھی اب ہندہ رہنے پر راضی ہے اور زید رکھنے پر راضی ہے ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجرو

(جواب ۲۶۰) اگر زید نے طلاق کو معافی مہر پر معلق کر کے طلاق دی تھی اور ہندہ نے مہر معاف نہیں کیا تو طلاق واقع نہیں ہوئی(۱) اور اگر زید نے ہندہ کے وعدہ پر اعتبار کر کے بلا تعلیق کے طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوئی ہے(۲) لیکن چونکہ ایک طلاق بائن ہے اس لئے زید دوبارہ نکاح کر کے اس کو رکھ سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے کہا کہ "اگر تم میرے ہمراہ نہ چلیں، تو اب میرا تم سے تمام عمر کوئی تعلق نہیں رہا" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید عرصہ دو سال بعد بموجب حکم حاکم ہندہ یعنی اپنی زوجہ منکوحہ کو لینے کے واسطے آیا ہندہ نے جانے سے انکار کیا ہندہ کے انکار کی وجہ سے بات بڑھ گئی اور زید نے بحالت غصہ ہندہ سے یہ کہا کہ اگر تم اس وقت میرے ہمراہ نہ چلیں تو بس تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے چھوٹ گئیں اور اب میرا تم سے تمام عمر کے لئے کوئی تعلق نہیں رہا ہندہ خاموش ہو گئی اور زید کے ہمراہ نہیں گئی کیا مذہب حنفیہ میں زید کے مذکورہ بالا لفظ سے ہندہ پر طلاق شرعی قائم ہو گئی یا نہیں؟ فقط

(جواب ۲۶۱) یہ الفاظ چونکہ غصہ و غضب کی حالت میں کہے گئے ہیں اور متمحض للجواب ہیں(۴) اس لئے اگر عورت اس وقت خاوند کے ساتھ نہیں گئی تو اس پر طلاق بائن واقع ہوئی(۵) نکاح جدید کے ساتھ اس خاوند کے پاس بھی رہ سکتی ہے(۶) واللہ اعلم

---

(۱) قوله لها انت طالق بألف او على ألف و قبلت في مجلسها لزم الالف لانه تعويض او تعليق (درمختار) وقال في الرد (قوله لانه تعويض) قال الزيلعي ولايدس قبولها لانه عقد معاوضة او تعليق بشرط فلا تنعقد المعاوضة بدون القبول ولا يزول المعلق بدون الشرط اذ لا ولاية لاحد هما في الزام صاحبه بدون رضاه (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق باب الخلع ٣/ ٤٤٩ ط سعید کراتشی)

(٢) يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مكرها (الدر المختار، مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ٣/٢٣٥ ط سعید کراتشی)

(٣) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ١/٤٧٢ ط ماجدية كوئته)

(۴) یہ الفاظ (اگر تم اس وقت میرے ہمراہ نہ چلیں تو بس تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے چھوٹ گئیں) محض اور خالص جواب کے لئے ہیں۔

(٥) اس لئے کہ یہ الفاظ الفاظ کنایات میں سے ہیں، كما في الهندية- او قال لم يبق بيني و بينك نكاح يقع الطلاق ان نوى وفي الفتاوى لم يبق بيني و بينك عمل و نوى يقع (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق الباب الثاني في ايقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ١/٣٧٥، ٣٧٦ ط ماجدية، كوئته)

(٦) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث، فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ١/٤٧٢ ط ماجدية، كوئته)

اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر چھ ماہ تک نفقہ نہ دوں تو تجھ کو طلاق کا اختیار ہے، پھر نفقہ نہ دیا!

(سوال) ایک شخص نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اگر میں چھ ماہ تک نان نفقہ سباس نہ دوں تو چھ ماہ بعد تجھ کو طلاق ہے اور دوسرے مرد کے ساتھ تجھ کو نکاح کرنے کا اختیار ہے آٹھ آنے کے سرکاری دستاویزی کاغذ پر یہ تحریر لکھی گئی نکاح کے بعد زوج کے پاس یہ عورت دو سال برابر رہی بعد دو برس کے یہ شخص نکاح کرنے والا اپنے وطن کو چلا گیا اور وطن گئے ہوئے اس کو چار سال ہو گئے اس مدت میں نہ اس شخص نے زوجہ کے لئے کچھ خرچ بھیجا نہ کوئی خط روانہ کیا عورت نے زوج کے پاس کئی خط روانہ کئے اس مضمون کے کہ یا تو مجھے نفقہ دے یا طلاق دے مگر وہ شخص اس کا کچھ جواب نہیں دیتا نہ وطن سے آتا ہے وہ شخص زندہ موجود ہے صورت مسئولہ میں اس دستاویز کے مطابق عورت کو طلاق ہو چکی یا الگ طلاق دینے کی ضرورت ہے۔ بینوا توجروا

(جواب ۲۶۲) یہ تعلیق اگر قبل النکاح واقع ہوئی جب تو لغو ہے کیونکہ اس وقت تک منکوحہ پر اسے ملک استمتاع حاصل تھی اور اس تعلیق میں اضافت الی الملک نہیں ہے(۱) ہاں اگر اس طرح تعلیق کی گئی ہو کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں اور پھر چھ ماہ تک نفقہ نہ دوں تو تجھ پر طلاق ہے تو تعلیق صحیح ہو جائے گی اسی طرح اگر بعد النکاح یہ تعلیق واقع کی گئی ہو تو بعد وجود شرط عورت پر طلاق پڑ گئی اور بعد انقضائے عدت اسے دوسرے نکاح کا اختیار ہے۔ قال لا جنبية مادمت في نكاحي فكل امرأة اتزوجها فهي طالق ثم تزوجها فتزوج عليها امرأة لا يقع ولو قال ان تزوجت كما دمت في نكاحي فكل امرأة اتزوجها والمسئلة بحالها يقع. كذافي الوجيز للكردري (عالمگیری)(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مشروط طلاق میں شرط پائے جانے سے طلاق ہو جاتی ہے۔

(سوال) شخصے در کابین نامہ زن خود نوشتہ داد کہ تا حین حیات تو زن دیگر نکاح نکنم اگر کنم بر اں زن یک دو سہ طلاق واقع است۔ اکنوں شخص مذکور زوجہ اولیٰ را صدق دادہ نکاح دیگر کردہ است بموجب شرط مذکور بالا بزوجہ ثانیہ طلاق واقع شد یا نہ؟ بینوا توجروا

(ترجمہ) ایک شخص نے اپنی منکوحہ کے کابین نامہ میں یہ تحریر دی کہ تیری زندگی بھر کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کروں گا اگر کروں تو اس عورت پر ایک دو تین طلاق ہے۔ اب اس شخص نے پہلی بیوی کو طلاق دیکر نکاح ثانی کر لیا ہے تو شرط مذکورہ بالا کے مطابق زوجہ ثانیہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) واذ اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا . ولا تصح اضافة الطلاق الا ان يكون الحالف مالكا او يضيفه الى ملك (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجديه كوئٹه)

(۲) الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۶ ط ماجديه' كوئٹه)

(جواب ۲۶۳) طلاق معلق بشرط بوقت وقوع شرط واقع می شود(۱) ودر صورت سوال شرط طلاق زوجہ ثانیہ ایں قرار دادہ کہ نکاحش بحیات زوجہ اولیٰ واقع شود پس تا وقتیکہ زوجہ اولیٰ بقید حیات است بہ ہیچ زنے دیگر نکاحش روا نباشد اگر کند زن ثانیہ مطلقہ گردد۔ زیراکہ در الفاظ تعلیق حیات زوجہ اولیٰ را مطلق ذکر کردہ ست تقیید زمانہ حیات بمنکوحہ بودن زن اولیٰ نہ کردہ پس نظر بہ منطوق کلام زمانہ حیات بر اطلاق خود باشد خواہ منکوحہ باشد یا نہ باشد۔

و علی هذالو قال کل امرأة اتزوجها بغیر اذنك فطالق – فطلق امرأته طلاقا بائنا او ثلاثا ثم تزوج بغیر اذنها طلقت لانه لم یتقید یمینه ببقاء النکاح لا نها انما تتقید به لو کانت المرأة تستفید ولایة الاذن والمنع بعقد النکاح انتهی فتح (ردالمحتار)(۲)

قلت یوخذ من هذا ان التقیید بالنکاح انما یعتبر اذا کان للنکاح مدخل فی افادة الشرط ولذاالغوا تقیید الیمین المذکور بزمان النکاح لانه لیس لعقد النکاح مدخل فی افادة ولایة الاذن بالتزوج للزوجة فان الزوج مستقل فی تزوج الثانیة بغیر استیذان ولا استشارةٍ من الزوجة الاولی. وظهر بهذاحکم السؤال الذی نحن بصدد جوابه انه لما علّق طلاق الثانیة بوجود التزوج فی حیاة الزوجة الاولیٰ و ابان الزوجة الاولی وتزوج الثانیة فی حیاتها تطلق الثانیة ولا تتقید الیمین بزمان النکاح فان عقد النکاح لا یفید المنع من التزوج بالثانیة فلا دلالة علی التقیید بزمان النکاح فی کلامه فیجری علی اطلاقه.

لیکن اگر زوج درکلام خود نیت کردہ باشد کہ یمین مقید بزمانہ نکاح زوجہ اولیٰ ہست وبریں تقیید عمل کردہ بعد تطلیق وابانۃ زوجہ اولیٰ نکاح دیگر کردہ پس ایں نیت دیانۃً معتبر باشد واو را فیما بینہ وبین اللہ میرسد کہ بزوجہ ثانیہ معاشرۃ قائم دارد۔

نية تخصیص العام تصح دیانة اجماعاً – لا یصدق قضاءً (درمختار) (۳)

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہٗ، سنہری مسجد دہلی

(ترجمہ) مشروط طلاق شرط کے پائے جانے پر واقع ہو جاتی ہے صورت مسئولہ میں زوجہ ثانیہ پر طلاق پڑنے کی یہ شرط قرار دی گئی ہے کہ اس کا نکاح زوجہ اولیٰ کی زندگی میں منعقد ہو تو جب تک کہ زوجہ اولیٰ زندہ ہے اس شخص کا کسی دوسری عورت سے نکاح صحیح نہیں ہوگا اگر کرے گا تو زوجہ ثانیہ پر طلاق پڑ جائے گی

---

(۱) واذا اضافه الی الشرط وقع عقب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) هامش ردالمحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الضرب والقتل و غیر ذلك، مطلب حلفه وال لیعلمنه بکل داعر ۸۴۵/۳ ط سعید کراتشی)

(۳) الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الأکل والشرب واللبس و الکلام ۳ ۷۸۴ ط سعید کراتشی)

کیونکہ تعلیق کے الفاظ میں زوجہ اولی کی زندگی کو مطلقاً ذکر کیا ہے اور زندگی کے ساتھ ان کے نکاح میں رہنے نہ رہنے کی قید نہیں لگائی ہے پس ظاہر کلام کے لحاظ سے زمانہ حیات کو اپنے اطلاق پر ہی رکھا جائے گا خواہ وہ اس کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔

علی ہذا اگر کسی شخص نے کہا کہ ہر وہ عورت جس کے ساتھ تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں اس پر طلاق ہے اور پھر اس نے اس بیوی کو طلاق بائن یا مغلظہ دیدی اور بغیر اسکی اجازت کے دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو اس پر طلاق پڑ جائے گی کیونکہ اس کی یمین بقائے نکاح زوجہ اولیٰ کے ساتھ مقید نہیں ہے یہ تقیید اس وقت ہو سکتی تھی جب کہ عورت کو مرد کے عقد نکاح کے لئے منع واجازت کا حق اور ولایت حاصل ہوتی (ردالمحتار)

میں (مجیب) کہتا ہوں کہ مذکورہ اقتباس سے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ بقائے نکاح زوجہ اولیٰ کی قید اس وقت معتبر ہو سکتی تھی جب کہ بقائے نکاح شرط کے لئے مفید ہوتا اور اسی وجہ سے فقہاء نے زمانہ نکاح کی قید کو لغو قرار دیا ہے کیونکہ مرد کے نکاح ثانی کے لئے زوجہ اولیٰ کو ولایت اذن حاصل نہیں ہے مرد کو زوجہ اولیٰ کے مشورہ واجازت کے بغیر نکاح ثانی کا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے اس سے مسئلہ مذکورہ سوال کا حکم معلوم ہو گیا کہ مرد نے جبکہ طلاق زوجہ ثانیہ کو حیات زوجہ اولیٰ کے اندر تزوج کے ساتھ مشروط کیا اور پہلی زوجہ کو طلاق دیکر اس کی زندگی میں دوسری عورت سے نکاح کر لیا تو دوسری پر طلاق پڑ جائے گی اور اس یمین کو زمانہ منکوحیت زوجہ اولی کے ساتھ مقید نہیں کیا جائے گا کیونکہ زوجہ اولیٰ کا زمانہ منکوحیت عقد ثانی کے لئے مانع نہ تھا لہذا یمین کو اس کے ساتھ مقید کرنے کے لئے کوئی دلیل نہیں پس اس کا کلام اپنے اطلاق پر ہی رکھا جائے گا لیکن اگر شوہر نے اپنے کلام میں یہ نیت کر لی ہو کہ یہ یمین زمانہ منکوحیت زوجہ اولی کے ساتھ مقید ہے اور اس تقیید کو پیش نظر رکھتے ہوئے زوجہ اولیٰ کو طلاق دینے اور علیحدہ کرنے کے بعد نکاح ثانی کیا تو یہ نیت دیانۃً معتبر ہو گی اس صورت میں اگر وہ زوجہ ثانیہ کے ساتھ تعلقات رکھے تو آخرت میں باز پرس نہ ہو گی کسی عام کی تخصیص کی نیت دیانۃً معتبر ہوتی ہے یہ متفق علیہ مسئلہ ہے، مگر قضاءً قابل اعتبار نہیں ہے۔ (درمختار) کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ، دہلی

جسب شرط نہیں پائی گئی، تو طلاق بھی نہیں ہوئی.

(سوال) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر آج میں مغرب کی نماز نہ ادا کروں تو تجھ پر تین طلاق پھر اس نے مغرب کی نماز پڑھی لیکن قرأت میں غلطی کی کہ بجائے عصیٰ ادم ربہ کے میم پر زبر اور ربہ کی با پر پیش پڑھ گیا اس کی زوجہ نے یہ غلطی سن لی تھی زوجہ نے قاضی کے ہاں دعویٰ کیا کہ میرے خاوند نے میری طلاق کو مغرب کی نماز ادا نہ کرنے پر معلق کیا تھا اور اس نے نماز ادا نہیں کی کیونکہ مذکورہ بالا غلطی اس نے کی جس سے اس کی نماز فاسد ہو گئی اس لئے وجود شرط کی وجہ سے میں مطلقہ ہو گئی ہوں قاضی نے زید سے دریافت کیا اس نے غلطی کرنے کا اقرار کیا مگر کہا کہ چونکہ یہ غلطی مجھ سے خطاءً ہوئی قصداً میں نے غلط نہیں پڑھا

اس لئے میری نماز صحیح ہوئی اور وجود شرط نہیں ہوا قاضی نے زوج کے اقرار بالخطا کو تسلیم کر کے اس کی صحت نماز کا حکم کر دیا اور زوجہ کا دعوی طلاق خارج کر دیا اس کے بعد عورت نے یہ دعوی کیا کہ چونکہ کلمہ مذکورہ ایک کلمہ کفریہ ہو گیا تھا زید نے کلمہ کفریہ کا تکلم کیا ہے اس لئے وہ مرتد ہو گیا اور ارتداد کی وجہ سے دعوی فسخ نکاح کا حق مجھے حاصل ہو گیا ہے میرا نکاح فسخ کر دیا جائے یعنی فسخ نکاح کا حکم کر دیا جائے سوال یہ ہے کہ قاضی کا پہلا حکم دربارہ صحت نماز صحیح واقع ہوا یا نہیں اور کیا اب قاضی زید پر ارتداد کا حکم کر کے فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ۲٦٤) زید کا دعوی دربارہ صدور غلطی عن الخطا وعدم قصد واختیار مقبول ہے کیونکہ نماز اور اس کے ارکان وشرائط حقوق اللہ خالصہ میں سے ہے اور حقوق اللہ خالصہ میں دعوئے خطا دیانۃً وقضاءً مقبول ہے والخطا وهو عذر صالح لسقوط حق الله تعالى و يصير شبهة في دفع العقوبة حتى لا يأثم الخاطي و لا يؤاخذ بحد او قصاص (كذافي نور الانوار) (۱) فان زفت اليه غير امرأته فظنها انها امرأته فوطئها لا يحد و لا يصير اثما (نور الانوار) (۲) جیسے کہ خطأً غیر عورت سے وطی کریں یا شکار سمجھ کر کسی انسان کو مار ڈالا تو ان صورتوں میں دعوئ خطا قضاءً بھی مقبول ہے اور حد وقصاص واجب نہیں ہوتا کیونکہ حدود حقوق اللہ خالصہ میں سے ہیں اور ان میں دعوائے خطا مقبول ہے پس جب کہ دعوائے خطا مقبول ہوا تو اب یہ دیکھنا ہے کہ قرأت میں خطأ اعراب غلط پڑھنے کا کیا حکم ہے تو متقدمین اگرچہ ایسی غلطی میں جس سے معنی میں تغیر فاحش ہو جائے فساد صلوۃ کے قائل ہیں لیکن متاخرین میں سے بہت سے جلیل القدر فقہا فرماتے ہیں کہ نماز صحیح ہو جائے گی فاسد نہ ہوگی اور یہی قول مفتی بہ ہے۔ واما المتاخرون كابن مقاتل وابن سلام و اسمعيل الزاهد وابی بكر البلخی والهندوانی وابن الفضل والحلوانی فاتفقوا على ان الخطا فی الاعراب لايفسد مطلقا ولو اعتقاده كفرا (رد المحتار) (۳) وكذا وعصى ادم ربه بنصب الاول ورفع الثانی يفسد عند العامة – وكذا فساء مطر المنذرين بكسر الدال واياك نعبد بكسر الكاف والمصور بفتح الواو – و فی النوازل لا تفسد فی الكل و به يفتى بزازيه و خلاصه (ردالمحتار) (٤) وهو الاشبه كذافی المحيط و به يفتى كذافی العتابيه وهكذا فی الظهيريه (عالمگیری) (۵) پس اس قول مفتی بہ کے موافق قضائے اول یعنی صحت

---

(۱) نور الانوار شرح المنار باب القياس فصل فی بيان الاهلية ص ۳۱۰ ط سعيد كراتشی

(۲) ایضاً حوالہ سابقہ

(۳) هامش ردالمحتار كتاب الصلاة باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب مسائل زلة القاری ۱ / ٦۳۱ ط سعيد كراتشی)

(٤) ایضاً حوالہ سابقہ

(۵) الفتاوى الهندية كتاب الصلاة الباب الرابع فی صفة الصلاة الفصل الخامس فی زلة القاری ۱ / ۸۱ ط ماجديه كوئٹه)

نماز کا حکم صحیح ہو گیا اور جب نماز صحیح ہو گئی تو وجود شرط نہ ہوا اور طلاق معلق واقع نہ ہوئی(۱) اس کے بعد عورت کا ارتداد زوج کی وجہ سے دعویٰ فسخ نکاح کرنا غیر مسموع ہے کیونکہ قاضی اس صورت میں ارتداد زوج کا حکم نہیں کر سکتا جس کے وجوہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) اب اگر حکم بالارتداد کیا جائے تو دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ قضائے اول بحالہ باقی رہے اور قضا بالارتداد بھی کر دی جائے اس میں تو صریح طور پر اجتماع ضدین بلکہ نقیضین ہے۔ کیونکہ قضائے اول کا مقتضی صحت نماز ہے اور قضائے ثانی کا بطلان نماز قضائے اول کا مقتضا بقائے نکاح ہے اور قضائے ثانی کا بطلان نکاح قضائے اول کا مقتضے اسلام زید ہے (کیونکہ صحت صلوۃ کے حکم کے لئے اسلام مصلی شرط ہے) اور قضائے ثانی کا مقتضے کفر زید اور مبنی ان دونوں متناقض حکموں کا وہی کلام واحد ہے۔ دوئم یہ کہ قضائے اول کو باطل کر دیا جائے اور قضائے ثانی کو صحیح واجب النفاذ سمجھا جائے مگر یہ دونوں صورتیں باطل ہیں پہلی تو بوجہ لزوم اجتماع نقیضین کے اور دوسری اس وجہ سے کہ قضائے اول جب کہ مسئلہ مجتہد فیہ میں واقع ہو جائے تو پھر وہ واجب العمل والتنفیذ ہو جاتی ہے اور خود اس قاضی کو یا کسی دوسرے قاضی کو اس کے ابطال کا اختیار نہیں رہتا۔ واذا رفع اليه حكم قاض آخر - قيد اتفاقي اذ حكم نفسه قبل ذلك (ای الرفع) كذلك نفذه . ای الزام الحكم بمقتضاه لو مجتهدا فيه (در مختار) قوله نفذه ای يجب عليه تنفيذه (رد المحتار) اعلم انهم قسموا الحكم ثلاثة اقسام قسم يرد بكل حال وهو ما خالف النص او الاجماع وقسم يمضي بكل حال وهو الحكم في محل الاجتهاد الخ (رد المحتار)(۲)

(۲) حکم بالردۃ حقوق اللہ خالصہ میں سے ہے اور حقوق اللہ خالصہ میں دعوائے خطا قضاءً مقبول ہے ورنہ وطی بالشبہۃ میں دعوائے خطا مقبول نہ ہوتا اور حد زنا لازم آتی رمی الانسان بالخطا میں دعوائے خطا مقبول نہ ہوتا اور قصاص قضاءً لازم آتا حالانکہ لازم باطل ہے یعنی قضاءً وجوب حد یا قصاص کا حکم نہیں دیا جاتا کیونکہ حدود حقوق اللہ میں سے ہیں اور قصاص میں اگرچہ حق عبد بھی ہے لیکن اس کا بدل دیت کی صورت میں ادا کر دیا گیا اور اس کی شکستگی خاطر کا جبر ہو گیا اور اخلائے عالم عن الفساد جو موجب قصاص تھا بوجہ دعوائے خطا اس کا حکم مرتفع ہو گیا یہ بات کہ حکم بالردۃ حقوق اللہ میں سے ہے اس عبارت سے ثابت ہے۔ بخلاف الارتداد لانه معنى يتفرد به المرتد لاحق فيه لغيره من الآدميين (بزازیه)(۳) پس جب کہ صورت مسئولہ میں زید تکلم بالخطا کا مدعی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کا قول قضاءً مقبول نہ ہو۔

---

(۱) تنحل ای تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب التعليق ۳/۳۵۲ ط سعيد كراتشي)

(۲) هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب القضاء، فصل في الحبس، مطلب ما يعد من القضاء وما لا يعد ۵/۳۹۳، ۳۹۴ ط سعيد كراتشي)

(۳) الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية، كتاب ألفاظ تكون اسلاما او كفرا او خطأ، الفصل الثاني فيما يكون كفرا من المسلم وما لا يكون ۶/۳۲۲ ط ماجدية، كوئته)

(۳) ردۃ کی حقیقت فقہا نے اس طرح بیان کی ہے اجراء کلمة الکفر علی اللسان (۱) یعنی کلمہ کفر قصداً زبان پر جاری کرنا قصداً کی قید لفظ اجراء سے مفہوم ہوتی ہے ورنہ جریان کلمۃ الکفر کہا جاتا پھر جہاں شرائط صحت ردۃ بیان کئے ہیں وہاں طوع یعنی اختیار کو شرائط صحت میں بھی ذکر کیا ہے۔ پس جب تک کہ قصد و اختیار متحقق نہ ہو ردۃ کا تحقق ہی نہیں ہو سکتا (۲) اور کسی چیز کے تحقق سے قبل اس کا حکم کر دینا بداہتہً باطل ہے مثلاً وضو شرائط نماز میں سے ہے تو جو نماز بے وضو پڑھی جائے وہ صحیح نماز نہ ہو گی تو قبل تحقق وضو کے صحت نماز کا حکم کر دینا یقیناً غلط اور باطل ہے (۳) اور یہ ظاہر ہے کہ قصد و اختیار امور قلبیہ میں سے ہے اس پر سوا صاحب معاملہ کے کسی دوسرے انسان کو اطلاع نہیں ہو سکتی جب تک کہ صاحب معاملہ خود اقرار نہ کرے پس تحقق شرط ردۃ کے لئے صاحب معاملہ کا یہ اقرار کہ اس نے قصداً الفاظ کفریہ کا تلفظ کیا ہے ضروری ہے اور چونکہ اس کے اقرار کے سوا اور کوئی سبیل اس کے حکم کی نہیں اس لئے اس کے انکار و اقرار کی تصدیق ضروری ہو گی ہاں کبھی اس کے عدم انکار قصد کو قائم مقام اقرار قصد کے حکم قضا میں کر لیا جائے تو ممکن ہے لیکن اس کے انکار صریح کی کہ تعمد سے صراحۃً منکر ہو تصدیق نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں نیز اقرار صرف تلفظ بالاختیار کا ثبوت ردۃ کے لئے کافی ہے اس کے معنی کا قصد کرنا اور مراد لینا شرط نہیں کیونکہ ہازل ولاعب کے ارتداد کا حکم فتح القدیر و بحر وغیرہما کتب معتبرہ میں مصرح ہے اور ان دونوں کے کفر کی وجہ ان کا یہ کلمہ کفریہ غیر مقصود المعنی نہیں بلکہ استخفاف بالدین ہے پس یہ قول کہ ادعائے خطا کی صورت میں ارتداد کا حکم نہ کرنا چاہئے یقیناً راجح بلکہ صواب ہے قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر هازلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقاده کما صرح به فی الخانیة ومن تکلم بها مخطئا او مکرها لا یکفر عند الکل الی آخره (ردالمحتار) (۴) اس عبارت کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ خطا اور اکراہ کی صورت میں دیانۃً و قضاءً بالاتفاق کافر نہ ہو گا کیونکہ خطا اور اکراہ کو ایک مد میں شامل کیا ہے اور اکراہ میں قضاءً کافر نہ ہونا مسلم ہے فکذا فی الخطا۔ اگر شبہ کیا جائے کہ ردۃ زوج کے ساتھ زوجہ کا حق فسخ و خروج عن الملک متعلق ہے تو ممکن ہے کہ خطا کے ادعا سے اس پر فیما بینہ و بین اللہ کفر کا حکم عائد نہ ہو لیکن اگر قاضی ادعائے خطا کی تصدیق کر لے تو زوجہ کا حق باطل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے بزازیہ اور شامی میں ہے کہ ”خطا

---

(۱) ورکنها اجراء کلمة الکفر علی اللسان بعد الایمان (الدر المختار مع هامش ردالمحتار کتاب الجهاد باب المرتد ٤/ ٢٢١ ط سعید کراتشی)

(۲) وشرائط صحتها العقل والصحو والطوع (درمختار) وقال فی الرد ومن تکلم بها مخطئاً او مکرها لا یکفر عند الکل ومن تکلم بها عامدا عالما کفر عند الکل (هامش ردالمحتار مع الدر المختار کتاب الجهاد باب المرتد ٤/ ٢٢٤ ط سعید کراتشی)

(۳) ثم الشرط لغة العلامة و شرعا ما یتوقف علیه الشیء ولا یدخل فیه (درمختار) وقال فی الرد اما ان یتوقف الشیء علیه کالوضوء للصلاة فیسمی شرطا (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الصلاة باب شروط الصلاة ١/ ٤٠٢ ط سعید کراتشی)

(٤) هامش رد المحتار کتاب الجهاد باب المرتد ٤/ ٢٢٤ ط سعید کراتشی -

ہیں اگرچہ کافر نہیں ہوتا مگر قاضی تصدیق نہ کرے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم خود بزازیہ سے نمبر ۳ میں نقل کر چکے ہیں کہ ردت کا حکم کرنے میں کسی آدمی کا حق متعلق نہیں پس بزازیہ کی یہ عبارت خود اس حکم عدم تصدیق قاضی کے منافی ہے اور شامی نے اس قول کو صرف بلفظ بدلیل صرحوا(۱) بیان کیا ہے اور تصریح کرنے والوں کا نام نہیں بتایا اس لئے یہ نقل چنداں قابل اعتماد نہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ زوجہ کا حق نفس تکلم بکلمۃ الکفر کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ ردت کے آثار مترتبہ علیہا میں سے ہے اور ترتب آثار بعد وجود حقیقت ہوتا ہے اور جب تک کہ طوع و اختیار ثابت نہ ہو جائے حقیقت ردت تو متحقق ہوئی نہیں' اس پر آثار کا ترتب کیسے پھر خود شامی نے جامع الفصولین و نور العین و خیریہ و بحر سے نقل کیا کہ ایسے الفاظ کفریہ جن میں کوئی بعید تاویل بھی ہو سکتی ہے ہونے پر بھی حکم بکفر نہ کیا جائے اور علامہ شامی فرماتے ہیں و مفهومه انه لا يحكم بفسخ النكاح یعنی جامع الفصولین و نور العین کی عبارتوں کا مفہوم یہ ہے کہ فسخ نکاح کا حکم نہ کیا جائے پس جامع الفصولین و نور العین و خیریہ کی نقول شامی کی نقل سے بدرجہا اولیٰ بالعمل والقبول ہیں(۲) پھر یہ اس صورت کا حکم ہے کہ قائل نے کلمہ کفریہ کا یقیناً تکلم کیا اور خود کوئی صورت بچاؤ کی پیش نہیں کی۔ حالانکہ صورت مسئولہ میں قائل خود ہی اپنی معذوری اور بے اختیاری بیان کرتا ہے پس یہاں بدرجہ اولیٰ حکم ردت نہیں ہو سکتا۔

(۴) تعلیقات طلاق (ان دخلت الدار فانت طالق) جس میں عورت کا حق بالذات متعلق ہوتا ہے ان کا حکم یہ ہے کہ اگر زوج تعلیق یا وجود شرط کا انکار کر دے اور زوجہ تعلیق یا وجود شرط کی مدعی ہو تو بینہ زوجہ کے ذمہ ہے اور قول زوج کا معتبر ہوتا ہے۔ وان اختلفا فی وجود الشرط فالقول له الا اذا برهنت وما لا يعلم الا منها فالقول لها فی حقها (عالمگیری)(۳) فان اختلفا فی وجود الشرط فالقول له مع اليمين لانكاره الطلاق (در مختار) قوله فی وجود الشرط ای اصلا او تحققاً كما فی شرح المجمع اختلفا فی وجود اصل التعليق بالشرط او فی الشرط بعد التعليق . و فی

---

(۱) بدليل ما صرحوا به من انهم اذا ارادوا ان يتكلم بكلمة مباحة فجرى على لسانه كلمة الكفر خطأ بلا قصد لا يصدقه القاضي وان كان لا يكفر فيما بينه وبين ربه تعالى (هامش رد المحتار كتاب الجهاد باب المرتد ٤/ ٢٢٩ ط سعيد كراتشي)

(۲) ثم ان مقتضى كلامهم ايضاً انه لا كفر بشتم دين مسلم اى لا يحكم بكفره لامكان التاويل ثم رأيته فى جامع الفصولين حيث قال بعد كلام اقول: وعلى هذا ينبغى ان يكفر من شتم دين مسلم ولكن يمكن التاويل بان مراده اخلاقه الردية ومعاملته القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغى ان لا يكفر حينئذ والله تعالى اعلم واقره فى نور العين ومفهومه انه لا يحكم بفسخ النكاح وفيه البحث الذى قلناه وما مره بتجديد النكاح فهو لا شك فيه احتياط خصوصا فى حق الهمج الارذال الذين يشتمون بهذه الكلمة فانهم لا يخطر على بالهم هذا المعنى اصلا وقد سئل فى الخيرية عمن قال له الحاكم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتى مفت بانه كفر وبانت زوجته فهل يثبت كفره بذلك فاجاب بانه لا ينبغى للعالم ان يبادر بتكفير اهل الاسلام الى آخر ما حرره فى الخيرية (هامش رد المحتار كتاب الجهاد باب المرتد مطلب فى حكم من شتم دين مسلم ٤/ ٢٣٠ ط سعيد كراتشي)

(۳) الفتاوى الهندية كتاب الطلاق باب الرابع فى الشروط الفصل الثالث فى التعليق بكلمة ان واذا وغيرهما مطلب اختلاف الزوجين فى وجود الشرط ١/ ٤٢٢ ط ماجدية كوئته)

المرأة ادعى الاستثناء او الشرط فالقول له الخ (ردالمحتار) (۱) پس دعوئے فسخ نکاح میں گویا زوجہ وجود شرط کی مدعی ہے اور دعویٰ تکلم بکلمۂ کفر طوعاً واختیاراً ہے اور زوج اس کا منکر ہے لہذا حسب قاعدہ مذکورہ قول زوج قضاءً بھی معتبر ہونا چاہئے بلکہ یہاں بدرجہ اولیٰ قول زوج کا اعتبار ہوگا کیونکہ عورت کا حق بالذات ثبوت ردت کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ احکام ردت میں سے ہے وحكم الشيء ثمرته واثره المترتب عليه (رد المحتار) (۲) اصل یہ کہ جس شخص کی زبان سے کوئی کلمہ کفریہ نکل جائے اور وہ خطاءً نکلنے کا مدعی ہے جیسے کہ اکثر نماز میں خطاءً ایسے الفاظ جن کا تعمد کفر ہے نکل جاتے ہیں دیانۃً حکم ارتداد کا عائد نہ ہونا تو متفق علیہ ہے قضاءً بھی اس کے قول کی مع یمین تصدیق کی جائے گی اور قاضی کو کوئی حق نہیں کہ اس پر ارتداد کا حکم لگائے اور اس کی قسم کا اعتبار نہ کرے یا اس کی زوجہ کا نکاح فسخ کردے نیز خطاءً کسی کلمہ کے زبان سے نکلنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متکلم بے ہوش ہو یا مجنون ہو بلکہ ہوش وحواس صحیح ہونے اور ادراک وشعور قائم ہونے کی حالت میں بھی بلاقصد الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں انت طالق کہنے کے بعد یہ تاویل کہ میری مراد طالق عن وثاق تھی قضاءً اس لئے معتبر نہیں کہ الفاظ طلاق خود موجب حکم ہیں اور ان کے صدور کے ساتھ بالذات حق عورت متعلق ہو جاتا ہے بخلاف کلمہ کفر کے کہ یہ بالذات موجب ردۃ نہیں بلکہ طوع واختیار شرط صحت ردت ہے اور اس کے ساتھ کسی انسان کا حق بالذات متعلق نہیں پس انکار اختیار در حقیقت انکار سبب ہے پس انکار حکم مع الاقرار بالسبب۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ۷ رجب ۱۳۳۶ھ

شوہر نے کہا کہ ”اگر کبھی جوا کھیلوں تو میری بیوی پر ”طلاق“ ہے“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے ایک جماعت کثیرہ سے جو ہمیشہ جوا کھیلتی ہے ہر شخص سے یہ قسم لی کہ خدا کی قسم میں کبھی جوا نہیں کھیلوں گا اگر کبھی جوا کھیلوں تو میری بیوی پر طلاق ہے اب اگر اس جماعت میں سے کوئی شخص جوا کھیلے تو اس کی بیوی پر طلاق پڑے گی یا نہیں اور پڑے گی تو کون سی طلاق؟

(جواب ۲۶۵) ان قسم کھانے والوں میں سے جس جس کی شادی ہو چکی تھی اور قسم کے وقت اس کے نکاح میں کوئی عورت تھی وہ اگر اس قسم کے بعد جوا کھیلے گا تو اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑ جائے گی کیونکہ معلق طلاق واحد صریح ہے اور وہ رجعی ہوتی ہے (۳) (۴) واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ شہری مسجد دہلی۔

---

(۱) هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب التعليق، مطلب اختلاف الزوجين في وجود الشرط ۳/ ۳۵۶ ط سعيد كراتشي.

(۲) هامش رد المحتار، كتاب الوقف ۴/ ۳۴۰ ط سعيد كراتشي.

(۳) وتنحل اليمين بعد الشرط مطلقا لكن ان وجد في الملك طلقت وعتقت والا لا (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب التعليق ۳/ ۳۵۵ ط سعيد كراتشي) (۴) الطلاق على ضربين: صريح وكناية، فالصريح قوله: انت طالق ومطلقة وطلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي، لان هذه الالفاظ تستعمل في الطلاق ولا تستعمل في غيره فكان صريحا وانه يعقب الرجعة بالنص (الهداية، كتاب الطلاق، باب ايقاع الطلاق ۲/ ۳۵۹ ط شركة علمية ملتان)

الجواب صواب بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صواب بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ مہر دارالافتا۔

نکاح نامے میں لکھوائی گئی شرطوں کی خلاف ورزی

(سوال) لڑکی والے نکاح نامہ میں نکاح سے یہ شرطیں لکھواتے ہیں کہ اتنا نفقہ ماہوار دیا جائے اور مرد عورت پر ظلم نہ کرے اور اگر اس کا خلاف ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ وہ مرد کو چھوڑ دے یا اس طرح کہ اگر اس کا خلاف ہو تو عورت کو طلاق ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا طلاق نامہ کی یہ شرطیں صحیح ہیں اور کیا ان کی رو سے خلاف شرط ہونے پر عورت خاوند کو چھوڑ سکتی ہے؟ یا اس پر طلاق واقع ہو سکتی ہے؟ بینوا توجروا۔

(جواب ۲۶۶) طلاق کو کسی شرط پر معلق کرنا یا عورت کو کسی شرط پر طلاق اپنے اوپر ڈال لینے کا اختیار دینا یہ دونوں باتیں جائز اور صحیح ہیں لیکن دونوں میں یہ شرط ہے کہ جس عورت کو طلاق دینے کا ذکر ہے وہ اس تعلیق یا تفویض کے وقت منکوحہ ہو یا طلاق کی اضافت نکاح کی جانب ہو مثلاً یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے پس یہ نکاح نامے جن میں شروط مذکورہ فی السوال لکھی جاتی ہیں اگر عقد نکاح سے یعنی ایجاب و قبول سے پہلے لکھے گئے تو بالکل بیکار ہیں ان کی رو سے نہ عورت کو طلاق ڈالنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اور نہ خلاف شرط ہونے کی صورت میں اس پر طلاق واقع ہو سکتی ہے کیونکہ بوقت تحریر نکاح نامہ نہ وہ منکوحہ تھی نہ اضافت الی النکاح پائی گئی ولا تصح اضافة الطلاق الا ان یکون الحالف مالکا او یضیفه الی ملك- الی قوله فان قال لاجنبیة ان دخلت الدار فانت طالق ثم تزوجها فدخلت الدار لم تطلق لان الحالف لیس بمالك وما اضافه الی الملك و سببه ولا بد من واحد منهما (هدایة)(۱) والله اعلم كتبه محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی، مہر دارالافتا

شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر تو نے اس رات کے اندر روپیہ مذکور نہیں دیا، تو تجھ پر تین طلاق ہے“ کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کے مقفل سوٹ کیس کے اندر سے چند روپے کھو گئے تھے زید نے اپنی بی بی پر شبہ کیا کہ ہندہ نے میرا روپیہ چرایا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں تھی نہ کسی نے دیکھا تھا ہندہ نے بھی انکار کیا زید نے ہندہ سے کہا کہ اگر تو نے اس رات کے اندر روپیہ مذکور نہیں دیا تو تجھ پر تین طلاق ہے وہ رات گزر گئی ہندہ نے روپیہ نہیں چرایا تھا۔ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۱۱۰ لطف الرحمن جونیر مدرس مالدہ ۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء

---

(۱) الهداية كتاب الطلاق باب الايمان في الطلاق ۲ / ۳۸۵ ط شركة علمية ملتان۔

(جواب ۲۶۷) اس صورت میں ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ تعلیق میں الفاظ یہ تھے "اگر تو نے اس رات میں روپیہ مذکور نہیں دیا الخ" اور روپیہ مذکور کے معنی یہ ہیں کہ جو روپیہ تو نے چرایا ہے اور جب کہ ہندہ نے وہ روپیہ نہیں چرایا تھا تو تعلیق لغو ہو گئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس شرط پر طلاق کو معلق کیا وہ شرط پائے جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔

(سوال) ایک شخص نے ان خط کشیدہ الفاظ میں تعلیق کی کہ آج سے اگر میں اس گھر کے اندر (اس سے مراد ایک مکان معین ہے) عورتوں کے پاس جاؤں (یعنی اس گھر کے اندر داخل ہوں یہاں تک کہ ان عورتوں تک چلا جاؤں جو اس گھر میں رہتی ہیں) علاوہ دہلیز کے (دہلیز مکان کے ابتدائی حصہ کو کہتے ہیں جو ہر خاص و عام کے بیٹھنے کے لئے ہوتا ہے یعنی اس مکان کی دہلیز میں جا سکتا ہوں) اور زید کے گھر اور عمرو کے گھر اور بکر کی جانب احاطہ میں (ایک احاطہ ہے جس کے بیچ میں دیوار ہے اور دونوں جانب مکان بنے ہیں ایک طرف بکر رہتا ہے اور دوسری طرف سلیمان) اور خالد کے گھر (خالد کے دو مکان جداجدا ہیں ایک زنانہ دوسرا مردانہ اس نے زنانہ مکان مراد لیا) اگر میں قدم رکھوں تو میری عورت کو طلاق۔ متعلقہ صورت بالا حسب ذیل سوالات ہیں۔

(۱) کسی ضرورت سے مکانوں میں جا سکتا ہے یا نہیں بشرطیکہ عورتوں تک نہ جائے۔

(۲) دہلیز کی استثناء درست ہوگی یا نہیں؟ (۳) ایک مدت ہوئی کہ زید کی وفات ہو چکی بعد ازاں اس کا لڑکا اس مکان میں رہنے لگا چنانچہ بوقت تعلیق اس کا لڑکا ہی اس مکان میں رہتا تھا اور اب بھی ہے تو کیا اس مکان میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۴) عمرو کی وفات کے بعد اس کے گھر میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۵) سلیمان کی طرف کے مکان میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۶) بکر و سلیمان نے اپنے مکانوں کا تبادلہ کر لیا تو اب کس جانب جا سکتا ہے اور کس جانب نہیں (۷) خالد کا باپ یونس ابھی زندہ ہے اور وہی مکان کا مالک بھی ہے تو کیا ان ہر دو مکان زنانہ و مردانہ میں داخل ہو سکتا ہے اگر نہیں تو کس میں؟ (۸) یونس کی وفات کے بعد اس کے دونوں لڑکے خالد و احمد و دیگر ورثہ مکانوں کے مالک ہوں گے تو اب خالد کے مکان میں جا سکتا ہے یا نہیں؟ (۹) اشخاص مذکورین اب اگر کوئی جدید مکان حاصل کریں یا بنوائیں تو اس میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ (۱۰) سہواً مکان میں داخل ہو اور یاد آنے کے بعد فوراً نکل آیا تو کیا طلاق واقع

---

[۱] وما في الهندية وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدية كوئٹہ)

ہوگی یا نہیں؟ (۱۱) اگر جبراً ان مکانوں میں داخل کیا گیا تو کیا حکم ہے؟ (۱۲) جملہ اشخاص مذکورین بالا کے مکانوں میں داخل ہونے کے بعد وقوع طلاق ہوگا یا نہیں؟ یا کسی ایک مکان میں داخل ہونے سے وقوع طلاق ہو جائے گی (۱۳) مکانات مذکورہ بالا میں ترتیب وار داخل ہونے اور بغیر ترتیب کے داخل ہونے میں کوئی فرق ہو تو بیان فرمایا جائے (۱۴) طلاق رجعی ہوگی یا بائن؟ (۱۵) اگر بائن ہے تو کیوں اور کیا عدت گزرنے سے پہلے نکاح کرلینا کافی ہے؟ (۱۶) ان سب صورتوں سے بچنے کے لئے اگر کوئی حیلہ شرعی ہو تو بیان فرمادیں (۱۷) فقہاء کے مشہور قول التنجیز یبطل التعلیق کا کیا مطلب ہے اور کیا صورت مذکورہ بالا میں یہ حیلہ چل سکتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱ مولوی محمد یحییٰ اعظمی مبارکپوری لکھنؤ ۲ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ م ۱۷ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۸) (۱) اگر اس گھر کے اندر عورتیں موجود ہیں تو ضرورت اور عدم ضرورت دونوں صورتوں میں نہیں جاسکتا(۱) اور عورتیں نہ ہوں تو دونوں صورتوں میں جاسکتا ہے (۲) درست ہے(۲) (۳) نہیں داخل ہو سکتا کیونکہ اگرچہ زید کا لڑکا اس میں سکونت رکھتا تھا مگر مکان زید کے نام سے مشہور ہوگا اسی بنا پر حالف نے زید کی طرف مکان کی نسبت کر کے وہی مکان مراد لیا(۳) (۴) نہیں جب تک کہ وہ مکان عمرو کے نام سے معروف رہے(۴) (۵) داخل ہو سکتا ہے(۵) (۶) تبادلہ کرلینے کی صورت میں جس جانب بکر ہوگا اس جانب نہیں جاسکتا(۶) (۷) اگر خالد بھی ان مکانوں میں سکونت پذیر ہے تو مکانوں میں نہیں جاسکتا۔ (۸) خالد کے مکان میں نہیں جاسکتا۔

---

(۱) جس کام پر قسم اٹھائے اسے ضرورت کی وجہ سے کرنے پر بھی قسم ٹوٹ جاتی ہے، لما في الهداية والقاصد في اليمين والمكره والناسي سواء حتى تجب الكفارة (الهداية، كتاب الايمان ۲/۴۷۹ ط شركة علمية ملتان) وقال في الدر، لو الحالف مكرها او مخطئا او ذاهلا او ساهيا او ناسيا بان حلف ان لا يحلف ثم نسي وحلف فيكفر مرتين مرة لحنثه واخرى اذا فعل المحلوف عليه عيني لحديث، ثلاث هزلهن جد منها اليمين في اليمين او الحنث فيحنث بفعل المحلوف عليه مكرها (الدر المختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الايمان ۳/۷۰۸، ۷۰۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) والاصل ان الاستثناء تكلم بالحاصل بعد الثنيا وهو الصحيح ومعناه انه تكلم بالمستثنى منه فيصح استثناء البعض من الجملة لانه يبقى التكلم بالبعض بعده (الهداية، كتاب الطلاق، باب الايمان في الطلاق، فصل في الاستثناء ۲/۳۹۰ ط شركة علمية ملتان)

(۳) وفي حلفه لا يكلم عبده اي عبد فلان او عرسه وصديقه ولا يدخل داره ولا يلبس ثوبه او لا ياكل طعامه ولا يركب دابته ان زالت اضافته ببيع او طلاق او عداوة وكلمه لم يحنث في العبد اشار اليه بهذا او لا على المذهب وفي غيره ان اشار بهذا او عين حنث والا يشر ولم يعين لا يحنث (تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الايمان باب اليمين في الاكل والشرب واللبس والكلام ۳/۷۹۷، ۷۹۸ ط سعيد كراتشي)

(۴) وفي حلفه لا يكلم عبده اي عبد فلان او عرسه او صديقه ولا يدخل داره ولا يلبس ثوبه ولا ياكل طعامه ولا يركب دابته ان زالت اضافته ببيع او طلاق او عداوة وكلمه لم يحنث في العبد اشار اليه بهذا او لا وفي غيره ان اشار بهذا او عين حنث والا يشر ولم يعين لا يحنث (تنوير الابصار، مع هامش رد المحتار، كتاب الايمان، باب اليمين في الاكل والشرب ۳/۷۹۷ ط سعيد كراتشي)

(۵) اس لئے کہ شرط میں سلیمان کے گھر میں داخل ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۶) في الخانية ايضا حلف لا يدخل دار زيد ثم حلف لا يدخل دار عمرو فباعها زيد من عمرو وسلمها اليه فدخلها الحالف حنث في اليمين الثانية عنده لان عنده المستحدث بعد اليمين يدخل فيها لو مات مالك الدار فدخل لا يحنث لانتقالها للورثة (هامش رد المحتار، كتاب الايمان، باب اليمين في الدخول والخروج والسكنى والاتيان والركوب وغير ذلك ۳/۷۶۱)

اور جب تک مکان تقسیم نہ ہوں اس وقت تک کسی مکان میں نہیں جا سکتا (۱)، (۹) اگر کوئی جدید مکان بنوائیں اور اس میں خود سکونت پذیر ہو جائیں تو نہیں جا سکتا (۱۰) طلاق واقع ہو جائے گی (۲)، (۱۱) جبر کا یہ مطلب کہ کوئی اس کو زبردستی اٹھا کر مکان میں لے گیا تو طلاق نہیں ہوگی مگر جب ہٹتے ہی بلا توقف فوراً وہاں سے نکلنا لازم ہوگا اگر ذرا بھی خود ٹھہرا تو طلاق ہو جائے گی (۳) (۱۲) ہر ایک مکان میں داخل ہونے سے طلاق ہوگی (۱۳) کوئی فرق نہیں (۱۴) طلاق رجعی ہوگی (۱۵) بائن نہیں (۴)، (۱۶) کوئی حیلہ نہیں (۱۷) اس صورت میں اس کا کوئی اثر نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مدرسہ امینیہ دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "اباجی کو اٹھنے دو' تو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا' تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کسی بات پر کچھ جھگڑا کیا غصہ میں اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اباجی کو اٹھنے دو تو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا اس کے بعد ان دونوں میں بحث ہوئی بیوی کہتی تھی کہ اباجی کے اٹھنے پر طلاق ہوگئی کیونکہ مندرجہ بالا الفاظ اس کی بیوی نے سنے تھے زید کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی میرے یہ لفظ تھے کہ اباجی کے اٹھنے پر میں اس بات کا تصفیہ کرواؤں گا اگر انہوں نے تصفیہ نہ کیا تو تم کو طلاق دوں گا بیوی کہتی ہے کہ خدا میں نے یہ سنا ہے کہ اباجی کے اٹھنے پر تم کو خدا کی قسم طلاق دوں گا زید کہتا ہے کہ اس میں میں نے لفظ دوں گا شامل کیا تھا یہ لفظ شرطیہ ہے میں نے تصفیہ کرنے کی شرط رکھی تھی بیوی کہتی ہے کہ پہلے صرف یہ کہا تھا کہ اباجی کو اٹھنے دو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا اگر انہوں نے تصفیہ نہ کیا یعنی تصفیہ کا لفظ آخر میں کہا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۴ سید اولاد حسن اصفہانی ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۹) جو الفاظ عورت بھی تسلیم کرتی ہے وہ یہ ہیں "باجی کو اٹھنے دو خدا کی قسم تم کو طلاق دوں گا" ان لفظوں سے طلاق نہیں پڑ سکتی نہ بالفعل نہ اباجی کے اٹھنے پر (۵) ہاں اباجی کے اٹھنے پر زید پھر طلاق دے تو

---

(۱) یعنی حوالہ سابقہ جو گزشتہ

(۲) اس لیے کہ قسم ٹوٹنے میں سہو اور غیر سہو میں کوئی فرق نہیں ہے کما فی الدر ولو الحالف مکرها او مخطئا او ذاهلا او ساهيا او ناسيا فلو حلف ان لا يحلف ثم نسي و حلف فيكفر مرتين مرة لحنثه واخرى اذا فعل المحلوف عليه لحديث ثلاث هزلهن جد" منها اليمين في اليمين او الحنث فيحنث بفعل المحلوف عليه مكرها (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الايمان ۳/۷۰۸، ۷۰۹ ط سعید کراچی)

(۳) اذا حلف الرجل لا يدخل دار فلان فادخل مكرها لا يحنث هذا اذا حمله انسان وادخله مكرها (الفتاوى الهندية' كتاب الايمان' الفصل التاسع في الايمان ۲/۶۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۴) اس لیے کہ صریح طلاق کو معلق کیا ہے بعد وجود تحقق شرط رجعی طلاق واقع ہوگی لمافي الهداية الطلاق على ضربين صريح و كناية فالصريح قوله انت طالق و مطلقة و طلقتك فهذا يقع به الرجعي (الهداية' كتاب الطلاق' باب ايقاع الطلاق ۲/۳۵۹ ط شرکۃ علمیہ ملتان)

(۵) اس لیے کہ "تم کو طلاق دوں گا" وعدہ طلاق یا ارادہ طلاق کا اظہار ہے' اور وعدہ و ارادہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی' کما فی الدر المختار بخلاف قوله طلقي نفسك فقالت انا طالق او انا اطلق نفسي لم يقع لانه وعد جوهرة مالم يتعارف او تنو الانشاء فتح (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب تفويض الطلاق ۳/۳۱۹ ط سعید کراچی)

پڑے گی ورنہ نہیں عورت کا یہ خیال کہ اباجی کے اٹھنے پر خود بخود طلاق پڑ گئی صحیح نہیں ہے ہاں اگر الفاظ یہی تھے اور اباجی کے اٹھنے پر زید نے طلاق نہیں دی تو زید پر قسم کا کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا کہ اس نے قسم پوری نہیں کی (۱) لیکن اگر یہ قسم بھی تصفیہ نہ ہونے کی صورت میں طلاق دینے کی تھی اور اباجی کے اٹھنے پر تصفیہ ہوگیا تو نہ طلاق پڑی اور نہ قسم کا کفارہ واجب ہوا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نکاح سے پہلے کہا ”اگر میں نے جھوٹ بولا تو جب میں نکاح کروں وہ عورت مجھ پر طلاق ہے

(سوال) زید نے قبل ملک نکاح کے کہا کہ اگر میں نے کبھی بھی جھوٹ بولا تو جب میں نکاح کروں وہ عورت مجھ پر طلاق ہے اب اس شرط ٹھہرانے کے بعد زید نے جھوٹ بھی قصداً یا عذراً بولا اب زید نے نکاح بعد وقوع شرط کے کیا یا کرتا ہے تو کیا اس وقوع شرط سے جو قبل ملک نکاح سے ہے وقوع مشروط بھی لازم ہوتا ہے یا نہیں اور اگر بالفرض نکاح بھی کرلیا تو کیا ہم بستر ہونا زنا میں شمار ہوگا؟ المستفتی نمبر ۲۹۸ گل محمد (ضلع سورت) ۱۶ صفر ۱۳۵۲ھ ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۷۰) ہاں نکاح کرنے کے بعد عورت پر طلاق ہوجائے گی طلاق نہ ہونے کا حیلہ یہ ہے کہ زید خود نکاح نہ کرے نہ کسی کو وکیل بنائے نہ امر کرے بلکہ کوئی دوسرا شخص بطور فضولی کے زید کا نکاح کسی عورت سے کردے اور زید اس نکاح کی منظوری قول کے ساتھ نہ دے بلکہ اس منکوحہ عورت سے وطی کرلے تو یہ وطی نکاح کی اجازت بھی ہوجائے گی اور زید کا نکاح بھی ہوجائے گا اور طلاق بھی نہیں پڑے گی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مہر نفقہ عدت وغیرہ کی معافی کی شرط پر طلاق

(سوال) زید کی لڑکی نابالغہ جس کی عمر وقت نکاح سات سال تھی بولایت پدر بکر کے لڑکے بالغ کے ساتھ عقد ہوا یہ لڑکی بکر کے لڑکے کے نکاح میں سات سال رہی اور اس عرصہ میں وہ اپنے خاوند کے ہاں نہیں گئی بعد گزرنے سات سال کے بکر کے لڑکے نے اس وجہ سے کہ لڑکی نابالغ بتائی جاتی ہے اور مجھے دکھائی نہیں گئی اس لئے وقت بالغ ہونے کے ایسا نہ ہو کہ مہر و نفقہ طلب کرے اس شرط پر طلاق بائن دی کہ آئندہ کوئی جھگڑا مہر وغیرہ کا منجانب لڑکی نہ ہو زید نے کل ذمہ داری بہ جلسہ عدالت کے اور طلاق قبول کی زید کی لڑکی کو نہ تو وقت طلاق بلایا گیا اور نہ اس نے مہر و نفقہ وغیرہ کی معافی دی اور نہ طلاق قبول کی تو کیا طلاق ہوگئی؟

---

(۱) وهذا القسم فيه الكفارة فقط ان حنث (الدر المختار هامش رد المحتار كتاب الايمان ۳/ ۷۰۸ ط سعيد كراتشي)
قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ قسم یہ ہے (۱) غلام آزاد کرنا (۲) یا دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا (۳) یا دس مسکینوں کو دو دو جوڑے کپڑے کا دینا اور اگر یہ تینوں نہ ہوسکیں تو تین دن کے روزے پے در پے رکھنا کما في الدر المختار و كفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم بما يستر عامة البدن وان عجز عنها كلها وقت الاداء صام ثلاثة ايام ولاء (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الايمان ۳/ ۷۲۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) حلف لا يتزوج فزوجه فضولي فاجاز بالقول حنث وبالفعل ومنه الكتابة خلافا لابن سماعة لا يحنث به يفتى خانية (در مختار) وقال في الرد (قوله بالفعل) كبعث المهر او بعضه بشرط ان يصل اليها وقيل الوصول ليس بشرط نهر وكتقبيلها بشهوة وجماعها لكن يكره تحريما لقرب نفوذ العقد من المحرم بحر فلو بعث المهر اولا لم يكره التقبيل والجماع لحصول الاجازة قبله (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الايمان باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك ۳/ ۸٤٦ ط سعيد كراتشي)

وقت طلاق کے بکر کے لڑکے کو بتایا گیا کہ لڑکی نابالغ ہے اس لئے میں یعنی زید مہر وغیرہ کی معافی اور طلاق قبول کر سکتا ہے اور آئندہ کوئی جھگڑا نہیں ہوگا طلاق بائن حاصل کی حالانکہ لڑکی اس وقت بالغ تھی اس لئے کہ وقت نکاح سات سال تھی اور وقت طلاق ۱۴ سالہ ہو گئی تو کیا ایسی صورت میں زید کا مہر وغیرہ معاف کرنا اور طلاق قبول کرنا جائز ہو؟ اور طلاق صحیح ہو گئی؟ طلاق کے بعد جب پانچ ماہ گزر گئے تو نکاح ثانی ہوا اور بلوغ ثابت ہوئی اور صحیح معلوم ہوا کہ لڑکی ایک سال سے بالغ ہے۔

لڑکے نے یہ الفاظ بوقت طلاق اپنی زبان سے کہے تھے ہیں بمعاوضہ معافی مہر و نفقہ عدت جہیز و چڑھاوا وغیرہ طلاق بائن دیتا ہوں زید نے طلاق قبول کی اور چڑھاوا وغیرہ اپنی لڑکی کی طرف سے معاف کیا۔ اب جو مسئلہ شرعی ہو اس سے آگاہ کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۷۰۴ سیف اللہ (کوٹہ راجپوتانہ) ۲۲ جمادی الثانی۔

(جواب ۲۷۱) یہ طلاق مہر کی معافی اور نفقہ عدت و جہیز و چڑھاوا کے بدلے میں دی گئی ہے باپ کو ان چیزوں کا اختیار نہیں تھا۔ البتہ اگر لڑکی نے مہر معاف کر دیا ہو اور نفقہ عدت و جہیز و چڑھاوا چھوڑ کر طلاق لینا قبول کیا ہو تو طلاق صحیح ہو گئی ورنہ نہیں(۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

شوہر نے کہا "اگر یہ لڑکی اس مرض میں مر گئی تو اس کے مرنے کے ساتھ تجھ پر تین طلاق پڑ جائیں گی" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کی ایک لڑکی مرض شدید میں مبتلا تھی۔ زید کی زوجہ یعنی لڑکی کی والدہ نے اس لڑکی کو حالت مرض میں سخت تکلیفیں دیں۔ اس پر زید کو بہت صدمہ ہوا اور اس نے غصہ میں آکر کہہ دیا کہ اگر یہ لڑکی اس مرض میں مر گئی تو اس کے مرنے کے ساتھ تجھ پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور تو مطلقہ ثلثہ ہو جائے گی۔ بعد چند دن کے وہ لڑکی اسی مرض سے مر گئی۔ اب زید کی زوجہ کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

المستفتی نمبر ۴۱۹ محمد یونس (چاٹگام) ۱۷ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۷۲/ ۱۵۶۷) (از دار الافتاء دیوبند) یہ تعلیق بالشرط ہے اور جب کہ دختر مذکورہ اس مرض میں مر گئی ہے جس میں مر جانے پر طلاق ثلاث کو معلق کیا تھا تو تین طلاقیں واقع ہونے میں تردد نہیں کیا جا سکتا ہے(۲) رہا یہ کہ جزا میں لفظ استقبال کا ہے تو یہ قابل التفات نہیں ہے عموماً جزا مستقبل ہی ہوتی ہے اس کے خلاف کی صورتیں کم ہوتی ہیں علاوہ(۳) ازیں جزائے مستقبل کی صحت نصوص میں موجود ہے ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین (۴) ان کے بعد دونوں جگہ

---

(۱) (قوله وكذا الكبيرة الخ) اى اذا خلعها ابوها بلا اذنها فانه لا يلزمها المال بلا ولي لانه كالاجنبي في حقها و في الفصولين: اذا ضمنه الاب او الاجنبي وقع الخلع، ثم ان اجازت نفذ عليها و برئ الزوج من المهر، وان لم يضمن توقف الخلع على اجازتها فان اجازت جاز وبرئ الزوج عن المهر والا لم يجز (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الخلع مطلب في خلع الصغيرة ۳/ ۴۵۷ ط سعيد كراتشي)

(۲) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیه، کوئٹه)

(۳) الكهف: ۶۹ (۴) الصافات ۱۰۲

مضارع کے اول میں سین داخل ہے جو استقبال کے لئے ہے اس کے باوجود یہ تعلیق صحیح ہوگی بناءً علیہ زید کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں فقط محمد اعزاز علی امروہوی (مقیم دار العلوم دیوبند) نفس جواب صحیح ہے بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح بندہ محمد شفیع غفر لہ (خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند) الجواب صحیح۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفر لہ۔ صحیح ہے ریاض الدین عفی عنہ۔ الجواب صحیح اشرف علی یکم رجب ۱۳۵۳ھ طلاق واقع ہوگئی شبیر احمد عثمانی دیوبندی۔ الجواب صحیح خاکسار سراج احمد رشیدی عفی عنہ (مدرس مدرسہ عربیہ ڈابھیل) الجواب صواب بندہ محمد بدر عالم مدرس مدرسہ عربیہ ڈابھیل۔ الجواب صحیح عبد الرحمٰن کان اللہ لہ، ولوالدیہ ولجمیع المسلمین۔ الجواب صحیح احمد غفر لہ مہتمم مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت۔ تین طلاقیں ہوگئیں محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، مہر دار الافق مدرسہ امینیہ مہر دار الافتاء دیوبند مہر دار الافتۃ ڈابھیل۔

اگر اپنی بیوی کو ماہانہ خرچ نہ دیا، تو ایک ماہ انتظار کے بعد تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) محمد یوسف کی شادی شیخ بھنو علی کی لڑکی سے ہوئی کچھ عرصہ زن و شوہر کے درمیان محبت رہی اور محمد یوسف سسرال ہی میں مع بیوی رہنے لگے اور اپنا گھر بار بلا مرمت چھوڑ دیا ازاں بعد محمد یوسف سفر میں چلے گئے اور جب کچھ عرصہ بعد سفر سے واپس آئے تو بھنو علی نے پنچایت بٹھلایا کہ یوسف علی میری لڑکی کو کھانا خرچ نہیں دیتے اس لئے میری صفائی کرادیں پنچ نے محمد یوسف کو تنبیہ کی اور بھنو علی نے اپنی رضامندی اس بات پر ظاہر کی کہ محمد یوسف برابر ماہ بماہ خرچ دینے کا ایک شرائط نامہ لکھ دے۔ چنانچہ محمد یوسف نے شرائط نامہ لکھ دیا جس کی نقل منسلکہ استفتائے ہذا ہے محمد یوسف پھر سسرال میں ہی رہنے لگے اس کے ہفتہ دو ہفتہ بعد محمد یوسف اور ان کی سسرال والوں کے درمیان نااتفاقی ہوگئی اور محمد یوسف نے وداعگی مانگی۔ اس پر بھنو علی نے کہا کہ محمد یوسف اپنا مکان بنوائے تو وداعگی میں مجھ کو کچھ عذر نہ ہوگا محمد یوسف نے مکان بنوایا اس کے بعد رخصتی ہوئی اور محمد یوسف اپنی بیوی کو گھر لایا اور بارام رکھنا شروع کیا لیکن لڑکی کے میکے والے محمد یوسف کے خلاف رہے آخر کار ۲۹ مئی ۱۹۳۱ء کو جب محمد یوسف محرم کا تماشا دیکھنے گیا ہوا تھا تو اس کے غائبانہ اس کی خوشدامن صاحبہ بغیر اجازت محمد یوسف کے اس کی بیوی کو اپنے گھر لے گئیں جب محمد یوسف واپس آیا اور بیوی کو لاپتہ پایا تو سسرال گئے وہاں تکرار ہوئی اور لڑکی کے میکے والوں نے رخصتی سے انکار کر دیا اور لڑکی ہنوز میکے میں روکی ہوئی ہے اس کے بعد محمد یوسف نے پنچایت میں ایک عرضی دی اس پر پنچ نے رخصتی دلانے کی کوشش کی اور بہت اصرار کیا لڑکی والوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ لڑکی محمد یوسف کی بیوی نہیں رہی حالانکہ لڑکی کو گئے ہوئے ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا آخر کار مجبور ہو کر پنچ نے محمد یوسف کی عرضی و شرائط نامہ مع مناسب سوالات کے دار العلوم دیوبند بھیج دیا جس کی نقل مع جواب مشمولہ استفتائے ہذا ہے اس ہیر پھیر میں شرائط نامہ کے مطابق مہینہ پورا ہو رہا تھا اس لئے محمد یوسف نے مبلغ پانچ روپے خرچہ کے لئے اپنی بیوی کو بھیج دیا لیکن اس نے لینے سے انکار کیا اور نہیں لیا اسکے بعد استفتا کا جواب آیا کہ میکے میں خرچ دینا واجب نہیں محمد یوسف نے میکے میں خرچ دینا موقوف کر دیا البتہ رخصتی کے لئے کئی مرتبہ تقاضا کیا اور ہنوز کر رہا ہے

لیکن اس کے خسر صاحب رخصتی نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی۔

نقل اقرار نامہ۔ میں شیخ یوسف علی پسر شیخ کنی خلیفہ ساکن کھرکپور آگے ہم پنچان کے سامنے اقرار کرتے ہیں اور لکھ دیتے ہیں کہ ہم اپنی بیوی کو برابر ماہ بماہ خرچ خانہ داری دیں گے اگر دینے میں کسی طرح کی کوتاہی کریں تو ایک ماہ انتظار دیکھ کر آخری دو ماہ تک نہیں دیں تو ہمارا تینوں طلاق واقع ہو جائے گی اس لئے اقرار نامہ پر انگشت نشان دیا کہ وقت پر کام آئے کاتب شیخ میر علی۔ تاریخ ۳۔۱۰۔۳۱ المستفتی نمبر ۴۳۴ قادر بخش خواجہ (ضلع مونگھیر) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ م ۹ فروری ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۳) اقرار نامہ میں اس کی تصریح نہیں کہ محمد یوسف اپنی بیوی کو نفقہ اس صورت میں دے گا کہ بیوی اس کے گھر میں رہے اس لئے محمد یوسف کو دونوں صورتوں میں نفقہ دینا لازم ہے خواہ بیوی محمد یوسف کے گھر رہے خواہ محمد یوسف کی رضامندی یا کسی عذر صحیح شرعی کی وجہ سے میکے میں رہے البتہ اگر بیوی محمد یوسف کی اجازت کے بغیر اور بغیر کسی حق شرعی کے میکے میں رہے گی تو نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔ ہاں اگر صورت واقعہ میں اس کی بیوی ناحق میکے میں چلی گئی اور بغیر کسی عذر صحیح شرعی کے وہاں رہی تو نفقہ کی مستحق نہیں(۲) لیکن اگر وہ محمد یوسف کی کسی ایسی حرکت کی وجہ سے چلی گئی ہے جس پر اسے جانا اور میکے میں رہنا جائز تھا تو وہ نفقہ کی مستحق ہے پہلے مہینے کا نفقہ محمد یوسف نے مدت کے اندر بھیجا مگر زوجہ نے نہیں لیا تو اس عورت کا مطالبہ ساقط اور اقرار نامہ اس مدت کے لئے غیر مؤثر ہو گیا کیونکہ محمد یوسف نے نفقہ بھیج دیا نہ لینا عورت کا قصور ہے۔ محمد یوسف کی جانب سے خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ نفقہ کم ہونے کا عذر عورت کی جانب سے صحیح نہیں کیونکہ اقرار نامہ میں کوئی مقدار مذکور نہیں اس کے بعد محمد یوسف نے نفقہ نہیں دیا تو اگر عورت میکے میں کسی عذر صحیح شرعی کی بناء پر مقیم ہے تو محمد یوسف کے نفقہ نہ دینے سے طلاق ہوگئی اور پہلی مرتبہ واپس کر دینے کو محمد یوسف اپنے نہ دینے کے عذر میں بیان نہیں کر سکتا اگر عورت ناحق میکے میں مقیم ہے تو بوجہ اس کے کہ وہ نفقہ کی مستحق ہی نہیں۔ محمد یوسف کے نفقہ نہ دینے سے اس پر طلاق نہیں ہوئی(۳) کیونکہ اقرار نامہ استحقاق نفقہ کی صورت سے ہی متعلق ہو سکتا ہے۔

طلاق کو کسی کام کرنے پر معلق کیا اب اس کام کو کرنے سے بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

(سوال) زید دہلی میں بکر کے ہاں ملازمت کرتا تھا دوران ملازمت میں زید نے بکر کے کچھ روپے غبن کئے

---

(۱) لا نفقة لاحدى عشر مرتدة و خارجة من بيته بغير حق و هي الناشزة حتى تعود ولو بعد سفره خلافا للشافعي والقول لها بعدم النشوز بيمينها (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۳/۵۷٦ ط سعيد كراتشي)

(۲) اس لئے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور ناشزہ عورت کو شوہر کی طرف سے نفقہ نہیں ملتا کما صرح به في الدر المختار' كتاب الطلاق' باب النفقة ۳/۵۷٦ ط سعيد كراتشي)

(۳) اس لئے کہ اس میں شرط نہیں پائی گئی اور جب شرط نہیں پائی گئی تو طلاق بھی واقع نہیں ہوئی کما في الهندية' واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق ۱ / ٤۲۰ ط ماجدية' كوئته)

ور جب بکر کو اس کا علم ہوا تو زید بکر کے ہاں سے چلا آیا اور دہلی میں ہی روپوش ہو گیا بکر نے اس غبن کی پولیس میں رپورٹ کرائی اور زید کے خلاف وارنٹ جاری ہو گیا جب زید کو اس کا علم ہوا تو وہ اپنے ایک عزیز کے پاس گیا اور ان سے مدد کا طالب ہوا مگر عزیز نے یہ کہہ کر مدد دینے سے انکار کر دیا کہ بغیر تمہارے والد کی اجازت کے کچھ نہیں کر سکتا اور جب زید کو کہیں سے مدد نہ ملی تو وہ اپنی زوجہ کے پاس گیا اس کی زوجہ نے اس کی مدد کا وعدہ کیا لیکن اس شرط پر کہ وہ اپنی زوجہ کو مندرجہ ذیل تحریر لکھ دے۔ "اگر اس قسم کی کارروائی جو میں نے بکر کے ساتھ کی ہے آئندہ کروں یا تم کو چھوڑ کر کبھی چلا جاؤں تو تم پر تین طلاق ہیں" زید کو چونکہ اس وقت تک کہیں سے مدد نہ ملی تھی اس نے گرفتاری کے اندیشے سے اپنی زوجہ کو یہ تحریر دیدی اور اس کی زوجہ نے کچھ روپے بکر کے دینے کے لئے زید کے رشتہ دار کے پاس رکھوا دیے اور دو تین روز بعد زید کے رشتہ دار نے زید کے باپ کی اجازت مل جانے پر ان روپوں میں جو کمی تھی اس کو پورا کر کے بکر کو ادا کر دیئے چونکہ اس سے قبل بھی زید اس قسم کے فعل کر چکا تھا اور جب کبھی اس سے اس قسم کے فعل سرزد ہوئے وہ اپنی عادت کے موافق روپوش ہو جایا کرتا تھا اس لئے تحریر لیتے وقت زوجہ کی اور تحریر دیتے وقت شوہر کی یہ نیت نہ تھی کہ تحریر دینے کے بعد بغیر اجازت زوجہ کے باہر بھی نہ جا سکے بلکہ منشا یہ تھی کہ اس قسم کی حرکات کرنے کے بعد جو زید روپوش ہو جایا کرتا تھا وہ آئندہ ایسا نہ کر سکے۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ کے بعد زید اور اس کی زوجہ میں کچھ تکرار ہو گئی جس کی وجہ سے زوجہ نے اس کو کچھ جسمانی تکلیف پہنچائی چونکہ زید کو جسمانی تکلیف پہنچی تھی اس لئے وہ اپنی زوجہ سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ "اچھا میں جاتا ہوں خدا حافظ" اس تکرار کے درمیان زید کے ایک عزیز کو جو وہیں قریب رہتا تھا بلایا گیا انہوں نے اس معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لئے زید سے کہا کہ آج رات کو تم میرے گھر سو رہو کل صبح آ جانا اور اس کی اجازت تحریر کی رو سے زید کی زوجہ سے مانگی زوجہ نے کہا کہ میرے والد سے پوچھو۔ اس کے والد سے پوچھا تو انہوں نے کہا زوجہ سے پوچھو۔ غرضکہ دونوں میں سے کسی نے صاف جواب نہیں دیا اس لئے زید اپنے عزیز کے ہاں چلا گیا تھوڑی دیر بعد زید نے پھر اپنے عزیز کو زوجہ کے والد کے پاس بھیجا اور زید کے عزیز نے زوجہ کے والد سے جا کر کہا کہ اس وقت معاملہ کو رفع دفع کر دو اور زید کو میرے ہاں رہنے کی اجازت اس کی زوجہ سے دلوا دو مگر زوجہ اور اس کے والد نے اس وقت زید کے عزیز سے یہ کہا کہ زید تو جاتے وقت اپنی زوجہ سے تین دفعہ یہ کہہ گیا ہے کہ میرا تیرا آخری فیصلہ ہے مگر زید قسم کھا کر ان لفظوں کے کہنے سے انکار کرتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ "اچھا میں جاتا ہوں خدا حافظ" مگر زوجہ و اس کے والد یہی کہتے رہے کہ وہ کہہ گیا ہے کہ "میرا تیرا آخری فیصلہ ہے" اب وہ کیسے گھر آ سکتا ہے اس وجہ سے مجبوراً زید پھر زوجہ کے گھر اب تک نہیں گیا اور کچھ اپنے کپڑے بھی ساتھ لے آیا۔ بینوا توجروا۔ المستفتی حاجی متین احمد خلف حاجی رشید احمد دہلی۔

(جواب ۲۷۴) اس واقعہ کے متعلق دو فتوے میں پہلے لکھ چکا ہوں یہ تیسرا ہے اور افسوس کہ پہلے فتووں کی نقل بھی نہیں رکھی گئی اگر جوابوں میں کچھ اختلاف نظر آئے تو وہ بیان سائل کے اختلاف پر مبنی ہو گا کیونکہ مفتی کے پاس اس بات کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ کون سا بیان سچا اور واقعہ کے مطابق

ہے اور کون سا جھوٹا اور واقعہ کے خلاف ہے اس سوال میں زید کی تحریر کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ دو باتوں میں سے کوئی ایک بات پیش آئے گی تو بیوی پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اول یہ کہ زید کوئی ایسی حرکت کرے جو چوری یا خیانت کی حد تک پہنچتی ہو (کیونکہ پہلی حرکت جو بکر کے ساتھ کی گئی تھی اسی قسم کی تھی) دوئم یہ کہ زید اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کو چھوڑ کر کہیں چلا جائے یہ دونوں شرطیں مستقل ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے تو طلاق ہو جائے گی دوسری پائی جائے یا نہ پائی جائے۔ پس صورت مسئلہ میں جب کہ زید اپنی بیوی سے لڑ بھڑ کر اس کی اجازت کے بغیر اپنا سامان کپڑے وغیرہ لیکر اس کے گھر سے چلا آیا اور اس پر کئی دن گزر گئے دوسری شرط کا وجود متحقق ہو گیا اور طلاق معلق واقع ہو گئی۔( ) زید کا اور اس کے عزیز کا زوجہ سے اجازت مانگنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ خود بھی اپنے اس فعل کو شرط کی خلاف ورزی تصور کرتا تھا اس لئے اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن اجازت نہ ملنے پر وہ یوں ہی بلا اجازت عزیز کے گھر رہنے لگا یعنی قصداً شرط کی خلاف ورزی کی اور کوئی پروانہ کی اور یہ عذر کہ زوجہ اور اس کے والد نے یہ کہا کہ وہ تو جاتے وقت یہ کہہ گیا ہے "میرا تیرا آخری فیصلہ ہے" زید کے لئے مفید نہیں ہے اس لئے کہ جب اس کے حلفیہ بیان کے بموجب اس نے یہ الفاظ نہیں کئے تھے تو اس کو لازم تھا کہ وہ زوجہ کے گھر میں ہی رہتا تاکہ شرط سابق کی خلاف ورزی نہ ہوتی۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

اگر میں نے اس قسم کی کارروائی کی' یا تم کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو تم پر تین طلاقیں ہیں' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) زید نے ایک تحریر اپنی زوجہ کے نام لکھی تھی جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ بنام بلقیس بیگم۔ اگر اس قسم کی کارروائی جو میں نے ضمیر الحق کے ساتھ کی ہے آئندہ کروں یا تم کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو تم پر تین طلاق ہیں۔ دستخط محمد عثمان بقلم خود۔ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

بس تحریر کے تقریباً ایک ماہ بعد زید اور اس کی زوجہ میں خرچ وغیرہ پر بھی کچھ جھگڑا ہوا اور کچھ مار پیٹ کی بھی نوبت آگئی اور اس جھگڑے کے بعد ۱۶ جولائی ۱۹۳۵ء سے ۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء تک جس کو ایک ہفتہ سے زیادہ ہو گیا شوہر اپنی زوجہ کو چھوڑ کر اور اپنا کل سامان لیکر چل گیا اور اس کے بعد اب تک نہیں آیا اور نہ کچھ خبر گیری کی نہ کوئی اطلاع کی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کی زوجہ پر حسب تحریر بالا طلاق واقع ہو گئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۵۷۳ حافظ حنیف الدین دہلی ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۵) اپنا سامان لیکر گھر سے بغیر اجازت زوجہ کے نکل جانا اور پھر متعدد دنوں تک غائب رہنا

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق ۱ / ۴۲۰ ط ماجديه' كوئٹه)

چھوڑ کر چلے جانے میں داخل ہے اس لئے طلاق معلق واقع ہو گئی۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) اگر محمد عثمان ۱۶ جولائی ۱۹۳۵ء سے ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء تک اپنی زوجہ بلقیس کو چھوڑ کر چلا گیا ہے تو اس کی زوجہ بموجب اس کی تحریر کے مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے بغیر حلالہ کے رجوع کرنا محمد عثمان کا ہرگز صحیح نہ ہوگا۔(۲) فقط حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ' دہلی

اگر تم کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں' تو تم پر تین طلاقیں ہیں' چھوڑ کر چلا گیا

(سوال) زید بکر کے ہاں ملازمت کرتا تھا درمیان ملازمت میں زید نے بکر کے کچھ روپے غبن کئے بکر کو علم ہوا تو زید روپوش ہو گیا اسی حالت میں زید اپنی زوجہ کے پاس گیا اور مدد چاہی اس کی زوجہ نے بکر کا تمام روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا لیکن اس شرط پر کہ زید اپنی زوجہ کو اس قسم کی تحریر دیوے کہ "آئندہ اگر میں اس قسم کی کوئی کارروائی کروں جو میں نے بکر کے ساتھ کی ہے یا تم کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو تم پر تین طلاق ہیں" زید چونکہ اس سے قبل بھی کئی دفعہ اس قسم کی حرکت کر چکا تھا اور جب کبھی ایسی حرکت اس سے ہو جاتی تھی تو وہ شرم و خجالت کی وجہ سے روپوش ہو جاتا تھا تحریر دینے والے اور تحریر لینے والے کی منشا اور نیت یہ نہ تھی کہ وہ اس تحریر دینے کے بعد بغیر اجازت زوجہ کے گھر سے باہر قدم بھی نہ نکال سکے بلکہ نیت یہ تھی کہ ایک کارروائی کرنے کے بعد زید جو روپوش ہو جایا کرتا تھا' وہ آئندہ ایسا نہ کر سکے زید چونکہ دہلی میں اس قسم کی حرکت کر چکا ہے اور دہلی میں ملازمت کرنے کے قابل نہیں ہے اس لئے وہ اپنی فلاح و بہبودی کے لئے اپنے والد کے پاس کلکتہ جانا چاہتا ہے یا اور کسی شہر میں ملازمت کی تلاش میں جانا چاہتا ہے لیکن اس کی زوجہ اس کو دہلی سے باہر جانے کی اجازت نہیں دیتی اب زید بغیر اجازت اپنی زوجہ کے دہلی سے باہر جا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۷۵ محمد عثمان دہلی ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۲) خاوند کے الفاظ یہ ہیں "یا تم کو چھوڑ کر چلا جاؤں" اس کا مفہوم یہ ہے کہ بیوی کی اجازت کے بغیر دہلی (یعنی وطن) سے باہر چلا جائے یا اپنے گھر سے ایسی طرح غائب ہو جائے جس کو یہ کہہ سکیں کہ بیوی کو چھوڑ رکھا ہے تو طلاق ہو گئی (۳) گھر میں سے باہر جانا مطلقاً مراد نہیں ہو سکتا مثلاً نماز کے لئے باہر جانا یا سودا سلف لینے کے لئے گھر سے نکلنے یا گھنٹہ دو گھنٹے کے لئے گھر سے باہر رہنے یا کاروبار کے لئے دن میں

---

(۱) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیه' کوئٹه)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها والاصل فیه قوله تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره" والمراد الطلقة الثالثة (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ شرکة علمیه ملتان)

(۳) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملک قائم فی الحال والظاهر بقاؤه الی وجود الشرط فیصح یمینا او ایقاعا (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الایمان فی الطلاق ۲/ ۳۸۵ ط شرکة علمیه ملتان)

گھر سے باہر رہنے پر طلاق نہیں ہوگی کیونکہ ان صورتوں میں عرفاً یہ صادق نہیں آتا کہ وہ بیوی کو چھوڑ کر باہر چلا گیا اور یمین کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اگر میری اجازت کے بغیر میرے گھر آئے تو میرے حق میں تین طلاق ہوگی

(سوال) ایک شخص اس طرح زبان بندی دیتا ہے کہ اپنی زوجہ کے ساتھ جھگڑے کے بعد زوجہ میری لڑکی کو مارنے سے میں خفا ہو کر اس کو اپنے دار مسکونہ سے نکال کر کہا کہ یہ میرے گھر آنے سے تین طلاق ساتھ ہی دوسری دفعہ کہا کہ یہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے گھر آئے تو میرے حق میں تین طلاق ہوگی میری یہ بات کہنے کی وجہ یہ ہے کہ میری زوجہ جھگڑے میں ہمیشہ مشغول رہتی ہے کسی طرح سے اس سے روکی نہیں جاتی اور کسی سے ڈرتی بھی نہیں اور مانتی بھی نہیں ایسی حالت میں لڑکی کو مارنے سے میں خفا ہو کر اور اس کے برتاؤ سے دق ہو کر کہا یہ میرے گھر جانے سے تین طلاق اور یہ بات کہنے کے بعد دل میں آیا کہ اس کو ڈرانے کے لئے کہتا ہوں لیکن جس طرح زبان سے بات نکل گئی وہ ارادہ دل کے خلاف ہوا ساتھ ہی یا کچھ دن کی باتیں کھول کر کہا ہے کہ یہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے گھر جائے تو میرے حق میں تین طلاق ہوگی اب گزارش یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں تنجیز ہوگی یا تعلیق؟ تنجیز کی صورت میں ترک اضافت کی وجہ سے عدم وقوع طلاق کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور ہمارے اس دیار کے عرف وعادت کے لحاظ سے شق اول کو تعلیق کہا جاتا ہے پس بنابر تعلیق عدم حنث کی کوئی صورت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ دار مسکونہ میں حالف کی سکونت ہے برتقدیر تعلیق حالف دار مسکونہ کو بعوض مہر زوجہ مذکورہ سے بیچ کر اس میں سکونت کرسکتا ہے یا نہیں۔ یا یمین فی الفور کے ذریعہ اس کی رہائی کی کوئی صورت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ یا اگر کوئی شخص زوجہ مذکورہ کو جبراً اٹھا کر دار مسکونہ میں داخل کردے تو عدم حنث کی کوئی صورت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ دوسری گزارش یہ ہے کہ حالف مذکور اپنی زبان بندی کے کئی روز بعد کہتا ہے کہ میں نے اپنی زبان بندی میں غلطی کی ہے یعنی میں نے یہ کہا اگر یہ میرے گھر آئے تو تین طلاق اب حالف کی یہ بات مانی جائے گی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۳۵ مولوی فضل الرحمن (ضلع نواکھالی) ۳ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۲۷۷) (از نائب مفتی) اس واقعہ مرقومہ میں یہ عورت اگر اپنے شوہر کے یہاں آئے گی تو اس عورت پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی(۲) آسانی کے ساتھ وقوع طلاق سے خلاصی اس طرح ہوسکتی ہے کہ

---

(۱) والأصل أن الأيمان مبنية عند الشافعي على الحقيقة اللغوية، وعندنا على العرف ما لم ينو ما يحتمله اللفظ (درمختار) وقال في الرد (قوله وعندنا على العرف) لأن المتكلم إنما يتكلم بالكلام العرفي أعني الألفاظ التي يراد بها معانيها التي وضعت لها في العرف (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الأيمان، باب اليمين في الدخول والخروج والسكنى والإتيان والركوب وغير ذلك ۳/ ۷۴۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدية، كوئٹہ)

بغیر اس عورت کے کہنے کے کہار اس کو ڈولی میں سوار کرلیں کسی اور شخص کے کہنے سے یہ عورت ڈولی میں سوار ہو جائے تو کہار ڈولی کو اس کے شوہر کے مکان کے دروازے میں سے اندر لے جاکر مکان میں اتار دیں یعنی کہہ دیں کہ ڈولی میں سے اتر جاؤ تو طلاق کے واقع ہونے سے یہ عورت بچ جائے گی(۱) فقط (حضرت مفتی صاحب قبلہ کی رائے لیکر جواب لکھا گیا ہے) حبیب المرسلین عفی عنہ'

اگر فلاں کام فلاں وقت معین میں نہ کیا' تو میری بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی' تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے ایک طلاق معلق بشرط معین زبانی بدیں مضمون کہ اگر میں زید فلاں کام فلاں وقت معین میں نہ کیا تو میری زوجہ فلاں ہندہ کو طلاق واقع ہو جاوے گی کاتب سے صک مروجہ سرکاری پر لکھوا کر زوجہ اپنی ہندہ مذکورہ کے حوالے کیا پھر حالف نے کام معین بوقت معین میں نہ کیا بعد عرصہ پانچ چھ مہینے کے یقین وقوع طلاق مفتی علاقہ کے پاس دعوائے رجوع کیا۔ مگر مفتی صاحب نے سبب عدم ثبوت رجوع فی العدۃ دعویٰ اس کا رد کیا پس چند ایام کے بعد حالف نے از سر نو دعوائے ثانی کیا کہ میری ایک شرط تعلیق کی دیگر علاوہ شرط محررہ فی الصک سے تھی مثلاً سکونت جو وہ موجود نہیں ہوئی لہذا میری زوجہ ہندہ مذکورہ مطلقہ نہیں ہوئی حالانکہ بہ نسبت ظاہر صک شرط زائد مغیر عین محررہ ہے اور بوقت دعوائے رجوع کوئی شرط زائد کا ذکر نہ تھا اور تحریر صک میں بھی نہیں اور بلحاظ ظاہر صک برادران ہندہ شرط زائد کے منکر ہیں اور نصاب شہادت عند الطرفین موجود نہیں آیا دعویٰ شرط زائد بعد دعوائے رجوع جو مبنی بر وقوع طلاق تھا مسموع ہے یا نہ؟ گر مسموع ہے تو حلف کس فریق پر ہوگی تنقیح یعنی دعوائے حالف اولاً بابت رجوع جو اقتضاء اقرار بہ وقوع طلاق اور عدم شرائط زائد ہے اور دعویٰ حالف ثانیاً شرط زائد و عدم طلاق ہندہ کے درمیان تناقض ہے یا نہ؟ بینوا توجروا۔ المستفتی نمبر ۸۰۲ محمد موسیٰ پروا ضلع۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ م ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۲۷۸) اگر اس شخص نے تعلیق باللفظ کی تھی اور اس کے الفاظ کے شاہد موجود ہیں اور ان الفاظ میں شرط زائد مذکور نہیں تو اب دعوائے زیادت شرط درست نہیں لیکن اگر تعلیق باللفظ نہ تھی بلکہ بالکتابۃ تھی تو اگر زوج خواندہ شخص ہے اور اس نے خود کاغذ پڑھ لیا اور اس پر دستخط کئے یا اسکو حرفاً حرفاً سنا دیا گیا اور اس کی شہادت موجود ہو تو اس صورت میں بھی دعوائے زیادت شرط درست نہیں(۲) لیکن اگر وہ ناخواندہ ہے اور صک اسے حرفاً حرفاً سنائی نہیں گئی اور اسے انگوٹھا لگوالیا یا دستخط کرالئے (بعض ناخواندہ لوگ بھی دستخط کرنا سیکھ

---

(۱) اذا حلف الرجل لا یدخل دار فلان فادخل مکرھا لا یحنث ھذا اذا حملہ انسان و ادخلہ مکرھا (الفتاوی الہندیۃ کتاب الحیل الفصل التاسع فی الایمان ٦ ، ٤٠٠ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(۲) اس لئے کہ جب نصاب شہادت شرعیہ موجود ہو تو اس کے مقابلے میں کوئی بات معتبر نہیں۔

لیتے ہیں اور دستخطوں کے علاوہ کچھ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے) تو اس کا دعویٰ قابل سماعت ہوگا(۱) رہا یہ دعویٰ کہ رجعت کر چکا ہے یہ ایسا معارض نہیں ہے کہ اس سے دعوائے شرط زائد غیر مسموع ہو جائے کیونکہ ان دو باتوں میں اس صورت میں تطبیق ممکن ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فلاں کی اولاد میں سے جب جب میرا نکاح کسی لڑکی سے ہوگا، تو میری طرف سے اس پر فوراً تین طلاقیں پڑ جائیں گی!

(سوال) مسماۃ نور بھری ولد عالم خاں ایک ادھیڑ عورت کا نکاح میرے ایک کمسن عزیز مسمی محمد خان سے کرا دیا گیا نکاح کرنے والوں کی ناپاک اغراض کچھ بھی ہوں مگر محمد خاں نے ہوش سنبھالتے ہی مذکورہ عورت سے نہایت نفرت کے ساتھ بیزاری کا اظہار کیا اور نہ یہ کہ تین طلاقیں دیدیں بلکہ اپنے اردگرد مکر و فریب کا تنا ہوا جال محسوس کر کے اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ عالم خاں کی اولاد میں سے جب جب میرا نکاح کسی لڑکی سے ہوگا میری طرف سے فوراً اس پر تب تب تین پڑتی جائیں گی سائل کو تین سوالوں کا جواب درکار ہے (۱) حنفیہ کے نزدیک حد بلوغ کیا ہے؟ شامی نے پندرہ سال لکھی ہے کیا یہ صحیح ہے؟ (۲) محمد خاں کی عمر طلاق دیتے وقت پندرہ سال تین ماہ تھی اور بالغ بھی تھا کیا طلاق واقع ہونے میں کوئی شبہ ہے؟ (۳) اگر کسی فریب میں آ کر محمد خاں سے حلالہ کرایا جائے یا اس کا نکاح عالم خاں کی اولاد میں سے کسی لڑکی سے کیا جائے تو کیا یہ ممکن ہے؟ المستفتی نمبر ۹۰۲ دوست محمد (کوہاٹ) ۷ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۹) بلوغ احتلام سے یا جب کہ لڑکے کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے ثابت ہو جاتا ہے(۲) یعنی پندرہ سال عمر کے لڑکے کی طلاق معتبر ہے(۳) پندرہ سال تین ماہ کے لڑکے کی طلاق پڑ جانے میں شبہ نہیں عالم خاں کی اولاد میں کسی لڑکی سے محمد خاں کا نکاح درست نہ ہوگا یعنی جب نکاح ہوگا طلاق پڑ جائے گی حلالہ کے بعد بھی طلاق کا سلسلہ جاری رہے گا۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

( ) کیونکہ نہ تو خود لکھا اور نہ دوسرے سے لکھے ہوئے پر قرار کیا، بلکہ لکھے ہوئے میں شرط زائد کا دعویٰ کر رہا ہے، حالانکہ کتب فقہ میں تصریح ہے لو استكتب من آخر كتابا بطلاقها و قرأه على الزوج فأخذه الزوج و ختمه و عنونه و بعث به اليها فأتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه، وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق مالم يقر انه كتابه (هامش ردالمحتار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۳،۲۴۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال، فان لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار مع هامش ردالمحتار، كتاب الماذون، فصل في بلوغ الغلام ۶ ۱۵۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) و يقع طلاق كل زوج اذا كان عاقلا بالغا ولا يقع طلاق الصبي والمجنون والنائم (الهداية كتاب الطلاق فصل ۳۵۸/۲ ط شركة علمية ملتان)

(۴) تنحل اي تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة الا في كلما فانه ينحل بعد الثلاث لاقتضائها عموم الافعال (درمختار) وقال في الرد (قوله الا في كلما) فان اليمين لا تنتهي بوجود الشرط مرة وافاد حصره ان متى لا تفيد التكرار و قيل تفيد والحق انها انما تفيد عموم الاوقات ففي متى خرجت فانت طالق المفاد ان اي وقت تحقق فيه الخروج يقع الطلاق ثم لايقع بخروج آخر (هامش رد المحتار مع الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب التعليق ۳ ۳۵۲، ۳۵۳ ط سعيد كراتشي)

شوہر نے کہا ”اگر تیرے سوا کوئی اور پانی لانے والا نہیں ہے‘ تو تجھے ایک دو تین طلاق دیدیں“ یہ تعلیق طلاق ہے یا تنجیز ؟

(سوال) زینب کو اس کے شوہر اور ساس نے تالاب میں سے پانی لانے کی ممانعت کی کیوں کہ وہاں پردے کا کوئی انتظام نہ تھا مگر اس نے اس کی کوئی پروا نہیں کی اور پانی لینے کو چلی گئی جب واپس آئی تو شوہر نے کہا کہ اتنی سخت ممانعت کے باوجود تو پانی لینے کیوں گئی ؟ زینب نے کہا کہ اگر میں پانی لینے نہیں جاؤں گی تو کون لائے گا ؟ اس کے شوہر نے خفا ہو کر کہا کہ اگر تیرے سوا کوئی اور پانی لانے والا نہیں ہے تو تجھے ایک دو تین طلاق دیدیں کہاں جائے گی چلی جا اس مسئلہ میں دو عالم مختلف الرائے ہیں ایک صاحب کہتے ہیں کہ یہ تعلیق ہے لہذا اگر زینب کے علاوہ کوئی دوسرا پانی لانے والا ہو تو طلاق نہیں پڑی گی دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ یہ تنجیز ہے کیونکہ دی ہوئی طلاق کی تنجیز کے کیا معنی جب اس نے ایقاع کی خبر بلفظ ماضی دیدی ہے نیز بعد کو کہاں جائے گی چلی جا کہہ کر تنجیز کی تاکید کردی ہے تو تعلیق کیونکر ہو گی۔ گو شرط کا ذکر ہے مگر وہ لغو چلی جائے گی۔ المستفتی نمبر ۹۷۳ مولوی کبڈ صاحب (ضلع نواکھالی)

(جواب ۲۸۰) اس صورت میں شوہر کے بیان حلفی پر فیصلہ ہوگا اس سے دریافت کیا جائے کہ اس کا مطلب کیا تھا اگر وہ ایسا مطلب بیان کرے جس سے تعلیق کے معنی پیدا ہوتے ہوں تو تعلیق ہو گی اور اگر ایسا مطلب ظاہر کرے جس سے تنجیز نکلتی ہو تو تنجیز ہو گی اس کے الفاظ دونوں معنی کے محتمل ہیں۔ اس لئے اس کے حلفی بیان سے ایک صورت متعین کی جا سکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

اگر میں اس مدرسہ کو تمہاری اجازت کے بغیر چھوڑ کر چلا جاؤں تو میری بیوی کو تین طلاق ہو جائیں گی

(سوال) بکر نے اپنے بھتیجے زید کو افریقہ اپنے قائم کردہ مدرسے میں پڑھانے کے لئے بلایا زید کے افریقہ آنے کے بعد تقریباً ایک سال تک بکر نے بلا تنخواہ صرف خورد و نوش پر مدرسی کرائی بعدہ بکر نے اپنی لڑکی ہندہ کے ساتھ زید کا نکاح کر دیا اور زید اب داماد کی حیثیت سے رہنے اور مدرسی کا کام انجام دینے لگا ایسے میں ساس جو کہ ہندہ کی سوتیلی ماں ہے داماد کے ساتھ جھگڑ فساد کرنے لگی جس سے تنگ آکر زید نکل گیا اور مدرسہ بھی بکر نے اٹھا دیا جھگڑا تقریباً تین چار ماہ قائم رہا پھر چند دوسروں کی فہمائش پر زید اور بکر و ساس میں صلح ہو گئی اور زید ساتھ رہنے لگا پھر ایک روز زید کے کھانے میں کوئی دست آور چیز ملا کر کھلا دی جس سے خون تک جاری ہو گیا تھا علاج سے دست بند ہوئے لیکن کمزوری حد سے بڑھ گئی اس کمزوری کی حالت میں ساس اور خسر نے ڈرا دھمکا کر بالاکراہ حسب ذیل تحریر لکھوالی :-

---

(۱) تتوقف علی نیة للاحتمال والقول له بیمینه فی عدم النیة (درمختار) وقال فی الرد (قوله للاحتمال) لما ذکرنا من ان کل واحد من الالفاظ یحتمل الطلاق وغیره والحال لا تدل علی احد هما فیسأل عن نیته ویصدق فی ذلک قضاء بدائع (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق باب الکنایات ۳ / ۳۰۰ ط سعید کراتشی)

"بقلم خود زید میں اپنی عقل ہوشیاری اور راضی خوشی سے نہ کسی کی عقل ہوشیاری سے نیچے کی شرط اپنی عقل ہوشیاری سے لکھ دیتا ہوں (۱) میں بکر کے مدرسے میں جو نمبر ۱۱ ٹولی اسٹریٹ پر ہے اس میں پڑھا سکتا ہوں اور دوسرے مدرسے میں جیسے کہ مٹانڈں اور نیوکلر اور تھانون یا نیولینڈ کے پڑھنے کا اور دوسرا کوئی کام کرنے کا مجھ کو حق نہیں ہے اگر میں ایسا کروں تو بکر کو حق ہے پولیس کی معرفت سے یا کسی دوسرے کی معرفت سے مجھ کو ہٹوا سکتا ہے (۲) دوسرا اگر میں اس مدرسے کو چھوڑ کر چلا جاؤں تو میری عورت ہندہ کو تین طلاق ہو جائیں گی پھر اس پر میرا کچھ حق نہیں اور اگر ان کی خوشی اور اجازت سے جاؤں تو جا سکتا ہوں (۳) یہ کہ اس مدرسے میں جتنے بچے پڑھتے ہیں ان کو پڑھانے کا مجھ کو حق ہے اور اگر سرکار مجھ کو یہاں سے نکال دے تو یہ کاغذ سے طلاق ہو جائے گی۔"

اس تحریر کے بعد زید تندرست ہو گیا لیکن مدرسہ بکر کا قائم نہ رہا تو زید نے دوسرے مدرسہ میں ملازمت برضائے بکر اختیار کی چند ماہ بعد اس مدرسے سے علیحدہ ہوا تو ایک رئیس نے بکر سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے یا داماد کو بلا کر تمہارا مدرسہ پھر جاری کر دو اور تنخواہ تمہارے داماد کو میں دوں گا بہت فہمائش کے باوجود بکر راضی نہ ہوا اور زید کے متعلق ناشائستہ کلام منہ سے نکالنے لگا بعد آخر زید نے بلا رضا و اجازت بکر شہر سے دور دوسرے شہر میں ملازمت تلاش کر لی اور وہاں چلا گیا اس عرصہ میں ہندہ کو ایک لڑکا بھی ہوا ہے زید وہاں سے وقتاً فوقتاً خط و کتابت کرنے لگا تو بکر واپس کر دیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے اس سے کچھ واسطہ نہیں اب سوال یہ ہے کہ بنا بر تحریر و شرط و حالات مذکورہ بالا کے زید کی اس تحریر سے اور پھر بلا اجازت دوسرے شہر میں ملازمت اختیار کرنے سے ہندہ کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۷۶ حافظ محمود جوہانسبرگ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۱) اگر یہ تحریر جبراً لکھوائی گئی ہے تو بالکل غیر معتبر اور غیر مؤثر ہے اس کی کوئی شرط بھی قابل اعتبار نہیں (۱) اور اگر جبر و اکراہ نہ ہو تو معتبر ہے اور اس صورت میں شرط نمبر (۱) اس وقت مؤثر ہو سکتی ہے کہ بکر کا مدرسہ نمبر ۱۱ ٹولی اسٹریٹ پر ہونے کے باوجود زید اسے چھوڑ کر دوسرے مدرسے میں جاتا اور بغیر اجازت جاتا تو طلاق واقع ہوتی لیکن اگر دوسرے شہر میں جانے کے وقت بکر کا مدرسہ نہیں تھا یا تھا مگر اجازت سے گیا تو ان دونوں صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

---

(۱) وفي البحر ان المراد الاكراه على التلفظ بالطلاق فلو اكره على ان يكتب طلاق امرأته فكتب لا تطلق لان الكتابة اقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا كذا في الخانية (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳ / ۲۳۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الرابع في الطلاق بالشرط الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱ / ۴۲۰ ط ماجدية كوئته)

شوہر نے کہا کہ ”اگر میں پنچوں کا فیصلہ نامنظور کروں‘ تو یہی تحریر میری طلاق سمجھی جائے‘ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) مسماۃ منگو (دختر عیدو گھوسی ساکنہ ٹونڈلہ ضلع آگرہ) کا عقد ہمراہ خدا بخش (ولد رولیا گھوسی لدھیانہ) سال ۱۹۱۷ء میں بزمانہ نابالغی مسماۃ ہوا تھا بعد نکاح رخصتی نہیں ہوئی بوجوہات خانگی زوجین میں مقدمہ بازی ہو گئی چنانچہ اسی دوران میں زوجین نے بذریعہ تحریر اقرار نامہ ثالثان مقرر کر دیئے شوہر مذکور نے علاوہ تحریر اقرار ثالثی کے یہ الفاظ بھی لکھے کہ بصورت نامنظور کرنے کے پنچان کو یہ تحریر میری قطعاً شرعاً قانوناً طلاق صحیح و معتبر سمجھی جائے پس ثالثان نے بعد تحقیقات و لئے جانے بیانات کے یہ طے کیا کہ مسماۃ مذکورہ شوہر موصوف کو مبلغ تین سو روپے دے کر خلع کرے شوہر مذکور نے فیصلہ پنچان کو نامنظور کیا اور روپیہ لینے سے انکار کیا مسماۃ مذکورہ نے یہ دعوی استقرار یہ منسوخی نکاح عدالت دیوانی میں بمقابلہ شوہر مذکور دائر کیا بدیں دادرسی کہ استقرار منسوخ، منقطع ہونے نکاح مدعیہ کا مدعا علیہ سے بدست برداری مہر کیا جائے چنانچہ عدالت مجاز نے بعد تحقیقات و ثبوت یہ تجویز فرمایا کہ دعوی استقرار متعلق دادرسی (الے) مع خرچہ یکطرفہ ڈگری کیا گیا جب کہ عدالت منصفی آگرہ موصوفہ نے دعوی استقرار منسوخ نکاح بحق مسماۃ منگو مذکورہ نے جو اپنا عقد ثانی بعد فیصلہ عدالت ممدوحہ چار ماہ بعد کیا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۱۰۹۷ مسماۃ منگو معرفت قاضی ضمیر الدین صاحب (میرٹھ) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر زوج نے یہ تحریر دیدی تھی کہ اگر میں پنچوں کا فیصلہ نامنظور کروں تو یہی تحریر میری قطعاً شرعاً قانوناً طلاق صحیح و معتبر سمجھی جائے تو پنچوں کا فیصلہ نامنظور کرنے پر اس کی طرف سے طلاق ہو گئی(۱) اور بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح عورت کا جائز ہو گیا(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جو کوئی معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گویا اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی‘ تو خلاف ورزی پر طلاق ہو گی یا نہیں؟

(سوال) دو گروہ میں جھگڑا ہوا اور وہ جھگڑا اس قدر طویل ہو گیا کہ ہر ایک گروہ کے آدمیوں نے آپس میں یہ طے کیا اور یہ قاعدہ لکھ دیا کہ ایک گروہ دوسرے کے یہاں نہ تو کھانا وغیرہ کھاوے اور آپس میں کسی کے یہاں نہ لڑکی لیوے نہ اپنی دے اس معاہدے کے جو خلاف کرے تو گویا اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی یہ معاہدہ دونوں گروہوں کا ہوا کچھ دنوں کے بعد جھگڑا ختم ہوا اور پیشتر کا معاہدہ جو تھا اس کو ترک کر کے آپس

---

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ١/٤٢٠ ط ماجدية كوئٹه) وقال في الدر: وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً لكن إن وجد في الملك طلقت وعتق وإلا لا (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب التعليق ٣/٣٥٥ ط سعيد كراتشي)

(۲) قال الله تعالى: "ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله" (البقرة ٢٣٥)

میں کھانا وغیرہ کہا نہ گیا اب اس صورت میں ان کی عورتوں کو طلاق ہوگی یا کہ نہیں اب اگر طلاق واقع ہو تو اب کیا کرنا چاہئے۔ المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبدالرزاق صاحب (ضلع میدنی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۳) اگر معاہدہ کے الفاظ یہ تھے کہ جو کوئی معاہدہ کے خلاف کرے گویا اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی تو خلاف کرنے والوں کی بیویوں پر طلاق نہیں ہوگی بلکہ ان پر یمین کا کفارہ لازم ہوگا،(۱) یعنی دس مسکینوں کو پونے دو سیر فی مسکین کے حساب سے گیہوں دینے ہوں گے۔(۲) فقط محمد کفایت اللہ

اگر میں عمر سے ملوں یا اس کے پاس جاؤں 'تو میری بیوی پر طلاق ہے' تو عمر سے ملنے سے بیوی پر طلاق پڑ جائے گی

(سوال) زید نے حلف اٹھایا کہ میں عمر سے نہ ملوں گا اور نہ اس کے پاس جاؤں گا خالد نے کہا کہ مجھے تیری اس قسم کا اعتبار نہیں بلکہ یوں کہو کہ اگر میں عمر سے ملوں یا اس کے پاس جاؤں تو میری بیوی پر طلاق ہے۔ عینہ ان لفظ کو زید نے تین بار کہا مگر پندرہ بیس دن کے بعد زید عمر کے پاس گیا اور اس سے ملا خالد نے کہا کہ تو نے تو نہ ملنے پر طلاق دی تھی ایسا کیوں کیا زید نے کہا کہ میں بھول گیا تھا لہذا از روئے شرع فرمایا جاوے کہ صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر واقع ہوئی تو کونسی؟ المستفتی نمبر ۱۲۰۶ مستجاب الدین ریاض الدین صاحبان سوداگران ظروف بازار شاہی مسجد مراد آباد۔ ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از مولانا خلیل احمد صاحب) ہو الموصوب صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو گئیں لہذا اب بدون حلالہ نکاح نہیں ہو سکتا جیسا کہ در مختار میں ہے۔ فی ایمان الفتح ما لفظه وقد عرف فی الطلاق انه لو قال ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق ان دخلت الدار فانت طالق وقع الثلث واقره المصنف (هامش شامی ص ۵۲۹) (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب حررہ الملتجی عفو ربہ الجلیل الصمد امید عفو خلیل احمد وفقہ اللہ لتزود لغد مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

الجواب صواب محمد یحیٰ غفرلہ۔ قد اصاب من اجاب احقر محمد نعیم غفرلہ مدرس مدرسہ امدادیہ۔

---

(۱) کیونکہ لفظ 'گویا' جب تنجیز طلاق میں ہو تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح جب وہ تعلیق طلاق میں استعمال ہو جائے تب بھی طلاق نہیں پڑے گی البتہ اس میں اس قسم کا معنی متحقق ہوتا ہے اور جب اس کے خلاف کیا تو قسم ٹوٹ گئی لہذا قسم کا کفارہ لازم ہوگا کما فی الدر المختار: الیمین لغة القوة و شرعا عبارة عن عقد قوی به عزم الحالف علی الفعل او الترک فدخل التعلیق فانه یمین شرعا
(الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الایمان ۲ ۷۰۲ ط سعید کراتشی)

(۲) و کفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین کما مر فی الظهار او کسوتهم بما یستر عامة البدن وان عجز عنها کلها وقت الاداء صام ثلاثة ایام ولاء (تنویر الابصار و شرحه) وقال فی الرد (قوله عشرة مساکین) ای تحقیقا او تقدیرا حتی لو اعطی مسکینا واحدا فی عشرة ایام کل یوم نصف صاع یجوز (هامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الایمان مطلب کفارة الیمین ۳ ۷۲۵ ط سعید کراتشی)

(۳) الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الایمان باب التعلیق ۳ ۳۷۶ ط سعید کراتشی)

الجواب صحیح بندہ عبداللہ غفرلہ' مدرسہ امدادیہ عربیہ مرادآباد ۲۴ جمادی الثانی ۱۹۵۵ء۔ الجواب صحیح فخر الدین احمد (مدرس اول مدرسہ شاہی مسجد مرادآباد)

(جواب ۲۸٤) (از حضرت مفتی اعظمؒ) بھول جانے کا عذر مفید نہیں اور قضاءً تین طلاق پڑنے کا ہی حکم دیا جائے گا۔(۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر میں شرع کے خلاف کوئی کام کروں تو مجھ پر طلاق اضافی ہوگی' ان الفاظ سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(سوال) برائے زید پدر یا مادر یا برادران زید مثلاً نکاح کردہ۔ و در وقت نکاح کردن زن صغیرہ بود و زید کامل عاقل بالغ بود و زن در خانہ پدر بود و بخانہ شوہر نیاوردہ شد زیرا کہ صغیرہ بود پس ازیں قسم نکاح کہ ذکر شد ز زبان زید الفاظ ذیل بجائے حلف یعنی در موضع استعمال حلف صادر شد کہ "اگر من پس ازیں زمانہ از شریعت مخالفت کردم مرا طلاق اضافی باشد" این معلوم نیست کہ ایں لفظ مذکورہ یکبار گفتہ بود یا سہ بار گفتہ۔ و حالف در حالت حلف نمی داند کہ طلاق اضافی چہ طور است و کدام الفاظ الفاظ طلاق اضافی است پس از چنیں حلف از حالف تجاوز از حد شرعی صادر شد پس از حانث شدن زید سن او بالغ شدہ بود و زن و پدر زن از زید طلب کرد کہ زن خود را بخانہ خود بیاورد زید از علماء فتویٰ طلب کرد کہ برائے زید ایں زن منکوحہ جائز است یا نہ۔ دریں مسئلہ اختلافات کثیرہ از علماء صاحبان واقع شدہ بیان اختلاف این ست کہ بعض علماء حکم کردہ کہ برائے زید بالکل نکاح کردن جائز نیست۔ خواہ آں زن سابقہ باشد کہ پدر یا مادر یا برادران زید برائے زید نکاح کردہ بود یا دیگر زن نو باشد زیرا کہ ایں الفاظ کہ از زبان زید صادر شدہ کنایہ ہست از طلاق اضافی و حکم طلاق اضافی این است کہ بالکل انسان از نکاح کردن محروم می شود و بعض علماء حکم کردہ کہ ایں الفاظ یعنی لفظ اضافی طلاق مہمل است بر این چنین لفظ طلاق واقع نمی شود و اضافی واقع می شود۔

دیگر علماء جواب می دہند کہ قول اول بالکل غلط است زیرا کہ عمل یمین در نکاح کہ قبل از یمین شدہ بود ہرگز جاری نمی شود نہ غیر اضافی واقع می شود بلکہ برائے زید نکاح کردن جائز است خواہ آں سابقہ بود یا دیگر زن نو بود خواہ بزبان خود بود یا بزبان دیگر شخص بود بطور اجازت خواہ اجازت قولاً خواہ کتابۃً بود یعنی بہر طور کہ ہست برائے زید حالف نکاح کردن جائز است۔ و از حنث خود فدیہ یمین بر زید واجب شدہ و بعض علماء حکم کردہ کہ اگر دیگر شخص خواہ ولی زید بود یا غیر ولی بود برائے زید نکاح می کند بغیر زن سابقہ یعنی دیگر زن نو برائے زید نکاح می کنند بغیر اجازت زید قولاً یا کتابۃً بر این تقدیر مذکورہ برائے زید نکاح کردن جائز است و اگر از طرف زید اجازت قولاً یا کتابۃً واقع شود پس بر تقدیر اجازت زید نکاح کردن دیگر شخص برائے زید ہم جائز نیست۔ و بر ایں

---

(۱) لو الحالف مکرها او مخطئا او ذاهلا او ساهیا او ناسیا بأن حلف ان لا یحلف ثم نسي و حلف فیکفر مرتین مرة بحنثه واخرى اذا فعل المحلوف علیه عیني لحدیث "ثلاث هزلهن جد" منها الیمین في الیمین او الحنث فیحنث بفعل المحلوف علیه مکرها (الدر المختار مع هامش ردالمحتار کتاب الایمان ۳ ۷۰۸، ۷۰۹ ط سعید کراتشی)

اختلاف مذکورہ دوازدہ سال گزشت تا ہذا الوقت بوجہ مفصل مطابق مذہب خود حل نہ شدہ آخر الامر ہمہ اختلاف کنندہ صاحبان حالف مذکورہ کہ زید است عمل باتفاق بر فتوی مولانا مولوی مفتی کفایت اللہ صاحب مقرر کردہ کہ بہر طور حکم از طرف کفایت اللہ صاحب خواہد آمد در جواز نکاح کردن برائے زید مذکورہ یا در عدم جواز نکاح کردن برائے زید بر آں حکم عمل می کنیم ان شاء اللہ تعالیٰ۔

المستفتی نمبر ۱۲۹۲ عزیز اللہ صاحب حق شیر وردہ معرفت نور شیر محمد صاحب۔ پشاوری نوارد دہلی ۲۵ شوال ۱۳۵۵ھ م ۹ جنوری ۱۹۳ء

(ترجمہ) زید کے واسطے مثلاً اس کے باپ یا ماں یا بھائیوں نے نکاح کیا اور نکاح کے وقت منکوحہ کم سن تھی اور زید جوان عاقل بالغ تھا اور کم سنی کی وجہ سے منکوحہ کو شوہر کے گھر رخصت نہیں کیا گیا اس طرح کے نکاح کے بعد زید کی زبان سے مندرجہ ذیل الفاظ بطور حلف کے صادر ہوئے کہ "اگر میں اس وقت کے بعد سے شریعت کے خلاف کروں تو مجھ پر طلاق اضافی ہوگی" یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ الفاظ اس نے ایک دفعہ کہے یا دو تین بار کہے۔

اور زید حالف نہیں جانتا ہے کہ طلاق اضافی کیا چیز ہے اور اس کے الفاظ کس طرح پر ہیں۔ اس حلف کے بعد زید کی طرف سے حدود شرعیہ سے تجاوز سرزد ہوا زید کے حانث ہونے کے بعد اس کی منکوحہ بالغ ہو چکی تھی اس کے والدین نے زید سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنی منکوحہ کو رخصت کرا لے۔

زید نے علماء سے فتوی طلب کیا کہ یہ اس کی منکوحہ اس کے لئے جائز و حلال ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء نے مختلف فتوے صادر فرمائے بعض علماء نے حکم دیا کہ زید کے لئے بالکل نکاح کرنا جائز نہیں خواہ وہ پہلی ہی عورت ہو جسکا زید کے لئے اس کے باپ یا ماں یا بھائیوں نے نکاح کیا تھا خواہ کوئی دوسری عورت ہو کیونکہ زید کی زبان سے جو الفاظ نکلے ہیں وہ طلاق اضافی سے کنایہ ہیں اور طلاق اضافی کا حکم یہ ہے کہ انسان نکاح کرنے سے بالکل محروم ہو جاتا ہے۔

بعض علماء نے حکم دیا کہ یہ لفظ یعنی لفظ اضافی طلاق مہمل ہے اور ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور اضافی واقع ہو جاتی ہے۔ دیگر علماء جواب میں فرماتے ہیں کہ قول اول بالکل غلط ہے کیونکہ یمین کا عمل اس نکاح پر جو یمین سے پہلے منعقد ہوا تھا ہرگز جاری نہ ہوگا اور طلاق غیر اضافی بھی واقع نہیں ہوگی بلکہ زید کے لئے نکاح کرنا جائز ہے خواہ پہلی عورت ہو یا دوسری نئی عورت ہو۔ خواہ نکاح اپنی زبان سے ہو یا دوسرے شخص کی زبان سے باجازت زید قولاً یا کتابتہً۔ یعنی جس طرح بھی ہو زید کو نکاح کرنا جائز ہے اور قسم توڑنے کا کفارہ زید پر واجب ہے۔ پھر بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اگر دوسرا شخص ولی زید ہو یا غیر ولی زید کے لئے کسی نئی عورت کا نکاح کرے اور زید کی اجازت قولاً یا کتابتہً حاصل نہ کرے اس تقدیر پر نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اگر زید کی طرف سے اجازت قولاً یا کتابتہً واقع ہو جائے تو اس اجازت کے بعد شخص دیگر کا کیا ہوا نکاح بھی جائز نہ ہوگا۔

اس اختلاف پر بارہ سال گزر چکے ہیں اور اب تک اپنے مذہب کے مطابق یہ مسئلہ حل نہیں ہوا آخر

امر تمام اختلاف کرنے والے علماء نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے فیصلہ کو تسلیم کریں گے اور زید کے لئے حضرت مفتی صاحب موصوف جو حکم صادر فرمائیں گے اسی پر عمل کیا جائے گا۔

(جواب ۲۸۵) قول زید یعنی ایں لفظ (کہ اگر من خلاف شرع کارے بکنم مرا طلاق اضافی باشد) قول مہمل است اگر شخص مذکور بعد ازیں حانث شود بروے طلاق لازم نہ گردد و نکاح او کہ قبل از حلف شدہ بود ازیں حنث باطل نہ شود(۱) و اگر او بعد از حنث نکاح جدید ہم کند آں نکاح جدید ہم جائز باشد۔(۲)

اگر فرضاً ایں یمین را موثر ہم قرار دادہ شود اثر او بر نکاحے کہ بعد از یمین منعقد کردہ شود خواہد بود اما بر نکاحے کہ بوقت یمین موجود بود بروے اثر یمین ہرگز نخواہد بود۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(ترجمہ) زید کا یہ قول کہ ”اگر میں شرع کے خلاف کوئی کام کروں تو مجھ پر طلاق اضافی ہو گی“ بالکل لغو اور مہمل ہے اگر زید حانث ہو جائے تو طلاق لازم نہیں ہو گی اور اس کا وہ نکاح جو پہلے ہو چکا تھا اس حانث ہونے سے باطل نہیں ہو گا اور حانث ہونے کے بعد وہ جو جدید نکاح کرے گا وہ بھی جائز ہو گا۔

اگر بالفرض اس یمین کو نکاح پر اثر انداز مان بھی لیا جائے تو وہ اس نکاح پر اثر انداز ہو سکتی ہے جو یمین کے بعد منعقد کیا جائے لیکن جو نکاح کہ یمین کے وقت موجود تھا اس پر ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اگر میں اسے رکھوں، تو اس پر تین طلاق، نکاح کرنے سے تین طلاق واقع ہو جائیں گی

(سوال) ایک شخص کے لئے اس کے والد نے ایک عورت کا خطبہ کیا ابتدائے گفت و شنید سے وہ شخص اس عورت پر ناراض تھا نکاح کے قبل وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ نکاح کے متعلق گفتگو کر رہا تھا اثناء گفتگو میں ہمسایوں میں سے ایک نے کہا کہ تمہیں اس عورت سے ضرور نکاح کرنا ہو گا۔ اس وقت اس شخص نے کہا کہ اگر میں اسے رکھوں تو اس پر تین طلاق۔ صورت مسئولہ میں بعد نکاح تین طلاق واقع ہو گی یا نہیں بر تقدیر اول تحلیل کی ضرورت ہو گی یا زوج کے لئے نکاح ثانی کافی ہو گا۔ نوٹ : ہمارے یہاں کے محاورہ میں

---

(۱) اس لئے کہ طلاق اضافی کا مطلب یہ ہے کہ ”اگر میں شرع کے خلاف کوئی کام کروں، تو جب نکاح کروں تو میرے ہر وہ عورت طلاق ہے“ اور صورت مسئولہ میں یہ عورت پہلے سے اس کی بیوی ہے اس سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا، پس یہ کلام لغو ہو لما فی الدر المختار و شرط صحته کون الشرط معدوما علی خطر الوجود (درمختار) وقال فی الرد (قوله لغو) فلا یقع اصلا لان غرضه منه تحقیق النفی حیث علقه بامر محال هذا یرجع الی قولهما امکان البر شرط انعقاد الیمین خلافا لابی یوسف (هامش ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب التعلیق ۳/۳۴۲ ط سعید کراتشی) پس موجودہ حالت میں جب کہ وہ عورت اس کے نکاح میں پہلے سے ہے، اس پر بسبب تعلیق مذکور کے طلاق واقع نہیں ہو گی

(۲) اور جب شرع کے خلاف کوئی کام کرنے سے قسم ٹوٹ گئی، تو اب کسی دوسری عورت سے نکاح کرنے سے دوبارہ حانث نہ ہو گا کیونکہ قسم ختم ہو چکی ہے، کما فی الدر المختار و فیها کلها تنحل الیمین ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق ۳/۳۵۲ ط سعید کراتشی)

رکھوں سے عرفاً نکاح کروں مراد لیا جاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۳۷۷ مسٹر محمد اظہر صاحب (ضلع اکیاب) ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۰ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۶) اگر وہ اقرار کرے کہ لفظ رکھوں سے اس کی مراد نکاح کروں تھی تو تین طلاقیں نکاح کرنے پر پڑ جائیں گی (۱) اور بدون تحلیل وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی (۲) اور اقرار نہ کرے تو رکھوں کا لفظ نکاح کروں کے معنی پر محمول نہ ہوگا اور وقوع طلاق کا حکم نہ ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر تو گھر میں داخل ہوئی‘ تو تجھ پر طلاق ہے“
(۲) شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر تم خالد کے گھر جاؤ گی‘ تو تمہارا اور ہمارا تعلق قطع ہو جائے گا“

(سوال) (۱) زید نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھ پر طلاق ہے لیکن طلاق کی نیت نہ تھی پھر وہ گھر میں داخل ہوئی تو طلاق مغلظہ ہوگی یا رجعی؟ (۲) زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے ڈرانے کی غرض سے کہا کہ اگر تم خالد کے گھر جاؤ گی تو تمہارا اور ہمارا تعلق قطع ہو جائے گا لیکن نیت طلاق کی نہ تھی اور نہ جدائی کی نیت تھی نہ بینونت کی نیت تھی محض ڈرانے کے لئے کہا تھا پھر ہندہ زید سے پوشیدہ خالد کے گھر گئی تو جو حکم ہندہ کے حق میں صادر ہوتا ہے تحریر فرمایا جائے؟ المستفتی نمبر ۱۶۰۶ مولوی محمود خان صاحب مدرس اول مدرسہ ریاض العلوم (کانپور) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۷) (۱) اس صورت میں اگر عورت گھر میں داخل ہوئی تو طلاق پڑ جائے گی (۳) مگر طلاق رجعی ہوگی (۴) البتہ اگر عورت غیر مدخولہ ہوگی تو طلاق بائن ہوگی مغلظہ نہ ہوگی (۵) (۲) اس صورت میں چونکہ نیت طلاق کی نہیں تھی اور طلاق کا صریح لفظ بھی نہ تھا اس لئے طلاق نہ ہوگی۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(١) اذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح نحو ان یقول لامراة ان تزوجتك فانت طالق او کل امراة اتزوجها فهی طالق (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ١/ ٤٢٠ ط ماجدیه کوئٹه)

(٢) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها والاصل فیه قوله تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره والمراد الطلقة الثالثة (الهدایة، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة ٢/ ٣٩٩ ط شرکة علمیه ملتان)

(٣) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا مثل ان یقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ١/ ٤٢٠ ط ماجدیه کوئٹه)

(٤) وصریحه ما لم یستعمل الا فیه، کطلقتك وانت طالق ومطلقة ویقع بها ای بهذه الالفاظ وما بمعناه من الصریح واحدة رجعیة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الصریح ٣/ ٢٤٧ ط سعید کراتشی)

(٥) فان فرق الطلاق بانت بالاولی ولم تقع الثانیة والثالثة، وکذا اذا قال لها انت طالق، وقعت واحدة ما ذکر بانها بانت بالاولی (الهدایة، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق قبل الدخول ٢/ ٣٧١ ط شرکة علمیه ملتان)

(٦) فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنیة او دلالة الحال وهی حالة مذاکرة الطلاق او الغضب (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الکنایات ٣/ ٢٩٦ ط سعید کراتشی)

اگر آج سے تو نے میرے سامنے رنگین کپڑے پہنے تو میری طرف سے تین طلاق ہے۔

(سوال) ایک شخص سے اس کی بیوی کی لڑائی ہوتی ہے لڑائی کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مرد رنگین کپڑوں سے خوش ہوتا ہے اور عورت کو رنگین کپڑوں سے رغبت کم ہوتی ہے یہاں رنگین کپڑوں سے مراد گھر کے رنگے ہوئے کپڑے ہیں جو اپنے ہاتھ سے رنگ کر پہنے جاتے ہیں ایک روز عورت کو کسی محفل میں شریک ہونا تھا اور وہ چاہتی تھی کہ سفید کپڑے پہن کر محفل میں شریک ہو مگر اس وقت سفید کپڑے موجود نہیں تھے بس یہی سبب اصل لڑائی کا ہوتا ہے دن بھر مرد غصہ کی حالت میں برا بھلا کہتا رہا ہے شام کو غصہ طول پکڑ جاتا ہے مرد غصہ کی حالت میں عورت سے کہتا ہے کہ اگر آج سے تو نے میرے سامنے رنگین کپڑے پہنے تو میری طرف سے تین طلاق ہے بلکہ تو میری سگی بہن کے برابر ہو گی اب عورت کے پاس گھر کے رنگے ہوئے کپڑوں کے علاوہ ولایتی رنگے ہوئے کپڑے بہت ہیں جن کو وہ پہننا چاہتی ہے اور اس میں مرد بھی راضی ہے کیا عورت اب رنگے ہوئے ولایتی کپڑے پہن سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۶۵۵ فضل حق شہد حمد پٹی والے (دہلی) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۸) طلاق معلق ہے وہ صورت خارج ہے کہ عورت مرد کے سامنے نہ ہو اور رنگین کپڑے پہن لے یعنی اس صورت میں طلاق نہیں پڑے گی لیکن اگر رنگین کپڑوں میں مرد کے سامنے آجائے گی تو طلاق پڑ جائے گی۔(۱)

مرد کے الفاظ میں تو رنگین کپڑوں کا ذکر ہے اور وہ گھر کے رنگے ہوئے اور ولایتی رنگے ہوئے دونوں کو شامل ہے اس کے کلام میں کوئی تفصیل نہیں ہے لیکن اگر جھگڑا انہیں کپڑوں کے متعلق تھا جو گھر میں رنگے جاتے ہیں اور ولایتی رنگین کپڑوں کے متعلق نہیں تھا اور مرد بھی اقرار کرتا ہے کہ اس کی نیت بھی ولایتی رنگین کپڑوں سے متعلق نہ تھی تو ولایتی رنگین کپڑوں کے ساتھ طلاق متعلق نہ ہو گی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

گاؤں کے باشندوں نے متفق ہو کر کہا کہ اگر کوئی شخص پنچایت سے الگ ہو جائے اور مسجد میں نماز نہ پڑھے، تو اس کی بیوی کو تین طلاق

(سوال) ایک گاؤں میں ایک ہی مسجد ہے کوئی دوسری مسجد نہیں ہے اور وہاں کے باشندوں نے متفق ہو کر

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا، وغيرهما ۱ / ۴۲۰ ط ماجديه، كوئٹه)

(۲) حلفه وال ليعلمنه بكل داعر دخل البلدة تقيد حلفه بقيام ولايته بيان لكون اليمين المطلقة تصير مقيدة بدلالة الحال وينبغي تقييد يمينه بفور علمه (درمختار) وقال في الرد (قوله تقيد حلفه بقيام ولايته) هذا التخصيص بالزمان ثبت بدلالة الحال وهو العلم بان المقصود من هذا الاستحلاف زجره بما يدفع شره او شر غيره بزجره (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الايمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغيره، مطلب حلفه وال ليعلمنه بكل داعر ۳ / ۸۴۴ ط سعيد كراتشي)

یہ کہا کہ اگر آپس میں کوئی جھگڑا فساد ہو جائے تو سب مل کر آپس ہی میں فیصلہ کر لیا کریں گے اور پنچایت بھی قائم کر لی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ سب مل کر مسجد ہی میں نماز پڑھا کریں گے اگر کوئی شخص پنچایت سے علیحدہ ہو جائے اور مسجد میں نماز نہ پڑھے تو اس کی بیوی کو تین طلاق اور اس بات کو ہر شخص نے منظور کر لیا اتفاق وقت کہ کسی بات پر آپس میں جھگڑا ہو گیا اور چند آدمی پنچایت سے فیصلہ ہونے سے پہلے پنچایت سے علیحدہ ہو گئے اور مسجد میں نماز بھی پڑھنا چھوڑ دی اور عید اور بقر عید کی نماز بھی علیحدہ پڑھی آیا وہ لوگ جو جماعت سے علیحدہ ہو گئے ہیں ان لوگوں کی بیویوں کو ان لوگوں کے قول کے مطابق تین طلاق ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۸۵۷ محمد امین پیش امام مسجد (آگرہ) ۳۰ رجب ۱۳۵۶ھ م ۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۹) جو لوگ پنچایت سے علیحدہ ہوئے اور مسجد میں نماز پڑھنی چھوڑ دی اگر انہوں نے خود یہ تعلیق کی تھی کہ اگر ہم پنچایت سے علیحدہ ہوں اور مسجد میں نماز نہ پڑھیں تو ہماری بیوی پر تین طلاق تو بے شک ان کی بیویوں پر طلاق مغلظہ پڑ گئی (۱) اور اگر انہوں نے یہ تعلیق اپنی زبان سے نہیں کی تھی تو ان کی بیویوں پر طلاق نہیں پڑی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اگر میں ان شرائط کی خلاف ورزی کروں یا زدوکوب کروں، تو میری زوجہ کو طلاق مغلظہ ہوگی

”نقل اقرار نامہ“

(سوال) منکہ شبراتی ولد علی قوم بز قصاب ساکن بازار ہرپت گنج مزرعہ موضع ہیرا گوبند پور پرگنہ و تحصیل و ضلع رائے بریلی کا ہوں عرصہ قریب بارہ سال کا ہوا کہ منمقر کا عقد ہمراہ مسماۃ رمضانی دختر بکر عیدی بز قصاب ساکن تیلیا کوٹ شہر رائے بریلی سے حسب شرع شریف محمدی حدیث حنفیہ کے ہوا اور مسماۃ مذکور رخصت ہو کر آتی جاتی رہی منمقر کی جانب سے اکثر تساہلی نان و نفقہ ہوتی رہی چنانچہ منمقر نے رائے بریلی آکر روبرو پنچان داد خواہ ہوا کہ منمقر کی غفلتوں کا اعتراف کرتے ہوئے زوجہ منمقر ہمراہ مظہر رخصت کر دی جائے اب مظہر مذکور تکلیف روحانی و جسمانی نہ پہنچائے گا قبل اس کے بھی ایک اقرار نامہ منمقر نے بنسبت نان و نفقہ زوجہ پنچ کو تحریر کر دیا تھا جس کی پابندی منمقر سے نہیں ہو سکی پنچان بنظر رحم خسروانہ ہمراہ منمقر زوجہ منمقر کو رخصت کرا دینے پر آمادہ و تیار ہوئے کہ مظہر ایک اقرار نامہ تحریر کر دیوے کہ اب کسی قسم کی تکلیف روحانی و جسمانی زوجہ منکوحہ کو نہ پہنچائے گا اور بآرام نان و نفقہ حسب استطاعت خود کرے گا چنانچہ منمقر حسب ذیل کا پابند ہوتا ہے اول یہ کہ منمقر زوجہ منکوحہ اپنی کو اپنے مکان میں بآرام رکھوں گا کسی طرح کی تکلیف روحانی و جسمانی نہ پہنچاؤں گا ورنہ کوئی کمی نان و نفقہ میں کروں گا اور بموجب رواج رخصت بھی دیا کروں

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لامراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱ / ۴۲۰ ط ماجدية كوئٹه)

گا اور بعد میں آمد و رفت رہے گی اگر مُقر شرائط بالا کے خلاف کرے گا اور تکلیف روحانی و جسمانی پہنچائے گا اور نان و نفقہ میں کمی کرے گا یا زد و کوب کرے تو مُقر اقرار شرعی کرتا ہے اور تحریر کئے دیتا ہے کہ میری زوجہ کو طلاق مغلظ ہوگی اور زوجہ مُقر کو اختیار ہوگا کہ وہ جس شخص کے ساتھ چاہے عقد ثانی کر لیوے مجھ کو دعویٰ و حق نہ ہوگا اور مُقر ادائے دین مہر کا ذمہ دار ہوگا۔ المستفتی نمبر ۱۹۳۴ عبدالغنی صاحب' رائے بریلی ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۰) چونکہ زوج نے اپنے اقرار میں لکھا ہے کہ اگر ان شرائط کی خلاف ورزی کروں یا زد و کوب کروں تو منکوحہ کو طلاق مغلظہ ہو جائے گی تو اگر زوج نے اس قرار نامہ کی تحریر کے بعد منکوحہ کو زد و کوب کیا ہے یا دیگر شرائط کی خلاف ورزی کی ہے تو منکوحہ پر طلاق مغلظہ اس کی تحریر کے بموجب واقع ہو گئی(۱) اور وہ دوسرا نکاح بعد عدت کرنے کی حق دار ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر دس روپے ماہوار نہ دوں یا علیحدہ رہنا اختیار کروں تو اس دن سے میری منکوحہ سے میرا کوئی تعلق نہ رہے گا

نقل کابین نامہ

مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۶ء ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ

(سوال) اقرار کرد صحیح و اعتراف نمود شرعی معتبر اسم و نسب خود مظفر حسین خلف مظہر حسین خاں ساکن قدیمی اندور سے عوض مہر ۵۰۰ روپے کلدار نصف معجّل و نصف موجل بموجب رسم شریعت کے ہوا ہے لہذا اس جلسہ نکاح میں روبرو قاضی صاحب بصحت عقل و حواس و درستی دماغ کے میں اپنے کو خاص اس تحریر کے ذریعہ پابند کر کے لکھ دیتا ہوں کہ میں اپنی منکوحہ کو نان و نفقہ اور کسی بات کی تکلیف نہ دوں گا اور ہمیشہ رضاء زوجہ خود مسطورہ کوشش کروں گا کوئی بات خلاف شرافت کے نہ ہوگی یعنی سخت کلامی دشنام دہی و زد و کوب نہ کروں گا اور اپنے قوت بازو سے کماؤں گا اور اپنی بیوی کے ہاتھ میں دوں گا پردیس نہیں لے جاؤں گا اور آمد و رفت گھر و عزیز و اقارب سے مانع نہ ہوں گا اور اس بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری بیوی نہ کروں گا۔ مزید برآں میں اپنے کو پابند کر کے اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ یوم عقد سے میں اور میری منکوحہ خسر غلام دستگیر خاں صاحب اور خوشدامن کلثوم بی کی خدمت میں رہوں گا جہاں رہیں گی ہرگز علیحدہ نہ رہوں گا اور خود اپنی کمائی سے ہم میاں بیوی اپنا کھائیں گے اور جملہ اخراجات وابستگی انسان کریں گے اور خدانخواستہ

---

(۱) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملك قائم في الحال والظاهر بقاءه الى وقت وجود الشرط فيصح يمينا و ايقاعا(الهداية كتاب الطلاق' باب الايمان في الطلاق ۲/۳۸۵ ط شركة علميه ملتان) وقال في الدر : و تنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد في الملك طلقت و عتق والا لا(الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب التعليق ۳/ ۳۵۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) قال الله تعالى ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله(البقرة ۲۳۵)

نااتفاقی واقع ہو تو نان و نفقہ کو دس روپے ماہوار اپنی منکوحہ کو بلا کسی عذر و حیلہ ادا کرتا رہوں گا اگر دس روپے ماہوار نہ دوں یا علیحدہ رہنا اختیار کروں تو اس وقت اور اس دن سے میری منکوحہ سے میرا کوئی تعلق نہ رہے گا حسب شرع میری طرف سے مثل طلاق ثلاثہ کے رہیگا یہ چند کلمات بطور اقرار نامہ کے لکھ دیئے ہیں کہ سند ہوں اور وقت ضرورت کام آویں۔ مظفر حسین گواہ نور محمد' نظیر محمد' قاضی صاحب وغیرہ

اس صورت میں کہ جس شخص نے یہ کابین نامہ مع گواہ مندرجہ بالا کے تحریر کر کے اپنے کو پابند کابین نامہ کیا ہے مگر وہ اس کابین نامہ کے شرائط کا پابند نہیں ہے تو ایسی صورت میں طلاق متصور ہو گی یا نہیں۔ جواب مرحمت ہو ؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۲ ایم' کے بمبئی والا (سورت) ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۱) کابین نامہ کی تمام شرائط کی خلاف ورزی پر طلاق معلق نہیں کی گئی ہے بلکہ طلاق صرف دو شرطوں پر معلق ہے جو لفظ گر سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہیں کہ بصورت نااتفاقی کے دس روپے ماہوار نہ دے اور دوسری شرط یہ ہے کہ بی بی کو چھوڑ کر علیحدہ رہنا اختیار کرے ان دو شرطوں میں سے کسی یک کے واقع ہونے پر طلاق ہو گی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اگر بموجب اقرار نامہ کے بیوی کے لئے نان و نفقہ کا انتظام نہیں کریں گے' تو اپنی بیوی سے لا دعویٰ ہو جائیں گے' کیا حکم ہے ؟

(سوال) مسمی نبی رسول ولد میرا بخش نے ایک اقرار نامہ لکھا اس پر قائم نہیں رہے اور بیوی سے بالکل بے تعلق ہیں جس کو آج چار سال کے قریب ہوتا ہے تو آیا اس اقرار نامہ سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں شرط طلاق نامہ یہ ہے کہ مسماة فہیمہ بی بی دختر میاں جی نور محمد ساکن موضع سب ماؤں عرف درگاہ تحصیل گھوسی ضلع اعظم گڑھ کو خرچ خانگی مبلغ صد روپے ماہوار اور سال میں دو جوڑہ کپڑا برابر دیا کریں گے اور اگر درمیان میں کسی طور کا نقص و فتور ہو گا یا ہم فتور پیدا کریں گے تو ہماری ذات و جائیداد سے ساتھ دعوے کے میاں جی نور محمد صاحب وصول کرلیویں گے اور علاوہ اس کے یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ بموجب اقرار نامہ کے نہیں انتظام کریں گے تو اپنی بیوی سے لا دعویٰ ہو جائیں گے۔ المستفتی نمبر ۲۱۰۹ شیخ نور محمد صاحب (اعظم گڑھ) ۹ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۳ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۲) اگر نبی رسول قرار کرے کہ اس کا مطلب ان الفاظ سے یہ تھا کہ بیوی کو طلاق ہو جائے گی تو اس کی خلاف ورزی کرنے پر طلاق ہو گئی ور اگر وہ اقرار نہ کرے تو اس اقرار سے تو طلاق نہیں

---

(۱) واذا اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق لان الملک قائم فی الحال والظاهر بقاؤه الی وقت وجود الشرط فیصح یمینا وایقاعا (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الایمان فی الطلاق ۲/۳۸۵ ط شرکة علمیه ملتان)

ہوئی(۱) مگر عورت کو بوجہ نان و نفقہ وصول نہ ہونے کے مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنا نکاح فسخ کرانے کا حق ہے(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "اگر تم اپنے بھائی کے سامنے ہوگی، تو تو حرام ہو جائے گی" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کسی رنجش کی بنا پر غصہ کی حالت میں کہا کہ اگر تو اپنے بھائی کے سامنے ہوگی تو تو حرام ہو جائے گی اور اسی وقت لوگوں نے زید سے کہا کہ تم ایسا لفظ زبان پر کیوں لاتے ہو تو زید نے فوراً اپنی نشست میں کہا میں طلاق کی نیت سے یہ لفظ زبان پر نہیں لایا آپ لوگ خواہ مخواہ نیا مطلب لگاتے ہیں مگر سامعین اس کی باتوں پر یقین نہ کرتے ہوئے شبہ کرتے ہیں کہ زید نے ضرور نیت طلاق سے کہا ہوگا لیکن لفظ کی گرفت کی وجہ سے نیت طلاق سے انکار کرتا ہے پھر ایسی صورت میں زید کے قول سے طلاق معلق ہوئی کہ نہیں اگر زید کی بیوی اپنے بھائی کے سامنے ہوگی تو طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں اور لوگوں کا شبہ کرنا کہاں تک صحیح ہے؟

(۲) زید سے جب لوگوں نے پوچھا اور اس نے کہا کہ میری نیت طلاق کی نہیں ہے بلکہ میں نے دھمکی دینے اور اس سے میل جول کرنے سے روکنے کے لئے ایسا کہا ہے اب میں سامنے ہونے کے لئے اجازت دیتا ہوں مگر اس کی بیوی احتیاطاً اب تک اپنے بھائی کے سامنے نہیں ہوتی ہے اب جب کہ زید نے سامنے ہونے کی اجازت دیدی ہے تو اگر زید کی بیوی اپنے بھائی کے سامنے ہو تو کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۳۴ ابو رضوان محمد غازی (پٹنہ) ۱۷ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۳) منکوحہ کے لئے حرام کا لفظ بغیر نیت طلاق کے بھی طلاق کے معنی ہی پر محمول ہوتا ہے اس لئے پہلا عذر غلط ہے(۳) ہاں جب اس نے اجازت دیدی تو اب اس کی بیوی کے اپنے بھائی کے سامنے ہونے سے طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ پہلی تعلیق بشہادت عرف بغیر اجازت زوج سامنے ہونے پر محمول

---

(۱) اس لئے کہ "تو حرام ہو جائیں گے" الفاظ کنایہ میں سے ہے صریح طلاق کا لفظ نہیں ہے لہذا اس میں اگر طلاق کی نیت ہو تو طلاق بائنہ واقع ہوگی ورنہ نہیں؟ اور نیت کا حال شوہر سے معلوم ہو سکتا ہے: کما فی الدر المختار فالکنایات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق او الغضب .. والقول له بيمينه في عدم النية (تنوير الابصار و شرحه مع هامش ردالمحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳ ۲۹۶، ۲۹۷، ۳۰۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) دیکھئے اس کتاب کا باب فسخ و انفساخ، فصل سوم عدم نان نفقہ مسئلہ نمبر ۴۰۰ حاشیہ نمبر ۴

(۳) قال لامرأته انت علي حرام ايلاء ان نوى التحريم او لم ينو شيئا وظهار ان نواه وهدر ان نوى الكذب و تطليقة بائنة ان نوى الطلاق و ثلاث ان نواها و يفتى بانه طلاق بائن ان لم ينوه لغلبة العرف (الدر المختار، مع هامش ردالمحتار كتاب الطلاق باب الايلاء ۳ ۴۳۳ ط سعيد كراتشي) وقال في رد المحتار: والحاصل ان المتأخرين خالفوا المتقدمين في وقوع البائن بالحرام بلا نية حتى لا يصدق اذا قال لم انو لاجل العرف الحادث في زمان المتأخرين (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳ ۲۹۹ ط سعيد كراتشي)

ہوگی اور اجازت کے ساتھ سامنے ہونا شرط کے وجود کا باعث نہ ہوگا۔(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی**

جب تک تم اس شہر میں ہو اگر میں نے یہ امامت کی تو میری عورت کو تین طلاق ہے

(سوال) زید و عمرو دو بھائیوں کے درمیان لڑائی ہوئی زید نے عمرو کو ایک کام کرنے پر مجبور کرنا چاہا اور عمرو نے انکار کیا مگر زید نے بہت تنگ کیا اور غصہ ہو کر عمرو کو کہا کہ تو کافر ہے عمرو نے اپنی جان چھڑانے کے لئے بہت غصہ میں کہا کہ ہاں بھائی میں کافر ہوں اور دو خدا ہیں (نعوذ باللہ) اور عمرو کا دل بالکل مطمئن تھا وحدانیت الٰہی پر مگر غصہ کی حالت تھی کیا عمرو اس کلمہ کے کہنے سے مرتد ہو گیا یا نہیں؟ پھر کلمہ توحید پڑھ کر عمرو وہاں سے روانہ ہوا زید اس کے پیچھے چلا تھوڑی دور جا کر زید نے کہا اچھا بھائی تو میری جگہ پر امامت کرنا میں کسی دوسری جگہ گزارہ کروں گا عمرو نے کہا کہ جب تک تو اسی شہر میں ہو اگر میں نے یہ امامت کی تو میری عورت کو تین طلاق' اور دونوں بہت غصہ کی حالت میں تھے زید نے کہا بہت اچھا امامت نہ کرو اور دو تین گھنٹے بعد غصہ فرو ہوا تو دونوں راضی ہو گئے اور اس بات پر متفق ہو کہ دوسرے دن میں اس شہر سے چلا جاؤں گا اور تم یہ امامت کرو عمرو نے کہا بہت اچھا! چنانچہ زید سامان لے کر روانہ ہوا اور شہر سے نکل گیا عمرو نے امامت کی تین چار نماز پڑھائی دوسرے دن زید مع سامان کے اسی شہر میں پھر داخل ہوا اور عمرو نے ظہر کی امامت کرلی زید کہتا ہے کہ میرا اس شہر سے واپس جانے کا ارادہ تھا کیا عمرو کی عورت کو طلاق ہو جائے گی یا نہیں؟ اور کیا عمرو کے لئے اوں اوپر کے کلمے کہنے سے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ **المستفتی نمبر ۱۸۱۵** مولانا حشمت علی صاحب صدر مدرس مدرسہ قاسمیہ بلند شہر ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۴) اگر یہ الفاظ کہ "ہاں بھائی میں کافر ہوں اور دو خدا ہیں" عمرو نے ہوش و حواس قائم ہونے کی حالت میں کہے ہیں تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا(۲) مگر دوسری بار تعلیق طلاق سے تعلیق صحیح ہو گئی اور خلاف ورزی شرط پر طلاق معلق واقع ہو جائے گی(۳) اور اگر وہ ہوش و حواس قائم نہ رکھتا تھا یعنی شدت

---

(۱) حلفه وال ليعلمنه بكل داعر بسبيلين اى مفسد دخل البلدة تقيد حلفه بقيام ولايته بيان لكون اليمين المطلقة تصير مقيدة بدلالة الحال و ينبغي تقييد يمينه بفور علمه (درمختار) وقال في الرد (قوله تقيد حلفه بقيام ولايته) هذا التخصيص ثبت بدلالة الحال وهو العلم بان المقصود من هذا الاستحلاف زجره بما يدفع شره او شر غيره بزجره (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الايمان باب اليمين في الضرب والقتل وغيره، مطلب حلفه وال ليعلمنه بكل داعر ۳/ ۸۴۴ ط سعيد كراتشي)

(۲) اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمدا لكنه لم يعتقد الكفر قال بعض اصحابنا لا يكفر لان الكفر يتعلق بالضمير ولم يعتقد الضمير على الكفر وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندي لانه استخف بدينه (هامش رد المحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد ۴/ ۲۲۴ ط سعيد كراتشي)

(۳) شرطیکہ تجدید نکاح کر لیا ہو' اس لئے کہ مرتد ہونے سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے' اور جب نکاح فسخ ہو گیا' تو عورت پر طلاق نہیں ہوگی کیونکہ وقوع طلاق کے لئے عورت کا شوہر کے نکاح میں ہونا ضروری ہے' كما في الرد (قوله و محله المنكوحة) اى ولو معتدة عن طلاق رجعي او بائن غير ثلاث في حرة و ثنتين في امة (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

غضب میں مسلوب الحواس ہو گیا تھا تو ارتداد نہیں ہوا(۱) اور تعلیق طلاق صحیح ہو گئی اور پھر زید کے شہر میں داخل ہونے کی حالت میں جو نماز ظہر عمرو نے پڑھائی اس سے شرط کی خلاف ورزی ہو کر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سوال متعلقہ استفتائے سابق

متعلقہ استفتائے سابق

(سوال) (۱) بصورت فسخ نکاح جب یہ الفاظ کہ ”اگر میں نے یہ امامت کی تو میری عورت کو تین طلاق ہیں“ صادر ہوئے تو عورت منکوحہ نہ تھی کیونکہ نکاح بوجہ ارتداد فسخ ہو گیا لہذا یہ تعلیق کیونکر صحیح ہو گی علاوہ ازیں حروف شرط میں سے کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو اس امر کو ظاہر کر رہا ہو کہ جب کبھی یہ نکاح کرے گا تو وجود شرط کی وجہ سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

(۲) کیا یہ صورت یمین فوری نہیں ہو سکتی کہ اگر زید شہر میں رہتا ہوتا اور عمرو اسی وقت امامت کرتا تو ضرور طلاق واقع ہو جاتی حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہوا علاوہ ازیں اگر اس نے زید کے آنے کے بعد اور غصہ کے فرو ہونے کے بعد ظہر کی نماز پڑھائی تو عرف اور کلام متخاصمین میں امامت سے مراد تو مستقلاً امامت ہے کیونکہ زید نے یہ کہا تھا کہ میری جگہ پر امامت کرنا نہ یہ کہ ایک وقت کی نماز پڑھانا کیونکہ زید مستقلاً امام ہے ہاں اگر عمرو یہ کہہ دیتا کہ اگر کسی وقت بھی میں نے یہ امامت کی تو میری عورت پر تین طلاق ہیں تو اور بات تھی۔
المستفتی نمبر ۲۱۳۵ مولانا حشمت علی صاحب مدرس اول مدرسہ قاسمیہ بلند شہر۔ ۱۷ شوال ۱۳۵۶ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۵)(۱) قال فی الفتح و یقع طلاق زوج المرتدة علیها مادامت فی العدة لان الحرمة بالردة غیر متابدة فانها ترتفع بالا سلام فیقع طلاقه علیها فی العدة مستتبعافائدته من حرمتها علیه بعدالثلاث حرمة مغیاة بوطء زوج آخر بخلاف حرمة المحرمیة فانها متابدة لا غایة لها فلا یفید لحوق الطلاق فائدة الخ (شامی ص ٤٢٥ ج ٢) (۳) اور جب تنجیز طلاق مرتد سے صحیح ہے تو تعلیق بدرجہ اولیٰ صحیح ہو گی۔

---

(۱) وشرائط صحتها العقل والصحو والطوع فلا تصح ردة مجنون و معتوه و موسوس و صبي لا يعقل (درمختار) وقال في الرد (قوله معتوه) عزاه في النهر الى السراج وهو الناقص العقل و قيل المدهوش من غير جنون كذا في المغرب (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الجهاد' باب المرتد ٤/ ٢٢٤ ط سعيد كراتشي) وقال في الهندية' وكذا لو كان معتوها او موسوسا او مغلوبا على عقله بوجه من الوجوه فهو على هذا (الفتاوى الهندية' كتاب السير' الباب التاسع في احكام المرتدين ٢/ ٢٥٣ ط ماجدية' كوئٹه)

(۲) تنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد في الملك طلقت و عتق والا لا (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب التعليق ٣/ ٣٥٥ ط سعيد كراتشي)

(۳) هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب نكاح الكافر ٣/ ١٩٣ ط سعيد كراتشي)

(۲) یمین فور کے احکام اس وجہ سے جاری نہیں ہو سکتے کہ فور کا وجود نہیں پہلے غصہ کی حالت رفع ہو چکی ہے اور عمرو توبہ واستغفار کرکے جاچکا ہے زید نے اس کو جاکر ایک امر پیش کیا اس پر اس نے یمین کی یمین کے الفاظ میں امامت مستقلہ یا عارضہ کا کوئی فرق نہیں کیا گیا اس لئے وہ مطلق امامت پر محمول ہوگی(۱) اور شرط کے وجود پر طلاق ضرور ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مشروط طلاق میں شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی.

(سوال) زید نے اپنی شادی کے وقت لڑکی کے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ بصورت نااتفاقی وناچاقی زوجہ ام کو مبلغ ۔ روپے ماہوار گزارہ اس کے والدین کے یہاں بیٹھی کو دوں گا اگر کسی وجہ سے دو ماہ تک رقم گزارہ نہ دے سکوں تو پھر میری زوجہ میری زوجیت سے آزاد ہو جائے گی اور نکاح بعدم نکاح متصور ہوگا زید نو ماہ تک تو بیوی خود کے پاس رہ کر اس کا گزارہ حسب خواہش کرتا رہا اس کے بعد دوسری جگہ ملازم ہو کر چلا گیا جہاں سے دس روپے ماہوار بذریعہ منی آرڈر بھیجتا رہا رسید منی آرڈر دو ماہ کی زید کے پاس موجود ہیں مگر زوجہ زید نے منی آرڈر نہیں لئے واپس کرتی رہی اب نوٹس دے دیا ہے کہ گیارہ ماہ سے تم نے مجھے گزارہ نہیں دیا اس سے میں تمہاری زوجیت سے بموجب تمہاری تحریر کے آزاد ہوں بعد رقم مہر مبلغ ۱۰۰ روپے عند الطلب ورقم گزارہ ۱۱ ماہ ادا کردو ورنہ بذریعہ عدالت بموجب تمہاری تحریر کے وصول کروں گی اس لئے براہ مہربانی تحریر فرمائیں کہ ایسی صورت وحالت میں طلاق واجب ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۳۴ بشیر احمد (کوہ شملہ) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۳ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹۶) اگر زید نو ماہ تک بیوی کے ساتھ رہا اور دونوں گزارہ کرتے رہے پھر سفر میں گیا تو وہاں سے بھی دس روپے ماہوار بھیجے زوجہ نے منی آرڈر وصول نہیں کیا تو زید کی طرف سے شرط کی خلاف ورزی نہیں ہوئی اور طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اگر سوا مہینہ کے اندر اندر تمہارے نان ونفقہ کی جملہ واجب الادا رقم پہنچ کر تمہیں اپنے ساتھ نہ لے جاؤں، تو میری اس تحریر کو طلاق سمجھے

(سوال) (۱) عبدالرحمن نامی ایک شخص نے مسماۃ فاطمہ بی سے نکاح کیا اور سال ڈیڑھ سال کے بعد اپنی زوجہ فاطمہ بی کو اپنے خسر کے مکان پر بھیج دیا اور خود زوج گداگر بن کر چلہ کشیوں کے بہانہ سے آستانوں مزاروں پر

---

(۱) ان المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید علی تقییدہ (اصول الشاشی، البحث الاول فی کتاب اللہ تعالیٰ فصل فی المطلق والمقید ص ۱۱ ط قدیمی کراتشی) وقال فی التوضیح: حکم المطلق ان یجری علی اطلاقہ کما ان المقید علی تقییدہ فاذا ورد ای المطلق والمقید فان اختلف الحکم لم یحمل الحکم المطلق علی المقید (التوضیح والتلویح، فصل حکم المطلق ۱/ ۱۶۹ ط میر محمد کراتشی)

(۲) واذا اضافہ الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقا (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا وغیرہما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیۃ، کوئٹہ)

بیٹھ کر مفت کی روٹیاں کھانے لگا اور ملازمت وغیرہ سب چھوڑ کر اپنے اوپر کسب حلال کا سدباب ہی کر لیا اسی طرح ڈھائی تین سال تک آوارہ گردی میں پھرتا رہا اور فاطمہ بی کے غریب والدین اپنی لڑکی کے نان و نفقہ کا خرچ برداشت کرتے رہے۔

(۲) آخر الامر عبدالرحمن خاں اپنی زوجہ کے شہر میں گھومتے گھومتے آ نکلا اپنی زوجہ کے پاس آنے کی نیت سے نہیں بلکہ اس ارادہ سے گیا تھا کہ کسی آستانہ پر چند روز مفت کی روٹیاں کھا کر چلتا بنوں مگر اتفاق سے راہ میں عبدالرحمن خاں کو اس کے سالے نے دیکھ لیا اور اسے سمجھا بجھا کر اس کی زوجہ کے پاس لے آیا زوجہ نے اپنے زوج سے نان و نفقہ واجبہ کا مطالبہ کیا اور خود کو ساتھ لے جانے کو کہا مگر سردست عبدالرحمن خاں میں یہ وسعت کہاں تھی کہ مذکورہ مدت کا نان و نفقہ ادا کر کے زوجہ کو سنبھال لے جب کہ اپنا پیٹ پالنا مشکل ہو بالآخر زوج مذکور نے ایک تحریر بمضمون ذیل لکھ کر زوجہ کے حوالے کی۔

من محرر عبدالرحمن خاں ولد بھیکن خاں زوجہ تحریر کنندہ چونکہ میں تمہارے نان و نفقہ کا متحمل نہیں ہو سکا اس لئے میں نے تم کو تمہارے والدین کے مکان پر بھجوا دیا اور انہوں نے ڈھائی تین سال تک تمہارے نان و نفقہ کا خرچ برداشت کیا اب کہ انہوں نے تم کو اتنی مدت سنبھالا ہے تو میں مزید برآں تم سے مہینہ سوا مہینہ کی مہلت اور چاہتا ہوں اگر مہینہ سوا مہینہ کے اندر اندر تمہارے نان و نفقہ کی جملہ واجب الادا رقم پہنچا کر تمہیں اپنے ساتھ نہ لے جاؤں تو میری اس تحریر کو طلاق سمجھیے۔ الراقم عبدالرحمن خاں ولد بھیکن خاں۔

عبدالرحمن خاں کی بیوی سے وثوق کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ میں جب تک اپنے زوج کے ساتھ رہی وہاں تک بھی میرا زوج جیسا چاہیے ویسا صحبت پر قادر نہ تھا اور جس وقت زوج نے مذکورہ تحریر میرے حوالے کی اور جانے لگا اس وقت یہ کہہ گیا ہے کہ میں اب نیالی تن میں نہیں ہوں یہ بات بھی جناب کی خاص توجہ کی محتاج ہے تحریر تعلیق طلاق عبدالرحمن خاں زوجہ کے حوالے کر کے چلا گیا حتی کہ مدت مطلوبہ ختم ہو چکی اور اس پر بھی آٹھ نو مہینے گزر چکے ہیں اور مدت مطلوبہ ختم ہونے کے قبل و بعد بذریعہ رجسٹری متعدد نوٹسوں سے زوج کو مدت تعلیق طلاق کی یاد دہانی بھی کی گئی مگر جملہ تدبیر بے سود ہوئیں زوجہ عبدالرحمن خاں فاطمہ بی صورت مسئولہ میں مطلقہ سمجھی جائے گی یا نہیں۔ آپ کی جانب سے شرعی جواب آ جانے کے بعد دوسرے نکاح کے لئے عدت کی مدت گزارنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۴۷ مولوی حسین میاں صاحب (کاٹھیاواڑ) ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹۷) یہ تحریر جو عبدالرحمن خاں نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر زوجہ کو دی معتبر اور تعلیق صحیح ہے اس تحریر کی تاریخ سے سوا مہینے یعنی ۳۸ دن گزرنے کے بعد زوجہ پر طلاق پڑ گئی جب کہ اس کو اس مدت میں کل رقم نفقہ واجبہ کی ادا نہ کی گئی ہو(۱) اور اس کے بعد اگر تین حیض آ چکے تو عدت بھی ختم

---

(۱) واذا اضافه الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الهدایة، کتاب الطلاق، باب الایمان فی الطلاق ۲ / ۳۸۵ ط شرکة علمیة ملتان)

ہو گئی(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شرائط لکھنے کے بعد عمل نہ کرے تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص شفیع محمد نامی نے جس کا نکاح خاتون سعیدن سے ۵ برس قبل ہوا تھا اور جو گزشتہ سنین میں خاتون سعیدن کے نان نفقہ کا کوئی مناسب بندوبست نہ کر سکا مورخہ ۱۵ جون ۱۹۳۷ء کو جب موصوف سلسلہ روزگار ترک وطن کر رہا تھا تحریر ذیل لکھ کر دی۔

یہ کہ شفیع محمد ولد غریبی قوم مسلمان ساکن بیٹ مارکیٹ کا ہوں جو کہ میری شادی و نکاح مسماۃ سعیدن دختر نتھے خان قوم مسلمان ساکن بیرون در چہار دروزہ شہر جھانسی سے عرصہ چار سال جب ہوا تھا مگر میں مقر اب تک مسماۃ مذکور کے نان و نفقہ وغیرہ کا مناسب انتظام نہیں کر سکا اس لئے بغرض اطمینان مسماۃ مذکور کو حسب شرائط ذیل اقرار نامہ کر رہا ہوں۔

(۱) یہ کہ میں مقر اب جس سے بسلسلہ ملازم ہو کر باہر جا رہا ہے اور مسماۃ مذکور جو کہ اپنے والدین کے ہاں عرصہ سے موجود ہے اس کے واسطے آٹھ روپے ماہوار نفقہ وغیرہ روانہ کرتا رہے گا۔

(۲) یہ کہ مقر اب کبھی مسماۃ مذکور کو کسی قسم کی کوئی تکلیف روحانی و جسمانی وغیرہ نہ دے گا۔

(۳) یہ کہ مقر اگر چھ ماہ تک مسماۃ مذکور کو مبلغ آٹھ روپے ماہوار کے حساب سے نان و نفقہ وغیرہ نہ ادا کرے اور نہ کسی قسم کی روحانی و جسمانی خبر لے اور نہ خط و کتابت رکھے تو یہ اقرار نامہ بطور طلاق نامہ متصور ہوگا اور مسماۃ مذکور کو حد گزرنے میعاد عدت اختیار ہوگا کہ مسماۃ مذکور اپنا دوسرا عقد کر لے تو مقر کو عقد ثانی کی نسبت کوئی کارروائی پنچایتی و عدالتی کرنے کا کوئی حق و اختیار نہ ہوگا اور یہ طلاق ساتھ رضامندی کے ہوگی اور نہ کوئی میرے رشتہ داروں کو حق اعتراض ہوگا۔

(۴) یہ کہ اگر مقر نان و نفقہ میعاد مقررہ تک ادا نہ کرے اور صدق ہو جاوے تو اس صورت میں مسماۃ مذکور کو اختیار ہوگا کہ تین ماہ پندرہ یوم گزرنے میعاد عدت کے نان و نفقہ رقم مہر تعدادی مبلغ پانچ سو روپے کا دعویٰ کرے اور مجھ کو اور ورثان میرے کو کسی طرح کا عذر و حیلہ نہ ہوگا۔

(۵) اور یہ کہ مقر مسماۃ مذکور کو اپنے ہمراہ کسی وقت لے جاوے اور وہاں پر کسی طرح کی تکلیف روحانی و جسمانی وغیرہ اس کو دیوے تو مسماۃ مذکور کو اختیار ہوگا کہ وہ بلا اجازت میرے اپنے والدین خواہ اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں جا سکتی ہے اور کسی وقت مسماۃ مذکور کو خواہ کوئی حقیقی رشتہ دار بنا بر رخصت مذکور کو لینے کے واسطے پہنچے تو مقر بلا عذر و حیلہ اس کے ساتھ فوراً رخصت کر دے گا اور یہ اقرار نامہ بدرستی ہوش و حواس اور نہ کسی زور کے ساتھ تحریر کر دیا کہ سند ہو اور وقت ضرورت کام آوے۔ دستخط بقلم خود سید اشتیاق

---

(۱) وهي في حق حرة تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ۳/۵۰۴ ط سعيد كراتشي)

احمد محرر دیہی کلکٹری جھانسی ۱۵ جون ۱۹۳۷ء

لکھ کر لڑکی مذکور کے ورثاء کے حوالہ کر گیا تاہنوز موصوف نے اپنا اقرار پورا نہیں کیا نہ نان و نفقہ نہ خط و کتابت جس کو عرصہ ایک سال کا ہوا اب دریافت طلب امر یہ ہے۔

(۱) طلاق واقع ہو گئی یا نہیں اگر ہوئی تو کب نیز لڑکی کو از روئے شرع عقد ثانی کا اختیار ہے یا نہیں اور عدت ختم ہو چکی یا نہیں ؟

(۲) لڑکی شخص مذکور سے زر مہر لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(۳) شخص موصوف کو طلاق واقع ہونے کی صورت میں کوئی حق باقی رہتا ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۳۰۷ ننھے خاں صاحب (جھانسی) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹۸) اگر شوہر نے قرارنامہ لکھایا یا لکھوایا تھا اور اس پر دستخط یا نشان انگوٹھا لگایا تھا اور پھر چھ ماہ تک نفقہ مقررہ ادا نہیں کیا اور کوئی خبر گیری نہ کی اور نہ خط و کتابت رکھی تو چھ ماہ گزرتے ہی عورت پر طلاق ہو گئی (۱) اور اس کے بعد تین مرتبہ حیض آچکا ہو تو عدت بھی پوری ہو گئی (۲) اب وہ شوہر سے مہر لے سکتی ہے (۳) اور اپنی مرضی سے جہاں چاہے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر تو نے زنا نہ کیا تو تو میری بیوی ہے اور اگر تو نے زنا کیا ہے تو میری طرف سے تین دفعہ طلاق ہے“ تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) (۱) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا جس کو عرصہ بیس سال کا ہوا ہوگا زید سے ہندہ کے ایک لڑکی ہے جو کہ اب شادی شدہ ہے اب زید ہندہ پر چند شبہات کی وجہ سے زنا کا شک کرتا ہے کہ ہندہ نے محمود سے زنا کیا ہوگا جو کہ زید کا بہنوئی ہے محمود کی عمر ۵۰ سال کی ہے زید نے محمود کو ہندہ سے زنا کرتے نہیں دیکھا نہ کوئی اور گواہ زنا کرتے ہوئے دیکھنے کا ہے۔

(۲) زید نے برادری کے دو آدمیوں سے کہا کہ مجھ کو محمود پر شک ہے کہ اس نے ہندہ سے زنا کیا ہو اس سے کیا محمود اپنے بیٹے پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا کر میرا شک دور کر سکتا ہے ان دو آدمیوں نے محمود سے لڑکے پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانے کو کہا محمود نے یہ کہا کہ میں لڑکے پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانے کو تیار ہوں اور

---

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ١ / ٤٢٠ ط ماجدية كوئٹہ)

(۲) وهي في حق حرة تحيض لطلاق　　بعد الدخول حقيقة أو حكما ثلاث حيض كوامل لعدم تجزي الحيضة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ٣ / ٥٠٤ ط سعيد كراتشي)

(۳) وتجب إن سماها أو دونها ويجب الأكثر منها إن سمى الأكثر ويتأكد عند وطء أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر ٣ / ١٠٢ ط سعيد كراتشي)

قرآن شریف ہاتھ میں لے کر قسم کھانے کو تیار ہوں کہ میں نے ہندہ سے نہ زنا کیا نہ کبھی بدنیتی سے دیکھا بلکہ ہندہ کو میں اپنی بیٹی کے برابر سمجھتا رہا ہوں ان دو آدمیوں نے زید سے آکر کہا کہ محمود ہر قسم کی قسم کھانے کو تیار ہے مگر زید بدگمانی سے باز نہیں آیا۔

(۳) ہندہ قرآن شریف کی قسم کھانے کو تیار ہے اور ہندہ کے ایک بیٹی ہے بیٹی کی قسم کھانے کو تیار ہے مگر زید بدگمانی کرتا ہے۔

(۴) اب یہ معاملہ درپیش ہے کہ زید ہندہ کو شرطی طلاق اس طرح پر دیتا ہے کہ ہندہ کو زید طلاق دیتا ہے تین اس شرط پر کہ اگر تو نے زنا نہ کیا تو میری بیوی ہے اور جو تو نے محمود سے زنا کیا ہے تو میری طرف سے تین دفعہ طلاق۔

(۵) اب ایسی صورت میں جب کہ ہندہ اور محمود قسم کھا کر زنا سے انکار کرتے ہیں شرطی طلاق دینی چاہیے یا نہیں اور شرطی طلاق دینے سے طلاق ہوگی یا نہیں اور ہندہ اپنا مہر زید سے لے سکتی ہے یا نہیں ہر حالت میں شرط کے ساتھ طلاق دے یا صاف طلاق دے۔ المستفتی نمبر ۲۳۸۹ محمد عمر محمد ظفر (گوڑگانوہ) ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۲ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹۹) اس صورت میں زنا کا شبہ کرنا اور اس کی وجہ سے عورت کو طلاق دینا درست نہیں اگر خاوند طلاق دے دے گا تو مہر ادا کرنا ہوگا(۱) اگر طلاق باشرط دی جائے گی اور فی الواقع زنا نہیں ہوا تھا تو طلاق واقع نہیں ہوگی(۲) لیکن خاوند کو جب زنا کا شبہ ہے تو عورت سے احتراز کرے گا اور عورت باوجود غیر مطلقہ ہونے کے مطلقہ جیسی ہو جائے گی لہذا یہ طلاق بالشرط نامناسب ہے یا تو خاوند اپنے دل کو عورت کی طرف سے صاف کر لے اور دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں یا پھر قطعی طور پر طلاق دے کر علیحدہ کر دے(۳) اور اس کا مہر ادا کر دے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شرائط نامہ کی خلاف ورزی کا حکم

(سوال) ایک شخص مسمی خلافت حسین نے ایک عورت سے نکاح کیا اور نکاح کے کچھ دنوں کے بعد سے بیوی کی خبرگیری بالکل چھوڑ دی آمد و رفت نان و نفقہ سب بند کر دیا جب عرصہ تک یہ حال رہا تو عورت کے والد نے پنچایت اٹھائی اور اس میں خلافت حسین کو بلوایا گیا اس پنچایت میں اس نے ایک اقرار نامہ لکھا جس کی

---

(۱) والخلاف لا حد ان يجعل المهر الى غاية معلومة نحو شهر او سنة صحيح وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لان الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق او الموت الا ترى ان تاجيل البعض صحيح وان لم ينصا على غاية معلومة كذا في المحيط (الفتاوى الهندية كتاب النكاح الباب السابع في المهر الفصل الحادي عشر في منع المرأة نفسها بمهرها والتاجيل في المهر وما يتعلق بهما ۱ / ۳۱۸ ط ماجدية كوئٹه)

(۲) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الرابع في الطلاق بالشرط الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱ / ۴۲۰ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) قال الله تعالى فامساك بمعروف او تسريح باحسان (البقرة ۲۲۹)

نقل بھی استفتا کے ساتھ ہے۔ پس پنچایت اور اقرار کے بعد خلافت حسین اپنی بیوی کو لے گیا اور تقریباً ڈیڑھ پونے دو ماہ تک اس کو اپنے ساتھ رکھا اور نان نفقہ بھی دیا اس کے بعد یکایک بغیر ایک روز کا بھی خرچ دیئے اور بغیر کوئی انتظام کئے ہوئے کلکتہ چلا گیا چند روز تک خلافت حسین کے چھوٹے بھائی نے خلافت حسین کی بیوی کو کھانا وغیرہ دیا لیکن عورت کی تکلیف بڑھ چلی اور خلافت حسین کے گھر والوں نے اس کو پریشان کرنا شروع کیا تو عورت اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ اس واقعہ کے بعد تقریباً پونے دو برس تک خلافت حسین نے اپنی بیوی کی کوئی خبر نہیں لی نہ نان و نفقہ دیا نہ کبھی لے گیا اور نہ خود کبھی آیا باوجودیکہ خلافت حسین کے چھوٹے بھائی نے خلافت حسین کو اس کے بارے میں بار بار خط لکھا لیکن کوئی جواب بھی نہیں دیا باوجودیکہ وہ کلکتہ میں کماتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے اور منسلکہ اقرار نامہ کے بعد خلافت حسین کی بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں اب وہ خلافت حسین کے پاس جا سکتی ہے یا نہیں اور اگر اب وہ عورت دوسرا نکاح کرنا چاہے تو عدت گزارنی پڑے گی یا عدت پوری ہو چکی ہے براہ کرم جواب سے جلد سرفراز فرمایا جاوے۔

نقل اقرار نامہ

میں خلافت حسین ولد رجب علی حی القائم ساکن محلہ سبحان گنج تھانہ و ضلع مونگیر بمقابلہ پنچان محلہ حاجی سبحان و صندل پور کے حلفیہ آج بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۳۷ء کو حسب ذیل اقرار کرتا ہوں۔

(۱) یہ کہ آج کی تاریخ سے ہم اپنی بی بی کو کھانا کپڑا، اچھی طرح سے رکھیں گے اور کھانا کپڑا اپنی اوقات کے موافق دیا کریں گے اور اپنے باپ کے گھر میں محلہ حاجی سبحان پرگنہ مونگیر میں اپنی بیوی کے ساتھ رہا کریں گے۔

(۲) یہ کہ اگر ہم قصداً بلاوجہ اپنی بی بی کو کھانا کپڑا نہیں دیں اور خبر گیری چھ ماہ نہیں لیں تو ہم کو اپنی بی بی سے کوئی سروکار نہیں ہوگا اور طلاق بائن سمجھی جائے گی اور ہماری بی بی کو اختیار کامل ہوگا کہ وہ اپنا عقد کسی دوسرے مرد سے کرے اس میں ہم کو کوئی عذر نہ ہوگا۔

(۳) یہ کہ اگر ہم کو یا ہماری بی بی کو ایک دوسرے سے کسی قسم کی شکایت ہو تو ہم دونوں کو یہ فرض عین ہوگا کہ اپنے گھر والوں کو اپنے محلہ والوں کو آگاہ کریں گے اور ان کے ذریعہ اس شکایت کو رفع کریں گے۔

(۴) یہ کہ اگر کسی قسم کی بدعنوانی ہم سے یا ہمارے والدین سے یا ہمارے ساس سسر وغیرہ سے بہ نسبت ہماری بی بی کے ہو جائے تو اس کو فوراً ہر شخص اپنے اپنے محلہ کے پنچوں کو رجوع کریں گے اور تصفیہ کرائیں گے۔

(۵) یہ کہ اقرار نامہ ہم نے خوب سمجھ بوجھ کر لکھوایا ہے کبھی کسی مضمون سے انحرافی نہیں کریں گے اور اگر انحرافی کریں تو رد باطل و نا مسموع ہوگا اس لئے یہ اقرار نامہ لکھ دیا جو وقت ضرورت کام آوے۔ فقط

المستفتی نمبر ۲۴۳۸ محبوب علی صاحب محلہ صندلپور (مونگیر) ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ م ۱۷ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۰۰) اقرار نامہ کی شرط نمبر ۲ بالکل صاف ہے اور جب کہ خلافت حسین نے غائب ہونے کے دن سے بی بی کو چھ ماہ تک نفقہ نہیں دیا اور خبر گیری نہیں کی تو چھ ماہ پورے ہونے پر اس کی بیوی پر طلاق بائن پڑ گئی (۱) اور وہ اس کے نکاح سے باہر ہو گئی اور اس کے بعد اگر تین مرتبہ حیض آچکا تو عدت بھی پوری ہو گئی (۲) اب عورت کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے اپنا نکاح کر لے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

میں فلانی عورت سے نکاح کروں، تو اپنی ماں سے کروں، وہ میرے اوپر قیامت تک حرام ہے، یہ الفاظ تعلیق کے ہیں یا ظہار کے؟

(سوال) ایک شخص نے کہا کہ میں فلانی عورت سے نکاح کروں تو اپنی ماں سے کروں وہ میرے اوپر قیامت تک حرام ہے یہ بات کہتے وقت عورت کا نام اور اپنی ماں کا نام لیا اب اس شخص نے اسی عورت سے نکاح کر لیا ہے اس شخص کا نکاح جائز ہے یا نہیں، طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں قدسمع اللہ میں جو آیت شریفہ ہیں اس اصول کے مطابق کیا کفارہ ہو سکتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۴۵۱ مولوی خلیل الرحمن صاحب (مراد آباد) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ م ۱۰ فروری ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۰۱) یہ ظہار نہیں ہے تعلیق طلاق ہے (۴) اور نکاح کرتے ہی طلاق نہیں پڑی، کیونکہ یہ صورت بظاہر تعلیق تھی مگر حقیقت میں یمین تھی (۵) نکاح کرنے سے اس پر کفارہ یمین واجب ہو گا (۶) یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہو گا۔ (۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدية، كوئٹه)

(۲) وهي في حق حرة تحيض لطلاق بعد الدخول حقيقة او حكماً ثلاث حيض كوامل لعدم تجزي الحيضة (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳/ ۵۰۴ ط سعيد كراتشي)

(۳) قال الله تعالى: فاذا بلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف واشهدوا ذوي عدل منكم (الطلاق ۲) فاذا بلغن اجلهن فلا جناح عليكم فيما فعلن في انفسهن بالمعروف والله بما تعملون خبير (البقرة ۲۳۴)

(۴) اس لئے کہ یہ الفاظ ظہار کے نہیں بلکہ استعارہ ہونے کی وجہ سے طلاق بھی واقع نہیں ہوگی، کمافی الدر المختار: وان نوى بانت علي مثل امي او كامي وكذا لو حذف علي خانية براً او ظهاراً او طلاقاً صحت نيته ووقع مانواه لانه كناية والا ينو شيئاً او حذف الكاف لغا (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الظهار ۳/ ۴۷۰ ط سعيد كراتشي)

(۵) وفي ايمان البحر: ظاهر ما في البدائع ان التعليق يمين في اللغة ايضاً قال: لان محمداً اطلق عليه يميناً وقوله حجة في اللغة فافاد انه يمين لغة واصطلاحاً وكذا قال في معراج الدراية: اليمين يقع على الحلف بالله وعلى التعليق (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب التعليق، مطلب فيما لو حلف لا يحلف فعلق ۳/ ۳۴۶ ط سعيد كراتشي)

(۶) وفيه الكفارة لآية "واحفظوا ايمانكم" فقط ان حنث (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الايمان ۳/ ۷۲۶ ط سعيد كراتشي)

(۷) وكفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم بما يستر عامة البدن (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار، كتاب الايمان ۳/ ۷۲۵ ط سعيد كراتشي)

شوہر نے کہا "اگر ہمارے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو تو ہم تم کو طلاق دیتے ہیں" تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(سوال) زید اپنی بی بی منکوحہ کو کسی ناخوشی پر بی بی کے باپ کے گھر پر آکر جہاں کچھ عرصہ سے بی بی مقیم تھی بموجودگی اپنے سسر اور ساس اور حقیقی بھائی کے اور غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو بلاتا ہے بی بی اس وقت بیس قدم کے فاصلہ پر ایک کمرہ کے اندر تھی اس کی بی بی اس وقت اس کے پاس نہیں پہنچتی تب بھائی کی مزید تاکید پر یہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والدین کی تعمیل حکم کرنے آیا ہوں اگر تم ہمارے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو تو ہم تم کو طلاق دیتے ہیں۔ طلاق کا لفظ تین مرتبہ کہا اور اٹھ کر اپنے مکان پر چلا گیا بی بی کا بیان ہے کہ میں نے کچھ نہیں سنا۔ لوگوں سے بعد میں معلوم ہوا پس ایسی حالت میں واقعہ مذکورہ کے متعلق کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۵۰۴ نصیب احمد (غازی پور) ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ ۸ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۰۲) یہ طلاق معلق ہے "اگر تم ہمارے پاس رہنا نہیں چاہتی ہو تو ہم تم کو طلاق دیتے ہیں" اگر بی بی یہ کہے کہ میں رہنا نہیں چاہتی تو طلاق پڑے گی ورنہ نہیں (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اقرار نامہ کے خلاف کرنے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

(سوال) زید نے نسیمہ جان دختر اکبر دین کے ساتھ حسب ذیل شرائط و پابندی کے ساتھ نکاح کیا اور نکاح کرتے وقت زید نے خود اپنی طرف سے بطور اقرار نامہ شرائط تحریر کر دی ہیں اور وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) کہ میں اپنی منکوحہ بیوی مسماۃ نسیمہ جان کو تمام زندگی اپنی سسرال کے ساتھ رکھوں گا۔ (۲) اگر مسماۃ مذکور اپنے والدین کے ساتھ کراچی سے علاوہ کسی اور جگہ یا اپنے عزیز وطن کو چلی جائے تو مجھے اس کے روکنے کا کوئی حق نہیں ہوگا (۳) جب تک میں اور میری بیوی زندہ ہے میں اپنی بیوی کے ساتھ اس کے والدین کے ساتھ رہوں گا (۴) اگر میں مسماۃ مذکورہ سے یا اپنی سسرال کی رضامندی کے بغیر اپنی بیوی کو کسی دوسری جگہ بھیجوں یا صرف اپنی بیوی کو سسرال چھوڑ کر کہیں بھی چلا جاؤں تو پھر مجھے اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق اور حق نہیں ہوگا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید مذکورہ بالا شرائط کی خلاف ورزی کر کے اپنی بیوی کو اپنی سسرال چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا ہے کیا ایسی صورت میں زید کی منکوحہ بیوی کو شریعت حقہ کی رو سے طلاق ہو گئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۳۶ کرم خاں صاحب (کراچی) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۱۷ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۰۳) نمبر ۴ میں طلاق ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا صرف یہ لکھا ہے کہ مجھے اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق اور حق نہیں ہوگا اس سے اسوقت تک طلاق ہونے کا حکم نہیں دیا جا سکتا جب

---

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ١/ ٤٢٠ ط ماجدیه کوئٹه)

تک کہ زوج اس امر کا اقرار نہ کرے۔ کہ ان الفاظ سے اس نے طلاق کی نیت کی تھی۔ (۱) **محمد کفایت اللہ** کان اللہ لہ دہلی

شوہر نے کہا "گر میرے گھر میں سے شادی میں شریک ہوئی ہوگی، تو میں نے اس کو طلاق دی" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کا اور زید کے بھانجے کا مکان ایک ہے صرف کوٹھریاں الگ الگ ہیں زید کا اور اس کے والدین وغیرہ کا شبیر سے تنازعہ تھا اب بھانجے کی شادی میں زید کی بیوی کو اور والدہ کو نہایت مجبور کیا گیا مجبوراً زید کی بیوی کو بھی معمولی شرکت کرنی پڑی کیونکہ اس درمیان میں زید کی لڑکی سخت درد قولنج میں مبتلا ہو گئی تھی کامل شرکت نہیں ہوئی یعنی بارات میں نہیں گئی ولیمہ کا کھانا کھایا اگرچہ کھانا بھی اپنے ہی گھر میں کھایا تھا کیونکہ تمام شادی کی عورتوں کو زید ہی کے مکان میں کھانا کھلایا گیا تھا خلاصہ یہ ہے کہ زید کی بیوی بارات و نکاح میں شریک نہیں ہوئی البتہ زید کے بھانجے کے گھر آئی اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے واسطے بعد شادی کے مکان سے زید کے بڑے بھائی نے زید کو تحریر کیا کہ بوجہ مجبوری شریک ہونا پڑا گو یہ بہت اصرار کرنے کے بعد زید نے یہ مضمون سنتے ہی اپنے جسم کو توڑنا شروع کر دیا بحالت جنون و غصہ کے اس کی زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے۔

(۱) میں نے طلاق دیدی گر گھر میں سے شادی میں شریک ہوئی ہوگی۔ صرف ایک بار پھر دوسرے جلسہ میں زید نے بحالت جنون ہی کے اپنے برادر خورد وغیرہ سے یہ کہا۔

(۲) اس میرے سامنے سے ہٹ جاؤ مکان کو خط بھیج دو اس کو طلاق ہو گئی اس کلمہ میں شادی کا ذکر نہیں ہے۔ (۳) پھر بحالت جنون ہی کے ایک لفافہ زید نے مکان بنام بڑے بھائی ارسال کیا جس کی نقل یہ ہے اور اصل شامل فتوی ہے۔

مکرم جناب بھائی قاری صاحب گزارش خدمت ہے کہ عین انتظار کے بعد آپ کا خوشی نامہ ملا۔ کل حال سے آگاہی ہوئی بہت خوشی ہوئی۔ اگرچہ والدہ صاحبہ نے شرکت کر لی لیکن اگر میرے گھر میں سے بھی شرکت کی ہے تو میں نے اس کو طلاق دی اب بعد عدت پوری کرنے کے اس کو اختیار ہے کہ کہیں جائے اور میرے کل حقوق خانگی سامان و مکان ادائیگی مہر اس کو دے دیا جائے خواہ فروخت کر کے قیمت لے جائے یا اس ملکیت کا کچھ بھی کرے اس کو اختیار ہے جب میرا دنیا میں کوئی نہیں ہے تو میں بھی کسی کا نہیں ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ وہ بے خطا تھی لیکن غصہ کے ہمراہ گھن بھی پس جایا کرتے ہیں میں اپنی بیتابی دل سے مجبور تھا امید ہے کہ خبر آپ کو پہلے ہی مل گئی ہوگی کیونکہ میں نے معین الدین کو پرچہ کے پڑھنے کے بعد ہی جوابی کارڈ دے

---

(۱) فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق او الغضب توقف الاقسام الثلاثة تاثيرا على نية للاحتمال والقول له بيمينه في عدم النية (تنوير الابصار وشرحه مع هامش ردالمحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳ /۲۹۶، ۲۹۷، ۳۰۰ ط سعيد كراتشي)

دیا تھا کہ تم یہ مضمون لکھ کر ابھی ڈال دو کیونکہ میری حالت اس قابل نہیں رہی تھی کہ جو میں لکھتا اور نہ اب تک ہے لیکن اس نے میرے کہنے پر شاید عمل نہ کیا ہوگا یہ مفصل اور صاف حال نہ لکھا ہوگا اس وجہ سے بمجبوری جس طرح لکھا گیا لکھ کر ارسال خدمت ہے۔ فقط رشید الدین۔

ازروئے شرع شریف فرمائیں کہ زید کی بیوی مطلقہ ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کون سی طلاق ہوئی۔ المستفتی نمبر ۲۵۷۰ جناب معین الدین صاحب (نئی دہلی) ۲۶ محرم ۱۳۵۹ھ م ۶ مارچ ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۰٤) اگر یہ تمام واقعات مذکورہ سوال صحیح ہیں تو زید سے دریافت کیا جائے کہ شادی کی شرکت سے اس کی مراد کیا تھی اگر کامل شرکت یعنی برات و نکاح کی شرکت مراد تھی اور اس پر طلاق معلق کی تھی تو اس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑی لیکن اگر فی الجملہ شرکت کو بھی ناپسند کرتا تھا اور اس پر طلاق معلق کی تھی تو اس کی بیوی پر دو طلاقیں پڑ گئیں (۱) مگر دونوں مل کر بھی رجعی طلاق ہوئی (۲) عدت کے اندر رجعت ہو سکتی ہے (۳) سوال میں نمبر ۲ کے الفاظ اس کو خط بھیج دو اس کو طلاق ہو گئی بیکار ہیں (۴) ان سے کوئی صدق نہیں پڑی صرف نمبر ایک اور نمبر ۳ (۵) کے الفاظ سے دو طلاقیں ہوتی ہیں نمبر ۳ میں جو الفاظ مذکور ہیں وہ رجعی کو بائن بنانے کے لئے یقینی طور پر حجت نہیں ہیں احتیاط برتی جائے تو تجدید نکاح عدت کے اندر یا بعد عدت کر لی جائے بہر صورت طلاق مغلظہ نہیں ہے اور حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ، دہلی

میں تمہاری اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کروں گا اگر کروں تو اس بیوی پر ایک دو تین طلاق واقع ہوں گی

(سوال) ایک شخص مسمی منصور علی نے اپنی زوجہ ارخول کے کابین نامہ میں لکھا کہ "میں تمہاری بلا اجازت دوسری شادی نہیں کروں گا اگر سخت ضرورت ہو تو تمہارا پورا مہر ادا کر کے اور تم سے تحریری اجازت حاصل کر کے کروں گا بلا اجازت کرنے سے اس بی بی پر ایک دو تین طلاق واقع ہوں گی" منصور علی نے ایک دوسری شادی کی ارخول نے طلاق تفویض کی بناء پر ایک طلاق نامہ رجسٹری کرایا جس میں لکھا کہ میرے شوہر نے مجھ سے اجازت لئے بغیر دوسری شادی کی ہے حکم کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا تو منصور علی نے تحصیل

( ) پہلی زبانی اور دوسری تحریری، پہلی طلاق شدید غصہ کی حالت میں تھی، لیکن ہوش و حواس قائم تھے، لہٰذا وہ بھی واقع ہے۔ واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل ان يقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع فى الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فى تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ٤۲۰)

(۲) صريحه مالم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وانت طالق و مطلقة ' يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعنا ها من الصريح' واحدة رجعية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب الصريح ۳/ ۲٤۹ ط سعيد كراتشى)

(۳) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة و بعد انقضائها (الفتاوىٰ الهندية كتاب الطلاق' الباب السادس فى الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقه و ما يتصل به ۱ ٤۷۲ ط ماجديه' كوئٹه)

(۴) کیونکہ یہ پہلی طلاق کی جزء ہے نئی طلاق نہیں۔

(۵) نمبر ا میں نے طلاق دے دی، اگر گھر میں سے شادی میں شریک ہوئی ہو گی الخ' نمبر ۳ اگرچہ والدہ صاحبہ نے شرکت کر لی، لیکن اگر میرے گھر میں سے بھی شرکت کی ہے تو میں نے اس کو طلاق دی الخ

اجازت زبانی کا دعویٰ کیا اور اپنے دعوے پر دو شاہد پیش کئے نیز رخول نے بھی کابین نامہ کی تحریر سے رجوع کیا اور اقرار کیا کہ منصور علی نے مجھ سے اجازت حاصل کر کے دوسری شادی کی ہے اس صورت میں منصور علی کی دوسری بی بی مطلقہ ہوگی یا نہیں اور کیا اس کی زبانی اجازت لے لینی کافی ہوگی ؟ ایک مولوی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا کہ :-

رخول کا پہلا قول غیر معتبر ہے اور منصور علی کی اس سے اجازت زبانی حاصل کرنی اس کے قول ثانی اور شہادت سے ثابت ہے منصور علی نے دوسری بی بی پر طلاق واقع ہونے کو نکاح بلا اجازت کے ساتھ معلق کیا تھا چونکہ اس نے اجازت حاصل کرنے کے بعد دوسری شادی کی ہے لہذا اس کی دوسری بی بی پر طلاق واقع نہیں ہوئی فتاویٰ عالمگیری میں ہے (۱) فان اضافه الی الشرط وقع عقیب الشرط اتفاقاً کابین نامہ مذکور میں ”بلا اجازت کرنے سے الخ“ یہ عبارت تعلیق طلاق کی ہے اس سے اوپر والی عبارت میں محض وعدہ ہے کہ اگر دوسری شادی کرنی ہو تو قبل شادی پورا مہر ادا کرے گا اور تحریری اجازت حاصل کرے گا مگر جملہ تعلیق میں اجازت کو مطلق رکھا گیا فقہاء احناف کے نزدیک جب تک مطلق کو اطلاق پر باقی رکھنے کی گنجائش ہو اسکو مقید پر حمل نہیں کیا جاتا البتہ اگر حادثہ ایک ہونے کے ساتھ حکم بھی ایک ہو تو ناچار مقید پر حمل کیا جاتا ہے۔ فی المنار (۲) عندنا لا یحمل المطلق علی المقید وان کانا فی حادثة واحدة لا مکان العمل بهما الا ان یکون فی حکم واحد وفی التوضیح (۳) حکم المطلق ان یجری علی اطلاقه کما ان المقید علی تقییده فاذا وردا ای المطلق والمقید فان اختلاف الحکم لم یحمل المطلق علی المقید ایضاً فیه اذ حمل المطلق علی المقید یلزم ابطال المطلق لانه بدل علی اطلاقه والمقید علی تقییده عند الامکان صورت مذکورہ میں وعدہ کے اندر اجازت مقید ہو تحریری کے ساتھ اور تعلیق میں مطلق ہو تو کوئی تنافی نہیں قرینہ سیاق سے بھی شبہ نہ ہونا چاہئے کیونکہ عبارت ماسبق میں ادائے مہر کا بھی ذکر ہے مگر ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ طلاق معلق نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ تعلیق ماسبق سے مستقل ہے لہذا منصور علی کی زبانی اجازت لے لینی کافی ہوگی جو کہ مطلق اجازت کا ایک فرد ہے۔

دوسرے ایک مولوی صاحب نے اس کا جواب لکھا جس کا ماحصل یہ ہے کہ منصور علی تحریری اجازت حاصل نہ کرنے کی وجہ سے حانث ہو گیا اس لئے کہ قولہ بلا اجازت کرنے سے الخ قوله تغدی معی فقال ان تغدیت فکذا (۴) کا مشابہ ہے جیسے سوال میں تغدی مقید ہے اور جواب میں مطلق ہے تاہم مقید پر محمول

---

(۱) الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الرابع فی الطلاق بالشرط، الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة ان واذا وغیرهما ۱ ، ۴۲۰ ط ماجدیه کوئٹه)

(۲) نور الانوار شرح المنار بحث الوجوه الفاسدة ص ۱۵۹ ط سعید کراتشی

(۳) التوضیح والتلویح، فصل حکم المطلق ۱۶۹/۱ ط میر محمد کراتشی

(۴) الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الایمان، باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنی والاتیان والرکوب وغیر ذلک ۷۶۲/۳ ط سعید کراتشی)

ہے اسی طرح حادثہ مذکورہ میں اجازت مطلقہ کو تحریری اجازت پر محمول کیا جائے گا مجیب ثانی نے توضیح کی ان عبارتوں سے استدلال کیا۔ اللفظ الذی ورد بعد سوال او حادثة امان لا يكون مستقلاً (۱) الخ ص ۱۰۱

جناب والا کے نزدیک مسئلہ کا جو جواب صحیح ہو تحریر فرمائیں دلائل کی بھی تصریح فرمادیں مذکورہ بالا دونوں جواب کی تصریح سوال میں کر دینا اس لئے مناسب معلوم ہوا تاکہ حضرت والا مخلف کے جواب کی وجہ تغلیط ظاہر فرمادیں۔ المستفتی نمبر ۲۶۵۹ مولوی عبدالجلیل صاحب فاضل دیوبند (ڈھاکہ بنگال) ۲ صفر ۱۳۶۰ھ م یکم مارچ ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۰۵) مجیب اول کا جواب صحیح ہے پہلی جگہ کابین نامہ میں لفظ بلا اجازت مطلق ہے دوسری جگہ مقید تیسری جگہ مطلق پہلے دونوں مقام وعدہ کے منفی اور مثبت پہلو ہیں تیسرا مقام تعلیق کا ہے اسے اگر مطلق رکھا جائے تو پہلے مقام کے ساتھ اس کی مطابقت ظاہر ہے اس کرنے کو پہلے مقام کے نہ کرنے کے مقابلے ہی پر رکھنا اوفق ہے۔ یعنی وعدہ یہ تھا بلا اجازت دوسری شادی نہ کروں گا اور تعلیق یہ ہے کہ بلا اجازت کرنے سے الخ درمیانی عبارت وعدہ کے متعلق اثباتی پہلو کو بتاتی ہے جس میں تبرعاً اجازت کو تحریری اجازت تک بڑھادیا گیا ہے ہذا تعلیق پر اس کا اثر نہ ہونا چاہیئے اسی طرح اس اثباتی جملہ میں ادائے مہر کا بھی ذکر ہے مگر تعلیق میں نہیں ہے اس لئے اس کا تعلیق پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نکاح کی طرف اضافت کر کے تعلیق کی، تو شرط پائے جانے سے طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟

(سوال) ایک غیر شادی شدہ حنفی شخص نے جو مذاہب اربعہ کو حق مانتا ہے یہ کہا کہ اگر وہ یہ کام کرے تو اگر نکاح کرے تو اس کی بیوی پر تین طلاق ایسی صورت میں گروہ شخص امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کرے تو کیا شرعاً اس کو اجازت ہے اگر نہیں ہے تو امام اعظمؒ کے مذہب کی بنا پر نکاح کی صورت کیا ہے نیز اگر بجائے لفظ اگر کے وہ لفظ یہ کہے کہ جب کبھی وہ نکاح کرے یعنی لفظ (کلما) تو اس کی بیوی پر تین طلاق تو کیا ایسی مجبوری کی صورت میں امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کر سکتا ہے اگر کر سکتا ہے تو کیا فتویٰ مفتی شرط ہے اگر وہ شخص خود بھی عالم ہو تو کیا اپنے رائے کے مطابق امام شافعیؒ کے قول پر عمل کر سکتا ہے اگر کسی نے مجبوری کے ماتحت کر لیا تو گناہ ہو گا یا نہیں اگر ہو گا تو کس قسم کا گناہ؟ المستفتی نمبر ۲۶۷۹ محمد صالح و عبدالرحمن جامع مسجد امروہہ (مراد آباد) ۲ رجب ۱۳۶۰ھ م ۲۸ جولائی ۱۹۴۱ء

(جواب ۳۰۶) "اگر" اور "جب کبھی" دونوں صورتوں میں یمین کے بعد نکاح کرنے سے منکوحہ پر تین

---

(۱) التوضیح والتلویح' مسئلة ۱/۱۶۷ ط میر محمد کراتشی

طلاقیں پڑ جائیں گی اور یمین منحل ہو جائے گی ( ) دوسرے نکاح میں طلاقیں نہیں پڑیں گی (۲) کلما کا مطلب یا تو تکرار لفظ "جب" سے پیدا ہو گا مثلاً یوں کہے "جب میں نکاح کروں" یا لفظ بھی لانے سے مثلاً یوں کہے "جب بھی نکاح کروں" (۳) اور ان دونوں صورتوں میں مخلصی کی صورت یہ ہے کہ خود نکاح نہ کرے بلکہ کوئی فضولی اس کے امر اور اجازت کے بغیر اس کا نکاح کر دے اور یہ اجزت بالقول نہ دے بلکہ اجازت بالفعل دے مثلاً مہر ادا کر دے یا منکوحہ سے وطی کرے تو طلاق نہیں پڑے گی۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤ گی تو طلاق ہو جاوے گی، تم کو طلاق ہے، تم کو طلاق ہے، رجعی" کیا حکم ہے؟

(سوال) مسمی سعید احمد نے ایک تحریر اپنی بی بی صغریٰ کو دی جو بعینہ درج ذیل ہے:-

"اپنی بی بی صغریٰ کا کہا کرتا ہوں میں۔ اگر ایک ہفتے کے اندر نہ آؤ گی میکے میں سے تو طلاق ہو جاوے گی تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے رجعی"

بیان حلفی سعید احمد کا۔ "بیان کیا کہ طلاق نامہ لکھے ہوئے قریب ایک ماہ کے ہوا لکھنے کے بعد میں نے رکھ دیا پھر اس نے لے لیا یعنی صغریٰ نے اور اس نے کہا تھا کہ طلاق نامہ لکھ دو اور اس میں یہ شرط لکھ دو کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤ گی تو طلاق ہو جائے گی اگر نہ لکھو گے تو ہمبستری نہ کرنے دوں گی طلاق نامہ لکھنے کے بعد دو مرتبہ یہاں میکے آئی ہے اس مرتبہ کو لے کر پہلی مرتبہ طلاق نامہ لکھنے کے بعد جو آئی تھی سات آٹھ دن کے بعد آئی تھی اور صرف چار روز رہ کر میکے میں پھر میرے گھر گئی اس کے بعد ہمارے یہاں دس روز رہ کر جب دوبارہ میکے میں آئی پھر نہیں گئی"

بیان حلفی صغریٰ کا۔ "طلاق نامہ جو ملا ہے مجھ کو پندرہ سولہ روز ہوا ہو گا جب میں یہاں میکے سے گئی اس کے دو تین روز بعد ملا ہے جب یہ طلاق نامہ ملا ہے اس کے دس پندرہ روز قبل کا لکھا ہوا ہے۔

---

(۱) اذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح نحو ان یقول لا مراته ان تزوجتک فانت طالق او کل امراۃ اتزوجھا فھی طالق (الفتاویٰ الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الرابع فی الطلاق بالشرط' الفصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمۃ ان واذا وغیرھما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدیۃ' کوئٹہ)

(۲) و فیھا کلھا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ' (الدر المختار مع ھامش ردالمحتار کتاب الطلاق باب التعلیق ۳/۳۵۲ ط سعید کراتشی)

(۳) الا فی کلما فانه ینحل بعد الثلاث لا قتضا ئھا عموم الافعال کاقتضاء کل عموم الاسماء فلا یقع ان نکحھا بعد زوج آخر الا اذا دخلت کلما علی التزوج نحو کلما تزوجت فانت کذا(الدر المختار' مع ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق باب التعلیق ۳/۳۵۲ ط سعید کراتشی)

(۴) حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث و بالفعل و منه الکتابة خلافا لابن سماعة لا یحنث به یفتی خانیة (درمختار) وقال فی الرد (قوله بالفعل) کبعث المهر او بعضه بشرط ان یصل الیها .. .وکتقبیلها بشهوة و جماعها لکن یکره تحریما لقرب نفوذ العقد من المحرم بحر (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الایمان ' باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطلب حلف لا یتزوج فزوجه فضولی ۳/۸۴۶ ط سعید کراتشی)

یہ خیال ہے کہ مرہی (۱) بند ہوئی تھی اس وقت کا لکھا ہوا ہے مرہی بند ہونے کے بعد جب میکے آئی اور چار روز رہ کر وہاں یعنی سسرال گئی اور وہاں دس روز رہی پھر اس کے بعد جب دوبارہ میکے آئی ہوں آج بارہ روز ہوئے طلاق نامے کا سبب مجھ کو معلوم نہیں صدق نامہ لکھنے کو میں نے اس بات پر کہا تھا کہ جب انہوں نے کہا کہ میکے میں ملی ہو اس پر میں نے کہا کہ اگر ایسا سمجھتے ہو تو طلاق نامہ لکھ دو یہ ہیں بیانات زوجین کے۔

اب سوال یہ ہے کہ صدق نامہ لکھنے اور اس سے مطلع ہونے کے بعد میکے گئی اور صرف چار روز رہ کر شوہر کے یہاں واپس آگئی اب اس کے بعد دس روز رہ کر دوبارہ میکے گئی اور ایک ہفتہ سے زیادہ رہ گئی اس صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟ اگر واقع ہو گی تو کیسی؟ ایک طلاق رجعی یا تین طلاق مغلظ؟ اور پہلی بار جب کہ ایک ہفتہ کے اندر واپس آگئی تو شرط ختم ہو گئی یا باقی رہی؟ یا دوبارہ میکے جا کر ایک ہفتہ سے زیدہ رہنے پر شرط پائی جائے گی اور طلاق واقع ہو گی۔ شرط کا وجود کب سے شروع ہو گا؟

(جواب) (از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) جب ہفتہ کے اندر ایک بار واپس آگئی تو تعلیق ختم ہو گئی اور ہر بار جانے کے بعد کی واپسی مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ لفظ "اگر" عموم کے لئے نہیں۔ اشرف علی عفی عنہ

(جواب) (از مولانا مفتی ریاض الدین صاحب دار العلوم دیوبند) جب ایک ہفتہ سے کم میں واپس آگئی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑی کیونکہ شوہر نے دو طلاق کو ایک ہفتہ نہ آنے پر معلق کیا ہے شرط نہیں پائی گئی طلاق نہیں پڑی وتنحل الیمین بعد وجود الشرط (درمختار) (۲) صورت مذکورہ میں وجود شرط نہیں ہوا اگر شرط کا وجود ہوتا تو طلاق پڑتی شرط کا وجود نہیں ہوا، طلاق بھی نہیں پڑی صورت مذکور میں چونکہ شرط نہیں پائی گئی طلاق کسی قسم کی نہیں پڑی۔ ریاض الدین عفی عنہ مفتی دیوبند۔

(جواب) (از مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری) قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ قضیہ وقتیہ ہے مستمرہ نہیں۔ پس پہلی دفعہ آجانے کے بعد اس شرط کا اثر نہیں رہتا دو طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ یہ شرط کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ واللہ اعلم (ابو الوفا ثناء اللہ عفی عنہ امرتسری)

(جواب) (از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی دار المصنفین اعظم گڑھ) جب پہلی دفعہ چار روز کے بعد واپس آگئی شرط ختم ہو گئی دو طلاق جو بعد میں ہے وہ الگ نہیں ہے بلکہ اس پہلی شرط کا بیان ہے اس لئے کسی قسم کی کوئی طلاق نہیں پڑی۔ سید سلیمان ندوی

(جواب) (از مولانا حبیب الرحمن صاحب مدرس اول مدرسہ مفتاح العلوم مئو) صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہو گئی لفظ "اگر" عربی کے لفظ ان کا ترجمہ ہے اور ان تراخی کے لئے ہوتا ہے (اشباہ) (۳) بشرطیکہ فور کا

---

(۱) مرہی ہونے کے دن سے بیانات قلم بند ہونے تک ایک ماہ ہوتا ہے۔

(۲) الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب التعلیق ۳/۳۵۵ ط سعید کراتشی

(۳) ان علی التراخی الا بقرینة الفور (الاشباه والنظائر، کتاب الطلاق ۲/۱۳۲ ط مکتبه ادارة القرآن و العلوم الاسلامیة کراتشی)

کوئی قرینہ نہ ہو (شامی) (۱) اور صورت مسئولہ میں فور کا کوئی قرینہ نہیں ہے بلکہ بیانات میں تراخی کا قرینہ موجود ہے مثلاً صغریٰ کا طلاق نامہ لکھنے کے سات آٹھ دن بعد میکے جانا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دن یا اسی وقت وہ میکے نہیں جارہی تھی اور جب فور کا قرینہ موجود نہیں ہوتا تو جس وقت بھی شرط کا تحقق ہوتا ہے طلاق واقع ہو جاتی ہے شامی و عالمگیری دونوں میں یہ جزئیہ مذکور ہے۔ ان بعثت اليك فلم تاتني فعبدي حر فبعث اليه فاتاه ثم بعث اليه ثانيا فلم ياته حنث ولا يبطل اليمين بالبر حتى يحنث مرة فيبطل اليمين (عالمگیری (۲) ص ۷۱ ج ۳ شامی ص ۸۷ ج ۳) (۳) اور طلاق بھی مغلظ واقع ہوگی اس لئے کہ بظاہر سعید احمد نے تینوں طلاقیں اسی شرط پر معلق کی تھیں پس وجود شرط کے بعد تینوں واقع ہوں گی اور اگر پچھلی دونوں منجز ہیں جیسا کہ ظاہر صیغہ سے مستفاد ہوتا ہے تو دو اسی وقت واقع ہوں گی اور تیسری وجود شرط کے بعد۔

(جواب الجواب) (از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی) مجھے اس تحقیق سے اتفاق نہیں شرطیت نہ ہونے کی صورت میں بھی طلاق واحد رجعی سے معاملہ آگے نہیں بڑھ سکتا جو صاحب اس کے خلاف پر اصرار کرتے ہیں مجھے ان سے شدید اختلاف ہے۔ اشباہ و شامی کے حوالے بے سود ہیں اردو زبان ہر شخص جانتا اور سمجھتا ہے

واللہ اعلم بالصواب۔ سید سلیمان ندوی

(جواب الجواب) (از مفتی ریاض الدین صاحب دارالعلوم دیوبند) مولوی صاحب کا افتاء اور مسئلہ جزئیہ پر قیاس کرنا کسی طرح درست نہیں کیونکہ اول تو اِنْ تاخیر کے لئے آتا ہے غلط ہے کمافی الهداية (۴) والفاظ الشرط ان واذا واذا ما وغيرها ثم كلمة ان حرف الشرط لانه ليس فيها معنى الوقت وما ورائها ملحق بها ففي هذه الالفاظ اذا وجد الشرط انحلت وانتهت اليمين لانها غير مقتضية للعموم والتكرار لغة فبوجود الفعل مرة يتم الشرط ولا بقاء لليمين بدونه خواہ “ان” حرف شرط ہو یا دوسرا کوئی حرف شرط ہو شرط افعال ہوتے ہیں جس فعل پر معلق کیا ہے وہ شرط ہے جب اس فعل کا وجود متحقق ہوگا جزا مرتب ہوگی خواہ کبھی احدہما کی موت سے پہلے جب تک زوجیت قائم ہے شرط کا تحقق ہو جزا مرتب ہوگی جب زوج نے ایک ہفتہ کی قید لگادی اور ہفتہ سے پہلے واپس آگئی شرط متحقق نہ ہوئی یمین ختم ہوگئی طلاق نہیں پڑی ہاں اگر ویسے فعل پر معلق کرتا کہ مقید بالزمان نہ ہوتا تو جب اس فعل کا تحقق ہوتا طلاق پڑ جاتی اور یہاں مقید بالزمان ہے اور جو ہفتہ طلاق کے بعد آئے گا وہی شمار ہوگا اس ہفتہ کے گزرنے سے پہلے اگر

---

(۱) وفي طلاق الاشباه ان للتراخي الا بقرينة الفور (درمختار) وقال في الرد ومعنى كون ان للتراخي انها تكون للتراخي وغيره عند عدم قرينة الفور (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الايمان' باب اليمين في الدخول والخروج والسكنى والاتيان والركوب وغير ذلك ۳/ ۷٦۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) الفتاوى الهندية' كتاب الايمان' الباب السابع في اليمين في الطلاق والعتاق ۲/ ۱۱۲ ط مكتبه ماجديه' كوئٹه

(۳) هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الايمان' باب اليمين في الدخول والخروج والسكنى والاتيان والركوب وغير ذلك ۷٦۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(٤) الهداية' كتاب الطلاق' باب الايمان في الطلاق ۲/ ۳۸۵ ط مكتبه شركة علميه ملتان

آگئی طلاق نہ ہوئی مثال مذکور سے استدلال کرنا درست نہیں مثال مذکور میں جزا دو شرطوں پر موقوف ہے ایک ارسال دوم عدم اتیان۔ دونوں کے تحقق کے بعد غلام آزاد ہوگا اسی واسطے اگر بھیجا اور آگیا شرط نہ پائی گئی غلام آزاد نہ ہوا۔ ہٰذا دوسری بار گر بھیجے اور نہ آیا اب شرط کا وجود ہوا جزا مرتب ہوگی اور غلام آزاد ہوگا۔ نہ اس وجہ سے کہ ان میں تاخیر ہے یا تکرار کا مقتضی ہے اور یہاں فور سے کچھ واسطہ نہیں بلکہ طلاق کو ایک زمانہ معینہ پر معلق کیا ہے جب زمانہ معینہ کا وجود ہوا شرط پایا گیا اس وقت طلاق ہوگی اور اس سے پہلے اگر وجود شرط ہوگیا طلاق نہ ہوگی اور وہ مطلق اسبوع نہیں بلکہ جو طلاق کے بعد ہفتہ آئے گا وہی معتبر ہے چنانچہ اگر زوج نے یوں کہا انت طالق غداً او فی غدٍ یقع عند طلوع الصبح — باوجود یکہ غد کا لفظ نکرہ ہے غد معین نہیں کہ کل ہی معین غد ہے اگر یہی عموم ہے تو چاہئیے کہ غد سے کوئی غد موت تک لے سکے۔ یا غد بمعنی قیامت بھی آیا ہے وہ لے لے۔ ولا یقول به جاهل فضلا ان یقول به عالم — الغرض جب ایک ہفتہ کے اندر واپسی پر طلاق کو معلق کیا ہے اگر ایک ہفتہ میں واپس آگئی وہ یمین ختم ہوگئی اور اس کا حکم باقی نہیں رہا اور طلاق نہیں ہوئی۔ کما حررته اولا وافتی به العلماء الکبار — ریاض الدین عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

حضرت مفتی صاحب۔ یہ تمام جوابات موافق و مخالف اور اصل طلاق نامہ ارسال خدمت کر رہا ہوں ملاحظہ فرما کر اپنی رائے عالی سے مطلع فرمائیں۔

(الجواب ۳۰۷) واللّٰہ الہادی الی الحق والصواب (از حضرت مفتی اعظمؒ) سعید احمد نے جو تحریر لکھی ہے اس میں اپنی بی بی کو خطاب کیا ہے اس لئے اس تحریر کا عمل لکھنے کے وقت سے شروع نہیں ہوگا بلکہ عورت کو اس کا علم ہونے کے بعد سے شروع ہوگا اس تحریر میں ایک طلاق رجعی معلق کی گئی ہے ایک سے زیادہ نہ طلاق معلق ہے نہ منجز اگرچہ عبارت میں لفظ طلاق تین مرتبہ آگیا ہے لیکن عبارت ایک ہی سیاق میں منتظم ہے اور اس کا مفاد ایک رجعی طلاق کی تعلیق سے زیادہ نہیں ہے سعید احمد کی اس عبارت اور اس کے بیان کی دوسری عبارت منقولہ فی السوال سے بوضاحت اس کا طرز کلام اور محاورہ ظاہر ہوتا ہے اس کے لحاظ سے عبارت تعلیق کا تجزیہ اس طرح ہوتا ہے۔

(۱) اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤگی میکے میں سے تو طلاق ہوجائے گی تم کو۔

(۲) .. . طلاق ہے تم کو۔

(۳) . طلاق ہے رجعی۔

پہلے فقرے میں پوری تعلیق شرط و جزا کے ساتھ موجود ہے مگر چونکہ جزا کے الفاظ بوجہ صیغہ مستقبل ہونے کے انشائے طلاق کے معنی ظاہر کرنے میں مشتبہ تھے اس لئے اس کو صاف کرنے کے لئے اس نے اسی کی توضیح اور تعیین ارادہ انشا کے لئے دوسرا فقرہ استعمال کیا جس کا مطلب اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ دوسرا فقرہ کہہ دینے کے بعد اب عبارت یہ ہوگئی۔ اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤگی میکے میں سے تو طلاق ہے تم کو۔ اس کے بعد اس نے اسی طلاق معلق کی نوعیت متعین کرنے کے لئے تیسرا فقرہ استعمال کیا کہ ”طلاق ہے رجعی“

تو اب تینوں فقروں کے ملنے سے یہ عبارت حاصل ہوئی۔

”اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤ گی میکے میں سے تو طلاق ہے تم کو طلاق رجعی“

اور اس عبارت کا مفاد صرف ایک رجعی طلاق کی تعلیق ہے فقرہ نمبر ۲ و ۳ کو نمبر ایک سے علیحدہ کرنا اور تنجیز قرار دینا اس وقت تک صحیح نہیں جب تک سعید احمد خود اس کا اقرار نہ کرے کہ میں نے یہ دونوں فقرے پہلی معلق صدق سے جداگانہ دو نئی طلاقیں فوراً دینے کے ارادے سے لکھے تھے۔

اس کے بعد یہ امر غور طلب ہے کہ تعلیق میں جو شرط مذکور ہے اس کا مفاد کیا ہے آیا ہفتہ سے کوئی معین ہفتہ مراد ہے یا مطلقاً ہر وہ ہفتہ جس میں عورت اپنے میکے جائے اور وہ جانے کے دن سے شمار کیا جائے یا تعلیق کا علم عورت کو ہونے کے وقت سے؟ یہ ظاہر ہے کہ معین ہفتہ مراد ہونے کی کوئی دلیل عبارت مذکورہ میں نہیں ہے ہاں کسی قرینہ حالیہ سے تعیین ممکن ہے اور یہ صرف دو صورتوں میں منحصر ہے اول یہ کہ عورت اپنے میکے میں موجود ہوتی اور خاوند وہاں خود جاکر اس کو خطاب کر کے زبانی کہتا کہ ”اگر ایک ہفتہ کے اندر نہ آؤ گی میکے میں سے تو “ یا اسی مضمون کی تحریر اس کو میکے میں ہونے کی حالت میں بھیج دیتا تو عورت کا میکے میں ہونا اور اس کی جلدی واپسی کے ارادے سے ہفتہ یا زیادہ قیام کرنے پر طلاق کو معلق کرنا اس کا قرینہ ہو سکتا ہے کہ ہفتہ سے یہی خاص ہفتہ مراد لے لیا جائے جو اس کے مخاطب کرنے یا تحریر بھیجنے کے وقت موجود ہے اور اس صورت میں اس ہفتہ کی ابتدا وقت خطاب یا علم بالتعلیق کے وقت سے ہوگی اور اگر وہ اس ہفتہ کے اندر واپس آگئی تو طلاق نہ ہوگی اور تعلیق بھی باطل ہو جائے گی دوسری صورت یہ ہے کہ عورت خاوند کے گھر میں ہو مگر میکے جارہی ہو یا میکے جانے کا خاوند سے تذکرہ ہو رہا ہو وہ ہفتہ کے اندر واپس آنے کا مطالبہ کر رہا ہو اور عورت زیادہ قیام کرنا چاہتی ہو اور یہ سب گفتگو اسی مرتبہ جانے آنے کے متعلق ہو اور خاوند اس کو تعلیق مذکور کے الفاظ کہہ دے یا لکھ کر دیدے تو یہاں اس امر کا قرینہ موجود ہے کہ ہفتہ سے مراد یہی ہفتہ ہو جو اس تعلیق کے بعد ہوگا مگر اس صورت میں اس کی ابتدا اس وقت سے ہوگی جس وقت وہ میکے کو جائے گی اور اگر جانے سے ایک ہفتہ کے اندر واپس آگئی تو طلاق نہ پڑے گی اور تعلیق باطل ہو جائے گی تعلیق کے ساتھ مخاطب کرنے یا لکھ کر دینے کے بعد خواہ کتنے ہی دن خاوند کے یہاں رہے تعلیق پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا اور جب میکے جائے گی اس وقت سے ہفتہ تعلیق کی ابتدا ہوگی۔(۱)

مذکورہ بالا دونوں صورتیں نہ ہوں تو پھر معین مراد لینا صحیح نہ ہوگا اور تعلیق مذکور کا مطلب یہ لینا پڑے گا کہ عورت جب بھی میکے میں جائے جانے سے ایک ہفتہ کے اندر واپس آنا لازم ہوگا تاکہ طلاق نہ پڑے اور جب کبھی جاکر ایک ہفتہ کے اندر واپس نہ آئے گی تو طلاق پڑ جائے گی ہاں ایک مرتبہ طلاق

---

(۱) اس لئے کہ یہ تعلیق غیر متعین کی صورت ہے آخر عمر تک انتظار کیا جائے گا کہ عورت میکے گئی اور ایک ہفتہ کے اندر واپس نہیں آئی تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی' کما فی الرد بخلاف ما اذا کان شرط الحنث امرا عدمیا مثل ان لم اکلم زیدا وان لم ادخل فهذا لا تبطل بفوت المحل بل یتحقق به الحنث للیاس من شرط البر وهذا اذا لم یکن شرط البر مستحیلا (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب التعلیق' مطلب فی مسئلة الکوز ۳۴۹/۳ ط سعید کراتشی)

پڑ جانے کے بعد یمین منحل یعنی ختم ہو جائے گی۔(۱)

پس واقعہ سوال میں اگر معین ہفتہ مراد لینے کی مذکورہ بالا صورتوں میں سے قرائن حالیہ کے ذریعہ سے کوئی صورت معین ہو جائے اور اس معین ہفتہ میں عورت چار دن میکے میں رہ کر واپس آگئی تھی تو طلاق نہیں پڑی اور یمین باطل ہو جانے کی وجہ سے دوسری مرتبہ زیادہ رہنے سے بھی طلاق نہیں پڑے گی۔(۲)

اور اگر تعیین ہفتہ کی کوئی صورت نہ ہو تو مطلقاً ہر وہ ہفتہ مراد ہوگا جس میں عورت میکے میں جائے پہلی مرتبہ جا کر چونکہ ہفتہ کے اندر واپس آگئی تو شرط طلاق نہیں پائی گئی اس لئے طلاق نہیں پڑی لیکن یمین منحل نہیں ہوئی بلکہ بحالہ قائم ہے جب دوسری بار گئی اور ہفتہ کے اندر واپس نہ آئی تو اب شرط طلاق متحقق ہوئی اور طلاق رجعی معلق واقع ہو گئی۔(۳)

اگر ہفتہ معینہ مراد نہ لیا جاسکے (جس کے لئے مذکورہ بالا قرائن حالیہ کی ضرورت ہے) تو ایک مرتبہ میکے جا کر ہفتہ کے اندر واپس آجانے سے یمین منحل نہیں ہو سکتی کیونکہ یمین کا انحلال وجود شرط کے بعد ہوتا ہے اور صورت مذکورہ میں وجود شرط (ہفتہ کے اندر واپس نہ ہونا) نہیں ہوا پس انحلال یمین کی کوئی وجہ نہیں ہاں ایک مرتبہ وجود شرط ہو کر طلاق پڑ جانے کے بعد یمین منحل ہو جائے گی کیونکہ حرف شرط یعنی لفظ "اگر" عموم و تکرار کو مقتضی نہیں پہلی مرتبہ ہفتہ کے اندر واپس آجانے میں چونکہ شرط کا تحقق ہی نہیں ہوا تھا اس لئے دوسری مرتبہ میں تحقق شرط کی بنا پر طلاق پڑے گی نہ اس بنا پر کہ (لفظ ان یا اگر) حرف شرط کو مقتضی تکرار قرار دیا گیا۔ وھذا ظاھر جداً　محمد کفایت اللہ غفرلہٗ، اسپیشل جیل گجرات

شوہر نے بیوی کے عزیز سے کہا کہ آپ ہمارے ذاتی معاملات میں بالکل دخل مت دیجئے، اس پر آپ نہیں مانتے تو ہم اپنی عورت کو طلاق دیتے ہیں، کیا حکم ہے؟

(سوال) زید ہندوستان کا رہنے والا رنگون میں ملازم ہے وطن میں بیوی بچے ہیں جن کے نان نفقہ کا فرض ادا نہیں کرتا تقریباً چھ مہینے گزرے کہ اس نے اپنی دوسری شادی کے لئے کوشش کی اور مشہور یہ کیا کہ وطن میں میرے گھر میں بچہ پیدا ہوا تھا وہ بچہ اور میری بیوی دونوں انتقال کر گئے رنگون میں ہی جب اس کی اطلاع زید کے خاص عزیز خالد کو ہوئی تو اس نے اس غرض سے دوڑ دھوپ شروع کر دی کہ زید کا نکاح نہ ہونے پائے چونکہ یہ کوشش اور دوڑ دھوپ زید کے جذبات کے خلاف تھی اس نے ایک تحریر بنام خالد بھیجی جس کا مضمون یہ ہے "آپ ہمارے ذاتی معاملات میں بالکل دخل مت دیجئے ہم نے جو کچھ کیا ہے سوچ سمجھ کر حتمی

---

(۱) وفيها كلها تنحل اي تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة (الدرالمختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب التعليق ۳/ ۳۵۲ ط سعيد كراتشي)

(۲) ايضاً سابقه حواله

(۳) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الرابع في الطلاق بالشرط الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدية كوئته)

فیصلہ کیا ہے ہماری موت حیات کا سوال ہے اس پر آپ نہیں مانتے تو ہم اپنی عورت کو طلاق دیتے ہیں ہم کو اپنے والد کی جائیداد یا کوئی چیز نہیں چاہیے ہم کو اپنے وطن سے کوئی تعلق نہیں" الخ اس تحریر کے پہنچنے کے بعد بھی خالد نے مجوزہ نکاح میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے اپنی کوشش کا سلسلہ جاری رکھا لیکن کامیابی نہ ہوئی اور زید کا نکاح ہو گیا پس سوال یہ ہے کہ آیا صورت مسئولہ میں شرعاً زید کی وطنی بیوی پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں ؟

المستفتی محمد یعقوب شاہجہانپوری ۲۱ نومبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۰۸) اگر خالد نے اس کے بعد بھی مخالفانہ کارروائی اور زید کے نکاح میں دخل اندازی جاری رکھی تو زید کی بیوی پر طلاق پڑ گئی (۱) لیکن یہ طلاق ایک رجعی طلاق ہے (۲) عدت کے اندر رجعت اور عدت کے بعد تجدید نکاح ہو سکتا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

دنیا کے پردہ پر جتنی عورتیں ہیں ان سے میرا نکاح ہو تو ان سبھوں پر طلاق طلاق' تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک شخص حنفی المذہب عاقل و بالغ جس کا نکاح ابھی تک کسی عورت سے نہیں ہوا ہے اس نے کہا کہ پردۂ دنیا پر جتنی عورتیں ہیں ان سے میرا نکاح ہو تو ان سبھوں پر طلاق' طلاق' اب اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ دیگر اماموں کے مذاہب میں کوئی گنجائش ہے یا نہیں ؟

(جواب ۳۰۹) حنفیہ کے نزدیک یہ تعلیق صحیح ہو جاتی ہے اور جس عورت سے اس کے بعد اس شخص کا نکاح ہو گا اس پر طلاق ہو جائے گی (۴) ہاں سخت مجبوری اور اضطرار کی حالت میں یہ جائز ہو جاتا ہے کہ صاحب واقعہ حضرت امام شافعیؒ کے مذہب سے استفادہ کرے (۵) اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے نکاح

---

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقا مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ۱/۴۲۰ ط مكتبة ماجدية، كوئٹہ)

(۲) صريحه ما لم يستعمل إلا فيه كطلقتك وأنت طالق ... يقع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح ... واحدة رجعية (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الصريح ۳/۲۴۷ ط سعيد كراتشي)

(۳) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية فله أن يراجعها في عدتها (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۲/۴۷۲ ط مكتبة شركة علمية، ملتان)

(۴) وإذا أضاف الطلاق إلى النكاح وقع عقيب النكاح مثل أن يقول لامرأة إن تزوجتك فأنت طالق أو كل امرأة أتزوجها فهي طالق (الهداية، كتاب الطلاق، باب الأيمان في الطلاق ۲/۳۸۵ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

(۵) في المجتبى عن محمد في المضافة لا يقع وبه أفتى أئمة خوارزم انتهى وهو قول الشافعي وللحنفي تقليده بفسخ قاض بل محكم بل إفتاء عدل (درمختار) وقال في الرد: وفي البحر عن البزازية وعن أصحابنا ما هو أوسع من ذلك وهو أنه لو استفتى فقيها عدلا فأفتاه ببطلان اليمين حل له العمل بفتواه وإمساكها (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب التعليق ۳/۳۴۶، ۳۴۷ ط سعيد كراتشي) وقال في الرد أيضا هذا وقد صرح ابن حمدان في تأسيس النظائر وغيره أنه إذا لم يوجد نص في حكم من كتب أصحابنا يرجع إلى مذهب مالك (هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب القسم ۳/۲۰۳ ط سعيد كراتشي)

کرے اور قبل وطی و خلوت وہ عورت طلاق پڑ جانے کا دعویٰ کردے اور زوجین کسی شافعی عالم کو پنا حکم (ثالث) مقرر کر کے اس کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں وہ ثالث اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کردے کہ یہ تعلیق غیر معتبر ہے اور عورت مطلقہ نہیں ہوئی اور زوجین اس حکم کے موافق عمل کرلیں۔(۱) واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

سوال متعلقہ سوال سابق

(الجمعیۃ مورخہ ۲ فروری ۱۹۲۶ء)

(سوال) اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء میں ایک مسئلہ نظر سے گزرا جس کا سوال یہ ہے کہ ایک شخص حنفی المذہب عاقل بالغ نے کہا کہ پردہ دنیا پر جتنی عورتیں ہیں ان سے میرا نکاح ہو تو ان سبھوں پر طلاق طلاق طلاق۔ جناب میں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ "مذہب حنفیہ میں یہ تعلیق صحیح ہو جاتی ہے" اس میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ آئندہ جو عورتیں پیدا ہونے والی ہیں ان سے بھی اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۰) ہاں اگر تعلیق ان لفظوں میں ہو کہ "دنیا کے پردہ پر جس قدر عورتیں موجود ہیں ان سے میرا نکاح ہو تو ان پر طلاق طلاق طلاق تو" اس تعلیق کے بعد کی پیدا شدہ عورتیں اس تعلیق میں داخل نہ ہوں گی اور ان سے نکاح ہو سکے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ،

شوہر نے کہا" اس خط کو دیکھتے ہی اگر تم نے ان دونوں باتوں میں سے ایک، بات بھی قبول نہ کی تو تم کو ہماری طرف سے ایک طلاق ہے" تو کیا حکم ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کی زوجہ کانپور میں اپنی والدہ کے پاس مقیم تھی اس نے ایک خط لکھ کر اس کے نام روانہ کیا کہ "تم اس خط کو دیکھتے ہی فوراً اٹاوہ چلی آؤ اگر کسی طرح نہ آسکو تو جو زیور تمہارے پاس ہمارا ہے وہ بذریعہ پارسل میرے پاس روانہ کردو فوراً اس خط کے دیکھتے ہی اگر تم نے ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی قبول نہ کی تو تم کو ہماری طرف سے ایک طلاق ہے۔ یہ مضمون بطور ڈراوے کے لکھا تھا کہ اس خط کو راستہ میں ایک شخص نے لے لیا اور جب اس شخص کو یہ معلوم ہوا کہ میرا خط میری زوجہ کو نہیں پہنچا تو اس نے کہا

---

(۱) وقال الشافعي لا يقع لقوله عليه السلام لا طلاق قبل النكاح (الهداية، كتاب الطلاق، باب الايمان في الطلاق ۲/۳۸۵ مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/۴۲۰ ط ماجدیہ کوئٹہ)

کہ میں اس تعلق سے باز آیا میں اپنی زوجہ کو اپنے پاس ہی رکھوں گا اور کئی بار رجعت کی مگر زوجہ کی غیر موجودگی کی وجہ سے وہ اس سے مل نہ سکا۔

(جواب ۳۱۱) جب تک وہ خط زوجہ کو نہ پہنچے اور وہ اسے نہ دیکھے بے اثر ہے یعنی اس خط میں لکھی ہوئی طلاق کا کوئی اثر نہیں نہ طلاق پڑ سکتی ہے اور اگر وہ خط زوجہ کے پاس پہنچنے اور اس کے دیکھنے سے پہلے ضائع کر دیا جائے تو تعلیق باطل ہو جائے گی(۱) اگر وہ خط زوجہ کے پاس پہنچ جاتا اور وہ دیکھ لیتی اور دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ کرتی جب بھی اس پر ایک طلاق پڑتی(۲) اور عدت کے اندر رجعت کر لینے سے رجعت صحیح ہو جاتی۔(۳) محمد کفایت اللہ غفر لہ،

اگر میں تمہاری لڑکی کے سوا کسی عورت سے شادی کروں' تو وہ حرام ہے.

(الجمعیۃ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) میں نے یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ زید نے اپنے چچا بکر سے کہا کہ "اگر میں تمہاری لڑکی کے سوا کسی اور سے نکاح کروں تو وہ حرام ہے" بعد ازاں اس نے اپنے ماموں عمر کی لڑکی سے نکاح کر لیا تو وہ نکاح شرعاً جائز تھا؟ آپ نے جواب دیا ہے کہ "نکاح ناجائز ہے لیکن زید کو حق ہے کہ تجدید نکاح کرے"

میری سمجھ میں نہیں آیا اگر وضاحت فرمائیں تو مہربانی ہوگی فرض کیجئے کہ زید نے لفظ حرام کہا لیکن بعد میں اس کی طبیعت چچا کی لڑکی سے نکاح کرنے کو نہ چاہی تو کیا زید پر ضروری ہے کہ وہ اسی جگہ نکاح کرے دوسری کسی لڑکی کے ساتھ نکاح ناجائز ہے؟ جب کہ از روئے شریعت ایک آدمی چار نکاح کر سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ تجدید نکاح کرے تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ ایک عورت سے دوبار نکاح کرنے سے نکاح جائز ہو سکتا ہے۔

ایک اور بات ہے جب ایک عورت سے نکاح ہی نہیں کیا تو اس پر طلاق ہی کیسے پڑے گی؟ تجدید

---

(۱) اس لئے کہ تعلیق میں شوہر نے خط دیکھنے کا ذکر کیا تھا "اگر خط دیکھنے اور دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی قبول نہ کی تو تم کو ہماری طرف سے ایک طلاق ہے" لہذا جب تک عورت خط نہیں دیکھے گی اس وقت تک تعلیق پر عمل ممکن نہیں' کما فی الدر المختار: ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كأن يكتب يا فلانة إذا أتاك كتابي هذا فأنت طالق' طلقت بوصول الكتاب جوهرة. (در مختار) وفي الرد: (قوله طلقت بوصول الكتاب) أي إليها ولا يحتاج إلى النية في المستبين المرسوم ... ولو وصل إلى أبيها فمزقه ولم يدفعه إليها فإن كان متصرفا في جميع أمورها فوصل إليه في بلدها وقع وإن لم يكن كذلك فلا ما لم يصل إليها وإن أخبرها بوصوله إليه ودفعه إليها ممزقا إن أمكن فهمه وقراءته وقع وإلا فلا ط عن الهندية (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' مطلب في الطلاق بالكتابة ٣/ ٢٤٦ ط سعيد كراتشي)

(۲) وصريحه ما لم يستعمل إلا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وأنت طالق ومطلقة ... ويقع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح ... واحدة رجعية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الصريح ٣/ ٢٤٧ ط سعيد كراتشي)

(۳) إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ٢/ ٣٩٤ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

نکاح کی تو جب ضرورت پڑتی جب کہ زید نے ماموں کی لڑکی سے نکاح کیا ہوتا اور بعد ازاں چچا سے کہا ہوتا کہ اگر تمہاری لڑکی کے سوا کسی اور جگہ نکاح کروں تو وہ حرام ہے تب پہلی عورت پر طلاق پڑتی۔ اب اگر زید کسی اور عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کو ایک دفعہ ہی نکاح کر لینا ٹھیک نہ ہوگا؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے نکاح کرنے سے عورت پر طلاق پڑی پھر تجدید کرنے پر نکاح جائز ہوا۔

(جواب ۳۱۲) جب زید نے اپنے چچا سے کہا کہ ”اگر میں تمہاری لڑکی کے سوا کسی اور سے شادی کروں تو وہ حرام ہے“ یہ صورت تعلیق طلاق کی ہوئی اور چونکہ نکاح کرنے پر طلاق کا وقوع معلق ہے اس لئے اس کے بعد زید نے چچا کی لڑکی کے سوا جس لڑکی سے نکاح کیا اس پر نکاح ہوتے ہی طلاق پڑ گئی (۱) اور نکاح جاتا رہا کیونکہ طلاق بائن ہوئی جس میں نکاح جاتا رہتا ہے اب اس کی قسم یعنی طلاق معلق کا اثر ختم ہو گیا (۲) اس کے بعد زید خواہ اسی عورت سے یا کسی اور عورت سے نکاح کرے تو طلاق نہ پڑے گی کیونکہ تعلیق میں عموم کا کوئی لفظ نہیں ہے صرف ایک دفعہ کے نکاح پر اس کا اثر ہوگا اس کے بعد نہ ہوگا۔ (۳) محمد کفایت اللہ غفر لہ

شرائط نامہ کی خلاف ورزی سے بیوی کو طلاق کا حق حاصل ہو گیا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۵ اگست ۱۹۳۱ء)

(سوال) مسماۃ بی بی زلیخا کی شادی شیخ میاں جان سے ہوئی جس کو تقریباً نو سال کا عرصہ ہوتا ہے شیخ میاں جان شوہر زلیخا ساڑھے تین برس سے آوارگی اور بد چلنی میں مبتلا ہے اور بازاری عورت سے اس کا تعلق بھی ہے زلیخا سے بالکل قطع تعلق کئے ہوئے ہے کسی قسم کا سلوک اور مدد نہیں کرتا ہے کئی مرتبہ محلہ اور برادری کی پنچایت نے اس کو تنبیہ کی مگر کوئی اثر نہیں ہوا بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو پھر محلہ اور برادری کی پنچایت ہوئی اس میں شیخ میاں جان موصوف نے ایک باقاعدہ اقرار نامہ اپنے انگوٹھے کا نشان اور پنچایت کے چھ معزز اشخاص کی گواہی کے ساتھ تحریر کر دیا ہے اس میں یہ شرائط بخوشی تحریر کی ہے کہ اگر تین ماہ کے اندر اپنے چال چلن کی اصلاح نہ کی اور ماہانہ پانچ روپے اپنی بیوی زلیخا کو نفقہ کے لئے نہ دیئے تو ایسی حالت میں بی بی زلیخا کو اختیار و مجاز ہے کہ وہ دوسرے سے عقد شادی کر لے بجائے تین ماہ کے نو ماہ گزر رہے ہیں اب تک اس نے نہ اپنے چال چلن کی اصلاح کی اور نہ ایک خرمہرہ خورد و نوش کے واسطے دی زلیخا کی عمر اب ساڑھے سترہ سال کی ہے۔

---

(۱) اذا اضاف الطلاق الى النكاح وقع عقيب النكاح نحو ان يقول لامرأته ان تزوجتك فانت طالق او كل امرأة اتزوجها فهي طالق (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة ان واذا وغيرهما ۱/ ۴۲۰ ط ماجدية كوئٹه)

(۲) وفيها كلها تنحل اى تبطل اليمين ببطلان التعليق اذا وجد الشرط مرة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب التعليق ۳/ ۳۵۲ ط سعيد كراتشى)

(۳) (قوله اى تبطل اليمين) اى تنتهي و تتم واذا تمت حنث فلا يتصور الحنث ثانيا الا بيمين اخرى لانها غير مقتضية للعموم والتكرار لغة نهر (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب التعليق ۳/ ۳۵۲ ط سعيد كراتشى)

(جواب ۳۱۳) ہاں تین مہینے گزرنے پر زلیخا کو طلاق ہو گئی (۱) اور عدت کے بعد وہ دوسرا نکاح کرنے کی مجاز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

ہم پر ہماری عورتیں تین تین طلاق سے طلاق ہوں گی' اگر ہم ہندو کی زمین کاشت کریں گے' تو خلاف ورزی کرنے پر طلاق واقع ہو گی؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) موضع مشو تحصیل ٹانک ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے مسلمان باشندوں نے وعدہ کیا اور قسم کھائی کہ ہم پر ہماری عورتیں تین تین طلاق سے طلاق ہوں گی اگر ہم ہندو کی زمین کاشت کریں گے کیونکہ ۸ / ۵ حصہ غلہ زمیندار خود لیتا ہے اور ۸ / ۳ حصہ ہم کو دیتا ہے اور ہم پر سخت ظلم کرتا ہے اگر ہندو نصف حصہ غلہ ہم کو دے گا اور باقی نصف خود رکھے گا تو ہم کاشت کریں گے ورجو اقرار توڑے گا اور اس سے اقرار نہ توڑنے والا کوئی آدمی احسان کرے گا اس پر بھی عورت تین طلاق سے طلاق ہوں اب وعدہ خلافی کر کے چند آدمی کاشت کرنے لگے ہیں لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہاری عورتیں تم پر طلاق ہو گئی ہیں لیکن ایک مولوی ٹانک کا محمد حسن خطیب جامع مسجد ان سے کہتا ہے کہ مرزائی دین کے اصول سے تم پر عورتیں طلاق نہیں ہیں وہ بھی مسلمانوں کا ایک دین ہے لہذا تم ہندو کی زمین کاشت کرو۔

(جواب ۳۱۴) جن لوگوں نے حلف کے خلاف کیا ہے ان کی بیویوں پر طلاق پڑ گئی ہے (۳) مولوی محمد حسن کا فتویٰ غلط ہے اور مرزائی جماعت ہندوستان کے تمام علماء کے متفقہ فتوے کے بموجب گمراہ اور کافر ہے اور یہ بھی صحیح نہیں کہ مرزائی دین میں ان حالفین کے حلف سے طلاق نہیں پڑتی کیونکہ مرزائیوں کی کتابوں میں یہ بات کہیں نہیں لکھی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کہا اگر تم اس خط کو دیکھتے ہی جواب لے کر فوراً اپنے گھر واپس نہ گئیں تو تم پر طلاق' یعنی میرے نکاح سے خارج ہو جاؤ گی' تو کیا حکم ہے؟

(متعلقہ طلاق مشروط)

(جواب ۳۱۵) اگر زوج نے اپنے خط میں مندرجہ ذیل الفاظ لکھے تھے:-

---

(۱) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ۱ / ۴۲۰ ط ماجدية كوئٹہ)

(۲) قال الله تعالى ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله (البقرة ۲۳۵)

(۳) وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته إن دخلت الدار فأنت طالق (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الرابع في الطلاق بالشرط' الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ۱ / ۴۲۰ ط ماجدية كوئٹہ)

''اگر تم اس خط کو دیکھتے ہی جواب لے کر فوراً اپنے گھر واپس نہ گئیں تو تم پر طلاق یعنی تم میرے نکاح سے خارج ہو جاؤ گی خدا اور اس کے رسول کے درمیان۔''

اور اس کی زوجہ اس خط کو دیکھ کر اپنے والدین سے کوئی جواب لے کر فوراً خاوند کے گھر نہیں گئی تو اس پر ایک طلاق بائن پڑ گئی کیونکہ طلاق کی یہ تشریح ''یعنی تم میرے نکاح سے خارج ہو جاؤ گی'' اس کو بائن بنا دیتی ہے صدق رجعی میں عورت نکاح سے خارج نہیں ہوتی بلکہ نکاح قائم رہتا ہے اور عدت ختم ہونے پر نکاح کے احکام ختم ہوتے ہیں ویؤیدہ قولہ فی الفتح عند الکلام علی قول الشافعی بحرمۃ الوطی انہ عندنا یحل لقیام ملک النکاح من کل وجہ وانما یزول عند انقضاء العدۃ فیکون الحل (ای حل الوطی فی عدۃ الطلاق الرجعی) قائما قبل انقضاء ھا اہ (رد المحتار [1] مصری ص ٥٤٤) بائن میں البتہ عورت فی الجملہ نکاح سے نکل جاتی ہے اس وجہ سے دوبارہ تعلقات زوجیت قائم کرنے کے لئے تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔[2] واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

گیارہواں باب
تفویض

اقرار نامہ کے مطابق عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ہندہ کا شوہر عرصہ چھ سات سال سے مفقود الخبر ہے اور اس نے نکاح کے وقت ہندہ کو اس مضمون کا ایک کابین نامہ لکھ دیا تھا کہ ''اگر میں نامرد ہو جاؤں یا سرکاری حکومت سے سزا یافتہ یا مفقود الخبر ہو جاؤں یا کہ پردیس میں رہ کر تمہارے پاس آنا جانا خیر و خبر نہ لوں وغیرہ وجوہات سے مدت دو سال تک ہمارا انتظار دیکھ کر مجھے طلاق دینے کا جو حق و اختیار ہے وہ تمہیں سپرد کرتا ہوں تم اس سے مختار ہو کر مجھے تین طلاق دے کر دوسرے خاوند سے نکاح کر کے زندگی بسر کر سکتی ہو'' اب سوال یہ ہے کہ یہ عورت بوجہ تنگ دستی کے بہت تکلیف سے زندگی بسر کرتی ہے اور وہ خوب جوان ہے شوہر کی سخت ضرورت ہے قریب ہے کہ زنا میں مبتلا ہو جاوے ایسی حالت میں دیگر ائمہ کے مذہب یا کہ کابین نامہ کی شرط کی رو سے اپنے خاوند پر تین طلاق دے کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۱٦) صورت مسئولہ میں اگر عورت طلاق لینا چاہے تو اس کو طلاق ہو سکتی ہے ولو جعل امرھا بیدھا علی انہ ان غاب عنھا ثلثۃ اشھر ولم تصل نفقتہ الیھا فھی تطلق متی شاء ت

---

(۱) ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ ۳/۳۹۸ ط سعید کراتشی

(۲) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ و بعد انقضائھا (الفتاوی الھندیۃ' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعۃ' فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۱/٤٧٢ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

فبعث الیها درهما قال ان لم یکن هذا قدر نفقتها هذه المدة صارا مرها بیدها الخ (هندیة ص ۴۲۵)(۱)

بیس دن تک تمہیں اکیلے چھوڑ کر غیر حاضر رہوں تو تم کو طلاق کا اختیار ہے‘ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) عورت کو جو خاوند نے اختیار دیا ہے بیس یوم کے بعد دوسرا عقد بعد عدت کے کر سکتی ہے یا نہیں منکہ عبدالغنی ولد خدا بخش قوم راجپوت پیشہ سقہ ساکن ساڈھورہ تحصیل نرائن گڈھ ضلع انبالہ کا ہوں جو کہ منمقر کا نکاح ہمراہ مسماۃ مجیداً دختر مولا بخش ولد خب قوم راجپوت پیشہ سقہ ساکن قصبہ سرہند بروئے اقرار نامہ ۷ / مگھر سمہ ۱۹۸۷ ہو چکا ہے جس میں مفصل شرائط درج ہیں منمقر اپنے معاہدہ سابقہ کے خلاف کیا ہی ساڈھورے کو چلا گیا اور یہاں سے غیر حاضر ایک سال تک رہا مسماۃ مجیداً زوجہ ام میری غیر حاضری میں اپنے والد کے گھر رہی اب منمقر مسماۃ مجیداً کو اپنے ساتھ رخصت کرا کے لے جانا چاہتا ہے اور شرط مقرر کرتا ہے کہ متواتر بیس یوم مسماۃ مجیداً کو اکیلے چھوڑ کر غیر حاضر نہیں ہوگا اگر منمقر بیس یوم غیر حاضر رہے تو مسماۃ مجیداً زوجہ ام کو اختیار ہوگا کہ اپنا نکاح ثانی کسی دوسرے شخص سے کر لیوے مجھ کو عذر نہیں ہوگا اور نیز منمقر جس قدر عرصہ مجیداً کو اپنے گھر رکھوں گا خوش و خرم رکھوں گا اور مجیداً اگر چاہے میرے سے گزارہ قدر دس روپے ماہوار مندرجہ اقرار نامہ لیوے یا نکاح ثانی میری غیر حاضری کی وجہ سے کر لیوے مجھ کو عذر نہیں ہوگا اور نیز ایک سال کی غیر حاضری منمقر کا خرچ نان و نفقہ زوجہ ام کا مولا بخش والد مجیداً نے خود برداشت کیا ہے اس وجہ سے دوسرے اقرار نامہ کی ضرورت پیش آئی اور مسماۃ مجیداً ابھی منمقر کے پاس رہے گی چنانچہ منمقر یہ چند کلمے بصحت نفس و ثبات عقل بلا اکراہ و جبر بغرض اطمینان مولا بخش خسر خود مسماۃ مجیداً زوجہ خود کو لکھ کر بطور اقرار نامہ ثانی دیتا ہے کہ سند ہوں اور وقت ضرورت کام آویں۔ **المستفتی** نمبر ۳۶۶ مولا بخش پٹیالہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۷) اگر مسماۃ مجیداً نے بیس یوم کی غیر حاضری شوہر کے بعد فوراً اسی مجلس میں اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا ہو تو وہ عدت کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے لیکن غیر حاضری کے وقت سے بیس یوم گزرنے پر اگر اس نے ذرا بھی توقف کیا کہ مجلس میں علیحدگی اختیار نہیں کی تو وہ اختیار باطل ہو گیا۔(۲) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

---

(۱) الفتاوی الهندیة کتاب الطلاق الباب الثالث فی تفویض الطلاق الفصل الثانی فی الامر بالید ۱/۳۹۸ ط ماجدیہ‘ کوئٹہ)

(۲) قال لها اختاری او امرك بیدك ینوی تفویض الطلاق او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخبارا وان طال مالم تقم لتبدل مجلسها حقیقة او حکما بان تعمل ما یقطعه لا تطلق بعده ای المجلس (الدر المختار مع هامش رد المحتار‘ کتاب الطلاق‘ باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۵ ط سعید کراتشی)

اگر شوہر نے کسی غیر کو طلاق دینے کا اختیار دیا' تو اس اختیار کے بعد اس کی طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟

(سوال) (۱) کیا زید ہندہ کو اس شرط پر نکاح کر سکتا ہے کہ ہندہ کو طلاق دینے کا اختیار عمرو کے ہاتھ میں رہے یا زید کی کوئی دوسری بیوی (خالدہ) کے ہاتھ میں رہے اب بعد نکاح عمرو یا خالدہ نے ہندہ کو طلاق دے دیا اس سے ہندہ پر طلاق پڑے گی یا نہیں ؟ (۲) یہاں بعض کابین نامہ میں شوہر لکھ دیتے ہیں کہ میں نکاح ثانی نہیں کروں گا اگر ثانی نکاح کروں تو اس کو طلاق دینے کا اختیار تجھے (زوجہ کو) دیتا ہوں یا دے دیا ہوں۔ اب اگر نکاح ثانی کرے اور زوجہ اولی بنابر اختیار مذکور زوجہ ثانیہ کو طلاق بھی دیدے اس سے زوجہ ثانیہ پر طلاق واقع ہو گی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم۔ اے (ضلع میمن سنگھ) ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۸) (۱) ایسی تعلیق درست اور جائز ہوتی ہے اور جس کے ہاتھ میں اختیار دیا گیا ہے وہ طلاق دیدے تو طلاق ہو جائے گی۔(۱) (۲) اس کا جواب بھی وہی ہے جو نمبر ۱ کا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اقرار نامہ کے مطابق عورت طلاق لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص نے مسماۃ قدس کے ساتھ نکاح کیا او روقت نکاح ایک اقرار نامہ منسلکہ درخواست ہذا تحریر کر دیا اور عرصہ سے مسماۃ مذکور کے ساتھ بد سلوکی کرتا رہا اس اثنا میں دونوں میں ناچاقی ہوئی اور مسماۃ مذکورا اپنے باپ کے گھر چلی گئی اب شوہر مذکور نے ایک دوسرا نکاح کیا ہے خلاف مرضی وبغرض تکالیف دہی مسماۃ مذکور کے کر دیا ہے ایسی صورت میں بصورت اقرار نامہ حسب دفعہ ۵ و ۶ مسماۃ مذکور کو طلاق ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۶۹۶ چودھری عیدو چوڑی فروش (الہ آباد) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۹) اقرار نامہ کی شرط نمبر ۶ کی رو سے مسماۃ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی جھگڑے کے وقت اپنے اوپر طلاق ڈال لے (۲) جب وہ دو گواہوں کے سامنے ایسا کرے گی تو اس پر طلاق پڑ جائے

---

(۱) کما ذکر ما یوقعہ بنفسہ بنوعیہ ذکر ما یوقعہ غیرہ باذنہ وانواعہ ثلاثۃ تفویض و توکیل و رسالۃ .....واما فی طلقی ضرتک او قولہ لاجنبی طلق امراتی فیصح رجوعہ منہ ولم یتقید بالمجلس لانہ توکیل محض وفی طلقی نفسک و ضرتک کان تملیکا فی حقہا توکیل فی حق ضرتہا جوہرۃ (الدر المختار مع ہامش ردالمحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳ ۳۱۷ ط سعید کراتشی) وقال فی الہندیۃ' و فی الفتاوی الصغری لو قال لاجنبی امر امراتی بیدک یقتصر علی المجلس ولا یملک الرجوع قال فی المحیط وہو الاصح کذا فی الخلاصۃ المفوض الیہ ان کان یسمع فالامر بیدہ ما دام فی ذلک المجلس وان لم یسمع او کان غائبا فانما یصیر الامر بیدہ اذا علم او بلغہ الخبر و یکون الامر فی یدہ مادام فی مجلس العلم (الفتاوی الہندیۃ' کتاب الطلاق' الباب الثالث فی تفویض الطلاق' الفصل الثالث فی الامر بالید ۱ ۳۹۳ ط ماجدیہ' کوئٹہ)

(۲) قال لہا اختاری او امرک بیدک ینوی تفویض الطلاق او طلقی نفسک فلہا ان تطلق فی مجلس علمہا بہ مشافہۃ او اخبارا (الدر المختار' مع ہامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳۱۵/۳ ط سعید کراتشی)

گی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

اقرار نامہ ۳

نقل مطابق اصل۔ اسٹامپ قیمتی ۸

مایاں کہ ملکو ولد عیدو ساکن محلہ میر گنج وبقر عیدی ولد مدر ساکن محلہ دارا گنج وجمن ولد بدل ساکن محلہ کیٹ گنج شہر الہ آباد اقوام چوڑھد ہیں۔

جو کہ مقر نمبر ۳ مقران نمبر ا و ۲ کا بھتیجا ہے اور مقر نمبر ۳ کی شادی ہونا ضروری ہے چنانچہ مقر نمبر ۳ کی شادی ہمراہ دختر عیدو چودھری کے حسب رائے برادری ہونا قرار پایا ہے مگر دختر کے باپ کا اس بات کا اصرار ہے کہ قبل ہونے شادی کے مجھ کو اس بات کا اطمینان دیدیا جائے کہ بعد ہو جانے شادی کے میری لڑکی مسماۃ نیکی کو کسی قسم کی تکلیف خورد و نوش وغیرہ کی نہ ہونے پاوے گی لہذا ہم مقران بحالت صحت نفس و ثبات عقل بدرستی ہوش و حواس صحیح بلا جبر و اکراہ و ترغیب و تحریص کسی دوسرے کے بخوشی و رضا مندی حسب ذیل اقرار تحریر کر کے اس کے پابند ہوتے ہیں اور یہ کہ بعد ہو جانے شادی مسماۃ نیکی دختر حیدر کے ہمراہ مقر نمبر ۳ کے ہم مقران کا فرض ہوگا کہ اس کے آسائش و خورد و نوش کا انتظام حسب حیثیت کرتے رہیں گے کسی قسم کی تکالیف کی نوبت نہ آوے گی۔

نمبر ۲ یہ کہ بعد ہو جانے شادی کے جس وقت مسمی عیدو پدر دختر یا ان کے رشتہ داران بغرض کرانے رخصتی مسماۃ نیکی آویں گے تو ہم مقران بلا کسی عذر و حیلہ کے رخصت کر دیا کریں گے اس میں کسی قسم کا عذر نہ کریں گے اور نوبت شکایت کی نہ آنے دیں گے۔

نمبر ۳ یہ کہ ہم مقران رخصت کرنے سے انکار کریں یا کوئی عذر یا حیلہ کریں تو اس وقت مسمی عیدو پدر دختر کو اختیار ہوگا کہ اپنی اہل برادری میں جو کہ معزز و دیانت دار اور کسی سے بھی ان سے اس شکایت کی اطلاع کر کے مسماۃ نیکی کو ہم مقرن کے یہاں سے رخصت کرا کے لے آویں یا اگر ہم مقران سے قاصر رہیں تو مسمی عیدو پدر دختر کو اختیار ہے وہ ہوگا کہ بذریعہ چارہ جوئی عدالت مسمی نیکی اپنی لڑکی کو رخصت کرالیویں اس میں ہم مقران کو کسی قسم کا عذر نہیں ہے (۴) یہ کہ اگر ہم مقران مسماۃ نیکی مذکور کو کسی قسم کی تکلیف خورد و نوش یا کپڑے وغیرہ کی دیویں تو مسماۃ نیکی کو اختیار ہے وہ ہوگا کہ اپنے باپ کے یہاں چلی آوے اور ان کے ہمراہ رہے اور مبلغ ۱۵ روپے ماہوار بطور خرچ نان نفقہ کے ہم مقران کی ذات و جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ہر قسم سے بذریعہ عدالت وصول کر لیویں اس میں ہم مقران کو کسی قسم کا عذر نہیں ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔

---

(۱) ذكر في أجناس الناطفي شهد رجلان على رجل وقالا نشهد أن فلانا أمرنا أن نبلغ امرأته أنه جعل أمرها بيدها و بلغناها وقد طلقت نفسها بعد ذلك جازت شهادتهما (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الثاني في الأمر باليد ۱ / ۳۹۸ ط ماجدية، كوئٹہ)

نمبر ۵ یہ کہ اگر خدانخواستہ مقر نمبر ۳ بعد ہو جانے شادی کے کوئی دوسری شادی کرے یا کوئی عورت مدخولہ کرلیویں تو اس حالت میں مسماۃ نیکی دختر عیدو کو اختیار ہے وہو گا کہ مبلغ پانچ سو روپے (صمار) جو کہ دین مہر مقرر ہوا ہے اس میں مناسب ہم مقران کی ذات و جائید د منقولہ و غیر منقولہ ہر قسم سے وصول کرلیویں علاوہ اس کے ہر ایک حالت میں ہر وقت مسماۃ نیکی کو اختیار حاصل رہے گا جب اور جس وقت چاہے دین مہر مقررہ مبلغ پانچ سو روپے کے وصول کرلیویں اس میں ہم مقران خواہ وارثان قائمقامان کو کوئی عذر نہیں ہے اور نہ آئندہ ہو گا اور نان و نفقہ مقران سے وصول کریں۔

نمبر ۶ اگر مابین مقر نمبر ۳ و مسماۃ نیکی کسی قسم کا جھگڑا و فساد پیدا ہووے تو مسماۃ نیکی کو اختیار ہے وہو گا کہ طلاق دے کر علیحدہ ہو جائے لہذا یہ چند کلمے بطریق اقرار نامہ کے لکھ دیئے کہ سند رہے اور وقت پر کام آوے۔ فقط المرقوم ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء

شوہر بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے تو عورت کو طلاق کا حق حاصل ہوتا ہے

(سوال) زید ہندہ کو یک ہزار روپیہ جس میں سے دو سو روپیہ زیورات بابت نقد وصول باقی آٹھ سو روپے میں سے چار سو معجّل یعنی عند الطلب اور ضروری اور چار سو مؤجل یعنی تابقاء نکاح رفتہ رفتہ اداء ضروری اور کابین نامہ بحیثیت کابین نامہ خویش و قربا اقرار کر کے شادی پر راضی ہوا اور عقد بست کے روز بوجہ قلت فرصت سادہ کاغذ میں فقط دو، زید و دیگر شاہدوں کے دستخط بدون تفصیل و تحریر شرائط کابین نامہ ایجاب و قبول ہو گئے اور چند روز بعد بحیثیت مذکورہ کابین نامہ گیارہ شرط اور جزا کے ساتھ لکھوا کر دولہا زید کو سنایا گیا اور وہ بھی بحال صحت سمجھ کر کابین نامہ مطالعہ کر کے رجسٹری کر دیا اور زوج زید دو تین ماہ تک سسرال میں اپنی بی بی ہندہ کے پاس آمد و رفت کیا مگر تاہنوز اپنی بی بی ہندہ کو اپنے مکان میں نہیں لے گیا کابین نامہ میں لکھی ہوئی شرطوں میں سے آخری شرط یہ ہے کہ خدانہ کرے اگر میں مفقود یا مجنون یا محبوس یا بوجہ مرض دیگر معاملہ زوجیت پر قادر نہ ہوں یا دیگر مرض ہالک مثل جذام وغیرہ میں مبتلا ہوں یا وطن میں چھ مہینے اور سفر میں دو برس سے زائد زمانہ آپ کی مواصلت سے باز رہوں یا مہر معجّل عند الطلب ادا نہ کروں یا آپ کے نان و نفقہ سے عاجز ہو جاؤں یا شروط مذکورہ میں سے بعض یا کل کے خلاف کروں تو مہر موجل معجّل ہو جائے گا اور مجھ کو شریعت کی رو سے آپ کو طلاق دینے کا جو حق اور اختیار ہے وہ اس کابین نامہ کے ذریعہ سے نیز زبانی بھی آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ جب چاہیں بلا قید زمان و مکان اپنے نفس پر تین طلاق واقع کر کے میری زوجیت سے الگ ہو کر دوسرا زوج اختیار کر سکتی ہیں میرا کوئی عذر اس میں مسموع نہ ہو گا بعد ازاں زید کابین نامہ کی شرائط میں سے چھ شرطوں کا مخالف ہو، زوجہ ہندہ دو برس سات ماہ تک انتظار کر کے بذریعہ وکیل کورٹ مہر معجّل و خورد و نوش طلبی نوٹس کرائی جواب و مہر و خورد و نوش نہ پانے کے بعد شروط کی مخالفت کے سبب کابین نامہ میں زوج نے زوجہ کو جو قوت و اختیار بذریعہ تحریر واللفظ عطا کیا اسی مسلمہ قوت و اختیار سے زوجہ بحال طبعیت شاہدوں کے سامنے اپنے نفس پر ایک دو تین طلاق واقع کر کے مطلقہ ہو گئی اور طلاق نامہ رجسٹری کر دیا بعد ازاں زوج نے

زوجیت کا مقدمہ کیا اور جج صاحب نے زوج کو ڈگری دی اب دریافت طلب یہ ہے کہ زوجہ مذکورہ کو اپنے نفس پر تین طلاق واقع کرنی صحیح ہے یا نہیں ؟ بر تقدیر اول جج صاحب کی ڈگری کے موافق زید ہندہ کو بلا تحلیل لے سکتا ہے یا نہیں ہندہ کو بھی حسب ڈگری جج صاحب بلا تحلیل زید کی زوجیت میں داخل ہو کر جماع ولوازمات جماع کرنی جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۱۷۶ محمد عبدالرشید صاحب (بنگال) ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۱۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۲۰) اگر فی الحقیقت زوج نے یہ اقرار نامہ لکھا تھا تو زوجہ کا اپنے نفس پر طلاق ڈالنا صحیح تھا (۱) اور غیر مسلم جج کا فیصلہ درست نہیں ہوا (۲) اور زوجہ کو بلا تحلیل زوج کے ساتھ تعلقات زوجیت قائم کرنا جائز نہیں (۳) ہاں اگر واقعات مذکورہ سوال ثابت نہ ہوں تو حکم بدل جائے گا زوجہ کو اپیل کرنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ‘ دہلی

اگر میں بدفعل ہو جاؤں یا تمہاری اجازت کے بغیر نکاح کروں ‘ تو تم کو اختیار ہے ‘ اس کے بعد عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے ؟

(سوال) ایک عورت اپنے خاوند سے ایک تحریری معاہدہ لیتی ہے جس میں وہ لکھواتی ہے کہ اگر تم بدفعل ہو جاؤ یا عقد ثانی کرو تو مجھے بعد از فراہمی ثبوت تمہاری طرف سے دو شرعی صدق ہو جائیں اور اس کے بعد مجھے یہ حق بھی حاصل رہے کہ اگر میں چاہوں تو پھر نکاح کر کے تمہارے ساتھ زندگی بسر کروں اس کا خاوند بھی بطیب خاطر اس چیز کو منظور کر کے تحریری معاہدہ لکھ دیتا ہے اس بارے میں جناب کوئی واضح اور صاف امر شرعی تحریر فرمائیں اور اس چیز کی بھی وضاحت فرمائیں کہ کیا ایسا معاہدہ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو اس کی کیا صورت ہے اس کے علاوہ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ شرعی گواہی کتنے اشخاص پر مبنی ہوتی ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۱ مالکہ زنانہ میڈیکل ہال (لاہور) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۲۱) اقرار نامہ کی عبارت شوہر کے الفاظ میں اس طرح سے ہو کہ ”اگر میں بدفعل ہو جاؤں یا بلا اجازت اپنی اہلیہ فلاں بنت فلاں سے عقد ثانی کر لوں تو میری اہلیہ فلاں بنت فلاں کو میری طرف سے یہ حق

---

(۱) قال لها اختاری او امرك بیدك ینوی تفویض الطلاق لانها کنایة فلا یعملان بلا نیة او طلقی نفسك فلها ان تطلق فی مجلس علمها به مشافهة او اخبارا (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳/۳۱۵ ط سعید کراتشی) وقال ایضا. قال لها طلقی نفسك ولم ینو او نوی واحدة فطلقت وقعت رجعیة وان طلقت ثلاثا و نواه وقعن (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق فصل فی المشیئة ۳/۳۳۱ ط سعید کراتشی)

(۲) واهله اهل الشهادة ای ادائها علی المسلمین (در مختار) وقال فی الرد' قال فی البحر وبه علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاؤه علی المسلم حال کفره (هامش ردالمحتار مع الدر المختار' کتاب القضاء ۵/۳۵۴ ط سعید کراتشی)

(۳) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها والاصل فیه قوله تعالی " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره " والمراد الطلقة الثالثة (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

اور اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے اوپر طلاق بائن جب چاہے ڈال لے۔"

اس کے بعد اگر دونوں شرطوں میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی پر عورت اپنے نفس پر طلاق ڈال لے تو طلاق بائن پڑ جائے گی (۱) اور پھر اگر وہ راضی ہو تو اسی شوہر کے ساتھ تجدید نکاح بھی کر سکے گی کیونکہ طلاق بائن کے بعد زوجین تجدید نکاح کر سکتے ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بارھواں باب

طلاق مغلظہ اور حلالہ

ایک مجلس میں تین طلاق دینے کے بعد دوسرے مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو حالت غضب میں تین طلاقیں ایک وقت میں دیں اور بلا حلالہ کے نکاح جدید کے ساتھ رجوع کیا آیا زید کی رجعت کسی امام نے ائمہ اربعہ میں سے جائز رکھی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۲۲) ایک وقت میں اگر تین طلاقیں دی جائیں تو تینوں واقع ہوں گی یہی مذہب ہے جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ مسلمین کا۔ البتہ فرقہ امامیہ کے نزدیک ایک طلاق شمار کی جاتی ہے لیکن یہ مذہب بالاتفاق مردود ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ کا فیصلہ بمحضر صحابہؓ میں خود اس پر شاہد ہے۔ **فقال عمر ان الناس قد استعجلوا في امر كان لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث.** (۳) پس مذہب اہل سنت والجماعت کے موافق اس شخص کو قبل التحلیل رجوع حرام ہے۔

تین طلاق دینے کے بعد شوہر انکار کرتا ہے، حالانکہ دو گواہ موجود ہیں، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص مسمی اللہ دین نے غصہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دی اور دو تین گواہوں سے یہ بات ثابت ہے کہ اس نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دی ہیں اور وہ شخص اب انکار کرتا ہے کہ تین طلاق نہیں دی ہیں بلکہ دو طلاق دی ہیں اب اس صورت میں شرعاً کتنی طلاق واقع ہوں گی اور اگر کوئی یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کے

---

(۱) قال لها اختاري او امرك بيدك ينوي تفويض الطلاق لانها كناية فلا تعملان بلا نية او طلقي نفسك فلها ان تطلق في مجلس علمها به مشافهة او اخبارا (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق ۳ / ۳۱۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱ / ۴۷۲ ط ماجدية كوئته)

(۳) هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳ / ۲۳۳ ط سعيد كراتشي

زمانے میں تین طلاقیں دیتے تھے تو ایک طلاق ہوتی تھی لہذا یہاں بھی ایک ہی طلاق ہوگی معتبر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۲۳) ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبلؒ اور جماہیر اہل سنت والجماعت اس امر کے قائل ہیں کہ تین طلاق دینے سے تینوں پڑ جاتی ہیں خواہ ایک لفظ سے دی جائیں یا ایک جلسہ میں یا ایک طہر میں۔(۱) پس صورت مسئولہ میں چونکہ گواہوں سے (بشرطیکہ گواہ عادل بھی ہوں) یہ بات ثابت ہے کہ زوج نے تین طلاقیں دی ہیں اس لئے اس کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ ہوگئی اور اب بدون حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی (۲) آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بہ نیت انشائے طلاق تین طلاقیں دینے پر ایک کا حکم نہیں دیا جاتا تھا بلکہ نیت تاکید کا اعتبار کر لیا جاتا تھا اور یہ اعتبار حضرت ﷺ کے حکم اور صحابہؓ کے اتفاق سے ساقط ہو گیا۔(۳) واللہ اعلم۔

شوہر نے بخوشی طلاق نامہ لکھوا کر دستخط بھی کیا، مگر گواہ موجود نہیں، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے عمرو سے کہا کہ میں اپنی منکوحہ مسماۃ خدیجہ کو طلاق دینا چاہتا ہوں تم مجھے طلاق نامہ لکھ دو عمرو نے جواب دیا کہ طلاق کے معاملے میں اس قدر عجلت مناسب نہیں سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے زید نے کہا کہ نہیں مجھے طلاق ہی دینا منظور ہے لہذا تم جلد لکھو میں اس پر دستخط کر دیتا ہوں عمرو نے ہرچند ٹالا لیکن زید اصرار کرتا رہا جب عمرو نے دیکھا کہ زید باوجود فہمائش کے بھی اپنے ارادے سے باز نہیں آتا تو عمرو نے مجبور ہو کر طلاق نامہ لکھ دیا جس میں زید کی طرف سے مسماۃ خدیجہ اہلیہ زید کو تین طلاق انت طالق انت طالق

---

(۱) والبدعي ثلاث متفرقة او ثنتان بمرة او مرتين في طهر واحد لا رجعة فيه (در مختار) وقال في الرد (قوله ثلاث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالأولى ... وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) انظر البقرة ۲۳۰ قال الله تعالى "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والصحيح للبخاري كتاب الطلاق باب من اجاز طلاق الثلاث ۲/ ۷۹۱ ط قديمي كراتشي عن عائشةؓ ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي ﷺ اتحل للاول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الاول والهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه والفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب السادس في الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۳ ط ماجديه كوئٹه)

(۳) وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته انت طالق ثلاثا فقال الشافعي ومالك وابو حنيفة واحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث ... واما حديث ابن عباسؓ فاختلف العلماء في جوابه وتأويله فالاصح ان معناه انه كان في اول الامر اذا قال لها انت طالق انت طالق انت طالق ولم ينو تاكيدا ولا استينافا يحكم بوقوع طلقة لقلة ارادتهم الاستيناف بذلك فحمل على الغالب الذي هو ارادة التاكيد فلما كان في زمن عمرؓ وكثر استعمال الناس بهذه الصيغة وغلب منهم ارادة الاستيناف بها حملت عند الاطلاق على الثلاث عملا بالغالب السابق الى الفهم منها في ذلك العصر وقيل المراد ان المعتاد في الزمن الاول كان طلقة واحدة وصار الناس في زمن عمر يوقعون الثلاث دفعة فنفذه عمر فعلى هذا يكون اخبارا عن اختلاف عادة الناس لا عن تغير حكم في مسئلة واحدة (شرح الصحيح لمسلم للعلامة النووي كتاب الطلاق باب طلاق الثلاث ۱/ ۴۷۸ ط قديمي كراتشي)

ابت طلاق صریح الفاظ میں لکھی اور یہ طلاق نامہ دو دفعہ زید کو پڑھ کر سنایا اس کے بعد زید نے اس طلاق نامہ پر دستخط کئے پھر یہ طلاق نامہ اور بعوض مہر مبلغ پندرہ سو روپے کا چیک ایک شخص کے ہاتھ متعلقین مطلقہ کے پاس بھیج دیا اور زید ایک دوسرے مقام پر جہاں اس کا مستقل قیام ہے چلا گیا جب طلاق نامہ مطلقہ کے متعلقین کے پاس پہنچا اور دیکھا تو اس پر گواہوں کے دستخط نہ تھے اس لئے اس طلاق نامہ کو اپنے خیال میں غیر معتبر سمجھ کر واپس دے دیا اور کہا کہ اس پر گواہوں کے دستخط نہیں ہیں اور مہر کے ساتھ زمانہ عدت کے مصارف بھی نہیں ہیں اس واسطے تم زید کو واپس کر دو اس مبلغ نے وہ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک واپس روانہ کر دیا اور نہ لینے کی وجہ بھی لکھ دی اس کے واپس پہنچنے کے بعد زید نے ایک طلاق نامہ دوسرا لکھوایا اور اس پر اپنے دستخط کے ساتھ گواہوں کے دستخط بھی کرائے اور ایک خط لکھا جس میں مہر اور زمانہ عدت کے مصارف کا ذکر ہے یہ ہر دو پرچے ایک رجسٹری خط میں مطلقہ کے بھائی کے نام بذریعہ ڈاک روانہ کئے اور اسی وقت تین خط اپنے دوستوں کو لکھے اور اطلاع کی کہ میں اپنی اہلیہ خدیجہ کو طلاق دے چکا ہوں اور مہر اور دیگر مصارف بھی دے چکا ہوں اس رجسٹری کے روانہ ہو جانے کے بعد زید کو اپنی اس عاجلانہ کارروائی پر ندامت ہوئی اور اس نے فوراً مرسل الیہ کو تار دیا کہ میں نے تمہارے نام ایک رجسٹری غلطی سے روانہ کی ہے اسے تم وصول نہ کرو اور واپس کر دو مرسل الیہ کو اگلے واقعہ کی خبر تھی ہی اس لئے اس نے رجسٹری وصول کر لی دیکھا تو اس میں ایک طلاق نامہ اور ایک خط جس میں مہر وغیرہ مصارف کے حوالہ کا ذکر تھا نکلے دوسرے روز زید یہاں آیا اور اس کے کہنے اور دینے سے ایک دوسری جگہ سے پندرہ سو اسی روپے بابت مہر و مصارف عدت متعلقین مطلقہ نے وصول کئے اب زید لوگوں سے کہتا ہے اور متعلقین مطلقہ کو کہلاتا ہے کہ میں نے یہ طلاق نامے ہوش کی حالت میں نہیں لکھوائے اور مجھے طلاق دینی منظور نہیں اب میں اس طلاق سے رجوع کرنا چاہتا ہوں مطلقہ کے متعلقین نے جواب دیا کہ علماء سے دریافت کرنے کے بعد معلوم ہو کہ تین طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا صحیح ہے تو ہم مطلقہ کو تمہارے ہاں رخصت کر دیں گے ورنہ نہیں۔ زوجین ہر دو حنفی المذہب ہیں چنانچہ علمائے احناف سے دریافت کیا گیا تو سب نے یہی جواب دیا کہ یہ طلاق مغلظہ ہے اس میں رجوع صحیح نہیں زید نے اس واقعہ میں علمائے اہل حدیث کی طرف رجوع کیا تو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے یہ جواب دیا کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی رجعی شمار ہوں گی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی تھی اس لئے مسلم کی روایت کے مطابق اس شخص کو رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اس میں خلاف حنفیہ کا ہے انتہی اب سوال یہ ہے کہ (۱) تین طلاق لفظاً یا کتابۃً میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور دو طلاق تاکید سمجھی جائیں گی یا نہیں ؟ اور ایک کی نیت کرنی ہر دو حالت میں جائز اور صحیح ہے یا نہیں (۳) اگر ایک کی نیت صحیح ہے تو دار قطنی کی روایت کے موافق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا حضور اکرم ﷺ سے یہ سوال کرنا کہ ارایت لو

طلقتها ثلاثا ایحل لی ان اراجعها تو جواب میں آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ لا کانت تبین منک و کانت معصیة کا کیا مطلب ہوگا؟ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کی نیت صحیح نہیں ورنہ رجوع صحیح ہوتا لیکن آپ نے انکار فرمادیا (۳) اگر ایک کی نیت صحیح نہیں تو حدیث کانہ طلقها ثلاثا فی مجلس واحد میں آپ کا یہ فرمانا انما تلک طلقة واحدة کا صحیح محمل کیا ہوگا؟ (۴) حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے جو مسلم میں مروی ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ و حضرت ابوبکر صدیقؓ اور شروع زمانہ خلافت عمرؓ میں تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی تھیں وہ اب نہیں ہو سکتی اس کی کیا وجہ ہے؟ (۵) طلاق نامہ کی یہ عبارت وصارت لا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره' ایک کی نیت کرنے کی نفی اور مغلظہ بالثلث کی تصریح کرتی ہے یا نہیں؟ اگر تصریح کرتی ہے تو ایقاع ثلث کی نیت ہوتے ہوئے بھی ایک کی نیت کرنی صحیح ہے یا نہیں اور اگر ایک کی نیت صحیح نہیں تو طلاق نامہ کی اس عبارت کی رو سے اہل حدیث کے نزدیک بھی تین طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک؟ (۶) حنفی المذہب کو ایسے وقت میں اہل حدیث کے مسلک کے موافق مطابق حدیث مسلم رجوع کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ ثانی طلاق نامہ اور خط بابت مہر و مصارف عدت ذیل میں مندرج ہے۔

نقل طلاق نامہ :- اقر واعترف واشهد علی نفسه اسمعیل بن احمد تیمول المقیم فی باسین (برما) وهو فی حال السلامة المعتبرة شرعا انه طلق زوجته المدخول بها خدیجة بنت غلام محمد کنترا المقیمة فی رنگون ثلاثا امام الشهود المرقومة اسماءهم ادناه وقد سلمها المهر و قدره الف و خمس مائة روبیه و نفقة العدة و قدرها ثمانون روبیه فصارت خدیجة المذکورة لا تستحق طرف اسمعیل المذکور شیئا و صارت لا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره وقد حررت هذه الوثیقة للعمل بمقتضاها عند اللزوم تحریر ۱۹ جمادی الاخری ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء

المطلق۔ اسمعیل احمد جی تیمول شهد علی ذلک نور احمد یونس امام بنگالی مسجد' شهد علی ذلک عبدالکریم ابن شبراتی مقیم بسین برما بقلم نور احمد یونس امام بنگالی مسجد بسین برما

نقل خط۔ نیک نام میاں محمد یوسف غلام محمد کھنترا صاحب۔ مقام رنگون۔ بعد تحریر عرض آنکہ مبلغ پندرہ سو روپے مہر کے اور اسی روپے مصارف عدت کے یہ دونوں ملا کر پندرہ سو اسی روپے میاں اسمعیل و سید صاحب کو بھیج کر میاں عبدالعزیز اینڈ سنز کے پاس سے منگالیں اگر آپ میاں اسمعیل و سید صاحب کی معرفت نہیں منگوائیں گے تو کسی دوسرے شخص کو وہ نہیں دیں گے۔ راقم اسمعیل احمد جی تیمول۔ بسین بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء۔ امید ہے کہ احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے جواب کا وہ پہلو اختیار کیا جائے جو احناف و اہل حدیث ہر دو کے لئے موجب طمانیت ہو۔

(جواب ۳۲۴) صورت مسئولہ میں اسمعیل احمد جی تیمول کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی اور اس کی بیوی

خدیجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اس کے اوپر حرام ہو گئی اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی(۱) اور طلاق اس وقت سے واقع ہوئی جس وقت پہلا طلاق نامہ لکھا گیا اور زوج نے اس پر دستخط کئے (۲) کیونکہ نفس وقوع طلاق کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہاں ثبوت کے لئے گواہوں کی ضرورت ہے مگر زوج طلاق نامہ لکھنے اور سمجھنے کا مقر ہو تو پھر شہادت کی ضرورت نہیں (۳) اور ایک مجلس کی تین طلاقیں یا ایک لفظ سے تین طلاقیں تمام صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و جمہور علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک واقع ہو جاتی ہیں اور تین ہی سمجھی جاتی ہیں ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے اور اسی پر سلفاً و خلفاً تمام مسلمانوں کا عمل ہے اور یہی قرآن مجید و حدیث نبویہ و فتاوی اکابر صحابہؓ سے ثابت ہے پس جو اس کا خلاف کرے وہ اہل سنت والجماعت کا مخالف ہے اور اگروہ مبتدعین میں داخل ہے اب بقدر ضرورت دلائل بیان کئے دیتا ہوں۔ قال الله تعالیٰ الطلاق مرتان الی قوله فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره (۴) اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت جائز ہے دو طلاقیں ہیں اور جب خاوند تیسری طلاق دے دے تو پھر عورت اس کے لئے بغیر حلالہ حلال نہیں (انتہی) آیت اپنے عموم سے ان تمام صورتوں کو شامل ہے کہ تیسری طلاق ایک ہی مجلس میں ہو یا دوسری مجلس میں۔ ایک طہر میں ہو یا اطہار متعددہ میں یا حالت حیض میں۔ طلاق اول و ثانی و ثالث کے درمیان رجعت متخلل ہوئی ہو یا نہیں آیت کے عموم سے ان تمام صورتوں کا حکم یہی ثابت ہوتا ہے کہ تینوں طلاق واقع ہو کر حرمت مغلظہ پیدا کردیں گی اور زوجہ بغیر حلالہ زوج کے لئے حلال نہ ہوگی اگرچہ بعض صورتوں میں زوج گناہ گار بھی ہو گا مثلاً حالت حیض میں مطلقاً طلاق دینے یا طہر واحد میں تینوں طلاق دینے کی صورت میں لیکن وقوع طلاقیں میں کچھ شبہ نہیں وعن عبادة بن الصامتؓ ان اباه طلق امرأة الف تطليقة فانطلق عبادة الی رسول الله ﷺ فسأله فقال بانت بثلاث فی معصية الله رواه عبدالرزاق (کذا فی فتح القدیر) (۵) یعنی عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد صامت نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیدیں تو عبادہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا حکم دریافت کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورت تین طلاقوں کے ساتھ بائنہ ہو گئی اور خدا کی نافرمانی بھی ہوئی مطلب یہ کہ

---

(۱) وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها والأصل فيه قوله تعالى فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره " (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

(۲) ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/ ۲۴۶، ۲۴۷ ط سعيد كراتشي)

(۳) وإن لم يقر أنه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الأمر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر أنه كتابه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/ ۲۴۷ ط سعيد كراتشي)

(۴) البقرة: ۲۲۹، ۲۳۰

(۵) فتح القدير، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة ۳/ ۳۳۰ ط مكتبة رشيدية كوئٹه

ہزار میں سے تین طلاقیں پڑ گئیں اور باقی ۹۹۷ لغو ہو گئیں اور چونکہ تینوں طلاقیں ایک دفعہ دی گئیں اس لئے زوج گناہ گار بھی ہوا اس حدیث سے دو باتیں صراحتہً ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ تین طلاقیں ایک دفعہ دینے سے تینوں پڑ جاتی ہیں اور یہ کہ خود آنحضرت ﷺ نے تینوں طلاقیں پڑ جانے کا حکم دیا ہے دوم یہ کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایک دفعہ سے تین طلاقیں دینا اگرچہ گناہ ہے لیکن اس کا منہی عنہ اور معصیت ہونا عدم وقوع کو مستلزم نہیں طلاق مغلظہ تو پڑ کر ہی رہے گی زوج گناہ گار ہو گا یہ بات علیحدہ ہے اور اس بات کی نظیر شریعت مقدسہ میں دوسری بھی موجود ہے وہ یہ کہ حالت حیض میں طلاق دینا بھی منع ہے لیکن اگر کوئی مرد اپنی حائضہ بیوی کو طلاق دیدے تو طلاق پڑ جائے گی۔ عن نافع عن عبدالله انه طلق امراته وهی حائض تطلیقة واحدة فامره رسول الله ﷺ ان یراجعها (متفق علیه) (۱) وعن سالم ابن عبدالله قال قال ابن عمر فراجعتها وحسبت لها التطلیقة التی طلقتها (رواه مسلم) (۲) وعن سعید بن جبیر ابن عمر قال حسبت علی بتطلیقة (رواه البخاری) (۳) یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی (یعنی ایک طلاق) تو آنحضرت ﷺ نے ان کو رجعت کر لینے کا حکم فرمایا اور انہوں نے رجعت کر لی پھر وہ خود فرماتے ہیں کہ میرے اوپر یہ ایک طلاق شمار کر لی گئی اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ حالت حیض میں طلاق دینا اگرچہ گناہ ہے لیکن طلاق پھر بھی پڑ جاتی ہے ورنہ اس کا ایک طلاق شمار کیا جانا بے معنی ہو گا۔ وعن سهل بن سعد الساعدی ان عویمر العجلانی قال یا رسول الله ﷺ ارأیت رجلا وجد مع امراته رجلا ایقتله فتقتلونه ام کیف یفعل فقال رسول الله ﷺ قد انزل الله فیك وفی صاحبتك فاذهب فات بها قال سهل فتلاعنا فی المسجد وانا مع الناس عند رسول الله ﷺ فلما فرغا قال عویمر كذبت علیها یا رسول الله ﷺ ان امسكتها وطلقها ثلاثا (رواه الشیخان) (۴) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عویمر نے اپنی بیوی کو لعان کے بعد تین طلاقیں دیں اور آنحضرت ﷺ نے سکوت فرمایا یعنی ان کو یہ نہ فرمایا کہ تین طلاقیں دینے سے کیا فائدہ جب کہ تین سے بھی ایک ہی ہوتی ہے تو ایک ہی دینی چاہئے تھی وعن نافع قال کان ابن عمر اذا سئل عمن طلق ثلاثا قال لو طلقت مرة او مرتین فان النبی ﷺ امرنی بهذا فان طلقتها ثلاثا فقد حرمت علیك حتی تنكح زوجا غیرك وعصیت الله تعالیٰ فیما امرك من طلاق امراتك (رواه المسلم) (۵) یعنی نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے جب ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جاتا تھا جو اپنی

---

(۱) واللفظ لمسلم کتاب الطلاق باب تحریم طلاق الحائض ٤٧٦/١ ط مکتبہ قدیمی کراتشی

(۲) رواه مسلم فی الصحیح کتاب الطلاق باب تحریم طلاق الحائض ٤٧٦/١ ط مکتبہ قدیمی کراتشی

(۳) رواه البخاری فی الجامع الصحیح کتاب الطلاق باب اذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق ٧٩٠/١ ط مکتبہ قدیمی کراتشی)

(٤) رواه البخاری فی الجامع الصحیح کتاب الطلاق باب من اجاز الطلاق الثلاث ٧٩١/٢ و باب اللعان و من طلق بعد اللعان ٧٩٩/٢ ط مکتبہ قدیمی کراتشی، و رواه مسلم فی الصحیح کتاب اللعان ٤٨٨/١ ط مکتبہ قدیمی کراتشی)

(٥) رواه مسلم فی الصحیح کتاب الطلاق باب تحریم طلاق الحائض ٤٧٦/١ ط مکتبہ قدیمی کراتشی

بیوی کو تین طلاق دیدے تو وہ فرماتے تھے کہ اگر ایک یا دو طلاق دے تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی بات کا حکم فرمایا تھا لیکن اگر تو بیوی کو تین طلاق دیدے گا تو وہ تجھ پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور تو خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہوگا اس حکم میں جو دربارہ طلاق زوجہ تجھ کو دیا ہے اس حدیث سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں ایک دفعہ یا ایک طہر میں دینے سے پڑ جاتی ہیں کیونکہ گناہ گار ہونا نہیں جیسی صورتوں میں ہوتا ہے۔ عن ابی سلمة ان حفص بن المغیرة طلق امراته فاطمة بنت قیس علی عهد رسول الله ﷺ ثلث تطلیقات فی کلمة واحدة فابانها منه النبی ﷺ الحدیث (رواه الدارقطنی) (١) یعنی ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حفص بن مغیرہ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو تین طلاقیں ایک کلمہ میں دیدیں تو نبی اکرم ﷺ نے فاطمہ کو ان سے جدا کر دیا اس حدیث سے بھی صاف ثابت ہے کہ ایک دفعہ کی دی ہوئی تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں اور عورت بائنہ مغلظہ ہو جاتی ہے۔ و عن عمرو بن مرة قال سمعت هامان یسئل سعید بن جبیر عن رجل طلق امراته ثلثا فقال سعید سئل ابن عباسؓ عن رجل طلق امراته مائة فقال ثلث یحرم علیك امراتك و سائر هن وزر اتخذت آیات الله هزوا (رواه الدار قطنی) (٢) یعنی عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے ہامان کو سعید بن جبیر سے یہ پوچھتے سنا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے تو کیا حکم ہے سعید نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں تو انہوں نے فرمایا تھا کہ تین طلاقیں تیری بیوی کو تجھ پر حرام کر دیتی ہیں اور باقی ستانوے گناہ رہیں تو نے آیات اللہ کو ٹھٹھہ بنالیا ہے وعن مجاهد عن ابن عباس انه سئل عن رجل طلق امراته مائة قال عصیت ربك وفارقت امراتك لم تتق الله فیجعل لك مخرجا (رواه الدارقطنی) (٣) مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدی ہیں انہوں نے فرمایا کہ تو نے اپنے خدا کی نافرمانی کی اور اپنی بیوی سے جدا ہو گیا تو نے خدا کا خوف نہیں کیا کہ وہ تیرے لئے کوئی سبیل نکالتا۔ وعن مجاهد قال جاء رجل من قریش الی ابن عباسؓ فقال یا ابا عباس انی طلقت امراتی ثلثا وانا غضبان فقال ان ابن عباس لا یستطیع ان یحل لك ما حرم علیك عصیت ربك و حرمت علیك امراتك الحدیث (رواه الدار قطنی) (٤) مجاہد کہتے ہیں کہ قریش میں سے ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ تین طلاقیں دیدی ہیں انہوں نے فرمایا کہ ابن عباسؓ کی یہ طاقت نہیں کہ وہ تیرے لئے حلال کر دے وہ چیز جو حرام کی گئی تو نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہو گئی۔

---

(١) رواه الدار قطنی فی سننه کتاب الطلاق والخلع والایلاء ٤ ١٢ ط دار نشر الکتب الاسلامیة لاهور باکستان

(٢) المصدر السابق ٤ ١٢

(٣) المصدر السابق ٤ ١٣

(٤) المصدر السابق ٤ ١٣

وعن عمر انه رفع اليه رجل طلق امراته الفاً فقال له عمر اطلقت امراتك قال لا انما كنت العب فعلاه عمر بالدرة فقال انما يكفيك من ذلك ثلث' اخرجه عبدالرزاق كذافي التعليق المغني (۱) یعنی حضرت عمرؓ کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیدی تھیں حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اس نے کہا نہیں میں تو مذاق کرتا تھا حضرت عمرؓ نے اس کے درے مارے اور فرمایا کہ تجھے تین طلاقیں دینا کافی تھا۔

یہ تمام حدیثیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک کلمہ سے یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں پڑ جاتی ہیں اور یہ کہ جناب رسالتمآب ﷺ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس یہی فتوے دیتے تھے جیسا کہ روایات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔

قال صاحب المنتقى بعد ما اورد روايات ابن عباسؓ وهذا كله يدل على اجماعهم على صحة وقوع الثلث بالكلمة الواحدة كذافي التعليق المغني (۲) صاحب منتقی نے حضرت ابن عباسؓ کی روایتیں بیان کر کے فرمایا کہ یہ سب اس امر پر دال ہیں کہ صحابہؓ و تابعینؒ کا اس امر پر اجماع تھا کہ ایک کلمہ سے تینوں طلاقوں کا واقع ہونا صحیح ہے۔ وقال الامام النووي في شرح صحيح مسلم (۳) وقد اختلف العلماء فيمن قال لامراته انت طالق ثلثا فقال الشافعي و مالك و ابو حنيفة واحمد و جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث الخ . یعنی امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ علماء نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو انت طالق ثلثا کہہ دے یعنی ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں دیدے اختلاف کیا ہے پس امام شافعیؒ امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ اور جماہیر علماء سلف و خلف اس بات کے قائل ہیں کہ تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی وقال الشيخ ابن الهمام في فتح القدير (۴) ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع الثلاث - یعنی تمام جمہور صحابہؓ و تابعینؒ اور ان کے بعد ائمہ مسلمین اس بات کے قائل ہیں کہ تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں۔ وقال الزرقاني في شرح الموطا (۵) والجمهور على وقوع طلاق الثلاث بل حكى ابن عبدالبر الاجماع قائلا ان خلافه شاذ لا يلتفت اليه. یعنی علامہ زرقانیؒ نے مؤطا امام مالکؒ کی شرح میں فرمایا کہ جمہور اسی پر ہیں کہ تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں بلکہ علامہ ابن عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کر کے کہا کہ اس کا خلاف شاذ ہے اس کی طرف التفات نہ کرنا چاہئے۔

---

(۱) التعليق المغني على سنن الدار قطني كتاب الطلاق والخلع و الايلاء وغيره ٤/ ١٣ ط دار نشر الكتب الاسلامية لاهور پاكستان اخرجه عبدالرزاق في مصنفه كتاب الطلاق باب المطلق ثلاثا ٦/ ٣٩٣ ط المكتب الاسلامي بيروت لبنان

(۲) المصدر السابق ١ ١٣

(۳) شرح الصحيح للامام مسلم للعلامة النووي كتاب الطلاق باب طلاق الثلاث ١/ ٤٧٨ ط مكتبه قديمي كراتشي

(٤) فتح القدير كتاب الطلاق باب طلاق السنة ٣/ ٤٦٩ ط مكتبه مصطفى البابي الحلبي بمصر

(٥) شرح الزرقاني على موطا الامام مالك كتاب الطلاق باب ما جاء في البتة ٣/ ١٦٧ ط دار الفكر بيروت

وقال العلامة العینی فی شرح الهدایه(۱) اذا طلق الرجل امراته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن علیها عند عامة العلماء وهو مذهب عمر و علی و ابن عباس و ابی هریرة و عبدالله بن عمر و بن العاص و عبدالله بن مسعود وانس بن مالک ؓ و به قال سعید بن المسیب و محمد بن سیرین و عکرمة و ابراهیم و عامر الشعبی و سعید بن جبیر والحکم و ابن ابی لیلی والاوزاعی و سفیان الثوری و ابن المنذر و ذکر ابن ابی شیبة انه قول عائشة وام سلمة و خالد بن محمد و مکحول و حمید بن عبدالرحمن الخ۔ یعنی علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں فرمایا ہے کہ جب کہ آدمی اپنی بیوی کو ایک دفعہ سے تین طلاق قبل الدخول دیدے تو تینوں پڑ جائیں گی نزدیک علمائے عامہ کے اور یہی مذہب ہے حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن عباس اور ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود اور انس بن مالکؓ کا اور اسی کے قائل ہیں سعید بن مسیب اور محمد بن سیرین اور عکرمہ اور ابراہیم اور عامر شعبی اور سعید بن جبیر اور حکم اور ابن ابی لیلی اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن منذر رحمہم اللہ اور حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ نے ذکر کیا کہ یہی قول ہے حضرت عائشہؓ و ام سلمہ اور خالد بن محمد اور مکحول اور حمید بن عبدالرحمن کا۔ وقال العلامة العینی فی شرح صحیح البخاری(۲) وذهب جماهیر العلماء من التابعین ومن بعدهم منهم النخعی والثوری و ابو حنیفة و مالک و الشافعی و احمد واخرون کثیرون الی من طلق امراته ثلثا وقعن علیها لکنه یاثم وقالوا من خالف فیه فهو شاذ مخالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدعة ومن لا یلتفت الیه لشذوذه عن الجماعة یعنی علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ جماہیر علمائے تابعین اس امر کی طرف گئے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو تینوں پڑ جائیں گی لیکن وہ گناہ گار ہوگا۔ اسی کے قائل ہیں ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمدؒ اور بہت لوگ۔ اور کہا انہوں نے کہ جو اس کا خلاف کرے وہ شاذ ہے اور اہل سنت کا مخالف ہے اور نا قابل التفات کیونکہ جماعت اہل علم سے جدا ہے۔ وقال الحافظ ابن حجر بعد البحث الطویل والراجح ایقاع الثلاث للاجماع الذی انعقد فی عهد عمر علی ذلک ولا یحفظ ان احدا فی عهده خالفه فی ذلک وقد دل اجماعهم علی وجود ناسخ وان کان خفی عن بعضهم قبل ذلک حتی ظهر لجمیعهم فی عهد عمر فالمخالف بعد هذا الاجماع منابذ له والجمهور علی عدم اعتبار من احدث الاختلاف بعد الاتفاق والله اعلم (تعلیق المغنی)(۳) یعنی حافظ ابن حجر نے فتح

---

(۱) البنایة شرح الهدایة، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق قبل الدخول ۵/۹۵،۹۶ ط رشیدیه، کوئٹه

(۲) عمدة القاری شرح الصحیح للبخاری، کتاب الطلاق، باب من اجاز طلاق الثلاث ۲۰/۲۳۳ ط ادارة الطباعة المنیریة، محمد امین دمج بیروت

(۳) تعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی، کتاب الطلاق والخلع والایلاء وغیره ۴/۶۰ ط دار نشر الکتب الاسلامیه لاهور پاکستان و فتح الباری شرح الصحیح للبخاری، کتاب الطلاق، باب من جوز طلاق الثلاث ۹/۳۱۹ ط الکبری المیریة بولاق مصر –

الباری میں بحث طویل کے بعد فرمایا اور راجح یہ ہے کہ تینوں طلاقیں واقع کر دی جائیں کیونکہ اس پر حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اجماع منعقد ہو گیا ہے اور یہ بات محفوظ نہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کسی نے ان کا اس مسئلہ میں خلاف کیا ہو اور ان کا اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ناسخ موجود ہے اگرچہ وہ ناسخ اس سے پہلے بعض لوگوں سے پوشیدہ رہا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سب پر ظاہر ہو گیا پس اس اجماع کے بعد جو اس میں خلاف کرے وہ اجماع کا مخالف ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اجماع واتفاق کے بعد جو اختلاف کرے وہ غیر معتبر ہے۔

پس ان تمام عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ ایک کلمہ یا ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور یہی حکم قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہو گیا اور ائمہ اربعہ بھی اسی کے قائل ہیں اور سلف و خلف علمائے امت کا یہی مذہب ہے اور اس کا مخالف اہل سنت والجماعت سے جدا ہے اور اس کا قول غیر معتبر ہے۔

اب آپ کے سوالوں کا جواب نمبروار تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) سوال اول کا جواب یہ ہے کہ صریح تین طلاقیں لفظاً ہوں یا کتابۃً (بشروط معتبرہ فی الکتابت) ایک لفظ سے اور ایک مجلس میں ہوں یا متعدد الفاظ سے مختلف مجالس میں ہوں تینوں پڑ جاتی ہیں اور عورت مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے اور قضاءً ایک کی نیت کا ہرگز اعتبار نہ ہوگا ہاں اگر ایک کلمہ میں تین طلاقیں نہ دی ہوں بلکہ لفظ طلاق کو تین مرتبہ مکرر کیا ہو اور اخیرین میں تاکید کی نیت کی ہو تو دیانۃً یہ نیت معتبر ہو گی اور قضاءً تینوں پڑ جائیں گی کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (درمختار) ای وقع الکل قضاء وکذا اذا اطلق اشباہ ای بان لم ینو استینافا ولا تاکیدا لان الاصل عدم التاکید (رد المحتار)(۱)

(۲) سوال دوم کا جواب خود صاف ہو گیا کہ صورت مسئولہ میں ایک کی نیت نہ دیانۃً صحیح ہے نہ قضاءً کیونکہ طلاق مغلظہ کلمہ واحدہ سے دی گئی ہے اور ایسی طلاق کا پڑ جانا اور منکوحہ کا مطلقہ مغلظہ ہو جانا قرآن مجید و حدیث شریف واجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہو چکا ہے۔

(۳) سوال سوم کا جواب یہ ہے کہ طلاق ثلث میں ایک کی نیت ہونے کی صورت یہ ہے کہ لفظ طلاق کو مکرر کیا جائے اور اخیر کے دو لفظوں سے پہلی مرتبہ کے تلفظ کی تاکید مقصود ہو یعنی استیناف وانشا کا ارادہ نہ کیا جائے لیکن صورت سوال میں یہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو ایک لفظ سے طلاق ثلثہ مغلظہ دی گئی ہے اور خود زوج مطلق نے اپنی نیت کی تشریح ان الفاظ سے کر دی ہے کہ وصارت لا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ — پھر ایسی صورت میں ایک کی نیت ہونے کے کوئی معنی نہیں رہی حدیث رکانہ اور حدیث ابن عباس جو مسلم میں مروی ہے تو اس کے متعلق واضح یہ گزارش ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یہ بات

---

(۱) ہامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق، باب طلاق غیر المدخول بہا ۳/ ۲۹۳ ط سعید کراچی

تھی کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق اس طرح دیتا تھا کہ انت طالق انت طالق انت طالق اور پہلے لفظ سے تو انشائے طلاق مقصود ہوتا اور پچھلے دو لفظوں سے تاکید مقصود ہوتی اور وہ یہ کہتا کہ میری نیت میں تو ایک ہی طلاق تھی تو آنحضرت ﷺ اس کے قول کا اعتبار فرمالیتے اور ایک طلاق کا حکم دیتے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے صامتؓ کے قصہ میں جنہوں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی تھیں بانت بثلاث في معصية الله فرماکر ہزار میں سے تین طلاقیں پڑنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ہم شروع میں مسند عبدالرزاق سے بحوالہ فتح القدیر نقل کر چکے ہیں۔ وقال الامام النووی، اما حدیث ابن عباسؓ فاختلف العلماء في جوابه وتأويله والاصح ان معناه انه كان في اول الامر اذا قال انت طالق انت طالق انت طالق ولم ينو التاكيد ولا الاستيناف يحكم بوقوع طلقة واحدة لقلة ارادتهم الاستيناف بذلك فحمل على الغالب الذي هو ارادة التاكيد فلما كان زمن عمر وكثر استعمال الناس بهذه الصيغة وغلب منهم ارادة الاستيناف بها حملت عندالاطلاق على الثلث عملا بالغالب السابق الى الفهم منها في ذلك العصر [1] یعنی امام نوویؒ نے فرمایا کہ ابن عباسؓ کی روایت کا جواب دینے اور معنی بیان کرنے میں علماء نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ابتدا میں یہ بات تھی کہ جب کوئی شخص انت طالق انت طالق تین مرتبہ کہتا اور تاکید اور استیناف کا بہت کم ارادہ کرتے تھے پس اسی کثیر کی حالت پر حمل کیا گیا پھر جب حضرت عمرؓ کا زمانہ ہوا اور لوگوں نے اس صیغہ کا استعمال بکثرت شروع کر دیا اور ان کی جانب سے استیناف کا ارادہ غالب ہو گیا تو اطلاق کے وقت تین طلاقوں پر حمل کیا گیا تاکہ احتمال غالب سابق الی الفہم پر عمل ہو جائے رکانہ کی حدیث مضطرب ہے مسند امام احمد [2] کی روایت میں یہ لفظ ہیں جو سائل نے سوال میں ذکر کئے ہیں یعنی طلق رکانة بن عبدیزید امراته ثلثا في مجلس واحد۔ الخ – اور ابوداؤد اور ترمذی اور دار قطنی [3] وغیرہ میں اس طرح ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق ثلثہ دیدی اور آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری نیت کیا تھی انہوں نے عرض کیا کہ ایک طلاق کی نیت تھی آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ایک ہی طلاق کی نیت تھی؟ عرض کیا کہ خدا کی قسم ایک ہی طلاق کی نیت تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا ایک ہی طلاق ہوئی - غرضیکہ یہ روایت مضطرب

---

(۱) شرح الصحیح لمسلم للعلامۃ النووی' کتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث ۱/ ۴۷۸ ط مکتبہ قدیمی کراتشی –

(۲) عن ابن عباسؓ قال طلق ركانة بن عبد يزيد اخو بني المطلب امراته ثلاثا في مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا قال فسأله رسول الله ﷺ كيف طلقتها؟ قال ثلاثا قال فقال في مجلس واحد؟ قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فرجعها فكان ابن يرى انما الطلاق عند كل طهر (رواه احمد في مسنده' مسند عبدالله بن عباس ۱/ ۴۳۸ ط دار احياء التراث العربي بيروت)

(۳) عن علي بن يزيد بن ركانة عن ابيه عن جده انه طلق امراته البتة فاتى رسول الله ﷺ فقال ما اردت قال واحدة قال آلله قال آلله قال هو على ما اردت (رواه ابوداؤد في سننه' كتاب الطلاق' باب في البتة ۱/ ۳۰۰ ط سعيد كراتشي' و رواه الترمذي في الجامع' ابواب الطلاق واللعان' باب ماجاء ان الرجل طلق امراته البتة ۱/ ۲۲۱ ط سعيد كراتشي) ورواه الدار قطني في سننه' كتاب الطلاق والخلع والايلاء وغيره ۴/ ۳۴ ط دار نشر الكتب الاسلامية لاهور باكستان)

ہے اس سے استدلال کرنا مستقیم نہیں۔ قولہ ان رکانة بن عبد یزید طلق امرأته . الحدیث رواه الشافعی و ابوداود والترمذی و ابن ماجة و ابن حبان والحاکم واعله البخاری بالاضطراب وقال ابن عبدالبر فی التمهید ضعفوه واختلفوا هل من مسند رکانة او مرسل رکانه کذافی التلخیص (التعلیق المغنی) (۱) وقال الشوکانی وهو مع ضعفه مضطرب و معارض اما الاضطراب فکما تقدم - الخ (التعلیق المغنی) (۲) وقال المحقق ابن همام فی فتح القدیر (۳) فتاویله (ای معنی حدیث ابن عباس) ان قول الرجل انت طالق انت طالق کان واحدة فی الزمان الاول لقصدهم التاکید فی ذلک الزمان ثم صاروا یقصدون التجدید فالزمهم عمر بذلک لعلمه بقصدهم انتهی ان تمام عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کا مطلب یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں تین طلاقوں کا ایک قرار دیا جانا اسی بنا پر ہوتا تھا کہ تینوں بقصد انشاء و تجدید نہیں ہوتی تھیں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں چونکہ لوگ بقصد انشاء و تجدید تین طلاقیں دینے لگے تو حضرت عمرؓ نے وقوع ثلاث کا حکم دے دیا اور انشاء و تجدید کی نیت ہونے کی حالت میں تینوں طلاقیں پڑ جانے کا حکم خود آنحضرت ﷺ کے اس حکم سے ماخوذ ہے جو صامت کی ہزار طلاقوں کے بارے میں آپ نے دیا تھا۔

(۵) سوال پنجم کا جواب بھی اب صاف ہو گیا کہ تین طلاق کی نیت ہوتے ہوئے بھی ایک طلاق کا حکم کرنا قرآن و حدیث و اجماع کے خلاف ہے اور زوج کا صورت سوال میں یہ دعوی کرنا کہ میری نیت ایک طلاق کی تھی صریح تناقض ہے بلکہ خود طلاق نامہ کی عبارت یہ ہے طلق زوجته المدخول بها خدیجة بنت غلام محمد کترادا المقیمة فی رنگون ثلاثا اس عبارت میں بھی ایک کی نیت کا ادعا صحیح نہیں کیونکہ یہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں دی گئی ہیں ایک کی نیت کا احتمال تو تکرار لفظ طلاق کی صورت میں ہو سکتا تھا وہ یہاں نہیں ہے اور پھر آگے یہ عبارت وصارت لا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره - تو ارادہ حرمت مغلظہ میں نص صریح ہے۔

(۶) سوال ششم کا جواب یہ ہے کہ ہرگز جائز نہیں کیونکہ اول تو یہ قول قرآن مجید اور حدیث شریف اور اجماع کے خلاف ہے اور بقول علامہ عینی اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اور بقول حافظ ابن حجر اس کا قائل خارق اجماع ہے دوسرے یہ کہ ایسا کرنا درحقیقت خواہش نفسانی کا اتباع اور شریعت مطہرہ کے ساتھ استہزا ہے۔ نعوذ بالله والله اعلم و علمه اتم واحکم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ مسجد پانی پتیان دہلی

---

(۱) التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی کتاب الطلاق والخلع والایلاء وغیرہ ۴/۳۳ ط دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور۔

(۲) التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی کتاب الطلاق والخلع والایلاء وغیرہ ۴/۳۴ ط دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور پاکستان

(۳) فتح القدیر کتاب الطلاق باب طلاق السنة ۳/۴۷۱ ط مکتبہ مصطفی الحلبی بمصر

تین طلاق کے بعد عورت مرتدہ ہو گئی اب بغیر حلالہ کے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی جمیلہ کو تین طلاق مغلظہ دیدی جمیلہ کو بہت ملال ہوا اور وہ مرتد ہو کر ہندو مذہب میں شامل ہو گئی جب اس کے وارثوں کو معلوم ہوا تو اس کو سمجھا بجھا کر توبہ پر راضی کر لیا اس نے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا اور عدت طلاق گزار کر بغیر حلالہ کے اپنے شوہر زید مذکورہ کو راضی کر کے اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر لیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟

(جواب ۳۲۵) مرتد ہو جانے سے حلالہ ساقط نہیں ہوا (۱) اس کو لازم تھا کہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرتی پہلے خاوند سے جس نے تین طلاقیں دی تھیں بغیر حلالہ کے نکاح جائز نہیں تھا۔ (۲) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

تین طلاق کے بعد بیوی کو رکھنا کیسا ہے ؟

(سوال) میں نے اپنی زوجہ کو ہر چند سمجھایا کہ میری مرضی کے خلاف تم کوئی کام نہ کرو اور بہت عرصہ تک یہ انتظار کیا کہ یہ میری منشا کے خلاف کوئی کام نہ کرے لیکن جب میں مایوس ہو گیا تو مجبور ہو کر میں نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو طلاق دے دوں گا اس نے کہا کہ یہ تو مجھ کو نظر آرہا ہے خیر میں مہر معاف کرتی ہوں اور تم دونوں بچے مجھے دے دو کچھ روز کے بعد میں نے اس کو تین طلاق دے دیں اور اس کو اس کے والد کے ہمراہ میکے بھیج دیا اب اس کے والد اور اس کے عزیز و اقارب مجھ پر زور ڈال رہے ہیں کہ اس کو اپنی بیوی بنالو میں پریشان ہوں کہ کیا کروں ؟ المستفتی نمبر ۲۰۷ عبدالرحمٰن دہلی ۲۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۳ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۲۶) تین طلاقیں دیدینے کے بعد زوجہ کو بیوی بنالینے کی صورت باقی نہیں رہی اب تو وہ جب تک کسی اور شخص کے نکاح میں نہ جائے اور اس سے بعد وطی طلاق کے ذریعہ یا اور کسی سبب سے علیحدہ نہ ہو شوہر اول کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ (۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی**

---

(۱) فلا یحلها وطء المولی ولا ملك امة بعد طلقتین او حرة بعد ثلاث وردة و سبی ٗ نظیره من فرق بینهما بظهار او لعان ثم ارتدت و سبیت ثم ملکها لم تحل له ابدا (درمختار) وقال فی الرد ای لو طلقها ثنتین وهی امة ثم ملکها او ثلاثا وهی حرة فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبیت ثم ملکها لم تحل له ابدا (درمختار) وقال فی الرد ٗ ای لو طلقها ثنتین وهی امة ثم ملکها او ثلاثا وهی حرة فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبیت و ملکها لا یحل له وطؤها بملك الیمین حتی یزوجها فیدخل بها الزوج ثم یطلقها کما فی الفتح .. .فوجه الشبه بین المسئلتین ان الردة اللحاق والسبی لم تبطل حکم الظهار واللعان کما لم تبطل حکم الطلاق (هامش رد المحتار ٗ مع الدرالمختار ٗ کتاب الطلاق باب الرجعة ۳/۴۱۲ ط سعید کراتشی)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها والاصل فیه قوله تعالی " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره" والمراد الطلقة الثالثة (الهدایة ٗ کتاب الطلاق ٗ باب الرجعة ٗ فصل فیما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط شرکة علمیه ملتان)

(۳) دیکھئے قرآن شریف سورۃ بقرۃ آیت ۲۳۰ " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره" بخاری شریف کتاب الطلاق ٗ باب من اجاز طلاق الثلاث ۲ / ۷۹۱ ط قدیمی عن عائشة ان رجلا طلق امراته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبی ﷺ اتحل للاول قال لاحتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول" شامیه ٗ کتاب الطلاق ٗ باب الرجعة ۳/۴۰۹ ط سعید کراتشی ٗ هدایة کتاب الطلاق ٗ باب الرجعة ٗ فصل فیما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان ٗ هندیه کتاب الطلاق ٗ الباب السادس فی الرجعة ٗ فصل فیما تحل به المطلقة ما یتصل به ۱ / ۴۷۳ ط ماجدیه ٗ کوئٹه

بیوی کا نام لئے بغیر کئی بار کہا کہ ”میں نے اس کو طلاق دی“ تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص اپنی اہلیہ کو لے کر اپنی سسرال میں گئے وہاں جا کر بیوی کے سوتیلے بھائی سے تکرار ہو گئی تکرار ہوتے ہوئے یہ الفاظ منہ سے نکل گئے کہ میں نے اس کو طلاق دیا اور کئی مرتبہ کہہ دیا گیا اس وقت بیوی موجود نہیں تھی اور کسی مکان کے اندر بیٹھی ہوئی تھی نہ ہی بیوی کا نام لیا گیا اگر طلاق اس طرح واجب ہو گیا ہو تو اس کو دوبارہ نکاح میں لانے میں کیا رائے ہے بیوی سے کسی قسم کی تکرار نہیں ہوئی ۳ ماہ کا حمل ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۵ نیاز محمد صاحب کیتھل ضلع کرنال ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۳ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۲۷) خاوند نے جب یہ لفظ کہہ دیئے کہ ”میں نے اس کو طلاق دیا“ اور اس کی نیت بیوی کو ہی طلاق دینا تھی تو اس کی بیوی پر طلاق پڑ گئی خواہ وہ سامنے موجود تھی یا نہ تھی (۱) حاملہ ہونے یا نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں (۲) اور یہ لفظ تین مرتبہ یا تین سے زیادہ کہہ دیا تو تین طلاقیں ہو گئیں اور عورت اس کے نکاح سے باہر ہو گئی اب جب تک کہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں نہ جائے اور دوسرا خاوند بعد صحبت طلاق نہ دے اور عدت پوری نہ ہو پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ایک مجلس کی تین طلاق کے باوجود بغیر حلالہ رجوع کا فتویٰ کیسا ہے ؟

(سوال) زید نے اپنی عورت کو حالت غصہ میں تین طلاق ایک دم دے دیں بعدہ' اس نے اس عورت کو گھر سے نکال دیا پھر اس کی جدائی شاق گزری تو پھر بلا لیا کیونکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو سنبھالنا بھی دشوار تھا پانچ ماہ کے بعد اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کر لیا مولانا عبدالحئی مرحوم کے فتوے پر جس کی عبارت ذیل میں ہے ص ۹۴ ۳ استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی عورت کو حالت غضب میں کہا کہ میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا میں نے طلاق دیا۔ تو اس تین بار کہنے سے تین طلاق واقع ہوں گی یا نہیں حنفی کو شافعی مذہب پر اس صورت خاص میں عمل کرنے کی رخصت دی جائے گی یا نہیں ہو المصوب اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہوں گی اور بغیر تحلیل نکاح نادرست ہوگا مگر بوقت ضرورت کے کہ اس عورت کا علیحدہ ہونا دشوار ہو اور احتمال مفاسد زائدہ کا ہو' تقلید کسی اور امام کی اگر کرے گا تو کچھ

---

(۱) ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت؟ فقال امراتی طلقت امراته ویؤیده ما فی البحر لو قال : امراة طالق او طلقت امراة ثلاثا وقال لم اعن امراتی یصدق' و یفهم منه انه لو لم یقل ذلك تطلق امراته لان العادة ان من له امراة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب الصریح' مطلب " سن بوش" یقع به الرجعی ۲۴۸/۳ ط سعید کراتشی)

(۲) اس لئے کہ حاملہ کو حالت حمل میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے لما فی الهدایة' طلاق الحامل یجوز عقیب الجماع (الهدایة' کتاب الطلاق' باب طلاق السنة ۲/ ۳۵۶ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۳) ان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۴۷۳/۱ ط مکتبه ماجدیه کوئٹه)

مضائقہ نہ ہوگا۔ الخ۔ اور صورت حال میں مفسد ہونے کا یقین تھا اب کیا شخص مذکور کا نکاح ہوا یا فسخ کرے؟ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۳۰۸ مسٹر محمد احمد (ضلع بھروچ) ۲۱ صفر ۱۳۵۳ھ م ۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۲۸) صرف حنفیہ کے نزدیک ہی نہیں بلکہ سب ائمہ مجتہدین یعنی امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک بھی تینوں طلاقیں پڑ گئیں (۱) اور عورت مطلقہ مغلظہ ہو گئی اور ان مفاسد کی بنا پر جو سوال میں مذکور ہیں دوبارہ نکاح کی اجازت مشکل ہے مولانا عبدالحئیؒ نے جو لکھا ہے وہ اضطراری صورت میں تو قابل عمل ہو سکتا ہے (۲) لیکن ایسے امور میں جو صرف مشکلات کی حد میں داخل ہیں اضطرار تک نہیں پہنچتے ائمہ کے نزدیک اس کی اجازت دشوار ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

ایک مجلس کی تین طلاق کے بعد حالت ضرورت شدیدہ
میں دوسرے مسلک پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے ایک کافرہ کو مسلمان بنا کر اس سے نکاح کیا کچھ عرصہ کے بعد آپس کی ناچاقی کی وجہ سے اس کو تین طلاق دیدی اب صورت یہ پیش آگئی ہے کہ وہ عورت اس کو کسی طرح چھوڑنے کے لئے تیار نہیں کہتی ہے کہ میں کسی حالت میں بھی کسی اور شخص سے نکاح نہیں کروں گی اگر تو اپنے گھر میں نہیں رکھے گا تو میں خودکشی کروں گی یا پھر مرتد ہو جاؤں گی اب وہ شخص سخت پریشان ہے اور کہتا ہے کہ تاوقتیکہ شرعاً اجازت نہ ہو میں ہرگز نہیں رکھوں گا۔ المستفتی نمبر ۵۲۵ حکیم غلام محمد خاں جوناگڑھ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) اگر اس شخص کو بظن غالب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر میں اس عورت کو نہیں رکھوں گا تو یہ عورت خودکشی کر لے گی یا مرتد ہو جائے گی تو عورت سے عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت گزر گئی تو صرف تجدید نکاح کی ضرورت ہو گی بوجہ لازم آنے مفاسد عظیمہ کے یہ اجازت دی جاتی ہے۔ فقط حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ' دہلی

---

(۱) والبدعي ثلاثة متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولىٰ' و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اكثر صريحا بايقاع ثلاث ولم يظهر لهم مخالف' فماذا بعد الحق الا الضلال (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' ۳/۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) الضرورة ان تطرأ على الانسان حالة من الخطر او المشقة الشديدة بحيث يخاف حدوث ضرر او اذى بالنفس او بالعضو و بالعرض او بالعقل او بالمال و توابعها ولا يمكن دفع ذلك الضرر الا بارتكاب فعل محرم او ترك واجب شرعي او تاخيره عن وقته (نظرية الضرورة الشرعية للدكتور وهبة الزحيلي ص ٦٧'٦٨ ط بيروت)

(۳) في المجتبى عن محمد في المضافة لا يقع و به افتى ائمة خوارزم انتهى وهو قول الشافعي و للحنفي تقليده بفسخ قاض بل محكم بل افتاء عدل (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق' باب التعليق ۳ ۳٤٦ ط سعيد كراتشي) وقال ايضا ولا باس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط ان يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الامام (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الصلاة ۱/۳۸۲ ط سعيد كراتشي)

(جواب)(از مولوی خلیق احمد صاحب) مفاسد عظیمہ کے وقت اجازت ہونے کے لئے حوالہ کتاب کی ضرورت ہے میرے نزدیک جواب مذکورہ صحیح نہیں ہے۔ خلیق احمد عفی عنہ خطیب و مفتی جامع مسجد جوناگڑھ

(جواب ۳۲۹) (از مفتی اعظمؒ) صورت واقعہ میں تینوں طلاقوں کا واقع ہو جانا اور رجوع کی اجازت نہ ہونا اور بدون حلالہ کے دوسرا نکاح جائز نہ ہونا ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور وہی راجح اور واجب العمل ہے(۱) مگر ائمہ اربعہ کے مذہب کے خلاف بعض اہل ظاہر اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایک دفعہ کی اور ایک مجلس کی تین طلاقیں نہیں پڑتیں بلکہ تین کی جگہ ایک طلاق پڑتی ہے(۲) اور خاوند کو رجعت کا حق عدت کے اندر اندر ہوتا ہے لیکن عدت گزر جانے کے بعد بالاتفاق زوجین کو از سر نو ایجاب و قبول کر کے تجدید نکاح کرنی ہو گی(۳) اگر اس بات کا یقین یا ظن غالب ہو کہ عورت خود کشی کرے گی یا مرتد ہو جائے گی تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ اہل ظاہر و اہل حدیث کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دیدی جائے لیکن انقضائے عدت کے بعد تجدید نکاح کا لازم ہونا اور بغیر تجدید نکاح کے رجعت جائز نہ ہونا تو اتفاقی مسئلہ ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ

(جواب)(از مولوی خلیق احمد صاحب) صورت مسئولہ میں بغیر حلالہ کے اب شوہر اول سے نکاح کسی طرح بھی درست نہیں وان کان الطلاق ثلثة فی الحرة او ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها (ہدایۃ ص ۳۷۵ ج ۲)(۴) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اب بغیر حلالہ کے شوہر اول سے کسی طرح بھی تجدید نکاح جائز نہیں اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں بہر نوع تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں حدیث شریف میں ہے ان رجلا قال لعبدالله بن عباس انی طلقت امراتی مائة تطلیقة فما ذا تری علی فقال ابن عباس طلقت منك بثلث و سبع و تسعون اتخذت بایات الله هزوا — رواه فی المؤطا (مشکوة ص ۲۸۴)(۵) اس حدیث کے مضمون سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بیک وقت اگر تین یا

---

(۱) وقد اختلف العلماء فیمن قال لامراته انت طالق ثلاثا فقال الشافعی و مالك و ابو حنیفة و احمد و جماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث (شرح الصحیح لمسلم للعلامة النووی' کتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث ۱/۴۷۸' ط مکتبه قدیمی کراتشی) و ذهب جمهور الصحابة والتابعین و من بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث فتح القدیر' کتاب الطلاق' باب طلاق السنة' ۳/۴۶۹ ط مکتبه مصطفی البابی الحلبی بمصر)

(۲) وقال طاؤس و بعض اهل الظاهر لا یقع بذلك الا واحدة وهو روایة عن الحجاج بن ارطاة و محمد بن اسحاق و المشهور عن الحجاج بن ارطاة انه لا یقع شئ وهو قول ابن مقاتل و روایة عن محمد بن اسحاق (شرح الصحیح لمسلم للعلامة النووی' کتاب الطلاق' باب طلاق الثلاث ۱/۴۷۸ ط مکتبه قدیمی کراتشی)

(۳) اس لئے کہ ان کے نزدیک صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور طلاق رجعی میں جب شوہر عدت کے اندر رجوع نہ کرے تو وہ بائن بن جاتی ہے اور طلاق بائن میں تجدید نکاح ضروری ہے۔ کما فی الهندیة' اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة فصل فیما تحل به المطلقة و ما یتصل به ۱/۴۷۲ ط ماجدیة' کوئٹه)

(۴) الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة ۲ ۳۹۹ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان

(۵) رواه مالك فی المؤطا' کتاب الطلاق' باب ماجاء فی البتة ص ۵۱۰ ط مکتبه میر محمد کراتشی' و مشکوة المصابیح باب الخلع والطلاق ۲ ۲۸۴ ط مکتبه سعید کراتشی

تین سے زیادہ طلاقیں دی جائیں تو بہر صورت تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور تمام علمائے امت کا یہی مذہب و مسلک ہے بہر حال صورت مسئولہ میں ہر گز ہر گز کسی طرح بھی تجدید نکاح بغیر حلالہ کے درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ خادم العلماء ضیق احمد خطیب و مفتی ریاست جوناگڑھ ۱۵ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب)(از حضرت مفتی اعظمؒ) صورت مسئولہ میں حنفی فقہ کی رو سے بیشک تین طلاقیں واقع ہونے کا حکم صحیح ہے لیکن جب کہ عورت کے مرتد ہو جانے یا خودکشی کرنے کا ظن غالب یا یقین ہو تو ایسی صورت میں اہل ظاہر کے مذہب پر عمل کر لینے کی گنجائش ہے(۱) اس کے لئے مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ جلد دوم کے صفحہ ۵۳ میں اس قسم کا سوال وجواب ملاحظہ فرمایا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

یکبارگی تین طلاق دی رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق طلاق طلاق دے کر اپنے سے علیحدہ کر دیا اور زوجہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی جب ہر دو فریق کا غصہ فرو ہوا تو سخت پشیمان ہوئے زید کے خیر خواہوں نے علمائے اہل حدیث کے فتوے سے جواز دلا دیا جس کی رو سے زید اپنی بیوی کو لے آیا جس کو دو ماہ گزر گئے کیا مذہب امام اعظمؒ کی رو سے یہ رجعت جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۲ عبدالشکور دہرہ دون۔ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳۰) امام اعظمؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ چاروں اماموں کے مذہب کے موافق یہ رجعت جائز نہیں ہوئی ایک مجلس کی تین طلاقیں چاروں اماموں کے نزدیک تین ہی قرار دی جاتی ہیں۔(۲)

شوہر نے ایک ہی مجلس میں کہا ”طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے“ تو کون سی اور کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی کی سخت بد زبانی اور گستاخانہ تلخ کلامی سے نہایت مشتعل اور غضب ناک ہو کر

---

(۱) ایسی ضرورت شدیدہ میں فقہاء حنفیہ نے دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ واقعتاً ضرورت اضطراری حالت کو پہنچ چکا ہو، جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی نے شرح عقود رسم المفتی میں نقل کرتے ہیں و به علم ان المضطر له العمل بذلك لنفسه كما قلنا وان المفتي له الافتاء به للمضطر فما مر من انه ليس له العمل بالضعيف ولا الافتاء به محمول على غير مواضع الضرورة (رسائل ابن عابدين، شرح عقود رسم المفتي ص ٥٠) وكذا في هامش رد المحتار مع الدر المختار ٧٤/١ ط سعيد كراتشي وفي الدر المختار، قال ولا باس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط ان يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الامام لما قدمنا ان الحكم الملفق باطل بالاجماع (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الصلاة ٣٨٢/١ ط سعيد كراتشي)

(٢) وان طلق ثلاثا بكلمة واحدة وقع الثلاث و حرمت عليه حتى تنكح زوجا غيره ولا فرق بين قبل الدخول و بعده روي ذلك عن ابن عباس و ابي هريرة و ابن عمر و عبدالله بن عمرو و ابن مسعود و انس وهو قول اكثر اهل العلم من التابعين والائمة بعدهم (المغني لابن قدامة، كتاب الطلاق باب تطليق الثلاث بكلمة واحدة فصل ٥٨٢٠، ٢٨٢/٧ ط دار الفكر بيروت)

ایک ہی جلسہ میں تین طلاقیں دیدیں، لفظ یہ ادا کئے تھے کہ طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ علماء نے طلاق مغلظہ واقع ہونے کے فتوے دے دیئے بیوی حاملہ ہے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں تحلیل زید کو گوارا نہیں نیز تحلیل کی کوئی یقینی معتمد صورت بھی نظر نہیں آتی موجودہ حالت میں بچے ماں کے پاس رہیں یا باپ کے۔ دونوں صورتوں میں پرورش اور تعلیم و تربیت کے لحاظ سے ان کی تباہی و بربادی کا غالب گمان ہوتا ہے عورت کی آئندہ زندگی بھی مذہبی و اخلاقی نقطہ نظر سے اندیشہ ناک معلوم ہوتی ہے طرفین تجدید نکاح پر آمادہ بھی ہیں مذکورہ بالا جملہ میں لفظاً نسبت نہیں تھا اور وقوع طلاق کے لئے لفظاً معنیً نسبت ہونی چاہئے اگرچہ حالت باہمی گفتگو اور ہم کلامی کی تھی ایک لڑکی زید کی عمر ہفت سالہ صرف کھڑی تھی دوسرے زاد المعاد میں مرقوم ہے کہ ایک جلسہ میں اس طرح تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں یہ چاروں اماموں کا مذہب ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے نزدیک اور بعض دیگر علماء کے مسلک پر ایک طلاق سے یا تو طلاق ہی نہیں ہوتی یا ایک طلاق ہوتی ہے حنفیہ کے نزدیک شدید ضرورت کی صورت میں دوسرے امام کے طریقہ پر عمل کرنے کی اجازت ہے مذکورہ صورت میں بغیر تحلیل کے صرف تجدید نکاح پر اکتفا کرنے کی صورت نکل سکتی ہو تو مطلع فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۵۷۸ سید نثار علی، جاورہ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ م ۱۴ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳۱) طلاق کے الفاظ میں منکوحہ کی طرف نسبت(۱) لفظاً ہو یا کنایۃً یا دلالۃً اور دلالت میں یہ بھی معتبر ہے کہ مقام ہم کلامی میں الفاظ ادا کئے گئے ہوں(۲) اور یہ سب اس وقت ہے کہ مطلق کی نیت کا علم نہ ہو لیکن اگر اس نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے ہی الفاظ طلاق استعمال کئے ہیں اور اس کا اقرار بھی کررہا ہے جیسا کہ اسی سوال میں تصریح ہے کہ زید نے اپنی بیوی کی سخت بدزبانی اور گستاخانہ تلخ کلامی سے نہایت مشتعل و غضبناک ہوکر ایک ہی جلسہ میں تین طلاقیں دے دیں اب ظاہر ہے کہ اس کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس اقرار کے بعد نسبت طلاق کی بحث چھیڑنا فضول ہے۔ اور تین طلاقیں جو ایک ہی جلسہ میں دی جائیں وہ ائمہ اربعہ اور جماہیر علمائے امت کے نزدیک تین ہی قرار پاتی ہیں اور راجح اور قوی دلیل کے لحاظ سے یہی صحیح ہے۔(۳) صورت مسئولہ میں ضرورت

---

(۱) (قوله لتركه الاضافة) اى المعنوية فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنوية وكذا الاشارة نحو هذه طالق وكذا نحو امرأتي طالق وزينب طالق (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب "سن بوش" يقع به الرجعي ۳ / ۲۴۸ ط سعيد كراتشي)

(۲) ولا يلزم كون الاضافة صريحة في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت؟ فقال امرأتي طلقت امرأته اھ ويؤيده ما في البحر لو قال امرأة طالق او قال طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتي يصدق ويفهم منه انه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما يحلف بطلاقها لا بطلاق غيرها فقوله اني حلفت بالطلاق ينصرف اليها مالم يرد غيرها لانه يحتمله كلامه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب "سن بوش" يقع به الرجعي ۳ / ۲۴۸ ط سعيد كراتشي)

(۳) والبدعي ثلاث متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (هامش رد المحتار مع (جاری ہے)

شدیدہ کی بھی کوئی وجہ نہیں بیان کی گئی سوائے اس کے کہ تحلیل زید کو گوارا نہیں تو یہ بات ایک ایسے مسئلے میں جو ائمہ اربعہ اور جماہیر امت کا متفق علیہ ہو وجہ عدول نہیں ہو سکتی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین طلاق کے بعد بغیر حلالہ نکاح درست نہیں ہے.

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک مجلس میں دیدیں پھر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کرلیا کیا یہ نکاح صحیح ہے؟ ہمارے یہاں لوگ کہتے ہیں کہ اس نکاح کے پڑھانے والوں اور گواہوں اور نکاح کی اجازت دینے والوں کی بیویوں پر طلاق پڑ گئی اور یہ نکاح بھی فاسد ہے آیا ان لوگوں کے گھر کھانا پینا اور ان کے ہاتھ کا ذبح کردہ جانور کا کھانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۹۳ ارشاد عالم (دہلی) ۲۸ رمضان ۱۳۵۴ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۳۲) ایک مجلس میں تین طلاقیں ائمہ اربعہ اور جماہیر علمائے اسلام کے نزدیک تین ہی شمار ہوتی ہیں(۲) اور مطلقہ طلاق مغلظہ کے ساتھ مطلقہ ہو جاتی ہے اور بدون تحلیل اس خاوند کے لئے حلال نہیں رہتی (۳) پس صورت مسئولہ میں نکاح درست نہیں ہوا یہ تو صحیح نہیں کہ نکاح پڑھانے والوں اور اجازت دینے والوں اور شریک ہونے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے مگر یہ بات ٹھیک ہے کہ چاروں اماموں اور جمہور امت محمدیہ کے مسلک کے موافق یہ سب لوگ سخت گناہ گار اور فاسق ہوئے اور ان کا ذبیحہ حرام نہیں(۴) ہاں انکو امام بنانا مکروہ ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الدر المختار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۳ ط سعيد كراتشي) وقال في بداية المجتهد' جمهور فقهاء الامصار على ان الطلاق بلفظ الثلاث حكمه حكم الطلقة الثالثة (بداية المجتهد و نهاية المقتصد لابن رشد الاندلسي' كتاب الطلاق' باب الطلاق بلفظ الثلاث ٤/ ٣٤٧ ط دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف' فماذا بعد الحق الا الضلال – وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) والبدعي ثلاثة متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى . و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف' فماذا بعد الحق الا الضلال' وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى : فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره' والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط شركة علمية ملتان)

(۴) اس لئے کہ ذابح کا مسلمان ہونا کافی ہے' و شرط كون الذابح مسلما (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' كتاب الذبائح ۶/۲۹۶ ط سعيد كراتشي) (۵) و يكره امامة عبد واعرابي و فاسق واعمى (درمختار) وقال في الرد (قوله و فاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك كذا في البرجندي اسماعيل و في المعراج قال اصحابنا : لا ينبغي ان يقتدى بالفاسق الا في الجمعة لانه في غيرها يجد اماما غيره (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الصلاة' باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعيد كراتشي)

تین طلاق کے بعد پھر بیوی کا شوہر کے پاس رہنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) تقریباً ڈھائی سال کا عرصہ ہوا کہ زید اپنی زوجہ ہندہ کو چند احباب کے سامنے (جو بحیثیت شواہد کے موجود تھے) فوری صدق ثلاثہ دیا طلاق ثلاثہ دینے کے ایک ماہ بعد زید اور مطلقہ ہندہ میں خفیہ طور پر پھر سابقہ تعلقات قائم ہوگئے اس مدت میں ہندہ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی زید ڈھائی سال کے عرصہ سے تعلقات سابقہ کو بدستور قائم رکھ کر ہنوز ہندہ کے نان نفقہ کا انتظام کرتا ہے اب زید اور ہندہ دونوں شرعی طور پر رجوع ہونا چاہتے ہیں آیا زید اپنی زوجہ سے شرعاً رجوع کر سکتا ہے؟ **المستفتی نمبر ۸۵۶ قاضی حکیم محمد** نور الحق صاحب (چامراج نگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ م ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب **۳۲۳**) فوری طلاق یا ایک مجلس میں تینوں طلاق دینے سے ائمہ اربعہ اور جمہور علمائے اسلام کے نزدیک تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں(۱) اور تینوں طلاقیں پڑ جانے کے بعد بدون اس کے کہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور بعد وطی و مباشرت اس سے کسی جائز ذریعہ سے علیحدگی حاصل ہو زوج اول کے نکاح میں نہیں آسکتی (۲) سوال میں جو واقعہ مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ دینے کے بعد خفیہ تعلقات قائم کرلینا زید کے لئے حرام تھا اس کو مطلقہ سے کلی علیحدگی لازم تھی اور اب بھی لازم ہے کہ فوراً علیحدگی کرلے اور دونوں نکاح بھی نہیں کرسکتے ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

تین طلاق جدا جدا کر کے تین مرتبہ دی، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) ایک شخص نے اپنی زوجہ منکوحہ جائز کو ایک رجعی طلاق بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء دی اور قریب ۱۷ یوم بعد طلاق شوہر نے طلاق مذکورہ بتاریخ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء بہ طیب خاطر منسوخ کر کے بموجب احکام شریعت رجوع کرلیا اور بعدہ وہ میاں بیوی کے طور پر خوش و خرم آباد رہے (۲) ساڑھے سات سال بعد رجوع مذکور جدید حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ اس شخص نے پھر اپنی اس منکوحہ کو ایک طلاق روبرو گواہان بتاریخ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء تحریر کر کے دیدی جب کہ وہ بحالت طہر تھی (۳) چند یوم بعد ایک طلاق مذکور

---

(۱) والبدعي ثلاثة متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى .. وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث، وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف - فماذا بعد الحق الا الضلال - وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ فيه الاجتهاد فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ ط ماجدية كوئٹه)

(۳) وان طلق ثلاثا بكلمة واحدة وقع الثلاث وحرمت عليه حتى تنكح زوجا غيره ولا فرق بين قبل الدخول وبعده، روى ذلك عن ابن عباس وابي هريرة وابن عمر وعبدالله وعمرو وابن مسعود وانس وهو قول اكثر اهل العلم من التابعين والائمة بعدهم (المغني لابن قدامة كتاب الطلاق، باب تطليق الثلاث بكلمة واحدة، فصل ۵۸۲۰، ۲۸۲/۷ ط دار الفكر بيروت)

مندرجہ ضمن نمبر ۲ بالا اس عورت کو ایام ماہواری آئے اور جب وہ ایام ماہواری سے فارغ ہو گئی تو اسے دوسری طلاق بتاریخ ۱۴ مارچ ۱۹۳۶ء بعدم موجودگی کسی گواہ کے تحریر کر کے بھیج دی گئی میاں بیوی مذکور اس دوسری طلاق کے واقعہ کو تسلیم کرتے ہیں (۴) دوسری طلاق مذکور کے بعد آج تک تیسری طلاق نہیں دی گئی میعاد عدت ختم ہو چکی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۱۹ شیخ غلام حیدر صاحب بی۔اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ (فیروز پور شہر) ۱۹ رجب ۱۳۵۵ھ م ۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۳۴) شریعت مقدسہ نے مرد کو ایک عورت کے متعلق تین طلاقیں دینے کا اختیار دیا ہے یہ تین طلاقیں خواہ یکے بعد دیگرے پیہم ایک طہر میں یا ایک مجلس میں ہوں یا تین مجلسوں یا تین طہروں میں ہوں یا ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد مدت طویلہ گزر جانے کے بعد ہوں اور خواہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجعت کر لی گئی ہو یا نہ کی ہو (۱) رجعت نہ کرنے کی صورت میں دوسری طلاق انقضاء عدت سے قبل ہو گی تو محسوب ہو گی ورنہ نہیں (۲) پس صورت مسئولہ مذکورہ میں پہلی طلاق ۱۹۳۳ء محسوب ہو گی اور ۱۹۳۶ء کی دو طلاقوں کے ساتھ مل کر طلاق مغلظہ ہو گئی۔ اور اب بدون تحلیل وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں تمام کتب فقہ میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

غصے میں گالی دے کر کہا طلاق طلاق طلاق اور کہتا ہے نیت نہ تھی۔

(سوال) ایک عورت کو اس کے شوہر نے کسی بنا پر مارا تو وہ ناراض ہو کر اپنے بھائی کے گھر چلی گئی جب دوسرے دن شوہر پہنچے گیا تو اس نے مارنے کا سبب دریافت کیا اس کے جواب میں شوہر نے اس عورت کو گالی دی اور طلاق طلاق طلاق کہہ کر باہر کا راستہ لیا دریافت کرنے پر یہ شخص کہتا ہے کہ غصہ میں یہ الفاظ اس طرح نکلے۔ نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ اس صورت میں از روئے شرع متین طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کتنی اور کیسی اب اگر یہ مرد اور عورت پھر ملنا چاہیں تو اس کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۰ ای ایم امرا (ڈربن) ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۴ فروری ۱۹۳۷ء

---

(۱) قال الله تعالى: الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (البقرة ۲۲۹، ۲۳۰) وعن نافع قال كان عبد الله اذا سئل عن ذلك قال لاحدهم اما انت طلقت امراتك مرة او مرتين فان رسول الله ﷺ امرني بهذا وان كنت طلقتها ثلاثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك وعصيت الله فيما امرك من طلاق امراتك (رواه مسلم في الصحيح كتاب الطلاق باب تحريم طلاق الحائض ۱ ٤٧٦ ط قديمي كراتشي)

(۲) اس لئے کہ طلاق واقع ہونے کے لئے عورت کا منکوحہ یا معتدہ ہونا ضروری ہے كما في هامش رد المحتار (قوله ومحله المنكوحة) اي ولو معتدة عن طلاق رجعي او بائن غير ثلاث في حرة وثنتين في امة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق ۳ ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲ ۳۹۹ ط مكتبه شركه علميه ملتان)

(جواب)(از مولوی احمد مختار صدیقی صاحب) صورت مذکورہ بالا میں چونکہ الفاظ صریح نہیں ہذا ایک طلاق واقع ہوئی دوسری دوبار جو لفظ طلاق طلاق کہا ہے وہ اس پہلی کی تاکید مانی جائے گی اس لئے بائن ہو جائے گی اور طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد و عورت پھر راضی ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ ہذا فی الکتب الفقہیۃ۔ احمد مختار ڈربن

(جواب ۳۳۵) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہو الموفق یہ جواب صحیح نہیں ہے قرآن و حدیث و فقہ کے اصول کے خلاف ہے صحیح جواب یہ ہے کہ لفظ طلاق اگرچہ صریح ہے مگر بیوی کی طرف اضافت صریحۃً موجود نہیں ہے اس لئے شوہر اگر اس بات پر حلف کرے کہ لفظ طلاق کہنے سے زوجہ کو طلاق دینا مقصود نہ تھا تو طلاق ایک بھی نہیں ہوئی اور اگر وہ کہے کہ زوجہ کو طلاق دینا مقصود تھا یا قسم کھانے سے انکار کرے تو طلاق مغلظہ کا حکم ہوگا (۱) اور بدون حلالہ یہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی (۲) طلاق بائن کی اس واقعہ میں کوئی صورت نہیں ہے، اگر طلاق کے دو لفظوں کو پہلے لفظ کی تاکید ہونے کا وہ دعویٰ کرے تو یہ قول اس کا حکم کے لئے تسلیم نہ کیا جائے گا ہاں دیانۃً وہ اس کو صرف ایک طلاق سمجھ کر بدون تجدید نکاح رجعت کرے تو عند اللہ ماخوذ نہ ہوگا۔ کرر لفظ الطلاق وقع الکل وان نوی التاکید دین (درمختار) قولہ کرر لفظ الطلاق بان قال للمدخولۃ انت طالق انت طالق او قد طلقتک قد طلقتک الخ (رد المحتار) قولہ وان نوی التاکید دین ای ووقع الکل قضاءً الخ (ردالمحتار) (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جب تین طلاق دی تو طلاق مغلظہ ہوئی بغیر حلالہ رجوع جائز نہیں!

(سوال) جو مرد اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دے کر چار برس پردیس میں رہے اور نان و نفقہ بھی نہ دے اب واپس آکر رجوع کرنا چاہے تو رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۹۲ اکرم الٰہی صاحب (ضلع رنگ پور) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۶) ایک مجلس کی تین طلاقیں ائمہ اربعہ کے نزدیک تین ہی شمار کی جاتی ہیں (۴) اور اس میں

---

(۱) لو قال ان خرجت یقع الطلاق او لا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لم یقع لترکہ الاضافۃ الیہا (درمختار) وقال فی الرد (قولہ لترکہ الاضافۃ) ای المعنویۃ فانہا الشرط والخطاب من الاضافۃ المعنویۃ وکذا الاشارۃ، ثم قال بعد اسطر ولا یلزم کون الاضافۃ صریحۃ فی کلامہ لما فی البحر لو قال طالق فقیل لہ من عنیت فقال امراتی طلقت امراتہ ویؤیدہ ما فی البحر لو قال امراۃ طالق او قال طلقت امراۃ ثلاثا وقال لم اعن امراتی یصدق ویفہم منہ انہ لو لم یقل ذلک تطلق امراتہ لان العادۃ ان من عندہ امراۃ انما یحلف بطلاقہا لا بطلاق غیرہا فقولہ انی حلفت بالطلاق ینصرف الیہا ما لم یرد غیرہا لانہ یحتملہ کلامہ (ہامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق باب الصریح مطلب سن بوش یقع بہ الرجعی ۳/ ۲۴۸ ط سعید کراتشی)

(۲) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرۃ وثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا کذا فی الہدایۃ (الفتاوی الہندیۃ کتاب الطلاق الباب السادس فی الرجعۃ فصل فیما تحل بہ المطلقۃ وما یتصل بہ ۱/ ۴۷۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) ہامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق باب طلاق غیر المدخول بہا ۳/ ۲۹۳ ط سعید کراتشی

(۴) وذہب جمہور الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من ائمۃ المسلمین الی انہ یقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اکثرہم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظہر لہم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن ہذا قلنا لو حکم حاکم بانہا واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لا یسوغ الاجتہاد فیہ فہو خلاف لا اختلاف (ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ۳/ ۲۳۳ ط سعید کراتشی)

رجوع کا شوہر کو حق نہیں ہوتا (۱) اور جو لوگ کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی عدت کے اندر رجعت کا حق ہوتا ہے انقضائے عدت کے بعد رجوع کرنے کا حق کسی کے نزدیک بھی نہیں رہتا۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

حلالہ میں جماع شرط ہے' اگر بغیر صحبت کے طلاق دے گا تو پہلے شوہر کے لئے جائز نہ ہوگی.

(سوال) زید نے اپنے والدین کے اصرار پر ہندہ کو طلاق مغلظہ دیدی لیکن چونکہ میاں بیوی میں محبت تھی اس لئے طلاق کے چند روز بعد پھر یکجا ہوگئے اس وقت بڑوں کی پنچایت نے دونوں میں پھر تفریق کرادی ہے لیکن دونوں بہت پریشان ہیں طلاق کے وقت ہندہ حاملہ تھی جس نے ایک بیٹا بھی پیدا ہوگیا ہے' اس نے دونوں کی محبت میں اور اضافہ کر دیا ہے ایسی حالت میں دونوں کو باہمی جدائی اور بھی زیادہ شاق معلوم ہو رہی ہے اب خاندان والے بھی کوشاں ہیں کہ زید و ہندہ کی کوئی ازدواجی صورت پیدا ہو جائے لیکن زید و ہندہ اس کے لئے تیار نہیں کہ ہندہ دوسرے سے عقد کرے اور زوج ثانی اس سے صحبت صحیحہ کرے اور شوہر ثانی کے طلاق کے بعد زید کے عقد میں آئے جب تک کہ زید کے خاندان والے زید و ہندہ کی وابستگی کی صورت پیدا کرنے میں کوشاں ہیں دونوں امید وبیم کی صورت میں خاموش ہیں لیکن قطعی ناامیدی کی صورت میں مفاسد و حوادث کے خطرات ہیں مثلاً یہ کہ دونوں پہلے کی طرح بصورت حرام یکجا ہو جائیں یا دونوں میں سے کوئی ارتکاب خودکشی کر بیٹھے وغیرہ پس کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ ہندہ کا نکاح کسی اور شخص سے اس صورت سے ہو جائے کہ شخص مذکور بغیر صحبت صحیحہ ہندہ کو طلاق دیدے اور پھر ہندہ کا نکاح شوہر اول سے درست ہو جائے یا زوج ثانی کی ہندہ سے صحبت صحیحہ لازمی ہے اگر حنفی مذہب میں صحبت صحیحہ لازمی ہو تو کیا ایک صورت میں کسی غیر مذہب کے مسئلہ پر عمل کیا جاسکتا ہے حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنوی مرحوم کے مجموعہ فتویٰ جلد اول ص ۳۴۹ مطبوعہ یوسفی پریس فرنگی محل میں ایک فتویٰ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تفریق

---

(۱) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذافی الهدایة (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۴۷۳/۱ ط ماجدیة، کوئٹه)

(۲) اس لئے کہ ان کے نزدیک صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے، اور طلاق رجعی میں جب شوہر عدت کے اندر رجوع نہ کرے تو عدت کے بعد وہ طلاق رجعی طلاق بائن بن جاتی ہے "فان انقضت العدة ولم یراجعها بانت منه (فقه السنة، کتاب الطلاق، حکم الطلاق الرجعی ۲۷۴/۲ ط دار الکتب العربی بیروت) اور طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے" واذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة و بعد انقضائها (الهدایة، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة ۳۹۹/۲ مکتبه شرکة علمیه ملتان)

میں مفاسد کا خوف ہو تو حضرت امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل کیا جا سکتا ہے کیا یہ صحیح ہے اور صحیح ہے تو اس کی کیا صورت ہے غیر مقلدین صحبت واحدہ میں ایک سے زائد طلاق کو ایک ہی شمار کرتے ہیں اور زید نے دو صحبتوں میں کئی بار ہندہ کو طلاق دی ہے تو کیا حالت مذکورہ حنفی غیر مقلدین کے مسئلہ پر عمل کر سکتا ہے بہر حالت زید و ہندہ کی مکرر وابستگی کی آسان سے آسان تر جو صورتیں ممکن ہوں ان سے مطلع فرما کر دونوں کو حوادث و مفاسد سے بچائیں۔ المستفتی نمبر ۱۶۱۹ جناب قمر الدین صاحب (بنارس) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۷) تین طلاقیں ایک مجلس میں ہوں یا دو مجلسوں میں دینے سے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی چاروں مذہبوں میں طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے(۱) اور اس کے بعد بغیر حلالہ کے زوجہ زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوتی(۲) حلالہ میں زوج ثانی کا صحبت کرنا شرط ہے بل صحبت میں صرف دخول حشفہ کافی ہے، انزال شرط نہیں(۳) مولانا عبدالحیؒ نے فتاویٰ میں ضرورت کے وقت مذہب شافعی پر عمل کرنے پر لکھا ہے مگر اس مسئلہ میں امام شافعیؒ کا مذہب بھی یہی ہے کہ حلالہ لازم ہے۔(۴)

ہاں غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ ایک طلاق ہوئی اور حلالہ شرط نہیں بغیر حلالہ تجدید نکاح کافی ہے ہم حنفی تو اس مذہب کو صحیح نہیں سمجھتے اس لئے اس پر فتویٰ نہیں دے سکتے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث، وقد ثبت النقل عن أكثرهم صريحا بإيقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف، فماذا بعد الحق إلا الضلال، وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بأنها واحدة لم ينفذ حكمه لأنه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳/۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، والأصل فيه قوله تعالى: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره، والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط شركة علمية ملتان)

(۳) ويشترط أن يكون الإيلاج موجبا للغسل وهو التقاء الختانين هكذا في العيني شرح الكنز، أما الإنزال فليس بشرط للإحلال (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدية كوئٹه) وقال في الهداية: والشرط الإيلاج دون الإنزال لأنه كمال ومبالغة فيه والكمال قيد زائد (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۴۰۰ ط شركة علمية ملتان)

(۴) قال الشافعي: وأحب أن يطلق واحدة ولا يحرم عليه أن يطلقها ثلاثا، قال الماوردي: وهذا كما قال، إذا طلقها ثلاثا في وقت واحد وقعت الثلاث (الحاوي الكبير للماوردي الشافعي، كتاب الطلاق، باب إباحة الطلاق ووجهه وتفريعه ۱۲/۳۸۸ ط دار الفكر بيروت) فإن قال الرجل لامرأته التي تحيض أنت طالق ثلاثا للسنة وقعن جميعا معا في وقت طلاق السنة إذا كانت طاهرا من غير جماع وقعن حين قاله (الأم للإمام الشافعي، تحت تفريع طلاق السنة في المدخول بها التي تحيض إذا كان الزوج غائبا ۵/۱۸۱ ط دار المعرفة بيروت)

(۵) وقد ثبت النقل عن أكثرهم صريحا بإيقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق إلا الضلال، وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بأن الثلاث بفم واحدة لم ينفذ حكمه لأنه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (فتح القدير، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة ۳/۳۳۰ ط مكتبة رشيدية كوئٹه)

تین دفعہ سے زیادہ طلاق دی، تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید بحالت غصہ اپنی بیوی ہندہ کو روبرو ایک لڑکا قریب البلوغ کے کہا کہ میری بیوی کے والدین کو خبر کرو کہ ہم اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدیں گے وہ اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے جائیں لڑکے نے جانے سے انکار کیا پس زید محلہ میں بخانہ دیگر شخص پہنچ کر اہل خانہ سے یوں بیان کیا کہ میں اپنی بیوی ہندہ کو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق چار طلاق بلکہ اس کے ساتھ بائنہ لفظ کہہ گیا ہے، جب کہ خبر طلاق دینے کی زید کے محلہ میں منتشر ہوئی تو زید کے ولی نے اس کے استاد کو بلایا اور کہا کہ زید سے ایک خطا ظاہر ہوئی ہے استاد نے بعد دریافت حالات طلاق زید سے پوچھا کہ تمہاری نیت طلاق سے کیا ہے زید نے جواب دیا کہ میری نیت چھوڑنے کی نہیں ہے استاد صاحب نے زید و ولی زید کو یہ ہدایت کی کہ کسی مفتی سے فتوی لے کر عمل درآمد کرو مگر ولی زید و خود زید نے استاد کے کہنے پر عمل نہ کرتے ہوئے از روئے حدیث خلاصۃ النکاح جس میں حوالہ شرح وقایہ کا درج ہے اس کی رو سے نکاح کی تجدید ہندہ سے کیا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۷۱۰ محمد ابراہیم صاحب (ضلع پورنیہ) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۸) جب کہ زید نے اپنی بیوی کو بلفظ طلاق صریح چار طلاقیں دیدی ہیں تو اس کی بیوی پر طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ہے(۱) اور اس کے لئے تجدید نکاح جائز نہیں تھی وہ عورت زید کے لئے حرام ہو گئی اور جب تک کسی دوسرے زوج کے ساتھ نکاح ہو کر بعد وطی اس کے نکاح سے باہر نہ نکلے زید کے لئے حلال نہیں ہو سکتی(۲) ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایک مجلس میں تین طلاق دی، اب رجوع کرنا چاہتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

(سوال) کیا ایک وقت میں تین طلاقیں دینے سے طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں اور تین طلاق فوری کے بعد پھر خاوند اپنی ایسی مطلقہ ثلاثہ بیوی سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

کتاب اسرار شریعت جلد دوم مولفہ مولوی محمد فضل خاں ڈاک خانہ چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی صفحہ ۱۹۳ لغایت ۲۲۰ ظاہر کیا گیا ہے کہ تین طلاق دفعۃً واحدۃً دی جائیں تو ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ اور ایک

---

(۱) وطلاق البدعة ان يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او ثلاثا في طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا (الهداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة ۲/ ۳۵۵ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۳) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف، فماذا بعد الحق الا الضلال (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳/ ۲۳۳ ط سعيد كراتشي) وقال في بداية المجتهد: جمهور فقهاء الامصار على ان الطلاق بلفظ الثلاث حكمه حكم الطلقة الثالثة (بداية المجتهد ونهاية المقتصد، كتاب الطلاق، باب الطلاق بلفظ الثلاث ۴/ ۳۴۷ ط دار الكتب العلميه بيروت)

دفعہ تین طلاقیں دینا خدا اور رسول نے حرام ٹھہرایا ہے اور طلاق میں عدت کا رکھنا واجب ٹھہرایا ہے طلاق میں عدت نہ رکھنا نقص اور امر الٰہی کے مخالف ہے اور ایسی بات کامل نہیں ہو سکتی نیز پارہ ٢٨ سورہ طلاق کما قال اللہ تعالیٰ واشہدوا ذوی عدل منکم تک آیات نقل کرکے اور چند احادیث درج کرکے ثابت کیا ہے کہ ایک طہر میں ایک طلاق دینی چاہئیے دوسرے طہر میں دوسری اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق یعنی ہر حیض کے بعد خاوند عورت کو طلاق دے اور جب تیسرا طہر یا مہینہ آوے خاوند کو ہوشیار ہونا چاہئیے کہ اب تیسرا طہر ہے طلاق دے کر دائمی جدائی ہے یا تیسری طلاق سے رک جائے اور اگر تیسری طلاق جو تیسرے حیض کے بعد ہوتی ہے دیدے تو اب وہ عورت اس کی عورت نہیں اور جب تک یہ خاوند نہ کرے تب تک پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں آسکتی اس لئے تیسری طلاق سے پہلے بیوی اور خاوند آپس میں رجوع کر سکتے ہیں۔

المستفتی نمبر ٧٩٩ ازراعت اللہ بیگ (ضلع ملتان) ٧ رجب ١٣٥٦ھ م ٢٣ ستمبر ١٩٣٥ء

(جواب ٣٣٩) یہ صحیح ہے کہ شریعت مقدسہ نے طلاق دینے کا جو طریقہ تعلیم کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک طہر میں ایک طلاق دی جائے اور پھر دوسرے طہر سے پہلے دوسری طلاق نہ دی جائے ممکن ہے کہ طہر اول کے بقیہ حصہ اور زمانہ حیض کے گزرنے تک میاں بیوی میں مصالحت کی صورت پیدا ہو جائے اور خاوند رجوع کرلے لیکن اس مدت تک صلح صفائی نہ ہو سکے اور طلاق دینے پر ہی خاوند آمادہ ہو تو دوسرے میں ایک طلاق (جو دوسری ہوگی) دی جائے اور پھر بقیہ طہر اور زمانہ حیض تک خاوند خاموش رہے اگر اس زمانے میں صلح صفائی کی صورت نکلے تو رجوع کرے لیکن اگر اس مدت میں بھی صفائی نہ ہو سکے اور خاوند بالکل قطع تعلق کا ہی ارادہ کرے تو تیسرے طہر میں تیسری طلاق دیدے اس کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا اور عورت اس مرد پر قطعی حرام ہو جاتی ہے یہ طریقہ تو خدا اور رسول کا تعلیم فرمودہ اور ہمارے لئے مفید اور بہت سے مصالح پر مبنی تھا (١) لیکن اگر کوئی شخص شامت اعمال سے اس پر عمل نہ کرے اور ایک دفعہ ہی ایک ہی مجلس میں یا ایک لفظ سے تین طلاقیں دیدے تو جمہور فقہاء و محدثین وائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں (٢) اور عورت قطعی حرام ہو جاتی ہے اور یہ شخص طریقہ شرعیہ کے خلاف طلاق دینے کا گناہ گار بھی ہوتا ہے یہ سب کہتے ہیں کہ ایک مجلس میں ایک طہر میں یا ایک لفظ سے تین طلاقیں دیدے تو پڑ گئیں تینوں ایک نہ ہوگی (٣) قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں جسکا یہ مطلب ہو کہ

---

(١) اما الطلاق السنی فی العدد والوقت فنوعان حسن واحسن فالاحسن ان یطلق امراته واحدة رجعیة فی طهر لم یجامعها فیه ثم یترکها حتی تنقضی عدتها او کانت حاملا قد استبان حملها والحسن ان یطلقها واحدة فی طهر لم یجامع
فیه ثم فی طهر اخر اخری ثم فی طهر آخر اخری کذافی محیط السرخسی (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسیره ١/٣٤٨ ط مکتبه ماجدیه' کوئٹه)

(٢) وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظهر لهم مخالف' فماذا بعدالحق الا الضلال (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق ٣/٢٣٣ ط سعید کراتشی) (٣) واما البدعی ان یطلقها ثلاثا فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة او یجمع بین التطلیقتین فی طهر واحد بکلمه واحدة او بکلمتین متفرقتین فاذا فعل ذلک وقع الطلاق و کان عاصیا (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسیره ورکنه ١/٣٤٩ ط ماجدیه کوئٹه)

ایک مجلس کی یا ایک طہر کی یا ایک لفظ کی تین طلاقیں دی جائیں تو ایک طلاق ہوگی اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیدیں تو انہوں نے فرمایا کہ تین طلاقیں پڑ کر وہ بائنہ (مغلظہ) ہوگئی اور ۹۹۷ بیکار گئیں (۱) کتاب اسرار شریعت سے جو عبارت نقل کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں ایک طلاق ہوگی ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء و محدثین کے مذہب کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کہا ”ایک دو تین طلاق دیتا ہوں“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) ایک شخص کی اپنی منکوحہ عورت کے ساتھ لڑائی ہوئی عورت منکوحہ نے اپنے مرد کو ایسے سخت کلمے کہے کہ مرد برداشت نہ کر سکا غصہ کا غلبہ زیادہ ہوا اس وقت مرد نے اپنے تایازاد بھائی سے کہا کہ اس میری عورت کو گھر سے نکال دو تایازاد بھائی نے کہا کہ تم باہر جاؤ میں اس عورت کو سمجھاؤں گا اور کل گاڑی کرایہ کر کے اس کو اس کے باپ کے گھر بھیج دوں گا۔ مرد نے اس بات کو بھائی سے کئی مرتبہ کہا کہ اس عورت کو گھر سے نکال دو میں نہیں مانوں گا آخر بھائی نے بھائی کو سمجھایا کہ تم باہر جاؤ میں ٹھیک کر دوں گا اس پر مرد مذکور برائے نماز بوقت عشا چلا گیا اور نماز عشا سے فارغ ہو کر آیا اور اپنے بھائی سے کہا تم نے اس عورت کو نکالا نہیں انہوں نے پھر سمجھانے کی بات کہی مذکور عورت کا مرد غصہ سے بھرا ہوا باہر چلا گیا اور اپنی برادری کے تین آدمیوں کو بلا کر لایا اپنی بیٹھک میں جہاں سے عورت کا رہنا فاصلہ پر تھا اور بیٹھک میں اپنے بھائی کو بھی بلالیا وہاں بیٹھ کر مرد نے اپنی برادری کے لوگوں کے سامنے یہ کہا کہ میری عورت مجھ کو بہت زیادہ تکلیف دیتی ہے اور بہت تنگ کرتی ہے میں آپ لوگوں کے سامنے ایک دو تین طلاق دیتا ہوں۔ زمین پر لکھ دیتا رہا جب تین لکیر ہو چکی اس وقت ایک دفعہ لفظ طلاق کہہ دیا مرد کے منہ سے طلاق کی آواز مذکورہ عورت نے اپنے کان سے نہیں سنی اس عورت کو اور مخلوق سے معلوم ہوا کہ تیرے خاوند نے تجھ کو رات کے وقت طلاق دے دی ہے مندرجہ بالا تحریر کے بموجب طلاق پڑ گئی یا نہیں اور ان دونوں مرد عورت میں کوئی صورت نکاح کی نکل سکتی ہے یا نہیں (۲) نمبر ایک سوال کے بموجب اگر طلاق پڑ گئی تو مرد کے اوپر گناہ تو لازم نہیں آتا اور اگر گناہ لازم آیا تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۷ نیاز محمد خاں (روہتک) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۰) (۱) اس صورت میں عورت پر طلاق پڑ گئی اور طلاق مغلظہ پڑی اب بدون حلالہ کوئی صورت ان کے اجتماع کی نہیں ہے (۲) (۲) دفعۃً تین طلاق دے دینا خلاف شریعت فعل ہے اس کا گناہ ہوا اگر

---

(۱) مالک انه بلغه ان رجلا قال لابن عباس انی طلقت امرأتی مائة تطلیقة فماذا تری علی فقال له ابن عباس طلقت منك بثلاث و سبع و تسعون اتخذت بها آیات الله هزوا (رواه مالك فی المؤطا' کتاب الطلاق' باب ماجاء فی البتة' ص ۵۱۰ ط مکتبه میر محمد کراتشی)

(۲) ان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب السادس فی الرجعة' فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/۴۷۳ ط ماجدیة' کوئٹه)

طلاق پڑ گئیں (۱) اور اس گناہ کا کفارہ توبہ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

تین دفعہ ”طلاق‘ طلاق‘ طلاق کہہ دیا“ تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) ایک مرد کا اپنی عورت سے جھگڑا ہوا غصہ کی حالت میں مرد نے عورت کو کہہ دیا تم پر طلاق‘ طلاق‘ طلاق۔ یہ تین دفعہ کہہ دیا مگر طلاق دیتے وقت بائن نہیں کہا تھا اور پہلے سے اس مرد کا اپنی عورت کو طلاق دینے کا مطلب نہیں تھا آیا طلاق ہوئی کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۹۲ محمد تقی حسین (آسام) ۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۱) طلاق بائن کا لفظ کہا یا نہیں طلاق ہو گئی اور تین دفعہ طلاق کہنے سے مغلظہ ہو گئی (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مطلقہ مغلظہ جو زنا سے حاملہ تھی‘ کے ساتھ نکاح کیا‘ پھر جماع کے بعد طلاق دیدی‘ تو شوہر اول کے لئے حلال ہوئی یا نہیں؟

(سوال) زید ہندہ را سہ طلاق داد بعد انقضائے عدت زید با ہندہ زنا نمود بعد ازاں خالد ہندہ مزنیہ را نکاح کرد و اندریں نکاح موقوف خالد با ہندہ وطی حرام نمود بعد وطی ہندہ وضع حمل نمود اندریں صورت با زید ہندہ را نکاح کردن تواند یا نہ بر تقدیر اول الوطی فی النکاح الموقوف کالوطی فی النکاح الفاسد چہ معنی دارد حالانکہ در نکاح فاسد وطی محلل نشود۔ المستفتی نمبر ۱۹۹۴ شیخ احمد صاحب (نوکھالی) ۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(ترجمہ) زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی اور عدت گزرنے کے بعد زید نے ہندہ سے زنا کیا پھر خالد نے ہندہ مزنیہ سے نکاح کیا اور اس نکاح موقوف کے اندر خالد نے ہندہ کے ساتھ وطی حرام کی‘ بعد وطی ہندہ نے وضع حمل کیا اس صورت میں زید اور ہندہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول الوطی فی النکاح الموقوف کالوطی فی النکاح الفاسد کا کیا مطلب ہوگا؟ حالانکہ نکاح فاسد میں وطی محلل نہیں ہوتی؟

(جواب ۳۴۲) مطلقہ بعد عدت اجنبیہ محضہ شد و زید کہ بدو وطی کرد ایں زنا واقع شد و نکاح مزنیہ صحیح است پس نکاح خالد صحیح شد و وطی اگرچہ بسبب حمل زنا حرام بود مگر برائے تحلیل کافی باشد۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

(ترجمہ) مطلقہ عدت گزرنے کے بعد زید کے لئے محض اجنبی عورت ہو گئی اور زید نے جو اس کے ساتھ

---

(۱) واما البدعی ان یطلقها ثلاثا فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمات متفرقة او یجمع بین التطلیقتین فی طهر واحد بکلمة واحدة او بکلمتین متفرقتین فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا (الفتاوی الهندیة' کتاب الطلاق' الباب الاول فی تفسیره ورکنه ۱/ ۳۴۹ ط ماجدیه' کوئٹه)

(۲) کما ورد فی الحدیث الشریف' عن ابی عبیدة بن عبدالله عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له (رواه ابن ماجه فی سننه' باب ذکر التوبة ص ۳۲۳ ط میر محمد کراتشی)

(۳) و طلاق البدعة ان یطلقها ثلاثا بکلمة واحدة او ثلاثا فی طهر واحد فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا (الهدایة' کتاب الطلاق' باب طلاق السنة ۲/ ۳۵۵ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

صحبت کی یہ خالص زنا ہو، اور مزنیہ کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے(۱) پس خالد کا نکاح صحیح ہو گیا اور خالد کا اس کے ساتھ صحبت کرنا اگرچہ حاملہ من الزنا ہونے کی وجہ سے حرام تھا(۲) لیکن حلالہ ہو جانے کے لئے کافی ہے(۳)

شوہر نے یہ الفاظ لکھے ”کہ سواب تحریر ہر سہ طلاق ایک دو تین ہیں آج سے باہمی کوئی واسطہ نہ رہا“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) اگر خاوند کی طرف سے حسب ذیل الفاظ کہ ”سواب تحریری ہر سہ طلاق ایک دو تین ہیں آج سے باہمی کوئی واسطہ نہ رہا“ تحریر ہوں تو کیا مذکورہ بالا الفاظ کی رو سے عورت کو طلاق ہے۔ المستفتی نمبر ۱۹۹۶ احمد نواز شاہ صاحب (ڈیرہ غازی خاں) ۳ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۳) اگر یہ طلاق نامہ مسٹر شاہ نواز شاہ کا لکھا ہوا ہے یا لکھوایا ہوا ہے تو طلاق مغلظہ اس تحریر سے واقع ہو گئی۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) جس عورت سے زنا کیا، اس سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟
(۲) حاملہ عورت کو تین طلاق دی، طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

(سوال) (۱) ہندہ پہلے بیوہ تھی اور اس درمیان میں اس نے زید سے ناجائز تعلق کر کے حاملہ ہو گئی چھ ماہ گزرنے پر زید نے حمل پوشیدہ کرنے کی غرض سے ہندہ سے عقد کر لیا نکاح صحیح ہوا یا غلط؟

(۲) کچھ دنوں تک ہندہ زید کے شامل اطمینان سے رہی بعد اس کے زید کے خلاف ہوئی اور ہمیشہ اس کی نافرمانی کرنے لگی جو کہ بالکل خدا اور رسول کے خلاف باتیں تھیں حالانکہ عدتے والے بھی اس کی بد زبانی و نالائقی پر رنج خاطر تھے بلکہ ہندہ نے خدا اور رسول کی قسم دیکر زید کو طلاق دینے پر مجبور کر لیا زید نے مجبور

---

(۱) وصح نكاح حبلى من زنى لا حبلى من غيره اى الزنا وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح فصل في المحرمات ۳/۴۸ ط سعيد كراتشي)

(۲) وان حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع متصل بالمسئلة الاولى لئلا يسقي ماءه زرع غيره اذ الشعر ينبت منه ولو نكحها الزاني حل له وطؤها اتفاقا والولد له ولزمه النفقة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات ۳/۴۹ ط سعيد كراتشي)

(۳) والشرط الايلاج دون الانزال لانه كمال ومبالغة فيه والكمال قيد زائد (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۴۰۰ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۴) كتب الطلاق، ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى وقيل مطلقا (درمختار) وقال في الرد (ولو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان اقرارا بالطلاق وان لم يكتب، واستكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فاخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به اليها فاتاها وقع ان اقر الزوج انه كتابه، وان لم يقر انه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الامر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق، ما لم يقر انه كتابه (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/۲۴۶، ۲۴۷ ط سعيد كراتشي)

ہو کر ہندہ کو ایک جلسہ میں تین طلاق دے دیا طلاق دینے کے بعد معلوم ہوا کہ ہندہ دو ماہ کے حمل سے تھی اب سوال یہ ہے کہ طلاق صحیح ہوا یا غلط ؟ اب زید اگر پھر دوبارہ اس سے عقد کرنا چاہے تو اس کی صورت کیا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۰۱۴ محمد فصیح الدین صاحب (ہزاری باغ) ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۴) اگر ہندہ بیوگی کی مدت گزار چکی تھی اور اس کے بعد زید کے ساتھ ناجائز تعلق ہوا اور زنا سے حاملہ ہوئی اور پھر زید نے نکاح کر لیا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ حاملہ من الزنا کا نکاح درست ہے (۱) اور حمل کی حالت میں طلاق بھی پڑ جاتی ہے (۲) زید نے اگر تین طلاقیں دیدیں تو ہندہ کے حاملہ ہو جانے کے باوجود وہ تینوں طلاقیں پڑ گئیں اور اب بدون حلالہ کے زید کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ٗ دہلی

غصہ میں بیوی کو تین چار مرتبہ طلاق دی ' تو کیا حکم ہے ؟

(سوال) میرا بڑا لڑکا جاہل صرف اردو کی دو تین کتابیں مدرسہ کا پڑھا ہوا ہے اور چودہ سال کی عمر سے بمقام کراچی ریلوے کارخانہ میں ملازم ہے جس کو عرصہ بائیس سال کے قریب ہو گیا ہے گویا عرصہ بائیس سال سے کارخانہ میں جاہلوں کی صحبت میں رہ کر اور زیادہ جاہل اور بے تمیز سا ہو گیا ہے شرع اور مسئلہ وغیرہ کے نتائج سے بالکل بے خبر ہے وہ سال بھر میں یک مرتبہ چھٹی لیکر مکان پر ایک مہینہ کے واسطہ آتا ہے اس کی شادی اس کی پھوپھی کی لڑکی سے ہوئی ہے سب سے پہلی مرتبہ جو وہ مکان پر آیا تھا تو وہ اپنی اہلیہ سے کہہ گیا تھا کہ تو اپنے بھائی کے مکان پر نہ جانا لیکن اس کے بعد وہ ایک مرتبہ بمر ضروری کی وجہ سے مجھ سے یعنی اپنے خسر سے دریافت کر کے چلی گئی اور تین چار روز رہ کر واپس چلی آئی اس کے ایک لڑکی ہے جس کی عمر پانچ سال کی ہے اور اب جو وہ دس روز کی چھٹی لیکر مکان پر آیا تو اس کی لڑکی نے کہا کہ بابو آپا تو ماموں کے یہاں گئی تھی اس نے اپنی اہلیہ سے دریافت کیا اس نے جانے سے انکار کیا جس پر اس نے کہا کہ اچھا قسم کھاؤ کہ میرا بھائی مرے جو میں گئی ہوں اس نے اس طرح قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔ اس پر اس کی ضد بڑھتی چلی گئی نتیجہ یہاں تک پہنچا کہ اس نے غصہ میں اس کو دو عورتوں کے مواجہہ میں جس میں سے ایک عورت تو کوٹھے میں اس کے پاس تھی اور دوسری باہر صحن میں موجود تھی طلاق تین چار مرتبہ دے دی لیکن طلاق کے نتیجہ سے پورے طور پر واقف نہ ہو کر اور یہ سمجھ کر کہ یہ بھی ایک قسم کی گالی اور دھمکی ہے کچھ عرصہ کے بعد پھر

---

(۱) وصح نکاح حبلی من زنی لا حبلی من غیرہ ای الزنا وان حرم وطؤها ودواعیه حتی تضع لو نکح الزانی حل له وطؤها اتفاقا والولد له ولزمه النفقة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب النکاح' فصل فی المحرمات ۳/۴۸' ۴۹ ط سعید کراتشی)

(۲) و طلاق الحامل یجوز عقیب الجماع لانه لا یؤدی الی اشتباه وجه العدة (الهدایة' کتاب الطلاق' باب طلاق السنة ۲/۳۵۶ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۳) قال اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسریح باحسان ' فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ' (البقرة ۲۲۹' ۲۳۰)

ایک ہو جائیں لیکن جب اس کو اس طلاق کا نتیجہ اصلی طور پر معلوم ہوا تب وہ بہت شرمندہ ہوا اور صبح کو روتا ہوا اپنی ملازمت پر چلا گیا تو اس قسم کی طلاق کا کیا حکم ہے وہ پھر اس کی بیوی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۷ منشی اصغر حسین (مظفر نگر) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۵) طلاق اگر لفظ طلاق کے ساتھ دی ہے جب تو طلاق مغلظہ ہو گئی (۱) اور اگر الفاظ کچھ ور استعمال کئے ہوں مثلاً فارغ خطی یا اس کے مثل تو وہ الفاظ بتا کر حکم دریافت کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اگر بیوی سے کہا ”طلاق دیدی‘ طلاق دیدی‘ دیدی‘ دیدی تو کتنی طلاق واقع ہوئیں ؟

(سوال) زید اپنی رخصت ختم کر کے باہر اپنی ملازمت پر جارہا تھا چند امور خانگی کی وجہ سے زید کی بیوی یہ کہہ گزری کہ میں آپ کے ساتھ نہیں جاتی اس پر زید نے غصہ میں آکر کہا کہ اگر تم میرے ساتھ نہیں چلتیں تو میں نے تم کو طلاق دے دی ایک دم تین مرتبہ کہہ دیا درمیان میں کوئی وقفہ نہیں ہوا اور زید اپنی ملازمت پر چلا گیا آیا اس کو طلاق ہوئی یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۰۹۲، مسٹر محمد اللہ صاحب (گوجرانوالہ) ۳ شوال ۱۳۵۶ھ م ۷ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۶) اگر خاوند کے الفاظ یہی تھے کہ میں نے تم کو صدق دے دی تو اس صورت میں خاوند اگر اقرار کرے کہ تین طلاقیں دینی مقصود تھیں تو طلاق مغلظہ ہوئی (۲) اور اگر وہ اقرار نہ کرے تو ایک طلاق رجعی ہوئی ہے (۳) عدت کے اندر رجعت ہو سکتی ہے۔ (۴) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے نشہ میں کسی کے دھمکانے پر بیوی کو طلاق دی، تو کون سی طلاق واقع ہوئی ؟

(سوال) میاں بیوی میں جھگڑا ہو گیا بی بی کہنے لگی کہ ہم کو سواری منگا دو تاکہ ہم میکے چلے جاویں اور اس گھر میں برابر تکرار ہوتا ہے اس پر میاں نے کہا کہ جاؤ تم کو تین طلاق شوہر کی نیت طلاق کی نہ تھی محض ڈرانے اور تادیب کے خیال سے کہا تھا اور نیت فقط ایک ہی کی تھی اور لفظ تین صرف مضبوطی کے لئے کہا تھا اس پر کیا حکم مرتب ہوتا ہے ؟ المستفتی نمبر ۲۱۵۷ لطافت حسین (ضلع پورنیہ) ۲۷ شوال ۱۳۵۶ھ

---

(۱) والبدعي ثلاث متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة)وكذا بكلمة واحدة بالاولى وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) واما البدعي ' ان يطلقها ثلاثا في طهر واحد بكلمة واحدة او بكلمات متفرقة' فاذافعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا (الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب الاول في تفسيره ۱ ۳۴۸ ط مكتبه ماجديه' كوئٹه)

(۳) كرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين (درمختار) وقال فى الرد (قوله كرر لفظ الطلاق) بان قال للمدخولة انت طالق انت طالق اوقدطلقتك قد طلقتك اوانت طالق قد طلقتك او انت طالق وانت طالق' (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب طلاق غير المدخول بها ۲۹۳/۳ ط سعيد كراتشي)

(۴) واذا طلق الرجل امراته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض (الهداية' كتاب الطلاق باب الرجعة ۳۹۴/۲ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

م ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۴۷) عورت پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا "جاؤ تم کو تین طلاق" مگر نیت تین طلاق کی نہ تھی' تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید نے شراب کے نشہ میں اپنے ماموں کے دھمکانے پر قاضی کے سامنے اپنی بیوی کو طلاق دیدی بیوی کا کوئی قصور نہیں نہ بیوی بد چلن ہے بلکہ زید اپنی نوکری پر گیا ہوا تھا تو زید کا ماموں اور زید کا باپ زید کی بیوی کو میکے سے لینے گئے زید کے سسر سے کچھ جھگڑا زید کے ماموں اور باپ کا ہو گیا تو ماموں نے یہ کہا کہ ہم تمہاری لڑکی کو طلاق دلوا دیں گے۔ جب زید اپنی نوکری پر سے چھٹی لے کر مکان گیا تو زید کے ماموں نے زور دیا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو ورنہ میں تم کو گولی سے مار دوں گا اس پر قاضی کو بلو کر اور زید کے والد وغیرہ کو بلوا کر طلاق دلوا دی اب زید اور اس کی بیوی بہت پریشان ہیں اور شرعی مسئلہ چاہتے ہیں کہ یہ طلاق ہو گئی یا نہیں؟ اگر طلاق ہو گئی ہو تو پھر نکاح کس صورت سے ہو سکتا ہے اور بحالت مجبوری شرع کیا اجازت دیتی ہے؟ المستفتی نمبر ۲۲۱۸ ارتضا علی کانسٹبل (دہرہ دون) ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۴۸) طلاق تو ہو گئی (۲) اور اگر تین طلاقیں دی ہیں تو اب بدون حلالہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا (۳) اگر تین طلاقیں نہ دی ہوں تو دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین طلاق کے بعد میاں بیوی کا ساتھ رہنا جائز نہیں!

(سوال) (۱) کسی نے اپنی زوجہ کو گزشتہ سال تین طلاق بائن دے دیا تھا پھر اسی مطلقہ عورت کو اپنے مکان میں رکھا مابین زوج و زوجہ کے دستور کے مطابق سب کچھ ہوا الغرض اس کی تحلیل جائز ہو گی یا نہیں اگر تحلیل جائز ہے تو تحلیل سے قبل مذکورہ عورت کو عدت کرنی ہو گی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۴

---

(۱) فالصريح قوله انت طالق و مطلقة و طلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي' ولا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال (الهداية' كتاب الطلاق' باب ايقاع الطلاق ۲/۳۵۹ ط شركة علميه ملتان)

(۲) و يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو تقديرا بدائع ليدخل السكران ولو عبدا او مكرها فان طلاقه صحيح لا اقراره بالطلاق (درمختار) وقال في الرد (قوله ليدخل السكران) اى فانه فى حكم العاقل زجرا له فلا منافاة بين قوله عاقل و قوله الآتي او سكران (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق ۳/۲۳۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(٤) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/٤۷۲ ط مكتبه ماجديه' كوئٹه)

محمد عبدالوہاب صاحب (رامپور) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۴۹) جس عورت کو تین طلاقیں دیدی تھیں اس کو اپنے پاس رکھنا اور زوجین کی طرح تعلقات قائم کرنا حرام ہے (۱) اس کو فوراً علیحدہ کرنا چاہئے اور بعد عدت کے وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ صحبت کرنے کے بعد طلاق دیدے اور اس کی عدت بھی گزر جائے جب زوج اول کے ساتھ نکاح ہو سکے گا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تین طلاق دی، تو تینوں ہی واقع ہوئی

(سوال) (۱) ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق بیک وقت دیدی جس کو ۶۔۷ ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے طلاق دینے کے بعد سے اب تک وہ عورت اپنے والدین کے گھر نہیں گئی بلکہ اپنے شوہر ہی کے گھر اس امید پر رہی کہ قرآن و حدیث کی رو سے تین طلاق واقع ہو جانے کے بعد جو صورت حلالہ ہونے کی ہو وہ کرکے پھر پہلے ہی شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح ہو تاکہ اپنے پہلے ہی شوہر کے ساتھ رہ کر زندگی بسر کرے مگر اس عورت کا پہلا شوہر (جس نے طلاق دے دیا ہے) کسی صورت سے راضی اور خوش نہیں ہوتا ہے کہ میرا نکاح پہلی بی بی سے دوبارہ ہو ایسی حالت میں مرد و عورت کے لئے جو بہتر طریقہ ہو تحریر فرمائیں (۲) اس عورت کی گود میں دو سال کی لڑکی بھی ہے (۳) جس بستی کا یہ واقعہ ہے وہاں کے کچھ آدمیوں کی رائے ہے کہ جس صورت سے ممکن ہو یہ عورت پہلے ہی مرد کے پاس رہے مگر مرد اس کے بالکل خلاف ہے (۴) جس مرد نے طلاق دی ہے اس کے باپ اور بڑے بھائی (جو گھر کے مالک و مختار ہیں) کا بھی زور ہے کہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کرکے اپنے گھر میں رکھو مگر مرد کسی کے کہنے سے راضی نہیں ہوتا ہے جس کی وجہ سے مرد کو بستی کے کچھ لوگ اور اس کے باپ بھائی دھمکی دے رہے ہیں کہ دوبارہ نکاح ضرور کرو لہذا ایسی صورت میں مرد کی رضامندی کا خیال کیا جاوے یا عورت کی؟ (۵) غالب گمان ہے کہ مرد کسی صورت سے دوبارہ نکاح کرنے کے لئے راضی نہیں ہوا تو بستی کے کچھ لوگ اور عورت دین مہر کے لئے مطالبہ کریں گے ایسی صورت میں مرد کو کیا کرنا ہوگا؟ المستفتی نمبر ۲۳۰۴ محمد شمیم الدین صاحب (ضلع ساون) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۵۰) جب کہ خاوند نے تین طلاقیں دیدی ہیں تو عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی

---

(۱) ومفاده انه لو وطئها بعد الثلاث في العدة بلا نكاح عالما بحرمتها لا تجب عدة اخرى لانه زنا وفي البزازية: طلقها ثلاثا و وطئها في العدة مع العلم بالحرمة لا تستانف العدة بثلاث حيض ويرجمان اذا علما بالحرمة ووجد شرائط الاحصان (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في وطء المعتدة بشبهة ۳/۵۱۸ ط سعيد كراتشي)

(۲) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها كذا في الهداية (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/۴۷۳ ط مكتبه ماجديه كوئٹه)

ہے(۱) اور خاوند کے ذمہ عورت کا مہر واجب الادا ہو گیا وہ اپنا مہر وصول کر سکتی ہے ۔(۲) حلالہ کے بعد اس شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے لیکن اگر شوہر دوبارہ نکاح کرنے پر راضی نہیں ہے تو اس کو مجبور کرنا بھی صحیح نہیں اور بدون حلالہ اس شوہر سے دوبارہ نکاح کرنا جائز ہی نہیں(۳) حلالہ کی جائز صورت کسی مقامی عالم سے دریافت کرلیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے بیوی کو تین بار "طلاق، طلاق، طلاق" لکھ کر طلاق نامہ دیا تو کتنی طلاق واقع ہوئی، اب رجوع کرنے کی کیا صورت ہے؟

(سوال) زید نے عرصہ ایک ماہ کا ہوا ہندہ کو طلاق طلاق طلاق تین بار لکھ کر طلاق نامہ دیا ازاں بعد اپنے کئے پر ندامت آئی اور اب پھر دوبارہ ہندہ کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو ازروئے شرع شریف بتلایا جائے کہ کس صورت سے ہندہ اس کے نکاح میں آسکتی ہے حلالہ یا بغیر حلالہ۔ ایک دوسرے شخص عمر نے اپنی عورت کو عرصہ گیارہ سال ہوئے طلاق دی طلاق نامہ مروجہ لکھ کر دیا جو عموماً تین طلاق ہی کا ہوتا ہے اس طلاق نامہ کی نقل دستیاب نہیں ہوئی اب عمر مذکور اپنی سابقہ عورت کو اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے اس کے لئے بھی ازروئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ المستفتی حکیم عبدالکریم فاضل الطب والجراحت

(جواب ۳۵۱) دونوں صورتوں میں جب کہ تین طلاقیں دی گئی ہیں تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو گئی اور اب وہ اپنے شوہروں کے نکاح میں بدون حلالہ کے نہیں آسکتیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے کہا "میں نے اس بڈھے کی بیٹی کو ثلثہ دو طلاق دیدیا ہے" تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟ دو یا تین؟

(سوال) ایک شخص مسمی امداد حسین نے حالت غضب میں بہ ثبات عقل و ہوش بر سر مجلس اپنے سسر کی طرف جو اس وقت مجلس میں موجود تھا اشارہ کر کے کہا کہ میں نے اس بڈھے کی بیٹی کو دو طلاق دیے۔

---

(۱) وطلاق البدعة ان يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او ثلاثا في طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع وكان عاصيا (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۵۵ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) لا خلاف لاحد ان تاجيل المهر الى غاية معلومة نحو شهر او سنة صحيح وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشايخ فيه قال بعضهم يصح وهو الصحيح وهذا لان الغاية معلومة في نفسها وهو الطلاق او الموت الا يرى ان تاجيل البعض صحيح وان لم ينص على غاية معلومة كذا في المحيط (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب السادس في المهر، الفصل الحادي عشر في منع المرأة نفسها بمهرها والتاجيل في المهر وما يتعلق بها ۱/۳۱۸ ط مكتبه ماجديه، كوئته)

(۳) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۴) لا ينكح مطلقة من نكاح صحيح نافذ بها اى بالثلاث لو حرة و ثنتين لو امة ... حتى يطأها غيره ولو الغير مراهق يجامع مثله بنكاح (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۳/۴۰۹ ط سعيد كراتشي)

گھر کے باہر سے ایک شخص مسمی عبدالمطلب نے اس کو کہا کہ تو نے یہ کیا کیا امداد حسین نے اس کو کہا کہ عورت کی حرکات ناشائستہ سے میرا پیٹ بالکل جل گیا ہے پھر اپنے سسر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس بڈھے کی بیٹی عائشہ خاتون کو میں نے ثلثہ دو طلاق دے دیا ہے اب عرض خدمت میں یہ ہے کہ مذکورہ بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوں گی یا دو طلاق اور جملہ اس بڈھا کی بیٹی عائشہ خاتون کو میں نے ثلثہ دو طلاق دے دیا کا کیا معنی ہوگا ہم لوگ عجب حیرت میں پڑے ہیں کہ ثلثہ دو طلاق کس قسم کی طلاق ہے از روئے مہربانی تحقیق جواب ارقام فرمائیں اور آدمی جاہل ہے کہتا ہے کہ میں ثلثہ کے معنی نہیں جانتا میری نیت دو طلاق کی تھی اس کا یہ قول شرعاً قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۸۵ مولوی حکیم قاری منیر الدین صاحب (برما) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ یکم اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۵۲) اگر وہ ثلثہ کے معنی نہیں جانتا تھا (اس پر اس سے حلف لیا جائے) تو اس کی بیوی پر دو طلاقیں پڑیں (۱) اگر وہ جانتا تھا کہ ثلثہ کے معنی تین ہیں تو تین طلاقیں پڑیں اس صورت میں نیت کا اعتبار نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے کہا ”میں نے بیوی کو طلاق دی‘ طلاق دی‘ طلاق دی“ تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ مسماۃ بجھان کا نکاح مراد کے ساتھ ہوا لیکن صرف چار مہینے بجھان اپنے مالک کے گھر رہی اور بعد میں مناقشہ و رنجش مابین زن و مرد ہوئی بجھان چار مہینے کے بعد اب تک اپنے میکے میں رہتی تھی اور بجھان کا لڑکا بھی میکے میں پیدا ہوا رنجش کی کیفیت اور واردات مندرجہ ذیل ہے۔ اس عرصہ میں سال میں دو تین دفعہ بکثرت آدمی شریف و غیر شریف مراد کے گھر جا کر صلح کرانے کی غرض سے گفتگو چھیڑا کرتے تھے لیکن مراد حاضرین مجلس (صلح کرانے والوں) کو یہی جواب دیتا کہ میں نے بجھان کو طلاق دی‘ طلاق دی‘ اور وہ مجھ پر حرام حرام حرام ہے اب بجھان کے والدین و دیگر رشتہ داروں نے سوچا کہ اس کو ہمیشہ گھر بٹھایا جائے یا نکاح کیا جائے اب آپ مطلع فرمائیں کہ بجھان مطلقہ سمجھی جائے یا وہ اپنے مالک مراد کے گھر آباد ہو سکتی ہے اس وقت یہ تحریر خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر لکھی گئی ہے اس میں فرق نہیں ہے۔ نشانی انگوٹھہ حسب ذیل ہے۔

---

(۱) (قوله وان لم ينو) لان الصريح لا يحتاج الى النية ولكن لا بد في وقوعه قضاء وديانة من قصد اضافة لفظ الطلاق اليها عالما بمعناه ولم يصرفه الى ما يحتمله كما افاده في الفتح وحققه في النهر احترازا عما لو كرر مسائل الطلاق بحضرتها او كتب ناقلا من كتاب امراتي طالق مع التلفظ او حكى يمين غيره فانه لا يقع اصلا ما لم يقصد زوجته و عما لو لقنته لفظ الطلاق فتلفظ به غير عالم بمعناه فلا يقع اصلا على ما افتى به مشايخ اوزجند صيانة عن التلبيس (هامش رد المحتار مع الدرالمختار' كتاب الطلاق' باب الصريح' مطلب في قول البحر' ان الصريح يحتاج في وقوعه ديانة الى النية ۳/۲۵۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) فالصريح قوله انت طالق و مطلقة و طلقتك فهذا يقع به الرجعي' ولا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال (الهداية' كتاب الطلاق' باب ايقاع الطلاق ۲/ ۳۵۹ ط شركة علميه ملتان)

انگوٹھا میاں محمد گوپیرا سکنہ چک نمبر ایل ۱۱ ، ۶۷۰ انگوٹھا مہر لال گوپیرا سکنہ چک نمبر ایل ۱۱ ، ۶۷۰
انگوٹھا مہر محمد گوپیرا سکنہ چک نمبر ایل ۱۱ / ۶۷۰ مہر رمضان گوپیرا چک نمبر ایل ۱۱ ۶۷۰ وغیرہ

اس کے علاوہ اور بھی بکثرت آدمی تھے جس میں چند ضروری اور شریف لوگوں کے حلفاً انگوٹھے لگوائے گئے تاکہ جناب کو تسلی ہو۔ المستفتی نمبر ۲۵۳۴ سید ظہور حسن شاہ صاحب (ضلع لائل پور) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ م ۱۷ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۵۳) اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دے چکا ہے(۱) تو اس صورت میں اس کی بیوی عدت کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ، دہلی

طلاق اور مہر کے متعلق احکام

(سوال) (۱) مسماۃ حلیما زوجہ اللہ بخش دوکاندار روٹی، اسٹیشن جاکھل نے بوقت لڑائی اپنی بیوی کو کہا کہ یا تو باز آجا ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا اور یہی الفاظ اس سے پہلے کئی مرتبہ کہے اور اس کے بعد مجلس عام میں چار پانچ دفعہ کہا۔ طلاق طلاق۔

اور کہا کہ اب میری طرف سے تو طلاق ہے اور سب مجمع کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ بس میں نے طلاق دے دی ہے اس نے ساتھ میں یہ بھی قرآن شریف کی قسم کھا کر کہا کہ اگر اب اس پر ازار بند کھولوں تو اپنی ماں اور بہن پر کھولوں اور یہ لفظ بھی بعد اس موقع کے قسم کے ساتھ کئی مرتبہ دہرائے گئے تو ان کا نکاح قائم رہا یا طلاق ہو چکی ہے۔

(۲) اللہ بخش خاوند مسماۃ حلیما روٹی کی دکان کرتا ہے اور مسماۃ حلیما بھی دوسری روٹی کی دکان کرتی ہے مسماۃ حلیما کی دوکان بستی میں ہے اور اللہ بخش کی دوکان ریلوے حدود میں ہے اس حالت میں جب کہ ان کی طلاق ہو گئی ہو اور ان کا آنا جانا یا لینا دینا یا کسی قسم کی ایک دوسرے کی امداد یا کھانا پینا باقی رہے تو اس معاملہ میں شرع شریف کا کیا حکم ہے کہ ان کا یہ معاملہ قائم رہنا چاہیے یا نہیں اور نہیں تو کیا عام مسلمان ان کی دوکان پر کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ باقی ان کا باہمی جھگڑا کبھی کبھی پہلے بھی ہوتا رہا ہے اور اللہ بخش خاوند حلیما یہ کہتا رہا کہ تو باز آجا ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔

(۳) اگر ان کی طلاق ہو چکی ہو تو ان کا دوبارہ نکاح کس صورت میں ہو سکتا ہے؟

---

(۱) والبدعي ثلاث متفرقة (درمختار) وقال في الرد (قوله ثلاثة متفرقة) كذا بكلمة واحدة بالاولى و ذهب جمهور الصحابة والتابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (هامش رد المحتار مع الدرالمختار كتاب الطلاق ۲۳۳/۳ ط سعيد كراتشي) وقال في المغني: وان طلق ثلاثا بكلمة واحدة وقع الثلاث و حرمت عليه حتى تنكح زوجا غيره ولا فرق بين قبل الدخول و بعده روى ذلك عن ابن عباس و ابي هريرة و ابن عمر و عبدالله بن عمرو و ابن مسعود و انس و هو قول اكثر اهل العلم من التابعين و الائمة بعدهم (المغني لابن قدامه كتاب الطلاق باب تطليق الثلاث بكلمة واحدة فصل ۵۸۲۰، ۲۸۲ ط دارالفكر بيروت)

(۲) قال الله تعالى: ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله (البقرة ۲۳۵)

(۴) اگر اللہ بخش کے پاس زر مہر شرع محمدی یکمشت دینے کی ہمت نہ ہو تو کیا وہ اس کو قسط کے ساتھ ادا کر سکتا ہے؟

(۵) اور کیا وہ اس سے زر مہر ادا کرنے تک کے عرصہ میں کوئی کسی قسم کا تعلق مثلاً بولنا چالنا یا کسی قسم کی امداد یا آنا جانا یا طرفین میں ایک دوسرے کی کھانے کی اشیاء استعمال کرنا قائم رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۰۲ لطیف احمد خاں (حصار) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۱۸ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۵۴) (۱) ان الفاظ سے کہ تو باز آجا ورنہ میں تجھے طلاق دے دوں گا طلاق نہیں ہوتی(۱) خواہ کتنے ہی مرتبہ کہے گئے ہوں مگر جب اس نے اس کے بعد یہ لفظ طلاق طلاق طلاق اپنی بیوی کو کہے اور یہ بھی کہا کہ اب سے میری طرف سے تو طلاق ہے اور یہ بھی کہا کہ اگر اب میں اس پر کمر بند کھولوں تو اپنی ماں اور بہن پر کھولوں تو اس کی زوجہ پر اس کی طرف سے طلاق ہو گئی اور چونکہ تین مرتبہ سے زیادہ اس نے یہ الفاظ استعمال کئے اس لئے طلاق مغلظہ ہو گئی اور وہ اس کے لئے حرام ہو گئی۔(۲)

(۲) ان دونوں کا نکاح باقی نہیں رہا اور اب ان دونوں میں تعلقات زوجیت قائم نہیں رہ سکتے اگر اب بھی یہ میاں بیوی کی طرح رہیں تو حرام کے مرتکب ہوں گے اور فاسق ہوں گے(۳) اور ان کے ساتھ مسلمانوں کو تعلقات قائم رکھنا بہتر نہ ہوگا۔

(۳) چونکہ طلاق مغلظہ ہو چکی ہے اس لئے اب بدون حلالہ ان کا دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔(۴)

(۴) زر مہر یکدم ادا کرنے کی وسعت نہ ہو تو قسطوار ادائیگی ہو سکتی ہے دونوں آپس میں مفاہمت کر کے قسط کی مقدار مقرر کر لیں۔

(۵) بولنا چالنا ایک کو دوسرے کی چیز کھا لینا تو جائز ہے میاں بیوی کے تعلقات اور ان کے درمیان بے تکلفی(۵)

---

(۱) صيغة المضارع لا يقع به الطلاق إلا إذا غلب في الحال كما صرح به الكمال بن الهمام (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق ۱/ ۳۸۱ ط مكتبة حاجي عبدالغفار قندهار افغانستان) وفي البحر: بخلاف قوله طلقي نفسك فقالت أنا طالق أو أنا أطلق نفسي لم يقع لأنه وعد جوهرة ما لم يتعارف أو تنو الإنشاء (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق ۳/ ۳۱۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، والأصل فيه قوله تعالى: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

(۳) ومفاده أنه لو وطئها بعد الثلاث في العدة بلا نكاح عالما بحرمتها لا تجب عدة أخرى لأنه زنا (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في وطء المعتدة بشبهة ۳/ ۵۱۸ ط سعيد كراتشي)

(۴) حدیث شریف میں ہے: عن عائشة أن رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسئل النبي ﷺ أتحل للأول؟ قال: لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاق الأول (رواه البخاري في الجامع الصحيح، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث ۲/ ۷۹۱ ط مكتبة قديمي كراتشي)

(۵) ولا بد من سترة بينهما في البائن لئلا يختلي بالأجنبية، ومفاده أن الحائل يمنع الخلوة المحرمة، وفي المجتبى الأفضل الحيلولة بستر ولو فاسقا فبامرأة قال ولهما أن يسكنا بعد الثلاث في بيت واحد إذا لم يلتقيا التقاء الأزواج ولم يكن فيه خوف فتنة انتهى. وسئل شيخ الإسلام عن زوجين افترقا ولكل منهما ستون سنة وبينهما أولاد تتعذر عليهما مفارقتهم فيسكنان في بيتهم ولا يجتمعان في فراش ولا يلتقيان التقاء الأزواج هل لهما ذلك؟ قال نعم (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ۳/ ۵۳۷، ۵۳۸ ط سعيد كراتشي)

اور بے پردگی جائز نہیں ایک غیر عورت کی طرح اس کو رہنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین طلاق کے بعد عورت عدت پوری کر کے دوسری شادی کر سکتی ہے

(سوال) مسماۃ زینب دختر بوٹا سکنہ کپور تھلہ پنجاب کا نکاح صغر سنی میں ضلع سیالکوٹ میں ہوا اور بالغ ہو کر بھی کچھ عرصہ وہ اپنے خاوند کے ہمراہ آباد رہی اس کو خاوند کی طرف سے سخت تکالیف دی گئیں بالآخر ایک روز اس کے خاوند نے اس کو زبانی طلاق دے دی تین مرتبہ اور مثل ماں بہن اپنے اوپر حرام قرار دیا اس کے بعد دیہاتی ملاؤں سے دریافت کیا جو سند یافتہ نہیں تھے انہوں نے کہا کہ ساٹھ مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ ساٹھ تہبند دو اور ساٹھ لوٹے مسجد میں دو چنانچہ اس نے ساٹھ مسلمانوں کو کھانا کھلا دیا لیکن تہبند اور لوٹے نہیں دیئے چند ماہ بعد پھر مسماۃ مذکور اس کے گھر سے اپنے والدین کے گھر آگئی عرصہ دو سال کا ہوا مسماۃ نے اپنے خاوند کو رجسٹرڈ نوٹس دیا کہ یا تو اس کو گزارہ دے یا گھر آباد کرے لیکن خاوند نہ اس کو گھر لے گیا اور نہ گزارہ دیا بلکہ پھر دو آدمیوں کے روبرو زبانی طلاق تین مرتبہ دے دی اور اب مسماۃ مذکور کا ارادہ نکاح ثانی کرنے کا ہے ؟

(جواب ۳۵۵) اگر سوال کا بیان کردہ واقعہ صحیح ہے تو پہلی ہی مرتبہ جب کہ خاوند نے تین طلاقیں دیدی تھیں منکوحہ اس پر حرام ہو گئی تھی۔ اور جن ملاؤں نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے اور ساٹھ تہبند دینے اور ساٹھ لوٹے مسجد میں رکھنے کا فتویٰ دیا تھا وہ فتویٰ غلط تھا عورت کو پہلی ہی دفعہ کی تین طلاقوں کے بعد عدت پوری کر کے دوسرے شخص سے نکاح کر لینے کا حق تھا اور جب دوسری بار بھی وہ تین طلاقیں دے گیا تو اب شبہ کی کیا بات رہی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

حلالہ میں جب شوہر ثانی بغیر صحبت کے طلاق دے' تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہو گی

(سوال) زید نے اپنی عورت سلیمہ کو طلاق مغلظہ دی تھی پھر سلیمہ نے عدت کے ایام گزار کر عمرو سے حلالہ کرایا عمرو نے خلوت صحیحہ کے بعد سلیمہ کو طلاق مغلظہ دیدی لہذا سلیمہ نے عدت گزار کر اپنے پہلے شوہر زید سے دوبارہ نکاح کر لیا زید کو نکاح کے کچھ دن بعد پتہ چلا کہ عمرو نے خلوت صحیحہ کا موقع ملنے کے باوجود سلیمہ کو چھوا تک نہیں وطی نہ کرنے کی وجہ ممکن ہے یہ بھی ہو کہ عمرو نامرد ہو کیونکہ اس واقعہ کا پتہ زید کو سلیمہ سے نکاح کرنے کے بعد چلا ہے اب فرمایئے کہ زید اور سلیمہ کا یہ نکاح از روئے شریعت صحیح ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو اس کا تدارک اب کس طرح ہو گا ؟ المستفتی عقیل احمد آباد محلہ سید واڑہ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۵۶) سلیمہ کی بات کی تصدیق عمرو سے کرنی چاہیے اگر وہ بھی وطی نہ کرنے کا اقرار کرے تو زید اور

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها و لا صل فيه قوله تعالى " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره " والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط شركة علميه ملتان)

سلیمہ کو علیحدہ ہونا چاہئے کیونکہ ان کا یہ نکاح جائز نہیں ہوا(۱) عمرو اگر وطی کرنے کا مدعی ہو تو اس کی بات صحیح ہوگی اور عورت کی بات معتبر نہ ہوگی نکاح قائم رہے گا۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کیا سلیمہ کی بات کی تصدیق کرانا ضروری ہے اگر دریافت کرنے کے باوجود عمرو بسبب شرم یا ادب خاموش ہے تو کیا کیا جائے؟ عقیل احمد آبدی

سلیمہ کی بات کی تصدیق کرانی ضروری ہے عمرو اگر وطی سے انکار نہ کرے تو وہ اس کا اقرار سمجھا جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

تین طلاق کے بعد عورت مرتدہ ہوگئی' پھر مسلمان ہو کر پہلے شوہر سے بغیر حلالہ کے شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق ثلثہ دی بعدہ ہندہ مرتدہ ہوگئی اور کچھ عرصہ کے بعد تائب ہو کر مسلمان ہوگئی اب زید اس سے بغیر حلالہ کے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۷) ارتداد زوجہ مطلقہ سے طلاق ثلث کا حکم باطل نہیں ہوتا ضرورت تحلیل باقی رہتی ہے۔ ولو ارتدت المطلقة ثلاثا ولحقت بدار الحرب ثم استرقها او طلق زوجته الامة ثنتين ثم ملكها فهي هاتين لا يحل له الوطى الا بعد زوج آخر كذا في النهر الفائق (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

حنفی کے لئے تین طلاق کی صورت میں مسلک اہل حدیث پر عمل جائز ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱)

(سوال) زید حنفی المذہب نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک مجلس میں بحالت غیظ و غضب و مرض میں بیک زبان تین طلاقیں دے دیں پھر پچھتایا اور نادم ہوا کہ گھر ویران اور بال بچے دربدر ہو جائیں گے بشدت ضرورت میں مفتی اہل حدیث سے فتویٰ طلب کیا وہاں سے فتویٰ ملا کہ صرف ایک ہی طلاق ہوئی ہے زید نے رجوع کر لیا

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/ ۳۹۹ ط مكتبه شركه علميه ملتان)

(۲) وفيها قال الزوج الثاني كان النكاح فاسدا او لم ادخل بها وكذبته فالقول لها' وقال في الرد (قوله فالقول لها) كذا في البحر و عبارة البزازية ادعت ان الثاني جامعها وانكر الجماع حلت للاول و على القلب لا' و مثله في الفتاوى الهندية عن الخلاصة و يخالفه قوله و على القلب لا ما في الفتح و البحر ولو قالت دخل بي الثاني والثاني منكر فالمعتبر قولها و كذا في العكس (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۳/ ۴۱۷' ۴۱۸ ط سعيد كراتشي)

(۳) الفتاوى الهندية' كتاب الطلاق' الباب السادس في الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۳ ط مكتبه ماجديه كوئته).

اس پر دوسرے علماء مفتی اہل حدیث پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور مقاطعہ کا حکم دیا اور مسجد میں آنے سے روک دیا کیا یہ فعل جائز ہے ؟ اور کیا ائمہ متقدمین میں سے کوئی اس کا قائل تھا یا نہیں ؟

(جواب ۳۵۸) ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں پڑ جانے کا مذہب جمہور علماء کا ہے اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے علاوہ بعض علماء اس کے قائل ضرور ہیں کہ ایک طلاق رجعی ہوتی ہے اور یہ مذہب اہل حدیث نے بھی اختیار کیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ اور طاؤس و عکرمہ و ابن اسحٰق سے منقول ہے۔ (۱) پس کسی اہل حدیث کو اس حکم کی وجہ سے کافر کہنا درست نہیں اور نہ وہ قابل مقاطعہ اور نہ مستحق اخراج عن المسجد ہے۔ ہاں حنفی کا اہل حدیث سے فتویٰ حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا تو یہ باعتبار فتویٰ ناجائز تھا۔ (۲) لیکن اگر وہ بھی مجبوری اور اضطراری حالت میں اس کا مرتکب ہوا ہو تو قابل درگزر ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ'

حلالہ کی کیا تعریف ہے اور حلالہ کرنے والے کا حکم کیا ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) شرع شریف میں حلالہ کس کو کہتے ہیں ؟ بعض علاقوں میں مروجہ حلالہ عمل میں لاتے ہیں کس کے لئے حلالہ کرتے ہیں بعض مفتی اس پر جواز کا فتویٰ دیتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو حدیث شریف لعن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل لہ' کا کیا مطلب ہے ؟

(جواب ۳۵۹) مطلقہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرلے اور پھر اس سے طلاق یا موت زوج کی

---

(۱) وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته انت طالق ثلاثا فقال الشافعي و مالك و ابو حنيفة واحمد و جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث وقال طاؤس و بعض اهل الظاهر لا يقع بذلك الا واحدة وهو رواية عن الحجاج بن ارطاة و محمد بن اسحق و المشهور عن الحجاج بن ارطاة انه لا يقع به شيء وهو قول ابن مقاتل و رواية عن محمد بن اسحق (شرح الصحيح لمسلم للعلامة النووي كتاب الطلاق باب طلاق الثلاث ۱ / ۴۷۸ ط مكتبه قديمي كراتشي)

(۲) وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳ / ۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) في المجتبى عن محمد في المضافة لا يقع وبه افتى ائمة خوارزم انتهى وهو قول الشافعي و للحنفي تقليده بفسخ قاض بل محكم بل افتاء عدل (در مختار) وقال في الرد (قوله بل افتاء عدل الخ) وفي البحر عن البزازية وعن اصحابنا ما هو اوسع من ذلك وهو انه لو استفتى فقيها عدلا فافتاه ببطلان اليمين حل له العمل بفتواه و امساكها و روى اوسع من هذا وهو انه لو افتاه مفت بالحل ثم افتاه آخر بالحرمة بعد ما عمل بالفتوى الاولى فانه يعمل بفتوى الثاني في حق امراة اخرى لا في حق الاولى و يعمل بكلا الفتويين في حادثتين لكن لا يفتى به (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب التعليق ۳ / ۳۴۶، ۳۴۷ ط سعيد كراتشي) وقال في الدر ولا بأس بالتقليد عند الضرورة لكن بشرط ان يلتزم جميع ما يوجبه ذلك الامام (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الصوم ۲ / ۳۸۲ ط سعيد كراتشي) وقال في شرح عقود رسم المفتي و به علم ان المضطر له العمل بذلك لنفسه كما قلنا وان المفتي له الافتاء به للمضطر فما مر من انه ليس له العمل بالضعيف ولا الافتاء به محمول على غير موضع الضرورة كما علمته من مجموع ما قررناه و الله اعلم (شرح عقود رسم المفتي ص ۵۰)

وجہ سے علیحدہ ہو کر پہلے زوج مطلق کے لئے حلال ہو جاتی ہے اس کا نام حلالہ ہے (۱) لیکن زوج اول یا زوجہ یا اس کے کسی ولی کی طرف سے زوج ثانی سے یہ شرط کرنی کہ وہ طلاق دیدے اور زوج ثانی کا اس شرط کو قبول کر کے نکاح کرنا یہ حرام ہے اس میں فریقین پر لعنت کی گئی ہے حدیث جو سوال میں مذکور ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ تحلیل کی شرط کر کے نکاح کرنا موجب لعنت ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ عفی عنہ ربہ

تیرھواں باب
طلاق بائن اور رجعی

شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے“
بیوی نے جواب میں کہا ”اچھا مجھے طلاق دیدو“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے اس کی بیوی نے جواب میں کہا اچھا یا اچھی بات ہے یا اچھا مجھے طلاق دے دو یا اچھی بات ہے میں طلاق لے لوں گی شوہر خاموش ہو گیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۲۳ محمد مجتبیٰ گورنمنٹ اسکول پٹنہ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۰) شوہر نے بیوی سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تجھے طلاق ہے بیوی نے جواب میں کہا اچھا یا اچھی بات ہے یا اچھا مجھے طلاق دیدو یا اچھی بات ہے میں طلاق لے لوں گی ان چاروں صورتوں میں سے کوئی صورت واقع ہوئی ہو اس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی (۳) عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے۔ (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۳ ط ماجدية كوئٹہ)

(۲) وكره التزوج للثاني تحريما لحديث لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على أن أحللك وإن حلت للأول لصحة النكاح وبطلان الشرط فلا يجبر على الطلاق كما حققه الكمال (إلى قوله) أما إذا أضمرا ذلك لا يكره وكان الرجل مأجورا لقصد الإصلاح (درمختار) وقال في الرد (قوله بشرط التحليل) تأويل للحديث بحمل اللعن على ذلك (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۳/ ۴۱۴، ۴۱۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) وألفاظ التفويض ثلاثة: تخيير وأمر بيد ومشيئة، قال لها اختاري أو أمرك بيدك ينوي تفويض الطلاق (درمختار) وقال في الرد (قوله قال لها اختاري) ولو قال لها اختاري الطلاق فقالت اخترت الطلاق فهي واحدة رجعية لأنه لما صرح بالطلاق كان التخيير بين الإتيان بالرجعي وتركه (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق ۳/ ۳۱۵ ط سعيد كراتشي) چونکہ جملہ اگرچہ مستقبل کا صیغہ ہے لیکن وہ بیوی کی چاہت اور لے لینے پر معلق تھا جب بیوی کی چاہت اور لے لینا معلوم ہو گیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

(۴) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۲/ ۳۹۴ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرتی ہے، اور شوہر دو کا تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) (۱) عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تین طلاق دی ہیں اور شوہر انکار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے تین طلاق ہرگز نہیں دیا بلکہ صرف دو طلاق۔ گواہ کسی کے پاس نہیں تو اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا؟ نیز شوہر رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اور اگر کوئی دوسری صورت ایسی پیش آئے جس میں شوہر شک وتردد ظاہر کرتا ہو تو کیا حکم ہوگا؟

(۳) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو تین طلاق دیتے ہوئے سنے اور شوہر منکر ہو تو اس عورت کو شوہر کے پاس رہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) فی زمانہ ہندوستان میں شرعی قاضی کہیں بھی موجود نہیں تو رفع نزاع کے لئے شرعی فیصلہ کی کیا صورت ہوگی۔ فریقین کسی کو حکم مقرر کر کے یا پنچایت سے اگر فیصلہ حاصل کریں گے معتبر ہوگا یا نہیں؟

(۵) اگر پنچ یا حکم مسئلہ شرعی سے ناواقف ہوں تو وہاں کا مفتی یا کوئی اور شخص قضا کا حکم بتا سکتا ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا۔ المستفتی نمبر ۱۲۳ عبد اللطیف قاسمی (ضلع اعظم گڑھ) یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ م ۱۲ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۱) (۱) اگر زوجہ تین طلاق کی مدعی اور شوہر تین کا منکر اور دو کا مقر ہے تو اس صورت میں حکم دیانت (عند اللہ) یہ ہے کہ واقع میں تین طلاقیں دی ہیں تو طلاق مغلظہ ہوئی(۱) اور دو دی ہیں تو حق رجعت ہے(۲) لیکن اگر فریقین حکم دیانت پر قانع وعامل نہ ہوں تو حکم قضا یہ ہے کہ یا تو عورت تین طلاقوں کا ثبوت (بینہ عادلہ) پیش کرے ورنہ شوہر سے حلف لے کر اس کے موافق دو کا حکم دیا جائے گا (۳) اور مرد کو اس صورت میں ظاہر کے لحاظ سے رجعت کا اختیار ہوگا (اگرچہ فی الحقیقت قسم جھوٹی ہونے کی صورت میں اسے رجعت کا کوئی حق نہیں رہا ہے) سوال دوم کا حکم بھی یہی ہے۔

(۳) اگر عورت نے خود شوہر کی زبان سے تین طلاقیں سنی ہیں تو اس کو شوہر کے پاس رہنا جائز نہیں یعنی دیانۃً وہ اس کے لئے حلال نہیں رہی استخلاص نفس کی سعی کرے۔(۴)

---

(۱) واما البدعي ان يطلقها ثلاثا في طهر واحد بكلمة واحدة او بكلمات متفرقة، فاذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الاول في تفسيره ۱/۳۴۸ ط مكتبه ماجديه، كوئٹه)

(۲) واذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۲/۳۹۴ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۳) ويسأل القاضي المدعى عليه عن الدعوى فيقول انه ادعى عليك كذا فماذا تقول بعد صحتها والا تصدر صحيحة لا يسأل لعدم وجوب جواب فان اقر فبها او انكر فبرهن المدعي قضى عليه بلا طلب المدعي والا يبرهن حلفه الحاكم بعد طلبه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الدعوى ۵/۵۴۷ ط سعيد)

(۴) والمرأة كالقاضي اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوى على انه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدي نفسها بمال او تهرب، كما انه ليس له قتلها اذا حرمت عليه وكلما هرب ردته بالسحر وفي البزازية عن الاوزجندي انها ترفع الامر الى القاضي فان حلف ولا بينة لها فالاثم عليه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب في قول البحر: ان الصريح يحتاج في وقوعه ديانة الى النية ۳/۲۵۱ ط سعيد كراتشي)

(۴) حکم اور ثالث اس مقدمہ کا فیصلہ کر سکتا ہے (۱) اور عدالت کا مسلمان جج بھی قاضی کے حکم میں ہو سکتا ہے (۲) اور جج یا سوال نمبر ۵ میں ذکر کئے ہوئے ثالث یا پنچایت جب خود مسئلے سے ناواقف ہوں تو ان کا فرض ہے کہ کسی عالم سے دریافت کر کے اس کے موافق فیصلہ کریں اور عالم ان کو قضا کی صورت شرعیہ بتادے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلاق رجعی میں عدت کے اندر رجوع کرنے سے رجعت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(سوال) کیا دوران عدت میں مرد مطلقہ بیوی کو رجوع نہیں کر سکتا ہے بدون تجدید نکاح کے؟ المستفتی نمبر ۹۴۵ عبدالغنی خاں (ریاست بھرت پور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۲) رجوع کرنے سے مطلب یہ ہے کہ زبان سے کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی (۴) رجوع کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ صحبت کرنا لازم ہو رجعی طلاق میں تجدید نکاح ضروری نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

شوہر نے کہا ”میں نے آزاد کیا“ تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید نے اپنی بیوی کے متعلق یہ سن کر وہ کچھ آوارہ ہو گئی ہے اس پر زید نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو وہ میرے لئے بیکار ہے اور میں نے آزاد کیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس خبر کی کوئی اصلیت نہیں ہے تب زید اپنی بیوی کو لینے کے لئے گیا بیوی نے کہا کہ تم تو مجھ کو آزاد کر چکے ہو زید نے کہا کہ تمہارا یہاں رہنا کسی طرح مناسب نہیں ہے تم میرے ساتھ چلو اور اگر کچھ تردد ہو تو اطمینان رکھو میں ماں بہن ہی سمجھ کر خرچ دوں گا ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۹۷۹ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۳) زید اپنی بیوی سے (احتیاطاً) نکاح کی تجدید کرلے (۵) یعنی دو گواہوں کے سامنے میاں

---

(۱) وان المحكم فشرطه اهلية القضاء ويقضي فيما سوى الحدود والقصاص ثم القاضي تتقيد ولايته بالزمن والمكان والحوادث (هامش رد المحتار' كتاب القضاء ۵ ۳۵٤ ط سعيد كراتشي) (۲) الحيلة الناجزة للحليلة العاجزة' مقدمہ در بیان قضائے قاضی در ہندوستان دیگر ممالک غیر اسلامیہ ۳۳ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

(۳) لان القضاء تبع للفتوى في زماننا لجهل القضاة (هامش رد المحتار' كتاب الحظر والاباحة' فصل في البيع ٦ ٤١٦ ط سعيد كراتشي) (٤) والرجعة ان يقول راجعتك او راجعت امراتي وهذا صريح في الرجعة لا خلاف بين الائمة (اي لا احد في جواز الرجعة بالقول) الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ٢/٣٩٥ ط سعيد كراتشي)

(۵) اسلئے کہ لفظ ”آزاد کرنا“ یعنی انت حرۃ اصل کے اعتبار سے کنایات میں سے ہے' اور کنایات کی اس قسم میں سے ہے جس میں بحالت غصہ بغیر نیت کئے طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے' لیکن اب کثرت استعمال فی الطلاق ہونے کی وجہ سے اس کو طلاق صریح بائن میں شمار کیا جاتا ہے' اسی لئے حضرت مفتی اعظمؒ نے احتیاطاً تجدید نکاح کر لینے کو فرمایا ہے' كما في الرد' بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو ”رها كردم“ لانه صار صريحا في العرف على ما صرح به نجم الزاهدي الخوارزمي في شرح القدوري. فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح فاذا قال ”رها كردم“ اي سرحتك يقع به الرجعي مع ان اصله كناية ايضا وما ذاك الا لانه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق وقد مر ان الصريح ما لم يستعمل الا في الطلاق من اي لغة كانت (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الكنايات ٣ ٢٩٩ ط سعيد كراتشي)

دونوں ایجاب و قبول کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دو طلاق کے بعد دوبارہ نکاح کس طرح سے ہوگا؟

(سوال) بکر و زید دو بھائی ہیں جس میں بکر بڑا ہے زید نے ایک بیوہ عورت سے جائز طریقہ سے نکاح کیا اور چند روز اپنے پاس رکھنے کے بعد اس کو اس شبہ پر کہ تعلق بکر سے ناجائز ہے جس سے زید نے مار پیٹ کی اور مار پیٹ کی حالت میں زید نے دو طلاقیں صریح دیدیں تیسری مرتبہ دینا چاہتا تھا کہ زید کی والدہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جس سے تیسری طلاق نہ دے سکا بلکہ بیوی کو مکان سے نکال دیا وہ اپنی بہن کے پاس چلی گئی جس کو عرصہ اڑھائی سال ہو چکا ہے نان نفقہ کچھ نہیں دیا یہ واقعہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء کا ہے اب کسی وجہ سے زید پھر چاہتا ہے کہ مطلقہ عورت سے نکاح کر لوں تو بلا حلالہ زید اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۸۰۷ امیدان خاں، دہلی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۳۰ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۴) اگر زید نے صرف دو طلاقیں دی تھیں تین نہیں دی تھیں تو زید اپنی مطلقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں مگر عورت کی رضامندی شرط ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے کہا ”میں نے تجھے طلاق دی‘ تو میری بہن کی مانند ہے“ تو ان الفاظ سے کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید نے اپنی بی بی ہندہ سے دو عورتوں کی موجودگی میں ایک بار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی تو میری بہن کی مانند ہے اور بعد میں بھی کئی آدمیوں سے کہا کہ وہ میری بہن کے مانند ہے اسے اپنے گھر میں رکھنا نہیں چاہتا ہوں بعد طلاق دینے زید کے ہندہ اپنے باپ کے گھر گئی جس کو آج چار مہینے کا عرصہ ہوا لیکن اب زید کہتا ہے کہ میں نے اسے طلاق نہیں دیا اور وہ دو عورتیں جن کے سامنے اس نے طلاق دی تھی زید کے دباؤ سے گواہی نہیں دیتی ہیں کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۰ دولت حسین اجمیر شریف یکم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۵) ایک دفعہ صریح طلاق دینے کے بعد تو رجعت کر سکتا تھا(۳) مگر تو میری بہن کے مانند ہے ان الفاظ سے طلاق بائن ہو جاتی ہے(۴) پس اگر ان الفاظ کے گواہ موجود ہوں تو طلاق بائن کا حکم دیا

---

(۱) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ومايتصل به ۱/ ۴۷۲ ط ماجدية، كوئٹه) (۲) کیونکہ یہ نکاح جدید ہے، و ينعقد بايجاب من احدهما و قبول من الآخر (الدر المختار، كتاب النكاح ۳/ ۹ ط سعيد كراتشي) (۳) اذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۲/ ۳۹۴ ط مكتبه شركة علميه ملتان) (۴) جب کہ ان سے طلاق کی نیت ہو اور یہاں ما قبل میں طلاق کا ذکر نیت طلاق کے قائم مقام ہے، وان نوى بانت علي مثل امي او كامي وكذا لو حذف علي خانية برا او ظهارا او طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لانه كناية (درمختار) وقال في الرد (قوله لانه كناية) اي من كنايات الظهار والطلاق قال في البحر، واذا نوى به الطلاق كان بائنا (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الظهار ۳/ ۴۷۰ ط سعيد كراتشي)

جائے اور عورت کو خاوند کے پاس نہ بھیجا جائے گا ہاں تجدید نکاح جائز ہوگی۔(۱) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی**

شوہر نے بیوی سے کہا "جا میں نے طلاق دی" تو اس سے کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید نے نکاح کیا اس کی بیوی تقریباً چودہ یوم اپنے شوہر (زید) کے مکان میں رہی لیکن پڑوسی عورتوں کے بہکانے سے وہ زید سے کہنے لگی کہ میں رہنا نہیں چاہتی ہوں زید نے اس امر سے منع کیا اور سمجھایا بلکہ بعض اوقات کچھ سخت سست الفاظ استعمال کئے اور سمجھاتا رہا اور وجہ دریافت کی جواباً کہا کہ میں رہنا نہیں چاہتی ہوں بہکانے سے اس نے ایک مرتبہ اپنے عزیزوں کے یہاں جانے کی اجازت چاہی زید نے جانے کی اجازت نہ دی زید چونکہ ملازم پیشہ ہے وہ اپنے کام پر چلا گیا وہ عورت موقع پاکر چھوٹے بچوں کو جو کہ اگلی عورت سے ہیں اور جن کی عمر آٹھ نو سال کے اندر اندر ہے ہمراہ لے کر اپنے عزیز جن کی معرفت اس کا نکاح زید سے ہوا تھا ان کے مکان پر صبح زید کے جانے پر چلی گئی اور وہاں تین چار بجے شام تک رہ کر ان بچوں کو ہمراہ لے کر زید کے مکان کو واپس ہوئی اثنائے راہ میں ایک نالہ حائل ہے وہاں پہنچ کر ان بچوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں پاخانہ پیشاب سے فارغ ہو کر آرہی ہوں اور وہ عورت اسی نالہ نالہ اپنے عزیز کے مکان کی طرف قریب میں پوشیدہ ہو گئی شام کو جب زید نوکری سے رخصت پاکر مکان گیا تو بچوں سے دریافت حال کر کے وہ اس کے عزیز کے مکان پر گیا ان کو مطلع کیا گیا انہوں نے تلاش کیا آخر ملنے پر اس کو لائے اور زید کے مکان پر اس کو چھوڑ گئے دوسرے دن سے پھر وہی کہنا شروع کیا کہ میں نہیں رہنا چاہتی چنانچہ جب زید تنگ ہو گیا تو اس نے پڑوسیوں کو اور اس کے عزیزوں کو جمع کر کے اس امر کا تذکرہ کیا اول ان لوگوں نے سمجھایا مگر وہ اس کے یہاں رہنے سے انکار کرتی رہی آخر اس مجمع کے دو آدمیوں نے عورت کو کہا کہ تو مہر معاف کردے اس نے مہر معاف کردیا پھر زید سے کہا کہ تم طلاق دیدو زید نے اس کے جانے کے رنج میں اور غصہ کی حالت میں اس عورت سے کہا "جا سالی میں نے طلاق دی" اس لفظ کو سن کر اپنے عزیزوں کے ہمراہ مکان چلی گئی آٹھ دس یوم اپنے یہاں رہ کر زید کو خبر پہنچائی کہ مجھ کو آکر لے جاؤ جب بارہا خبر آتی رہی تو زید نے اس کے عزیزوں کو اور درمیانی آدمیوں کو جن کے ذریعہ نکاح ہوا تھا ساتھ لے کر اس عورت کے یہاں گئے اس سے گفتگو کی اور کہا کہ تیرا عقد ثانی دوسری جگہ کردیں اس نے کہا کہ نہیں میں زید کے مکان میں جاؤں گی اسی کے ساتھ رہوں گی ورنہ کہیں نہیں جاتی زیادتی کرنے پر مرجاؤں گی تو ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟ اور زید رجعت کر سکتا ہے یا نہیں یا اس عورت کا عقد ثانی ہو کر طلاق ہو اور وہ عدت کے دن عزیزوں کے یہاں گزارے پھر زید سے نکاح ہو۔ المستفتی نمبر ۲۰۸۶ علی جان صاحب (اجمیر شریف) ۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ م یکم دسمبر ۱۹۳۷ء۔

---

(۱) وینکح مبانۃ بمادون الثلاث فی العدۃ و بعدھا بالاجماع (الدر المختار' کتاب الطلاق' باب الرجعۃ ۴۰۹/۳ ط سعید کراتشی)

(جواب ۳۶۶) سوال میں زید کے الفاظ طلاق جو منقول ہیں وہ صرف ایک مرتبہ یہ جملہ کہا گیا ہے "جا سالی میں نے طلاق دی" اس سے ایک طلاق پڑی[1]۔ سوال میں یہ بات صاف نہیں ہے کہ مہر کی معافی کا ذکر بطور شرط طلاق کے ہوا یا نہیں بہر حال اس واقعہ کا حکم یہ ہے کہ حلالہ کی ضرورت نہیں بدون حلالہ زید اور عورت دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیں۔[2] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

میں نے تجھ کو چھوڑ دیا' صریح ہے یا کنایہ' بنگال میں اسی کے کہنے کا رواج ہے

(سوال) طلقتك اور سرحتك ہر دو لفظ کا معنی بزبان ہندی میں نے تجھ کو چھوڑ دیا اور بزبان بنگالی یہی معنی ہیں یعنی ہر دو لفظ عربی کے تقاضے علیحدہ علیحدہ ہیں اور مقتضی ہے طلاق رجعی کا یعنی رجعت کافی ہے عقد ثانی کی ضرورت نہیں ہے ایک شخص اپنی زوجہ کو بزبان بنگال جس کا معنی ہندی میں نے تجھ کو چھوڑ دیا کہا اس مسئلہ میں زید کہتا ہے کہ یہ طلاق طلاق رجعی ہے کیونکہ لسان ہندی میں اور بنگالی میں جو الفاظ مذکورہ ہیں یہ معنی طلقتك کے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ یہ طلاق طلاق بائن ہے کیونکہ ہندی اور بنگالی زبان میں جو لفظ مذکور ہیں وہ معنی طلقتك اور سرحتك ہر دونوں لفظ کا بن سکتا ہے بلکہ زبان ہندی اور بنگالی میں زوجہ کو جسے یوں کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ویسا ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دیا اب صورت ثانیہ رجعی میں بالکل واضح ہے کیونکہ یہی معنی بالکل طلقتك کے مطابق ہیں اور صورت اولیٰ طلاق بائن میں ظاہر ہے کیونکہ وہی معنی سرحتك کا بالکل مطابق معلوم ہوتا ہے اور سرحتك کا معنی ہندی اور بنگالی زبان میں الفاظ مذکورہ کے سوائے اور لفظ دیگر نہیں ملتا ہے بخلاف طلقتك کے لہذا صورت مسئولہ عنہا میں انہی لفظ مذکورہ سے طلاق بائن واقع ہونا چاہئے علاوہ اس کے جب دونوں لفظ عربی معنی واحد میں مشترک ہیں باوجود اس کے کہ ہر ایک کا مقتضی علیحدہ علیحدہ ہے تو احتیاطاً طلاق بائن واقع ہوگا اور عقد ثانی کی ضرورت ہے رجعی سے کافی نہیں ہوگا اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید اور بکر کے اختلاف میں کس کا قول صحیح ہے اور صورت مسئولہ عنہا میں آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۶۷ مولوی محمد بدر الدین جی (بنگال) ۲۹ شوال ۱۳۵۶ھ م ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۷) عربی میں طلقتك اور سرحتك کے معنی اگرچہ چھوڑ دیا کے ہیں لیکن طلقتك میں رجعی اور سرحتك میں بائن اس لئے ہوتی ہے کہ طلقتك کا لفظ طلاق کے لئے مخصوص ہو گیا بخلاف سرحتك کے۔ اس لئے پہلا لفظ طلقتك صریح اور دوسرا لفظ سرحتك کنایہ قرار دیا گیا یہی حال اس کے ترجمہ میں بھی ہوگا اگر کوئی لفظ ہندی کا طلاق کے لئے مخصوص ہو گیا ہو تو وہ صریح ہوگا اور مخصوص نہ ہو

---

(۱) صريحه ما لم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وانت طالق و مطلقة . . و يقع بها اى بهذه الالفاظ و ما بمعناها من الصريح واحدة رجعية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الصريح ۳ / ۲۴۷ ط سعيد كراتشى)

(۲) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة و بعد انقضائها (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲ / ۳۹۹ ط شركة علمية ملتان)

تو کنایہ ہوگا بنگالی الفاظ کا بھی یہی حکم ہوگا ہم بنگالی الفاظ کا مفہوم نہیں جانتے اس کا فیصلہ علمائے بنگالہ ہی کر سکتے ہیں چھوڑ دیا کو ہم کنایہ قرار دیتے ہیں۔ ( ) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تین مرتبہ لفظ حرام کہا، تو کتنی طلاق اور کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) زید کی ہندہ سے پہلے سے شادی تھی بعد میں مسماۃ زینب سے نکاح کر لیا مسماۃ ہندہ کے ورثاء زینب سے نکاح کرنے کو برا سمجھتے تھے مسمی زید کو اپنے مکان پر بلا کر کہا کہ مسماۃ زینب کو طلاق بلفظ حرام دیدے اس پر مسمی زید نے ٹال مٹول کیا اور اس سے گریز کیا مگر ہندہ کے ورثاء نے کاغذ پر لفظ حرام کو کاتب سے تین مرتبہ لکھوا کر اور پھر کاغذ کو سمیٹ کر زید کے سامنے پیش کیا اور اس سے یہ لفظ تین مرتبہ کہلوایا اور دستخط کرا لئے بعد میں تکمیل بلفظ ثلاثہ مغلظہ کر کے سرکاری طور پر سب رجسٹرار سے رجسٹری کرائی اور سب رجسٹرار نے بھی زید سے کچھ دریافت نہ کیا ویسے ہی رجسٹری کر لی چونکہ ہندہ کے ورثاء دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ آفیسر ہیں اب قابل استفسار یہ امر ہے کہ لفظ حرام سے کون سی طلاق واقع ہوگی اور بعد میں جو لفظ ثلاثہ مغلظہ کو زیادہ کیا گیا ہے آیا اس کو بھی دخل ہے یا کہ نہیں اور سب رجسٹرار کا بغیر تصدیق مقر کے رجسٹری کر دینا اس کو بھی شرعاً کوئی دخل ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۱۴ سراج احمد صاحب (بہاولپور) ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ م ۵ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۶۸) اگر زید نے ثلاثہ مغلظہ کا لفظ زبان سے نہیں کہا اور نہ اس لفظ کو دیکھ کر دستخط کئے تو صرف لفظ حرام زبان سے کہنے پر اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑے گی (۲) اگرچہ لفظ حرام تین مرتبہ کہا ہو (۳) اور وہ زینب سے تجدید نکاح کر سکتا ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

( ) چھوڑ دیا اصل کے اعتبار سے تو کنایہ ہے، لیکن عرف کی وجہ سے طلاق صریح میں سے ہے، کما فی الرد بخلاف فارسیۃ قولہ سرحتک وھو "رھا کردم" لانہ صار صریحا فی العرف علی ما صرح بہ نجم الزاھدی فی شرح القدوری قال سرحتک کنایۃ لکنہ فی عرف الفرس غلب استعمالہ فی الصریح، فاذا قال" رھا کردم" ای سرحتک یقع بہ الرجعی مع ان اصلہ کنایۃ ایضا (ھامش رد المحتار، کتاب الطلاق باب الکنایات ۳/ ۲۹۹ ط سعید کراتشی) لہذا جس علاقہ میں یہ لفظ صریح کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے، تو وہاں اس لفظ سے بغیر نیت کے طلاق واقع ہوگی، اور جہاں صریح کے درجہ میں نہیں، تو وہاں اس لفظ سے بغیر نیت کے طلاق واقع نہیں ہوگی، اسی لئے حضرت مفتی اعظم نے اس لفظ کو کنایہ طلاق میں شمار کیا ہے، کہ ان کے زمانہ میں ہندوستان میں یہ لفظ صریح طلاق میں استعمال نہیں ہوتا تھا، فقط واللہ اعلم

(۲) قال لامراتہ انت علی حرام و نحو ذلک کانت معی فی الحرام و تطلیقۃ بائنۃ ان نوی الطلاق و ثلاث ان نواھا و یفتی بانہ طلاق بائن و ان لم ینوہ لغلبۃ العرف (الدرالمختار، مع ھامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الایلاء ۳/ ۴۳۳، ۴۳۴ ط سعید کراتشی)

(۳) لا یلحق البائن البائن (درمختار) وقال فی الرد (قولہ لا یلحق البائن البائن)المراد بالبائن الذی لایلحق ھو ما کان بلفظ الکنایۃ لانہ ھو الذی لیس ظاھرا فی انشاء الطلاق کذا فی الفتح (ھامش رد المحتار، مع الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الکنایات ۳/ ۳۰۸ ط سعید کراتشی)

(۴) اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فلہ ان یتزوجھا فی العدۃ و بعد انقضائھا (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعۃ، فصل فیما تحل بہ المطلقۃ و ما یتصل بہ ۱/ ۴۷۲ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

شوہر نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا "آؤ اپنی طلاق لے لو" تو بیوی پر طلاق پڑی یا نہیں؟

(سوال) زید کی طبیعت ناساز تھی شام کے وقت جب وہ تنخواہ لے کر گھر میں لوٹا تو قرضخواہوں نے پیسہ کا تقاضا کیا اس وقت زید کی عورت نے زید سے جھگڑا کیا گالی دی۔ زید کو اس پر غصہ آیا عورت سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آؤ اپنا طلاق لے لو عورت سنتے ہی روانہ ہو گئی زید نے زمین سے ایک مشت خاک اٹھائی اور عورت کی طرف پھینک دی شریعت کی روشنی میں زید اور اس کی عورت کے لئے کیا حکم صادر ہوتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۵۷ خلیفہ محمد اسمٰعیل صاحب (کراچی) ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ م ۷ جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۶۹) اگر زید نے طلاق دینے کی نیت سے یہ کہا اور مٹی پھینکی تو اس کی بیوی پر ایک طلاق پڑ گئی(۱) مگر زید کو عدت کے اندر رجعت کرنے کا حق ہے یعنی طلاق رجعی ہے(۲) تجدید نکاح کی ضرورت نہیں عدت کے اندر رجعت نہ کرے تو پھر عدت کے بعد تجدید نکاح ضروری ہوگی(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی۔

دو طلاق رجعی کے بعد جب بیوی سے صحبت کر لی' تو رجعت ہو گئی یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی عورت کو دو طلاقیں دیں اس کے بعد لوگوں نے اس کا منہ بند کر دیا جس سے وہ کچھ صاف طور پر نہ کہہ سکا علماء نے زبانی فتویٰ دے دیا کہ طلاق رجعی ہوئی وہ اپنی سسرال جا کر عورت کے پاس رہا اور رجوع کر لیا اور اس کے بعد کئی دفعہ اپنے یہاں رات کو بلایا چونکہ کوئی تحریری فتوی نہیں ملا تھا اس وجہ سے وہ علانیہ بیوی کو نہیں لا سکا اور پنچوں نے اس کو بند کر دیا اب پنچ لوگ فتوے کو صحیح جانتے ہیں مگر بیوی کے پاس آنا جانا اور بلانا اس کو پنچ لوگ رجعت نہیں سمجھتے تو شرعاً یہ رجعت ہوئی یا نہیں؟ عدت طلاق کو تین ماہ دس دن مقرر کر سمجھنا کیسا ہے؟ ایام حیض میں کوئی کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا ہمیشہ ایک ہی وقت مقررہ پر آیا کرتا ہے؟ المستفتی حاجی یار محمد حاجی صدیق اللہ بنارس ۴ جون ۱۹۵۰ء

(جواب ۳۷۰) اگر دو طلاقیں دینے کے بعد اس نے بیوی سے صحبت کر لی تو یہ رجعت ہو گئی(۴) اور اب بیوی اس کے لئے حلال ہے عدت کی مدت تین حیض آ جانے پر پوری ہو جاتی ہے (۵) حیض کے آنے میں

---

(۱) و به ظهر ان من تشاجر مع امراته فعطا ها ثلاثة احجار ينوي الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لا يقع عليه كما افتى به الخير الرملي وغيره (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق مطلب في طلاق الدور ۳ / ۲۳۰ ط سعيد كراتشي)

(۲) اذا طلق الرجل امراته تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك او لم ترض (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۲ / ۳۹٤ ط سعيد كراتشي)

(۳) عدت کے اندر رجوع نہ کرنے سے طلاق بائن ہو لی ہے' فاذا انقضت العدة ولم يراجعها بانت منه (فقه السنة' كتاب الطلاق' حكم الطلاق الرجعي ۲ / ۲۷٤ ط دار الكتاب العربي بيروت) اور طلاق بائن میں تجدید نکاح ضروری ہے اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها في العدة و بعد انقضائها (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲ / ۳۹۹ ط سعيد كراتشي)

(٤) والرجعة ان يقول راجعتك او راجعت امرتي وهذا صريح في الرجعة لا خلاف بين الائمة او يطاها او يقبلها او يلمسها بشهوة او ينظر الى فرجها بشهوة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۲ / ۳۹۵ ط شركة علمية ملتان)

(۵) قال الله تعالىٰ. والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (البقرة ۲۲۸)

دنوں کی کمی بیشی کا فرق ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلاق دے دوں گا' یا دیتا ہوں' کہنے کے بعد دوبار طلاق طلاق کہا' تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(سوال) ایک دن کسی واقعہ پر زید غصہ میں اپنی بیوی کو سزا دینے کو لپکا کہ بیوی کو مارے پیٹے اتنے میں زید کا باپ دونوں کے درمیان حائل ہوا اور زید کو زدوکوب کرنے سے منع کیا زید نے باپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ مارنے دو ورنہ طلاق دے دوں گا مگر چونکہ باپ بیچ میں حائل تھا زید اپنی بیوی کو سزا نہ دے سکا اور لفظ طلاق طلاق دو مرتبہ کہہ کر باہر چلا گیا مگر زوجہ کی طرف سے لفظ دیدوں گا میں اختلاف ہے زوجہ کہتی ہے کہ دیتا ہوں کہا تھا (جو کہ صریحاً غلط ہے) تاہم واقعہ جو بھی ہو دو ایک ہفتہ بعد میاں بیوی ایک دوسرے کی طرف رجوع ہو گئے یعنی زید نے غصہ فرو ہونے کے بعد بیوی کو پھر اپنی زوجیت میں رکھ لیا اور وہی رشتہ ابھی تک قائم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۹ منظور حسین (بمبئی) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۲۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۷۱) زید نے طلاق دے دوں گا کہا ہو جب تو یہ لفظ فضول ہے اور دیتا ہوں کہا ہو جب بھی یہ آئندہ دینے کے ارادہ پر محمول ہوگا (۱) پھر اس کے بعد دوبار طلاق طلاق کہا تو یہ دو طلاقیں ہوئیں اور ان کے بعد رجوع جائز تھا (۲) جو زوجین نے کر لیا لہذا واقعہ مذکورہ میں زوجین وظائف زوجیت ادا کر سکتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تین بار طلاق دینے کے بعد شوہر کو حق رجعت نہیں رہتا.

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کی غیبت میں کہا کہ ہندہ کو طلاق دیا طلاق دیا طلاق دیا اس وقت زید کی نیت طلاق بائن کی تھی اس واقعہ کے چند روز بعد زید نے ہندہ کو جب ایک مقام پر پہنچا دیا تو ہندہ نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس وقت بھی طلاق بائن کی نیت سے زید نے کہا کہ میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ اسکے بعد زید چاہتا ہے کہ رجوع کر لے بعض علماء کہتے ہیں کہ طلاق بائن واقع نہیں ہوئی البتہ زید کہتا ہے کہ میں تم کو تین طلاق دیتا ہوں تو طلاق بائن واقع ہوتی۔

(جواب ۳۷۲) تین مرتبہ طلاق دے دینے کے بعد اور وہ بھی طلاق بائن (مغلظہ) کی نیت سے طلاق مغلظہ پڑ جاتی ہے اور حق رجعت باقی نہیں رہتا اور جب تک عورت دوسرے شخص سے نکاح کر کے اس

---

(۱) صیغة المضارع لا یقع به الطلاق الا اذا غلب فی الحال کما صرح به الکمال بن الهمام (الفتاوی الحامدیة' کتاب الطلاق ۱/۳۸ ط مکتبه عبدالغفار قندهار افغانستان) وقال فی الدر المختار بخلاف قوله طلقی نفسك فقالت انا طالق اوانا اطلق نفسی لم یقع لانه وعد جوهرة (الدر المختار مع هامش رد المحتار ' کتاب الطلاق' باب تفویض الطلاق ۳ ۳۱۹ ط سعید کراتشی)

(۲) اذا طلق الرجل امرأته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یراجعها فی عدتها رضیت بذلك ام لم ترض (الهدایة' کتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/۳۹٤ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

سے آزاد ہوا س کے لئے حلال نہیں ہوتی(۱) ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

کسی نے اپنی بیوی سے کہا ”میں تم کو طلاق دے دیا، میرے گھر سے نکل جاؤ“ تو بیوی پر کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک دفعہ تابعدار مکان بنوا رہا تھا اس میں مسلمان مزدور تھے تابعدار نے اپنی عورت سے کہا کہ تین چار آدمی مسلمان مزدور ہیں ان کا بھی کھانا ہم لوگوں کے کھانے کے ساتھ پک جانا بہتر ہے عورت مذکور نے کہا کہ میں کھانا نہ پکاؤں گی تابعدار نے بہت غصہ ہو کر کہا کہ میں تم کو طلاق دے دوں گا ایک ہفتہ عورت ادھر ادھر ذرا سے مجھ سے چھپ کر رہی کیونکہ بہت ڈرا تھا اور طلاق کا کاغذ لکھنے والا بلا لانے اور زبان سے بھی کہہ دیا بہت غصہ میں کہ تم کو طلاق دے دیا میرے گھر سے نکل جاؤ اور پھر ایک ہفتہ کے بعد بات چیت ہو گئی اور صلح ہو گئی اس واقعہ کو ایک سال ہو گیا۔

(جواب ۳۷۳) اگر زبان سے صرف یہ لفظ کہے تھے کہ تم کو طلاق دے دیا میرے گھر سے نکل جاؤ تو طلاق ہو گئی تھی(۳) مگر جب ایک ہفتہ کے اندر صلح ہو گئی اور میاں بیوی کی طرح رہنے لگے تو وہ طلاق کالعدم ہو گئی(۴) اب آئندہ احتیاط رکھنا کہ دو مرتبہ کہنے سے مغلظہ ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مدرسہ امینیہ دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا ”میں نے تجھ کو طلاق دی، دی، دی“ تو کتنی طلاق واقع ہوئی؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) زید نے اپنی منکوحہ سے کہا ”میں نے تجھ کو طلاق دی دی دی“ یعنی لفظ طلاق کو ایک مرتبہ اور لفظ دی کو تین مرتبہ کہا ایسی صورت میں کون سی طلاق واقع ہوئی؟

(جواب ۳۷۴) اس صورت میں اگر وہ خود تین طلاق دینے کی نیت کا اقرار نہ کرے تو ایک طلاق رجعی کا حکم دیا جائے گا(۵) فقط محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۲/۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) جمهور فقهاء الامصار على ان الطلاق بلفظ الثلاث حكمه حكم الطلقة الثالثة (بداية المجتهد و نهاية المقتصد كتاب الطلاق بحث الطلاق بلفظ الثلاث ۴/۳۴۷ ط دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(۳) وصريحه ما لم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وانت طالق و مطلقة .. يقع بها اى بهذه الالفاظ وما بمعناها من الصريح .. واحدة رجعية (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الصريح ۳/۲۴۷ ط سعيد كراتشي)

(۴) یعنی نکاح دوبارہ قائم ہو گیا البتہ طلاق اپنی جگہ شمار میں قائم رہے گی۔

(۵) وكرر لفظ الطلاق وقع الكل وان نوى التاكيد دين (در مختار) وقال في الرد (قوله وان نوى التاكيد دين) اى ووقع الكل قضاء (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب طلاق غير المدخول بها ۳/۲۹۳ ط سعيد كراتشي)

جھگڑا کے دوران کہا "ہم اپنی عورت کو طلاق دیدیں گے" والد نے کہا "دیدے" شوہر نے کہا "جاؤ دیدیا" تو کیا حکم ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک روز جب کہ زید اور اس کے والدین کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا زید نے اپنے والد سے کہا کہ اگر اب تم کچھ بولو گے تو خدا ہم اپنی عورت کو طلاق دیدیں گے والد نے کہا دیدے زید نے کہا جاؤ دیدیا اب کیا کیا جائے؟

(جواب ۳۷۵) واقعہ مذکورہ کی صورت میں ایک مرتبہ کہنے سے ایک طلاق رجعی ہو گئی (۱) زبان سے کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی (۲) یعنی جو طلاق دی تھی اس سے رجوع کیا تو دونوں میاں بیوی بدستور میاں بیوی رہیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

طلاق رجعی، طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے احکام

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) (۱) طلاق دیتے وقت طلاق رجعی یا بائن کا اظہار اور تشریح ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ضروری ہے تو رجعی یا بائن کا حکم اگر عورت کو معلوم ہو جائے تو بے پروائی کی وجہ سے اصلاح پذیر نہیں ہوگی۔

(۲) ایک یا دو طلاق دینے کے بعد رجعت کر لینے سے وہ ایک یا دو طلاق کیا ہو جاتے ہیں؟

(۳) رجعت کیا ایک دو طلاق کو رد یا فسخ و باطل کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۴) اگر باطل نہیں کر سکتی تو رجعت کا کیا حاصل ہوا اور رجعت سے کیا مقصد ہے؟

(۵) رجعت کا حق ایک یا دو طلاقیں دینے کے بعد کب تک باقی رہتا ہے؟

(جواب ۳۷۶) (۱) رجعی اور طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے الفاظ اور طریقے متعین ہیں صریح طلاق کے لفظ سے ایک دو طلاقیں دینے سے رجعی طلاق ہوتی ہے (۳) بشرطیکہ لفظ طلاق کے ساتھ اور کوئی لفظ جو طلاق کو بائن بنا دیتا ہے نہ بولا جائے (۴) تین طلاقیں دینے سے طلاق مغلظہ ہو جاتی

---

(۱) ویستدل بہ بما فی العوارض وہو قیل لہ طلقت امراتک فقال نعم او بلی بالہجاء طلقت بحر (درمختار) وقال فی الرد قولہ طلقت) ای بلا نیۃ علی ما افادہ اطلاقہ (ہامش رد المحتار مع الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الصریح ۳/۲۴۹ ط سعید کراتشی) وقال فی الرد: ومنہ حدی طلاقک فقالت احدت فقد صحیح الوقوع بہ بلا اشتراط نیۃ کما فی الفتح (ہامش رد المحتار کتاب الطلاق، باب الصریح، مطلب "سن بوش" یقع بہ الرجعی ۳/۲۴۸ ط سعید کراتشی)

(۲) والرجعۃ ان یقول راجعتک او راجعت امراتی وہذا صریح فی الرجعۃ لا خلاف بین الائمۃ (الہدایۃ، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ ۲/۳۹۴ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان) (۳) فالصریح قولہ انت طالق و مطلقۃ و طلقتک فہذا یقع بہ الطلاق الرجعی لان ہذہ الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غیرہ فکان صریحا وانہ یعقب الرجعۃ بالنص (الہدایۃ، کتاب الطلاق باب ایقاع الطلاق ۲/۲۵۹ ط مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان) (۴) ویقع بقولہ انت طالق بائن او البتۃ او افحش الطلاق او طلاق الشیطان او البدعۃ او شر الطلاق او کالجبل او کالف او ملء البیت او تطلیقۃ شدیدۃ او طویلۃ او اکرہ واحد بائنۃ (الدر المختار مع ہامش رد المحتار، کتاب الطلاق باب الصریح ۳/۲۷۶، ۲۷۷ ط سعید کراتشی)

ہے۔(۱) طلاق رجعی اور طلاق بائن اور طلاق مغلظہ کے احکام جدا جدا ہیں۔

(۲) ایک یا دو مرتبہ صریح طلاق دینے کے بعد رجعت ہو سکتی ہے(۲) رجعت کر لینے سے بیوی نکاح میں لوٹ آتی ہے یہ طلاقیں شمار میں تو قائم رہتی ہیں(۳) یعنی دو طلاقیں دیکر رجعت کر لینے کے بعد اگر ایک طلاق دیدے گا تو پہلی دو کے ساتھ مل کر تین طلاق کا حکم ہو جائے گا اور طلاق مغلظہ ہو جائے گی۔

(۳) رجعت اس حرمت کو جو طلاق سے پیدا ہوتی ہے زائل کر دیتی ہے مگر طلاق کے شمار کو زائل نہیں کرتی۔

(۴) رجعت کا مقصد یہی ہے کہ طلاق دے کر زوجہ کو اپنے لئے حرام کرنے میں زوج نے جو نافہمی اور ناعاقبت اندیشی کی ہے ایک حد تک اس کا تدارک ہو جائے۔(۴)

(۵) رجعت کا اختیار صرف زمانہ عدت تک رہتا ہے یعنی ایک یا دو رجعی طلاقیں دینے کے بعد جب تک زوجہ عدت میں ہے اس وقت تک زوج رجعت کر سکتا ہے عدت ختم ہو جانے کے بعد رجعت کا حق زائل ہو جاتا ہے(۵) پھر اگر زوجین چاہیں تو نکاح ہو سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ'

چودھواں باب
مجنون اور طلاق مجنون

جس عورت کا شوہر عرصہ چودہ سال سے دیوانہ ہے' وہ عورت کیا کرے؟

(سوال) عرصہ چودہ سال سے ہندہ کا شوہر مسمی زید دیوانہ ہو گیا ہے جب سے دیوانہ ہوا ہے تب سے اس وقت تک برابر دیوانہ چلا آتا ہے چنانچہ چند سال سے لاہور کے پاگل خانہ میں داخل ہے ہندہ عرصہ مذکورے تک خانہ والدین صبر کے بیٹھی رہی کہ شاید میرا شوہر تندرست ہو جائے آخر مایوس ہو گئی اور ہندہ کے والدین بھی

---

(۱) والبدعي ثلاث متفرقة (درمختار) وقال في الرد: قوله ثلاثة متفرقة، كذا بكلمة واحدة (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق ۳ /۲۳۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۲ /۳۹۴ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۳) قد يستدل بهذه الآية: قال الله تعالى: الطلاق مرتان فإمساك بمعروف و تسريح بإحسان فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره (البقرة ۲۲۹)

(۴) الرجعة إبقاء النكاح على ما كان ما دامت في العدة كذا في التبيين (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة ۱ /۴۶۸ ط ماجديه، كوئٹه)

(۵) إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض لقوله تعالى: فأمسكوهن بمعروف، من غير فصل، ولا بد من قيام العدة، لأن الرجعة استدامة الملك، ألا ترى أنه سمي إمساكا وهو الإبقاء، وإنما يتحقق الاستدامة في العدة لأنه لا ملك بعد انقضائها (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة ۲ /۳۹۴ ط شركة علميه ملتان)

صحت زید سے مایوس ہو گئے چونکہ ہندہ نوعمر ہے زیادہ صبر نہیں کر سکتی ہذا علمائے دین سے اس امر کی درخواست ہے کہ صورت فسخ نکاح ہندہ ہو سکتی ہے یا نہیں اور دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا؟

(جواب ۳۷۷) احناف کا اصل مذہب تو یہی ہے کہ جنون میں زوجین میں سے کسی کو اختیار نہیں(۱) لیکن امام محمدؒ سے مروی ہے کہ زوجہ کو زوج کے مجنون ہونے کی حالت میں فسخ نکاح کا اختیار ہے بعض فقہاء نے بوقت ضرورت اس پر فتویٰ بھی دیا ہے لہذا اگر شدید ضرورت ہو تو زوجہ حاکم مجاز سے نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔
قال محمدؒ ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم تخیر المرأة اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فھو کالجب والعنة وبه ناخذ . کذافی الحاوی القدسی (ھندیه ص ۵۴۹ ج ۱)(۲)

دیوانہ کی بیوی نان ونفقہ نہ ملنے کی بنا پر شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک منکوحہ کا شوہر پاگل یعنی مجنون ہو گیا ور نان نفقہ وغیرہ کی خبر مطلق نہیں لے سکتا منکوحہ مذکور کے لئے کیا حکم ہے ؟ المستفتی نمبر ۳۵ عین اللہ طرفدار (ضلع میمن سنگھ) ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۸) ایسی حالت میں عورت اگر مجبور ہو جائے اور اگر گزر نہ کر سکے تو وہ کسی حاکم مسلم کی عدالت سے نفقہ وصول نہ کر سکنے کی بنا پر فسخ نکاح کا حکم حاصل کرلے اور پھر بعد عدت دوسرا نکاح کرلے خاوند خواہ اسی شہر میں ہو یا باہر ہو۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

پاگل کی بیوی بغیر طلاق کے دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک شخص جو تین سال سے مجنون ہے اور حالت جنون میں اس کی عورت نے بغیر طلاق کے ایک شخص سے نکاح کر لیا لیکن پھر لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرا عقد نہیں ہوا ہے جس دن ایک مجلس میں اہل برادری جمع ہوئے تو لوگوں نے اس مجنون مذکور سے حالت جنون میں طلاق دلوائی بار دیگر اس نے نکاح کیا اسی پہلے شخص سے تو ایسی حالت میں یہ نکاح درست ہو یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۲۲ رحمت الٰہی جائس ضلع

---

(۱) ولا یتخیر احدھما ای الزوجین بعیب الآخر فاحشا کجنون و جذام و برص و رتق و قرن (درمختار) وقال فی الرد (قوله ولا یتخیر) ای لیس لواحد من الزوجین خیار فسخ النکاح بعیب فی الآخر عند ابی حنیفة و ابی یوسف وھو قول عطاء والنخعی (رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العنین وغیرہ ۳،۵۰۱ ط سعید کراتشی)

(۲) الفتاویٰ الھندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۱/۵۲۶ ط ماجدیه' کوئٹه

(۳) و علیه یحمل ما فی فتاوی قاری الھدایة حیث سئل عمن غاب زوجھا ولم یترک لھا نفقة فاجاب اذا اقامت بینة علی ذلک و طلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب و فی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ (ھامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب النفقة ۳ /۵۱۹) وکذا فی الحیلة الناجزۃ للحلیلة العاجزۃ بحث حکم زوجه متعنت فی النفقة ص ۷۳ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

رائے بریلی ۲۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۹) وہ مجنون اگر ایسا مجنون ہے کہ کسی وقت افاقہ ہوتا ہے اور کسی وقت دیوانگی تو افاقہ کی حالت میں اس کی طلاق درست ہو سکتی ہے (۱) لیکن اگر کسی وقت بھی افاقہ نہیں ہوتا ہر وقت دیوانہ ہی ہے تو اس کی طلاق غیر معتبر ہے (۲) مگر جب کہ اہل برادری نے جمع ہو کر اس کی بیوی کو اس سے علیحدہ کرنے کا فیصلہ کر دیا اور عورت نے عدت گزار کر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہو تو یہ نکاح درست ہو گا برادری کا فیصلہ قائم مقام عدالتی فیصلہ کے ہو جائے گا۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جس کا شوہر دیوانہ ہو جائے اس کا نکاح فسخ ہو گا یا نہیں ؟

(سوال) منکوحہ غیر مدخولہ مجنون فسخ نکاح طلب کرتی ہے اور مجنون کے والد و برادر حقیقی اجازت فسخ نکاح کی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تزویج کے قابل نہیں اور ان تمام نے اپنا حکم مقرر کیا ہے اور والد مجنون یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے میرے روبرو اپنی زوجہ کو مطلقہ کر دیا ہے اور طبیعت اس وقت اس کی منجمد تھی کام میں استقامت تھی واللہ اعلم۔ اور حکم نے مجنون سے بہت سوال کئے حتی الطلاق کوئی جواب صحیح نہیں دیا غیر اسمیت وولدیت کے بلکہ بہت کو اس سناتے اور لوگوں سے شہادت لی گئی کہ اقوال میں متحیر ہے البتہ بدر۔ افعل کرانے سے درست کرتا ہے گر مرضی ہو خود بخود علیحدہ کوئی کام نہیں کرتا حتی الاکل۔ کیا حکم فسخ نکاح کر سکتا ہے؟ از روئے شرع شریف۔ علی قول محمد اذا کان بالزوج جنون فلها الخیار و بموجب فتوی عبدالحی فی فتاویٰ جلد سوم ص ۸۶ و بموجب قول الشامی فی باب نکاح الکافر جلد دوم ص ۳۹۰ بل ہو اہل لوقوع ای حکم الشرع بوقوعہ علیہ عند وجود موجبہ ای عند الحاجۃ مخلصا الی اخرہ بینوا اہو مجنون ام معتوہ احکمہما واحد ام لا ااجل سنۃ ام لا لکن ابوہ لا یطلب الاجل ومن المنکوحۃ خوف عظیم وجنونہ منذ ثلاثین شہرا و عند عقد النکاح شرع الجنون بہ لکنہ قلیل حینئذ وقد قبل العقد بنفسہ علی الاستقامۃ و قد بلغت الان منکوحہ وہی عند العقد صبیہ وقد انکحہا ابوہا ایاہ المستفتی نمبر ۲۰۲ مولوی محمد عظیم (ضلع میانوالی) ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۴ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۸۰) حکم کو جب فریقین نے رضامندی سے حکم بنایا ہے اور اس کو فسخ نکاح کا اختیار دیا ہے اور

---

(۱) وجعله الزيلعي في حال افاقته كالعاقل واستدرك في هدايه كالعاقل البيع وقد ذكره الزيلعي على ما قال كذا تم العقل (هامش رد المحتار كتاب الحجر ۶/ ۱۴۴ ط سعيد كراتشي)

(۲) لا يقع طلاق المولى على امراة عبده لحديث ابن ماجة "الطلاق لمن اخذ بالساق" والمجنون والصبي و المعتوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق ۳/ ۲۴۲ ط سعيد كراتشي)

(۳) یعنی اہل برادری کا [illegible] فیصلہ [illegible] ملک غیر اسلامیہ میں [illegible] عدالت [illegible]۔

زوج مجنون ہے تو حکم دونوں کا نکاح فسخ کر سکتا ہے (۱) اور تاجیل کی حاجت نہیں کیونکہ جنون جب کہ ڈھائی سال سے ہے تو جنون مطبق ہے اس میں تاجیل کی ضرورت نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

جو مجنون پاگل خانہ میں ہے' اس کی بیوی کیا کرے ؟

(سوال) یک شخص از سالہا سال بہ نواع مظالم و مصائب زن خود در بتلا نمودہ گناہ میکرد حال آں شوہر ظالم پاگل شدہ در پاگل خانہ کراچی از مدت ہفت و ہشت ماہ محبوس میباشد آں زن مظلومہ دریں مدت نہ نان خوردن میدارد و نہ جائے سکونت و محرم میدارد بلکہ مہاجرہ در ملک غیر است دریں صورت دیگر شوہر کردہ میتواند یانہ۔ المستفتی نمبر ۲۳۷۹ حبیب الرحمن پشاور ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۲۱ جولائی ۱۹۳۸ء

(ترجمہ) یک شخص نے سالہا سال سے اپنی عورت کو قسم قسم کی مصیبتوں اور اذیتوں میں مبتلا کر رکھا تھا اب وہ پاگل ہو کر کراچی کے پاگل خانے میں سات آٹھ ماہ سے داخل ہے وہ مظلوم عورت بیکس ہے نہ کھانے کو روٹی ہے نہ رہنے کی جگہ نہ کوئی اس کا محرم رشتہ دار ہے بلکہ بے وطن اور مہاجرہ ہے اب وہ کیا کرے ؟

(جواب ۳۸۱) ایں زن مظلومہ راحق حاصل است کہ بر بنائے عدم تیسر حصول نفقہ از حاکم مسلم نکاح خود فسخ کناند و ہر گاہ کہ فیصلہ فسخ حاصل شود عدت بگذارد و بعد از عدت اختیار نکاح ثانی را حاصل خواہد شد۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

(ترجمہ) اس مظلوم عورت کو حق حاصل ہے کہ عدم تیسر حصول نفقہ کی بنا پر مسلم حاکم سے اپنا نکاح فسخ کرالے اور فیصلہ فسخ حاصل ہونے کے بعد عدت گزار کر نکاح ثانی کر لے۔ (۳)

(جواب دیگر ۳۸۲) (۱۳۳۹) اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کے موافق بھی مجنون کی بیوی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے (۴) اور اب کہ جنون کو دس بارہ سال کا عرصہ ہو گیا ہے بغیر کسی مہلت کے کوئی حاکم

---

(۱) تولیة الخصمین حاکما یحکم بینهما ورکنه لفظه الدال علیه مع قبول الآخر ذلك (درمختار) وقال في الرد (قوله کمحکم) والمحکم کالقاضي (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب القضاء باب التحکیم ٥/ ٤٢٨ ط سعید کراتشي)

(۲) قال محمد إن کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول إذا لم یبرأ وإن کان مطبقا فهو کالجب وبه ناخذ کذا في الحاوي القدسي (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثاني عشر في العنین ١/ ٥٢٦ ط ماجدیه کوئٹه)

(۳) قال في غرر الأذکار ثم اعلم أن مشایخنا استحسنوا أن ینصب القاضي الحنفي نائبا ممن مذهبه التفریق بینهما ... وعلیه یحمل ما في فتاوی قارئ الهدایة حیث سئل عمن غاب زوجها ولم یترك لها نفقة فأجاب إذا أقامت بینة علی ذلك وطلبت فسخ النکاح من قاض یراه ففسخ نفذ وهو قضاء علی الغائب وفي نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذه یسوغ للحنفي أن یزوجها من الغیر بعد العدة (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب النفقة ٣/ ٥٩٠، ٥٩١ ط سعید کراتشي) وکذا في الحیلة الناجزة، بحث حکم زوجه متعنت في النفقة ص ٧٣ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(٤) وإذا کان بالزوج جنون أو برص أو جذام فلا خیار لها عند أبي حنیفة وأبي یوسف وقال محمد لها الخیار دفعا للضرر عنها کما في الجب والعنة (الهدایة، کتاب الطلاق باب العنین وغیره ٢/ ٤٢٢ ط مکتبه شرکه علمیه ملتان)

نکاح فسخ کر سکتا ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۸ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب دیگر ۱۳۵۷) اگر زید بالکل مجنون اور حقوق زوجیت ادا کرنے کے ناقابل ہے اور اس کا کوئی اثاثہ بھی نہیں ہے جو زوجہ کے نفقہ کے لئے کافی ہو اور زوجہ اس حالت پر زیادہ صبر نہیں کر سکتی تو ایسی حالت میں اسے حق ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت سے اپنے خاوند کے مجنون ہونے کی بنا پر نکاح فسخ کرالے اور عدت گزار کر نکاح ثانی کرلے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۶ فروری ۱۹۳۷ء

پندرھواں باب
عدت اور نفقہ عدت

زانی زانیہ سے فوراً نکاح کر سکتا ہے' اور زانیہ پر عدت نہیں

(سوال) زید مسلم کا ہندہ کافرہ سے ایک عرصہ سے ناجائز تعلق تھا اور اس کے دو بچے بھی اس عرصہ میں ہوئے اب ہندہ مسلمان ہو گئی ہے اور وہ فوراً ہی زید مسلم کے ساتھ شرعی نکاح کرنا چاہتی ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس کو عدت کی ضرورت ہے یا بغیر عدت اس کا نکاح صحیح و درست ہو گیا یا نہیں؟

(جواب ۳۸۴) زید ہندہ کے ساتھ فوراً نکاح کر سکتا ہے کیونکہ زنا کی کوئی عدت شریعت میں مقرر نہیں اور سوال سے ظاہر ہے کہ ہندہ کسی اور زوج کی منکوحہ بھی نہیں ہے۔ لا تجب العدة علی الزانیة وھذا قول ابی حنیفة و محمدؒ کذافی شرح الطحاوی (العالمگیری ص ۵۴۹ ج ۱)(۳)

مطلقہ عورت کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

(سوال) ہندہ زید کے مکان سے اپنے والد کے مکان پر چلی گئی اس نے بذریعہ ڈاک تین طلاقیں بھیج دیں تو کیا وہ عدت کا خرچ دے سکتا ہے یا نہیں اور مہر کا روپیہ بھی دے یا نہیں؟

(جواب ۳۸۵) شوہر پر زمانہ عدت کا نفقہ واجب ہے اور مہر بھی واجب الادا ہے۔ المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسکنی کان الطلاق رجعیا اوبائنا اوثلاثا حاملا کانت المرأة او لم تکن

---

(۱) قال محمدؒ ان کان الجنون حادثا یؤجله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ وان کان مطبقا فھو کالجب وبه ناخذ کذافی الحاوی القدسی (الفتاویٰ الھندیة' کتاب الطلاق' الباب الثانی عشر فی العنین ۵۲۶/۱ ط ماجدیه' کوئٹه)

(۲) دیکھئے الحیلة الناجزة بحث حکم زوجه مجنون ص ۵۱ مطبوعه دار الاشاعت کراچی

(۳) الفتاویٰ الھندیة' کتاب الطلاق' الباب الثالث عشر فی العدة ۵۲۶/۱ ط ماجدیه' کوئٹه

کذا فی فتاویٰ قاضی خان (هندیه)(۱)

جہاں شوہر کا انتقال ہوا ہے، عورت کو وہیں عدت گزارنی چاہئے

(سوال) مطلقہ عورت عدت کہاں رہ کر پوری کرے شوہر کے یہاں یا اپنے والد کے گھر؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۸۶) مطلقہ عورت کے لئے اپنے گھر میں جہاں شوہر کے ساتھ رہتی تھی عدت پوری کرنی لازم ہے۔(۲)

مجبوری اور خوف ہو تو شوہر کے گھر کے بجائے والدین کے یہاں عدت گزارے

(سوال) ہندہ کے شوہر زید کا انتقال ہوا زید کا کوئی مستقل مکان سکونت کا نہ تھا بلکہ زید اپنی بیماری سے پہلے اپنی ملازمت پر تھا اور اس کے اہل و عیال سب ساتھ تھے زید مکان کی تلاش میں ضرور تھا مگر اب تک کوئی مکان ملا نہ تھا ایام علالت میں جس مکان میں زید رہتا تھا وہ اس کے اور اس کے بھائیوں میں مشترک تھا اور چونکہ مکان جس میں اس کے بھائی ہیں بہت مختصر ہے ہندہ کو ایام عدت یہاں گزارنے پر پردہ کا بندوبست نہ ہو سکے گا نیز یہ کہ اس مکان میں کوئی ایسا شخص جو ہندہ کی دلدہی کر سکے نہیں ہے ہندہ اپنے سسرال کے لوگوں سے مانوس نہیں کیونکہ اس کی شادی ابھی حال میں ہوئی تھی لہذا ان وجوہات بالا کی بنا پر ہندہ اگر اپنے والد کے گھر اٹھ جائے تو جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا؟

(جواب ۳۸۷) زید کے بھائی ہندہ کے غیر محرم ہیں اور اگر ورثائے زوج میں غیر محرم بھی ہوں اور معتدہ کا حصہ اس کی سکونت کے لئے کافی نہ ہو تو معتدۃ الوفاۃ کو زوج کے مکان سے اٹھ جانے کا اختیار ہوتا ہے۔ لو کان فی الورثة من لیس محرما لها و حصتها لا تکفیها فلها ان تخرج وان لم یخرجوها (رد المحتار)(۳) اس کے علاوہ اور باتیں جو سوال میں مذکور ہیں خروج معتدہ کے لئے شرعاً عذر نہیں۔ واللہ اعلم

دوسرے شوہر نے عدت میں نکاح کیا، تو وہ نکاح فاسد ہے اور وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی پھر وہ پچھتایا حلالہ کرانے کی غرض سے ایک شخص دیگر سے نکاح کرا دیا اور پھر طلاق دلوادی زوج اول کی طلاق سے سات مہینے گزرنے کے بعد اس عورت کے بچہ

---

(۱) الفتاوی الهندية، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الثالث فی نفقة المعتدة ۱/ ۵۵۷ ط ماجدیه، کوئٹه

(۲) وتعتد أي معتدة طلاق و موت فی بیت وجبت فیه ولا یخرجان منه الا ان تخرج او یتهدم المنزل او تخاف انهدامه (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل فی الحداد ۳/ ۵۳۶ ط سعید کراتشی)

(۳) هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل فی الحداد ۳/ ۵۳۷ ط سعید کراتشی)

پیدا ہوا، نیز سات مہینے میں نکاح ثانی اور حلالہ بھی ہوا اب بچہ پیدا ہونے سے معلوم ہوا کہ نکاح ثانی عدت میں ہوا تھا جواب طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ نکاح صحیح اور یہ حلالہ معتبر ہوا یا نہیں؟

(جواب ۳۸۸) سات مہینے کی مدت اتنی مدت ہے کہ اس میں زوج اول کی طلاق کی عدت ختم ہو کر دوسرے سے تعلق ہونا اور قلیل مدت حمل میں بچہ پیدا ہونا ممکن نہیں زوج اول کی عدت گزرنے کے لئے اگر عدت بالحیض ہو تو کم از کم انتالیس دن چاہئیں اور اگر مدت تین ماہ ہیں اور اس کے بعد تعلق ہو کر وضع حمل سات مہینے میں غیر ممکن ہے لیکن چونکہ عدت طلاق مغلظہ کی ہے اور دوسرے سے نکاح کر لیا ہے اور دو سال سے قبل بچہ ہوا ہے اس لئے بچہ کا نسب زوج اول ہی سے ثابت ہوگا اور دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوگا اور حلالہ غیر معتبر سمجھا جائے گا زوج اول کے لئے حلال ہونے کے واسطے کافی نہ ہوگا۔ اذا تزوجت المعتدة بزوج آخر ثم جاءت بولد ان جاءت به لاقل من سنتين منذ طلقها الاول او مات ولاقل من ستة اشهر منذ تزوجها الثاني فالولد للاول الخ (عالمگیری ص ۵۶۰ ج ۱ طبع مصر)(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة و ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها الخ (عالمگیری ص ۵۰۱ ج ۱ طبع مصر)(۲) کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ، سنہری مسجد دہلی

ایام عدت میں کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال) زید ہندہ را طلاق داد و بعد تحقیق زید با ہندہ زنا کرد از زنائے زید ہندہ باردار شد۔ قبل وضع حمل ہندہ را خالد نکاح نمودہ وطی حرام کرد پس اندریں صورت اگر خالد ہندہ را طلاق دہد بعد وضع حمل نکاح ہندہ با زوج اول یعنی زید درست شود یا نہ؟ بینوا توجروا

(ترجمہ) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور طلاق دینے کے بعد زید نے ہندہ سے زنا کیا اور اس سے ہندہ حاملہ ہو گئی پھر وضع حمل سے قبل ہندہ سے خالد نے نکاح کر کے ناجائز صحبت کی پس اس صورت میں اگر خالد ہندہ کو طلاق دیدے تو وضع حمل کے بعد اس کا نکاح زوج اول یعنی زید کے ساتھ درست ہو گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

(جواب ۳۷۹) نکاح خالد فاسد واقع شد پس ہندہ برائے زید حلال نشد ایں حکم دریں صورت است کہ وطی زید با ہندہ اندر مدت عدت واقع شدہ باشد لیکن اگر زید بعد انقضائے عدت زنا کردہ بود و ہندہ حاملہ بزنا بود پس نکاح خالد صحیح شد و ہندہ برائے زید حلال شد۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

(ترجمہ) خالد کا نکاح فاسد ہوا پس ہندہ زید کے لئے حلال نہیں ہوئی یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ

---

(۱) الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب، ۱/ ۵۳۸ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱/ ۴۷۳ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

زید نے عدت کے اندر ہندہ سے وطی کی ہو، لیکن اگر انقضائے عدت کے بعد زنا کیا اور ہندہ حاملہ بزنا ہوئی تو خاوند کا نکاح صحیح تھا، (۲) اور ہندہ زید کے لئے حلال ہو جائے گی۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایام عدت میں نکاح حرام ہے۔

(سوال) ایک شخص مولوی محمد قاسم مدت سے مسجد کے امام چلے آتے ہیں اتفاقاً ایک بیوہ عورت کا نکاح جبکہ تین چار دن عدت کے باقی تھے انہوں نے ایک شخص کے ساتھ منعقد کر دیا حالانکہ پہلے انہوں نے تحقیق بھی کر لی تھی کہ عدت گزر چکی ہے یا نہیں لیکن نکاح کرنے والوں نے ان کو یہ بتایا تھا کہ عدت تمام گزر چکی ہے ان کے کہنے پر اعتماد کر کے انہوں نے نکاح پڑھا دیا بعد میں صحیح حساب لگا کر دیکھا گیا تو چار دن بھی باقی تھے لوگوں نے امام مذکور کو اس خطا کی وجہ سے معزول کر دیا ہے یہ نکاح غیر صحیح سمجھ کر ایک دوسرے مولوی صاحب کو فیس کثیر دے کر دوبارہ نکاح پڑھوایا گیا اور مولوی محمد قاسم کا بھی جدید نکاح کیا گیا۔

المستفتی نمبر ۲۵۶ مولوی محمد زمان خان ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۴ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۹۰) عدت کے اندر نکاح ناجائز ہے (۴) لیکن اگر نکاح پڑھانے والے کو معلوم نہ ہو یا اس کو دھوکا دے کر بتایا جائے کہ عدت گزر چکی ہے اور وہ نکاح پڑھا دے تو اس کے ذمہ کوئی مواخذہ نہیں اور اس کا اپنا نکاح ساقط نہیں ہوتا ہاں معتدہ کا دوبارہ نکاح پڑھا دینا چاہیے پس صورت مسئولہ میں مولوی محمد قاسم کا نکاح دوبارہ پڑھانا فضول تھا اور ان کی امامت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

زمانہ عدت میں کیا گیا نکاح باطل ہے

(سوال) ایک عورت چند سال ایک خاوند کے نکاح میں رہی اس کے بعد زوجین میں نااتفاقی پیدا ہو گئی اور عورت ناراض ہو کر اپنے والدین کے گھر چلی آئی یہاں آ کر تین سال رہی اس اثنا میں حاملہ بزنا ہو گئی حاملہ

---

(۱) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱۶ ط سعید کراتشی)

(۲) اس لئے کہ یہ نکاح عدت کے بعد ہوا اور زانیہ کی عدت شریعت میں مقرر نہیں۔ لاتجب العدة علی الزانیة وهذا قول ابی حنیفة و محمد کذا فی شرح الطحاوی (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب الثالث عشر فی العدة ۱/ ۵۲۶ ط ماجدیة کوئٹه)

(۳) وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة و ثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا و یدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها کذا فی الهدایة (الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة، فصل فیما تحل به المطلقة وما یتصل به ۱/ ۴۷۳ ط ماجدیة کوئٹه)

(۴) قال الله تعالی: ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله (البقرة ۲۳۵) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلک المعتدة، کذا فی السراج الوهاج (الفتاوی الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر ۱/ ۲۸۰ ط ماجدیة کوئٹه)

ہونے کے بعد زانی نے عورت کے خاوند کو روپے دے کر تین طلاق حاصل کرلی اور عدت کے اندر اس سے نکاح کرلیا۔ آیا یہ جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۲۵۷ مولوی محمد زماں خاں' ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۴ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۹۱) اس عورت کا نکاح عدت کے اندر ناجائز ہے حاملہ بالزنا کا اس صورت میں نکاح جائز ہوتا ہے جب کہ وہ معتدۃ نہ ہو یہ صورت جواز نکاح کی نہیں ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلاق اور وفات کی عدت میں فرق کیوں ہے؟

(سوال) عدت وفات اور عدت طلاق میں تفریق کی وجہ کیا ہے اگر عدت سے مقصود محض استبرائے رحم ہے تو وہ فقط ایک حیض آنے سے ہو سکتا ہے۔ المستفتی نمبر ۴۷۶ ابو محمد عبدالجبار (رنگون) ۱۰ صفر ۱۳۵۴ھ م ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۹۲) عدت وفات اور عدت طلاق میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ طلاق کی عدت مقرر کرنے کی وجہ استبرائے رحم ہے اور اگرچہ ایک حیض بھی استبرائے رحم کے لئے کافی ہے لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ جس خون کو حیض سمجھا گیا وہ حقیقتہً حیض نہ ہو بلکہ حالت حمل میں کسی عارض کی وجہ سے آگیا ہو اور حیض کے ساتھ مشتبہ ہوگیا ہو اس لئے احتیاطاً تین حیض مقرر کئے گئے کہ تین مرتبہ عادت معہودہ کے ماتحت خون آجانے سے یقینی طور پر فراغ رحم ثابت ہو جائے اور کسی قسم کا شک و شبہ حمل کا باقی نہ رہے نیز طلاق رجعی ہو تو اس مرد اور عورت کو ایک کافی زمانہ غور و فکر کے لئے مل جائے کہ دونوں اپنے اختلافات پر سکون و اطمینان سے غور کر کے اجتماع و اتفاق کی صورت نکال سکیں ان وجوہ پر نظر کرتے ہوئے تین حیض کی مدت عدت کے لئے مقرر کرنے کی حکمت واضح ہو جاتی ہے۔(۲)

عدت وفات میں استبرائے رحم کے ساتھ ایک دوسری وجہ بھی شامل ہے اور وہ یہ کہ عورت اور مرد کا ازدواجی تعلق شریعت کی نظر میں نہایت اہم ہے اور اس میں عورت کو زیادہ احتیاج ہے مرد کی وفات سے عورت کو سخت صدمہ اور نقصان پہنچتا ہے شریعت نے اس مہتم بالشان تعلق کی وفات شوہر سے منقطع ہو جانے پر اظہار تاسف اور سوگ کے لئے عورت پر عدت مقرر فرمائی ہے کہ اس عرصہ میں وہ ترک زینت کر کے اپنے فطری جذبہ کے ماتحت شوہر کی مفارقت کا رنج ظاہر کر سکے اسی لئے یہ عدت صغیرہ اور بالغہ

---

(۱) اما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته (الی قوله) فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدة' مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعید کراتشی)

(۲) وهی فی حق حرة بعد الدخول حقیقة او حکما ثلاث حیض کوامل لعدم تجزی الحیضة فالاولی لتعرف براءة الرحم والثانیة لحرمة النکاح والثالثة لفضیلة الحریة (درمختار) وقال فی الرد (قوله فالاولی) بیان لحکمة کونها ثلاثا مع ان مشروعیة العدة لتعرف براءة الرحم ای خلوه عن الحمل وذلک یحصل بمرة فبین ان حکمة الثانیة لحرمة النکاح ای لاظهار حرمته واعتباره حیث لم ینقطع اثره بحیضة واحدة فی الحرة والامة وزید فی الحرة ثالثة لفضیلتها (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۰۵ سعید کراتشی)

اور عجوز سب کے لئے ہے اگرچہ صغیرہ اور آئسہ میں استبرائے رحم کی ضرورت نہیں تھی مگر نکاح میں منسلک ہو جانے کی وجہ سے موت شوہر پر اظہار تحسر کے لئے یہی مناسب تھا۔

صغیرہ ناقابل وطی پر مطلقاً اور کبیرہ غیر مدخولہ وغیر مخلوہ بہا پر عدت طلاق لازم نہیں کہ وہاں استبرائے رحم کی ضرورت نہیں ہے مگر عدت وفات ان سب پر اس لئے لازم ہے کہ اس کی حکمت مفارقت زوج پر اظہار حسرت ہے اور اس میں یہ سب عورتیں یکساں ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عدت کے اندر نکاح کرنے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا

(سوال) زید نے ہندہ معتدہ سے نکاح کیا اور جماع بھی کر لیا چند روز کے بعد پتہ چلا کہ نکاح کے وقت ہندہ کی عدت ختم نہیں ہوئی تھی تو ایسی حالت میں ناکح و گواہان اور زید و ہندہ سہو و غلطی کے باوجود عند اللہ ماخوذ ہیں یا نہیں ؟ اور نکاح ہوا یا نہیں ؟ اب زید و ہندہ آپس میں کیا کریں گے ؟ **المستفتی نمبر ۵۰۶** نذیر احمد پورنیہ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۹۳) اگر نادانستگی میں یہ بات ہو گئی تو کسی پر مواخذہ نہیں اور نہ ناکح کا نکاح ٹوٹا (۲) اب زید اور ہندہ دوبارہ ایجاب و قبول کر کے تجدید نکاح کر لیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

جس کو طویل مدت تک حیض نہ آئے اس کی عدت کیا ہے ؟

(سوال) ایک عورت مطلقہ جس کو طلاق ہوئے تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہوا دوسری شادی کرنا چاہتی ہے مگر تقریباً دس بارہ ماہ سے اس کو حیض آنا بند ہو گیا ہے اور اس کی عمر چالیس سال سے بھی کم ہے ایسی صورت میں اس کی عدت کی میعاد کتنی ہے کتنے عرصہ کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور اس کو حمل وغیرہ کے کسی قسم کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ **المستفتی نمبر ۵۴۵** حفیظ اللہ (میرٹھ) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۹۴) یہ عورت ممتدۃ الطہر ہے حنفیہ کے نزدیک تو اس کی عدت حیض سے ہی پوری ہو گی تا آنکہ سن ایاس تک پہنچے (۳) لیکن امام مالک کے نزدیک ایک روایت میں نو مہینے دوسری روایت میں سال بھر تک

---

(۱) انما وجبت العدة عليها وان لم يدخل بها وفاء للزوج المتوفى و مراعاة لحقه (فقه السنة' كتاب الطلاق' بحث عدة غير المدخول بها ۲ ۳۲۶ ط دار الكتاب العربي بيروت)

(۲) اس لئے کہ بغیر حقیقت حال کے علم کے کوئی غلطی ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہیں قال الله تعالیٰ: " لا يكلف الله نفسا الا وسعها لها ما كسبت و عليها ما اكتسبت" (البقرة۔ ۲۸۶)

(۳) والعدة في حق من لم تحض حرة ام ام ولد لصغر بان لم تبلغ تسعا او كبر بان بلغت سن الاياس او بلغت بالسن و خرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بان حاضت ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض الى ان تبلغ سن الاياس جوهرة وغيرها (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳ ۵۰۸ ط سعيد كراتشي)

حیض نہ آنے کی صورت میں انقضائے عدت کا حکم دے دیا جاتا ہے(۱) تو اگر کوئی سخت ضرورت لاحق ہو اور نکاح ثانی نہ ہونے کی صورت میں قوی خطرہ وقوع فی الحرام یا کسی ایسے ہی مفسدہ کا ہو تو کسی مالکی سے فتویٰ لیکر اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔(۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

طلاق کے بیس دن بعد دوسرے شوہر سے نکاح

(سوال) یہاں پر جماعت المسلمین شافعی مذہب کے ملا صاحب نے ایک عورت کا نکاح پڑھایا وہ عورت اپنے شوہر سے طلاق بیس روز آگے لے چکی تھی یعنی اس عورت کو اس کے شوہر نے اس نکاح سے بیس روز آگے طلاق دیا تھا تین سال سے وہ اپنے والدین کے گھر رہتی تھی شوہر اول کے پاس نہیں گئی تھی۔

المستفتی نمبر ۱۴۱۷ شیخ محمد بابا (ضلع رتناگری) ۲۵ شوال ۱۳۵۴ھ م ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۵) بیس روز میں طہر و حیض کے لحاظ سے عدت پوری نہیں ہو سکتی (۳) حاملہ کی عدت وضع حمل سے ہوتی ہے (۴) وہ تو ممکن ہے کہ طلاق کے بعد ہی وضع حمل ہو کر عدت پوری ہو جائے شوافع کے نزدیک طہر کی مدت کم از کم پندرہ روز ہے (۵) اور اگر طلاق طہر میں واقع ہوئی ہو تو دو طہر پورے درکار ہیں (۶) اس لئے بیس روز میں عدت پوری ہونے کا امکان نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) (قوله من انقضائها بتسعة اشهر) ستة منها مدة الایاس و ثلاثة منها للعدة ورأیت بخط شیخ مشایخنا السائحانی ان المعتمد عند المالکیة انه لا بد لو قال بعده من سنة کاملة تسعة اشهر لمدة الایاس و ثلاثة اشهر لانقضاء العدة وکذا عزی فی الجمع بالحوب (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۰۸ ط سعید کراتشی)

(۲) قلت هذا ظاهر اذا امکن قضاء مالکی به او تحکیمه اما فی بلاد لا یوجد فیها مالکی یحکم به فالضرورة متحققة لهذا قال الزاهدی وقد کان بعض اصحابنا یفتون بقول مالک فی هذه المسئلة للضرورة (هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدة' مطلب فی الافتاء بالضعیف ۳/ ۵۰۹ ط سعید کراتشی)

(۳) اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عدت پوری ہونے کے لئے کم از کم ساٹھ دن درکار ہیں اور صاحبین کے نزدیک کم سے کم انتالیس دن۔ ولو بالحیض فاقلها للحرة ستون یوما و للامة اربعون یوما (درمختار) وقال فی الرد و عندهما اقل مدة تصدق فیها الحرة تسعة وثلاثون یوما (هامش رد المحتار مع الدر المختار' کتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۲۳ ط سعید کراتشی)

(۴) قال الله تعالی واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن (الطلاق ٤) وان کانت حاملا فعدتها ان تضع حملها (الهدایة' کتاب الطلاق' باب العدة ۲/ ۴۲۳ ط مکتبه شرکة علمیه ملتان)

(۵) فصل واما اقل الطهر بین الحیضتین فخمسة عشر یوما فهو قول ابی حنیفة و اکثر الفقهاء (الی ان قال) ثبت ان اقل الطهر خمسة عشر یوما (الحاوی الکبیر للعلامة الماوردی الشافعی' کتاب الطهارة' باب حیض المراة وطهرها واستحاضتها ۱/ ۵۳۴ ط دار الفکر بیروت)

(۶) وتاثیر هذا الاختلاف فی حکم المعتدة ان من جعل الاقراء الاطهار قال: ان طلقت فی طهر کان الباقی منه وان قل قرءا فاذا حاضت و طهرت الطهر الثانی کان قرءا ثانیا فاذا حاضت و طهرت الطهر الثالث حتی ترى دم الحیضة الثالثة کان قرءا ثالثا وقد انقضت عدتها (الحاوی الکبیر للعلامة الماوردی الشافعی' کتاب العدد ۱/ ۱۸۹، ۱۹۰ ط دار الفکر بیروت)

عدت وفات میں ضرورت شدیدہ کے وقت عورت گھر سے نکل سکتی ہے

(سوال) عورت عدت میں ہے اور گروہ مختار نامہ عام نہ کرے تو اس کا مال ضائع ہوتا ہے اور مختار نامہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ حاکم گھر پر آکر رجسٹری کرے گا اس کو اس کے سامنے پردے میں بولنا ہوگا آیا شرع اس کی اجازت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۲۵ عبدالخالق صاحب صدر بازار دہلی' ۵ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ م ۳۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۶) عدت کے اندر بولنا بات کرنا تو منع نہیں ہے بلکہ اگر ضرورت ہو تو عورت رجسٹری کرانے کے لئے رجسٹری آفس میں بھی جا سکتی ہے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے شادی کرے تو عدت گزارنی ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک عورت قوم کھتری عمر تقریباً ۳۰ سال آکر مسلمان ہوتی ہے اور بیان دیتی ہے کہ میرا پہلا خاوند عرصہ ایک سال سے فوت ہو چکا ہے میں اب مسلمان ہو چکی ہوں اگر شرع اجازت دے تو ایک شخص جس نے اس کو مسلمان کیا ہے اس کے ساتھ نکاح کروں لہذا اس کا نکاح کر دیا ہے کوئی شخص کہتا ہے کہ اس عورت پر عدت لازم ہے ورنہ نکاح نہیں ہوا ہے۔ المستفتی نمبر ۷۵۹ مستری حاجی عبدالرشید (بہاولپور) ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ م ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۷) اگر یہ قرار دیا جائے کہ وہ اسلام لانے کے وقت منکوحہ نہیں تھی بلکہ بیوہ تھی تو اس پر کوئی عدت واجب نہیں لیکن اگر اسکو منکوحہ قرار دیا جائے تو اسلام لانے کے بعد بقول صاحبینؒ اس پر عدت واجب ہے۔(۲) اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کے بیان کو تسلیم کیا جائے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام لانے کے بعد اس کے بیان کو بظن غالب صحیح سمجھا جائے تو نکاح جائز ہے اور اگر کذب کے قرائن قائم ہوں تو بعد عدت نکاح کی اجازت دی جائے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) و معتدة موت تخرج في الجديدين وتبيت اكثر الليل في منزلها لان نفقتها عليها فتحتاج للخروج حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة فلا يحل لها الخروج فتح وجوز في القنية خروجها لاصلاح مالا بد منه كزراعة ولا وكيل لها (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة فصل في الحداد ۳ / ۵۳۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) ذمية غير حامل طلقها ذمي او مات عنها لم تعتد عند ابي حنيفة اذا اعتقدوا ذلك لانا امرنا بتركهم وما يعتقدون (درمختار) وقال في الرد وفي قول صاحبيه نكاحها باطل حتى تعتد ثلاث حيض (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب العدة ۳ / ۵۲۶ ط سعيد كراتشي)

(۳) في الخانية قالت ارتد زوجي بعد النكاح وسعها ان يعتمد على خبرها ويتزوجها وان اخبرت بالحرمة بامر عارض بعد النكاح من رضاع طارئ او نحو ذلك فان كانت ثقة اولم تكن ووقع في قلبه صدقها فلا بأس بان يتزوجها الا لو قالت كان نكاحي فاسدا او كان زوجي على غير الاسلام لانها اخبرت بامر مستنكر اي لان الاصل صحة النكاح (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳ / ۵۲۹ ط سعيد كراتشي)

عدت سے متعلق چند سوالات

(سوال) (۱) ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء کو ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق روبرو گواہان دی اور تحریر بھی کر دی (۲) ۲ مارچ سے ۹ مارچ تک اس عورت کو حالت حیض رہی (۳) ۱۴ مارچ کو اس عورت کو دوسری طلاق تحریر کر کے بدون ثبت کرانے گواہی گواہان اور بغیر موجودگی گواہان بھیج دی گئی جس کے دینے اور بھیجنے کو فریقین تسلیم کرتے ہیں (۴) ۲۸ مارچ سے ۴ اپریل تک حالت حیض رہی (۵) ۲۴ اپریل سے ۳۰ اپریل تک حالت حیض رہی (۶) ۲۰ مئی سے ۲۷ مئی تک حالت حیض رہی تیسری طلاق نہیں دی گئی مذکورہ واقعات کی روشنی میں سوالات حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہمیں کالج میں پڑھایا گیا تھا کہ طلاق کے بعد عدت کی مدت تین طہر ہوتی ہے کیا پہلا طہر ۲ مارچ کو دوسرا طہر ۲۸ مارچ کو اور تیسرا طہر ۲۴ اپریل کو ختم نہ ہو گئے۔

(۲) اگر ختم ہو گئے تو کیا طلاق و عدت ۲۴ اپریل کو مکمل نہ ہو گئیں؟ اگر مکمل نہ ہوئیں تو کس تاریخ کو مکمل ہوں گی؟

(۳) اگر تیسری طلاق نہ دی گئی ہو تو کیا وہ عورت عدت اور طلاق کے مکمل ہونے کے بعد بغیر کسی دوسرے شخص سے نکاح و فراغت شرعی حاصل کرنے کے اس پہلے شخص سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۴) آیا ایک طلاق اور تین طہر کی خاموشی اور دو طہروں میں دو طلاق اور بعدہ تیسرے طہر کے اختتام تک کی خاموشی سے اس شخص سے مکرر نکاح کے جواز پر کچھ فرق پیدا کرتی ہے؟

(۵) اگر ۴ اپریل سے ۲۴ اپریل تک کے درمیان کے عرصہ میں یعنی اس طہر میں تیسری طلاق دیدی جاتی تو پھر نکاح کب ختم ہوتا اور عدت کب ختم ہوتی۔ المستفتی نمبر ۸۳۴ شیخ غلام حیدر بی اے ایل ایل بی وکیل لاہور ہائی کورٹ ۱۴ محرم ۱۳۵۵ھ م ۷ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۸) (۱) طلاق کی عدت کی مدت احناف کے یہاں تین حیض ہیں اور شوافع کے یہاں تین طہر (۱) میں نے جو جواب دیا تھا وہ مذہب حنفی کے اصول کے موافق تھا ۲۴ اپریل کو بھی تین طہر ختم نہیں ہوتے کیونکہ اب عدت دوسری طلاق ۱۴ مارچ کے بعد سے لی جائے گی ۲۷ مئی کو دوسری طلاق کے بعد سے تین حیض ختم ہوں گے اور اس وقت عورت عدت سے اصول حنفیہ کے بموجب فارغ ہو گی۔(۲)

(۲) ۲۷ مئی کو عدت ختم ہو گی اور اس تاریخ کو طلاق مکمل یعنی بائن ہو جائے گی۔ (۳)

---

(۱) واذا طلق الرجل امرأته طلاقا بائنا او رجعيا او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهي حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة اقراء لقوله تعالیٰ "والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء.. .. والاقراء الحيض عندنا وقال الشافعي الاطهار (الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة ٤٢٢/٢ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) و مبدأ العدة بعد الطلاق و بعد الموت على الفور و تنقضي العدة وان جهلت المرأة بهما اى بالطلاق والموت (الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب العدة ٣، ٥٢٠ ط سعيد كراتشي)

(۳) فاذا انقضت العدة ولم يراجعها بانت منه (فقه السنة، كتاب الطلاق، بحث حكم الطلاق الرجعي ٢، ٢٧٤ ط دار الكتاب العربي بيروت)

(۳) عدت کی تکمیل یعنی ۲۷ مئی گزرنے کے بعد عورت خود مختار ہوگی اگر چاہے تو زوج اول سے دوبارہ نکاح کرے اور چاہے کسی اور سے تیسری طلاق نہ ہونے کی صورت میں طلاق بائن ہوتی ہے طلاق مغلظ نہیں ہوتی اور طلاق بائن کے بعد صرف تجدید نکاح کرنا ہوتا ہے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اور پھر فراغت ہونے کی شوہر اول سے نکاح کرنے کے لئے حاجت نہیں ہوتی۔(۱)

(۴) دو طہروں میں دو طلاقیں دے کر انقضائے عدت تک خاموش ہو جانا حق تجدید نکاح پر اثر انداز نہیں ہوتا۔(۲)

(۵) اگر ۴ اپریل سے ۲۴ اپریل تک کے درمیانی عرصہ میں تیسری طلاق دیدی جاتی تو عدت کی ابتدا ۲۴ اپریل کو آنے والے حیض سے ہوتی اور ۲۷ مئی کو ختم ہونے والا حیض دوسرا حیض ہوتا اس کے بعد ایک اور حیض آنے پر عدت ختم ہوتی اور پھر شوہر اول کا حق تجدید بدون تحلیل ساقط ہو جاتا۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

حاملہ عورت کی عدت بچہ کی پیدائش سے پوری ہوتی ہے

(سوال) زمانہ عدت وضع حمل بچہ پیدا ہونے تک مانا جاتا ہے یا جب تک کہ عورت چالیس دن کا چلہ نہ نہالے کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ المستفتی نمبر ۹۴۵ عبد الغنی خاں (ریاست بھرت پور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۹) بچہ پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہو جاتی ہے چالیس دن کا چلہ نہانا انقضائے عدت کے لئے لازم نہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

غیر مدخولہ عورت پر عدت نہیں مگر جسکا شوہر مر جائے
اس پر ہر حال میں عدت ہے چاہے بالغہ ہو یا نابالغہ

(سوال) منکوحہ غیر موطوئہ کو طلاق دی جائے تو اس پر عدت نہیں اور صغیرہ متوفی عنہا الزوج پر عدت ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۰۲ شیخ عبد الغنی صاحب (ضلع رائل پور) ۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ اگست ۱۹۳۶ء

---

(١) وإذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس في الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ١/ ٤٧٢ ط ماجديه كوئٹه)

(٢) أيضا حواله سابقه

(٣) وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة أو ثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها، والأصل فيه قوله تعالى: فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره، والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ٢/ ٣٩٩ ط شركة علميه ملتان)

(٤) وفي حق الحامل مطلقا وضع جميع حملها لأن الحمل اسم لجميع ما في البطن (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ٣/ ٥١١ ط سعيد كراتشي)

(جواب ۴۰۰) متوفی عنہا الزوج پر عدت براءت رحم کے لئے نہیں بلکہ خاوند کی موت پر اظہار حسرت کے لئے ہے اس لئے صغیرہ پر بھی واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

بیوہ حاملہ کا نکاح بچہ کی پیدائش سے پہلے جائز نہیں

(سوال) مسماۃ ہندہ کا عقد زید سے کیا گیا باوجودیکہ ہندہ حمل سے تھی اور کسی کو اس کے حاملہ ہونے کا علم بوقت نکاح نہ تھا اب زید کے گھر ہندہ کی لڑکی سات ماہ کی دو مہینے بیس دن کے بعد پیدا ہوئی جب ہندہ سے دریافت کیا گیا کہ یہ لڑکی تمہارے خاوند زید کی ہے تو ہندہ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ غیر کی ہے لہذا مسئلہ شرعی کی ضرورت ہے کہ زید سے جو عقد ہوا تھا باوجود ہندہ کے حاملہ من الغیر ہونے کے وہ عقد باقی رہا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو تجدید نکاح زید سے ثانیاً کر دیا جاوے یا نہیں جو کچھ حکم شریعت کے موافق ہو وہ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کیجئے۔ المستفتی نمبر ۱۳۴۲ محمد اسمٰعیل صاحب (دہلی) ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۹ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۱) سائل نے زبانی بیان کیا کہ ہندہ مطلقہ تھی پہلے خاوند نے طلاق دی تھی طلاق سے تین ماہ بعد دوسرا نکاح ہوا اور نکاح سے دو ماہ بیس دن بعد بچہ پیدا ہوا تو لازم ہے کہ حمل طلاق سے پہلے کا ہو کیونکہ طلاق سے پانچ ماہ بیس دن بعد بچہ کی ولادت اسی کی مقتضی ہے۔(۲) اس لئے دوسرا نکاح اندرون عدت واقع ہوا اور ناجائز ہوا(۳) اب پھر از سر نو نکاح کرنا لازم ہے زید کے ساتھ از سر نو نکاح کردینا درست ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

نابالغہ مطلقہ پر بھی خلوت کے بعد عدت ہے

(سوال) زید کی شادی ہندہ سے ہوئی زید ہندہ کو رخصت کرا کے گھر لے گیا ہندہ اس وقت نابالغہ تھی نابالغہ ہونا زید کو اور زید کے والدین کو ناگوار و ناپسندیدہ خاطر ہوا پانچ چھ روز کے بعد ہندہ اس کے ماں باپ کے گھر پہنچا دی گئی اس کو عرصہ زائد از یک سال قریب ۱۰ ماہ کے ہوتا ہے کہ ہندہ اپنے ماں باپ کے مکان میں ہے زید نے اس کی کوئی خبر نہ لی بلکہ اس عرصہ میں اس نے دوسری شادی بھی کر لی اب اگر زید نے ہندہ کو تحریری طلاق نامہ بدیں مضمون کہ ہم نے تم کو بیک جلسہ تین طلاق دیدی لکھ بھیجا ہے دریافت طلب امر

---

(۱) والعدة للموت اربعة اشهر و عشر من الايام بشرط بقاء النكاح صحيحا الى الموت وطئت اولا ولو صغيرة او كتابية تحت مسلم الخ (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳ / ۵۱۰ ط سعيد كراتشي) وقال ايضا اذا كانت معتدة بت او موت وان امرها المطلق او الميت بتركه لانه حق الشرع اظهارا للتاسف على فوات النكاح (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳ / ۵۳۱ ط سعيد كراتشي)

(۲) واذا تزوجت المعتدة بزوج آخر ثم جاءت بولد ان جاءت به لاقل من سنتين منذ طلقها الاول او مات ولاقل من ستة اشهر منذ تزوجها الثاني فالولد للاول (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب الخامس في العدة ۱ / ۵۳۸ ط مكتبة ماجدية كوئٹه)

(۳) ولا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة هكذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية كتاب النكاح الباب الثالث في بيان المحرمات القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۱ / ۲۸۰ ط ماجدية كوئٹه)

یہ ہے کہ ہندہ سسرال گئی تو حسب دستور زمانہ دو ایک شب تو خلوت ضرور ہوئی مگر بوجہ نابالغہ ہونے کے صحبت نہ ہوئی ایسی صورت میں ہندہ کو عدت گزارنا ضروری ہو گیا یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۱۴۴۸ سید نصیر الدین صاحب (ضلع مونگیر) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۲) ہندہ کو عدت گزارنی ہوگی کیونکہ مراہقہ کی خلوت میں عدت لازم ہوگی(۱) اور حکم کا مدار طاقت پر ہے اور بعض فقہاء نو سال کی لڑکی کے ساتھ خلوت کو صحیح اور وطی کے حکم میں قرار دیتے ہیں (۲) عدت خلوت فاسدہ میں لازم ہوتی ہے۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

اگر دو ماہ پانچ دن میں تین حیض آچکے ہیں ‘ تو عدت ختم ہو گئی

(سوال) زید نے اپنی عورت منکوحہ مسماۃ ہندہ کو تین طلاقیں سہہ کر روبرو گواہان کے دے کر عدالت میں بذریعہ وکیل طلاق نامہ تحریر کر دیا کہ میں نے اپنی عورت مسماۃ فلاں بنت فلاں کو بموجب قانون شرعی کے تین طلاقیں دیدی ہیں اور اپنے اوپر حرام کر دیا ہے آج سے میرا کوئی تعلق زوجیت کا عورت مذکورہ کے ساتھ نہیں ہے بعد گزرنے ایام عدت کے جہاں چاہے نکاح کر لے بعد گزرنے ۲ ماہ پانچ دن کے عورت نے کہا کہ مجھے تین حیض گزر چکے ہیں جس گھر میں مطلقہ عدت پوری کر رہی تھی اس گھر سے بھی بعد تحقیق معلوم ہوا کہ تین حیض مطلقہ کے ختم ہو چکے ہیں لہذا بعد طلاق کے تین حیض جو کہ ۲ ماہ پانچ دن کے اندر ختم ہو چکے ہیں نکاح کر دیا گیا بعد نکاح کے چند لوگوں نے شبہ ڈال دیا کہ یہ نکاح درست نہیں ہے کیونکہ عدت مطلقہ کی تین ماہ دس دن ہے بعد گزرنے تین ماہ دس دن کے نکاح ہونا چاہئے تھا لہذا بعد تحقیق بدلائل شرعیہ مطلقہ کی عدت سے اور نکاح کے صحیح ہونے یا نہ ہونے سے مطلع فرمایا جائے۔ المستفتی نمبر ۱۵۱۲ پیش امام لعل میر صاحب 'پونا چھاؤنی ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۰ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۳) عدت مطلقہ کی تین حیض سے پوری ہو جاتی ہے(۴) اور دو ماہ پانچ دن میں تین حیض آسکتے ہیں (۵) لہذا جب کہ عورت نے کہا کہ مجھے تین حیض آچکے اور مدت اتنی تھی کہ اس میں تین حیض آسکتے تھے تو

---

(١) والعدة في حق من لم تحض حرة ام ام ولد لصغر بان لم تبلغ او كبر بان بلغت سن الاياس او بلغت بالسن ولم تحض . ثلاثة اشهر ان وطئت في الكل ولو حكما كالخلوة ولو فاسدة كما مر (درمختار) وقال في الرد (قوله بان لم تبلغ تسعا وقيل سبعا بتقديم السين على الباء الموحدة و في الفتح والاول اصح وهذا بيان اقل سن يمكن فيه بلوغ الانثى وتقييده بمدة تبعا للفتح والبحر والنهر لا يعلم منه حكم من زاد سنها على ذلك و لم تبلغ بالسن و تسمى المراهقة وقد ذكر في الفتح ان عدتها ايضا ثلاثة اشهر . وهي من لم تبلغ تسعا (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة مطلب في عدة الصغيرة المراهقة ٣/٥٠٧ ط سعيد) (٢) وقدرت الاطاقة بالبلوغ و قيل بالتسع (هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب المهر' مطلب في احكام الخلوة ٣/١١٤ ط سعيد كراتشي) (٣) و تجب العدة بخلوة، وان كانت فاسدة لان تصريحهم بوجوبها بالخلوة الفاسدة شامل لخلوة الصبي كذا في البحر من باب العدة (هامش رد المحتار' كتاب النكاح' باب المهر' مطلب في احكام الخلوة ٣/١١٤ ط سعيد) (٤) وهي في حق حرة ولو كتابية تحت مسلم تحيض لطلاق ولو رجعيا او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل لعدم تجزي الحيضة (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب العدة ٣/٥٠٤ ط سعيد كراتشي)

(۵) اس لئے کہ انقضائے عدت کے لئے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کم از کم ساٹھ دن درکار ہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک کم از کم انتالیس دن' ولو بالحيض فاقلها لحرة ستون يوما (درمختار) وقال في الرد (قوله ستون يوما) فيجعل كانها طلقها في الطهر بعد الوطء ويؤخذ لها اقل الطهر خمسة عشر لانه لا غاية لاكثره واوسط الحيض خمسة لان اجتماع اقلهما نادر . و عندهما اقل مدة تصدق فيها الحرة تسعة و ثلاثون يوما ثلاث حيض بتسعة ايام و طهران ثلاثين (هامش رد المحتار' مع الدر المختار' كتاب الطلاق ' باب العدة ٣/٥٢٣ '٥٢٤ ط سعيد كراتشي)

یہ نکاح صحیح ہو گیا، جو لوگ کہتے ہیں کہ مطلقہ کی عدت تین ماہ دس روز ہے وہ غلط کہتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

زمانہ عدت والا نکاح باطل ہے اور بعد عدت والا درست ہے

(سوال) زید نے ایک عورت مطلقہ ثلاثہ سے عدت کے اندر نکاح کر لیا اور میاں بیوی کی طرح رہائش کرنے لگے لوگوں نے اعتراض کیا کہ نکاح فاسد ہے تین حیض کے تمام ہو لینے کے بعد نکاح ہوتا ہے جب صحیح ہوتا تو کسی دوسری جگہ جا کر یہ بیان کیا عدت تمام ہو گئی ہے وہاں دوبارہ نکاح پڑھوالیا اب دریافت طلب چند چیزیں ہیں (۱) کہ اول نکاح جو عدت میں صرف ایک حیض کے گزرنے پر ہو وہ شرعاً معتبر رہے گا یا ساقط الاعتبار (۲) اس کے ہونے سے عدت پر بھی کچھ اثر پڑے گا یا نہیں (۳) عدت طلاق لینے کے وقت سے شمار ہو گی یا نکاح اول کے بعد سے تین حیض پورے کرنا لازم ہے (۴) اگر طلاق کے وقت سے تین حیض پورے ہو کر نکاح ثانی ہوا ہو لیکن نکاح اول کے وطی بالشبہ کے بعد جب کہ تین حیض تا حال پورے نہ ہوں تو ایسی حالت میں نکاح ثانی صحیح و معتبر شرعاً ہو گا یا یہ بھی بمثل اول فاسد ہے؟ (۵) کیا خاوند بیوی میں عدت کے لئے مفارقت بھی ضروری ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۲ مولوی عبدالقدیر صاحب (گوجرانوالہ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب) (از مولوی عبدالقدیر صاحب) (۱) نکاح اول جو صرف ایک حیض کے تمام پر کیا گیا وہ فاسد ہے اس اثناء میں جو منافع زوجیت حاصل کئے وہ سب حرام اور زناکاری کے درجہ میں ہیں خاوند اور بیوی پر بحیثیت مسلمان ہونے کے فرض ہے کہ ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں اور جب تک صحیح اور جائز طور سے نکاح نہ ہو آپس میں ملاپ نہ کریں (۲) اگر یہ نکاح جو اثناء عدت میں کیا گیا ہے نہ ہوتا تو عدت طلاق لینے کے وقت سے شروع ہوتی لیکن نکاح فاسد کے ہونے سے جس میں وطی بشبہۃ النکاح ہو چکی ہے مستقل طور سے دوسری عدت واجب ہوگی البتہ علمائے حنفیہ اول عدت طلاق اور دوسری عدت کو تداخل سے پورا کر دینا کافی کہتے ہیں۔ قال فی الهداية (۲) ص ۴۰۵ اذا وطئت المعتدة بشبهة فعليها عدة اخرى و تداخلت العدتان و تكون ما تراه المرأة من الحيض محتسبا منهما فاذا انقضت العدة الاولى ولم تكمل الثانية فعليها تمام الثانية اھ موطوءہ معتدہ بشبہ کی متعدد صورتیں فقہاءؒ نے بیان کی ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عدت میں کسی سے نکاح ہو گیا اس سے اس شبہ سے جماع کر لیا تو اس صورت میں دوسری عدت لازم ہو جاتی ہے قال فی العناية علی هامش الفتح (۳) ص ۲۸۳ ج ۳ عند تعديد صور الموطوءة بالشبهة المحكوم عليها بوجوب العدتين اذا وجب على المرأة عدتان

---

(۱) قالت مضت عدتي والمدة تحتمله وكذبها الزوج قبل قولها مع حلفها والا تحتمله المدة لا (درمختار) وفي الرد (قوله قالت مضت عدتي) اعلم ان انقضاء العدة لا ينحصر في اخبارها بل يكون به وبالفعل بان تزوجت بآخر بعد مدة تنقضي في مثلها العدة (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق باب العدة ۳ ۵۲۳ ط سعيد كراتشي)

(۲) (الهداية، كتاب الطلاق باب العدة ۲ ۴۲۵ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۳) (العناية على هامش الفتح للعلامة اكمل الدين محمد بن محمود البابرتي، كتاب الطلاق باب العدة ۴ ۳۲۵، ۳۲۶ ط مكتبه مصطفى البابي الحلبي بمصر)

الی قوله او من حبس واحد كالمطلقة اذا تزوجت فی عدتها فوطیها الثانی و فرق بینهما تداخلان عدتا و نحوه فی رد المحتار(١) من باب العدة عن الدرر تعقباً علی قوله فی المتن اذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق – ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عدت میں نکاح ہو کر وطی کرے تو یہ وطی بالشبہ ہوگی اور اس میں جدید عدت مستقل لازم ہوتی ہے ابتداءً اول عدت کو دوسری میں مدغم کرکے تداخل سے دونوں کو تمام کیا جائے گا قال فی الکنز(٢) ص ١٤٧ تجب عدة اخری بوطی المعتدة بشبهة الخ. معلوم ہو کہ وطی بالشبہ بھی موجب عدت ہے۔

(٣) مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق کے وقت سے تین حیض پورے کر لینا نکاح ثانی کی صحت کے لئے کافی نہیں بلکہ نکاح اول جو کہ ایک حیض کے بعد ہوا وہاں سے عدت پوری نہ ہو جائے عیے بتفصیل سیاتی پس صورت مذکورہ تحریرہ سابقہ نکاح ثانی جو طلاق کے وقت سے تین حیض پورے کرکے کرادیا ہے وہ بھی نکاح فاسد ہی ہو کیونکہ مبدء عدت طلاق دینے کا وقت اس صورت میں نہیں ہے بلکہ نکاح اول جو ایک حیض کے بعد ہوا اور جس میں وطی بالشبہ ہوئی اس کے بعد مفارقت کرا کر عدت پوری کی جاتی اور اس کے بعد نکاح کیا جاتا جب صحیح ہوتا وبہذا نکاح ثانی بھی قبل از تمام عدت ہی ہو کر فاسد ہوگا قال فی الدر المختار(٣) من باب العدة و مبدؤها (ای العدة) فی النکاح الفاسد بعد التفریق. وطی بالشبہ نکاح فاسد میں مستقل موجب عدت ہے یہ بات تین حیض پورے کر لئے جاتے جب نکاح ثانی درست ہوتا صرف طلاق کے وقت سے پورے کر دینے کافی نہیں بلکہ نکاح اول جو ایک حیض کے تمام پر ہوا ہے اس میں بھی وطی سے عدت جب شروع ہوتی کہ زوجین میں تفریق ہو جاتی اور تفریق کرنے کا لزوم فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا۔ کما نقله عن الدر المختار(٤) و مبدؤها فی النکاح الفاسد بعد التفریق و سیأتی تمامه اب نکاح ثانی کا فساد دو وجہ سے ہوا کہ (١) عدت طلاق کے وقت سے پوری کی گئی حالانکہ ضروری یہ تھا کہ نکاح فاسد اول سے عدت پوری کی جاتی (٢) جب کہ مفارقت بین الزوجین نہیں پائی گئی اور نہ متارکت کما ینبغی بلکہ مستمراً خاوند بیوی کا سا تعلق قائم رہا تو اب عدت سوائے وجود شرط کیسے پوری مانی گئی۔

(٤) معلوم ہو چکا کہ نکاح ثانی بدون تمام عدت ہوا ہے شرعاً یہ نکاح بھی بمثل اول فاسد ہوگا ناکح ثانی نے جو صرف تین کے عدد پر کفایت کی ہے اور یہ تفتیش نہیں کی کہ تین نکاح فاسد اول سے ہیں یا طلاق سے یا طلاق سے تین پورے کر لینے پر کفایت کی ہے وہ اس کی غلطی ہے نیز بدون مفارقت بلا متارکت حقوق زوجیت قائم رہتے ہوئے عدت پوری مان لینا یہ بھی احکام شرعیہ میں مسامحت ہے اس چشم پوشی سے نکاح جو ہوا ہے ہرگز صحیح نہیں۔

---

(١) الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدة ٣/ ٥١٨ ط سعید کراتشی
(٢) کنز الدقائق للنسفی' کتاب الطلاق باب العدة ص ١٤٤ ط مکتبہ امدادیہ ملتان
(٣) الدر المختار مع هامش رد المحتار' کتاب الطلاق' باب العدة ٣/ ٥٢٢ ط سعید کراتشی
(٤) المصدر السابق

قال فی رد المحتار(۱) من باب العدہ معلقاً علی قول الماتن و مبدؤها فی النکاح الفاسد بعد التفریق السبب الموجب للعدۃ شبهة النکاح و رفع هذه الشبهة بالتفریق فلا تصیر شارعة فی العدہ ما لم ترتفع الشبهة بالتفریق کما فی الکافی وغیرہ انتهی بحذف بعضه ہاں فقہاء نے اس صورت میں متارکت پر بھی کفایت کر لی ہے یعنی اگرچہ مفارقت نہیں ہوئی لیکن خاوند نے زبانی اظہار متارکت زوجہ سے کردیا ہے تو بھی عدت شروع ہو سکے گی مگر صورت حاضرہ میں نہ مفارقت ہوئی نہ اظہار متارکت پس عدت کیسے صحیح ہوگی۔ قال فی الدر المختار (۲) عطفاً علی قوله التفریق المذکور سابقاً او المتارکة ای اظهار العزم علی ترك وطئها بان یقول بلسانه ترکتك بلا وطی و نحوہ اس سے معلوم ہوا کہ صرف قصد متارکت قلبی طور سے بھی کافی نہیں جب تک کہ ظاہر اس پر دلیل نہ ہو اور وہ اظہار لسانی ہے سو بدون اظہار لسانی عدت نہیں شروع کی جائے گی کنز میں جو صرف عزم ترک کہہ دیا ہے اس سے اظہار عزم مراد ہے۔ کما نبه علیه فی رد المحتار هناك قال فی العنایة علی هامش الفتح(۳) ص ۲۸۷ ج ۳ – والعزم امر باطن لا یطلع علیه وله دلیل ظاهر وهو الاخبار بذلك بان یقول ترکت وطأها او نحوہ فی الفتح اس سے معلوم ہوا کہ نکاح فاسد اول کے بعد جب تک تفریق نہیں ہوئی اور نہ اظہار متارکت قولی ہوا بلکہ برابر زوجیت تعلقات وابستہ رہے ہوں اور بیوی خاوند کی طرح رہتے ہوئے عدت نہیں شروع ہو سکتی۔ و لهذا قال فی الفتح (۴) ص ۲۸۷ ج ۳ لا تثبت العدۃ ما دام التمکن علی وجه الشبهة قائماً ولا ینقطع التمکن کذلك الا بالتفریق او المتارکة صریحاً اور اصل سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ برابر ان کی رہائش میاں بیوی کی طرح ہوتی چلی آتی ہے کوئی متارکت یا مفارقت ان میں نہیں ہوئی تو اب نکاح ثانی عدت کے تمام پر جو سمجھا گیا ہے وہ غلط ہے عدت بدون ان مذکورہ دو صورتوں کے تمام نہیں ہو سکتی نکاح ثانی بھی قبل تمام عدت ہی ہوا ہے لہذا زوجین کو چاہیے کہ آپس میں مفارقت کر کے تین حیض پورے ہو کر نکاح کریں بعد ہ عدت جبھی سے معتبر ہوگی کہ تفریق ہو جائے یا قولی متارکت لیکن صرف قولی متارکت پر اعتماد کر کے نکاح غیر معتمد ہوگا کیونکہ ناکح یعنی زوج بوجہ فسق مفرط اس قابل نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے کہ یہ حدود شرعیہ پر برابر قائم ہوگا ازدواجی تعلق سے اجتناب کیا ہوگا ولہذا تفریق ہی سے عدت پوری ہونی چاہیے اور نکاح جدید کرانا چاہیے اور تفریق اور متارکت کے بدون جو نکاح ہوا وہ فاسد ہے اور نکاح میں فاسد اور باطل ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔ من باب العدۃ قال فی ردالمحتار (۵) فی بیان الفرق بینهما و عدمه لا فرق بین الباطل والفاسد فی النکاح بخلاف البیع کما فی نکاح الفتح والمنظومة اھ جزئیات فقہ بھی اسی کو چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم

---

(۱) هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدۃ ۳/ ۵۲۲ ط سعید کراتشی

(۲) الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدہ ۳/ ۵۲۲ ط سعید کراتشی

(۳) العنایة مع هامش الفتح للعلامة اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی، کتاب الطلاق، باب العدۃ ۴/ ۳۳۰ ط مکتبة مصطفی البابی الحلبی بمصر

(۴) فتح القدیر شرح الهدایة لابن الهمام، کتاب الطلاق، باب العدہ ۴/ ۳۳۱ ط مصطفی البابی الحلبی بمصر

(۵) هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدہ، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱۶ ط سعید کراتشی

(جواب ٤٠٤) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) ہوا موافق عدت طلاق میں معتدہ نے زید سے جو نکاح کیا وہ نکاح فاسد ہوا کیونکہ معتدۃ الغیر سے عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے(۱) اس نکاح فاسد کے بعد زید نے منکوحہ سے وطی کرلی یہ وطی بالشبہ وقوع ہوئی اور اس کی وجہ سے اس عورت پر ایک اور عدت واجب ہوگئی(۲) اس عدت کی ابتداء تفریق یا متارکت سے ہوگی(۳) اب عورت پر (بعد تفریق او امتارکتہ) دو عدتیں ہیں اور ان دونوں میں تداخل ہو جائے گا پہلی عدت طلاق کی بحق زوج اول ہے دوسری عدت وطی بالشبہ کی بحق زوج ثانی ہے جب پہلی عدت ختم ہو جائے گی تو زوج اول کا اور اس کے حق کا تعلق ختم ہو جائے گا زوج ثانی کی عدت باقی ہوگی اس زمانہ میں اگر زوج ثانی کے علاوہ کوئی تیسرا شخص نکاح کرے تو نکاح فاسد ہوگا کیونکہ شخص ثالث کا نکاح معتدۃ الغیر سے وقوع ہوگا جو حرام ہے(۴) لیکن اگر زوج ثانی جس کی عدت میں تھی وہی تجدید نکاح کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ ہر شخص اپنی معتدہ سے ایام عدت کے اندر نکاح کر سکتا ہے جب کہ عدت طلاق مغلظہ کی نہ ہو اور بعد عدت اس عورت سے نکاح حلال ہو تو عدت کے اندر اور عدت کے بعد دونوں حالتوں میں نکاح جائز ہے۔ وینکح مبانة بما دون الثلاث فی العدة و بعدها بالاجماع و منع غیره لاشتباه النسب (درمختار)(۵) حرمة النکاح فی العدة وان کانت فی الاٰیة عامة لکن خص منها الزوج بالاجماع فانه یتزوج معتدته بمادون الثلث (حاصل مافی رد المحتار) نکح معتدته نکاحاً صحیحاً ولو من فاسد (درمختار)(۶) هذا صریح فی انه یصح نکاح المعتدة بزوجها الذی وجبت العدة لحقه علیها

پس صورت مسئولہ میں زید نے دوسرا نکاح اگر زوج اول کی طلاق کی عدت پوری ہو جانے کے بعد کیا ہے تو دوسرا نکاح صحیح ہو گیا ہاں زید کے علاوہ کوئی تیسرا شخص اس عورت سے نکاح کرتا تو تفریق یا متارکت کے بعد ایک عدت اور گزرنے کے بعد وہ نکاح صحیح ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عورت ایام عدت میں کہیں جا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) کوئی عورت مطلقہ دوسرا خاوند کرنے کے لئے اپنی عدت میں کسی مقررہ مکان میں بیٹھے وہاں

---

(۱) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ٣ ٥١٦ ط سعید کراتشی)

(۲) واذا وطئت المعتدة بشبهة ولو من المطلق وجبت عدة اخری لتجدد السبب و تداخلتا والمرئی من الحیض منهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة ٣ ٥١٩ ط سعید کراتشی)

(۳) و مبدؤها فی النکاح الفاسد بعد التفریق من القاضی بینهما ثم لو وطئها حد جوهرة وغیرها او المتارکة ای اظهار العزم من الزوج علی ترک وطئها بان یقول بلسانه ترکت بلا وطئها ونحوه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة ٣ ٥٢٢ ٥٢٣ ط سعید کراتشی)

(٤) لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذا المعتدة هکذا فی السراج الوهاج (الفتاوی الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر ١ ٢٨٠ ط ماجدیة کوئٹه)

(٥) الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب الرجعة ٣ ٤٠٩ ط سعید کراتشی

(٦) الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة ٣ ٥٢٤ ط سعید کراتشی

سے دوسرے دن سے مکان میں ویسے ہی خاموش بیٹھنے کے لئے جائے تو عدت میں نقصان ہوگا یا نہیں کہ پہلے دن عدت میں شمار کئے جائیں گے یا نہیں اگر عدت ٹوٹی ہے اور نئے سرے سے عدت کے دن شمار نہیں کئے اور پہلے کے دن شمار کر کے یعنی تین حیض گن لئے اور نکاح کر لیا تو یہ نکاح ہوگیا یا نہیں یا پھر سے عدت کر کے نکاح کیا جائے گا؟ المستفتی نمبر ۱۸۱۸ آدم محمد یوسف (بہرائچ) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۵) بلا ضرورت مطلقہ کو اپنے گھر سے باہر نہیں جانا چاہئے[1] لیکن اگر چلی جائے تو عدت کے دن ازسر نو شمار نہیں کئے جاتے گزرے ہوئے دن بھی عدت میں شمار کئے جائیں گے اور سب دن شمار کر کے عدت پوری ہو جانے پر نکاح جائز ہوگا۔[2] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عدت ختم ہونے پر نکاح کر لیا، معلوم ہوا کہ حمل ہے تو عدت کا کیا ہوگا اور نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید نے ایک بیوہ سے جس کے دو لڑکے پہلے شوہر سے موجود ہیں عدت گزر جانے کے بعد نکاح کیا اس وقت حمل کا کوئی اثر معلوم نہیں ہوا مگر پانچ ماہ کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی وضع حمل کے بعد بھی طرفین ایک ہی مکان میں مع بچوں کے زن و شوہر کی طرح زندگی گزارتے رہے تقریباً دو برس کے بعد زید ایک کافی جائیداد چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوا زید نے اپنے پیچھے بھی بیوی بچہ اور بھانجہ چھوڑا بھانجہ کی والدہ یعنی زید کی بہن زید کی زندگی میں ہی فوت ہو چکی تھی لہذا زید کا نکاح باقی رہا یا نہیں (۲) زید کا تجدید نکاح ضروری ٹھہرا یا نہیں (۳) طرفین کا بلا تجدید نکاح زن و شوہر کی طرح زندگی گزارنا کیسا ٹھہرا (۴) تقسیم جائیداد کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۸۳۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب مدرسہ فیض الغرباء آرہ ۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ م ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۶) بیوہ کی عدت گزر جانے سے کیا مراد ہے یعنی خاوند کی موت پر چار ماہ دس روز گزرنے کے بعد نکاح کر لیا تھا تو گویا شوہر اول کی وفات سے نو سوا نو مہینے کے بعد بچہ ہوا تو یہ بچہ شوہر اول کا بچہ قرار پائے گا[3] اور نکاح کا عدت کے اندر منعقد ہونا قرار دیا جائے گا اور یہ نکاح ناجائز ہوگا[4] اور اگر شوہر اول کی موت پر

---

[1] (وتعتدان) أي معتدة طلاق وموت (في بيت وجبت فيه) ولا يخرجان منه (إلا أن تخرج أو ينهدم المنزل أو تخاف انهدامه أو تلف مالها أو لا تجد كراء البيت) ونحو ذلك من الضرورات فتخرج لأقرب موضع إليه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ۳/ ۵۳٦ ط سعيد كراتشي)

[2] قال الله تعالى: ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله (البقرة: ۲۳۵)

[3] وإذا تزوجت المعتدة بزوج آخر ثم جاءت بولد إن جاءت به لأكثر من سنتين منذ طلقها الأول أو مات ولأقل من ستة أشهر منذ تزوجها الثاني فهو للأول (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب ۱/ ۵۳۸ ط ماجدية كوئٹہ)

[4] أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فلم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلا (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱٦ ط سعيد كراتشي)

زیادہ مدت گزر چکی تھی یعنی دو سال ہو چکے تھے تو یہ حمل زنا کا ہوگا (۱) اور نکاح جائز قرار دیا جائے گا، (۲) مگر بچہ کا نسب شوہر دوم سے اس صورت میں بھی ثابت نہ ہوگا کیونکہ تاریخ نکاح سے چھ مہینے سے پہلے بچہ ہو گیا تو اس شوہر کا بچہ نہیں ہے (۳) بہر حال پہلی صورت میں تو نہ تو عورت وارث ہوگی نہ بچہ اور دوسری صورت میں عورت کو میراث ملے گی بچہ کو نہ ملے گی (۴) اور پہلی صورت میں تجدید نکاح لازم تھی دوسری صورت میں تجدید لازم نہ تھی پہلی صورت میں زید کی میراث بھانجہ کو ملے گی اور دوسری صورت میں جائیداد کا ربع بیوی کو اور ۴/۳ بھانجہ کو ملے گا۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عدت وفات میں بیوی کا نان و نفقہ شوہر کے ترکہ میں سے نہیں دیا جائے گا

(سوال) جب خاوند انتقال کر گیا تو اس کے وارث پر مہر و عدت کا نفقہ واجب ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۵۸ عبدالرحمن (خاندیس) ۳۰ رجب ۱۳۵۶ھ م ۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۷) زوج متوفی کے ترکہ میں سے زوجہ کا مہر ادا کیا جائے گا (۶) اور عدت کا نفقہ ترکہ میں سے نہیں دیا جائے گا۔ (۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مطلقہ عورت عدت گزرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے
البتہ عدت کے اندر جو ہمبستری ہوئی ہے وہ حرام ہے

(سوال) ایک شخص نے ایک دوسرے شخص سے کچھ روپے دیکر اس کی عورت کو مطلقہ کرایا اور اس

---

(۱) وان جاءت به لاكثر من سنتين منذ طلقها الاول او مات ولاقل من ستة اشهر منذ تزوجها الثاني لم يكن للاول ولا للثاني. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب ۱/۵۳۸ ط ماجدية كوئٹہ)

(۲) کیونکہ عدت ختم ہونے کے بعد ہوا ہے، ولا تجب العدة على الزانية وهذا قول ابي حنيفة و محمد كذا في شرح الطحاوي (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الثالث عشر في العدة ۱/۵۲۶ ط ماجدية كوئٹہ)

(۳) واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بالولد لاقل من ستة اشهر منذ تزوجها لم يثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سكت (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب الخامس عشر في ثبوت النسب ۱/۵۳۶ ط مكتبه ماجديه كوئٹہ)

(۴) اس لئے کہ پہلی صورت میں نکاح درست نہ تھا اور استحقاق وراثت کے لئے نکاح کا صحیح ہونا ضروری ہے ویستحق الارث برحم و نکاح صحیح فلا توارث بفاسد ولا باطل اجماعا (درمختار) وقال في الرد (قوله و نكاح صحيح) ولو بلا وطء ولا خلوة (قوله فلا توارث بفاسد) هو ما فقد شرطا من شروط الصحة كشهود ولا باطل كنكاح المتعة والموقت وان جهلت المدة او طالت في الاصح (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الفرائض ۶/۷۶۲ ط سعيد كراتشي) اور دوسری صورت میں چونکہ نکاح صحیح تھا اس لئے وہ وارث ہے گی اور بچہ کا نسب دونوں صورتوں میں اس آدمی سے ثابت نہیں لہذا وہ کسی صورت میں وارث نہیں بنے گا فقط واللہ اعلم

(۵) هو كل قريب ليس بذي سهم ولا عصبة ولا يرث مع ذي سهم ولا عصبة سوى الزوجين لعدم الرد عليهما فيأخذ المنفرد جميع المال (درمختار) وقال في الرد (قوله فيأخذ المنفرد) اي الواحد منهم من اي صنف كان جميع المال اي او ما بقي بعد فرض احد الزوجين (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الفرائض باب توريث ذوي الارحام ۶/۷۹۱، ۷۹۲ ط سعيد كراتشي)

(۶) کیونکہ مہر قرض کی طرح ہوتا ہے اور میت کے ترکے کو تقسیم کرنے سے قبل اس پر واجب الاداء قرض ادا کرنا ضروری ہوتا ہے لہذا مہر کی ادائیگی تقسیم ترکہ سے قبل ضروری ہے

(۷) لا نفقة للمتوفى عنها زوجها لان احتباسها ليس لحق الزوج بل لحق الشرع (الهداية، كتاب الطلاق، باب النفقة ۲/۴۴۳ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

عورت کو اپنے گھر میں رکھ چھوڑا اور مطلقہ کرانے کے بعد دس دن تین ماہ جب گزر گئے تو اب اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد کا اب کو تین ماہ بھی ہو گیا اور ان دس دن تین ماہ میں عورت کو تین حیض بھی یقیناً ہو گئے اور اس عرصہ میں اس سے ہمبستری بھی ہوتا رہا تو اب یہ نکاح جو اس عرصہ کے بعد کیا گیا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۵۵ عبدالرحمن صاحب (گوڑگانوہ) ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۸) عدت کے اندر ہمبستری تو حرام واقع ہوئی لیکن اگر عورت کو تین حیض آ گئے تو اس شخص کا نکاح جو تین ماہ دس یوم کے بعد ہوا منعقد ہو گیا اور نکاح کے بعد وہ اس کی بیوی ہو گئی۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مطلقہ عورت عدت طلاق میں کسی مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) طلاق کی عدت کسی مجبوری سے اس گھر میں پوری نہ کر سکے تو اپنے میکے میں کر سکتی ہے یا نہیں یا اور کوئی صورت اس سے آسان ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۷ نیاز محمد خاں (روہتک) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰۹) اگر اس گھر میں عدت پوری کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جس گھر میں منتقل ہو وہی گھر عدت کا گھر ہو جاتا ہے۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ایام عدت کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہے

(سوال) زید اپنی بیوی کے چال چلن سے مشکوک تھا کہ بیٹی والوں کے اصرار پر اس نے بشرائط اپنی بیوی کو رکھ لیا سب سے اول شرط یہ تھی کہ عورت کو دو سال تک اپنی نیک چلنی کا ثبوت دینا ہو گا اور اس درمیان میں زید کسی قسم کا تعلق خلوت وغیرہ بھی نہیں رکھے گا چنانچہ اس درمیان میں زید کی بیوی اپنا چال چلن ٹھیک نہ رکھ سکی اور ناجائز طریقہ سے حاملہ ہو گئی زید نے اس کو حاملہ پا کر طلاق دیدی تو اب سوال طلب امر یہ ہے کہ جب کہ زید ایک عرصہ سے نہ اپنی بیوی سے یہ لتاقانہ خلوت کرتا تھا تو ایام عدت کے کسی نان و نفقہ دینے کا ذمہ دار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۰۱ خدا بخش مولا بخش (بلند شہر) ۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۱۰) عدت کا نفقہ زید کے ذمہ ہو گا(۳) کیونکہ وہ بہر حال زید کی منکوحہ تھی اور زید کی طلاق کی عدت میں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) اس لئے کہ عدت میں نکاح جائز نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ: ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ (البقرۃ ۲۳۵)

(۲) وتعتدان ای معتدۃ طلاق وموت فی بیت وجبت فیہ ولا یخرجان منہ الا ان تخرج او ینہدم المنزل او تخاف انہدامہ او تلف مالہا او لا تجد کراء البیت ونحو ذلک من الضرورات فتخرج لاقرب موضع الیہ (الدر المختار مع ہامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدۃ، فصل فی الحداد ۳/ ۵۳۶ ط سعید کراتشی)

(۳) وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ (الدر المختار، کتاب الطلاق، باب النفقۃ ۳/ ۶۰۹ ط سعید کراتشی)

شوہر کے انتقال کے وقت بیوی جہاں تھی وہیں عدت گزارے!

(سوال) میں نے اپنے لڑکے کی شادی کی تھی ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا بیمار ہو گیا اور مر گیا مرنے سے ایک روز قبل اس کی بیوی آگئی لڑکے کی سسرال والوں نے اپنی لڑکی کے لے جانے کا تقاضہ کیا ہم نے بیوی کو نہیں بھیجا ابھی تک عدت کے دن بھی پورے نہیں ہوئے اب پھر وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری لڑکی کو بھیج دو ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ پھر اپنی لڑکی کو نہیں بھیجیں گے اس مسماۃ کا ایک دیور بھی ہے وہ حقدار ہے اور ہم مذہب حنفی ہیں عدت کے درمیان میں نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۳ عبدالمجید گنگاپاری (ضلع سہارنپور) ۱۰ شوال ۱۳۵۶ھ م ۱۴ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۱۱) عدت کے اندر عورت کو متوفی شوہر کے مکان میں رہنا لازم ہے(۱) مگر عدت کے بعد وہ اپنے میکے کو جا سکتی ہے اور دیور کا اس پر کوئی حق نہیں ہے وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے دیور کے ساتھ نکاح کرنے پر اس کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا(۲) اس کا مہر خاوند کے ترکہ میں سے ادا کرنا(۳) اور اس کو حصہ میراث دینا واجب ہے(۴) عدت کے اندر نکاح حرام ہے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جب تک عورت ایسی عمر میں ہے جس میں حیض آنے کے قابل ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے

(سوال) ایک شخص نے ایک عورت کو ۲۶ جون ۱۹۳۷ء کو طلاق دی اور ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء کو ایک ماہ ہوتا ہے اور ۲۶ اگست ۱۹۳۷ء کو دو ماہ ہوتے ہیں اور ۲۶ ستمبر ۱۹۳۷ء کو تین ماہ ہوتے ہیں یعنی کل ۳ یوم کم تین ماہ ہوئے اور پھر ہندہ کو حیض بھی تین نہیں گزرے چونکہ ہندہ کو حیض تین سال میں آتے ہیں اور ہندہ کی گود میں ایک دس ماہ کا شیر خوار بچہ بھی ہے اس کے لئے جناب والا فرما دیں کہ ہندہ کا نکاح ۳ یوم کم تین ماہ میں ہوا یا نہیں ہوا اور حیض کے لئے بھی مدت جو ہوتی ہے اس میں ۳ یوم کم ہوئے ہیں آیا کہ ان کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۰۹ فتح محمد صاحب ریاست جنید ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۱۲) عورت جب کہ قابل حیض ہے (یعنی ابھی اس کی عمر حیض آنے کے قابل ہے) تو اس کی عدت تین حیض ہیں(۶) جب تین حیض آچکیں گے تب عدت ختم ہو گی اور نکاح جائز ہو گا انقضائے عدت

---

(۱) وتعتد اى معتدة طلاق و موت فى بيت وجبت فيه ولا يخرجان منه الا ان تخرج او يتهدم المنزل او تخاف انهدامه او تلف مالها (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق باب العدة ۳/ ۵۳۶ ط سعيد كراتشى)

(۲) قال الله تعالى " فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف" (البقرة ۲۳۲)

(۳) قال الله تعالى " وآتوا النساء صدقتهن نحلة " (النساء ۴) مہر کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب ہے اور جب اس نے ادا نہیں کیا اور اس کا انتقال ہو گیا تو وہ شوہر متوفی کے ذمہ قرض ہے لہذا مہر کی ادائیگی شوہر کے ترکہ میں سے تقسیم ترکہ سے قبل ضروری ہے۔ تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول يبدأ بتكفينه و تجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله (السراجى فى الميراث ص ۳ ط مجيديه' ملتان)

(۴) قال الله تعالى " وللنساء نصيب مما ترك الوالدان والاقربون مما قل منه او كثر نصيبا مفروضا" (النساء ۷)

(۵) لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذا فى السراج الوهاج (الفتاوى الهندية' كتاب النكاح الباب الثالث فى بيان المحرمات' القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير ۱/ ۲۸۰ ط ماجدية' كوئته)

(۶) وهى فى حق الحرة تحيض لطلاق او فسخ بجميع اسبابه بعد الدخول حقيقة او حكما ثلاث حيض كوامل (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/ ۵۰۴ ط سعيد كراتشى)

سے پہلے نکاح جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عدت کے دوران جو نکاح ہو وہ صحیح نہیں اور جو بعد میں ہو وہ صحیح ہے

(سوال) مسماۃ بتول کو اس کے شوہر نے تین طلاق تحریری کاغذ ایک روپیہ پر دیدی تھی بعد عدت وہ میرے نکاح میں آگئی اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا ہوا کہ وہ میرے یہاں سے پھر شوہر اول فتح محمد کے پاس چلی گئی اور بغیر طلاق اور بغیر نکاح کے وہ اس کے پاس ہے اور مسماۃ بتول کے لڑکا یک سالہ گود میں ہے۔ بعد بچہ ہونے کے مسماۃ مذکورہ کے ایام حیض عرصہ ڈھائی تین سال کے بعد آیا کرتے ہیں جس وقت مجھ سے نکاح ہوا اس کو طلاق کے وقت سے عرصہ تین ماہ ہو چکا تھا یعنی عدت طلاق تین ماہ ہو چکے تھے لہذا وہ عورت میرے نکاح میں ہے یا نہیں اور میرا نکاح درست ہے یا نہیں اب اس کا شوہر اول فتح محمد یہ کہتا ہے کہ میں اس کو روزینہ دیتا ہوں اور اپنے بچوں کی پرورش کراتا ہوں کیا بغیر میری رضامندی وہ اپنے بچوں کی پرورش کرا سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۲۴ نظیر خاں سپاہی ریاست جنید ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵٦ھ م ۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ٤١٣) عدت تین حیض آنے سے پوری ہوتی ہے، اگر شوہر اول کی طلاق کے بعد تین حیض آچکے تھے تو تمہارا نکاح درست ہو گیا تھا اور اس صورت میں شوہر اول کو یہ حق نہیں کہ وہ اس عورت کو تمہاری اجازت کے بغیر بچوں کی پرورش کے لئے رکھ سکے لیکن اگر شوہر اول کی طلاق کے بعد اس کو تین حیض نہیں آئے تھے کہ تم نے نکاح کر لیا تو وہ نکاح عدت میں ہونے سے ناجائز ہوا اور تمہیں لازم ہے کہ اس سے علیحدہ کر دو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عدت کے بارے میں ایک جواب پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) ہندہ سے خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہے بعد کو بوجہ ناچاقی ہندہ اپنے والدین کے گھر مقیم رہی پورے تین برس میں ہندہ کو خاوند نے مس تک نہیں کیا اور تین برس کے عرصہ میں ہندہ سے کوئی اولاد ہوئی بعد تین برس ہندہ کو طلاق دے دی تو جناب نے ہندہ پر تین حیض عدت واجب قرار دی اور علت عدت حضور نے اظہار حزن و سوگ تحریر فرمائی۔ جواباً گزارش ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ تو قید سے آزاد ہوئی

---

(١) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱٦ ط سعید کراتشی)

(٢) وهی فی حق حرة ولو کتابیة تحت مسلم تحیض لطلاق ولو رجعیا او فسخ بجمیع اسبابه بعد الدخول حقیقة او حکما ثلاث حیض کوامل (الدر المختار مع هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة ۳/ ٥٠٤ ط سعید کراتشی)

(٣) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فلم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (هامش رد المحتار، کتاب الطلاق، باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱٦ ط سعید کراتشی) وقال فی الهندیة: لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذا المعتدة، هکذا فی السراج الوهاج (الفتاوی الهندیة، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر ۱/ ۲۸۰ ط مکتبة ماجدیة، کوئٹه)

کیونکہ خاوند نے تین برس نان و نفقہ وغیرہ تک ایک کوڑی بھی نہیں دی تو یہ تفرقہ ہندہ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے اور مژدہ حیات۔ تو اب حزن و سوگ کا اظہار خلاف عقل و خلاف قیاس ہے علت تحریر کردہ جناب کی مقصود ہے لہذا معلول کا مفقود ہونا اظہر من الشمس ہے اس لئے وجوب عدت غلط ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۲۴ شیر محمد عباسی ۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ ۲ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ٤١٤) میرے پہلے جواب کی نقل آپ بھیجتے تو میں دیکھتا کہ میرے پورے جواب کا مطلب کیا تھا۔ غالباً آپ نے یہ لکھا ہوگا کہ عدت کا تقرر براءت رحم کے لئے ہوا ہے پس جب کہ ایسی صورت ہو کہ علوق کا شبہ نہ ہو مثلاً عورت کئی سال سے خاوند سے جدا ہو تو اس پر عدت واجب نہ ہونی چاہئیے اس کے جواب میں غالباً میں نے لکھا ہوگا کہ وجوب عدت کے صرف یہی وجہ نہیں ہے کہ براءت رحم معلوم ہو جائے بلکہ عدت واجب ہونے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ براءت رحم معلوم ہو جائے اور یہ بھی کہ نکاح کا تعلق جو ایک فطری تعلق اور نظام عالم کی بقاء و ترقی کا کفیل ہے اور دوام کا مستحق ہے اور جب یہ منقطع ہو تو موجب افسوس ہے یہ انقطاع اگر شوہر کی موت کی وجہ سے ہو تو زوجہ پر خواہ وہ صغیرہ یا آئسہ ہو سوگ بھی لازم ہے اور طلاق کی وجہ سے ہو تو جب بھی فی حد ذاتہ افسوس اور اظہار حزن کا موجب ہے(۱) اگرچہ خاص حالات میں خاص عورت کے لئے یہ قطع تعلق موجب مسرت اور سبب نجات ہی ہو گیا ہو چونکہ اصل فطرت کے تقاضے اور اس کے موجبات کلیہ کے موافق احکام وضع کئے جاتے ہیں جزئیات کی خصوصیات کا لحاظ نہیں کیا جاتا اس لئے حکم کلی یہ ہے کہ مدخولہ عورت کو جب طلاق دی جائے تو اس کو تین حیض کی عدت گزارنی ہوگی اور اس حکم کلی کی دلیل اور علت یہ آیت ہے والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثة قروء(۲) اور مطلقہ غیر مدخولہ کو اس حکم سے دوسری آیت نے علیحدہ کردیا ہے وہ یہ ہے۔ اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدة تعتدونھا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس عورت کو طویل عرصے سے حیض نہ آتا ہو، اس کو
امام مالکؒ کے مسلک پر عمل جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال) ایک عورت تیس سال عمر والی جس سے تین بچے بھی پیدا ہوئے دو برس سے حیض اس کا منقطع ہو گیا پھر شوہر نے تین طلاقیں دیدیں اس صورت میں بقول امام مالکؒ تین مہینے عدت کر کے زوج ثانی اختیار کر لیا تھا پھر زوج ثانی کو طلاق دیئے ہوئے نو دس مہینے گزر گئے بلکہ کچھ زائد مگر ہنوز انقطاع حیض بحال ہے

---

(۱) تحد مکلفة مسلمة ولو امة منکوحة بنکاح صحیح ، وان امرھا المطلق او المیت بترکه لانه حق الشرع اظهار التاسف علی فوات النکاح (الدر المختار مع هامش رد المحتار کتاب الطلاق باب العدة ۳/ ۵۳۰ ط سعید کراتشي)

(۲) البقرة ۲۲۸

(۳) الاحزاب ٤٩

اب بقول امام مالکؒ اس عورت کا نکاح زوج اول کے واسطے حلال ہو گا یا نہ اور حنفیہ کو بنابر ضرورت و مجبوری بقول امام مالکؒ فتویٰ اس مسئلہ میں دینا جائز ہے یا نہیں ؟ المستفتی نمبر ۲۶۳۴ محمد عبدالواحد صاحب (اکیاب) ۵ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۰ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۱۵) ممتدۃ الطہر کی عدت امام مالکؒ کے نزدیک نو مہینے یا ایک سال گزرنے سے پوری ہوتی ہے مشہور قول نو مہینے کا ہے(۱) اور سائحانی نے تصریح کی ہے کہ امام مالکؒ کے مقلدین کے نزدیک معتمد یہ ہے کہ ایک سال میں عدت پوری ہوگی (۲) پس صورت مذکورہ میں تین مہینے کے بعد جو نکاح کیا وہ قطعاً عدت کے اندر ہوا پس یہ عورت زوج اول کے لئے حلال نہیں ہوئی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عدت پوری ہونے میں اگر ایک دن بھی باقی ہو تب بھی نکاح جائز نہیں

(سوال) ہندہ بیوہ کا شوہر مورخہ ۶ بھادوں و ۲۷ رجب ۱۳۶۰ھ کو صبح صادق کے ساتھ راہرو ملک بقا ہوا (اور اہل دیہات عموماً تاریخ ولادت و وفات لکھنے کے عادی نہیں صرف تخمینہ سے کام لیا کرتے ہیں البتہ سرکاری چوکیدار لکھوا لیتے ہیں مگر ان کا ثبات بھی قابل اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ بسا اوقات وہ بجہت بعض اغراض مقدم مؤخر لکھوا لیتے ہیں) اور شب ششم ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ میں زید نکاح خواں نے ورثاء ہندہ مذکور کے بتلانے پر تخمیناً مدت وفات مکمل خیال کرتے ہوئے ہندہ کا عقد نکاح عمرو کے ساتھ روبروئے بکر و خالد شاہدین کر دیا اور ہندہ غیر حامل ہے جس کے بعد دوسرے دن خویلد نکاح خواں ثانی نے جو زید نکاح خوان کا مخالف ہے علی الاعلان کہا کہ یہ نکاح فاسد ہے کیونکہ مدت عدت میں کیا گیا ہے بلکہ زید و بکر و خالد وغیرہم کے اپنے نکاح بھی فاسد ہو گئے ہیں نیز زید وغیرہ کی امامت و دیگر معاملات دینی ناجائز ہیں چنانچہ اس نے زید

---

(۱) وان لم تميز او تاخر بلا سبب او مرضت تربصت تسعة اشهر ثم اعتدت بثلاثة كعدة من لم تحض (مختصر الشيخ خليل) وقال في شرحه جواهر الاكليل (تربصت) اي تحرت (تسعة اشهر) استبراء على المشهور لزوال الريبة لانها مدة الحمل غالبا وهل تعتبر من يوم الطلاق او من يوم ارتفاع حيضها قولان (ثم اعتدت بثلاثة) اشهر حرة كانت او امة و حلت بتمام السنة ... و قيل التسعة عدة ايضا والصواب انه خلاف لفظي (جواهر الاكليل شرح مختصر الشيخ خليل للشيخ صالح عبدالسميع الازهري' باب في العدة وما يتعلق بها ١/ ٣٨٥ ط دار المعرفة بيروت) كذا في بداية المجتهد' كتاب الطلاق بحث التي تطلق ولا تحيض وهي في سن المحيض ٤/ ٤٠٤)

(٢) و خرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بان حاضت ثم امتد طهرها' فتعتد بالحيض الى ان تبلغ سن الاياس جوهرة و غيرها وما في شرح الوهبانية من انقضائها بتسعة اشهر غريب مخالف لجميع الروايات فلا يفتى به نعم لو قضى مالكي بذلك نفذ كما في البحر والنهر (درمختار) وقال في الرد' و رايت بخط شيخ مشايخنا السائحاني ان المعتمد عند المالكية انه لا بد لوفاء العدة من سنة كاملة تسعة اشهر لمدة الاياس وثلاثة اشهر لانقضاء العدة (هامش رد المحتار مع الدر المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ٣/ ٥٠٨ ط سعيد كراتشي)

(قلت) فان ارتفع الحيض عنها (قال) تنتقل الى عدة السنة كما وصفت لك تسعة اشهر من يوم انقطع الدم عنها ثم ثلاثة اشهر و عدتها من الطلاق انما هي الاشهر الثلاثة التي بعد التسعة والتسعة انما هي استبراء (قلت) وهذا قول مالك قال نعم (قلت) ارايت اذا طلق الرجل امراته و مثلها تحيض فارتفعت حيضتها قال قال مالك تجلس سنة من يوم طلقها زوجها فاذا مضت سنة فقد حلت (المدونة الكبرى للامام مالك' كتاب العدة و طلاق السنة' باب ماجاء في عدة المرتابة والمستحاضة ٢/ ٤٢٦ ط دار صادر بيروت)

(٣) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها والاصل فيه قوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره' والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ٢/ ٣٩٩ ط مكتبة ماجديه' كوئٹه)

وغیرہ پر عمداً ایسا کرنے کا بہتان لگا کر کسی عالم سے فتویٰ بھی اس مضمون کا منگایا ہے اس پر تحقیقات بالغہ کے بعد ہم کو یہی معلوم ہوا کہ زید نے جو نکاح ہندہ کا عمرو کے ساتھ کیا ہے وہ اس کے شوہر کے وقت وفات سے لیکر "۴ ماہ و ۹ نوروز" اسلامی پر واقع و منعقد ہوا ہے یعنی ایک دن یا کم و بیش وفات میں سے باقی رہتا تھا جو سہواً خطا پر محمول ہے لہٰذا آپ فرمائیں کہ یہ عقد ہندہ کا عمرو کے ساتھ صحیح ہے یا فاسد اگر فاسد ہے تو کیوں حالانکہ چار ماہ مکمل اور عشرہ کا اکثر حصہ بھی گزر چکا تھا اور یہ قضیہ ہمارے علمائے احناف کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ للاکثر حکم الکل۔

نیز یہ حکم فساد مذکورہ میں وما جعل علیکم فی الدین من حرج کے خلاف معلوم ہوتا ہے نیز فرمائیں کہ زید و بکر و خالد وغیرہم کے نکاح بھی فاسد ہو گئے یا نہیں اگر فاسد ہو گئے ہیں تو کیوں آیا یہ حکم فساد آیت من کفر باللہ من بعد ایمانه الا من اکره و قلبه مطمئن بالایمان (۱) اور لیس علیکم جناح فیما اخطأتم به و لکن ما تعمدت قلوبکم (۲) کے خلاف نہیں یعنی شریعت محمدی ﷺ کے اندر مسلمان کے نکاح صحیح میں بغیر طلاق صریح و کنایہ کے فساد تب عارض ہوتا ہے کہ اس سے بلا جبر و اکراہ غیر برضاء دل کلمہ کفر سرزد ہو یا ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار باہوش و حواس اس سے پایا جائے و الا فلا کیونکہ امت مرحومہ کے مکرہین و خاطئین بآیات مذکورہ بالا معاف ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۰۱۷ چودھری لال دین ولد شہاب (لائل پور) ۹ محرم ۱۳۶۱ھ م ۲۷ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۱۶) (۱) اگر عدت پوری ہونے میں ایک دن کی کمی رہی تو نکاح نہیں ہوا کیونکہ چار مہینے دس دن کی عدت قرآن مجید کی صریح نص میں ہے (۳) حدود مقررہ منصوصہ میں للاکثر حکم الکل کا قاعدہ جاری نہیں ہوتا چار رکعت والی نماز تین رکعتیں پڑھ لینے سے ادا نہیں ہوگی رمضان کے بیس پچیس روزے رکھ لینے سے فریضہ صیام ادا نہ ہوگا تین حیض والی عدت دو حیض آنے پر پوری نہ ہوگی چار مہینے دس دن کی عدت چار مہینے نو دن سے پوری نہ ہوگی اور ان احکام میں سے کسی میں ما جعل علیکم فی الدین من حرج کی مخالفت لازم نہیں آتی دین کا مسئلہ یہ ہے کہ متوفی عنہا زوجہا غیر حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے کم مدت میں نکاح پڑھا دینا دین کا مسئلہ ہی نہیں لہٰذا آیت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

زید و بکر خالد (یعنی نکاح خواں و شاہدین) کے نکاح فاسد نہیں ہوئے خویلد کا یہ کہنا کہ ان لوگوں کے نکاح فاسد ہو گئے غلط ہے ان لوگوں نے غلطی سے ناتمام مدت کو کامل عدت سمجھا اور اپنے خیال میں معتدة کا نکاح نہیں پڑھایا بلکہ غیر معتدة کا پڑھایا ہے اس غلطی کے ارتکاب سے ان کے ایمان میں خلل آیا نہ

---

(۱) النحل ۱۰۶

(۲) الاحزاب : ۵

(۳) قال اللہ تعالیٰ . " والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجا یتربصن بانفسهن اربعة اشهر و عشر فاذا بلغن اجلهن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسهن بالمعروف" (البقرة : ۲۳۴)

ان کے نکاح فاسد ہوئے(۱) بناً ہندہ اور عمرو ناکح پر تجدید نکاح واجب ہے وہ از سر نو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کرلیں ۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

شوہر سے الگ رہنے کے باوجود مدخولہ پر طلاق کے بعد عدت لازم ہے

(سوال) متعلقہ ضرورت عدت

(جواب ۴۱۷) طلاق کے بعد عورت پر عدت لازم ہے چاہے وہ کتنی ہی مدت سے خاوند سے جدا ہو۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

(جواب دیگر ۴۱۸) اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت حمل وضع ہونے تک ہے(۴) اور حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت تین حیض آنے تک ہوگی(۵) عدت ختم ہونے سے پہلے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی(۶) اور زینت کی چیزوں زیور اور کپڑے سرخ و زرد کا استعمال نہ کرے۔(۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

انقضائے عدت سے پہلے نکاح کرنا حرام ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی یوم طلاق سے بارہویں دن عورت نے عقد ثانی کرلیا یہ عقد جائز ہے یا نہیں اور اس صورت میں شوہر مذکور اس عورت کو حقوق شوہری ادا کرنے پر مجبور کرسکتا ہے؟

(جواب ۴۱۹) اگر یہ عورت جسکو طلاق دی گئی مدخولہ ہے یعنی خاوند اس سے صحبت یا خلوت کرچکا ہے اور حاملہ نہ تھی تو اس کی عدت تین حیض آنے کے بعد ختم ہوتی(۸) حاملہ کی عدت وضع حمل ہوتی

---

(۱) وليس عليكم جناح فيما أخطأتم به ولكن ما تعمدت قلوبكم وكان الله غفوراً رحيماً (الاحزاب ۵)

(۲) اس لئے کہ عدت میں کیا گیا نکاح باطل ہے: اما نكاح منكوحة الغير و معتدته .... فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة مطلب في النكاح الفاسد والباطل ۳/۵۱۶ ط سعيد)

(۳) قال الله تعالى يا ايها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن و احصوا العدة" (الطلاق ۱)

(٤) قال الله تعالى واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن " (الطلاق ٤) و في حق الحامل مطلقا وضع حملها (الدرالمختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳/۵۱۱ ط سعيد كراتشي)

(۵) قال الله تعالى " والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء " (البقرة ۲۲۸) وهي في حق حرة ... تحيض ... ثلاث حيض كوامل (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة ۳/٥٠٤ ط سعيد)

(٦) قال الله تعالى ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله (البقرة ۲۳۵)

(۷) تحد مكلفة مسلمة ... اذا كانت معتدة بت او موت بترك الزينة بحلي او حرير او امتشاط بضيق الاسنان و الطيب والدهن والكحل و لبس المعصفر والمزعفر (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب العدة فصل في الحداد ۳/۵۳۰ - ۵۳۱ ط سعيد كراتشي)

(۸) وهي في حق حرة ... تحيض ... ثلاث حيض كوامل (الى ان قال) ان وطئت في الكل ولو حكما كالخلوة (درمختار) وقال في الرد (قوله في الكل) يعني ان المقيد بالوطء شرط في جميع ما مر من مسائل العدة بالحيض والعدة بالاشهر (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب العدة ۳/۵۰٤، ۵۰۹ ط سعيد كراتشي)

ہے (۱) انقضائے عدت سے پہلے نکاح کرنا حرام ہے (۲) اگر عدت کے اندر نکاح کیا گیا ہو تو اس کو فسخ کرنا واجب ہے اور جدید شوہر حقوق زوجیت ادا کرنے پر عورت کو مجبور نہیں کر سکتا (۳) انقضائے عدت کے بعد تجدید نکاح لازم ہے۔ اور اگر مطلقہ عورت غیر مدخولہ اور غیر خلوت شدہ تھی تو اس کے ذمہ کوئی عدت نہیں تھی (۴) اور اس کا نکاح درست ہو گیا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ٬ دہلی

مدخولہ عورت پر طلاق کے بعد عدت گزارنی ضروری ہے اگرچہ وہ سال بھر شوہر سے الگ رہی ہو

(الجمعیۃ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور بکر نے اگلے ہی روز نکاح پڑھوا لیا اور عدت تین ماہ دس دن پوری نہیں کی زوجہ زید یک سال سے اپنے باپ کے ہاں بیٹھی تھی اور اپنے شوہر کے ہاں جانا نہیں چاہتی تھی اس واسطے شوہر نے مجبوراً طلاق دی اور طلاق نامہ لکھ دیا کیا زبان سے بھی تین مرتبہ طلاق دینا ضروری ہے اور جس شخص نے نکاح پڑھایا اور گواہان کے نکاح میں کچھ فرق آیا یا نہیں؟ اور بکر جو مطلقہ کا شوہر بنا ہے اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب ۴۲۰) اگر زید کی بیوی مدخولہ تھی یا اس کے ساتھ خلوت ہو چکی تھی تو اس پر عدت لازم تھی اس کا کچھ اعتبار نہیں کہ وہ سال بھر سے ماں باپ کے یہاں بیٹھی تھی اس صورت میں دوسرا نکاح عدت کے اندر ہوا اور ناجائز و حرام ہوا (۶) مگر نکاح پڑھانے والے اور گواہوں کے نکاح نہیں ٹوٹے ہاں اگر ان کو یہ معلوم تھا کہ عورت معتدہ ہے تو وہ سب گناہ گار ہوئے ان کو توبہ کرنی چاہئے (۷) اور شوہر ثانی بکر کو لازم ہے کہ وہ اس عورت کو فوراً علیحدہ کر دے اور جب عدت ختم ہو جائے تو پھر از سر نو نکاح پڑھائے طلاق زبانی لکھ دینے سے بھی طلاق ہوتی ہے اگر خاوند اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے یا اس کے کہنے سے کوئی اور لکھے

---

(۱) قال الله تعالى "وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن" (الطلاق ٤) وفي حق الحامل مطلقا وضع جميع حملها (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ٣/ ٥١١ ط سعيد كراتشي)

(۲) أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته ... فلم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلا (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ٣/ ٥١٦ ط سعيد كراتشي)

(۳) اس لئے کہ دونوں کے درمیان نکاح ہی منعقد نہیں ہوا۔ قال الله تعالى "ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله" (البقرة ٢٣٥)

(٤) قال الله تعالى "يا أيها الذين آمنوا إذا نكحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل أن تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها فمتعوهن وسرحوهن سراحا جميلا" (الأحزاب ٤٩)

(٥) قال الله تعالى "والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء" (البقرة ٢٢٨) وسبب وجوبها عقد النكاح المتأكد بالتسليم وما جرى مجراه من موت أو خلوة أي صحيحة (در مختار) وقال في الرد: قوله بالتسليم أي بالوطء (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ٣/ ٥٠٤ ط سعيد كراتشي)

(٦) أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته ... فلم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلا (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ٣/ ٥١٦ ط سعيد كراتشي)

(٧) قال الله تعالى "ألم يعلموا أن الله هو يقبل التوبة عن عباده ويأخذ الصدقات وأن الله هو التواب الرحيم" (التوبة ١٠٤) وورد في الحديث الشريف: قال رسول الله ﷺ "التائب من الذنب كمن لا ذنب له" (رواه ابن ماجه، باب ذكر التوبة ص ٣٢٣ ط مير محمد كراتشي)

تو پھر زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

عدت وفات چار ماہ دس دن ہے، اس سے پہلے جو نکاح ہوا ہے وہ باطل ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص مسمی دراز خاں مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۶ء کو فوت ہوا اس کی بیوہ مسماۃ حوا کا مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۲۶ء کو دوسرا عقد پڑھا دیا گیا کیا یہ نکاح صحیح ہوا اگر ناجائز ہے تو کیا عدت ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت ہے کیا اس ناجائز نکاح کو پڑھا دینے کا ذمہ دار قاضی بھی ہے؟

(جواب ۴۲۱) عدت وفات (اگر زوجہ متوفی حاملہ نہ ہو) چار ماہ دس روز ہے(۲) اور صورت مسئولہ میں چار ماہ دس روز پورے ہونے سے پہلے نکاح پڑھایا گیا ہے پس عدم وضع حمل کی صورت میں یہ نکاح اندرون عدت ہوا اور ناجائز ہوا(۳) بعد انقضائے عدت تجدید نکاح لازم ہے اس ناجائز نکاح کی ذمہ داری عورت پر اور ان لوگوں پر ہے جن کو عدت پوری نہ ہونے کا علم تھا اور وہ نکاح میں ساعی اور شریک ہوئے اگر قاضی نکاح خواں کو بھی اس امر کا علم تھا تو وہ بھی گناہ میں شریک ہے۔(۴) محمد کفایت اللہ غفرلہٗ

حاملہ عورت کی عدت بچہ کی پیدائش سے پوری ہوتی ہے اگرچہ شوہر کا انتقال ہو گیا ہو

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید کی عورت کے کسی سے ناجائز تعلقات تھے اسی زمانہ میں زید کا انتقال ہو گیا بکر نے بعد انتقال زید کے میعاد عدت گزرنے کے بعد اس عورت سے عقد کر لیا بعد عقد ہو جانے کے معلوم ہوا کہ عورت حاملہ تھی تو ایسی حالت میں نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(جواب ۴۲۲) جب عورت زید کے نکاح میں تھی اور زید کی وفات کے وقت حاملہ تھی تو اس کی عدت چار ماہ دس روز نہ تھی بلکہ وضع حمل اس کی عدت تھی(۵) پس حالت حمل میں جو نکاح ہوا وہ ناجائز ہوا بعد وضع حمل تجدید نکاح کرنا ضروری ہے کیونکہ معتدۂ غیر سے عدت کے اندر نکاح کرنا حرام ہے۔(۶)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

---

(۱) كتب الطلاق إن مستبينا على نحو لوح وقع إن نوى (درمختار) وقال في الرد: ولو قال للكاتب: اكتب طلاق امرأتي كان إقرارا بالطلاق وإن لم يكتب، ولو استكتب من آخر كتابا بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وختمه وعنونه وبعث به إليها فأتاها وقع إن أقر الزوج أنه كتابه (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ٣/٢٤٦ ط سعيد كراتشي)

(۲) قال الله تعالى: والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا (البقرة ٢٣٤

(۳) أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته.. فلم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلا (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل ٣/٥١٦ ط سعيد كراتشي)

(٤) قال الله تعالى: وليس عليكم جناح فيما أخطأتم به ولكن ما تعمدت قلوبكم وكان الله غفوراً رحيما (الأحزاب ٥

(٥) قال الله تعالى: وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن (الطلاق: ٤)

(٦) لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذا المعتدة، هكذا في السراج الوهاج (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في بيان المحرمات، القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ١/٢٨٠ ط ماجدية كوئٹہ)

زانیہ عورت اگر شوہر والی نہ ہو' تو اس پر کوئی عدت لازم نہیں

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک طوائف نے توبہ کی اور نکاح کیا اور عدت میں نہیں بیٹھی اس کا نکاح درست ہوا یا نہیں ؟

(جواب ۴۲۳) اگر یہ طوائف ناجائز پیشہ کرتی تھی اور کسی کی منکوحہ نہ تھی تو اس پر توبہ کے بعد کوئی عدت لازم نہ تھی(۱) توبہ کرتے ہی فوراً نکاح کر لینا جائز تھا۔(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ'

ایک عورت کو دو سال سے حیض نہیں آیا' اس کی عدت کیسے پوری ہو گی؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۸ء)

(سوال) عورت مرضعہ کو جس کا شیر خوار بچہ ابھی پانچ ماہ کا ہے اس کے شوہر نے طلاق دیدی ہے اور عورت کو دو سال تک ایام رضاعت قبل ازیں بھی کبھی حیض نہیں آیا کیا عورت مذکورہ کی عدت حیض سے ہو گی یا مہینوں سے ؟

(جواب ۴۲۴) اس عورت کی عدت حیض سے ہی ہو گی مہینوں سے نہیں ہو گی۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مطلقہ عورت کو شوہر کے گھر میں عدت گزارنی لازم ہے

(سوال) ایک عورت اپنے شوہر سے طلاق لیکر بغرض عدت گزارنے کے اپنے ورثا کے پاس محض اس وجہ سے نہیں جانا چاہتی کہ ان کا رویہ درست نہیں ورثا میں عورت کی دادی اور باپ ہیں' طلاق کی عدت شوہر کے گھر گزارنا واجب ہے یا جہاں جی چاہے ؟ المستفتی منشی محمد احسان اللہ' باڑہ ہندو راؤ' دہلی

(جواب ۴۲۵) مطلقہ پر شرعاً لازم ہوتا ہے کہ عدت خاوند کے مکان میں گزارے(۴) البتہ اگر طلاق بائن یا مغلظہ ہو تو خاوند سے پردہ کرنا ضروری ہے اور گر طلاق رجعی ہو تو پردہ ضروری نہیں۔(۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی الجواب صحیح۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ' امام مسجد فتح پوری' دہلی

---

(۱) ولا تجب العدة على الزانية وهذا قول ابي حنيفة و محمد" كذا في شرح الطحاوي (الفتاوىٰ الهندية' كتاب الطلاق' الباب الثالث عشر في العدة ۱/۵۲۶ ط ماجدية' كوئٹه)

(۲) (قوله فلا عدة لزنا) بل يجوز تزوج المزني بها وان كانت حاملا' لكن يمنع عن الوطء حتى تضع والا فيندب له الاستبراء (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۰۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (البقرة ۲۲۸) والعدة في حق من لم تحض .. بان بلغت سن الاياس او بلغت بالسن وخرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بان حاضت ثم امتد طهرها فتعتد بالحيض الى ان تبلغ سن الاياس جوهرة وغيرها (الدر المختار' مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۰۷' ۵۰۸ ط ماجدية' كوئٹه)

(۴) وتعتدان اي معتدة طلاق و موت في بيت وجبت فيه ولا يخرجان منه الا ان تخرج او ينهدم المنزل او تخاف انهدامه او تلف مالها (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۳۶ ط سعيد كراتشي)

(۵) (قوله اي معتدة طلاق وموت) قال في الجوهرة هذا اذا كان الطلاق رجعيا فلو بائنا فلا بد من سترة الا ان يكون فاسقا فانها تخرج' فقد ذكر ان مطلقة الرجعي لا تخرج ولا تجب سترة ولو فاسقا لقيام الزوجية بينهما ولان غايته انه اذا وطئها صار مراجعا (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الطلاق' باب العدة ۳/۵۳۶ ط سعيد كراتشي)

زمانہ عدت کا نفقہ شوہر پر لازم ہے

(سوال) ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دے دیتا ہے اور پھر مددی طور پر زمانہ عدت میں اس کے گزرے کا انتظام اپنی نگرانی میں کرنا چاہتا ہے تو کیا شرعاً یہ جائز ہے؟ المستفتی منشی محمد احسان محلہ باڑہ ہندوراؤ دہلی

(جواب ۴۲۶) عدت کے زمانہ کا نفقہ تو خاوند کے ذمہ واجب ہے اس کو دینا لازم ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی   الجواب صحیح محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد فتح پوری دہلی

سولھواں باب

حضانت

بچوں کا حق پرورش اور نان و نفقہ

(سوال) (۱) بعد طلاق ایک سالہ لڑکی کا مالک لڑکی کا باپ ہے یا اس کی ماں؟

(۲) لڑکی اگر ماں کے پاس رہے تو اس کے صرفہ خوراک و پوشاک و عقیقہ کے خرچ کا ذمہ دار تا بلوغت اس لڑکی کا باپ ہو گا یا نہیں؟

(۳) لڑکی کس عمر تک بالغ سمجھی جائے گی؟

(جواب ۴۲۷) (۱) لڑکی یا لڑکا بعد ان کی ماں کے طلاق دیئے جانے کے والد کے ہیں لیکن ماں کو حق پرورش حاصل ہے(۲) اور لڑکی بالغ ہونے تک ماں کے پاس رہ سکتی ہے بشرطیکہ لڑکی کے غیر محرم سے نکاح نہ کرے(۳) اور کسی دوسری وجہ سے بھی ماں کا حق پرورش ساقط نہ ہو جائے۔

(۲) بیشک لڑکی کے مصارف نفقہ باپ کے ذمہ ہوں گے۔(۴)

(۳) جب کہ لڑکی کو حیض آنے لگے یا احتلام ہو جائے یا حمل ہو جائے یا بصورت عدم ظہور ان علامات کے

---

(۱) وتجب لمطلقة الرجعي والبائن والفرقة بلا معصية ... النفقة والسكنى والكسوة وإن طالت المدة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب العدة ۳/ ۶۰۹ ط سعيد كراتشي)

(۲) عن عبد الله بن عمرو أن امرأة قالت يا رسول الله إن ابني هذا كان بطني له وعاء وثديي له سقاء وحجري له حواء وإن أباه طلقني وأراد أن ينتزعه مني فقال لها رسول الله ﷺ أنت أحق به ما لم تنكحي (رواه أبو داود في سننه، كتاب الطلاق، باب من أحق بالولد ۱/ ۳۱۰ ط سعيد كراتشي)

(۳) والأم والجدة لأم أو لأب أحق بالصغيرة حتى تحيض أي تبلغ في ظاهر الرواية (تنوير الأبصار وشرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/ ۵۶۶ ط سعيد كراتشي) یہ تو ظاہر الروایۃ ہے اس میں ہے کہ لڑکی اپنی والدہ کے پاس بالغ ہونے تک رہے گی لیکن متأخرین نے فتوی اس پر دیا ہے کہ لڑکی نو سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گی اس کے بعد والد اس کو لے سکتا ہے كما في تنوير الأبصار وشرحه وعن محمد أن الحكم في الأم والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد (درمختار) وقال في الرد (قوله وبه يفتى) قال في البحر بعد نقل تصحيحه والحاصل أن الفتوى على خلاف ظاهر الرواية (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/ ۵۶۷ ط سعيد كراتشي) وقال في الدر والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه أي الصغير (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/ ۵۶۵ ط سعيد كراتشي)

(۴) ونفقة الأولاد الصغار على الأب لا يشاركه فيها أحد كما لا يشاركه في نفقة الزوجة لقوله تعالى وعلى المولود له رزقهن والمولود له الأب (الهداية، كتاب الطلاق، باب النفقة ۲/ ۴۴۴ ط شركة علمية ملتان)

عمر پندرہ سال کی پوری ہو جائے۔

گذشتہ سالوں کا نفقہ بغیر قضائے قاضی یا بغیر رضائے شوہر واجب نہیں

(سوال) ہندہ بزمانہ حمل خود کو مطلقہ ہونا بیان کرتی ہے بعد وضع حمل لڑکا پیدا ہوا اب بچہ کے باپ زید سے ہندہ کا باپ یعنی بچہ کا نانا اس کے خرچ پرورش کا دعویٰ کرتا ہے کیا اس کو بموجودگی ہندہ بذات خود حق دعویٰ حاصل ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ۴۲۸) نانا نے نواسے پر جو کچھ بلا حکم قاضی یا رضائے والد خرچ کیا ہے وہ تبرع سمجھا جائے گا نانا کو یہ حق نہیں کہ نواسے کے والد سے اپنے خرچ کو وصول کرے یا اس کا دعویٰ کرے والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء والرضاء (درمختار)(۲)

مطلقہ عورت بچہ کے باپ سے زمانہ گذشتہ کے اخراجات کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال) ہندہ کو زمانہ حمل میں طلاق دی گئی وضع حمل کے بعد لڑکا پیدا ہوا تھا تین سال تک ہندہ نے بچہ کے باپ زید سے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا ساڑھے تین سال بعد ہندہ بچہ کے باپ سے زمانہ گذشتہ کے اخراجات کا مطالبہ کرتی ہے کیا اس کو گذشتہ خرچ کا مطالبہ کرنے کا حق زید سے ہے؟

(جواب ۴۲۹) ہندہ کو یہ حق نہیں ہے کہ گذشتہ زمانے کا نفقہ یعنی بچہ پر جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا مطالبہ بچہ کے باپ سے کرے گذشتہ زمانے کا نفقہ جب کہ بغیر حکم قاضی یا رضامندی باہمی کے ہو ساقط ہو جاتا ہے۔ وان انفقت عليه (اى الصغيرة) من مالها او مسئلة الناس لا ترجع على الاب (ردالمحتار)(۳)

بچوں کا خرچہ پرورش باپ کے ذمہ ہے البتہ گذشتہ مدت کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں

(سوال) (۱) زید کے ہندہ سے دو تین بچے ہیں نانا کے یہاں پرورش پاتے ہیں زید نے ان کا اب تک کچھ خرچ دیا نہیں کیا نانا وہ خرچہ زید سے پا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر زید ہندہ کو طلاق نہ دے اور نہ اپنے گھر بلائے اور عورت کوئی نافرمانی بھی نہ کرے تو اس صورت میں ہندہ ازروئے شرع زید سے نفقہ پا سکتی ہے یا نہیں؟ اور بچوں کا خرچ ہندہ کس کے ذمہ ہے؟ بینوا توجروا

(جواب ۴۳۰) ( ) زید کے بچوں پر نانا نے جو کچھ خرچ کیا وہ تبرع ہے اور نانا وہ خرچہ زید سے وصول

---

۱ بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ٦/ ١٥٣ ط سعيد كراتشي)

۲ تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة ٣/ ٥٩٤ ط سعيد كراتشي

۳ هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب النفقة مطلب في ترضيع لا تصح فيه المعتمد اذا قصد الاصلاح ٣/ ٦٣٤ ط سعيد كراتشي)

نہیں کر سکتا۔)

(۲) اگر عورت کو طلاق نہ دے اور نہ اپنے گھر بلائے لیکن اگر بدچلن ہے تو عورت انکار نہ کرے اس صورت میں عورت شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق ہے(۱) بچوں کا خرچ پرورش ان کے باپ کے ذمہ ہے (۲) اور آئندہ کا نفقہ اس سے لیا جا سکتا ہے لیکن گذشتہ نفقہ لینے کا نانا کو استحقاق نہیں۔(۳) **محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ کس کے ذمہ پر واجب ہے؟

(سوال) زید کا انتقال ہو گیا اور اپنے پیچھے ایک زوجہ ایک دختر یک سالہ چھوڑ گیا صورت موجودہ میں زوجہ زید کو اس کا مہر اور مال متروکہ میں حصہ ملے گا؟ نیز دختر مذکور کی پرورش کون کرے گا؟ اور اس کا نفقہ کس پر اور کس عمر تک واجب ہو گا؟ بینوا توجروا

(جواب ۴۳۱) زوجہ زید کو اس کا پورا مہر ملے گا(۵) اور زید کے ترکہ میں سے اس کی زوجہ کو بحق ارث آٹھواں حصہ دیا جائے گا (۶) اور باقی اس کی لڑکی کا حق ہے جب کہ زید کا سوائے ان دو کے اور کوئی وارث نہ ہو (۷) لڑکی کی پرورش کا حق اس کی والدہ کو ہے (۸) اور نفقہ خود لڑکی کے مال میں سے لیا جائے گا (۹) اور جب اس کا مال نہ رہے تب ماں کے ذمہ ہو گا (۱۰) واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

(سوال) ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور وہ تین لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑ کر مر گیا اس کی زوجہ نے دوسرا شوہر کر لیا بچوں کی نانی اور دادی بھی موجود ہے لڑکیوں کا چچا اور سوتیلا بھائی بچوں کو ماں سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ بچے اپنا ورثہ طلب کرتے ہیں اور ماں اپنا مہر طلب کرتی ہے اور وہ دینے سے انکار کرتے ہیں؟

---

(۱) والنفقة لا تصير دينا إلا بالقضاء أو الرضاء أي اصطلاحهما على قدر معين أصنافا (تنوير الأبصار وشرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳: ۵۹٤ ط سعيد كراتشي)

(۲) ولو هي في بيت أبيها إذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى وكذا إذا طالبها ولم تمتنع أو امتنعت للمهر (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳: ۵۷۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) وتجب النفقة بأنواعها على الحر لطفله يعم الأنثى والجمع الفقير الحر (در مختار) وقال في الرد قوله الفقير أي إن لم يبلغ حد الكسب (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳: ٦۱۲ ط سعيد كراتشي)

(٤) ایضاً حاشیہ نمبر

(۵) المهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب السابع في المهر، الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر والمتعة ۱: ۳۰۳ ط مكتبه ماجدیه كوئٹه)

(٦) قال الله تعالى: فإن كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية توصون بها أو دين (النساء: ۱۲)

(۷) والثالث لو كان مع الأول من لا يرد عليه أعطي من لا يرد عليه فرضه من أقل مخارجه وقسم الباقي على رؤس من يرد عليه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الفرائض، باب العول ٦: ۷۸۹ ط سعيد كراتشي)

(۸) والحضانة تثبت للأم ولو كتابية أو مجوسية أو بعد الفرقة إلا أن تكون مرتدة أو فاجرة أو غير مأمونة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳: ۵۵۵-۵۵٦ ط سعيد كراتشي)

(۹) إنما تجب النفقة على الأب إذا لم يكن للصغير مال أما إذا كان فالأصل أن نفقة الإنسان في مال نفسه صغيرا كان أو كبيرا (الهداية، كتاب الطلاق، باب النفقة ۲: ٤٤۵ ط مكتبه شركة علمية ملتان)

(۱۰) وهي على الموسر من الأقرب (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳: ٦۱۵ ط سعيد كراتشي)

(جواب ۴۳۲) نابالغ لڑکیوں کا حق پرورش ماں کو ہے مگر چونکہ اس نے دوسرا نکاح کرلیا ہے تو اگر دوسرا خاوند بچوں کا ذی رحم محرم نہ ہو تو ماں کا حق حضانت ساقط ہو گیا۔ اب نانی مستحق ہے وان لم یکن له ام تستحق الحضانة بان کانت غیر اهل للحضانة او متزوجة بغیر محرم او ماتت فام الام اولی من کل واحدة وان علت الخ (ہندیہ)(۱)

پرورش کا حق ماں کو کب تک حاصل ہے باپ پر خرچہ پرورش لازم ہے

(سوال) ہندہ مطلقہ کی گود میں ایک لڑکی ڈیڑھ ماہ کی ہے اس کا حق پرورش کس پر ہے باپ پر ہے یا ماں پر اگر ماں پر ہے تو کتنے روز تک ہے اس کی حد بیان فرمائیں اور اگر ہندہ بعد انقضائے عدت دوسرا نکاح کرے تو اس بچہ کو زید اس سے لے سکتا ہے؟

(جواب ۴۳۳) مطلقہ کو اپنی لڑکی کا حق پرورش حاصل ہے،(۲) نفقہ باپ کے ذمہ ہوگا(۳) لڑکی کے بالغ ہونے تک یہ حق اس کو ہے(۴) بشرطیکہ ماں لڑکی کے کسی غیر محرم سے نکاح نہ کرلے یا اور کسی وجہ سے حق حضانت ساقط نہ ہو جائے۔(۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ماں کے ہوتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں

(سوال) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور طلاق کے وقت اس کے پاس اتنی رقم کی مالیت چھوڑی جو اس کے مہر اور ایام عدت کے مصارف سے بھی زیادہ تھی زید کے چھ بچے ہیں چار لڑکے اور دو لڑکیاں لڑکوں کی عمر ۱۴ سال ۱۲ سال ۷ سال ۴ ماہ ہے اور لڑکیوں کی عمر ۱۰ سال ۴ سال ہے زید اپنی زوجہ کے چال چلن سے مطمئن نہیں ہے اور چاہتا ہے کہ بچوں کو اپنی ہمشیرہ کے زیر تربیت رکھے تو کیا شرعاً اسے یہ حق حاصل ہے اور اگر ہے تو کس کس بچہ کے لئے اس کی زوجہ مطالبہ کے باوجود بچوں کو نہیں دیتی اور ان کے نان نفقہ کا مطالبہ کرتی ہے۔ المستفتی نمبر ۴ فیاض احمد خاں آگرہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۳۴) جب تک زوجہ مطلقہ کسی ایسے شخص سے جو بچوں کا محرم نہ ہو نکاح نہ کرے بچوں کی

---

(۱) الفتاوی الهندیة، کتاب الطلاق، الباب السادس عشر فی الحضانة ۱/۵۴۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) وإذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالأم أحق بالولد لما روي أن امرأة قالت يا رسول الله إن ابني هذا كان بطني له وعاء وحجري له حواء وثديي له سقاء وزعم أبوه أنه ينزعه مني فقال عليه السلام أنت أحق به ما لم تتزوجي ولأن الأم أشفق وأقدر على الحضانة فكان الدفع إليها أنظر (الهداية، باب حضانة الولد ومن أحق به ۲/۴۳۴ ط مكتبه شركة علمية ملتان)

(۳) وتجب النفقة بأنواعها على الحر لطفله الفقير الحر (در مختار) وقال في الرد (قوله الفقير) أي إن لم يبلغ حد الكسب (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳/۶۱۲ ط سعيد كراتشي)

(۴) والحاضنة أما أو غيرها ... والأم والجدة لأم أو لأب أحق بالصغيرة حتى تحيض أي تبلغ في ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/۵۶۶ ط سعيد كراتشي) مزید وضاحت جواب نمبر ۴۲۲ کے حاشیہ ۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) الحضانة تثبت للأم إلا أن تكون مرتدة أو فاجرة أو غير مأمونة ... أو متزوجة بغير محرم الصغير (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/۵۵۵ ط سعيد كراتشي)

پرورش کا حق نانی کو ہے سات سال سے کم عمر کا لڑکا اور نابالغ لڑکیاں اس کی پرورش میں رہیں گی (۲) اور ان کا نفقہ دادا کے ذمہ ہے (۳) اور بچوں کی پھوپھی کا ماں کے ہوتے ہوئے اور قابل حضانت ہوتے ہوئے کوئی حق نہیں ہے۔ (۴) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ماں جب غیر سے شادی کرے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے

(سوال) زید نے انتقال کیا مال واسباب وغیرہ چھوڑا دو بچے چھوڑے ایک لڑکا عمر ۷ سال اور ایک لڑکی عمر ۹ سال عورت نے بعد گزرنے عدت کے غیر محرم سے نکاح کر لیا اور دونوں بچوں کے وارث تایا چچا زندہ ہیں وہ دونوں بچوں کو لینا چاہتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۲ حافظ محمد اسمعیل دہلی ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۳۵) بچوں کی ماں نے جب کہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح کر لیا ہے تو اس کا حق حضانت ساقط ہو گیا ہے (۵) اور لڑکے کی عمر سات سال کی ہو گئی تو وہ حد حضانت سے نکل گیا (۶) لہذا لڑکا تو چچا یا تایا کو پرورش اور نگرانی کے لئے مل جائے گا (۷) اور لڑکی جس کی عمر نو سال کی ہے تو وہ بلوغ تک نانی کے پاس رہ سکتی ہے (۸) بشرطیکہ نانی اس کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کر سکے اور اس کے چال چلن کی طرف سے اطمینان ہو ورنہ وہ بھی چچا یا تایا کو مل جائے گی۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

---

(۱) دیکھئے حوالہ نمبر ۵

(۲) والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى لانه الغالب ... والام والجدة لام او لاب احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب الحضانة ۳ / ۵۶۶ ط سعيد كراتشى) لڑکی سے متعلق پوری تفصیل کے لئے دیکھئے جواب ۴۲۷ حاشیہ نمبر ۳

(۳) نفقة الاولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر فى النفقات ۱ / ۵۶۰ ط ماجدية كوئٹہ)

(۴) ثم اى بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبى ام الام ثم ام الاب وان علت ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم الاخت لاب ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك (تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب الحضانة ۳ / ۵۶۲ ط سعيد كراتشى)

(۵) الحضانة تثبت للام ... الا ان تكون مرتدة او غير مأمونة ... او متزوجة بغير محرم الصغير (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب الحضانة ۳ / ۵۵۵ ط سعيد كراتشى)

(۶) والام والجدة احق بالغلام حتى يستغنى وقدر بسبع سنين وقال القدورى حتى ياكل وحده ويشرب وحده ويستنجى وحده وقدره ابوبكر الرازى بتسع سنين والفتوى على الاول (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر فى الحضانة ۱ / ۵۴۲ ط ماجدية كوئٹہ)

(۷) وفى الفتح ويجبر الاب على اخذ الولد بعد استغنائه عن الام لان نفقته وصيانته عليه بالاجماع وفى شرح المجمع واذا استغنى الغلام عن الخدمة اجبر الاب او الوصى او الولى على اخذه لانه اقدر على تأديبه وتعليمه وفى الخلاصة وغيرها واذا استغنى الغلام وبلغت الجارية فالعصبة اولى يقدم الاقرب فالاقرب (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب الحضانة ۳ / ۵۶۶ ط سعيد كراتشى)

(۸) والام والجدة لام او لاب احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (درمختار) وقال فى الرد (قوله اى تبلغ) وبلوغها اما بالحيض او الانزال او السن ط لانها بعد الاستغناء تحتاج الى معرفة آداب النساء والمرأة على ذلك اقدر (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق باب الحضانة ۳ / ۵۶۶ ط سعيد كراتشى) یہ فتویٰ ظاہر الروایہ کے مطابق ہے مفتی بہ قول یہ ہے کہ نانی کو حق پرورش صرف نو سال کی عمر تک حاصل ہے حد بلوغ تک حق حاصل نہیں ہے کما فى الدر المختار وعن محمد ان الحكم فى الام والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد (درمختار) وقال فى الرد (قوله وبه يفتى) قال فى البحر بعد نقل تصحيحه والحاصل ان الفتوى على خلاف ظاهر الرواية (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق باب الحضانة ۳ / ۵۶۷ ط سعيد كراتشى)

نابالغوں کا حق پرورش

(سوال) میری اہلیہ نے انتقال کیا دو بچیاں جن کی عمریں چار سالہ و دو سالہ ہیں چھوڑیں جو میری اولاد ہیں بعد انتقال اہلیہ کے میرے خسر نے میری ہر دو بچیوں کو حق حضانت نانی کا حق ظاہر کر کے مجھ سے لے لیں ان کی کفالت میرے ذمہ لگا کر سات روپے ماہوار صرف خوراک وغیرہ اور چار چار جوڑہ پارچہ سالانہ دس پانچ آدمی اہل محلہ جو شرعی مسائل سے بے بہرہ ہیں جمع کر کے ایک دباؤ ناجائز دیکر ان کے سامنے ایک تحریر مجھ سے لے لی جو مجبورا مجھے دینا پڑی لیکن کوئی تحریر مجھ کو اس قسم کی نہ دی گئی اور نہ کوئی اطمینان دلایا گیا کہ مجھے یہ رقم آیا کب تک ادا کرنی ہوگی بچیوں کی تعلیم و تربیت اور آمد و رفت کے متعلق کوئی اطمینان نہیں دلایا گیا باوجودیکہ میں لڑکیوں کا باپ ہوں ہر طرح ان کی پرورش کر سکتا ہوں ان کے آرام و آسائش کے لئے ایک انا اور خدمتی رکھ سکتا ہوں علاوہ ازیں اولاد کو میرے خیال ناقص میں کوئی متنفس والدین سے زیادہ آرام نہیں پہنچا سکتا۔ المستفتی نمبر ۱۳۳ حافظ عبدالرحمٰن صاحب (بھوپال) ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۳۶) بچوں اور بچیوں کی پرورش کا حق جن اقربا کو دیا گیا ہے وہ بچوں اور بچیوں کی غور و پرداخت اور ان کی خیر خواہی اور محبت کے لحاظ سے دیا گیا ہے (۱) نانی کو یہ حق حاصل ہے (۲) لیکن اگر لڑکیوں کا باپ انا مقرر کر کے ان کی پرورش کرنے اور ہر قسم کی غور و پرداخت کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور انا مقرر کرنے پر آمادہ ہے اور بچیوں کو بھی نانی سے علیحدہ رہنے میں کوئی کلفت نہ ہو تو بے شک باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بچیوں کی پرورش اپنی نگرانی میں کرائے اور نانی سے بچیوں کو واپس لے لے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ'

لڑکی کی پرورش کی کیا مدت ہے اور اس کے بعد کا کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) زید میت نے اپنی یک سالہ دختر مسماۃ زینب منکوحہ ہندہ اور چار حقیقی بھائی چھوڑا ان میں سے زینب کا حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

(۲) ہندہ اپنی دختر زینب کی عمر دس سال ہونے تک اس کے چچاؤں کے ساتھ رہ کر انہیں کے مکان میں انہیں کے مال سے اپنی تربیت میں پرورش کرتی تھیں کہ ہندہ کا بھائی آیا انہیں بھگا کر اپنے ہاں لے گیا اور ہندہ کا نکاح زینب کے غیر محرم سے کر دیا بدیں حالت زینب اپنی والدہ کے ساتھ غیر محرم کے مکان میں رہ سکتی ہے یا نہیں؟

---

(۱) ان الام اشفق واقدر على الحضانة فكان الدفع اليها انظر (الهداية، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۲/ ۴۳۴ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

(۲) ثم اى بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبي ام الام وان علت عند عدم اهلية القربى (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/ ۵۶۲ ط سعيد كراتشي)

(۳) والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير وكذا بسكناها عند المبغضين له لما في القنية: لو تزوجت الام بآخر فامسكته ام الام في بيت الراب فللام اخذه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/ ۵۶۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) نانی خدیجہ کے ہاں رہنے میں زینب کی طبیعت پر فسق اور جہالت کا برا اثر ہونے کا احتمال ہے تو اس حالت مخدوش میں ان کے نزدیک رہ سکتی ہے یا نہیں؟

(۴) فی الحال چونکہ زینب کی عمر گیارہ سال کی ہو چکی ہے تو کیا اب بھی اس کو والدہ نانی وغیرہ کو پرورش کے لئے اپنے ہی پاس روک رکھنے کا حق حاصل ہے؟

(۵) یتیم و یتیمہ کا حق حضانت و پرورش والدہ نانی خالہ و پھوپھی کو کس عمر تک حاصل ہے ان کے وارثین ولی اپنی حفاظت میں کب لے سکتے ہیں؟

(۶) یتیمہ زینب کا نکاح بیاہ کا حق مندرجہ صدر وارثین میں کس کو حاصل ہے؟

(۷) حقیقی چچا کی موجودگی میں اس کی والدہ ہندہ کو زینب کا نکاح کر دینے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

(۸) اگر زینب کا نکاح اس کی والدہ یا نانی یا ماموں کرنا چاہیں تو چچاؤں کو اس کی مزاحمت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا المستفتی نمبر ۸۹۱ محمد حسین قوم بھائی (ضلع ناسک) ۵ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۳۷) نمبر ۵ میں ماں اور نانی لڑکی کی پرورش بلوغ تک کر سکتی ہیں بنا بر ظاہر روایت اور حد شہوت تک امام محمدؒ کی روایت کے بموجب۔ امام محمدؒ کی روایت کو مفتی بہ بھی کہا گیا ہے مگر دوسری روایت بوجہ ظاہر الروایت ہونے کے ترجیح رکھتی ہے اور امام محمدؒ کی روایت مفتی بہا ہونے کی جہت سے راجح ہے۔(۱) چچا کے سامنے ماں یا نانی کو ولایت تزویج حاصل نہیں(۲) چچا نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے۔(۳) ہاں نابالغہ کو خیار بلوغ حاصل ہوگا۔ فقط اور سب جواب صحیح اور درست ہیں۔(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حق پرورش کی مدت

(سوال) لڑکی کا زمانہ رضاعت کس عمر تک ہے کہ مطلقہ بیوی اس کو بطور پرورش اپنے پاس رکھنے کی حق دار ہو سکتی ہے۔ المستفتی نمبر ۹۴۵ عبد علی خان (ریاست بھرت پور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء

---

(١) والام والجدة احق بها حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية وغيرها احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى، وعن محمد ان الحكم فى الام والجدة كذا وبه يفتى لكثرة الفساد (درمختار) وقال فى الرد (قوله وبه يفتى) قال فى البحر بعد نقل تصحيحه والحاصل ان الفتوى على خلاف ظاهر الرواية (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الحضانة ٣/٥٦٧ ط سعيد كراتشى)

(٢) الولى فى النكاح لا المال العصبة بنفسه بلا توسط انثى على ترتيب الارث والحجب (درمختار) وقال فى الرد (قوله لا المال) فانه الولى فيه الاب ووصيه والجد ووصيه والقاضى ونائبه فقط (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب النكاح باب الولى ٣/٧٩ ط سعيد كراتشى) وقال فى الهندية، واقرب الاولياء الى المراة الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا كذا فى المحيط.. ثم الاخ لاب وام . ثم العم لاب وام العم لاب ثم ابن العم (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الرابع فى الاولياء ١/٢٩٣ ط مكتبه ماجديه، كوئٹه)

(٣) ايضاً حواله سابقه (٤) وان كان المزوج غيرهما اى غير الاب وابيه .. لا يصح النكاح من غير كفؤ او بغبن فاحش وان كان من كفؤ وبمهر المثل صح ولكن لهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده (درمختار) وقال فى الرد وحاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما، الخيار بالبلوغ او العلم به (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب النكاح باب الولى ٣/٦٧-٧٠ سعيد كراتشى)

(جواب ۴۳۸) لڑکی کی حضانت یعنی پرورش کا زمانہ بلوغ تک ہے یعنی وہ اپنی ماں یا نانی دادی کے پاس بلوغ تک رہ سکتی ہے(۱) بشرطیکہ ماں یا نانی یا دادی کا حق پرورش کسی وجہ سے ساقط نہ ہو گیا ہو۔(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے؟

(سوال) ہندہ مطلقہ ہے اور اپنے میکے میں رہتی ہے مگر اس کے تین اولاد ہے زینہ چھ سات سال اور صبیہ چہار سالہ' یہ ہر دو اپنے والد زید کے پاس رہتے ہیں اور ایک دختر ڈھائی سالہ جو ہے وہ ہندہ کے پاس ہے اب ہندہ مواخذہ کرنا چاہتی ہے کہ یہ ہر سہ اولاد اپنی زیر نگرانی رکھے زید بملازمت تعلقہ فسری دو ڈھائی سو روپے ماہنہ پر دوسرے شہر میں ہے اب زید ہندہ کی خواہش پر اولاد کو اس کے سپرد کرے یا نہ کرے' حق حضانت کس کا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۰۲ علی ابن آدم' ۲۹ ربیع الاول ۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۳۹) لڑکے کی پرورش کی عمر سات سال تک ہے جب لڑکا سات برس کا ہو جائے تو عورت کا حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے(۳) اور لڑکے کو اس کا باپ تعلیم و تربیت کی غرض سے اپنے پاس رکھ سکتا ہے(۴) لڑکیوں کی پرورش کی عمر ان کے بالغہ ہونے تک کی ہے لڑکیوں کی والدہ لڑکیوں کے بالغ ہونے تک اپنے پاس رکھ سکتی ہے(۵) یہ حق حضانت اس وقت تک رہتا ہے کہ عورت بچوں کے غیر محرم کے ساتھ نکاح نہ کر لے۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

سات سال کے بعد باپ لڑکے کو اس کی نانی سے لے سکتا ہے

(سوال) زید کی لڑکی شادی شدہ زیادہ تر اپنے پدر زید کے پاس رہی اخیر مرتبہ بیمار ہو کر اپنے شوہر کے یہاں سے زید کے یہاں آ گئی اور یہیں' اس کا معالجہ شروع ہوا اس علاج میں زید نے کثیر مصارف کئے' ایک عرصہ تک بیمار رہ کر وقت آ چکا تھا انتقال ہو گیا اس کے مرنے پر تمامی مصارف بڑی تعداد کے ساتھ زید

---

(۱) والام والجدة لام اولاب احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳ ۵۶۶ ط سعيد كراتشى) اب فتویٰ اس پر ہے کہ نو سال تک رہ سکتی ہے، دیکھئے جواب ۴۲۷ کا حاشیہ ۳

(۲) والحضانة تثبت للام ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او غير مامونة او متزوجة بغير محرم الصغير او ابت ان تربيه مجانا والاب معسر والعمة تقبل ذلك على المذهب (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳ ۵۵۵ ط سعيد كراتشى)

(۳) والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى لانه الغالب (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳ ۵۶۶ ط سعيد كراتشى)

(۴) وفى شرح المجمع واذا استغنى الغلام عن الخدمة اجبر الاب او الوصى او الولى على اخذه' لانه اقدر على تاديبه و تعليمه (هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳ ۵۶۶ ط سعيد كراتشى)

(۵) والام والجدة لام اولاب احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳ ۵۶۶ ط سعيد كراتشى) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے جواب نمبر ۴۲۷ حاشیہ نمبر ۳

(۶) والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الحضانة ۳ ۵۶۵ ط سعيد كراتشى)

کے یہاں ہی ہوئے اس نے ایک بچہ شیر خوار دو ڈھائی سالہ چھوڑا اس کی پرورش بھی بڑے پیمانہ پر زید کے یہاں ہوئی اس کی خالہ نے اس کو دودھ پلایا ایک نوکرانی بھی دودھ پلانے کے لئے رکھی گئی اس کی خدمت و پرورش میں زر کثیر صرف ہوا اور اس وقت تک وہ زید کے یہاں موجود ہے جب عمر اس کی ساڑھے تین سال کی ہوئی تو اس کی تعلیم شروع ہونے پر بہمہ مصارف، اچھی صورت میں ہوتے رہے بچہ کی عمر اس وقت دس سال کی ہے اب بکر اس کا باپ تعلیم کے نام سے اس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے بکر نے عقد ثانی بھی کر لیا ہے اس کی بھی اولاد ہے بچہ بکر کے پاس رہنا نہیں چاہتا ہے بکر پکڑ پکڑ کر لے جاتا ہے اور وہ پھر بھاگ کر آجاتا ہے اس کو سمجھایا بھی جاتا ہے تو وہ وہاں جانے سے انکار کرتا ہے بکر کو اس کے ملنے والوں کے ذریعہ سے سمجھوایا بھی گیا کہ بقول تمہارے بچہ کو تم اپنے پاس رکھ کر تعلیم کرانا چاہتے ہو تو جس معیار پر تعلیم کرنے کا خیال ہے وہ لکھ کر دے دیا جائے اس معیار سے دو چند پیمانہ پر زید اس کا نانا اپنے مصارف سے تعلیم کرانے کے لئے تیار ہے مگر بکر اس کا باپ کسی اغراض یا ضد کی وجہ سے اس کو نہیں مانتا زید اس کے نانا کو بچہ کے رکھنے میں سوائے اس کے کہ بچہ آرام سے رہے اور دختر مرحومہ کی یادگار خدا قائم رکھے اور اس کی نسل کا سلسلہ خدا بڑھائے اور اپنی حیات میں ہی، گرچہ دختر مرحومہ شرعاً محروم الارث ہے اس دختر کے حقوق اپنے سامنے خوشی سے دے دیئے جائیں اس کے علاوہ اور اس کے ساتھ سلوک کیا جائے کوئی غرض وابستہ نہیں ہے اور جس قدر صرفہ زید نے زوجہ بکر کی بیماری اور تجہیز و تکفین میں کیا ہے اس کی ادائیگی کا بکر شرعاً ذمہ دار ہے یا نہیں؟ اور اس طرح سے زید نے پسر بکر کی پرورش میں جو کچھ صرف کیا ہے اس کی واپسی بکر پر لازم ہے یا نہیں اور عدم ادائیگی مطالبات مذکورہ مانع سپردگی پسر ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۶۲ ہدایت محمد خاں (سرونج) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴۰) زید نے اپنی مرحومہ لڑکی کے علاج اور تجہیز و تکفین اور بچہ کی پرورش اور تعلیم میں بغیر امر و اذن بکر جو مصارف کئے ہیں ان کا بکر سے مطالبہ نہیں کر سکتا یہ سب تبرع سمجھے جائیں گے(۱) بچہ کی عمر جب سات سال سے متجاوز ہو گئی تو باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ بچہ کو اپنی نگرانی میں لے لے اور اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے (۲) اگر بچہ کی تعلیم و تربیت نانا کے یہاں قابل اطمینان طریق پر ہو رہی ہے اور بچہ نانا کے یہاں رہنے میں خوش ہے تو اس کے باپ کو صلح و رضامندی کے ساتھ اس پر آمادہ کیا جائے کہ بچہ کو نانا کے یہاں چھوڑ دے جبراً بچہ کو اپنے یہاں رکھنے کا نانا کو حق نہیں ہے بالغ ہو جانے کے بعد بچہ نانا کے یہاں رہنا

---

(۱) و نقل المصنف تبعاً للبحر عن الخلاصة، انفق الشريك على العبد في غيبة شريكه بلا اذن الشريك او القاضي فهو متطوع (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق باب النفقة ۳/۶۳۸، ۶۳۹ ط سعيد كراتشي) وقال في العناية تحت قول الهداية (و تجوز الكفالة بامر المكفول فان كفل بامره رجع بما ادى عليه وان كفل بغير امره لم يرجع بما يؤديه لانه متبرع بادائه) وان كفل بغير امره لم يرجع لانه متبرع بادائه، والمتبرع لا يجب (شرح العناية على فتح القدير، كتاب الكفالة ۷/۱۹۰ ط مصر)

(۲) والحاضنة اماً او غيرها احق به اي بالغلام حتى يستغني عن النساء، وقدر بسبع وبه يفتى لانه الغالب (در مختار) وقال في الرد: وفي الفتح: و يجبر الاب على اخذ الولد بعد استغنائه عن الام لان نفقته وصيانته عليه بالاجماع و في شرح المجمع: واذا استغنى الغلام عن الخدمة اجبر الاب او الوصي او الولي على اخذه لانه اقدر على تاديبه و تعليمه (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/۵۶۶ ط سعيد كراتشي)

پسند کرے تو اسے یہ اختیار حاصل ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بچہ کی پرورش کے متعلق ایک جواب پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) بعض سوالات کا جواب بالتصریح نہ ملنے سے تسکین نہیں ہوئی۔ اگر بکر اپنی اہلیہ کا علاج کرتا تو زید کو کیا ضرورت تھی کہ وہ بکر کے مصارف کو روک کر اپنے مصارف شروع کر دیتا کیا شوہر کے یہ فرائض میں نہیں کہ بحالت بیماری اہلیہ اس کا علاج کرے اور علاج میں جو مصارف ہوں ان کو برداشت کرے کیا یہ شوہر کے فرائض میں نہیں کہ اہلیہ کے مرنے پر اس کی تجہیز و تکفین کرے اور اس کے مصارف برداشت کرے مصارف کا بار اس وقت بکر پر نہیں پڑ سکتا کہ جب بکر مصارف کر رہا ہو اور زید اس کو روک کر اپنے مصارف شروع کرے یہی صورت پرورش بچہ کے مصارف کی ہے کیا ایسی صورت میں بھی ان مصارف پر تبرع ہو سکتا ہے؟

(۲) زید یعنی نانا کو کیا ضرورت ہے کہ جبراً بچہ کو اپنے پاس رکھے یا مصارف برداشت کرے سوال تو یہ ہے کہ بچہ کسی تکلیف سے باپ کے پاس نہ رہنا چاہے اور اپنے نانا کے پاس خود رہنا پسند کرے تو کیا باپ اس کا جبراً بلا رضامندی اس کی لے جا سکتا ہے کیا اس کے باپ کے دعوے پر عدالت بلا رضامندی بچہ اس کو جبر کے ساتھ سپرد کر سکتی ہے کیا یہ بات اخلاقاً بھی درست ہو سکتی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۳ ہدایت محمد خاں (سرونج)
۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴۱) (۱) شوہر پر زوجہ مریضہ کا علاج لازم نہیں (۲) ہاں شوہر پر تجہیز و تکفین لازم ہے (۳) لیکن فاتحہ ایصال ثواب وغیرہ لازم نہیں تجہیز و تکفین وغیرہ میں غالباً زیادہ سے زیادہ خرچ ہوتے ہیں وہ بھی اگر متوفیہ کے اقارب بغیر امر زوج کر دیں تو ان کی طرف سے یہ تبرع ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ روک کر کرے بلکہ بغیر امر کرنے کی صورت بھی تبرع ہوگی۔

(۲) جب بچہ نابالغ ہے تو سمجھ اور ناسمجھی ظاہر ہے اس لئے اس کی اپنی مرضی غیر معتبر قرار دی گئی ہے ابھی اس کا احساس معتبر نہیں ہے کیونکہ ناسمجھی کی عمر ہے بے شک شارع نے اخلاق پیش نظر رکھ کر ضابطے بنائے اور ضابطہ کلیہ یہی ہے کہ بلوغ سے پہلے بچوں کی مرضی کا اعتبار نہ ہو ورنہ تمام نظام درہم برہم

---

(۱) والغلام اذا عقل واستغنى برايه ليس للاب ضمه الى نفسه (درمختار) وقال فى الرد (قوله والغلام اذا عقل) ثم المراد الغلام البالغ لان الكلام فيما بعد البلوغ وعبارة الزيلعي ثم الغلام اذا بلغ رشيدا فله ان ينفرد الا ان يكون مفسدا مخوفا عليه (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب الحضانة ۳ ۵۶۸ ط سعيد كراتشى)

(۲) ولا يجب الدواء للمرض ولا اجرة الطبيب ولا الفصد ولا الحجامة كذا فى السراج الوهاج (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب السابع عشر فى النفقات ۱ ۵۴۹ ط ماجديه كوئٹه) وقال فى الرد (قوله كما لا يلزمه مداواتها) اى اتيانه لها بدواء المرض ولا اجرة الطبيب ولا الفصد ولا الحجامة هنديه عن السراج (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب النفقة ۳ ۵۷۵ ط سعيد كراتشى)

(۳) قال وهل يباع فى كفنها؟ يعنى على قول الثانى المفتى به نعم كما يباع فى كسوتها (درمختار) وقال فى الرد (قوله على قول الثانى) اى من ان مؤنة تجهيزها على الزوج وان تركت مالا لان الكفن كالكسوة حال الحياة (هامش رد المحتار مع الدر المختار كتاب الطلاق باب النفقة ۳ ۵۹۸ ط سعيد كراتشى)

ہو جائے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ماں کے انتقال کے بعد نانی کو بچوں کی پرورش کا حق ہے

(سوال) ہندہ نے اپنے انتقال پر ایک بچہ دو برس کا چھوڑا اس بچہ کی پرورش کا حق اس کے باپ کو ہے یا نانا نانی کو پرورش کا خرچ کس کے ذمہ ہے اور یہ بچہ اپنے پرورش کنندہ کے پاس کب تک رہے گا ہندہ کے ترکہ اور مہر وغیرہ میں سے ۱۲ سہام کر کے اس بچہ کے ۵ سہام ہیں اس بچہ کے نانا نانی ہندہ کے شوہر پر مہر معاف کرنا چاہتے ہیں تو صرف وہ اپنا حق معاف کر سکتے ہیں یا بچہ کے جو ۵ سہام کا حصہ ہے وہ بھی معاف کر سکتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۷ حافظ محمد یوسف صاحب (دہلی) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۴۲) بچہ کی پرورش کا حق نانی کو ہے، (۲) پرورش کا خرچ بچہ کے حصہ میں سے لیا جائے اور پھر باپ کے ذمہ ہوگا (۳) بچہ سات سال کی عمر تک نانی کے پاس رہے گا پھر باپ لے لے گا (۴) نانا نانی مہر میں سے اپنا حصہ معاف کر سکتے ہیں بچہ کا حصہ معاف کرنے کا انہیں حق نہیں ہے۔ (۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

وہ عورتیں جن کو بچوں کا حق پرورش ہے، وہ موجود نہ ہوں تو حق پرورش کس کو حاصل ہوگا؟

(سوال) زید بحالت بیماری اپنے سوتیلے بھائی کو وصیت کر گیا کہ میری بیوی اور سہ سالہ لڑکی ہے تم ان دونوں کو اپنی نظر عنایت میں رکھنا اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دینا آج تک زید کی بیوی اور بچی زید کے سوتیلے بھائی کی زیر نگرانی رہے اب فی الحال زید کی بیوی نے غیر محرم سے نکاح کر لیا اب بچی کی پرورش کس کے پاس ہو بچی کی حقیقی نانی پر نانی بھی نہیں ہاں حقیقی نانا زندہ ہیں بچی کے حقیقی دادا دادی چچا وغیرہ

---

(۱) ولا خيار للغلام والجارية ... ولنا انه لقصور عقله يختار من عنده الدعة لتخليته بينه وبين اللعب فلا يتحقق النظر وقد صح ان الصحابة لم يخيروا (الهداية، كتاب الطلاق، باب حضانة الولد ومن احق به ۲/۴۳۶ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

(۲) ثم اى بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبي ام الام وان علت عند عدم اهلية القربى ثم ام الاب وان علت بالشرط المذكور (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/۵۶۲ ط سعيد كراتشي)

(۳) نفقة الاولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد ... ارضاع الصغير اذا يوجد من ترضعه انما يجب على الاب اذا لم يكن للصغير مال واما اذا كان له مال فمؤنة الرضاع في مال الصغير كذا في المحيط (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الرابع في نفقة الاولاد ۱/۵۶۰ ط ماجديه، كوئٹه)

(۴) والحاضنة اما او غيرها احق به اى بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى لانه الغالب (درمختار) وقال في الرد: وفي الفتح: ويجبر الاب على اخذ الولد بعد استغنائه عن الام لان نفقته وصيانته عليه بالاجماع وفي شرح المجمع: واذا استغنى الغلام عن الخدمة اجبر الاب او الوصي او الولي على اخذه لانه اقدر على تاديبه وتعليمه (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/۵۶۶ ط سعيد كراتشي)

(۵) وہ تصرف جس میں نابالغ کے لئے ضرر اور نقصان ہو ولی کو بھی کرنے کا حق نہیں ہے چہ جائے کہ غیر ولی جیسے نانا یہ تصرف کرے لہذا صورت مسئولہ میں نانا نانی کو بچہ کے حصے کو معاف کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اس لئے کہ اس معاف کرنے میں بچہ کا نقصان ہے

والولاية في مال الصغير الى الاب ثم وصيه ثم وصي وصيه ثم الى اب الاب ثم الى وصيه... وليس لوصي الام ولاية التصرف في تركة الام مع حضرة الاب (تنوير الابصار) وقال في الرد: وفي جامع الفصولين: ليس للاب تحرير قنه بمال وغيره ولا ان يهب ماله ولو بعوض ولا قرضه في الاصح (هامش رد المحتار مع الدر المختار شرح تنوير الابصار، كتاب الوكالة، فصل لا يعقد وكيل البيع والشراء والاجارة ۵/۵۲۸، ۵۲۹ ط سعيد كراتشي)

نہیں بلکہ سوتیلے دادی چچا وغیرہ ہیں اب رہی یہ بات کہ بچے کا سوتیلا بھائی کہتا ہے میں اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا اب شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ اس بچی کی پرورش سوتیلی نانی یا بچی کی ماں یا حقیقی نانا کرے یا سوتیلی دادی یا سوتیلے چچا؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۱ سوداگر عبدالرزاق صاحب (ضلع کھنٹور) ۲ رمضان ۱۳۵٦ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۴۳) ماں کا حق حضانت غیر محرم سے شادی کر لینے سے ساقط ہو گیا (۱) اور نانا اور سوتیلی نانی اور سوتیلے چچا اور سوتیلی دادی وغیرہ کا کوئی حق ہے نہیں (۲) اس لئے اب لڑکی کی پرورش اور تربیت کا انتظام اس کا ولی یعنی چچا کر سکتا ہے (۳) اور عورتوں میں سے جس کے پاس رہنا زیادہ انفع ہو اس کے پاس رکھ دی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

ماں کے بعد نانی کو، پھر دادی کو حق پرورش ہے

(سوال) ابراہیم حاجی محمد ہلائی میمن نے اپنی زوجہ مسماۃ مریم بی بنت جوسب داد میمن کو اس کی نافرمانی اور بد اخلاقی کے باعث طلاق دی بعد طلاق دینے کے مطلقہ مریم ایک لڑکی بھی سات سالہ رابعہ بانو ساتھ لے کر گئی اور مطلقہ نے ایک پٹھان مسمی عبدالستار سے نکاح کیا جس کے پانچ بچے ہیں مریم بی رابعہ بانو کو ساتھ رکھے ہوئے ہے ایسی حالت میں جب کہ رابعہ بانو کی نانی ایک عرب کے ساتھ نکاح کر کے بیٹھی ہے اور ماں نے بھی غیر کفو پٹھان سے نکاح کر لیا ہے آیا پرورش کا حق کس کو ہے یا نہیں؟ رابعہ بانو کی دادی حیات ہے؟

(جواب ۴۴۴) جب کہ لڑکی کی ماں اور نانی دونوں نے لڑکی کے غیر محرم سے نکاح کر لیا ہے تو لڑکی کو رکھنے کا ان کا حق جاتا رہا (۴) لڑکی کو اس کی دادی رکھ سکتی ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) والحضانة تثبت للام الا ان تكون مرتدة او فاجرة او غير مامونة او متزوجة بغير محرم الصغير (تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳ ۵۵۵ ط سعيد كراتشي)

(۲) اس لئے کہ حق پرورش نابالغہ میں ماں کے بعد نانی کو، ان کے بعد دادی کو، دادی کے بعد بہن، بہن کے بعد خالہ اور خالہ کے بعد پھوپھی کو ہے، ان کے سوا دوسری عورتوں کو نہیں کما فی تنویر الابصار وشرحہ: ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبي ام الام وان علت عند عدم اهلية القربى ثم ام الاب وان علت ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم الاخت لاب ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك (تنوير الابصار مع شرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۵٦۲/۳ ط سعيد كراتشي)

(۳) ثم العصبات بترتيب الارث فيقدم الاب ثم الجد ثم الاخ الشقيق ثم لاب ثم بنوه كذلك ثم العم ثم بنوه واذا اجتمعوا فالاورع ثم الاسن اختيار (درمختار) وقال في الرد (قوله ثم العم ثم بنوه) ينبغي ان يقول كذلك لما في البحر والفتح ثم العم شقيق الاب ثم لاب واما اولاده فيدفع اليهم الغلام لا الصغيرة لانهم غير محرم (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳ ۵٦۳ ط سعيد كراتشي)

(۴) والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳ ۵٦۵ ط سعيد كراتشي)

(۵) وان لم يكن له ام تستحق الحضانة بان كانت غير اهل للحضانة او متزوجة بغير محرم او ماتت فام الام اولى من كل واحدة وان علت فان لم يكن للام ام فام الاب اولى ممن سواها وان علت كذا في فتح القدير (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب السادس عشر في الحضانة ۵۴۱/۱ ط ماجديه، كوئٹه)

بچی کا حق پرورش کب تک ہے؟

(سوال) ایک شخص کا نکاح ۳۵ سال قبل ہوا تھا اس بیوی کے بطن سے ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے موجود ہے اور ایک لڑکی ہے جس کی عمر تقریباً دس سال ہے عرصہ پانچ سال ہوئے کہ ان میاں بیوی میں تنازعہ ہو گیا وجہ تنازعہ یہ ہوئی کہ ایک شخص جو برادری کا ہے اس کو عورت نے دینی بھائی بنایا اس کے خاوند نے کوئی بات دیکھ کر منع کیا اس پر وہ عورت خاوند سے علیحدہ ہو کر اس شخص کے ساتھ رہنے لگی چار سال متواتر ہو گئے پھر اس کے والدین اور رشتہ داروں نے اس عورت کو ہر چند سمجھایا لیکن وہ اپنے خاوند کے ہاں نہیں گئی پنچایت ہوئی پھر اس کو سمجھایا گیا مگر عورت نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ میں اپنی دینی بھائی کو نہیں چھوڑ سکتی چاہے خاوند چھوٹ جائے اس پر اس کے خاوند نے طلاق دیدی اور پنچایت نے سر ہو کر فارقتی دلوادی اس کے بعد عورت نے اپنے اور لڑکی کے روٹی کپڑے کی بابت دعویٰ دائر کر دیا وہ درخواست خارج ہو گئی پھر عورت نے صرف لڑکی کی طرف سے درخواست دی لڑکی کی خوراک عدالت نے چار روپے ماہوار کے حساب سے روٹی کپڑے کی ڈگری دیدی لڑکی کی عمر دس سال ہے اس کا باپ اس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے آیا وہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۵) لڑکی بلوغ تک اپنی ماں کے پاس رہ سکتی ہے ہاں اگر باپ کوئی ایسی وجہ بتلائے کہ اس کی بنا پر لڑکی کو ماں کے پاس سے ہٹانا ضروری ہو تو پھر باپ لے سکے گا (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ماں، نانی، دادی اور بہن کے بعد، حق پرورش خالہ کو ہے

(سوال) زید کا انتقال ہوا اس نے ایک زوجہ اور ایک دو سالہ لڑکی چھوڑی دو سال گزرنے پر زوجہ نے نکاح ثانی کر لیا زید مرحوم کا نہ کوئی حقیقی وارث ہے نہ اس کی بیوہ کی حقیقی ماں موجود ہے البتہ اس کا حقیقی باپ اور بہن زندہ ہے اب زید کی بچی کی پرورش کون کرے زید کا سوتیلا بھائی اور زید کی سوتیلی ماں کہتے ہیں ہم پرورش کریں گے۔ المستفتی نمبر ۲۰۰۳ عبدالقادر (ضلع گنٹور) ۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۴۶) اگر ہندہ کی حقیقی بہن یعنی بچی کی خالہ موجود ہے اور وہ پرورش کرنے پر راضی اور تیار ہے تو اس کو حق حضانت حاصل ہے (۲) اور اگر وہ انکار کر دے تو پھر ماں (جس کا حق حضانت بوجہ نکاح غیر محرم کے ساقط ہو چکا ہے) اور سوتیلی دادی یا سوتیلا چچا یا حقیقی نانا ان میں سے جو بچی کی تربیت اور نگرانی اچھی

---

(۱) والام والجدة لام او لاب احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ في ظاهر الرواية (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/ ۵۶۶ ط سعيد كراتشي) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ص ۴۲۷ کا حاشیہ ۳

(۲) والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير وكذا بسكناها عند المبغضين له لما في القنية لو تزوجت الام باخر فامسكته ام الام في بيت الراب فللاب اخذه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/ ۵۶۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) ثم اى بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبي ام الام ثم ام الاب وان علت ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم الاخت لاب ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الحضانة ۳/ ۵۶۲ ط سعيد كراتشي)

طرح کر سکے اس کے پاس بچی کو رکھ دیا جائے۔(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی

جواب دیگر (۴۴۷) (۲۰۰۶) تین خالہ زندہ ہیں تو ان میں سے کسی ایک کی پرورش میں بچی رہ سکتی ہے (۲) سوتیلے چچا اور سوتیلی دادی کو حق حضانت حاصل نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ دہلی ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء

سترھواں باب

ایلاء

کسی نے اپنی بیوی سے کہا "جب تک تم تین پارے قرآن شریف نہ پڑھ لے اس وقت تک مجھ پر حرام ہے" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ سے یوں کہا کہ (جب تک تو تین پارے قرآن شریف کے نہ پڑھ لے اس وقت تک مجھ پر حرام ہے) اس کے بعد اس نے قرآن شریف پڑھنا شروع کردیا اسی درمیان میں کہ وہ قرآن شریف پڑھتی تھی اور ابھی تین پارے پورے نہ ہوئے تھے کہ ایک ماہ کچھ دن کے بعد اس عورت سے جماع کرلیا جماع کے بعد اس عورت نے یہ کہا کہ تم نے تو قسم کھائی تھی ایسا کیوں کیا اس کے جواب میں اس نے کہا کہ اب تو میں نے ایسا کرلیا آئندہ کے لئے وہی بات رہی چنانچہ اس کو عرصہ سات ماہ کا ہوچکا اور ابھی تک تین پارے پورے نہیں ہوئے نہ اس قسم کا کوئی کفارہ دیا نہ صحبت کی پس اس صورت میں وہ عورت اس کے نکاح میں باقی ہے یا نہیں اگر نکاح سے باہر ہوگئی تو دوبارہ اس سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں یا ان تین پاروں کے پورا کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں اور پورا لفظاً پڑھا جائے یا یاد کرلیا جائے یا کفارہ ادا کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں اور کفارہ کیا دینا چاہئے؟ المستفتی نمبر ۱۴۹۸ مولوی عبدالحق صاحب۔ (ضلع مراد آباد) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۱۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۴۸) تین پارے پڑھنے سے پہلے جو صحبت کرلی ہے اس میں کفارہ یمین واجب ہوا (۱) یعنی دس مسکینوں کو فی مسکین پونے دو سیر گیہوں دینا چاہئے۔ (۲)

---

(۱) (وثبت تخییر بعد هذا مفروض فیما اذا كان مستحق للحضانة غیر ... فلو لم یكن غیره وكان الولد ذكرا ... وكذا لو كان انثى لا تشتهی (هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الحضانة ۳/۵۶۶ ط سعید كراتشی)

(۲) (ثم) ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبی (ام الام) وان علت ... (ثم ام الاب وان علت ثم الاخت لاب وام ثم لام) ثم الاخت لاب ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك ... ثم العصبات بترتیب الارث فیقدم الاب ... فلا ... (الدر المختار مع هامش رد المحتار كتاب الطلاق باب الحضانة ۳/۵۶۳ ط سعید كراتشی)

اس کے بعد پھر اس نے یہ کہا کہ آئندہ کے لئے وہی بات رہی یہ از سر نو ایلاء ہوا اس وقت سے چار ماہ گزرنے تک تین پارے نہ ہوئے اور درمیان میں وطی واقع نہ ہوئی تو چار ماہ گزرنے پر طلاق بائن ہو گئی (۱) اب تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور ایلاء ختم ہو گیا تجدید نکاح کر کے وہ بیوی سے مقاربت کر سکتا ہے (۲) لیکن تین پارے پورے ہونے سے قبل جو وطی واقع ہوئی اس میں اسے کفارہ یمین دینا ہوگا تین پارے ناظرہ پڑھ لینا قسم پوری ہو جانے کیلئے کافی ہوگا۔ حفظ ہونے کی ضرورت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

قسم کھا کر کہا "تو مجھ پر حرام ہے' اب میں تجھ سے صحبت نہیں کروں گا' اس کے بعد بالکل ہمبستری نہیں کی' تو کیا حکم ہے؟

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید اپنی عورت کو صرح طرح کی اذیتیں خلاف شرع دیتا ہے اور بارہا امر ممنوع کے ارتکاب پر جبر کرتا ہے مثلاً صوم ماہ رمضان میں وطی کرتا ہے ہرچند عورت منع کرتی ہے مگر نہیں مانتا ایک روز اپنی عورت کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا عین ان دنوں میں جب کہ پورے نو ماہ کی حاملہ تھی عورت سے بارہا یہ کلمات کہتا رہتا ہے۔

(۱) اگر میں تجھ سے ہم بستری کروں یا کلام کروں تو گویا اپنی ماں بہن سے کروں ان کلمات کے کہنے کے بعد آٹھ نو ماہ سے بالکل ہم بستری نہیں کی۔

(۲) اور یہ بھی کہا ہے کہ قسم ہے خدا کی تو مجھ پر حرام ہے اب میں تجھے بالکل حرام کر چکا ہوں۔

(۳) اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ جو تیرے تین بچے پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی میرا نہیں ہے ایک فلاں کا ایک فلاں کا ایک فلاں کا۔

(۴) اور یہ بھی کہا ہے کہ میں تجھ سے بہت زمانہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اب تجھ سے صحبت نہیں کروں گا اب میرے اور تیرے درمیان میاں بیوی کے سے تعلقات نہیں ہیں اب تجھے بازار کی رنڈی کی طرح گھر میں رکھتا ہوں۔

---

(۱) وهذا القسم فيه الكفارة لآية واحفظوا ايمانكم فعليه ان حنث (تنوير الابصار وشرحه مع حاشية رد المحتار، كتاب الايمان ۳ / ۷۰۸ ط سعيد كراتشي)

(۲) قال الله تعالى: فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة (المائدة ۸۹) (كفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم (درمختار) وقال الرد (قوله عشرة مساكين) اى تحقيقا او تقديرا حتى لو اعطى مسكينا واحدا فى عشرة ايام كل يوم نصف صاع يجوز (الدر المختار مع حاشية رد المحتار كتاب الايمان ۳ / ۷۲۵ ط سعيد كراتشي)

(۳) فان وطئها فى الاربعة الاشهر حنث فى يمينه ولزمته الكفارة وسقط الايلاء وان لم يقربها حتى مضت اربعة اشهر بانت منه بتطليقة (الهداية كتاب الطلاق باب الايلاء ۲ / ۴۰۱ ط شركة علمية ملتان)

(٤) اذا كان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها (الفتاوى الهندية كتاب الطلاق الباب السادس فى الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۱ / ٤٧٢ ط مكتبة ماجدية كوئٹہ)

(جواب ٤٤٩) عبارت نمبر ۲ اور نمبر ۴ سے کم از کم ایلاء ضرور ثابت ہوتا ہے، (۱) اور جب کہ ان الفاظ کے کہنے کے بعد چار ماہ تک اس نے اپنی بی بی سے وطی نہ کی اور علیحدگی رکھی تو عورت پر طلاق بائن پڑ گئی (۲) اور بعد انقضائے عدت وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ' مدرسہ امینیہ' دہلی

اٹھارھواں باب

ظہار

کسی نے کہا "اگر میں اس سے زندگی کروں گا' تو اسی کے نطفہ سے پیدا ہوں گا" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید کی بیوی اور زید کی والدہ میں فساد ہوا اور زید کی والدہ نے زید سے شکایت کی زید نے سخت غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ کی غیر موجودگی میں یہ کہا کہ "اگر میں اس سے زندگی کروں گا تو اسی کے نطفہ سے پیدا ہوں گا" اس کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۴۲۰ عیسیٰ خاں مدرس مدرسہ نسواں (ضلع مراوتی)
۹ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ٤٥٠) یہ قسم ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات اور خانہ داری کے تعلقات رکھ سکتا ہے اور قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے (۴) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو پونے دو سیر گیہوں دیدے یا دس مسکینوں کو ایک ایک چادر دیدے اس کی قدرت نہ ہو تو تین روزے متواتر پے در پے رکھ لے۔ (۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کسی نے کہا "وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کی تابعدار ہیں' وہ ماؤں سے مشابہ ہیں باعتبار شفقت و محبت کرنے کے" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) (۱) زید نے اپنی بیوی سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ صاحب اخلاق جلالی فرماتے ہیں کہ

---

(۱) واذا قال الرجل لامرأته والله لا اقربك او قال والله لا اقربك اربعة اشهر فهو مول لقوله تعالى " للذين يؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر" الآية (الهداية' كتاب الطلاق' باب الايلاء ۲ / ٤٠١ ط مكتبه شركة علميه ملتان)
(۲) وان لم يقربها حتى مضت اربعة اشهر بانت منه بتطليقة (الهداية' باب الايلاء ۲ / ٤٠١ ط مكتبه شركة علميه ملتان)
وقال في الدر: وحكمه وقوع طلقة بائنة ان بر ولم يطأ (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الطلاق' باب الايلاء ۳ / ٤٢٤ ط سعيد كراتشي)
(۳) قال الله تعالى: واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف (البقرة ۲۳۲)
(٤) وهذا القسم فيه الكفارة لاية: واحفظوا ايمانكم فقط ان حنث (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الايمان ۳ / ۷۰۸ ط سعيد كراتشي)
(٥) قال الله تعالى: فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم (المائدة ۸۹) وكفارته تحرير رقبة او اطعام عشرة مساكين كما مر في الظهار او كسوتهم ... وان عجز عنها كلها وقت الاداء صام ثلاثة ايام ولاء (تنوير الابصار وشرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الايمان ۳ / ۷۲۵ ط سعيد كراتشي)

حضور کے نزدیک وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں پر مہربان ہیں اور شفقت سے پیش آتی ہیں اور نہایت تابعدار اور وفادار ہیں وہ ماؤں سے مشابہ ہیں باعتبار شفقت اور محبت کرنے کے کیا زید کے اس کہنے سے ظہار واقع ہو گیا نہیں (۲) ظہار کے باب میں سورہ مجادلہ میں ابتدا کی جو آیت ہے کس آیت تک ظہار کا تذکرہ ختم ہو جاتا ہے ”ذلک لتومنوا باللہ ورسولہ تک یا وللکفرین عذاب الیم تک
(۳) اور اگر ظہار واقع ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے جس سے تلافی ظہار ہو جائے۔ المستفتی نمبر ۱۵۳۱ غلام محمد (ضلع حصار) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥١) زید کے اس تذکرہ سے ظہار نہیں ہوا (۱) قرآن پاک میں ظہار کا تذکرہ جس آیت پر ختم ہوتا ہے وہ عذاب الیم پر ختم ہوتی ہے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تو میری بہن کے برابر ہے“ تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک آدمی نے اپنی عورت کو حالت غصہ میں دو مرتبہ اپنی بہن کے برابر ہونے کے الفاظ کہہ دیئے ہیں یعنی یہ کہا ہے کہ تو میری بہن کے برابر ہے یہ دو مرتبہ کہا ہے پھر بعد میں عورت کے رشتہ داروں سے یہ بھی کہا کہ اس عورت کو تم اپنے گھر لے جاؤ کیونکہ میں نے اس کو دو مرتبہ بہن کے برابر ہونا کہہ دیا ہے اس سبب تو اب میں رکھنا نہیں چاہتا ہوں بعد میں گھر میں رہنے دیا ہے اب مدعا یہ ہے کہ ان دونوں کے نکاح میں فساد ہے کہ نہیں اور فساد ہے تو کس طرح کا یعنی طلاق رجعی ہے یا طلاق بائن ہے یا طلاق مغلظہ یا طلاق نہ ہو تو ظہار ہی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۰۸ آدم محمد یوسف (بہرائچ) ۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ م ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥٢) طلاق کی نیت سے یہ لفظ کہے ہوں تو طلاق بائن ہے (۳) اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے حلالہ کی ضرورت نہیں (۴) اور طلاق کی نیت نہ ہو بلکہ عزت میں بہن کے برابر کہا ہو تو کچھ نہیں ظہار نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

---

(۱) وإن نوى بأنت علي مثل أمي أو كأمي وكذا لو حذف علي خانية برا أو ظهارا أو طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لأنه كناية وإلا ينو شيئا أو حذف الكاف لغا وتعين الأدنى أي البر يعني الكرامة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الظهار ٣/ ٤٧٠ ط سعيد كراتشي)

(۲) دیکھئے سورۃ مجادلہ آیت ۱-۲-۳-۴

(۳) وإن نوى بأنت علي مثل أمي أو كأمي وكذا لو حذف علي خانية برا أو ظهارا أو طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لأنه كناية (الدر المختار) وقال في الرد (قوله لأنه كناية) أي من كنايات الظهار والطلاق قال في البحر وإذا نوى به الطلاق كان بائنا كلفظ الحرام (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الظهار ٣/ ٤٧٠ ط سعيد كراتشي)

(٤) وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الرجعة ٣/ ٤٠٩ ط سعيد كراتشي)

(٥) وإلا ينو شيئا أو حذف الكاف لغا وتعين الأدنى أي البر يعني الكرامة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الظهار ٣/ ٤٧٠ ط سعيد كراتشي)

بیوی کو ماں کہہ دیا تو نکاح نہیں ٹوٹا

(سوال) ایک شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو غصہ کی حالت میں یہ لفظ کہہ دیا کہ میری ماں ادھر سے ادھر آجا زوجہ کو ماں کہنے میں کوئی طلاق تو نہیں پڑتی اگر طلاق پڑتی ہے تو کیسی یا ظہار ہو کر کفارہ دینا ہوگا یا کچھ بھی نہ ہوگا یہ لفظ کہتے وقت نیت نہ طلاق کی تھی نہ ظہار کی۔ المستفتی نمبر ۹۱۵ عبدالغنی صاحب امام مسجد (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ٤٥٣) اس لفظ کے کہنے سے نہ طلاق ہوئی نہ ظہار یہ لغو اور مہمل لفظ بیکار گیا۔[1] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں کہا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) بیوی کو بہ نیت طلاق ماں کہہ دینا۔

(جواب ٤٥٤) اگر اپنی بیوی کو تم ہماری ماں یا بہن یا بیٹی طلاق کی نیت سے کہہ دے تو طلاق بائن ہو جاتی ہے۔[2] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر نے بیوی سے کہا ”اگر میں تم سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے صحبت کروں“ تو کیا حکم ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) (۱) اگر کوئی شخص غصہ کے ساتھ اپنی بیوی سے کہے کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے صحبت کروں (۲) ایک شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ میں تیرا باپ ہوں تو میری بیٹی ہے یا یہ کہتا ہے کہ تو میری ماں ہے میں تیرا بیٹا ہوں یا تو میری ماں اور میں تیرا باپ کیا حکم ہے؟

(جواب ٤٥٥) (۱) یہ کلام مہمل اور بیہودہ ہے نہ اس سے طلاق پڑتی ہے نہ ظہار ہوتا ہے۔ (۲) یہ سب الفاظ مہمل اور بیہودہ ہیں مگر ان سے طلاق نہیں ہوتی۔[3] محمد کفایت اللہ غفر لہ،

---

(۱) وإن نوى بأنت علي مثل أمي أو كأمي وكذا لو حذف علي خانية برا أو ظهارا أو طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لأنه كناية وإلا ينو شيئا أو حذف الكاف لغا وتعين الأدنى أي البر يعني الكرامة (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الظهار ۳ / ٤٧٠ ط سعيد كراتشي)

(۲) [illegible] في الدر المختار [illegible] وإن نوى بأنت علي مثل أمي أو كأمي وكذا لو حذف علي خانية برا أو ظهارا أو طلاقا صحت نيته ووقع ما نواه لأنه كناية وإلا ينو شيئا أو حذف الكاف لغا وتعين الأدنى [illegible] (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الظهار ۳ / ٤٧٠ ط سعيد كراتشي) [illegible]

(۳) [illegible] كذا في [illegible] الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار ۱ / ٥٠٧ ط مكتبة ماجدية كوئٹہ [illegible] ولا ينو شيئا أو حذف الكاف لغا وتعين الأدنى [illegible] (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الظهار ۳ / ٤٧٠ ط سعيد كراتشي)

شوہر نے کہا "یہ تو میری ماں ہے" پھر اس کے بعد طلاق نامہ بھی تحریر کر دیا تو کیا حکم ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کا عقد بکر نابالغ کے ساتھ کر دیا تھا بالغ ہونے سے پیشتر لاعلمی کی حالت میں دونوں کو باہم مگر صرف کھیل کود کا موقع ملتا رہا بالغ ہونے کے بعد جب لڑکی کو بکر کے ہاں بھیجا گیا تو بکر نے اپنے والدین سے کہا کہ مجھے اس سے کیا واسطہ یہ یہاں کیوں بلائی گئی ہے صورت حال یہ ہے کہ بکر آوارہ اور بدچلن اور مندرج رجسٹر پولیس ہے لڑکی والوں نے جب یہ کہا کہ اچھا ہم اس کو واپس لے جاتے ہیں اس کا زاد راہ تو دے دو ان لوگوں نے جواب دیا کہ یہ تو میری ماں ہے اس کا کرایہ کیسا؟ بکر نے سادہ کاغذ پر دو شاہدوں کے دستخط سے ایک طلاق نامہ بھی تحریر کر دیا ہے اگر طلاق ہو گئی تو عدت کا شمار کس وقت سے ہوگا یا دوسرا طلاق نامہ قانون رائج الوقت کے مطابق لکھوانا چاہئے۔

(جواب ۴۵۶) زید نے جب طلاق نامہ تحریر کر دیا ہے تو طلاق ہو گئی[1] اسی تاریخ سے عدت شمار ہوگی بشرطیکہ طلاق نامہ کے الفاظ صریح طلاق کے ہوں دوسرا طلاق نامہ لکھوانے کی وقوع طلاق کے لئے تو ضرورت نہیں ہاں حجت اور ثبوت کے لئے لکھوا لینے کا مضائقہ نہیں مگر عدت پہلے ہی طلاق نامہ کی تحریر کے وقت سے شمار ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تو آج سے میری ماں ہے اور میں آج سے تیرا بیٹا ہوں" تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے اپنی بیوی کو معمولی لڑائی کی وجہ سے کہا کہ تو آج سے میری ماں ہے اور میں آج سے تیرا بیٹا ہوں اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ چھوڑنے کی وجہ سے کہا ہے کیونکہ میں اس کو چھوڑنا چاہتا ہوں

(جواب ۴۵۷) یہ الفاظ تو لغو ہیں اگر طلاق دینا ہے تو صاف الفاظ میں دیدے ان الفاظ سے طلاق نہیں ہوئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

---

(۱) كتب الطلاق إن مستبينا على نحو لوح وقع إن نوى وقيل مطلقا (الدر المختار) وفي الرد: لو قال للكاتب اكتب طلاق امرأتي كان إقرارا بالطلاق وإن لم يكتب (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/ ۲۴۶ ط سعيد كراتشي)

(۲) إن كتب أما بعد فأنت طالق فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة وإن علق طلاقها بمجيء الكتاب بأن كتب إذا جاءك كتابي هذا فأنت طالق فجاءها الكتاب فقرأته أو لم تقرأ يقع الطلاق كذا في الخلاصة (هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، مطلب في الطلاق بالكتابة ۳/ ۲۴۶ ط سعيد كراتشي)

(۳) ولو قال لها أنت أمي لا يكون مظاهرا وينبغي أن يكون مكروها ومثله أن يقول يا ابنتي ويا أختي ونحوه (الهندية، كتاب الطلاق، الباب التاسع في الظهار ۱/ ۵۰۷ ط ماجدية كوئته)

انیسواں باب

متفرقات

عورت بھاگ کر دوسرے کے پاس چلی گئی تو بغیر طلاق کے اس سے نکاح کرنا جائز نہیں

(سوال) ایک شخص کے نکاح میں دو عورتیں تھیں ان میں سے ایک آپس کی رنجش و لڑائی جھگڑے کی وجہ سے کسی اور شخص کے ہمراہ بھاگ نکلی اور پندرہ برس اس کے ساتھ رہی اولاد بھی ہوئی اب وہ شخص جس کے ساتھ نکلی تھی دو سال ہوچکے فوت ہوچکا ہے اگر اس وقت کوئی اور آدمی اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو کیا اس کو اصلی خاوند سے طلاق نامہ حاصل کرنا چاہیے اور عدت ختم ہونے پر نکاح کرنا چاہئے؟
المستفتی نمبر ۲۰۷ شہباز خاں بنگش (ضلع مردان) ۲ رمضان ۱۳۵۲ھ م یکم جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۵۸) ہاں اس عورت کا چونکہ جائز خاوند موجود ہے اس لئے کسی دوسرے مرد کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے اصلی خاوند سے طلاق لینی ضروری ہے(۱) اور جب خاوند طلاق دیدے گا تو عورت کو عدت بھی گزارنی ہوگی(۲) بعد انقضائے عدت کوئی دوسرا شخص نکاح کرسکے گا۔(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

گاؤں کے سرداروں نے طلاق دینے پر جو رقم شوہر سے لی ہے اس کا حکم

(سوال) کلثوم اور بکر کے درمیان عرصہ سے ناجائز تعلق تھا جس کی وجہ سے کلثوم حاملہ ہوئی بعد ظہور حمل محلّہ کے سرداروں کو اطلاع ملی سرداروں نے دونوں کا نکاح کردیا بعد از نکاح حمل سابق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی کچھ مدت کے بعد بکر نے کلثوم کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو سرداروں نے کہا کہ تجھے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا پڑے گا بجز اس کے چارہ نہیں ہے یا تو اس کو زوجیت میں رکھو یا پچاس روپے ادا کرو کیونکہ اگر تم اس کو طلاق دیدوگے تو چونکہ تمہاری حرکت ناشائستہ کی وجہ سے بیچاری ایک گونہ قابل نفرت ہوگئی ہے اب دوسری جگہ شادی کرنے میں ضرور کچھ روپیہ دینا پڑے گا ہاں اگر یہ روپیہ نہ لگے تو اس کو کار خیر میں خرچ کردیا جائے گا چنانچہ روپیہ لے لیا گیا حسن اتفاق سے دوسری جگہ شادی کرنے میں اس میں سے ایک روپیہ بھی خرچ نہ ہوا وہ روپیہ کلثوم کے والد کے پاس امانت رکھا ہے اب سردار لوگ دریافت کرتے ہیں کہ یہ روپیہ

---

(۱) جب تک پہلے خاوند سے طلاق نہ ہو دوسرے سے نکاح جائز نہیں ہے لقولہ تعالیٰ: حرمت علیکم امہاتکم ... والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم (النساء ۲۴) اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ ... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (ہامش رد المحتار کتاب الطلاق باب العدۃ مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ۳/ ۵۱۶ ط سعید کراتشی)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء (البقرۃ ۲۲۸)

(۳) قال اللہ تعالیٰ: واذا طلقتم النساء فبلغن اجلہن فلا تعضلوہن ان ینکحن ازواجہن اذا تراضوا بینہم بالمعروف (البقرۃ ۲۳۲)۔

کارِ خیر میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۷۳ مولوی کبڈ صاحب (نواکھلی) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۵۹) یہ روپیہ کسی نیک کام میں خرچ نہیں ہوسکتا بلکہ بکر کو واپس دینا چاہئے، اگر بکر واپس نہ لے اور کہہ دے کہ کسی نیک کام میں خرچ کردو تو بیشک کسی نیک کام میں خرچ ہوسکے گا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چند کلمات کے اصطلاحی معنی

(سوال) مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی اصطلاحی تحریر فرمایئے اگر بذریعہ تحریر جواب نہ دے سکیں تو تشریف آوری کی تکلیف فرمائیں صرفہ آمد و رفت پیش کیا جائے گا نمبر ۳، ۴، ۵، ۲ کی خاص تشریح کی ضرورت ہے کیونکہ بعض لوگ ان اشخاص کے دیئے ہوئے طلاق نہیں پڑتی (۱) مجنون (۲) صبی (۳) معتوہ (۴) برسم (۵) مغمی علیہ (۶) مدہوش (۷) نائم (۸) خبیس (۹) حبلی۔ المستفتی نمبر ۲۰۲ جابر خاں صاحب (ضلع گونڈہ) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ م [illegible] ۱۹۳[illegible]ء

(جواب ۴۶۰)

نمبر شمار	لفظ	معنی اصطلاحی
(۱)	مجنون	دیوانہ پاگل
(۲)	صبی	نابالغ بچہ
(۳)	معتوہ	یہ دونوں قریب المعنی ہیں ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کامل پاگل تو نہ ہو مگر اس کے ہوش اس درجہ کے مختل ہوں کہ اس کے نادرست افعال غالب اور درست کم ہوں۔
(۴)	برسم	
(۵)	مغمی علیہ	بیماری یا صدمہ کے سبب بیہوش ہونے والا
(۶)	مدہوش	جس کے اوسان اور ہوش فوری طور پر خبط ہوجائیں
(۷)	نائم	سونے والا
(۸)	خبیس	خسیس
(۹)	حبلی	حاملہ عورت

یہ دونوں لفظ اس فہرست میں نہیں ہیں جو ایسے لوگوں کے متعلق ہے جن کی طلاق واقع نہیں ہوتی یہ لفظ غلطی سے ان میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

[illegible] ضرورت [illegible] كما في تقرير المختار: لا يجوز العمل في المذهب [illegible] لا يجوز [illegible] لا يجوز لاحد من المستفتين [illegible] السرخسي وفي المحيط [illegible] لاحد [illegible] في شرح الآثار [illegible] الاسلام [illegible] في التعزير بأخذ المال: ٦١ ط سعيد كمپني

جناب من السلام علیکم۔ الفاظ کے معانی لکھ دیئے گئے ان میں ناقابل حل کون سی بات ہے مجھے اتنی فرصت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

عورت کا کسی شخص کے ساتھ بھاگ جانے سے 'نکاح نہیں ٹوٹتا

(سوال) ایک مسلمان عورت کی شادی ہو کر عرصہ گزرا اس وقت چھ سات اولاد موجود ہیں وہ عورت غیر قوم کے ایک فرد کے ساتھ فرار ہو گئی دو تین ماہ بعد اس کا بڑا لڑکا اس کو تلاش کر کے لایا اور گھر میں رہنے لگی اور مرد بھی اس سے راضی ہو گیا پس ایسی عورت کا نکاح قائم رہ سکتا ہے یا نہیں اور وہ اپنے شوہر سے زندگی گزار سکتی ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۹ سید ابراہیم صاحب (گوداوری) ۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۵ اکتوبر ۱۹۳ء

(جواب ۴۶۱) ہاں نکاح قائم ہے فرار ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

کسی نے کہا "تو مجھ پر تین طلاقیں حرام ہے" جب کہ اس کے سامنے نہ اس کی بیوی تھی اور نہ کوئی دوسرا شخص تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص اپنی منکوحہ کے حق میں بحالت غضب کہتا ہے کہ تو مجھ پر تین طلاقیں حرام ہے حالانکہ اس وقت نہ اس کی منکوحہ موجود تھی نہ کوئی دیگر شخص؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۰ مولوی محمد عبداللہ شاہ (میانوالی) رمضان ۱۳۵۶ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳ء

(جواب ۴۶۲) یہ لفظ خطاب (تو) کس کو کہا تھا پورا واقعہ لکھنا چاہیے تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ' دہلی

شوہر نے لوگوں کے کہنے سے اپنی بیوی کو طلاق دی' تو طلاق واقع ہو گئی

(سوال) ایک شخص گنوار ہے اور بالکل ناواقف ہے اس نے اپنی بیوی کو لوگوں کے کہنے سے طلاق دیدی ہے اور پندرہ دن کے بعد دونوں میاں بیوی رجوع ہو گئے ہیں رجوع ہونے پر لوگوں نے دریافت کیا کہ تم نے طلاق کیسی دی ہے تو اس نے جواب دیا کہ جب لوگوں نے مجبور کیا تو مجبوری کی وجہ سے زبانی طلاق دی ہے میرے دل کے اندر یہ تھا کہ دس بیس دن کے بعد ہم ایک ہو جائیں گے اس کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۷۶ عبدالغنی صاحب' گوڑگانوں ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۲۹ نومبر ۱۹۳ء

(جواب ۴۶۳) اگر طلاق ایک یا دو دفعہ دی تھی تو رجوع کر لینا جائز ہے(۲) اور تین مرتبہ طلاق دیدی تھی تو پھر

---

(۱) فرار ہونا فسخ نکاح کا موجب نہیں ہے۔

(۲) اذا طلق الرجل تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة ۲/ ۳۹۴ ط مكتبة شركة علمية ملتان)

رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

تایازاد بہن سے شادی ہو جائے، تو وہ بیوی بن جاتی ہے، اور جب طلاق پڑ جائے تو وہ تایازاد بہن ہی رہتی ہے

(سوال) میرے بابا کی ایک لڑکی تھی اس کی شادی میرے بابا نے کردی پندرہ برس کے بعد شوہر انتقال کر گیا کچھ روز کے بعد بابا نے میرے ساتھ نکاح کر دیا چار برس کے بعد کچھ آپس میں لڑائی جھگڑا ہوا ہے جس کے سبب سے میں نے طلاق دیدی ہے میرے بابا نے کل جائیداد لڑکی کے نام سے لگا دی اب وہ جائیداد میرے بابا کی لڑکی نے میرے نام ہبہ کر دی ہے اب میں نے لڑکی کو طلاق دے دیا ہے تو وہ ہماری رشتہ میں کون ٹھہری بہن یا اور کچھ عدالت فتویٰ طلب کرتی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۲۹۳ محمد زکریا خاں (ضلع فیض آباد)
۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۶۴) بابا سے مراد شاید تایا ہے تایا کی لڑکی تایازاد بہن ہوتی ہے اور اس سے شادی ہو جائے تو بی بی بن جاتی ہے جب تم نے طلاق دیدی تو بیوی نہیں رہی وہی پہلا رشتہ یعنی تایازاد بہن ہونے کا قائم ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

فسخ نکاح کے لئے جن لوگوں نے عورت کو مرتد ہونے کی ترغیب دی ہے، وہ سب مرتد ہوگئے

(سوال) زید کی لڑکی کے ساتھ بکر کے لڑکے کا عقد ہوا بعد عقد لڑکی رخصت کرا کر سسرال لے گئی اور اپنے شوہر کے ساتھ رہتی رہی مگر عرصہ تین ماہ بعد وہ مفرور ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی گئی پتہ چلنے پر اس کے شوہر کا بھائی اس کو بلانے کے لئے گیا تو اس کے ماں باپ نے بھیجنے سے انکار کر دیا بعدہ لڑکے کی والدہ گئی مگر اس نے پھر بھی رخصت نہیں کیا پھر اس کا شوہر بذات خود گیا اور کہا سنا مگر لڑکی کے والدین اس کو لے کر دوسری جگہ فرار ہوگئے اور رخصت نہ کیا اسی طرح پر بہت عرصہ گزر گیا وہ گھر ہی رہتی رہی لڑکی کے والدین نے نکاح ثانیہ کرنا چاہا تو کوئی نکاح پڑھانے کو تیار نہ ہوتا تھا کیونکہ اس کے پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی لڑکی کے والد کے ایک پیر صاحب ہیں جو کہ عالم بھی ہیں اور وعظ و نصیحت کا بھی کام کرتے ہیں وہ تشریف لے گئے ان سے عقد ثانی کے لئے کہا گیا لڑکی کے والدین نے بھی اور اس کی برادری کے۔ لوگوں نے مولوی صاحب کو مجبور کیا تو انہوں نے یہ ترکیب بتائی جس کا نام شرعی حیلہ رکھا کہ لڑکی بت پرستی کرے بت پرست ہونے پر وہ مرتد ہو جائے گی اور نکاح اس کا فسخ ہو جائے گا تب نکاح ثانی بلا طلاق دیئے پہلے شوہر کے

---

(۱) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا و يدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها و الاصل فيه قوله تعالى " فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره " والمراد الطلقة الثالثة (الهداية' كتاب الطلاق' باب الرجعة' فصل فيما تحل به المطلقة ۲ / ۳۹۹ ط مكتبه شركة علميه ملتان)

ہو جائے گا مولوی صاحب کی اس ترکیب پر عمل درآمد ہوا اور شرعی حیلہ عمل میں آگیا اور عقد ثانی کر دیا گیا جس کو عرصہ ہو گیا اور اس کے دوسرے شوہر سے اس کے تین بچے بھی ہیں اب دوسرے شوہر کے اور لڑکی کے درمیان انہیں لوگوں نے جدائی کرادی جو پہلے شوہر کے چھڑانے میں شریک تھے اب دوسرا شوہر برادری کے مجبور کرنے پر یہ کہتا ہے کہ پہلے شوہر سے لڑکی طلاق حاصل کر لے تو میں اس کو رکھوں گا اور پہلے شوہر کو اب مجبور کیا جاتا ہے کہ تم طلاق دو اور وہ وہی لوگ ہیں ور یک کثیر جماعت ہے چونکہ پہلا شوہر بھی اسی برادری کا ہے اس لئے اس کو ہر طرح سے قوم کے لوگ تنگ اور پریشان کرتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ جن لوگوں کی ترغیب سے لڑکی نے بت پرستی کی اس کے لئے اسلامی و شرعی حکم کیا ہے اور لڑکی کے ساتھ ہی ساتھ وہ کس حکم میں داخل ہیں اور جو لوگ اس عقد میں شریک تھے ان کا عقد فسخ ہو گیا یا باقی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۳۰۶ امیر محمد و نور الدین صاحبان چوہٹہ بازار (ریوان)
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ٤٦٥) جن لوگوں نے لڑکی کو بت پرستی کی ترغیب دی اور بت پرستی کرائی وہ سب کافر اور مرتد ہو گئے (۱) اور ان کے نکاح ٹوٹ گئے (۲) ان سب کو توبہ اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا لازم ہے (۳) جو لوگ کہ بت پرستی کی ترغیب دینے میں شامل نہ تھے دوسرے نکاح میں شریک تھے وہ کافر نہیں ہوئے شوہر اول کو ایسی صورت میں طلاق دے دینا مناسب ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ' دہلی

میاں بیوی کا آپس میں نباہ نہ ہو سکے ' تو طلاق دے دینا چاہئیے

(سوال) زید کی لڑکی کے ساتھ بکر کے لڑکے کا عقد ہوا عقد ہو جانے کے بعد لڑکی گھر لائی گئی کچھ دن بعد معلوم ہوا کہ لڑکی حاملہ ہے اور یہ حمل اس کے میکے کا ہے اس نے لڑکی کے والدین کو بلا کر لڑکی ان کے سپرد کر دی اور برادری کے لوگ اکٹھے ہوئے اور پنچایت کی پنچوں نے یہ بات طے کی کہ اس معاملہ کی پوری تحقیقات کرنے کے بعد جیسا ہوگا ہم لوگ فیصلہ کریں گے جس کو عرصہ پندرہ بیس سال کا ہوا مگر اب تک کوئی بات طے نہیں ہوئی ظاہری طور پر مگر باطنی طور پر اس کا عقد ثانی کر دیا گیا اور یہ اس طرح پر ہوا کہ قوم کے لوگوں میں سے دو یا تین آدمی شاہد ہو گئے کہ پہلے شوہر نے طلاق دی ہے مگر یہ شاہد جھوٹے تھے بعد میں جب مولوی صاحب جنہوں نے نکاح پڑھایا تھا ان کو معلوم ہوا کہ شاہد جھوٹے تھے اس پر انہوں نے یہ کہا کہ

---

(۱) ومن امر امراۃ بان ترتد ..... کفر الآمر (شرح فقہ الاکبر ص ۲۲۵)
(۲) وارتداد احدھما فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار مع ھامش رد المحتار ' کتاب النکاح ' باب نکاح الکافر ۱۹۳/۳ ط سعید کراتشی)
(۳) ومایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح (درمختار) وقال فی الرد (قولہ والتوبۃ) ای تجدید الاسلام (قولہ تجدید النکاح) ای احتیاطا کما فی الفصول العمادیۃ (ھامش رد المحتار مع الدر المختار باب المرتد ٤ ۲٤۷ ط سعید کراتشی)
(٤) بل یستحب لو مؤذیۃ او تارکۃ صلاۃ . . . و تجب لو فات الامساک بالمعروف (درمختار) وقال فی الرد (قولہ مؤذیۃ) اطلقہ فشمل المؤذیۃ لہ او لغیرہ بقولھا او بفعلھا (ھامش رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق ۳ ,۲۲۹ ط سعید کراتشی)

شوہروں کا نکاح فسخ ہوگیا اور میرا بھی نکاح فسخ ہوگیا لڑکی کا شوہر ثانی انتقال کر گیا تب لڑکی ایک اہل ہنود کے پاس چلی گئی اور اب تک موجود ہے۔ اور برادری کے لوگ پہلے شوہر سے طلاق طلب کرتے ہیں جواب یہ دیا جاتا ہے کہ لڑکی خود آکر طلاق طلب کرے تو نہ جانا ہے کہ لڑکی کو کون تلاش کرے تم طلاق دو تب برادری کے قابل ہوگے اس بابت کیا کرنا چاہیے۔ المستفتی نمبر ۲۳۰۲ امیر محمد و نور الدین صاحبان سوداگران چوبشہ بازار (ریون)

(جواب ٤٦٦) شوہر اول کو طلاق دے دینا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

طلاق، مہر اور نکاح کے متعلق چند احکام

(سوال) (۱) زید نے ایک عورت سے شادی کی اپنے گھر لایا تو اس کو نماز کو کہا اس نے انکار کیا بلکہ غسل کو کہا غسل سے بھی انکار کیا اور خاوند کی قربت اور نزدیکی سے بھی احتراز کیا نہ پکاوے نہ کھاوے چند روز تک اس طرح کرتی رہی اس کے بعد اپنے والد صاحب کے ساتھ رات کو بھاگ گئی کچھ دنوں کے بعد پھر آئی پھر اسی طرح سے کرنے لگی پھر زنجیروں سے باندھ دیا اور مکان کا باہر سے کنڈا لگا دیا پھر بعد عشاء کے خاوند نے آکر دیکھا کہ مکان کا چراغ گل ہوا ہے اور ہاتھ کی زنجیریں کھلی ہوئی ہیں خاوند نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہوا عورت نے کہا کہ تیرے باپ نے کھول دی حالانکہ خاوند کا باپ نماز کے لئے مسجد میں تھا پھر دھمکایا تو بیان کیا کہ تیرے بھائی نے کھول دی۔ حالانکہ خاوند کے بھائی نماز میں تھے پھر دوبارہ کے دھمکایا تو بیان کیا کہ فلاں آدمی نے کھولی ہے پھر دریافت کیا کہ وہ یہاں کیوں آیا بیان کیا کہ میں نے اس کو خود بلایا تھا لہذا اس کی اسی طرح کی حرکتوں پر خاوند نے کہا کہ اسکو میں نہیں رکھتا میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے دفع کرو۔ پھر اس کے باپ کے یہاں بھیج دیا جس کسی نے دریافت کیا کہ تم اپنی عورت کو لے آؤ خاوند نے بیان کیا کہ میں نے اسکو چھوڑ دیا ہے اور واقعی اس کی اس طرح کی حرکات دیکھ کر خاوند بیزار ہو گیا تو کیا اس کو طلاق ہو گئی ہے یا اب اور طلاق دینے کی ضرورت ہے۔

(۲) اس کا مہر [illegible] ہے آیا وہ معاف ہو گیا ہے یا اس کو دینا پڑے گا؟

(۳) آپس میں آٹا ساٹا یعنی ادلے بدلے میں خاوند کی طرف سے ان کو لڑکی دی ہوئی ہے وہ لڑکی اور اس کا خاوند نابالغ ہیں اگر لڑکی کو طلاق لیویں تو کیا نابالغ دس بارہ برس کے لڑکے یا اس کے باپ سے طلاق ہو سکتی ہے یا کہ نہیں؟

(۴) جبکہ آپس میں دونوں طرف سے لڑکی دینی لینی قرار کر کے نکاح کرتے ہیں تو یہ نکاح درست ہے یا آٹا ساٹا کرنا ناجائز ہے؟

---

(۱) الاصح حظره الا لحاجة بل يستحب لو مؤذية او تاركة صلاة غاية و مفاده ان لا اثم بمعاشرة من لا تصلي و يجب لو فات الامساك بالمعروف (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ٣ / ٢٢٧ - ٢٢٩ ط سعيد كراتشي)

(۵) جب کہ ایک طرف کی لڑکی یا لڑکا مر گیا تو دوسری طرف والوں کو اپنی لڑکی بھیجنے میں کچھ عذر یا انکار ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۲۷ عبدالغنی صاحب (کرنال) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۶۷) (۱) لفظ چھوڑ دی اگر طلاق کی نیت سے کہا ہے تو طلاق ہو گئی۔(۱)
(۲) مہر پورا ادا کرنا ہوگا۔(۲)
(۳) نابالغ کی طرف سے طلاق نہیں ہو سکتی۔(۳)
(۴) یہ رسم آٹے سانٹے کی ناجائز ہے نکاح تو ہو جاتا ہے مگر فریقین گناہ گار ہوتے ہیں۔(۴)
(۵) ایک طرف سے کوئی مر جائے تو دوسری طرف والوں کو لڑکی روکنے کا حق نہیں اور نہ دوسری لڑکی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

شوہر روپیہ لیکر اپنی بیوی کو حقوق زوجیت سے دستبردار ہو گیا، تو وہ خلع کے حکم میں ہے

(سوال) (۱) ایک عورت مسماۃ فاطمہ کا دعویٰ ہے کہ مجھے میرے شوہر زید اور باپ نے مل کر بکر مشتری پر فروخت کیا ہے اس دعوے کے ثبوت کے لئے عورت کا اقرار اور بیع کا زبان زد عوام ہونا کافی ہے یا نہیں؟
(۲) منکوحہ عورت کو فروخت کرنے سے صحیح ہو کر فسخ نکاح ہو گا اور جواز نکاح ثانی کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟
(۳) بصورت جواز نکاح ثانی کے یہ ضروری ہے کہ بکر مشتری کے ساتھ ہو یا جہاں عورت چاہتی ہے۔ المستفتی نمبر ۲۳۸۱ مسترشد مہتمم مدرسہ اسلامیہ کیوڑہ (جہلم) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ م ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۶۸) اگر یہ ثابت ہو جائے کہ شوہر نے کسی سے روپیہ لیکر اپنی بیوی اس کو دیدی اور زوجیت کے حقوق سے دست بردار ہو گیا تو یہ خلع کے حکم میں ہو جائیگا(۵) اور زوجہ اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور جس نے رقم دی ہے اس کی زوجہ نہیں ہوگی نہ باندی بنے گی ہاں اگر اس نے عورت کے کہنے سے رقم ادا کی ہے تو وہ اپنی رقم عورت سے لے سکے گا۔(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

---

(۱) فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال وهي حالة مذاكرة الطلاق او الغضب ... فنحو اخرجي واذهبي وقومي يحتمل ردا ونحو خلية برية حرام بائن يصلح سبا ونحو اعتدي واستبرئي رحمك ... سرحتك فارقتك لا يحتمل السب والرد (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الكنايات ۳ / ۲۹۶ - ۳۰۰ ط سعيد كراتشي)
(۲) ويتأكد عند وطء او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر ۳ / ۱۰۲ ط سعيد كراتشي)
(۳) ولا يقع طلاق المولى على امرأة عبده والمجنون والصبي والمعتوه والمبرسم (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق ۳ / ۲۴۲ ط سعيد كراتشي) وقال في الهداية: ولا يقع طلاق الصبي والمجنون والنائم (الهداية، كتاب الطلاق ۲ / ۳۵۸ ط مكتبه ماجديه ملتان) (۴) ووجب مهر المثل في الشغار هو ان يزوجه بنته على ان يزوجه الآخر اخته مثلا معاوضة بالعقدين وهو منهي عنه لخلوه عن المهر (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر ۳ / ۱۰۶ سعيد كراتشي) (۵) فان خالعها الاب على مال ضامنا له اي ملتزما لا كفيلا لعدم وجوب المال عليها اصح البدل عليه كالخلع من الاجنبي فالاب اولى (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب الخلع ۳ / ۴۵۸ ط سعيد كراتشي) (۶) من قام عن غيره بواجب بامره رجع بما دفع وان لم يشترطه كالامر بالانفاق عليه وبقضاء دينه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الكفالة ۵ / ۳۳۳ ط سعيد كراتشي) وقال انفق على بناتي او على عيالي او على اولادي ففعل قيل يرجع بلا شرط وقيل لا ولو قضى دينه بامره بلا شرطه (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الطلاق، باب النفقة ۳ / ۶۱۷ - ۶۱۸ ط سعيد كراتشي)

طلاق مغلظہ کے بعد بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے

(سوال) مسمی غلام نبی ولد محب اللہ نے اپنی زوجہ مسماۃ برکت دیہ کو بوجہ خلش باہمی بمعاوضہ معافی حقوق زوجیت اور مبلغ بیس روپیہ و معافی حقوق سے زوجہ مذکورہ سے لے کر طلاق دیدی اور طلاق نامہ تحریر کرکے دے دیا چند عرصہ بعد غلام نبی مذکور نے مسماۃ برکت پر پھر زوجیت کا دعوی کر دیا چنانچہ بعد تحقیقات عدالت طلاق مغلظہ ثابت ہوگئی اس واقعہ کے بعد مسماۃ برکت نے اپنی دختر جو غلام نبی کی صلب سے تھی اس کی شادی کرنی چاہی اور پنچ برادری کو شادی دختر میں مدعو کیا اہل برادری نے مسماۃ برکت سے کہا کہ تو دوبارہ اپنے شوہر غلام نبی سے پھر نکاح کرلے ورنہ برادری تیرے ساتھ شریک نہ ہوگی ورنہ ذلت ہے جب مسماۃ برکت نے کہا کہ مجھے یہ بات کسی طرح گوارا نہیں اس لئے کہ ایک تو یہ بات خلاف حکم خدا و رسول ہے دوسرے مجھے مسمی مذکور سے بیشتر تکالیف پہنچی ہیں اس لئے میں اس سے نکاح ثانی نہیں کروں گی مگر برادری کے لوگ مسماۃ برکت کو اسی بات پر مجبور کرتے رہے آخر کار مسماۃ برکت نے تنگ آکر یہ کہا کہ قاضی شہر مندسور سے موافق جو فیصلہ کرائیں گے وہ مجھے منظور ہوگا مسماۃ برکت اہل برادری سے علیحدہ قاضی صاحب شہر کے پاس گئی اور کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق مغلظہ دیدی ہے جو بعد تحقیقات عدالت سے بھی ثابت ہوچکی ہے اب اہل برادری مجھے مجبور کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو پھر اس سے نکاح کرلے اس بارے میں خدا و رسول کا کیا حکم ہے؟

قاضی صاحب نے فرمایا تم کو جب طلاق مغلظہ ثابت ہوچکی ہے تو کسی اور شخص سے اول نکاح کرو اور وہ بعد نکاح تجھے طلاق دیدے تو بعد عدت گزار کر پھر شوہر مذکور سے نکاح کی مجاز ہوسکتی ہے مسماۃ برکت نے کہا کہ مجھے نکاح کرنا نہیں اور جب کہ خدا اور رسول کا حکم یہی ہے تو پھر آپ میری برادری کے لوگوں سے بھی فرمادیں تاکہ وہ مجھے خلاف شرع امر پر مجبور نہ کریں۔

دوسرے جلسہ میں قاضی صاحب شہر کے پاس مسماۃ برکت اہل برادری کے ساتھ گئی برادری والوں میں سے ایک دو آدمیوں نے قاضی صاحب سے کچھ تنہائی میں بات چیت کی قاضی صاحب نے ان دونوں کی بات چیت سن کر کہا کہ جس وقت مسماۃ برکت کو اس کے شوہر نے طلاق دی تھی اس وقت برادری میں سے کوئی شخص موجود تھا برادری والوں نے جواب دیا کہ اس وقت کوئی موجود نہیں تھا یہ سن کر قاضی صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر طلاق نہیں ہوئی مسماۃ برکت اور غلام نبی بدستور آپس میں زوجین ہیں اور قاضی صاحب نے کچھ شکر ایک پیالے میں گھول اور شربت زوجین کو پلا کر فرمایا کہ جاؤ تم اسی طرح میاں بیوی ہو جس طرح تھے۔

مسماۃ برکت قاضی صاحب کے اس فیصلہ سے سخت پریشان ہے اور کسی طرح غلام نبی کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہتی اس لئے مندرجہ ذیل امور طلب جواب شرعی پیش ہیں ۔

(۱) جو طلاق نامہ تحریر شدہ مسمی غلام نبی نے مسماۃ برکت کو دیا تھا اور اس طلاق نامہ کی بنا پر عدالت سے طلاق مغلظہ واقع ہو کر زوجین میں جدائی کا فیصلہ ہو چکا تھا تو اب قاضی صاحب کے قول کے موافق کیا وہ شوہر

عدم تنسیخ طلاق دہندہ اور کیا وہ زوجہ مسماۃ برکت مطلقہ بغیر نکاح کے اور حلالہ کے پھر زوجین ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) اور کیا بغیر شرکت اہل برادری طلاق شرعی نہیں ہو سکتی جیسا کہ قاضی صاحب کا ارشاد ہے۔

(۳) قاضی صاحب نے باوجود علم فیصلہ عدالت معاملہ مذکورہ میں اہل برادری کے کہنے سننے پر سابقہ نکاح برقرار رکھتے ہوئے شوہر و زوجہ کو زوجین قرار دیا ہے ان کا یہ فتویٰ مانے جانے کے لائق ہے یا نہیں اور یہ قاضی صاحب عالم ہیں یا جاہل اور آئندہ بھی ان کا کوئی حکم شرعی امور میں مانا جا سکتا ہے یا نہیں ایسے خلاف شرع حکم دینے پر وہ قضاۃ کے عہدہ سے معزول کئے جا سکتے ہیں یا نہیں اور وہ مسلمان بھی رہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲٦۷۲ مسماۃ برکت دایہ (جہانپور) ۸ جمادی الاول ۱۳٦۰ھ م ۵ جون ۱۹٤۱ء

(جواب ٤٦٩) ( ) طلاق نامہ حوالہ بالا(۱) اگر عدالت شرعیہ میں مقبول ہو چکا ہے اور وقوع طلاق کا فیصلہ حاکم عدالت کر چکا ہے تو طلاق کا حکم صحیح اور واجب التعمیل ہے اور اب یہ زوجین باہم میاں بیوی نہیں رہے۔(۲)

(۲) برادری کا ایک فرد بھی موجود نہ ہو جب بھی طلاق ہو سکتی ہے شہادت شرعیہ برادری پر منحصر نہیں ہے۔(۳)

(۳) قاضی صاحب کا یہ فیصلہ بظاہر بالکل غلط ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عالم نہیں ہیں جو ایسا بیہودہ فیصلہ انہوں نے کر دیا جس عورت کو شرعی عدالت سے طلاق مغلظہ مل چکی ہے وہ اس کو دوبارہ اس کے خاوند کے ساتھ ملا کر میاں بیوی بنا رہے ہیں۔ معاذ اللہ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بیوی تابع شریعت نہ ہو تو طلاق دینا کیسا ہے؟

(سوال) کیا مرد پر کسی وقت طلاق دینا واجب بھی ہو جاتا ہے؟ کسی شخص نے اپنی بیوی کو مارا بھی سمجھایا بھی مگر وہ نماز نہیں پڑھتی تو کیا اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے تو گناہگار ہوگا؟ ایسی صورت میں طلاق کی ترغیب دینے والا کیسا ہے؟(۱) المستفتی نمبر ۲۷۸۵ عبدالسعید شاہجہانپور مورخہ ٦ دسمبر ۱۹٤۳ء

(جواب ٤٧٠) طلاق دینا بعض اوقات مستحب اور بعض اوقات مرد پر واجب بھی ہو جاتا ہے در مختار میں

---

(١) (القضاء) فصل الخصومات وقطع المنازعات، وقيل غير ذلك (درمختار) وقال في الرد (قوله وقيل غير ذلك) منه قول العلامة قاسم: انه انشاء الزام في مسائل الاجتهاد المتقاربة فيما يقع فيه النزاع لمصالح الدنيا (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب القضاء ٥/ ٣٥١ ط سعيد كراتشي) وفي الدر: والقضاء ملزم على الخصم (كتاب القضاء ٥/ ٣٥٥) وقال ايضا امر القاضي حكم (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب القضاء ٥/ ٤٢٥ ط سعيد كراتشي)

(٢) وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنها، والاصل فيه قوله تعالى "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" والمراد الطلقة الثالثة (الهداية، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة ٢/ ٣٩٩ ط مكتبه شركه علميه ملتان)

(٣) ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية رجلان او رجل وامرأتان (الدر المختار مع هامش رد المحتار، كتاب الشهادة ٥/ ٤٦٥ ط سعيد كراتشي)

لانہ یستحب لو موذیۃ او تارکۃ صلوۃ ویجب لو فات الامساک بالمعروف بے نماز عورت کو طلاق دینا واجب نہیں اور شوہر طلاق نہ دینے سے گنہ گار نہ ہوگا اور اوپر کی عبارت میں بے نماز عورت کی طلاق کو مستحب کہا ہے، واجب نہیں کہا اور تارک صلوۃ کے آگے لکھتے ہیں۔ و مفادہ ان لا اثم بمعاشرۃ من لا تصلی ، ترغیب دینے، گناہگار اور منکر کا مرتکب نہیں ہے کیونکہ بے نمازی عورت کو طلاق دینا اگرچہ واجب نہیں تاہم ممنوع بھی نہیں ہے وعن ابن مسعود لان القی اللہ تعالی وصداقھا بذمتی خیر من ان اعاشر امراۃ لا تصلی ۔

میاں بیوی طلاق کے منکر ہیں اور ایک آدمی تین طلاق کی گواہی دیتا ہے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) زید نے خالد کو الزام دیا کہ اے خالد تو نے اپنی منکوحہ ہندہ کو میرے سامنے تین طلاقیں دی ہیں اور خالد و ہندہ برابر انکار کرتے ہیں۔ اب زید اور خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا اور ہندہ نے برابر انکار کیا۔ یہ قاضی صاحب شرع اور مذہب کے خلاف فیصلہ نہیں کریں گے۔ اب زید اور خالد فیصلے کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہوئے تو زید نے بحیثیت مدعی کے یہ دعوی کیا کہ خالد نے میرے سامنے اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاقیں دی ہیں اور خالد نے اس دعوے سے انکار کیا۔ اب قاضی صاحب نے مدعی سے شہادت کا مطالبہ کیا تو مدعی نے دو گواہ پیش کئے۔ قاضی صاحب نے خالد سے سوال کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہوگا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں؟ خالد نے کہا کہ ہر فریق کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر شہادت ہو تو مجھے منظور ہے۔ قاضی صاحب نے گواہ کی جرح کر کے کہا کہ زید نے جو دعوی کیا ہے اس کے ثبوت کے لئے تم قسم اٹھا کر شہادت دے سکتے ہو یا نہیں؟ گواہ نے جواب میں کہا کہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ہندہ کو تین طلاق دیتے سنا ہے۔ تب میں قسم اٹھانے کا قاضی نے حکم دیا کہ مدعا علیہ کا حق قسم اٹھانے کا نہیں ہے، مگر تمہیں قسم کھانی پڑے گی۔

بیان گواہ نمبر ۱ — میں حلفیہ کہتا ہوں کہ خالد نے میرے سامنے ہندہ کو تین طلاق دی۔

بیان نمبر دو — کہ خالد نے میرے سامنے تین طلاق دی اگر میری شہادت کاذبہ ہو تو میری منکوحہ کو تین طلاق ہے۔

قاضی صاحب نے فیصلہ دیا کہ خالد کی منکوحہ ہندہ تین طلاق سے خالد پر حرام ہے۔

اب علماء کا آپس میں اختلاف ہے بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہوا اس کے دلائل متعدد ہیں۔

دلیل نمبر ۱ — مدعی صرف زید ہے اور مدعا علیہ خالد اور ہندہ زوجین۔ جب تک ان تینوں کا

---

۱ الدر المختار مع ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۲۹ ط سعید کراچی
۲ الدر المختار [illegible] ۳ ۲۹۹
۳ رد المحتار مع الدر المختار کتاب الطلاق ج ۳ ص ۲۲۹ ط سعید کراچی

اتفاق ایک حاکم پر نہ ہو تب تک حاکم کا فیصلہ نافذ نہیں ہوتا یہاں اگرچہ زید اور خالد نے ایک حاکم پر اتفاق کیا ہے مگر ہندہ جس پر فیصلہ نافذ کیا گیا ہے جب قبل از فیصلہ اس نے کہہ دیا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے مجھے ان کا فیصلہ ہرگز منظور نہیں تو بغیر ہندہ کی رضا کے فیصلہ ہرگز نافذ نہیں ہو سکتا۔

دلیل نمبر ۲ :- مدعی اور گواہ فاسق معلن ہیں اور صاحب مروت بھی نہیں اور مدعا علیہ کی صداقت کا چپہ چپہ اقرار کرتا ہے ایسے فساق اور فجار کی شہادت مقبول نہیں ہو سکتی۔

دلیل نمبر ۳ :- شاہد مسمی عمرو نے کہا کہ اگر میں شہادت میں کاذب ہوں تو میری منکوحہ مجھ پر طلاق ہے یہ بیان دلالت کرتا ہے کہ عمرو یقیناً کاذب ہے اگر سچا ہوتا تو کہتا کہ اگر میں اپنی شہادت میں کاذب ہوں تو میری منکوحہ تین طلاق حرام ہے اس لئے کہ یہی خوف کا کلمہ ہے۔

دلیل نمبر ۴ :- عمرو نے شہادت دینے کے بعد اپنی منکوحہ کو دو گواہوں کے سامنے زبانی رجوع کیا اگر عمرو اپنی شہادت میں سچا ہوتا تو منکوحہ کو رجوع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

دلیل نمبر ۵ :- اگر اب بھی مدعی و شاہد کو یہ کہا جائے کہ تم یہ کہہ دو کہ اگر ہم اس دعوے و شہادت میں کاذب ہوں تو ہم پر اپنی منکوحہ تین طلاق حرام ہے تو وہ ہرگز یہ بیان دینے پر تیار نہیں ہیں حالانکہ فساق و فجار سے جب تک ایسا کلمہ نہ کہلایا جائے تب تک اس پر یقین مشکل ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

دلیل نمبر ۶ :- عمرو نے جب یہ کہا کہ اگر مدعا علیہ قسم اٹھائے تب میں قسم اٹھاؤں گا پھر بعد ازاں اگرچہ قاضی کے کہنے پر اس نے قسم اٹھائی ہے مگر یہ قول شاہد کا دلالت کرتا ہے کہ شاہد واقعہ میں کاذب ہے اگر سچا ہوتا تو یہ کلمہ نہ کہتا۔

دلیل نمبر ۷ :- مدعی کی بھانجی بھی خالد کی منکوحہ ہے اب اگر خالد کی پہلی منکوحہ بھی آباد رہے تو مدعی کی بھانجی کو تکلیف ہوتی ہے لہذا مدعی نے اپنی بھانجی کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے خالد پر یہ الزام لگایا ہے۔

فریق ثانی کہتا ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ ہے اس کے دلائل یہ ہیں۔

دلیل نمبر ۱ :- مدعا علیہ اس وقت خالد کو قرار دیا جائے اور ہندہ جس پر فیصلہ نافذ ہوا ہے وہ مدعا علیہ نہیں ہے اگر بالفرض ہندہ کو بھی مدعا علیہ قرار دیا جائے تو خالد اصل ہے اور ہندہ فرع ہے جب اصل نے فیصلہ ہونے سے پیشتر قاضی صاحب کی قضا کو منظور کر لیا تو فرع کا انکار لغو ہو جائے گا۔

دلیل نمبر ۲ :- گواہ اگرچہ فاسق ہیں اور معلن بھی ہیں اور صاحب مروت بھی نہیں اور مشہور فساق و فجار میں سے ہیں مگر جب مدعا علیہ نے یہ کہہ دیا کہ ان کی شہادت پر جو فیصلہ ہو وہ مجھے منظور ہے اب ان کے فسق و فجور کی طرف توجہ نہ کی جائے گی۔

بقیہ دلائل کے متعلق کوئی رد نہیں پیش کیا جاتا۔ المستفتی مرزا خان

(جواب ٤٧١) کسی شخص کا یہ کہنا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ

دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعویٰ نہیں ہے کیونکہ دعویٰ اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے(۱) اور ظاہر ہے کہ یہ اجنبی اس اخبار میں اپنا کوئی حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہا کی خبر دے رہا ہے جو حقیقۃً شہادت ہے(۲) پس اس کا یہ قول دعویٰ قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس بنا پر اس کا یہ قول غیر مجلس قضا میں لغو ہے(۳) اور اس لغو قول کی وجہ سے یہ خصم نہیں بن سکتا اور جب یہ خصم نہیں ہوا تو اس کی اور زوج کی جانب سے تحکیم صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے(۴) اور صورت مسئولہ میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہوا پس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوئیں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر۔

ہاں اس معاملے میں یہ اجنبی بھی ایک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعویٰ بھی شرط نہیں(۵) مگر شہادت ادا کرنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے(۶) اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جا کر شہادت دیتا کہ فلاں شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی بشرطیکہ شاہد کی طرف سے ادائے شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری تاخیر نہ ہوئی ہوتی(۷) قاضی شرعی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے کارروائی کرے اور حکم اس وقت قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے جب خصمین اس کو اپنی طرف سے فیصلے کا حق دیں(۸) اور جب تک خصومت متحقق نہ ہو تحکیم متحقق نہیں ہو سکتی پس صورت مسئولہ میں لفظ قاضی صاحب سے مراد اگر حکم ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی عبث ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دوسرے علماء سے بھی تحقیق کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

حضرت اقدس دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ سوال وجواب بغرض استصواب ارسال خدمت کر رہا ہوں جو جواب میں نے لکھا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ براہ کرم جواب سے خوش وقت و

---

(۱) الدعوى هي قول مقبول عند القاضي يقصد به طلب حق قبل غيره او دفعه عن حق نفسه (الدر المختار مع هامش رد المحتار' كتاب الدعوى ۵/ ۵٤۱ ط سعيد كراتشي)

(۲) الشهادة هي اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القاضي ولو بلا دعوى (تنوير الابصار و شرحه مع هامش رد المحتار' كتاب الشهادات ۵/ ٤٦۱ ط سعيد كراتشي)

(۳) قال الطحطاوي تحت قول الدر المختار (قوله في مجلس القاضي) خرج به اخباره في غير مجلسه فلا يعتبر بخلاف القاضي فانه يتقيد بمجلس حكمه المعين من الامام و بمحل ولايته (حاشية الطحطاوي على الدر المختار' كتاب الشهادات ۳/ ۲۲۷ ط دار المعرفة بيروت)

(٤) التحكيم هو تولية الخصمين حاكما يحكم بينهما وركنه لفظه الدال عليه مع قبول الآخر ذلك (تنوير الابصار مع هامش رد المحتار' كتاب القضاء' باب التحكيم ۵/ ٤۲۸ ط سعيد كراتشي)

(۵) والذي تقبل فيها الشهادة حسبة بدون الدعوى اربعة عشر منها الوقف (درمختار) وقال في الرد (قوله اربعة عشر) وهي الوقف و طلاق الزوجة و تعليق طلاقها (هامش رد المحتار مع الدر المختار' كتاب الوقف' مطلب المواضع التي تقبل فيها الشهادة حسبة بلا دعوى ٤/ ٤۰۹ ط سعيد كراتشي)

(٦) فهو اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة في مجلس القضاء هكذا في فتح القدير (الفتاوى الهندية' كتاب الشهادة' الباب الاول في تعريفها وركنها' ۳/ ٤۵۰ ط مكتبه ماجديه' كوئته)

(۷) شاهد الحسبة اذا اخرها لغير عذر لا تقبل لفسقه اشباه عن القنية (هامش رد المحتار' كتاب الوقف' مطلب المواضع التي تقبل فيها الشهادة حسبة بلا دعوى ٤/ ٤۱۰ ط سعيد كراتشي)

(۸) اما المحكم فشرطه اهلية القضاء و يقضي فيما سوى الحدود والقصاص (هامش رد المحتار' كتاب القضاء ۵/ ۳۵٤ ط سعيد كراتشي)

مطمئن فرمائیں۔ خادم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہٗ ۸ رجب ۱۳۵۶ھ

(جواب) (از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ) الجواب صحيح قال فی الاشباه فالدعوی حسبة لاتجوز والشهادة حسبة بلا دعوی جائزة فی هذه المواضع فلتحفظ والمواضع الوقف و طلاق الزوجة و تعليق طلاقها و حرية الامة و تدبيرها والخلع و هلال رمضان والنسب وحد الزنا وحد الشرب والا يلاء والظهار و حرمة المصاهرة وقال الحموی فی شرحه شهادة الحسبة ليست دعوی من الشاهد وانما هو مجرد شهادة وهذا خلاف كلام العلماء الشافعية لانهم يقولون ان الشاهد حسبة مدع ايضا فهی عنده شهادة و دعوی اه ص (۱) ۲۳۸

واذا لم يكن مدعيا عندنا لم يصح تحكيمه مع الزوج رجلا ليقضی بينهما فان القضاء والتحكيم لا يصحان بدون الدعوی وهو ظاهر فقضاء الحكم ليس بقضاء نعم صرحوا بان المراة كالقاضی فی باب الطلاق يجوز لها سماع شهادة الشهود علی طلاق زوجها فان شهد عندها شهود عدول بان زوجها طلقها ثلاثا لزمها العمل بشهادتهم وان لم يكونوا عدولا فلا ۔ والله تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

مولانا دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ میں شرمندہ ہوں کہ کئی روز کے بعد جواب لکھ رہا ہوں اب قویٰ مضمحل ہوگئے مشاغل کا بھی بعد ہجوم ہے اور علمی لیاقت پہلے ہی سے مفقود ہے یہ اسباب ہیں تاخیر جواب کے ۔ احتیاطاً مولوی ظفر احمد سے بھی مشورہ کیا انہوں نے جدا پرچے پر اپنی رائے لکھی ہے جس کا حاصل آپ کے موافق ہے صرف شہود عدول کا حکم بڑھایا ہے سوال میں گواہوں کو تو فاسق معلن لکھا ہے مگر زید کی عدالت یا فسق سے تعرض نہیں کیا البتہ اس کی بھانجی کے تعلق کو موجب اشتباہ لکھا ہے اب یہ امر قابل غور ہے کہ کیا صرف یہ شبہ عدم وثوق کے لئے کافی ہے یا زید میں کوئی دوسرا مانع بھی ہے بہر حال اگر یہ عادل یا مقبول القول نہ ہو تو شہادت تو تھی ہی نہیں جیسا اصل جواب میں مفصل لکھا ہے صرف اخبار تھا وہ مخبر کے غیر عادل ہونے سے مقبول نہیں اور اگر زید عادل ہے تو المراۃ کالقاضی (۲) کا جزئیہ قابل نظر ہے اور عادل ہونے کی صورت میں شاید عدد شرط نہ ہو یاد نہیں ۔ فقط

عدت والی عورت سے زمانہ عدت میں زنا کیا ، پھر عدت کے بعد اس سے نکاح کیا ، تو کیا حکم ہے ؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک شخص رئیس اپنے چاکر کے واسطے دوسرے کی منکوحہ عورت جبراً لایا اور کئی مہینے کے بعد کچھ

---

(۱) الاشباه والنظائر "كتاب القضاء والشهادات والدعاوی ۲ / ۲۰۵ ط ادارة القرآن و العلوم الاسلاميه كراتشی)

(۲) والمراة كالقاضی اذا سمعته او اخبرها عدل لا يحل لها تمكينه والفتوی علی انه ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدی نفسها بمال او تهرب (هامش رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطلاق، باب الصريح، مطلب فی قول البحر ان الصريح يحتاج فی وقوعه ديانة الی النية ۳ / ۲۵۱ ط سعيد كراتشی)

روپیہ دیکر شوہر سے طلاق لے لیا اور عدت کے اندر اپنے نوکر کو رکھنے اور زنا کرنے کا حکم دیا اور عدت ہی میں اپنے چاکر سے نکاح کرادیا وہ نکاح درست ہوا یا نہیں ؟

(جواب ٤٧٢) دوسرے شخص کی منکوحہ کو نکال لانا اور عدت کے اندر عورت کے پاس دوسرے شخص کو بھیجنا اور زنا کرانا یہ سب گناہ اور ظلم اور فسق ہے۔ (۱) ان امور کا مرتکب سخت فاسق و فاجر اور ظالم ہے اور عدت کے اندر جو نکاح کردیا گیا وہ نکاح درست نہ ہوا۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تم الجزء السادس من کفایت المفتی و یلیه الجزء السابع اوله کتاب الوقف

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ : ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب اجله (البقرة: ٢٣٥) و في الهندية: لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة كذافى السراج الوهاج (الفتاوى الهندية: كتاب النكاح: الباب الثالث فى بيان المحرمات: القسم السادس المحرمات التى يتعلق بها حق الغير ١ / ٢٨٠ ط ماجدية: كوئته)

(۲) قال اللہ تعالی : واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف (البقرة: ٢٣٢)